وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

حالاتِ بنی عثمان

۱۹۰۹ء

تاریخی نام "تواریخ آلِ عثمان"

حسب ایمائے مجمع مکارم جناب منشی محبوب عالم صاحب

اڈیٹر پیسہ اخبار

بندہ محمد حلیم انصاری ردولوی مترجم تمدن اسلام - ارمانوسہ،

فتاۃ غسان، وغیرہ وغیرہ نے

مصر کے نامور مورخ کرنل اسمٰعیل بک سرہنگ انسپکٹر

مدارس جنگی کی مبسوط کتاب حقائق الاخبار عن دول البحار

سے سلیس اردو میں ترجمہ کیا

اور ۱۹۰۹ء میں بار اول

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپی

حالات بنی عثمان

۱۹۰۹ع

(تاریخی نام "تواریخ آل عثمان" ہے)

یعنی دولت علیہ عثمانیہ کی مکمل بحری اور بری مختصر تاریخ

ہندوستان کے مسلمانوں میں خصوصًا اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں عمومًا بہت کم ایسے افراد نکلینگے جنکو سلطنت عثمانیہ اور سلاطین آل عثمان کے ساتھ دلی ہمدردی نہو۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے کیونکہ یہ سلطنت مسلمانوں کی سب سے بڑی حکومت ہے اور اسکا عظیم الشان تاجدار موجودہ اسلامی دنیا کا سب سے بڑا تاجدار ہونے کے علاوہ اُنکا دینی خلیفہ اور تمام مقدس مقامات کا حامی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابتک اس سلطنت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ اُردو زبان میں موجود نہ تھی جسمیں بری اور بحری دونوں قسم کی قوتوں کے مکمل حالات موجود ہوتے اور اسکا ماخذ خاص مسلمان ترک مورخین کی کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے سلطنت عثمانیہ کے متعلق کچھہ کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے عثمانیہ کے متعلق کچھہ کتابیں لکھکر شائع بھی کی ہیں لیکن اُنمیں بہت بڑا نقص یہ ہے کہ اُنکا ماخذ متعصب یورپین مورخین کی تصانیف ہیں اور مزید برین اُن کتابوں کی ترتیب بھی بہت بدنما ہے۔ حالانکہ قریب قریب دنیا کے تمام لائق لوگوں نے باتفاق آرا یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ کتاب کی جان اُس کی عمدہ ترتیب ہوتی ہے ❊

اسی بنا پر ہم نے "حالات بنی عثمان" کو شائع کیا ہے جس کے ماخذ مسلمان

عرب اور ترک مستند اور راست بیان مورخین کی تصانیف ہیں اور اس کتاب میں سلطنت عثمانیہ کی مکمل بحری اور بری تاریخ اختصار کے ساتھ اس طرح درج کی گئی ہے کہ کوئی ضروری اور قابل ذکر واقعہ چھوڑا نہیں گیا۔ اور نہ فضول طوالت سے کام لیا گیا۔ اسی کے ساتھ کتاب کی ترتیب ایسی اعلےٰ درجہ کی رکھی گئی ہے کہ دیکھ کر دل خوش ہو جائیگا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ذیل میں اس کے چند ابواب اور ذیلی سرخیوں کی اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے :-

کتاب حالات بنی عثمانؒ کی ابواب کی اجمالی فہرست

پہلی فصل۔ سلطنت کا جغرافیہ طبیعی۔ **دوسری فصل**۔ دولت عثمانیہ کے بحری بیڑہ۔ **تیسری فصل**۔ آل عثمان کے خاندان اور انکی حکومت قائم ہونے کے حالات۔ **چوتھی فصل**۔ دولت عثمانیہ کے قیام اور استقلال سے زمانہ تیمور لنگ تک کے حالات۔ **پانچویں فصل**۔ تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح قسطنطنیہ تک کے حالات۔ **چھٹی فصل**۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سے سلاطین آل عثمان میں عہدہ خلافت اسلامیہ کے منتقل ہو جانے تک کے حالات۔ **ساتویں فصل**۔ آل عثمان میں خلافت اسلامیہ کا عہدہ پانے کے بعد سے صقوللی محمد پاشا وزیر اعظم اوّل کے انتقال تک کے حالات +

بندہ محمد علیم انصاری

[illegible] کتاب میں کل پندرہ فصلیں ہیں
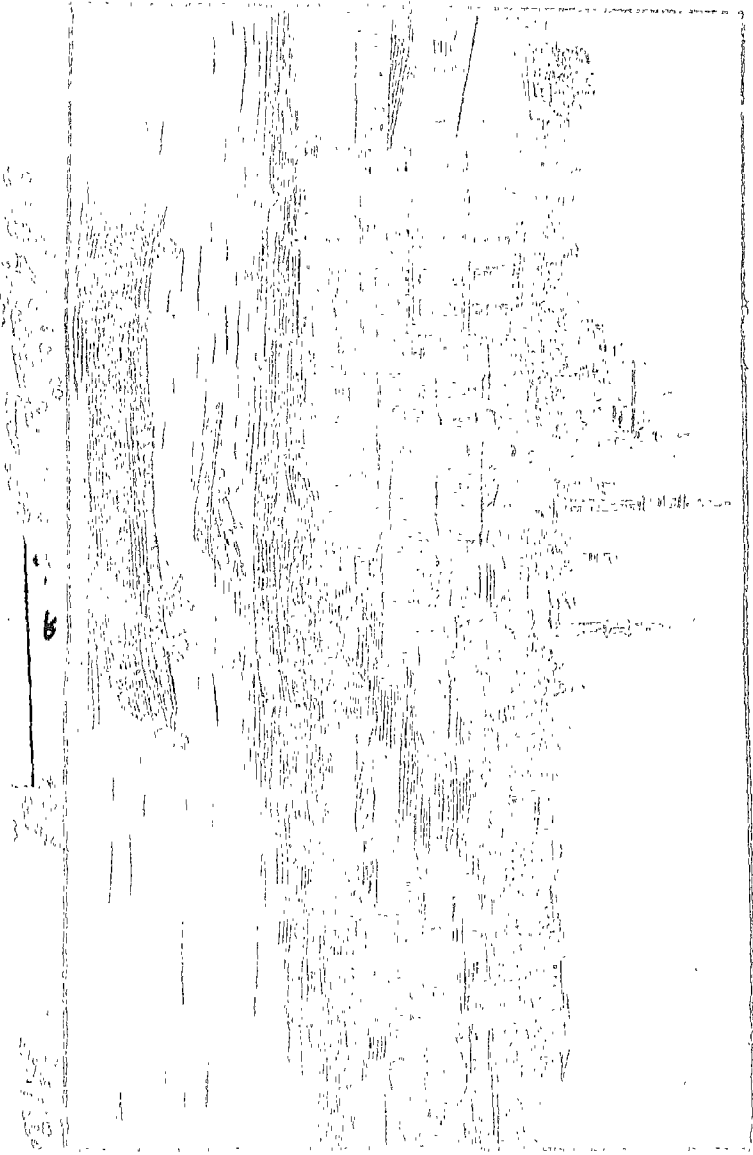
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

عرض مترجم

عربی زبان کا مشہور مقولہ "قصص الاولین عبرۃ للآخرین" صاف طور پر عیاں کر رہا ہے کہ دنیا میں فن تاریخ سب سے اہم اور مفید فن ہے اور موجودہ زمانہ کی مہذب قوموں نے اسی واسطے اس فن پر خاص توجہ کر کے اسے حد کمال پر پہنچا دیا ہے اور اپنی تہذیب و تمدن حکومت و دولت، صنعت و حرفت اور علوم و فنون تمام امور کی بنیادیں تاریخی معلومات کی ہدایتوں کے مطابق قایم کی ہیں ✤

مسلمانوں کی تاریخی کتابوں سے اہل یورپ نے جس قدر مادی اور اخلاقی فواید حاصل کئے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں خود مسلمانوں کو اُن فواید کا ایک شمہ بھی نہیں حاصل ہوا اور کیونکر حاصل ہو جبکہ اُن میں سچی تاریخ دانی کا نہ مادہ باقی رہ گیا ہے اور نہ اس کا مکمل سامان۔ حوادث زمانہ کی دست درازیوں نے مسلمانان سلف کے زریں کارناموں کو زیادہ تر تو برباد کر ڈالا اور کچھ جواہرات اُن علمی خزانوں کے غیر قوموں کے ہاتھ لگ گئے جنہیں انہوں نے بہت اچھی طرح جلا دے کر دنیا میں شایع کیا اور اُن سے ہر طرح کے فواید اٹھائے۔ مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اُن جواہرات کو اول تو پوچھا تک نہیں اور اُن کی طرف توجہ کبھی کی تو محض استحسان فروشی کے لئے نہ یہ کہ اُس سے کوئی معتدبہ نفع اٹھاتے اور واقعی عبرت حاصل کر کے یہ بات سمجھتے کہ ہمارے سلف کیسے تھے اور ہم کیا ہو رہے ہیں ✤

آج بھی دنیا میں کروڑوں یا کم از کم کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ اُن میں لاکھوں

بھی ہیں اور حکمران بھی۔ بادشاہ بھی ہیں اور گدا بھی مگر افسوس اور ہزار افسوس کہ ادبار
و تنزل کی خواب اور ہوا نے ان کو ایسا غافل و مدہوش کر دیا ہے کہ زمانہ کی رفتار
سے سبق لینا نہیں جانتے۔ ہاں کچھ دنوں سے تھوڑے بہت مسلمانوں کی ہر جگہ آنکھیں
کھلی ہیں اور وہ اس بات کو دیکھ کر اپنی ہستی کو بھی خطرہ میں پاتے ہیں کہ غیروں
نے ہر جانب سے نرغہ کر کے ان کی حکومت اور دولت۔ عزت و حرمت اور فضیلت
و بہت کچھ چھین لیا ہے اور باقی ماندہ چھیننے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ ایسی دردناک
حالت میں جن لوگوں نے احساس اور شعور رکھنے والی طبیعتیں پائی ہیں ان کو بالطبع
دردمندوں کو ان کی دیکھا دیکھی کسی قدر باہمی ہمدردی اور قومی ہوا خواہی کے
جذبات پیدا ہو چلے اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں تعارف اور تبادلہ خیالات کا
سلسلہ جاری ہو گیا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ اب (کروڑوں) مسلمان روئے زمین پر
صرف دو تین خود مختار سلطنتیں رکھتے ہیں جن کی حالت بھی یہ ہے کہ غیروں کے
حملے اور دست درازیاں انہیں چین نہیں لینے دیتیں ۔

اس وقت چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کو چھوڑ کر صرف دو بڑی اور زبردست
اسلامی حکومتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ اول سلطنت عثمانیہ۔ اور دوم مملکت
ایران۔ اور جہاں تک مسلمانوں کے دلی تعلقات کا اندازہ کیا جاتا ہے وہ ان دونو
حکومتوں کی سلامتی کے لئے دست بدعا پائے جاتے ہیں خصوصاً سلطنت عثمانیہ
کی عزت و محبت مسلمانان عالم کے دلوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے اس لئے کہ یہی
ایک اسلامی حکومت ہے جو تمام مقدس مقامات کی محافظ اور یورپ کی زبردست
قوتوں کے بالمقابل درماندہ مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ حمایت کر سکتی ہے۔ اگرچہ وہ
[illegible] و آفتوں میں زبوں حال ہونے کے باعث اپنے آپ کو بھی بمشکل سنبھال رہی
ہے پھر بھی جو کچھ امیدیں مسلمانوں کی اس سلطنت سے وابستہ ہیں وہ کسی اور اسلامی
حکومت سے نہیں ۔

سلطنت عثمانیہ پانچ سو سال کی قدیم اسلامی حکومت ہے اور دو صدی کے عرصہ

سے اسلامی خلافت کا عہدہ بھی سلاطین آل عثمان کے نام کے ساتھ منضم ہوکر اُن
کے اعزاز و اکرام بڑھانے کا موجب ہو گیا ہے - مگر افسوس ہے کہ اب تک اردو
زبان میں اس سب سے بڑی اسلامی حکومت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ موجود
نہ تھی - جو اُس کے تفصیلی حالات بتا سکتی یا اگر کوئی تھی بھی تو اس کا ماخذ انگریزی
یا دیگر یورپین مورخین کی کتابیں رکھی گئی تھیں جو اکثر اوقات مسلمانوں کے متعلق
ایمانداری کے ساتھ صحیح حالات نہیں تحریر کرتے یا متعصبانہ رنگ آمیزی سے کام
لیکر اُن کے واقعی کارناموں کو بھی بد نما افعال بنا دیتے ہیں - چنانچہ اسی کمی کو
پورا کرنے کے لئے میں نے بہ ایماء مجمع مکارم اخلاق جناب منشی محبوب عالم
صاحب ایڈیٹر و مالک پیسہ اخبار لاہور - ملک مصر کے مشہور مورخ کرنل اسمٰعیل
بک سرہنگ انسپکٹر مدارس جنگی کی مقبول تصنیف کتاب "حقائق الاخبار عن
دُول البحار" کے اس حصہ کا سلیس اور بامحاورہ اردو میں ترجمہ کر دیا جو سلطنت عثمانیہ
کے متعلق تھا - اس کتاب کا نام "حالات بنی عثمان" یا دولت عثمانیہ کی تاریخ رکھا
اس کتاب میں صحیح و مستند ترک مورخین اور یورپ کے غیر متعصب تاریخ نویسوں
کے بیانات سے مدد لی گئی ہے اور گو بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے تاہم کسی مشہور
یا ضروری واقعہ کا ذکر کبھی نہیں چھوڑا گیا - اور سب سے بڑھ کر عمدگی اس کتاب میں
یہ ہے کہ یہ سلطنت عثمانیہ کی بحری اور بری مکمل تاریخ ہے جس کی نظیر اب تک
اردو زبان میں نہیں مل سکتی - کیونکہ اس میں بری کے ساتھ بحری پہلو کو بھی اہتمام
کے ساتھ پیش نظر رکھا گیا ہے - اور سلطنت عثمانیہ کی بنا جس طرح اس کی بحری
کامیابیوں پر رکھی گئی ہے - ویسے ہی آج تک اُس کی تمام شان اُس کی بحری
حالت پر منحصر ہے *

آخر میں بندہ مترجم اہل نظر کی خدمات میں اس قدر اور عرض کرتا ہے -
کہ ترجمہ یا عبارت میں کہیں کچھ غلطی پائیں تو اُسے انسانی سہو اور نسیان کا لازمہ
سمجھ کر عیب پوشی کا خیال رکھیں اور کتاب کے شائع کرنے والے کارخانہ کو

مطلع فرمادیں جس کی آیندہ اصلاح کی جاسکے ۔ ع

برکریمان کارہا دشوار نیست

بندہ

محمد حلیم انصاری

سلطنت آسٹریا اور ہنگری کرتے ہیں۔ مغربی جانب میں جبل اسود، بحرِ ایڈریاٹک خلیج اوٹرانٹ اور بحرِ یونان اسکی حدود کو ممتاز بناتے ہیں۔ جنوبی سمت میں مملکت یونان، بحیرہ آرکی پیلیگو (مجمع الجزائر یونان)۔ آبنائے گلیپولی۔ یا ڈارڈنلز۔ بحیرہ مارمورہ اور آبنائے باسفرس اس کی سرحد بناتے ہیں۔ اور سمت مشرق سے بحر اسود سرحد کا کام دیتا ہے۔ جس میں بوسنیا اور ہرزیگو نیا کے وہ دو صوبے ہیں جن کو معاہدہ برلن کے رو سے حکومت آسٹریا نے ٹرکی سے لے لیا ہے۔ اور اس وسیع اراضی کے علاوہ یورپ کے براعظم میں جزائر کریٹ۔ جزیرہ طاسشیوز۔ سموتھراکی۔ امبرو۔ لیمونس اور تینیڈوس۔ (جس کو بوزچہ آطہ بھی کہتے ہیں) وغیرہ بھی ترکی قلمرو میں شامل ہیں ؛

یورپین ٹرکی کے حدود پر بحر ایڈریاٹک کے برابر برابر کوہستان آلپس اور یونان کے کوہستان کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے جو کوہستانی چوٹی چار طاغ کے ذریعے سے ترکی قلمرو کی حدود سے مل جاتا ہے۔ چار طاغ کی بلندی ۲۵۰۰ میٹر[1] ہے اور کوہستان بلقان بحر آرکی پیلیگو کے محاذ میں پھیلتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوہ رودوپ اور کوہستان اسٹرانجہ اس سے جداگانہ واقع ہوئے ہیں۔ ان کوہستانی سلسلوں کے بیچ بیچ میں جابجا نہایت سرسبز وادیاں۔ بلند سطح زمینیں۔ شاداب چراگاہیں اور وسیع و خوب صورت جنگل بھی پائے جاتے ہیں۔ چار طاغ اور بلقان سے جنوبی رخ کو کئی دریا نکلتے ہیں۔ جو بحر آرکی پیلیگو میں جا گرتے ہیں۔ اور وہ دریا حسب ذیل ہیں :- (۱) مرتسا۔ قدیم زمانہ میں اس کا نام ہیبرس تھا۔ طول ۲۳۰ میل ہے (۲) اسٹرومیا۔ (۳) وردار۔ جس کا قدیم نام اکسیوس تھا اس کا دہانہ خلیج سالونیکا میں واقع ہے اور یہ ۲۰۰ میل طویل ہے۔ شمالی سمت میں چند چھوٹی چھوٹی ندیاں بہ رہی ہیں جن کے دہانے دریائے ڈینیوب میں گرتے ہیں اور دریائے ڈینیوب سربیا۔ بلغاریا اور رومانیا کے ممالک کو ایک دوسرے سے الگ بناتا ہے۔ باقی

[1] ایک میٹر ۳۹٫۳۷ انگریزی انچوں کے برابر ہے ؛

رہیں وہ ندیاں جو بحر ایڈریاٹک میں گرتی ہیں ان کو برساتی نالے کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ موسم برشگال ہی میں اُن کے اندر پانی آتا ہے بعد ازآں خشک پڑی رہتی ہیں۔ ان ندیوں میں سب سے بڑھ کر مشہور ندی ڈنیوب ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں اول البانی ڈرنیو اور دوم ڈرنیو اسود۔ اور یہ دونو بحر ایڈریاٹک اور یونان میں گرتی ہیں۔ ان کا زیادہ تر حصہ قابل کشتی چلانے کے رہتا ہے۔ مگر وہی چھوٹی چھوٹی کشتیاں اُس میں چل سکتی ہیں۔ ماسوا ان ملکوں کے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے قدیم زمانہ میں یورپ کے خطہ میں ممالک تھریس۔ یونان۔ اسلیریا اور اپیرس وغیرہ بھی دولت علیہ کے ماتحت تھے۔ اور جو لوگ فن تاریخ سے ماہر ہیں اُن کو یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ فیلقوس اور اسکندر اعظم کا وطن یعنی ملک مقدونیہ قدیم الایام میں کس قدر شہرت و قوت رکھتا تھا۔ اور ممالک گریس (یونان) اور مشرقی دنیا میں اس کے اقتدار کا کیا عالم تھا۔ پھر تقریباً دوسری صدی قبل مسیح میں رومن لوگوں نے ان وسیع ملکوں پر قبضہ کر لیا اور مغربی رومن حکومت کے برباد ہو جانے پر مشرقی رومی حکومت ان ملکوں کی حامی اور محافظ رہی یہاں تک کہ عثمانی ترکوں نے اس خطہ پر حملہ کرکے رومیوں کو یہاں سے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ جو ممالک یورپ میں دولت علیہ کے براہ راست مطیع ہیں اُن کی مسطح سرزمین کا رقبہ (۱۶۰۰۰۰) کیلومیٹر مربع ہے اور مردم شماری (۵۰۰۰۰۰۰)۔ ان ملکوں کی آب و ہوا ساحلی مقاموں میں معتدل اور بلند سرزمینوں میں بیحد سرد ہے اور ایسے ہی جو مقامات دریائے ڈنیوب کے آس پاس واقع ہیں اور وہاں شمالی ہوا زیادہ چلتی ہے۔ اُن میں بھی سخت سردی پڑتی ہے۔ پیداوار غلہ کی قسم سے گیہوں۔ چینہ دانہ۔ اور شوفان بہت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی کاشت بلغاریا۔ بوسینیا اور مقدونیہ کے ملکوں میں ہوتی ہے جہاں باشندوں کی ضرورت سے زاید پیدا ہوتا ہے۔ مشہور سبزیوں کی تمام قسمیں ہر ایک ملک میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ دریائے مرتسا کے کناروں پر چاول کی پیداوار بہت عمدہ ہوتی ہے۔ اور بلغاریا۔ بوسینیا اور ہرزگوینا کے ملکوں

ہیں آلو بکثرت ہوتے ہیں۔ کریٹ اور اپیرس اور آرکی پیلیگو کے جزائر میں شراب
نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بحر آرکی پیلیگو پر نارنگی۔ لیموں اور
انجیر وغیرہ کے ایسے نفیس درخت بکثرت بوئے جاتے ہیں اور خوب بار ور ہوتے
ہیں۔ پھولوں کی بھی ایسی ہی بافراط پیدائش ہوتی ہے۔ خاصکر گلاب نہایت
عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ تمباکو کی نسبت تو یہ کہنا ہی فضول ہے کہ یورپین
ٹرکی سے بہتر دنیا میں نہیں ہوتا۔ اور ہر مقام پر یکساں پیداوار ہوتی ہے۔ یورپین
ٹرکی کی دوسری بکثرت پیداوار میں زیتون اور تل ہیں۔ اور بلقان۔ بوسنیا اور البانیا
کے کوہستان گھنے اور سرسبز جنگلوں سے ڈھنپے ہوئے ہیں جن میں بلوط۔ [illegible] دار
گولر اور چیڑ کے بیشمار درخت ہوں گے۔ کتان۔ ریشم۔ روئی اور زعفران کی پیداوار
بھی خوب ترقی اور افزائش پا رہی ہے۔ چراگاہوں کی افراط سے بھیڑیں۔ بکریاں
اس قدر بکثرت ہوتی ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ معدنی پیداوار بھی بہت ہے گو
اُس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اُن کے نکالنے کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔ جزیرہ
کریٹ۔ ملک البانیا اور سرزمین رومیلیا میں پتھر کا کوئلہ بکثرت ہوتا ہے اور لوہا اور تانبا
کوہستان بلقان میں افراط کے ساتھ نکلتا ہے۔ علاوہ بریں اسی کوہستان میں سنگ مرمر
اور کئی طرح کے نئے عمدہ پتھر بھی ہوتے ہیں جن کی تجارت ملک میں خوب [illegible]
ہوا کرتی ہے ۔

ایشیائی ٹرکی:۔ ایشیا میں سلطنت عثمانیہ کئی بڑے بڑے حصوں میں تقسیم ہوتی
ہے جو حسب ذیل ہیں:۔ ایشیائے کوچک یا اناطولیا۔ الجزیرہ (جس کا قدیم نام میسو
پوٹامیہ تھا)۔ ملک شام اور ایک بہت بڑا حصہ جزیرہ نمائے عرب کا۔ اس کی حد
چاروں سمتوں سے اس طرح ہوتی ہے کہ شمال میں بحر اسود، بحیرہ مارمورا اور [illegible]

لہ اگرچہ ممالک عرب سلطنت عثمانیہ میں شامل ہیں لیکن ہم نے اُن کی تاریخی حیثیت کا خیال کر کے
اُن کے لئے ایک علیحدہ باب مقرر کیا جانا مناسب تصور کیا۔ اور اسی وجہ سے ہم ایشیائی ٹرکی کا حال
بیان کرتے ہوئے ممالک عرب کو چھوڑ گئے ہیں۔ (مولف) ۔

روسی ملک گرجستان کا۔ مشرق میں بھی روسی گرجستان اور سلطنت فارس۔ جنوب میں خلیج
فارس اور ممالک عرب اور مغرب میں بحر احمر، بحر ابیض متوسط۔ بحر آرکی پیلیگو اور آبنائے
ڈارڈنلز۔ اور یہ وسیع قلمرو براعظم ایشیا کے مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کا طول
بحر مارمورہ سے خلیج بصرہ تک ۲۲۰۰ کیلومیٹر ہے اور اس کی سطح اراضی کا رقبہ
۱۲۵۰۰۰۰ کیلومیٹر مربع ہے۔ اس ملک کے سواحل بہت ٹیڑھے بیڑھے واقع ہوئے
ہیں اور بکثرت راسیں اُن میں نکلی ہیں جس کی وجہ سے کئی ایک قدرتی خلیجیں اور
کھاڑیاں بن گئی ہیں منجملہ اُن کے خلیج ازمید اور کملیک بحر مارمورا میں اور خلیج ادرامیٹ
اور ازمیر اور منڈالیا اور استانکوئی بحر آرکی پیلیگو میں۔ اور خلیج انطاکیہ اور اسکندرونہ
بحر ابیض میں واقع ہیں۔ اور یہ تمام دریائی کنارے علی العموم کوہستانی ہیں۔ تقریباً ان
میں بکثرت گھاٹ اور بندرگاہیں اس قابل ہیں جن میں جہازات بحفاظت تمام رہ
سکتے ہیں۔ مگر وہ ہوائیں جو شمالی مغربی گوشہ سے بکثرت چلتی رہتی ہیں بحر اسود میں اس
طرح کا دائمی تلاطم اور طوفان بپا کرتی ہیں کہ جہازرانی کے لئے سخت خطرہ درپیش رہتا
ہے اور ایسے ہی بحر ابیض متوسط میں بھی خوفناک طوفانی ہواؤں کا چلتا رہنا جہازرانی
کے حق میں آفت ہے خصوصاً وہ طوفانی جھونکے جو معمولاً جزائر آرکی پیلیگو کے اطراف
میں آتے رہتے ہیں نہائت آفت خیز ہیں۔ زمانہ قدیم سے لیکر وسطی صدیوں کے
خاتمہ تک بحر اسود کے بندرگاہوں یعنی طرابزون، سمسون اور سینوب وغیرہ جیسی
مقامات میں جہازات کی بکثرت آمدورفت رہتی تھی اور جنوبی سمت کے سواحل کا کیا
اُن بحری لٹیروں کے جہازات کی جائے پناہ رہتے تھے جو اضالیہ اور اسکندرونہ
کی خلیجوں میں بھی پناہ لیا کرتے تھے اور اس طریقہ پر وہ مدت دراز تک بحر متوسط
ابیض میں جہازرانی کی کوششیں بار آور ہونے سے روکتے رہے۔ ترکی سواحل
میں سب سے زیادہ راسیں رکھنے والے بحر آرکی پیلیگو کے سواحل ہیں وہاں البتہ
ایسی لمبی لمبی کھاڑیاں پائی جاتی ہیں جو ایک براعظم میں داخل ہیں اور ایک مجموعہ
چھوٹے جزیروں یا جزیرہ نماؤں کا اُن کو طوفانی ہوا کے صدمات سے محفوظ بنانے

کے لئے موجود ہے۔ مثلاً خلیج اور میدجس کی حفاظت جزیرہ میڈلی کرتا ہے اور خلیج آزمیر جس کو جنوب اور مغرب کی طرف سے جزیرہ شماسے چشمہ محفوظ بنا رہا ہے اور خلیج اسکالا نوفا جس کو جنوبی طرف سے جزیرۂ ساموس اپنی پناہ میں لئے ہے اور خلیج ہاسے مندالیا اور کوس وسیمی کہ یہ دونو نہایت تنگ اور عجیب وغریب ہیئت کی مستطیل شکل میں ممتد ہوتی چلی گئی ہیں۔ بہرحال انہی اسباب سے قدیم زمانہ میں یہ خلیجیں کئی ایک عظیم الشان شہر اپنے آغوش میں لئے تھیں جو بحری تجارت کے ذریعہ سے خوب مالدار و مشہور ہو گئے تھے جیسے شہر ٹروادہ۔ فوسیا۔ ازمیر (سمرنا)۔ افسوس۔ میلیٹ۔ ہالیکر ناس۔ اور کانڈیا وغیرہ۔ لیکن ان دنوں ان سب شہروں کی تجارت سمٹ کر صرف شہر آزمیر میں آ گئی ہے۔ اور وہ اس قدر عظیم الشان تجارتی منڈی بن گیا ہے جیسا کبھی نہ تھا۔ اور ثروت کے لحاظ سے بھی ممالک عثمانیہ میں یہ شہر اول درجہ کا ہے۔ ایشیائے کوچک کا خطہ ایک عظیم الشان بلند سرزمین سطح مرتفع ہے جس میں زلزلوں اور آتش فشانیوں کے آثار بکھرے پڑے ہیں خاصکر اس کے وہ گوشے جو بحرابیض کے سواحل پر واقع ہیں یعنی وہ اقلیمیں جن کو قدیم زمانہ کے لوگ فریجیا محترقہ (سوختہ) کہا کرتے تھے۔ اسی واسطے وہاں آتش فشانی کے مادے اور لاوے نہایت کثرت کے ساتھ پڑے نظر آتے ہیں اور وہاں زلزلے بھی نہایت افراط کے ساتھ آیا کرتے ہیں۔ اس ملک میں مشہور اور عظیم الشان کوہ ارارات ہے جو سرحد ایران پر واقع ہے تین بڑے کوہستانی سلسلے جدا ہوتے ہیں منجملہ اُن کے ایک کوہستان ایران کا سلسلہ ہے جو دکھن کی جانب پھیلتا چلا گیا ہے اور دوسرا سلسلہ کوہستان طوروس کا ہے جو دکھن اور مغرب کے گوشہ کی طرف ممتد ہوا ہے اور اسی کوہستان طوروس کا دوسرا سلسلہ جو شرقی طوروس کہلاتا ہے شمال مغربی گوشہ میں دوسرے سلسلہ کوہستان طوروس کے بالمقابل ممتد ہوتا چلا گیا ہے۔ عام لوگوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان تھمنے کے بعد اسی کوہ ارارات کی چوٹی پر ٹھہری تھی۔ اس پہاڑ کو

ایک ہی طاغ بھی کہتے ہیں۔ مشرقی کوہستان طوروس کا سلسلہ سواحل بحر اسود کے محاذ
میں ممتد پایا جاتا ہے اور اسی سلسلہ سے بعض پہاڑوں کی شاخیں پھوٹ کر بحر مارمورا
سے جا ملی ہیں۔ اس کوہستان کی مشہور چوٹیوں میں کوملہ اور یلدیز دو چوٹیاں شہر طوقات
کے مشرقی جانب ہیں۔ اور بلغار طاغ اور آلا طاغ یہ دو چوٹیاں شہر قسطمونی کے نزدیک
واقع ہیں۔ اور کشیش اور رو بانیچ شہر بروصہ کے پاس ہیں۔ اور مراد طاغ اور اسی
سے ملی ہوئی دوسری چوٹی فار طاغ یہ دونو سواحل بحر آرکی پیلاگو رومی کے مقابل
میں واقع ہیں۔ اس کوہستان طورس کے جس کو کوہستان فوزان بھی کہتے ہیں کوہ
ارارات سے جدا ہونے کے بعد خلیج اسکندرونہ کے قریب اس مقام میں جس کا نام
فوزان ہے ایک نیم دائرہ بنتا ہے جس کے دونوں سرے سواحل بحر الجزائر کی جانب
ممتد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کی مشہور چوٹیاں حسب ذیل ہیں :۔
نیکول طاغ۔ جمعہ طاغ اور ارجیش طاغ۔ اور اسی سلسلہ میں ایشیائی ٹرکی کے
کوہستان کا سب سے بلند تر نقطہ واقع ہے جس کی بلندی (۴۰۰۰) میٹر ہو گی اور وہ
مقام قیصریہ کے نزدیک واقع ہے۔ اسی کوہستان فوزان کے سلسلہ سے ایک دوسرا
کوہستانی سلسلہ بھی جدا ہوتا ہے جو خلیج اسکندرونہ کے مشرقی ساحل کی محاذات میں
ممتد ہوتا ہوا بلاد شام کی طرف ڈھلوان ہوتا چلا گیا ہے اور ملک شام میں جا کر
اس کے دو حصے ہو گئے ہیں ایک مشرقی اور دوسرا مغربی جن کا نام وہاں کوہستان
لبنان مشہور ہے اور وہ سلسلہ ملک شام اور فلسطین و اودیہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس
کوہستان کا بیشتر حصہ نہایت سرسبز اور گھنے جنگلوں سے ڈھنکا ہوا ہے اور ان میں
نہایت شاداب چراگاہیں اور سیر حاصل مزرعے بھی بکثرت واقع ہیں۔ کچھ حصہ تمام
سال برف سے بھی چھپا رہتا ہے۔ ایشیائے ٹرکی کے کوہستان اسی اوپر کی بیان کی
ہوئی وضع کے ساتھ چار گھاٹیوں میں منقسم ہو گئے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ اول
بحر اسود اور بحر مارمورا کی گھاٹی۔ دوم بحر الجزائر اور بحر متوسط ابیض کی گھاٹی۔ سوم
خلیج فارس کی گھاٹی اور چہارم اندرونی گھاٹی جو کچھ اہمیت نہیں رکھتی ؂

جو دریا بحر اسود کی وادی کو سیراب کرتے ہیں اور اسی سمندر میں آکر گرتے ہیں اُن کے نام ینشیل ایرمق - جو قدیم زمانہ میں ایرِیس کہلاتا تھا - قزل ایرمق - جو قدیم الایام میں ہالیس کہلاتا تھا - سقالیا - فالیاس اور صنوورلی - ندی ہیں - اور یہ آخری ندی بحر مارمورا میں گرتی ہے - ان دریاؤں کا دھارا ٹیڑھا ترچھا ہو کر چلتا ہے اور بہت تیزی کے ساتھ بہتا ہے - اگرچہ اُن کی زمین پتھریلی ہے تاہم یہ اپنے منبعوں سے بہکر بہت سا ریت بھی ساتھ لاتے ہیں - اور اپنے دہانوں پر جہاں یہ سمندر میں گرتے ہیں ڈلٹا بناتے چلے جاتے ہیں - چڑھاؤ کے دنوں میں ان کا پاٹ بہت چوڑا ہوتا ہے اور باقی سال کے اندر معمولی رہتا ہے اور اسی وجہ سے کہ اُن کے دہانوں پر ڈلٹا بن گیا ہوا ہے - ان میں جہاز رانی نہیں ہو سکتی - ایشیا سے ٹرکی میں دریاے قزل ایرمق کے بعد سب سے مشہور دریا وِلیجہ - دوہ رک اور کوک ہیں - اور یہ سب بھی مذکورہ بالا سمندر میں شہر بافرہ کے قریب بڑے ہو کر گرتے ہیں - صوزورلی ندی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے - اس میں اور نیاس اور نیلوفر نامی دو ندیاں اور بھی آکر مل جاتی ہیں - نیلوفر ندی شہر بروسہ کی سمت سے آتی ہے - پھر اس کے بعد چورک صو نامی ایک اور ندی جو شرقی حدود پر واقع ہے اور جنگ روس میں اُس کی خوب شہرت ہو چکی ہے وہ بھی صوزورلی ہی میں آکر گرتی ہے ؛

جو دریا بحر الجزائر میں آکر گرتے ہیں اُن میں سب سے بڑے اور قابل ذکر باقر - صارابات یا کدوس اور مندر الصغیر جس کا دہانہ قدیم شہر افسوس کے کھنڈروں کے قریب ہے - اور مندرس الکبیر وغیرہ ہیں - اور بحر ابیض متوسط میں دریاے سٹروس گرتا ہے جس کو عسلافکہ بھی کہتے ہیں - اور اس کے علاوہ دریاے جیحون - سیحون اور دریاے عاصی جس کو قدیم زمانہ میں اورانٹ کہتے تھے - یہ سب بھی بحر ابیض متوسط میں گرتے ہیں اور خلیج فارس میں گرنے والے دریاؤں کے نام یہ ہیں :- (مخفی نہ رہے کہ خلیج فارس کو خلیج بصرہ بھی کہتے ہیں) ۔ دریاے شط العرب جو دجلہ اور فرات کے دریاؤں سے مل کر بنا [illegible] کا سنگم شہر قورنہ کے نزدیک ہے اور دریاے

فرات قرہ صو اور مراد جائی نامی دو ندیوں کا مجموعہ ہے۔ قرہ صو ندی کا منبع دوہ بوینی کے کوہستان سے نکلا ہے جو ارضروم کے شمال مشرقی گوشہ میں واقع ہیں اور مراد جائی ندی کا منبع کوہستان دیادین سے نکلا ہے جو بحیرہ وان کے پاس واقع ہیں۔ پھر ان دونوں ندیوں کا سنگم کیبان معدنی نام ایک مقام میں بنا ہے جہاں سے یہ دونوں ایک دریا کی شکل میں آکر فرات کے نام سے جنوبی رخ نشیب میں بھی بہتی ہے اس دریا کا دھارا بالائی حصہ میں پہاڑی ہے اور نشیبی حصہ میں بہت پھیل گیا ہے چونکہ اس میں آبپاشی کے لئے اہل ملک نے بہت سے رہٹ لگا رکھے ہیں اور وہ اُس کے دونو کناروں پر ہر جگہ بکثرت موجود ہیں اس لئے اس میں جہاز رانی کو ترقی نہیں ہو سکتی باقی رہا دریائے دجلہ تو وہ بھی کئی ایک ایسی مختصر ندیوں سے مل کر بنتا ہے جو بحیرہ وان کے جنوبی سمت میں واقع ہیں اور یہ دریا کئی ایک پہاڑوں اور پتھریلی زمینوں کو کاٹتا اور چیرتا ہوا چلنے کے بعد جنوب کی طرف نشیبی زمین میں بہتا ہے۔ دجلہ میں ایک ندی الزاب الکبیر نامی بھی گرتی ہے۔ صحرا نشین عرب لوگ اس میں متعدد بڑی بڑی کشتیاں مال تجارت لانے اور لے جانے کے لئے چلاتے ہیں اور یہ کشتیاں اگرچہ چڑھاؤ (باڑھ) کے زمانہ میں شہر موصل سے بغداد تک تین یا چار دن کے اندر جا پہنچتی ہیں۔ لیکن جب خشکی اور پانی کے اُتار کا زمانہ ہوتا ہے تو اتنی ہی مسافت بیس دنوں سے کم میں قطع نہیں کر سکتے۔

ایشیائے ٹرکی میں چھوٹے چھوٹے سمندروں کی بھی کثرت ہے جن میں سے مشہور بحیرے یہ ہیں: بحیرہ وان یہ نسبتاً دوسرے بحیروں سے بڑا اور بہت مشہور ہے۔ اس کا طول ۱۳۰ کیلومیٹر اور اس کا پانی سخت کھارا ہے۔ بحیرہ وان کے علاوہ ایک بحیرہ لوط یا بحیرہ مردار بھی ہے۔ یہ بحیرہ ملک شام میں واقع ہے اس کا طول تقریباً ایک سو کیلومیٹر اور اس کا پانی نہایت تلخ و شور ہے اور نسبتاً سمندر کے پانی سے بہت ہی زیادہ کثیف بھی۔ بحیرہ مردار (ڈیڈ سی) بحر متوسط ابیض سے تقریباً چار سو پینتالیس کیلومیٹر پر مینی میں واقع ہے۔ اس طرح کہ اگر بحر ابیض متوسط سے وہاں تک کوئی نہر

کھودی جائے تو پانی کاٹنے کے بعد اس میں بڑے زور شور سے بہیگا۔ اس کے علاوہ دوسرے چھوٹے سمندر حسب ذیل ہیں:۔ بحیرہ طبریہ۔ بحیرہ ہاے طوز کول۔ یکی شہر۔ اکردیر۔ آق شہر۔ ملیاس۔ ازنیک اور صبانجہ۔ ان بحیروں میں زیادہ تر ایسے ہیں جن سے نمک نکلتا ہے۔ اور آخر الذکر بحیرے مملکت اناطولیا کے اطراف میں واقع ہیں اور ان میں سے بیشتر سال میں کچھ دنوں تک خشک بھی ہو جاتے ہیں اور بعض بحیروں میں آس پاس کے پہاڑوں سے چند وادیاں بھی آکر ملتی ہیں ؎

ان ملکوں کی آب و ہوا موقعوں کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہوا کرتی ہے کیونکہ اندرونی کوہستانی علاقہ میں جو آب و ہوا ہے وہ اُس نشیبی کوہستانی حصہ میں جس کا امتداد ساحل سمندر پہ ہوتا ہے نہیں پائی جاتی۔ مذکورہ بالا خطّہ کی آب و ہوا سرد و خشک ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ ان پہاڑوں پر بلندی کے باعث قطب شمالی کی طرف سے آنے والی سرد ہواؤں کا اثر زیادہ تر رہتا ہے اور مملکت روس کے کھلے ہوئے میدان اس ہوا کو ادھر آنے سے روک نہیں سکتے۔ اس علاقہ میں سردی کا موسم بہت لمبا اور سخت ہوتا ہے اور گرمی کا موسم بھی خلاف توقع نہایت سخت گزرتا ہے تو جبکہ گرمیوں میں گرمی اور جاڑوں میں سردی کا زور رہتا ہے۔ بالائی ایشیا کی آب و ہوا ہر ایک حصہ میں تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ ایکساں اور باہمدگر مشابہ ہے۔ یہ تمام بالائی حصہ ملک خشک رہتا ہے۔ کیونکہ گو برسنے والی بدلیاں ہر طرف سے گھر کر اس جانب آتی ہیں اور ہوائیں اُن کو اس طرف اُڑا لاتی ہیں لیکن اس سرزمین کے اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں ابر کو روک لیا کرتی ہیں یا زمین اور خلا کی گرمی ابر کو پراگندہ نابود کر ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اندرونی حصوں میں کئی کئی مہینے یونہی گزر جاتے ہیں جن میں ابر کا نام و نشان تک دکھائی نہیں دیتا اور آسمان کف دست کی طرح خالی و صاف رہتا ہے۔ لیکن ساحلی مقامات کی آب و ہوا نہایت معتدل ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جگہیں دریا کے نزدیک واقع ہیں اور دریا سردی اور گرمی دونو کو لطیف بنا یا کرتا ہے نیز محمود

ملک میں وہ رطوبت کافی مقدار میں پائی جاتی ہے جس سے ابخرات بنتے اور ابر کی شکل اختیار کیا کرتے ہیں چنانچہ انہی وجوہ سے بحر اسود کی وادی یا نشیبی علاقہ میں بارش بکثرت ہوا کرتی ہے۔ مگر وہ ساحلی علاقہ جو خوبی موسم اور اعتدال آب و ہوا سے بہت زیادہ حصہ پاتا ہے۔ وہ قدیم ملک کاکیپا کا حصہ ہے جسکی سرزمین پر اس وقت خلیج اطنہ اور اس کے آس پاس کے مشرقی اور مغربی اضلاع موجود ہیں اور یہاں بکثرت بارش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقہ کے جنوبی پہلو میں سر بفلک کوہستان طوروس کا سلسلہ اُسے شمالی ہوا کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھتا ہے اور آفتاب کی طپش کو اس میں منعکس کرتا رہتا ہے۔ اس علاقہ کی سردی کا متوسط درجہ جاڑوں میں ۴۷ درجے رہتا ہے اور گرمیوں میں حرارت کا متوسط درجہ ۹۰ درجے انہی زمینی، موسمی اور آبی اختلافات کی وجہ سے ایشیائی ٹرکی کے خطوں میں روئیدگی کی قابلیت بھی جداگانہ ہے یعنی بالائی حصوں میں نشیبی اور ساحلی مقامات کی نسبت بہت کم روئیدگی ہوتی ہے۔ وسط کا کوہستانی علاقہ جاڑوں میں بیحد سرد ہوتا ہے گرمیوں میں وہاں خاک بکثرت اُڑتی ہے اور ہمیشہ کی خشکی نے اُسے ممالک ایشیا کے ریگزاروں کا ہمشکل بنا رکھا ہے جس کے باعث وہاں اگر کسی قدر سبزہ اور نباتات کا وجود بھی ہے تو وہ بہت ادنےٰ اور کمزور قسم کی روئیدگیاں ہیں۔ چراگاہیں بھی بہت کم اور پرورش مویشی کے لئے ناقابل ہوتی ہیں اور صرف وہ مقامات جو آندھیوں کی پہنچ سے بچے ہوتے ہیں۔ وہاں کچھ سرسبزی کے آثار دکھائی دینگے۔ اور اس حصہ میں دور دور سے گئے فاصلوں پر بہت سے جنگلی اور مختلف اقسام کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آجاتے ہیں۔ مگر ساحلی مقامات یا جزیرے مذکورہ بالا علاقہ سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وہاں نباتات اور درختوں کی کثرت اور پانی کی بہتات ہے۔ اُن میں وہاں روئی اور تمباکو کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ ان مقامات کے کوہساروں پر سرسبز و تازہ اور خوب صورت باغوں کی کثرت ہے اور جھاڑیوں کی

سلہ یہ فارن ہیٹ تھرمامیٹر نہیں۔

افراط۔ جنہوں نے تمام دامن کوہسار کو ڈھانک رکھا ہے۔ اور ان مقامات میں بافراط
سبزیاں۔ ترکاریاں۔ انگور اور مزہ دار پھل بھی پیدا ہوتے ہیں جو بہت سے بیرونی مقاموں
پر جایا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یورپ میں جس قدر پھل از قسم سیب۔ آلوچہ اور آڑو وغیرہ
کے پیدا ہوتے ہیں وہ سب لوکولس ؔ جہاں بحر اسود کے سواحل سے لیگیا تھا۔ علاوہ
بریں دوسرے نباتات اور پھل مثل نارنگی۔ زیتون۔ لیموں۔ انار اور شہتوت کے (جو
ریشم کے کیڑوں کی خوراک ہے) اور مشہور قسموں کے انگور یہیں پیدا ہوتے ہیں
ایشیائے کوچک کی آبادی سترہ کروڑ آدمیوں سے زیادہ ہو گی جو مختلف نسلوں سے
ہیں زیادہ تر عثمانی ترک اور عرب۔ کرد۔ یونانی اور ارمن وغیرہ ہیں جن میں بہت سے
لوگ یہودی وغیرہ دوسرے متعدد مذاہب کے بھی ہیں۔ ان ملکوں میں معادن
کی کثرت ہے منجملہ اُن کے توقات۔ قونیہ اور کوشخانہ کے نزدیک تانبے کی کانیں
ہیں اور چاندی کی بھی متعدد کانیں وہاں ہیں جن میں بہت ہی تھوڑی کانوں میں
معدنیات نکالنے کا کام جاری ہو گا۔ دریائے فرات اور بحر اسود کے قرب و جوار میں
جسقدر پہاڑ ہیں اُن میں تانبا موجود ہونے کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور دریائے
فرات پر شہر عرب کیر کے قریب سونے اور چاندی کی بہت سی بڑی کانیں بھی ہیں
اس کے علاوہ لوہے کی بھی کانیں پائی جاتی ہیں جن سے اہل ملک فولاد تیار کرتے
ہیں پچھلے دنوں اناطولیا کی ولایت میں زنگار کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے او
اسی طرح وہاں سونے اور بلور کی کانوں کا بھی سُراغ لگا ہے۔ باقی رہیں سنگ مرمر اور
سنگ رخام کی قسمیں۔ اُن کی بیحد کثرت ہے لیکن اسی کے ساتھ اُن کی کانوں میں
سے بعض کانیں آج کل خالی ہو چکی ہیں اور چند معادن سے بوجہ عدم توجہی حکومت
و اہل ملک کے فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ اگلے زمانہ میں لیڈیا کے شہروں میں سنگ
مقناطیس کا وجود بھی معلوم ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت شہر میگنیشیا اُسی کی جانب
منسوب کیا جاتا ہے۔ ایشیائے کوچک کے حیوانات میں گھوڑا۔ گائے۔ بکری اور
بھیڑ وغیرہ ہیں۔ شہر انقرہ کے اطراف میں ایک قسم کی بھیڑ ہوتی ہے جس کے بال

بہت لمبے اور نرمی و باریکی میں بالکل ریشم جیسے ہوتے ہیں اور وہ شال بافی کے کام میں لائے جاتے ہیں، اس کی اون کی شالیں کشمیر کی شالوں سے کسی طرح گھٹکر نہیں ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ وہاں ایک طرح کی بکریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جنکی اون اعلٰے قسم کی ہوتی ہے۔ اور سال میں دو مرتبہ تراشی جاتی ہے۔ اور ایک طرح کی قد آور بلّی بھی ہوتی ہے۔ جسکے بال نہائت ملائم اور لمبے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس ملک کے کوہستان میں انواع واقسام کے خوبصورت وخوش آواز خشکی کے پرندے بھی ہوتے ہیں +

---

(۲) دوسری فصل

دولت علیہ عثمانیہ کی بندرگاہیں

اس حکومت کے قلمرو کو جن سمندروں نے احاطہ کر رکھا ہے انہیں سے ہر ایک میں متعدد بندرگاہیں اور بحری گھاٹ موجود ہیں جو کم وبیش اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں اور اس لئے ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ ہم اُن کی ترتیب ذیل کے انداز پر کریں +

بحر اسود کی بندرگاہیں:۔ دولت علیہ عثمانیہ کے قبضہ میں جسقدر بحری مقامات اور بندرگاہیں موجود ہیں انہیں سب سے بڑی اور اہم بندرگاہ خود پائے تخت اور دارالخلافت قسطنطنیہ ہے جسکو دارالسعادت، اور استامبول، یا اسلامبول، بھی کہتے ہیں اور بعض عربی کتابوں میں اسکا نام فروق بھی مشاہدہ ہوا ہے۔ اس شہر کا گھاٹ نہائت عظیم الشان اور خوشنما ہے جسکا نظیر تمام دنیا میں نہیں مل سکتا۔ یہ گھاٹ خلیج ابی ایّوب کے دہانہ کے قریب واقع ہے اور اہل فرنگ اُس کو گولڈن ہارن یعنی شاخ زرّین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کھاڑی کا طول (۶۸۰۰) میٹر ہے اور کم سے کم اسکی چوڑائی (۲۲۰۰) میٹر ہوگی۔ اس گھاٹ میں ایک ہزار کشتیاں اور جہاز

جا سکتے ہیں اور بڑے سے بڑا جنگی جہاز اسمیں بآسانی آمد و رفت کرسکتا ہے - خلیج مذکور
کے دونوں کناروں پر متعدد بستیاں اور سلسلۂ عمارات باہم مسلسل ہوتا ہوا آستانہ سے
متصل ہوتا ہے اور یہ تمام مقامات آستانہ ہی کے شہر میں شامل تصور کئے جاتے ہیں - ان
مضافات کے گاؤں میں سب سے مشہور تر گاؤں فنار ہے جو اگلے زمانہ میں سفرای
دول یورپ کی جائے سکونت تھا اور ان دنوں وہاں رومی گروہ کے لوگ رہا کرتے
ہیں - دوسری بستی بلاط ہے جس کے باشندے زیادہ تر کیا بلکہ تقریباً کل یہودی ہیں -
تیسری بستی سیدی ابی ایوب الانصاری رضی ہے جہاں ایک عظیم الشان مسجد سلطان
محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی تعمیر کردہ موجود ہے اور اس مسجد میں ہر ایک عثمانی سلطان
بوقت تخت نشینی پہلے حاضر ہو کر شیخ الاسلام کے ہاتھوں تلوار زیب کمر کرتا ہے - اہل
اسلام اس مسجد کی نہایت تعظیم کرتے ہیں - یہاں تک جتنے مقامات ذکر کئے گئے یہ سب خلیج
الذہن قرن کے مابین کنارہ پر ہیں اور داہنے کنارہ پر حسب ذیل مقامات واقع ہیں
ہاسکوئی - یہ ارمنی لوگوں کا محلہ ہے اور اسی میں کچھ یہودی بھی آباد ہیں - قاسم پاشا
اس حصہ میں محکمہ وزارت بحری کا دفتر اور سرکاری جیلخانہ ہے - اور اس بستی کے متصل ساحل
عثمانی دار الصناعت یعنی کارخانہ جہاز سازی و مرمت جہازات پھیلتا ہوا دور تک چلا
گیا ہے جس میں گڑھائی اور ڈھلائی کے کارخانے، جہازوں کی مرمت اور تیاری کے
بعض عظیم الشان حوض، اور جملہ سامان متعلق تیاری جہازات جنگی و تجارتی موجود ہیں -
ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اس گھاٹ کو دنیا کے تمام دریائی گھاٹوں میں بے نظیر
سمجھا جاتا ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ محفوظ مقام میں ہونے کے باعث تمام سال
ہر ایک موسم میں دریا کی طغیانی کا اسپر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اسکی گہرائی اسقدر کافی ہے
کہ بڑے سے بھاری اور بڑے سے بڑا جنگی یا غیر جنگی جہاز اسمیں نہایت آسانی کے ساتھ
آسکتا ہے - آستانہ علیہ کا ایک مشہور محلہ غلطہ (گلاتا) بھی ہے جو ایک بلند ٹیلے کی چوٹی پر
واقع ہے اور پہلے اسکو ایک شہر پناہ گھیرے تھی جیسا ٹھیک ٹھیک معلوم ہوگا - اس شہر پناہ کو
اہل جنیوہ نے تعمیر کیا تھا - جو تیرھویں صدی عیسوی کے زمانہ میں عثمانی فتح قسطنطنیہ سے قبل

یہاں سکونت رکھتے تھے - قسطنطینیہ کی بارکیں جنگی کا دفتر، اور ایک نہایت بلند برج آگ لگنے کی خبر لینے کیواسطے بھی اسی محلہ میں تعمیر کیا گیا ہے - اس برج پر ہر وقت ایک آدمی متعین رہتا ہے جو سارے شہر کو دیکھا کرتا ہے اور جہاں آگ لگی فوراً عملہ والے اُس سمت کو دوڑ پڑتے ہیں - غلطہ ہی سے ملا ہوا پیرا کا محلہ (یعنی بک اوغلی) ہے جہاں دول یورپ کے سفیروں کی سکونت رہا کرتی ہے - اس محلہ میں ایک بہت بڑا کارخانہ توپ سازی کا بھی ہے جسمیں توپیں اور بندوقیں تیار ہوتی ہیں +

اور جسوقت دو بڑے آہنی پُل اس خلیج کے دونوں ساحلوں کو باہم ملانے کی غرض سے تیار ہو گئے تو وہ مسافت جو دونوں پُلوں کے مابین حد فاصل تھی بادبانی کشتیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ قرار دیگئی، نئے آہنی پُل کے شمالی سمت میں جو جگہ محل طولہ باغچہ تک چلی گئی تھی وہ جنگی اور دُخانی جہازوں کے لنگر انداز رہنے کے واسطے مخصوص ہوئی - اور قدیم پُل کے جنوب میں اُس کے پاس سے تقریباً خلیج کے انتہائی کنارہ تک جسقدر وسیع جگہ نکلی وہ سب دارالصناعۃ عثمانیہ (یا کارخانہ جہاز سازی) کا گھاٹ بنا دیگئی اور اسی حصہ میں سلطنت کے وہ تمام جنگی جہازات لنگر ڈالے رہتے ہیں - جو آستانہ علیہ میں موجود ہیں - جسوقت انسان نئے پُل سے نکلکر شمالی رُخ بحر اسود کی طرف چلے تو اُسکو اس خلیج کے دونوں ایشیائی اور یورپ کے ساحلوں پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے گھاٹ دخانی اور بادبانی جنگی و تجارتی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کو قابل ملینگے جن میں سے مشہور گھاٹ یورپ کے ساحل پر حسب ذیل ہیں - باطلیمان، ببک، بویجی کوئی، امیرکون، استنیہ، طرابیہ، بیوک دره، اور روملی قواق - اور ایشیائی ساحل پر اسکودار، بکلربک، قندیلی، بکقوز، چبوقلی، اور اناضول قواق کے گھاٹ واقع ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ سواحل باسفرس جہازوں کے لنگر زن رہنے کے لائق ہیں - مگر اُسوقت جبکہ سمندر کی حالت اور ماں سون استقدر خطرناک اثر سے متاثر نہو جو کشتیوں کے خوف دلانے کی موجب بنجائے +

شہر قسطنطنیہ کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے اور ایب سال بسال زیادہ ترقی کر

انی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۹۲ء میں اس شہر کے بندرگاہ میں (۱۰۱۶۶) بادبانی - اور
(۶۴۳۰) دخانی جہاز مال تجارت سے بھرے ہوئے داخل ہوئے تھے جنکا مجموعی بار
بیسٹھ لاکھ ننانوے ہزار ٹن تھا +

مرحوم سلطان محمد ثانی فاتح نے اس شہر کو سنہ ۸۵۷ھ میں فتح کرکے (بوجہ اسکے
قلعہ کی اہمیت اور اسکے بحر اسود و بحر ابیض کے اطراف پر مسلط ہونے اور ایسے مضبوط
محفوظ مقام پر واقع ہونے کے جہاں تھوڑی سی فوجی قوت کے ساتھ بچاؤ کیا جاسکتا ہے
) حکومت عثمانیہ کا پایہ تخت بنالیا۔ عثمانی بادشاہوں کے قابض ہونے سے پہلے یہ شہر
مشرقی رومی سلطنت کا پایہ تخت تھا اور اپنے بانی قسطنطین اعظم کی جانب منسوب ہونیکے
باعث قسطنطنیہ کے نام سے موسوم تھا۔ اسکی بنیاد قیصر قسطنطین اعظم نے سنہ ۳۳۰ء میں ڈالی
تھی اور اس سے پہلے اسکا نام بزانطیوم (بزنطائن) تھا۔ آجکل اس شہر کی آبادی
(۱۳۰۰۰۰۰) آدمیوں سے زائد ہوگی۔ اسمیں (۳۵۴) سرائیں، (۱۸۰) حمام (۵۰) شاہی
محل (یا اسکے قریب) اور (۱۹۸) سپاہیوں کی بارکیں اور محافظ جوانوں کی چوکیاں ہیں
مسجدوں کی تعداد (۶۴۵) ہے۔ (۵۲۰) اسلامی مدرسے (۱۴۸) مدارس عالیہ (۶۵)
کتب خانے۔ (۲۳) دیر (۱۸) شفاخانے۔ اور (۱۷۰) گرجے ہیں۔ جنمیں سے (۶۰)
یونانیوں کے، (۴۰) ارمن والوں کے (۱۰) لاطینی لوگوں کے اور باقی دوسرے
عیسائی فرقوں کے ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں شاندار محلوں اور فلک فرسا سرکاری و دفاتر کی
عمارتوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جو اس شہر کی رونق اور عظمت ظاہر کرتی ہے۔ ان
عمارتوں میں زیادہ مشہور عمارتیں بخشی فوج کا دفتر، باب عالی، اور جدید میگزین ہیں +

شہر کا منظر نہایت حسین اور شاندار ہے۔ دور سے دیکھنے والے کے دل پر اس کے
فریب حسین کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور انسان خوبصورت سے خوبصورت مقام
جو تصویر اپنے دماغ اور خیال میں کھینچ سکتا ہے وہ بالکل وجوہ شہر قسطنطنیہ کا منظر پیش
ہوتے ہی سامنے نظر آجاتی ہے۔ شہر کی تقسیم دس حصوں یا شہری حلقوں میں کیگئی ہے

سنہ ۱۹۰۱ء میں مطابق سٹیٹسمین سیربک سنہ ۱۹۰۱ (۱۰۴۹۶) سٹیمر (۱۶۲۲۶۵۱۷) ٹن وزن کے قسطنطنیہ کے بندرگاہ میں داخل ہوئے +

اور عثمانی سپاہ کی پانچویں آرمی کور یہیں مقیم رہتی ہے - چونکہ یہ شہر سات بلند ٹیلوں پر آباد ہے اسی واسطے اسکے راستے اور سڑکیں بہت ڈھلوان اور ٹیڑھی واقع ہوئی ہوئی ہیں۔ تجارت میں یہ شہر تمام دنیا کی تجارتی منڈیوں پر فوقیت لیگیا ہے اور آجکل اسکی تجارتی اہمیت اسلئے اور بڑھگئی ہے کہ اب وہ ریلوے کے ذریعے سے بھی یورپ کے مشہور پائے تختوں کے ساتھ وابستہ ہوگیا ہے۔ شہر کے مکانات زیادہ تر لکڑی سے بنے ہیں۔ کیونکہ یہاں زلزلوں کا بہت خوف رہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر میں کوئی رات ایسی نہیں خالی جاتی جیسمیں کہیں نہ کہیں آگ نہ لگتی ہو۔ مگر اب اکثر باشندے اپنے مکانات سنگ مرمر اور دوسرے پتھروں سے بنوانے لگے ہیں۔ خاصکر ۱۸۹۴ء میں جو زلزلہ آیا تھا اس کے بعد سے بکثرت پختہ اور سنگین عمارتیں بنگئی ہیں ٭

بحر اسود کے ساحل رومیلی پر دولت علیہ عثمانیہ کے مقبوضہ مشہور بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ یا گھاٹ بورغاز بھی ہے جو خلیج کے انتہائی گوشہ پر واقع ہے اور شہر اڈریانوپل کے شمالی مشرقی گوشہ سے (۱۱۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر پایا جاتا ہے۔ یہ بندرگاہ ان ملکوں میں سب سے اہم تجارتی بندرگاہ ہے اور وہاں کے مال برآمد میں گیہوں، جو، چینہ دانہ، اون اور عرق گلاب وغیرہ چیزیں شامل ہیں۔ اس ساحلی بستی کی آبادی (۵۰۰۰) آدمیوں کے قریب ہوگی ٭

سیزہ پولی - یہ بندرگاہ بھی مشرقی رومیلی کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی (۸۰۰۰) ہوگی ۱۸۲۹ء میں روسیوں نے اس مقام پر قبضہ کرلیا ہو۔ یہ بحر اسود کا سب سے اچھا گھاٹ ہے ٭

وارنہ - حکومت بلغاریہ کا ایک مستحکم اور بڑا بندرگاہ ہے اور نہر پراوادیا کے نزدیک واقع ہے۔ وارنہ اور شہر رسچق کے مابین ریلوے لائن بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کی آبادی (۲۵۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے جنوب مغربی جانب ایک چھوٹا سمندریوان ہے اور اسکا گھاٹ بالکل کھلا ہوا ہے جسپر مشرقی اور جنوبی ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ گیہوں، شراب کی مختلف قسموں، انڈوں اور کھالوں کی تجارت اس بندرگاہ میں بہت زیادہ

ہوتی ہے۔ شہد اور عمارتی لکڑیوں کی نکاسی بھی یہاں سے اچھی ہوا کرتی ہے۔ اس بندرگاہ کو اس لئے اور بھی شہرت حاصل ہے کہ ۱۴۴۳ء میں عثمانی ترکوں نے سلطان مراد خان دوم کے عہد میں اڈسلاس پنجم شاہ ہنگری پر نمایاں فتح حاصل کر کے یہ بندرگاہ اس سے چھین لیا تھا۔ بعد ازاں ۱۸۲۸ء میں روسیوں نے اس مقام کو ترکوں کے قبضہ سے چھینا اور یہاں کی قلعہ بندیوں کو برباد کرنے کے بعد دوبارہ ترکی حکومت کو واپس دیدیا۔

پیرس اور وائنا سے آنے والے سیاح جو یورپ کے ملکوں سے استنبول کو دیکھنے آتے ہیں اسی بندرگاہ سے براہ دریا قسطنطنیہ کا رُخ کرتے ہیں۔ جس بحیرہ کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ اگر موجودہ گھاٹ کے اندر سے وہاں تک کوئی نیا راستہ نکال دیا جائے تو وہ بحیرہ بھی شہر وارنہ کا گھاٹ بن سکے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی ایک اچھے اچھے گھاٹ وہاں موجود ہیں لیکن چونکہ اُنکا ذکر چنداں ضروری نہیں اسلیے ہم اُنکو بیان نہیں کرتے +

اناطولیا اور ایشیائے کوچک کے جو سواحل بحر اسود پر واقع ہیں۔ اُنمیں سب سے اہم حسب ذیل مقامات ہیں:-

ارکلی یہ گھاٹ شمال کی جانب کھلا ہوا ہے۔ اس کے اندر کشتیاں اور جہازات لنگر انداز ہوتے ہیں اور اس شہر کے اطراف میں پتھر کے کوئلہ کی کانیں ہیں جنکی پیداوار خود حکومت عثمانیہ جہازرانی کے کام میں لاتی ہے +

شہو اد کلی - قسطنطنیہ کی بنیاد پڑنے سے قبل اور رومی حکومت کے آخری عہد میں تراس کی اُسقفیہ کا پایۂ تخت بھی رہ چکا ہے +

وانیہ بولی - اسکا قدیمی نام ابونوپولیس تھا۔ ضلع قسطمونی میں بحر اسود کے کنارہ پر ایک گھاٹ ہے۔ اور سنیوب سے مغربی سمت (۱۲۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی (۳۵۰۰) آدمیوں کی ہوگی، اس بندرگاہ میں چھوٹی کشتیاں بنا کرتی ہیں۔ اور یہاں کا گھاٹ بہت خوشنما اور مختصر ہے۔ شہر دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں واقع ہے جسکو دریائے دوریکان ایرمق سیراب کرتا ہے۔ مذکورہ بالا پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پیچھے ایک قلعہ بھی تھا جو اب منہدم ہو گیا ہے۔ یہ قلعہ ۱۲۰۰ء میں جنیوا کے

کا سک لوگوں کی لوٹ مار کے ملی روکنے کی نیت سے بنوایا تھا جو بعد میں منہدم ہوگیا +

اُماسترا - یہ بھی بڑا بندرگاہ ہے - مگر شمال مغربی گوشہ سے مغربی جانب کو کھلا ہوا ہے شہر ایک چھوٹی جزیرنما راس پر واقع ہے - اس بندرگاہ میں زیادہ سے زیادہ پانی کی گہرائی بیس بام پائی جاتی ہے - اسکو ضلع قسطمونی کے ماتحت رکھا گیا ہے - یہ شہر آخری تاجدار ایران نے بنوایا تھا - اور ۱۴۵۵ء میں سلطان محمد نے اسکو اہل جینوئیرہ کے قبضہ سے نکالکر عثمانی قلمرو میں داخل کیا - یہاں چند قدیم یادگاریں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں +

سینوپ - ایشیائے کوچک کا مشہور بندرگاہ ہے - قدیم زمانہ میں اسکی شہرت اعلیٰ درجہ کی تھی مشہور فلاسفر دیوجانس کلبی اسی شہر کی خاک سے پیدا ہوا تھا جسوقت سلجوقی حکمرانوں نے یہ بندرگاہ یونان والوں سے چھین لیا تو انہوں نے اسے صوبہ قسطمونی کا ماتحت بنا دیا اور پندرھویں صدی عیسوی کے نصف دور تک یہ اُن سلجوقی امیروں کے قبضہ میں رہا جو عثمانی سلاطین کے زیراثر اور ماتحت تھے ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے اس بندرگاہ پر حملہ کیا - اور متعدد ترکی جہاز جو یہاں موجود تھے جلا ڈالے شہر کا بڑا حصہ بھی منہدم کر ڈالا - اور آجکل اس بندرگاہ سے چاول، میوہ جات، اور کھالوں کی خوب تجارت ہوتی ہے - اس بندرگاہ میں ایک ترکی کارخانہ جہاز سازی موجود ہے جسمیں ہلکی قسم کے جنگی جہازات تیار رہتے ہیں - شہر کی آبادی دس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی - سینوپ سے مشرقی جانب آٹھ میل کے فاصلہ پر اور راس بوزتپہ کے مغربی سمت ایک اور چھوٹی سی کھاڑی پائی جاتی ہے جسکو اقالیمان کہتے ہیں - اور قسطمونی ہی کے صوبہ میں "نیلیاس" اور "کرہ زنہ" نامی دو چھوٹے بندرگاہ بحر اسود کی سواحل پر اور بھی واقع ہیں جو تجارتی مرکزوں میں شمار ہوتے ہیں مگر انمیں جو جہاز جاتے ہیں وہ بوجہ اسکے کہ وہاں کوئی محفوظ بندرگاہ نہیں معتدل ہوا کے مقامات میں لنگر ڈالتے ہیں ورنہ طوفان کا خوف ہوتا ہے +

سمسون - ولائت طرابزون کا ایک بندرگاہ ایشیائے کوچک میں بحر اسود کے ساحل پر واقع ہے اور اسکی ایک کھاڑی سمسون ہی کے نام سے موسوم ہے - اس کی مردم شماری (۳۰۰۰۰) ہوگی - بغداد اور اندرونی ٹرکی قلمرو سے جو ایشیائی ممالک میں ہے اسکی بہت وسیع تجارت جاری رہتی ہے - اس بندرگاہ میں جہازوں کے لنگر انداز ہونے کا سب سے بڑا مقام داس سمسون کے نزدیک واقع ہے اور اسکا عمق چھ بام ہے - اس کے گھاٹ میں شمالی ہوا اکثر چلتی رہتی ہے - اور یہاں کی تجارت برآمد میں قابل ذکر چیزیں تانبا، لکڑیاں، گیہوں، اور تنباکو وغیرہ ہیں +

اونیا - یہ ساحلی بستی ایک ہموار ٹیلہ پر آباد ہے یہاں کے رہنے والے تجارت اور دستکاری میں اچھی مہارت رکھتے ہیں - اس میں انگور کی پیداوار بکثرت ہے - اس لئے شراب کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے، شراب، میوے، روئی، اون، اور قالین یہاں سے مال برآمد ہیں - یہاں کا گھاٹ بھی شمالی ہوا کی زد میں رہتا ہے جو جہازرانوں کے لئے باعث وبال ہے +

فوتا - یا - فتو - راس فتو کے پیچھے (۶۰) کیلو میٹر کے فاصلہ پر کریسون کے شمال غربی جانب ایک کھاڑی ہے جس میں زیادہ تر چھ بام گہرا پانی ہے - یہاں بادبانی جہازات جاڑوں کے موسم میں لنگر انداز رہتے ہیں +

طرابزون - قسطنطنیہ سے (۹۰۰) کیلو میٹر بعداوض روم سے (۱۴۰) کیلو میٹر کے فاصلہ پر ایشیائے کوچک کا ایک مستحکم شہر ہے، اس کی آبادی (۶۰) ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی - اس شہر میں بہت سے قدیم آثار موجود ہیں منجملہ اُن کی لائیون کی ہیکل بھی ہے اس شہر کے بندرگاہ میں بکثرت جہازات آتے جاتے رہتے ہیں، یہاں کے مال برآمد میں کتان، رسیاں، تنباکو، کپڑے، فرادی ہوئی چیزیں، اسلحہ، شکر، دودھ، تیل، اور شیشہ آلات وغیرہ وغیرہ اشیاء بہت نکلتی ہیں - عثمانی جہازران کمپنی مخصوصہ کے جہازات یہاں خاص طور پر اپنی ڈاک قائم رکھتے ہیں اور فرانسیسی، آسٹرویلی، اور روسی جہازران کمپنیوں کے جہازات بھی قسطنطنیہ سے باطوم جاتے ہوئے یہاں قیام کرتے

ہیں۔ شہر طرابزون بہت قدیم اور تاریخی مقام ہے۔ ادوار قدیم میں اسکی شان و شوکت قابل رشک تھی۔ اور قسطنطنیہ کی تعمیر سے پہلے بہت سے تاجداروں کا دارالملک رہچکا ہے سلطان سلیم اوّل بھی یہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا تھا۔ اس شہر کا گھاٹ جہازوں کی لنگراندازی ہونے کے لئے مناسب نہیں کیونکہ اس میں شمالی مغربی گوشہ کی طوفانی ہوا اکثر چلتی رہتی ہے ولایت طرابزون میں بحر اسود کے سواحل پر دولت علیہ کے اور بھی کئی بحری مقام ہیں جنمیں سے ریزہ، کیرہ سون، اونیہ، اور تیرہ پولی مشہور مقامات ہیں۔ طرابزون ایک سربرآوردہ بندرگاہ ہے لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا یہاں جہازوں کا قیام محض اسی حالت میں ممکن ہوتا ہے جبکہ ہوا معتدل ہو۔

باطوم۔ دریا سے باطوم کے قریب طرابزون سے شمال مشرقی جانب براہ دریا (۲۶) میل کے بعد پر واقع ہے اس شہر کا بندرگاہ بہت محفوظ ہے اور بحالت حملۂ دشمن اپنی دشوار گذاری کے باعث خشکی اور تری دونوں جانب سے مدافعت کا سامان کرسکتا ہے۔ اسنے اپنے عمدہ موقع کے لحاظ سے بحری دنیا میں اچھی شہرت پائی۔ خاصکر روسی سرحد پر یہ سب سے کارآمد بندرگاہ ہے۔ اور اسکے گھاٹ میں کنارہ کے قریب بڑے سے بڑا جنگی جہاز لنگرانداز رہ سکتا ہے جنگ روم و روس میں روسیوں نے اسپر بہت سے ناکام حملے کئے۔ لیکن وہ اسپر قابو میں نہ لاسکے آخر جنگ کے بعد معاہدہ برلن کی رو سے حکومت روس نے اسپر قبضہ کرلیا۔ چھوٹی کشتیاں موسم سرما میں یہاں نہیں رہ سکتی ہیں۔ پٹرولیم تیل کے چشمے یہاں بکثرت ہیں اور آبادی مسلمان و نصاریٰ اور چرکس لوگوں کو ملاکر دو ہزار کے قریب ہوگی باطوم کے قریب اور بھی کئی مختصر اور ناقابل ذکر گھاٹ ہیں۔

دولت علیہ کی بندرگاہیں بحیرۂ ایڈریاٹک میں

انہیں زیادہ مشہور بندرگاہ [illegible] ہے جسکا قدیم نام [illegible] تھا۔ آستانہ علیہ سے (۲۰۰۰) [illegible]
[illegible]

سرے پر پڑتا ہے۔ اور خلیج مذکور بحیرہ مارمورا کے شمال مشرقی کنارہ پر ہے شہر ازمید کی مردم شماری چالیس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی۔ قدیم زمانہ میں یہ مقام ملک بتھینیا کا پایۂ تخت تھا۔ اریانوس مورخ اسی شہر میں پیدا ہوا۔ ہنی بال نامور فاتح اور جنرل نے یہیں وفات پائی۔ قسطنطین اعظم اسی خاک کا پیوند ہوا۔ اور حکیم پلینیاس کا وطن مالوف بھی مقام تھا۔ اب اُسکی قدیم عمارتوں کے کھنڈر بھی باقی نہیں رہے۔ اسکا بندرگاہ وسیع اور پانی بہت عمیق ہے بڑے جہازات اس میں بخوبی آسکتے ہیں ۱۱۷۱؁ھ ہجری میں عثمانی ترکوں نے اسکو فتح کرکے یہاں ایک بڑا شاندار جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا جو اب ترقی کرکے اسقدر بڑھا لیا گیا ہے کہ بڑے بڑے زرہ پوش کروزر اور آہن پوش جنگی جہازات بنالیتا ہے اور آلات جہاز سازی کے کئی کارخانے اُسکے ساتھ منضم ہوگئے ہیں چنانچہ بحالت موجودہ اُسکو دولت علیہ کا دوسرا عظیم الشان بحری جنگی اسٹیشن کہہ سکتے ہیں اور شہر ازمید میں اسوقت بہت سے ریشم کے کپڑے بنانے والے کارخانے اور چینی کے برتن تیار کرنے والی فیکٹریاں بھی موجود ہیں۔ لکڑی اور نمک کی تجارت یہاں سے بہت ہوتی ہے، نیز اسمیں کئی ایک معدنی چشمے ہیں اور تارپیڈو کشتیوں کا مرکز بھی یہی ہے ٭

موودانیہ۔ ولائت خداوندگار کا ایک بندرگاہ جو خلیج موودانیہ میں واقع ہے۔ قدیم نام سیانوس سنیوس تھا۔ آبادی بیس ہزار آدمیوں کی ہوگی، اور یہ مقام شہر بروصہ کا بندرگاہ مشہور ہوتا ہے ٭

گملیک۔ یہ بھی ولائت خداوندگار کا ایک بندرگاہ اور خلیج موودانیہ میں واقع ہے آبادی تین ہزار شخصوں کی ہے، اسمیں کارخانہ جہاز سازی اور بحری کارخانے ہیں ٭

اردک۔ اگلا نام ارتاکی۔ یا۔ ارتاسی تھا۔ بحیرہ مارمورا کے جزیرہ نما سیزیکیہ کے جنوب مغربی کنارہ پر آستانہ علیہ سے (۷۰) میل کے فاصلہ پر ایک بندرگاہ ہے۔ اسمیں ایک قدیم زمانہ کے دریائی بند کے نشانات پائے جاتے ہیں اور اسکے قریب جوار

میں شراب بہت عمدہ بنتی ہے۔ یہ ایک تجارتی منڈی ہے۔ ہیروڈوٹس قدیم یونانی مؤرخ نے تحریر کیا ہے کہ اہل فنیقیا نے فارس والوں سے جنگ آرا ہونے کے عہد میں اس کو بالکل جلا ڈالا تھا۔ پھر یونانیوں نے اسکو دوبارہ تعمیر کیا اور خوب اچھی طرح قلعہ بندی کرلی اسکے مشرقی جانب قدیم شہر کیزیکہ جزیرہ نمائے مذکور کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں کے باشندے اکثر زراعت پیشہ ہیں۔ اسکا گھاٹ بہت خرد ہے۔ اسباب یہ ولائت قرہ سی میں شامل ہے۔ ازدک کے علاقہ میں کئی ایک مفید معدنی چشمے بھی ہیں جنکا پانی ممالک یورپ کو جایا کرتا ہے +

رودوستو۔ یا تکفور طاغ۔ اسکا قدیم نام بیزنطائن تھا۔ یہ بھی ایک ترکی مستحکم بندرگاہ اور یوروپین ٹرکی کے سواحل پر واقع ہے۔ آبنائے گلیپولی سے (۶۰) میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب ہے۔ ولائت ایڈریانوپل کے ضلع رودلی کا مرکز یہی مقام ہے۔ آبادی (۳۰۰۰۰) آدمیوں کی رکھتا ہے۔ شہر کے ہر چہار طرف خوبصورت باغوں کا سلسلہ اسکی رونق دوبالا کررہا ہے، بڑی بڑی سرائیں، عمدہ حمام، اور خوبصورت شاندار گرجوں نے شہر کی زیب زینت بڑھانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے غلے، اون، اور تل یہاں کی تجارت برآمد کے جزو اعظم ہیں ۱۸۳۶ء میں اسپر روسیوں نے قبضہ کرلیا تھا لیکن بعد میں پھر ترکوں نے اسکو فتح کرلیا اور اب یہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا +

اید تجق۔ قدیم شہر کیزیکہ کے نزدیک ہی واقع ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسی کے کھنڈروں پر اسکی بنیاد پڑی ہے۔ ایک ضلع کا صدر مقام ہے جسکا یہی نام ہے۔ اور جو ازدک کی کشنری میں شامل ہے۔ یہاں شہتوت کے درخت بہت افراط سے پیدا ہوتے ہیں، انگور کی پیداوار بھی خاصکر قابل ذکر ہے۔ اس گھاٹ میں بادبانی جہازوں کی آمدورفت زیادہ رہتی ہے۔ شہر کی آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہوگی +

بحیرہ مارمورہ پر کئی ایک اور گھاٹ بھی ہیں جو ولائت قرہ سی میں شامل ہیں اور انمیں باندرمہ کا گھاٹ زیادہ مشہور ہے اس گھاٹ سے بھیڑوں کی نکاسی بہت ہوتی ہے +

بحر آرکی پیلیگو (مجمع الجزائر یونان) میں ٹرکی بندرگاہیں

اس سمندر میں دولت علیہ کی مشہور بندرگاہوں میں خلیج بشیکہ بہت مشہور ہے۔ یہ مقام ایشیائی ساحل پر ڈارڈنلز کے قریب ہے۔ اور قسطنطنیہ سے (۴۸) گھنٹوں کی بحری مسافت پر واقع ہے۔ سنہ۱۸۵۳ء اور سنہ۱۸۷۸ء میں انگلش بیڑہ جہازات نے اسپر قبضہ کرلیا تھا۔

تندوس۔ یہ بندرگاہ جزیرہ تندوس میں واقع ہے جسکو "بوغچہ آطہ سی" کہتے ہیں۔ ڈاردنلز سے جنوب مغربی سمت میں (۲۴) کیلو میٹر کے بعد پر واقع ہے اور شہر تندوس شمالی کنارہ پر ایک چھوٹے سے بندرگاہ کے متصل ہے۔ بندرگاہ بشیکہ کے مقابلہ میں ایک قلعہ اسکی حفاظت کے لیئے تیار کیا گیا ہے۔ اس جزیرہ کا ذکر جنگ تروادہ کے خیالات میں بہت کثرت سے آیا ہے۔ اور ترکوں نے اسکے فتح کرنے کیلئے بندقیہ والوں سے کئی ایک مشہور بحری لڑائیاں لڑی ہیں۔ کیونکہ اسکا بحری موقع بہت بے نظیر تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی شرح و بسط مفصل تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔ اس لیئے انکا بھی بقدر گنجائش باختصار ذکر کیا جاتا ہے۔

سنہ۱۷۷۴ء میں روسی حکومت سے معاہدہ ہوا کہ روسی تجارتی جہاز اس آبنائے سے گذر سکینگے پھر سنہ۱۷۸۷ء میں جنگ کے بعد روس نے اس امر کی شکایت کی کہ باب عالی نے معاہدہ کی پابندی نہیں کی اور روسی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرکے انکا تمام سامان ضبط کرلیا نیز انکے مالکوں کو کوئی معاوضہ تک نہیں دیا۔ چنانچہ اس شکایت پر سنہ۱۸۲۹ء میں ایڈریانوپل کا نیا معاہدہ ہوا اور روسی جہاز جو بغرض تجارت آتے تھے اسمیں ہوکر گذرنے لگے اور اسیکے ساتھ دوسری حکومتوں کے تجارتی جہاز بھی جایا کرتے تھے۔ پھر سنہ۱۸۳۳ء میں ایک اور معاہدہ ہوا جسکا نام معاہدہ ہنکیار اسکلسی ہے اور یہ معاہدہ بھی روس اور ٹرکی کے مابین ہوا تھا جسکی بنا حملہ آوری اور مدافعت کے اصول پر تھی۔ اور اس معاہدہ کے رو سے ہر حکومت کی تجارتی کشتیوں کے تمام دول کے تجارتی جہاز اس آبنائے میں گذرنے سے روک دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس معاہدہ پر انگلستان نے اعتراض کیا۔ اور پھر سنہ۱۸۴۱ء میں ایک اور معاہدہ حکومت

سلانیک - یا - سالونیکا - ایک ولایت کا صدر مقام اور قسطنطنیہ سے (۵۲۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے خلیج سالونیکا کے اندرونی جانب یہ سب سے بڑی تجارتی جگہ ہے - قدیم زمانہ میں اس خلیج کا نام شرمائیکوس ہا - سرمائیس سنیوس تھا اور یہ بحیرہ ایجی کی ایک شاخ ہے جو ساحل تھسلی اور جزیرہ نما ئے فلاقدونیا اور کاسندر کے مابین واقع ہے - اسکا طول (۷۰) میل اور عرض (۳۵) میل ہے - اور دریا سے سالمریا - اینجہ، قرہ صو، اور، قادور، اس میں آکر گرتے ہیں - سلانیک اپنی خوشنمائی اور دلفریبی کے لئے مشہور شہر ہے اور اسمیں بہت سے آثار قدیمہ بھی پائے جاتے ہیں وہاں کی تجارت نہائت وسیع ہے - اس شہر سے آستانہ علیہ تک ریلوے بھی جاسکتا ہے جو اسکوپیہ کے راستہ سے ہوکر آتی ہے - سلانیک کا بندرگاہ نہائت وسیع ہے جسمیں (۳۰۰) سے زائد جہازات سما سکتے ہیں - ترکوں نے اس مقام کو ۱۴۳۱ء میں بعہد غازی سلطان مراد خان دوم اہل بندقیہ کے قبضہ سے چھین کر ممالک عثمانیہ میں شامل کرلیا تھا اور اسی وقت سے یہ مقام آبادی اور تجارت میں ترقیاں کرتا گیا حتیٰ کہ اب قسطنطنیہ کے بعد عثمانی قلمرو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انگلستان اور باب عالی کے مابین ہوا - اسمیں آسٹریا، روس اور پرشیا کی حکومتیں بھی شریک تھیں - اور یہ معاہدہ مسئلہ مشرق کی گتھی سلجھانے اور باب عالی کو محمد علی پاشا خدیو مصر کے حملہ سے بچانے کے لئے ہوا تھا جو اُن دنوں قسطنطنیہ پر بڑھ رہا تھا - اس معاہدہ میں اسبات کی تصریح کردی گئی تھی کہ میثاق خامہ کی سرحد سے کوئی جنگی جہاز دول غیر کا نہیں گزر سکتا - لیکن جبکہ کوئی ایسی صورت پیش آئے جس سے دول یورپ کو حفاظت قسطنطنیہ کی ضرورت آپڑے - تو انکے جنگی جہاز ڈارڈنلز میں داخل ہوسکینگے - ۱۸۵۶ء میں جنگ کریمیا کے بعد دولت علیہ نے تمام یورپ کی حکومتوں کو اسبات کی اجازت دی کہ آبنائے مذکور میں انکے سفیروں کی حفاظت کیلئے انکا ایک ایک چھوٹا جنگی جہاز رہا کرے اور اسی معاہدہ کی رُو سے یہ بات بھی قرار پائی کہ بحر اسود جو ترکی اور روس کا مشترکہ سمندر ہے علیحدگی کے اصول پر کاربند رہے - یعنی اُس میں کسی غیر سلطنت کے جنگی جہاز نہ جانے پائیں - ۱۸۷۰ء میں جنگ فرانس و پرشیا کے بعد جب پرنس گارچیکوف نے دول خمسہ کو ایک یادداشت پیش کی کہ بحر اسود میں اُسکی جنگی قوت کم کرنے کی شرطیں منسوخ کی جائیں - تو ۱۳ مارچ ۱۸۷۱ء کو ایک نیا معاہدہ تحریر ہوا - اور

میں یہ سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے - سالونیکا کی مردم شماری اسّی ہزار آدمیوں
کی ہوگی - اس شہر میں ایک قدیم قلعہ سات برجوں کا قسطنطنیہ کے قدیم قلعہ کا ہمشکل
موجود ہے - اور آثار قدیم میں قسطنطین اعظم کی کمان فتح بھی یہیں تعمیر ہوئی تھی جو اب تک
قائم ہے - باشندوں میں یہودی زیادہ ہیں جو ممالک اسپین سے شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ
ازابیلا کے عہد میں نکل کر یہاں آباد ہوئے تھے - ریشمی کپڑوں، قالینوں، اور چرم سازی
کے کارخانے یہاں بکثرت ہیں - سرخ رنگ کا تاگا یہاں عمدہ رنگا جاتا ہے، اور مال
برآمد میں ریشم، اون، کتان، اور چرم کی نکاسی بہت ہوتی ہے ٭

قولہ - ولایت سلانیک کا ایک مختصر گھاٹ ہے آبادی (۴۰۰۰) ہوگی - یہاں سے
تمباکو کی تجارت بہت زیادہ ہوتی ہے - اور محمد علی پاشا خدیو مصر کا اصلی وطن یہی تھا ٭

خلیج سلانیک کے مشرقی پہلو میں کسندرہ نامی جو کھاڑی واقع ہے اسکے کناروں
پر بہت سے مقام اس قابل ہیں جہاں جہاز ٹھیر سکیں - مثلاً ایک مقام کوتو ہے وہاں
بہت سے جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں تاہم چونکہ ان جگہوں میں طوفانی ہوا کا زور رہتا ہے
اسلئے خراب موسم میں یہاں جہاز نہیں رہ سکتے - کسندرہ کے مشرقی جانب اندوردر
اور سکیبا دو گھاٹ اور بھی لائق ذکر ہیں - انکے ماسوا خلیج اورفانو میں چند چھوٹے
گھاٹ ہیں جنکے ذکر کی چنداں حاجت نہیں، البتہ اینوس کا گھاٹ ذرا بڑا ہے اور اسمیں
جہازوں کی آمد و رفت رہتی ہے ٭

قرہ آغاج - اسکو لاغوس بھی کہتے ہیں یہ بندرگاہ ولایت اڈریانوپل میں واقع
ہے اور جزیرہ طاشیوز کے پاس ہے - اسکے اندرونی گھاٹ میں پتھر کی چٹانیں بکثرت
ہیں - جنسے جہازوں کو سخت خوف رہتا ہے ٭

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انہیں [illegible] روسی حکومت کو بحر اسود میں اپنی جنگی قوت رکھنے کا حق
دیا گیا - لیکن ریاست کی اجازت نہیں کہ وہ آبنائے دار دانیال میں اپنے جہاز جنگی آمد و رفت کر سکے - مگر ۱۸۹۵ء میں
[illegible] کی خواہش [illegible] اپنے جنگی بیڑوں کو آبنائے میں داخل
کرنے کی اجازت لی - اور اسکے بعد سے [illegible] جنگی جہاز [illegible] ہیں ٭

دوَوَہ اغاچ: - اس ساحل پر سب سے بڑا تجارتی بندر ہے - دریائے مرتچ کے دہانہ سے مغربی طرف اسکے قریب ہی واقع ہے - اور یہاں ایک ریلوے لین بھی ہو کر گذرتی ہے جو اسکو دار الخلافت سے ملاتی ہے ٭

سوڈیہ اتوفریو - جزیرہ لمنوس کا بڑا بندرگاہ اور وسط جزیرہ میں ہے موسم گرما میں اسکے اندر بہت بڑا جہازی بیڑہ آرام سے رہ سکتا ہے - اور جاڑوں میں اگر اندرونی رُخ والے حصہ میں جہازات کھڑے کر دئے جائیں تو وہ ضرر طوفان سے محفوظ رہ سکتے ہیں ٭

پالیو کپولیس - تنگ بوزنہ میں واقع ہے اسکا ایک گھاٹ نہایت خوبصورت اور بھی ہے جو جزیرہ لمنوس کے شمالی سمت میں واقع ہے - اس مقام کو پہلے سلطان محمد فاتح نے جنیوہ والوں سے چھینا تھا پھر بندقیہ والوں نے اسے ترکوں سے واپس لیا - اور ۱۸۳۳ء میں ترکوں نے اسپر دوبارہ قبضہ کیا جو آجتک مسلسل چلا آتا ہے ٭

پارغہ - یورپین ترکی کا ایک تجارتی اور مستحکم بندرگاہ بحر الجیرا ترپونان میں ہے - ولایت یانیہ میں بندرگاہ کرفو کے سامنے ہے - یانیہ سے (۹۰) کیلومیٹر جنوب مغرب واقع ہوا ہے - آبادی (۳۰۰۰) ہوگی - تجارت پر اقمشہ، تیل، شراب، تنباکو، اور پھل پھلیری کی زیادہ ہے ٭

جزیرۂ کریٹ: عربی کتابوں میں اسکا نام اقریطش پایا جاتا ہے، اسکا طول (۱۶۲) عرض (۲۵) اور محیط (۵۰۰) میل ہے - رقبہ اراضی (۳۵۰۰) میل مربع ہے اسمیں میووں اور لکڑی کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے - زراعتی پیداوار میں بھی اسکی زمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے خصوصاً زیتون کے درخت یہاں اچھے بار آور ہوتے ہیں - جزیرہ میں سر بفلک پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا اور ہر طرف اپنے ہاتھ پاؤں پھیلاتا چلا گیا ہے - اس جزیرہ میں سب سے پہلے فینیقیا والے آکر مقیم رہتے تھے پھر یونان کے لوگوں نے اسپر تسلط کیا - دو ہزار سے کچھ قبل مسیح میں رومیوں نے چھین لیا

رومیوں سے مسلمان اہل عرب نے چھینا اور دسویں صدی عیسوی تک وہ اسپر قابض
رہے پھر بیزنتیوا کے لوگوں نے اسپر قبضہ کرکے اسے مارکوئس بونیفاس اور ڈیوک مونٹ
فیرانڈ کو بخشدیا جو ایطالیا کے امرا تھے، انہوں نے اسے سنہ ۱۲۰۴ء میں اہل بندقیہ کے ہاتھ
فروخت کرڈالا اور اسوقت سے سنہ ۱۰۸۰ ہجری تک بندقیہ والے اسپر قابض رہے
لیکن سنہ مذکور میں چوبیس سال کی متواتر چڑھائیوں کے بعد ترکوں نے اسکو فتح کرلیا
اس جزیرے کے مشہور بندرگاہ حسب ذیل ہیں :-

سودہ :- بہت محفوظ اور وسیع ہے۔ جزیرہ سودہ نے جو آبنائے کے دہانہ پر
واقع ہے، طوزلہ تک اسکا طول (۴) میل ہے جسمیں پانچ سو سے زائد جنگی جہاز رہ سکتے
ہیں۔ اکثر جہاز طوزلہ کے نزدیک خلیج کے اندرونی حصہ میں لنگر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ
بندرگاہ میں پانی کی گہرائی پانچ سے لیکر پندرہ بام تک مختلف ہے۔ حکومت عثمانیہ
نے اس بندرگاہ کو بحر سفید کے بیڑہ کا اسٹیشن قرار دیا۔ اسی وجہ سے سنہ ۱۲۸۴ھ
میں یہاں ایک کارخانہ مرمت جہازات کا کھولدیا گیا۔ جسکے ساتھ ہی بہت سے گودام
ضروری آلات کے، فوجی چھاؤنیاں اور بارکیں وغیرہ بھی تعمیر کرکے اسکو نہایت ضروری
اور قابل قدر جگہ بنادیا گیا۔ اور یہ سب خوبیاں جو اسمیں پیدا ہوئیں فریق حسین پاشا امیر البحر
کی طبیعت داریوں کا نتیجہ تھیں۔

خانیہ : یا کینیا۔ جزیرہ کریٹ کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے۔ اور اسکے شمالی ساحل
پر ریتمو سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں سے شہر کینڈیا تک مغربی جانب
[illegible] میل کا فاصلہ ہے۔ آبادی (۱۰۰۰۰) ہے۔ شہر مضبوط شہرپناہ کے احاطہ میں گھرا ہے
عمیق خندقیں اسکی پائداری میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ اصلاح طلب ہیں۔ اسکا
بیرونی گھاٹ شمالی ہواؤں کے زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ رہتا ہے اور اندرونی گھاٹ
بہت تنگ ہے جسمیں چھوٹی بادبانی کشتیوں کے علاوہ اور کسی طرح کے جہازات رہ نہیں
سکتے۔ اگلے زمانہ میں اسکا بندرگاہ جزیرہ کریٹ میں بے مثل اور سب سے بڑا مانا جاتا تھا۔ حکومت
عثمانیہ نے شہر خانیہ میں ایک زراعتی بنک کاشتکاروں کی اعانت کے لئے قائم کیا ہے جو

بہت مفید ثابت ہُوا۔ اسمیں کئی ایک مدرسے بھی ہیں۔ پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔ آٹا، غلّے، کپڑے، صابون، زیتون کا تیل، اور ریشم، کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ قدیم زمانہ میں اسی شہر خانیہ کا نام سیڈونیا تھا جسپر سنہ ۱۰۵۳ھ میں ترکوں نے غلبہ حاصل کیا +

ریتمو۔ یا۔ ٹیمو۔ کینڈیا سے جنوب غربی سمت (۷۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آبادی (۸۰۰۰) ہوگی شہر مضبوط فصیلوں کے حلقہ میں ہے اور شہر کے اندر ایک عظیم الشان قلعہ بھی موجود ہے اسکا گھاٹ بہت چھوٹا مگر اسکے ساتھ ہی نہایت محفوظ مقام ہے۔ اسمیں صرف ایسی مختصر کشتیاں جاسکتی ہیں جنکے بار کا تخمینہ فی کشتی (۱۵۰) ٹن سے زائد نہو۔ اسکی آبنائے مشرق کی جانب کھلی ہوئی ہے جسکے اندر جانا اور اس سے نکلنا دونوں باتیں بہت مشکل ہوتی ہیں۔ اسپر بھی پہلے بندقیہ والوں کا قبضہ تھا جنسے سنہ ۱۰۵۰ھ میں عثمانی ترکوں نے چھین لیا۔ جو بڑے جہازات اس شہر میں آتے ہیں وہ اس سے نصف میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب گہرے پانی میں لنگر انداز ہوا کرتے ہیں +

کینڈیا :۔ اسکو میگالو کاسٹر بھی کہتے ہیں اسکو اندلس کے عربوں نے تعمیر کیا تھا اور نہایت مستحکم و قلعبند شہر بنایا تھا۔ فصیل اور قلعے کی پائداری میں یہ شہر بہت اعلےٰ درجہ کا مانا گیا ہے۔ اور خندق بھی اسکی نہایت گہری اور چوڑی ہے۔ یہاں کا گھاٹ بہت ہی چھوٹا ہے جسمیں صرف ۱۵ جہاز آسکتے ہیں۔ وہ بھی مختصر کشتیاں، قدیم زمانہ میں اسپر اہل بندقیہ کا قبضہ تھا اور بعد میں ترکوں نے اسے فتح کیا۔ ترکی قبضہ میں آنے کے بعد یہاں کی تجارت خوب ترقی کر چلی۔ مدتوں یہ مقام حکومت کا صدر مقام رہا۔ آبادی (۱۵۰۰۰) آدمیوں سے زائد نہوگی۔ بڑے جہازات جو یہاں آتے ہیں اکثر اوقات شہر سے نصف میل دور شمالی جانب ٹھیرتے ہیں۔ جہاں (۱۸) بام پانی ہے۔ اور موسم سرما میں جبکہ طوفانی ہوائیں چلتی ہیں تو جہازات کا لنگرگاہ جزیرہ طوشان یا اسٹینڈیا میں رہتا ہے جو کینڈیا سے شمالی جانب واقع ہے۔ اور (۶) میل کے

فاصلہ پر - بندقیہ والوں کے عہد میں بھی بڑے جہازات کا قیام اسی جزیرہ کے قریب ہوا کرتا تھا - اور کندیہ سے جہازوں تک مال کی آمد و رفت بڑی چھوٹی بادبانی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوا کرتی تھی ۔

علاوہ بریں جزیرہ کریٹ کے آس پاس کئی ایک مختصر گھاٹ ہیں - جو قابل ذکر نہیں انکے نام حسب ذیل ہیں: سپی لونگہ، پا، اسپرلنگہ، لوچنیا، سینٹ نیکولس، اسقاکیا، ٹروس، سیلینو، اور ایاروملی، شہر کینڈیا میں اب بھی بہت سی عربی قدیم عمارتیں موجود ہیں - اور جزیرہ کریٹ کی مجموعی مردم شماری (۲۱۵۰۰۰) ہے جنہیں مسلمان اور دیگر مذاہب و اجناس کے لوگ سب شامل ہیں ۔

بحر متوسط پر ترکی حکومت کے بندرگاہ

بحر ابیض متوسط کے سواحل پر ترکی بنادر نہایت کثرت کے ساتھ واقع ہیں مگر انہیں سے چند ضروری مقامات حسب ذیل ہیں:-

ازمیر - (سمرنا) ولایت اناطولیا واقع ایشیائے کوچک کا ایک عظیم الشان شہر خلیج ازمیر کی مشرقی راس پر واقع ہے - اور یہ شہر کوہ باغوس کے دامن میں آباد ہوتا ہوا اس پہاڑ کے اوپر تک چلا گیا ہے - خلیج ازمیر کا طول (۵۰) کیلومیٹر اور عرض (۲۰) کیلومیٹر سے کم نہیں جسکے جنوبی سمت سے کوہستان سیپاس اور مشرقی جانب کوہستان باغوس محیط ہیں - اسی وجہ سے اس خلیج کا پانی ساکن اور ٹھیرا ہوا رہتا ہے - اسکا لنگرگاہ بہت محفوظ ہے جہاں جہازوں کو کسی طرح کا خطرہ نہیں رہتا اور چونکہ اسکے کنارے پانی بالکل نہیں اسواسطے چھوٹی کشتیاں بے خوف و خطر ہر وقت جہازوں تک آتی جاتی رہتی ہیں - دریا کی تہ بالکل سطح اور ہموار ہے اور پانی ہر جگہ گہرا ہے - شہر سمرنا قسطنطنیہ سے جنوب مغربی جانب (۳۴۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے - شہر کی مردم شماری ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمیوں کی ہے منجملہ انکے اسی ہزار مسلمان اور باقی دوسری جنس کے لوگ ہیں - علاوہ ازیں یہودیوں کی بھی ہیں اور

لکڑی کی بھی، حکومت کے دفاتر، فوجی بارکیں اور دوسری مقامی پبلک عمارتیں بہت
شاندار ہیں۔ شہر کا طبیعی منظر بیحد دلکش ہے۔ ہر وقت اُس کے لنگرگاہ میں صدہا جہاز آتے
کھڑے رہتے ہیں اور آمد رفت جہازات کا تانتا لگا رہتا ہے جنمیں جنگی اور تجارتی ہر قسم کے
جہاز ہوتے ہیں۔ متعدد نہریں اور ندیاں اس شہر اور اسکے مضافات کی زمینوں کو
سیراب بناتی ہیں جنکی وجہ سے خوبصورت باغوں اور انگور کی ٹٹیوں کا انبوہ شہر کو
گھیرے ہوئے ہے۔ آثار قدیمہ کی قسم سے یہاں کوہ باغوس کی چوٹی پر اہل جنیوہ کا
ایک شکستہ قلعہ موجود ہے۔ یہاں کی تجارت خوب زوروں پر ہے، مال برآمد، ریشم
اون، بھیڑ کے بال، کارپیٹ، قالین، انجیر، منقیٰ، دوائیں یعنی جڑی بوٹیاں، اور بعض
جواہرات ہیں۔ مورخین اس شہر کے بانی کا نام شاہ ٹنٹال بتاتے ہیں جو سپیل کا بادشاہ
تھا اور اس شہر کے شمالی ٹیلوں پر جو مقبرے ہیں وہ اسی بادشاہ کی طرف منسوب ہوتے
ہیں۔ ہیروڈوٹس مشہور یونانی مورخ جسکو ابو التاریخ مانا گیا ہے اسکی بابت بیان کرتا
ہے کہ اس شہر کو ایولیا والوں نے ایکہزار پندرہ سال قبل مسیح تعمیر کیا تھا پھر اور
کئی قوموں نے اسپر قبضہ کیا۔ آخر میں اسکندر اعظم نے اسے اسکندریہ ثانی بنانا چاہا
اور شہر کو کنارہ دریا پر آباد کیا پھر اسے رومیوں نے فتح کیا بعد ازاں جنیوہ والے اسپر
مسلط ہوئے اور اُن سے روڈس کے نائٹوں نے چھینا، ازاں بعد سلجوقی خاندان
کے مسلمان حکمران اسپر قابض ہوگئے اور [illegible] میں اسکو عثمانی ترکوں نے یونانی حکومت
سے چھینا جو پہلے اسے سلجوقی حکومت کے قبضہ سے نکال چکی تھی غرضکہ اس مرتبہ ترکوں نے
سلطان مراد خاں دوم غازی کے عہد میں اسپر ایسا قابو کیا کہ پھر اسے اپنے چنگل سے
نہ چھوڑا اور ابتک قابض ہیں۔ یونان کا نامور شاعر ہومر اسی شہر کی خاک سے اٹھا تھا۔
یہیں اسکا ایک مندر بھی تھا جسکے قریب علم طب کے دیوتا اسکولاپیوس کا بھی مندر واقع
تھا۔ جیون اور کینیتوس دو نامی یونانی شاعر بھی یہیں پیدا ہوئے۔ آجکل یہ شہر ایشیائے
کوچک کا تجارتی مرکز ہے اور یہاں سے ریلوے لین نکلتی ہوئی کئی ایک مشہور شہروں
تک چلی گئی ہے ؎

میڈللی:- یا- متیلین- مشرقی ساحل پر اسی نام کے ایک جزیرہ کا صدر مقام ہے- یہاں قدیم الایام میں بہت سی مشہور عمارتیں تھیں- یہ اُن دنوں ایتھنز کی حکومت کے ماتحت تھا مگر سنہ ۴۲۸ قبل مسیح میں جبکہ پیلوپونیز کی مشہور لڑائی چھڑی تھی اسنے بغاوت اختیار کی اور گورنمنٹ ایتھنز نے اسکو سنہ ۳۵۵ ق.م. میں دوبارہ زیر کیا- اسکے بعد بھی اسنے کئی پلٹے کھائے- رومی، فارسی، اور یونانی لوگوں نے اسے یکے بعد دیگرے اپنی چھینا جھپٹی میں رکھا- یہانتک کہ سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اسکو مع جزیرہ کے فتح کرکے ترکی قلمرو میں شامل کیا- سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک معمولی مطالبہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے فرانس نے اسی جزیرہ کی چونگی پر اپنے جنگی بیڑہ سے قبضہ کرلیا تھا*

جزیرہ میڈللی جسکا قدیم نام لیسبوس ہے بحر ایجی کا سب سے بڑا جزیرہ ہے اور ایشیائے کوچک کے سواحل سے ملا ہوا واقع ہے اسکی آب وہوا کی خوبی قدیم زمانہ سے مسلّم چلی آتی ہے اور یہاں پیداوار گندم بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے- شراب بھی یہاں عمدہ بنتی تھی، یہاں کے کوہستان میں بہت سے وسیع جنگل اور سنگ مرمر کی کانیں تھیں مگر بحالت موجودہ اُسکا مغربی ساحل خشک وچٹیل میدان پڑا ہے اور جو کچھ سرسبزی یا رونق ہے وہ محض ایشیائی ساحل پر ہے کیونکہ اس حصہ میں بکثرت جنگلوں، سرسبز باغوں، انگور کی ٹٹیوں، اور زیتوں کے درخت کی قطاروں کا نظارہ بہت دلکش ہے- اسمیں بہت سے آثار قدیمہ بھی پائے گئے ہیں اور اسکے کناروں پر متعدد تجارتی گھاٹ مثل کولونیا، کلی سیان اور زیتون کے واقع ہیں- اس جزیرہ کا محیط ایکسو میل، متوسط عرض (۲۵) میل اور لنبائی (۲۶) میل ہے- آبادی (۴۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے اور باشندوں کی عادات میں یہ عجیب عادت ہے کہ عورتیں مردوں پر پورا اختیار رکھتی ہیں جس کل چاہیں اُنکو بٹھائیں*

ادرمید: قدیم نام ادرمیتوم تھا خلیج ادرمید کے مشرقی ساحل کا ایک گھاٹ ہے ازمیر سے شمالی سمت (۱۱۵) کیلو میٹر فاصلہ پر جزیرہ میڈللی کے مقابل میں واقع ہے- اسکی بنیاد ایتھنز کے نوآبادکاروں نے رکھی تھی- اسکا موقع نہایت عمدہ ہے- کئی ایک دریا اسکو سیراب کرتے ہیں- ابتو اس شہر کے اور سمندر کے مابین مسافت بہ نسبت سابق

کے بڑھ گئی ہے کیونکہ دریاؤں کے دہانوں پر ریت کا اجتماع ہوتے ہوتے ساحل پر
بہت دور تک خشکی نکل آئی اس بندرگاہ کے اطراف میں ایک پہاڑ قازطاغ نامی
بہت بڑا اور سرسبز واقع ہے جسپر درخت صنوبر کے جنگل موجود ہیں اور یہاں سے
قطران (تارکول) اور، زفت رومی، نکلتی ہے، اس بندرگاہ کی تجارت ہیں، اون،
بھیڑی کے بال، زیتون، اور، مازو، اہم چیزیں ہیں +

ساقز - یا - جزیرہ مصطگی - یہ ایک پہاڑی جزیرہ اور نہایت سرسبز جگہ ایشیائے
کوچک کے مغربی ساحل سے متصل واقع ہے - غربی ازمیر سے اسکا فاصلہ (۸۸) کیلومیٹر
ہوگا، ساحل اناطولیا سے اسکو ایک آبنائے جدا کرتی ہے جسے آبنائے ساقز کہا جاتا
ہے - اس جزیرہ کی مساحت (۵۰۰) میل مربع ہوگی - زیادہ سے زیادہ اسکی چوڑائی
(۱۸) میل ہے - آبادی (۶۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے - اسکا صدر مقام شہر ساقز جزیرہ کے
مشرقی سمت میں مذکورہ بالا آبنائے کے ٹھیک نصف مسافت کے برابر یعنی وسط میں
واقع ہے - شہر میں ایک مستحکم قلعہ موجود ہے - شہر کی آبادی پندرہ ہزار آدمیوں کی
ہے - اور وہ بڑا سرسبز مقام ہے - گھنے گھنے جنگل - خوشنما اور تروتازہ باغات چاروں
طرف سے شہر کو احاطہ میں لئے ہیں جنمیں لیموں اور مصطگی کے درخت بکثرت ہیں - اسکا گھاٹ
بہت چھوٹا اور مختصر جہازات کے سوا بڑے جہازوں کی گنجائش نہیں رکھتا - بڑے جہاز قلعہ
کے روبرو وسط آبنائے میں دو فرلانگ کے فاصلہ پر گہرے پانی میں کھڑے ہوتے
ہیں - یہاں کی تجارت برآمد بہت زیادہ ہے اور ریشم، روئی، اون، میوہ جات، زیتون
کا تیل، شراب، اور مصطگی، یہ چیزیں یہاں سے زیادہ نکلتی ہیں +

اس جزیرہ میں بیلاج والوں اور لکڈیمونیا کے لوگوں کی سکونت قدیم الایام سے
چلی آتی تھی پھر یونانیوں کی ایک جماعت یہاں آکر آباد ہوئی، ہومر یونانی شاعر نے یہیں
نشو ونما پائی اور اس کے سوا یہاں کی خاک سے بھی کئی نامور لوگ اٹھے - یہاں کے باشندے
بحری سفر اور جہازرانی میں سربرآوردہ تھے - اسپر اہل فارس نے حملہ کیا تھا - پھر یہ یونانی متحدہ
جمہوری حکومت میں شامل ہوگیا - بعد ازاں دوبارہ خود مختار رہا - زاں بعد اسکندر اعظم نے اسے

فتح کیا، اور اس کے بعد رومیوں نے اسکو اپنے قبضہ میں لیا جس سے منتقل ہو کر مشرقی رومی حکومت کے ہاتھ لگا۔ آخر میں ترکوں کا تسلط ہوا جو ابتک قابض ہیں۔ ۱۲۹۹ھ میں یہاں ایک سخت زلزلہ بھی آیا تھا جس سے لوگوں کو نہایت شدید نقصانات پہنچے۔

چشمہ: قدیمی نام سیتوس ہے اور یہ ولائت آئدین میں ایشیائی ٹرکی کا ایک مستحکم شہر ہے۔ اسکا بندرگاہ بڑا اور خوبصورت ہے جو بحر الجزائر یونان کی خلیج کے انتہائی سرے پر واقع ہے یہ شہر جزیرہ ساقز کے سامنے اور ازمیر سے تقریباً (۶۵) کیلومیٹر کے فاصلہ پر جنوب مغربی سمت میں ہے اسکی آبادی (۶۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے قریب ہی شمال مشرقی جانب میں گندھک کے چشمے ہیں جنکا نام ایلیجہ ہے۔ یہاں کچھ لوگ بغرض غسل آیا کرتے ہیں۔ رومی لوگوں نے سنہ ۱۹۳ قبل مسیح میں انطوخیوس اعظم کے جہازی جنگی بیڑے اسی شہر کے سامنے تباہ کئے تھے۔ اور ۱۱۸۴ھ مطابق ۱۷۷۰ء میں متحدہ انگریزی اور روسی بیڑہ ہائے جہازات نے زیرافسری امیرالبحر الفنسٹی اور امیرالبحر الکسیس اورلوف کے وہ زبردست عثمانی جنگی بیڑہ جلا ڈالا تھا جسکی کمان امیرالبحر حسام الدین پاشا کے ہاتھ میں تھی۔ اس شہر اور جزیرہ ساقز کے مابین بادبانی کشتیوں کے ذریعہ سے خوب تجارت ہوتی ہے۔

قوش اطہ سی: قدیم نام پرلیس تھا حال میں اسکو اسکا نوقا کہتے ہیں۔ یہ ولائت آئدین کا سب سے بڑا بندرگاہ اور ایک خلیج پر واقع ہے جو اسی کے نام سے موسوم ہے ازمیر کے جنوبی جانب اس سے (۷۶) کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اسکے باشندوں کی تعداد (۱۸۰۰۰) ہے۔ یہاں سے غلوں، دودھ، اور چاول کی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔ جسکے ماسوا میوہ جات اور اون کی بھی نکاسی خوب ہے۔ اسکی ترقی کی جانب حرکت روز بروز تیز ہو رہی ہے کیا عجب ہے کہ چند عرصہ بعد یہ قدیم شہر افسوس کا قائم مقام ثابت ہو جو رومیوں کے عہد میں بہت اہم مقام اس علاقہ میں تھا۔

ساقز: جسکو ساموس بھی کہتے ہیں بحرالجزائر یونان کا ایک جزیرہ مغربی ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔ اور خشکی سے بذریعہ ایک آبنائے میکال نامی کے جدا ہوتا ہے چوڑائی میں تو یہ آبنائے ایک میل سے زائد نہیں مگر طول ۱۵ میل ہے۔ جو

مشرق سے مغرب کو بڑھتا گیا ہے اس جزیرہ کی لمبائی زیادہ سے زیادہ (۱۶۰) میل
اور محیط (۴۰۰) میل ہے۔ اس میں مشرق سے مغرب کی جانب ایک بلند کوہستانی
سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے جسکا نام امیلیوس ہے۔ اس کوہستان کا مغربی کنارہ کرکی نامی
بہت بلند ہے جسکی اونچائی (۲۴۸۰) میٹر تک پہنچتی ہے۔ اسکے قریب تند شمالی ہواؤں کے
جھونکے بہت چلتے ہیں اور تندرستی کو نقصان دینے والے ابخرے یہاں بکثرت نکلتے
ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ باشندوں نے جنگل کاٹ کر میدان بنا دئے اور پانی وادیوں اور
جھیلوں میں حرارت آفتاب سے گرم ہو کر اڑا کرتا ہے۔ جزیرہ کی مجموعی آبادی (۲۵۰) ہزار
آدمیوں کی ہے جنمیں زیادہ تر رومی (یونانی) لوگ ہیں اس جزیرہ کا صدر مقام اور مرکز
واتی - یا - قانی کے نام سے مشہور ہے جو شمالی حصہ میں واقع ہے۔ قانی کا گھاٹ بہت
اچھا ہے اور جنوبی حصہ میں شہر میتالی خود صدر مقام ہے۔ یہ دونوں شہر بحالت
موجودہ اس جزیرہ کے سب سے بڑے بندر ہیں مگر آخر الذکر شہر کا گھاٹ طوفانی ہوا
کی زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ مقام سمجھا جاتا ہے۔ سابق میں اس جزیرہ کا مرکزی
اور سب سے بڑا شہر سافوس تھا جو بقول مورخین ایک ہزار سال قبل مسیح میں تعمیر ہوا
تھا۔ سیسام کا گھاٹ محفوظ اور قابل قیام جہازات کے ہے اس جزیرہ میں کئی ایک
اور بھی عمدہ گھاٹ ہیں سرسبزی اور زرخیزی حاصل ہے۔ [illegible] میں اسکی آب و ہوا کی ہمیشہ تعریف
ہوتی رہی ہے [illegible]
[illegible]
سنگ مرمر [illegible] سونے [illegible] مگر ان سے کام کا استعمال
نہیں کیا جاتا۔ قدیم زمانہ میں یہ جزیرہ ایک مشہور مقام تھا۔ اور فیثا غورس حکیم کی جائے
ولادت یہی ہے۔ سولہویں صدی قبل مسیح میں یہاں کے باشندے بحری سفر
میں مشغول رہتے تھے۔ اور اس مقام نے انقلاب زمانہ کی بہت سی شکلیں دیکھی
ہیں۔ اہل فارس، اہل روم اور یونانیوں نے باری باری اسپر قبضہ کیا اور یہ آگے چلکر
سے آزاد بھی ہوتا رہا۔ آخر کار جنیوہ لوگوں نے اسپر تسلط کیا۔ جنسے ترکوں نے چھین لیا [illegible]

ترکی حکومت کے مقابلہ پر بھی اسنے بارہا بغاوتیں برپا کیں۔ اور سب سے آخر میں اسکی
قسمت کا فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں پالیمنٹری حکومت قائم کر کے ترکی نے اسکو اپنا باجگذار
بنالیا۔ اب صرف تھوڑی سی ترکی سپاہ بغرض حفاظت حق سیادت یہاں رہتی ہے۔
اسکی مغربی سمت میں دوسرا جزیرہ نیکاریا آباد ہے۔ اور یہ ساحل زیتون کی وجہ سے
بہت مشہور مقام ہے اور وہاں سے عمارتی لکڑی کی نکاسی بہت ہوتی ہے۔ اناطولیا
کے آس پاس سواحل پر جو جزیرے ساموس کے بالمقابل واقع ہیں اور بھی بہت سے گھاٹ
اقامت جہازات کے لائق ہیں اور وہاں بکثرت بادبانی جہازات مقامی پیداوار لیکر
بڑے بندرگاہوں میں لیجانے کے واسطے آیا جایا کرتے ہیں ٭

پاتموس: یا۔ پاتموس۔ اسکا گھاٹ بہت چھوٹا اور صرف معمولی قسم کی
کشتیوں کے لائق ہے۔ بڑے جہاز شہر کے مقابل فاصلہ پر گہرے پانی میں لنگر
ڈالتے ہیں۔ جزیرہ ساموس کے جنوب مغرب میں اس سے (۲۵) میل کے بعد پر واقع
ہے۔ یوحنا رسول اسی جزیرہ میں جلاوطن کیا گیا تھا اور یہیں انہوں نے کتاب الرویا "
تحریر کی۔ اسکی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہے ٭

سیروس: سواحل اناطولیا کے قریب ہی ایک مختصر جزیرہ ہے جس میں ایک
شہر موسوم بہ سیروس شمالی ساحل پر واقع ہے اور اسی شہر کا گھاٹ بہت [illegible] ہے
یہ جزیرہ تمامتر کوہستانی علاقہ ہے۔ اور یہاں کی پیداوار زیادہ مشہور ہے اور [illegible] قسم کی شرابیں
ہیں۔ مردم شماری ڈھائی ہزار آدمیوں سے زیادہ ہوگی۔ اور یہ ساموس سے جنوب مشرق
میں سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ٭

استانکوی: یہ بھی ایک جزیرہ ہے جسکو کوس یا قوص بھی کہتے ہیں۔
یہ بحر الجزائر یونان کا مشہور جزیرہ ہے اور خلیج سیرامیکس کے دہانہ سے متصل واقع ہے
اسکا بندرگاہ مشرقی طرف سے جزیرہ کے سرے پر واقع اور استانکوی کے نام
موسوم ہے۔ اسکا امتداد مشرق سے جنوب مغرب کی طرف ہے۔ طول میں (۲۳)
میل اور رقبہ میں (۲۵۰) کیلومیٹر ہے۔ یہ راس کریو کے مقابلہ میں واقع ہے جو لیبا

ذکر نہیں کیا ایسے گھاٹ رکھتے ہیں جہاں چھوٹی کشتیاں رہ سکیں اور بعضوں کے گھاٹ
بڑے بڑے عثمانی جہازوں کی لنگر اندازی کے بھی لائق ہیں ۔

ایضالیا - یا - اناتالیا - جنوبی ایشیا سے کوچک میں ولایت قونیہ کی ایک خلیج
اناتالیا نامی کے سرے پر واقع ہے اور بہت اچھا بندرگاہ ہے عمارت شہر نہایت
مستحکم ہے اور آبادی (۱۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے فصیل اور برجیں اب منہدم ہو چلی
ہیں یہاں کی تجارت برآمد - اون، روئی، لکڑی، تمباکو، موم، قطران،
غلے، اور چوپایوں میں منحصر ہے۔ اسکا بانی اتالس فیلاڈلفس پرگامس کا حکمران بیان کیا
جاتا ہے جسکے نام پر پہلے اس کا نام اتالیہ رکھا گیا تھا اور بعد میں اس کی صورت بگڑ کر
ایضالیا ہو گئی ۔

الائیہ، خلیج اضالیہ کے مشرقی ساحل کا ایک تجارتی بندرگاہ ہے اور ایک راس
پر واقع ہے جو دور تک دریا میں بڑھتی چلی گئی ہے اسکا گھاٹ محفوظ ہے اسی لئے اس
میں بکثرت بادبانی تجارتی جہازات آیا کرتے ہیں یہاں کا مال برآمد یعنی لکڑیاں،
اور میوے، دوسرے مقاموں کو لیجاتے ہیں - خلیج اضالیہ کے شمالی ساحل پر اکثر
مقامات جہازوں کی لنگر اندازی کے قابل ہیں مگر وہ مشرقی ہوا اور طوفانی ہواؤں کے
زد میں رہنے کے باعث خطرناک سمجھے جاتے ہیں ۔

سلامین :- جزیرہ قبرص کے مشرقی کنارہ پر ایک تجارتی بندرگاہ ہے۔ اس شہر
کو جزیرہ سلامین (جو خلیج سلانیک میں واقع ہے) کے ایک شہزادے نے بنوایا تھا۔
اسکی تاریخی حیثیت نہایت اہم ہے اور انقلاب حکومت کے زد میں بارہا آ چکا ہے
فارسی، یونانی، مصری، اور رومی حکومتوں نے یکے بعد دیگرے اس پر ہاتھ صاف کئے۔
قیصر قسطنطین کے عہد میں زلزلہ نے اس شہر کو بالکل برباد کر دیا تھا لیکن اس نے دوبارہ
بنوا کر اسکا نام قسطنطیا رکھا - ازاں بعد ہرقل شہنشاہ روم کے زمانہ میں عرب قابض
اس پر مسلط ہوئے - مورخین یونان نے لکھا ہے کہ اس شہر کا بندرگاہ بہت اعلیٰ درجہ
کا تھا ۔

لارناکا: - یہ بھی جزیرہ قبرص کا ایک بحری شہر ہے جو اسکے شمالی ساحل پر نیقوسیا سے شمال مشرقی سمت (۳۵) کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے - یہاں کے باشندوں کی تعداد (۵۰۰۰) ہے تجارت برآمد غلہ، روئی، ریشم اور شرابوں کی اقسام میں منحصر ہے یہاں کئی ایک بڑی جہاز ران کمپنیاں ہیں اور دول غیر کے قنصل جنرل اور یورپ کے تاجر بھی یہیں رہتے ہیں ٭

لیماسول: جزیرہ قبرص کے جنوب مشرقی ساحل کا ایک بحری شہر جنوبی نیقوسیا سے (۷۰) کیلو میٹر کے بعد پر واقع ہے اسکا لنگرگاہ بہت چھوٹا ہے یہاں کی شرابیں مشہور ہیں اور اسمیں کچھ قدیم یادگاریں بھی پائی جاتی ہیں اسی وجہ سے یہاں جہازوں کی آمد و رفت زیادہ رہتی ہے ٭

فماغوسیا: - قدیم نام ارسنوی تھا قبرص کے مشرقی ساحل کا بحری مقام نیقوسیا (۳۷) کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے - ریت نے اسکا گھاٹ بالکل پاٹ دیا اس شہر کی بنیاد بطلیموس فیلاڈلفس شاہ مصر کی بہن ارسنوی نے ڈالی تھی - سنہ ۱۱۹۱ء میں لوزی دو لوزنیان شاہ قبرص کی تاج پوشی اسی شہر میں کیگئی تھی پھر سنہ ۱۳۷۲ء میں جنیوہ والے قابض ہو گئے - سلطان سلیم دوم نے اسکو بزور شمشیر بندقیہ والوں کے قبضہ سے چھینا تھا اور سنہ ۹۷۹ھ میں اسے فتح کیا تھا اول اس شہر کی مردم شماری ستر ہزار تھی سنہ ۱۷۳۵ء میں زلزلہ نے اسکو برباد کر ڈالا اسلئے بحالت موجودہ یہاں کی آبادی بہت گھٹ گئی ہے اور اکثر حصہ شہر کا کھنڈر پڑا ہوا ہے - ہاں انگلینڈ نے یہاں دخل پانیکے بعد اب اسکا بندرگاہ صاف اور درست کرنے پر توجہ کی ہے جسکی وجہ سے تھوڑے بہت تجارتی جہاز یہاں آنے لگے اور آبادی کو رونق حاصل ہونے لگی ہے ٭

جزیرہ قبرص جسکا اوپر ذکر ہوا بحر متوسط ابیض کا سب سے بڑا جزیرہ ہے سنہ ۱۸۷۸ء میں انگلینڈ نے چند شرائط پر دولت علیہ عثمانیہ سے یہاں کا انتظام ٹھیکہ کے حاصل کیا ہے اور اب یہاں کی انتظامی کل انہی کے ہاتھوں میں ہے - جزیرہ قبرص اور ساحل اناطولیا

کے مابین (۶۵) کیلومیٹر کا بحری فاصلہ ہے اور یہ جزیرہ لاذقیہ سے (۱۰۴) اور کریٹ
سے بجانب مشرق (۵۳۰) کیلومیٹر کے قریب فاصلہ پر واقع ہے اسکا طول (۲۱۰) کیلومیٹر
ہے اور بڑے سے بڑا عرض (۸۰) کیلومیٹر اسکا بڑا شہر یا مرکزی مقام شہر لفقوشہ ہے
(ترکی نام) اور یورپ والے اسے نیقوسیا کہتے ہیں۔ جزیرہ کی مجموعی مردم شماری (۱۸۹۱۰)
آدمیوں کی ہے جنمیں (۵۵۰۰۰) مسلمان ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فتوحات عثمانیہ سے
قبل اس جزیرہ کی آبادی چار لاکھ آدمیوں کی تھی۔ اسکے سواحل پر موڑ توڑ بکثرت ہیں اور
جابجا خشکی کی راہیں نکلی ہوئی ہیں اندرون جزیرہ میں کوہستانی سلسلہ نہایت عظیم الشان
ہے اور تمام پہاڑ سرسبز اور گھنے جنگلوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں میں سب سے
اونچا پہاڑ سنیٹ کروا ہے اسپر بہت سے یونانی کنیسے خوبصورت اور خوشنما بنے ہوئے
ہیں اس جزیرہ کو متعدد پہاڑی نالے سیراب کیا کرتے ہیں جو گرمیوں کے موسم میں
خشک ہو جاتے ہیں۔ اسکے شمالی حصہ کی آب وہوا بہت عمدہ اور معتدل ہے۔ کوہستانی
علاقہ میں سردی کا موسم سخت ہوتا ہے۔ اور جنوبی حصہ میں گرمی نہایت زور کی پڑتی ہے
زمانہ قدیم میں یہاں سونے، اور چاندی کی عموماً اور تانبے کی کانیں خصوصیت کے ساتھ
پائی جاتی تھیں اور ان دنوں یہ نہایت سرسبز تمام گنا جاتا تھا لیکن آجکل بہت تھوڑا
رقبہ زیر کاشت رہگیا ہے۔ پیداوار میں گیہوں اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، تیل، روئی، توت،
تمباکو، کھلی، اور میوے وغیرہ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ترکوں کے عہد حکومت میں اسکی
تقسیم تین ضلعوں پر تھی اور ترکوں نے اسکو اہل وینس سے چھینا تھا پھر سنہ ۱۸۳۲ء میں
محمد علی پاشا حاکم مصر نے اسپر قبضہ کرلیا جو کچھ ہی دنوں بعد وہاں سے ہٹ جانے
پر مجبور ہوا۔ پھر برلن کانفرنس کے بعد انگلستان نے اسے ترکی حکومت سے چند شرطوں
کے ساتھ لے لیا ہے جنمیں ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ وہ اناطولیا کے سواحل کو روسیوں کے
حملوں سے محفوظ رکھینگے۔ آثار قدیمہ کے شائقین نے اس جزیرہ سے بہت کچھ
قدیم یادگاریں برآمد کی ہیں جنمیں بعض سکّے ایسے ملے ہیں جو بتاتے ہیں کہ اس جزیرہ کے
قدیم باشندے بہت ہی عمدہ دلفریب زمانہ میں اپنے بنا رہے اور سب سے الگ تھلگ

حروف تہجی رکھتے تھے۔ یہاں کی نکلی ہوئی قدیم زمانہ کی نشانیاں آستانہ علیہ، پیرس اور نیویارک وغیرہ کے عجائب خانوں میں رکھی ہوئی ہیں ۔

طرطوس : قدیمی نام طارس تھا۔ یہ ولائت اطنہ کے ایک ضلع کا مرکز ہے اور دریائے قرہ صو کے کنارہ پر جہاں وہ سمندر میں گرتا ہے واقع ہے۔ دریائے مذکور کو عہد قدیم میں سیڈنو کہا جاتا تھا۔ یہاں کے باشندوں کی تعداد تیس ہزار ہے اور شہر چاروں جانب سے کشادہ اور سرسبز باغوں کے حلقہ میں گھرا ہوا ہے۔ جدید شہر پرانے شہر کے ایک چوتھائی حصہ کے برابر ہوگا۔ یہاں کے مال برآمد میں روئی، مازو، اون، اور تانبا، وغیرہ چیزیں بہت نکلتی ہیں یہ مقام ایشیا میں سب سے بڑی تجارتی منڈی تھا۔ اینٹونی نے یہیں ایک مجلس پنچائت قائم کی تھی تاکہ وہ مجلس کلیوپٹرا اور اس کے بھائی کے مابین برپا ہونے والے جھگڑے کا فیصلہ کرسکے۔ رومی حکومت کے دور میں یہ شہر اپنے مدارس کی وجہ سے اسکندریہ اور ایتھنز پر بھی فوقیت لیگیا تھا۔ چودہویں صدی قبل مسیح میں یہ شہر ملک کلیکیا کا دارالسلطنت بھی رہا۔ پولس رسول کی ولادت یہیں ہوئی تھی، یہاں سے بہت کچھ نفیس آثار قدیمہ نکلے ہیں۔ جو آستانہ علیہ کے عجائب خانہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ آب و ہوا کی خرابی میں اسکا اور اسکندرونہ کا ایک حال ہے۔ علامہ ابوالفداء اور ابن حوقل نے بھی اس شہر کا ذکر کیا ہے ۔

اسکندرونہ : انطاکیہ سے شمالی جانب (۲۳) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر بھی ساحل دریا پر خلیج اسکندرون کے مشرقی سمت واقع ہے اور ولائت حلب کا تابع۔ حلب سے اسکا فاصلہ مغربی جانب میں (۶۲) میل ہے۔ اسکی آبادی (۲۵۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ پچھلے سالوں میں اسنے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت وسیع ہے اور اسمیں (۱۰) بام گہرا پانی رہتا ہے۔ چونکہ یہ شہر مقامات حلب، اور انطاکیہ، بلکہ اُن تمام شہروں کا تجارتی بندرگاہ ہے جو ممالک مابین النہرین، الجزیرہ، اور عراق میں واقع ہیں۔ اسلئے یہ ایک مشہور عثمانی تجارتی بندرگاہ ہے۔ اور یہاں سے کے مال برآمد میں قالین، روغن سیاہ، صابون، بانات، پشم، ادویات، روئی، اور تنباکو کی برآمد خوب ہوتی

بنایا گیا تھا۔

طرابلس: ابوالفداء مؤرخ نے لکھا ہے کہ شہر طرابلس کا موقع دریا کے اندر نکلی ہوئے ایک کنارہ پر ہے۔ مسلمانوں نے اسکو سنہ ۱۹ھ میں فتح کیا تھا۔ پھر اسے تباہ کرکے اسکی تعمیر ازسرنو دوسری جگہ کی جو اگلے شہر سے ایک میل کے قریب خشکی میں ہٹکر بنوایا گیا۔ بحالت موجودہ طرابلس کے دو حصے ہیں۔ ایک شہر کا حصہ ہے۔ اور دوسرا بندرگاہ کا۔ اور یہ دونوں حصے دریاے ابی علی۔ یا مکلیشیا کے دونوں کناروں پر اس طرح واقع ہیں کہ دریا کا پانی اسکے وسط سے ہوکر بہتا ہے۔ آبادی تیرہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ یہاں کے قدیم باشندے روآد وصور اور صیدا کے لوگ تھے اور ابتداءً یہاں آکر تین الگ الگ بستیوں کی بنیاد ڈالکر انہیں رہنے لگے۔ پھر بتدریج وہ بستیاں وسیع ہوکر ایک دوسرے سے مل گئیں۔ اور بطور ایک شہر کے محلوں کے شمار ہونے لگیں اسوقت سے اسکا نام ٹریپولی رکھا گیا جسکے معنے یونانی زبان میں تین شہر ہیں۔ اور ٹریپولی کا معرّب طرابلس بنگیا۔ اس شہر کے بندرگاہ میں جہازات وہاں لنگر انداز رہتے ہیں جس جگہ پانی کی گہرائی سات بام ہے۔ اور جو جہازات رات بسر کرتے ہیں وہ ایسے مقام پر لنگر ڈالتے ہیں جہاں (۲۰) بام پانی ہو تاکہ شب کے وقت طوفانی ہوا کا کوئی خطرہ نہ رہے۔ یہاں کی تجارت وسیع نہیں ہے۔ مال برآمد ریشم، اسفنج، صابون، مازو، اور تنباکو وغیرہ اشیاء ہیں۔ سب سے پہلے اس شہر کا قلعہ ریمونڈ الطلوشی نے سنہ ۱۱۰۳ء میں صلیبی جنگوں کے دوران میں بنوایا تھا۔ ریمونڈ نے جسوقت طرابلس کا محاصرہ کیا تھا تو وہاں کا ایک کتبخانہ جو قاضی ابوطالب حسن کا جمع کیا ہوا اور جسمیں (۳۰۰۰۰) جلد کتابیں تھیں باوجود اسبات کا علم رکھنے کے کہ یہ علمی ذخیرہ ہے بالکل جلوادیا۔ سنہ ۵۸۲ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی اس شہر کا محاصرہ کرکے ناکامی کے ساتھ واپسی پر مجبور ہوا اور دوسری مرتبہ سنہ ۶۸۸ھ میں مصری سپاہ نے اسکو فتح کرلیا۔ بعد ازاں مصر والوں سے شاہ قبرص نے سنہ ۱۳۶۶ء میں چھینا اور اس نے وہ تمام بستیاں بھی ویران کردیں جو مقام لاذقیہ تک ساحل دریا پر واقع تھیں۔ بندرگاہ کے نزدیک جو خشکی کا سرا دریا میں نکلتا ہے اسکی راس پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے

جزیرے تقریباً دس میل کے حلقہ میں شمالی مغربی سمت کو پھیلتے چلے گئے ہیں۔ اور راس مذکور کی شمالی سمت میں چھ برج بنے ہوئے ہیں جو حملہ دشمن سے محافظت کے لئے تعمیر کئے گئے تھے۔

بیروت: سواحل شام کے شمالی مغربی حصہ کا ایک ساحلی شہر ہے اور ایک لمبی راس پر جو دریا کے اندر بڑھتی چلی گئی ہے واقع ہے۔ اسکا لمبی لنگرگاہ غیر محفوظ اور مغربی ہوا کی زد میں رہتا ہے۔ اسی واسطے جہازوں کا قیام خلیج ماری جرجس میں جو دریا بیروت کے دہانہ کے پاس رہا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ جگہ بھی شمالی ہواؤں کے چلنے کیوجہ سے خطرناک ہے۔ شہر کی آبادی اس راس سے نصف گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے یہ شہر قلعوں اور فصیلوں سے گھرا ہوا تھا۔ مگر سنہ ۱۸۴۰ء میں جب انگریزی جنگی جہازات نے ابراہیم پاشا فرزند محمد علی پاشا والی مصر کو اس شہر سے نکالنے کیواسطے اسپر گولہ باری کی تو وہ فصیل منہدم ہو گئی۔ ابراہیم پاشا ملک شام پر قابض ہو گیا تھا اور اسکو مصری سلطنت کا جزو بنا لیا تھا۔ بیروت کے ٹیلوں اور اس کے کھنڈروں کے ملبے میں نہایت قیمتی قدیم یادگاریں دبی پڑی ہیں جو اکثر اوقات کھودنے سے نکل آتی ہیں۔ اور بعض جگہوں میں تو سالم عمارتیں زمین کے اندر سے برآمد ہوئی ہیں۔ بیروت کی عمارتیں بہت خوبصورت بنی ہیں۔ اور پانی وہاں کا شیریں ہے۔ لیکن آبادی کی کثرت ہے اس لئے کافی پانی میسر نہیں آتا۔ موسم گرما میں آب وہوا لطیف اور گرم وتر رہتی ہے۔ یہ شہر تجارتی منڈی اور دمشق کا بندرگاہ اور ملک شام کا سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا ہے۔ تجارتی جہازوں کی آمد ورفت یہاں بکثرت رہتی ہے۔ آبادی (۷۵۰۰۰) آدمیوں سے زائد نہیں۔ شہر بیروت ولائت (ضلع) بیروت کا مرکزی مقام ہے۔ رومی سلطنت کے عہد عروج میں بھی اس شہر کی بہت بڑی وقعت ہوتی تھی۔ آگسٹس قیصر نے اسے اصلی رومی شہروں کے برابر حقوق عطا کرکے اسکا نام اپنی بیٹی جولیا فیلیکس کے نام پر رکھا تھا۔ دوسری صدی عیسوی میں یہاں کا علم فقہ بہت مشہور تھا اور یہاں مصر و یونان کے طالب علم آتے رہتے تھے۔ فتح اسلامی کے بعد سنہ ۱۱۱۰ء میں اہل فرنگ پھر

جنگوں کے زمانہ میں اس شہر کو خاص طور پر شہرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے مابین قیامت خیز معرکے اسی شہر کے سامنے ہوئے تھے۔ یہاں آثار قدیمہ بھی بہت نکلتے ہیں۔ عکا بیت المقدس سے (۱۱۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں ملک حوران کی پیداوار بکثرت آیا کرتی ہے۔

حیفا۔ خلیج حیفا کا ایک بندرگاہ اور پہاڑی سرزمین پر واقع ہے۔ اندنوں اسکی حالت بہت اچھی ہو رہی ہے۔ موسم گرما میں شہر کے سامنے والے گھاٹ میں جہازات وہاں ٹھیر سکتے ہیں جہاں پانی کی گہرائی سات بام ہو۔ آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہے تجارت میں گیہوں اور جو ملکی پیداوار کی خوب نکاسی ہوتی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت محفوظ ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ کا مقام سیکانیوم یہی ہے جو اب حیفا کہلاتا ہے ۱۸۶۸ء میں جرمنی کے کچھ لوگوں نے یہاں آکر ایک نو آبادی قائم کی۔ اور ایک جہازرانی کی کمپنی تیار کی جسکے ذریعہ سے حیفا اور عکا کے مابین مال تجارت کی آمد و رفت خوب ہوتی ہے چونکہ دولت علیہ کو ان اطراف کی سرزمین کا سرسبز بنانا منظور تھا اس لئے اُس نے بھی جرمن نو آباد تاجروں کے ساتھ تساہل کا برتاؤ کیا۔

یافا۔ یہ بھی بحر متوسط ابیض کا ایک بندرگاہ ہے۔ اس شہر کی سرزمین آباد و شاداب ہے۔ باغات کی کثرت زراعت کی افراط اور عمارتوں کی خوشنمائی اور مضبوطی میں اس مقام کی خصوصیت قابل ذکر ہے۔ اندرون ملک کی پیداوار کی نکاسی یہیں سے ہوا کرتی ہے۔ اسلئے تجارت میں اسکا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ یافا بیت المقدس کا بندرگاہ ہے اور تقریباً اُس سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یافا سے یروشلم تک ریلوے لین بھی بنگئی ہے۔ یافا کی آبادی سولہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ اسکے سامنے کا لنگرگاہ جہاں بڑے جہازات قیام کرتے ہیں خشکی کے کنارہ سے نصف میل کے قریب فاصلہ پر ہے اور وہاں نو بام پانی رہتا ہے۔ دریا کی تہ ریتلی اور کنارہ چٹانی ہے۔ اسواسطے جہازوں کا گھاٹ میں آنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات سمندر میں تلاطم پیدا ہوجاتا ہے اور کشتیاں بھی ہوا اور موجوں کی طاقت کے مقابلہ میں تلاطم کی [illegible]

شہر یافا نہایت قدیم مقام ہے اور ملک شام کے بندرگاہوں میں اسکو خصوصیت کے ساتھ شرف حاصل ہے اسکی بنیاد طوفان نوح ع سے قبل کی بتائی جاتی ہے۔ اور دنیا کی مشہور قدیم حکومتوں کے عہد میں بھی اسکو بڑا عروج نصیب ہو چکا ہے۔ اسکا قدیم نام جافو بتایا جاتا ہے۔ یہودیوں نے اسے جابو کے نام سے موسوم کیا جسکے معنے خوشنما کے ہیں انقلاب حکومت کا اثر اسپر بہت مرتبہ پڑ چکا ہے۔ نپولین بونا پارٹ نے بھی اسپر قبضہ حاصل کیا ہے مگر آخر کار ۱۲۵۵ھ میں سلطنت عثمانیہ نے اسکو پھر حاصل کیا اور محمد علی پاشا والی مصر کے چنگل سے بامداد انگلستان و فرانس اسے چھین لیا +

بحر ایڈریاٹک میں دولت علیہ کے بحری مقامات :-

اس سمندر کے سواحل پر دولت علیہ کے متعدد بندرگاہ پائے جاتے ہیں جنمیں سے زیادہ مشہور مقامات حسب ذیل ہیں :-

دراج :- یا - ڈوراٹس - یہ خلیج ڈوراٹس کے آخری حصہ پر ایک مستحکم بندرگاہ ہے - یہاں کی آبادی دس ہزار آدمیوں کی ہے، اسکے قلعے بہت مستحکم اور اسکا گھاٹ محفوظ ہے - ٹرسیٹ اور اٹلی کے رستوں سے اسکی تجارت تمام ممالک کے ساتھ بہت وسیع ہے - تنباکو، تیل، غلے، اور لکڑی یہاں کے مال برآمد ہیں - اسکو سلطان بایزید دوم نے بندقیہ والوں کے ہاتھوں سے چھینکر عثمانی قلمرو میں شامل کیا تھا اور بجالت موجودہ وہ ولایت اشقودرہ کی ایک تحصیل ہے +

اولونیہ :- یا - ڈالون - ولایت یانیہ کا ایک عثمانی بندرگاہ ہے - اسکا گھاٹ بہت بڑا بحر ایڈریاٹک کی مشہور کھاڑی اولون میں واقع ہے - آبادی آٹھ ہزار آدمیوں کی ہے اور آب و ہوا اچھی نہیں +

پرہ و بیرہ : ولایت یانیہ کا ایک بڑا بندرگاہ خلیج ناردہ کے اندرونی حصہ میں واقع ہے شہر ناردہ سے جنوب مغربی سمت میں ۲۹ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے - آبادی نو ہزار آدمیوں کی ہے یہاں کے اشیاء برآمد تیل، پھل، اون، غلے، اور تنباکو ہیں

ترکوں نے اسپر ۹۴۵ھ میں قبضہ کیا تھا پھر ۱۶۸۴ء میں بندقیہ والے اسپر قابض ہو گئے اور ۱۷۹۷ء میں فرانس والوں نے اسپر تسلط کر لیا جسکے بعد دوبارہ ترکوں نے اسکو واپس لیا۔ تپہ دلنلی مشہور علی پاشا والی یانینہ کے زمانہ میں یہاں کئی ایک بحری معرکے ہوئے، اور سردست یہ مقام ارناؤط کے سمندروں اور دریاؤں میں حفاظت کرنے والے عثمانی جنگی بیڑہ کا مرکز ہے۔ اسمیں ایک بحری افسر جو بیڑہ مذکور کی کمان کرتا ہو رہا کرتا ہے۔ پرہ ویزہ ہی کے جوار میں خیرالدین پاشا باربروسہ نے ۹۴۵ھ مطابق ۱۵۳۸ء میں امیرالبحر انڈریا ڈوریا کے زیر کمان بیڑہ جہازات پر جو دول متحدہ یورپ کی طرف سے آیا تھا نمایاں فتح حاصل کی۔ انکے علاوہ صوبہ البانیا میں بھی دولت علیہ کے کئی ایک بحری شہر ایسے ہیں جنکو غیر ضروری سمجھکر ہمنے قابل بیان نہیں قلمبند کیا۔ اور حجاز ویمن کے بندرگاہوں کا ذکر ممالک عرب کی تاریخ میں کیا ہے۔ خلیج فارس کے سواحل پر دولت علیہ کا کوئی بندرگاہ نہیں ہے لیکن اس حیثیت سے کہ شہر بصرہ کے سامنے بہت سے بڑے جہازات ٹھیرا کرتے ہیں (اور گو وہ دریائے شور سے فاصلہ پر ہے تاہم بحری مقام گنا جا سکتا ہے۔ اسکو ہم بندرگاہ تسلیم کرسکتے ہیں۔ یہ شہر ۱۴ھ میں سیدنا عمر بن الخطاب رضی خلیفہ دوم نے بنوایا تھا۔ اور یہ خلیج فارس کے سرے پر دریائے شط العرب کے دہانہ سے (۱۰۰) کیلومیٹر دوری پر واقع ہے یہاں سلطنت عثمانیہ کا ایک جنگی بیڑہ چھ جہازوں کا اسلئے رہا کرتا ہے تاکہ ملک نجد اور ممالک عثمانیہ کے سواحل کی حفاظت کرے اور یہیں ایک قسم کی جہازرانی کمپنی بھی ہے جسکے کئی جہازات دریائے فرات وغیرہ میں مال تجارت اور مسافروں کو لاتی اور لیجاتی رہتی ہے۔ بصرہ کی مردم شماری ساٹھ ہزار ہے +

باقی رہے وہ ساحلی مقامات جو طرابلس الغرب کے علاقہ میں واقع ہیں انکا بیان اپنے موقع پر ہو چکا۔ علاوہ بریں بہت سے ایسے ساحلی مقامات کا ذکر ہمنے عمداً ترک کر دیا ہے جو درحقیقت خاص عثمانی قلمرو میں ہیں لیکن وہ کوئی جنگی اور تجارتی اہمیت نہیں رکھتے +

تیسری فصل (۳)

آل عثمان کا منشا اور انکی حکومت کا ظہور

ابن خلدون، اور ابن اثیر وغیرہ اگلے زمانہ کے علما سے تاریخ آل عثمان کے اصل ونسب کو بیان کرنے میں سخت اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ مگر ترکی مورخین جو بلا شک وشبہ اپنے حالات کے اچھے واقفکار ہونگے انکا بیان اسبارہ میں زیادہ معتبر سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے ہم بھی علامہ خیر اللہ، نعیما، راشد، جودت پاشا، منجم پاشا، اور چلپی، وغیرہ کے ایسے فاضل ترکی مورخین کی رائے پر بھروسا کرتے ہیں اور یہ بات قرار دیتے ہیں کہ سلاطین آل عثمان جنکی سلطنت وحکومت کی بنیاد سلطان الغازی عثمان خان کے عہد سے پڑی ہے۔ یافث بن نوح نبی کی اولاد سے ہیں۔ اور انکا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے:۔

۱ نوح ۲ یافث ۳ ابی الحارث ۴ ماجیبہ
۸ اوغوز ۷ قورخان ۶ قاقی خان ۵ ایولنجای
۹ کوک البہ ۱۰ قورمش ۱۱ باتیموہ ۱۲ ...
۱۶ قماس ۱۵ قراعمان ۱۴ سلیمان شاہ ۱۳ قزحلو
۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰

۲۱ سونج — ۲۲ طغرا — ۲۳ پالیسو — ۲۴ بورمز

۲۵ باشبوغا — ۲۶ یاق — ۲۷ قزل بوغا — ۲۸ طورح

۲۹ جکتمور — ۳۰ قماری — ۳۱ اقتلق — ۳۲ حمیده

۳۳ یاساق — ۳۴ توقتمور — ۳۵ بالیسنقور — ۳۶ بولغائی

۳۷ بانیقر — ۳۸ قرابیغو — ۳۹ طغرا — ۴۰ قایلغه

۴۱ باتیمور — ۴۲ قزل بوغا — ۴۳ قیابه الپ — ۴۴ سلیمان شاہ

۴۵ ارطغرل — ۴۶ عثمان خان الغازی سلطان - بانی سلطنت خاندان عثمانیہ و جانشین سلاطین سلجوقیہ اسلامیہ

بعض روایتوں میں قائی خان ہی کو عیص بن اسحاق بتایا گیا ہے۔ اور لشری - اور
ثانی دونوں نامور مورخ لکھتے ہیں کہ قائی خان بن بوتجائی بن یافث بن نوح ہے۔
علی چلپی مورخ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ بہرحال باوجود اختلاف کے تقریباً اس بارہ
میں جملہ مورخین کا اتفاق ہے کہ عثمانی ترکوں کی نسل یافث بن نوح سے چلتی ہے۔ اور
شجرۂ نسب اس بات کو بھی عیاں کرتا ہے کہ سلاطین عثمان کے آبا و اجداد ہمیشہ سے ملک
ترکستان میں بھی امیر ادر خان اور سلطان کے منصبوں پر فائز ہوتے چلے آئے ہیں۔

آل عثمان خلد اللہ ملکہم کا ظہور جبکہ چنگیز خان مغل بادشاہ نے سنہ ۶۲۴ھ میں
مغربی ایشیا کے ملکوں پر شمال کی سمت سے واپس آتے ہوئے قزاقانہ حملہ کیا تھا۔ آخری

دونوں قاآنی خان کی نسل کا ایک ترک امیر سلیمان شاہ بن قیا آلپ جو شہر مرو کے اطراف یعنی صحرائے ماہان واقع وسط ایشیا، میں ترک وطن کرکے رہا کرتا تھا۔ اپنے قبیلے کے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ سرسبز چراگاہوں اور میدانوں کی تلاش میں نکلکر ایشیا کے اس حصہ میں داخل ہوا۔ اور اس نے آذربائجان کے اطراف میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ سلیمان شاہ کو چھ سال کے قریب یہاں رہتے ہوگئے تھے کہ یکایک سلجوقی حکمرانوں نے خراسان اور خوارزم پر حملہ کردیا۔ اور ان دونوں ملکوں کو فتح بھی کرڈالا سلیمان شاہ نے یہ طوفان بے تمیزی برپا دیکھا تو اپنے وطن اصلی کی طرف واپس چلا اور جب یہ گروہ دریائے فرات کے کنارہ جاکر اسے عبور کرنے لگا تو قضائے الٰہی سے سلیمان شاہ وہیں دریا میں ڈوب کر فوت ہوگیا۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے۔ خیر اسکے ہم قوموں نے لاش کو دریا سے نکالکر دفن کیا۔ اور قلعۂ جعبر کے پاس اسکا مزار بنایا جو ابتک (ترک مزاری) کے نام سے موسوم اور موجود ہے۔ سلیمان شاہ متوفی کے چار بیٹے تھے۔ سنقور زنگی، گون طوغدی، ارطغرل، اور، گوندوز، ان میں باہم اسی بات پر اختلاف ہوگیا کہ اب سفر کریں یا اسی ملک میں ڈیرے ڈالیں۔ بہت سے لوگوں نے اصلی وطن کو واپس جانا مناسب سمجھا اور کچھ لوگ ارطغرل کے ساتھ یہیں رہگئے۔ کیونکہ اسنے اناطولیا کے صوبہ میں جاکر رہنے کی ٹھان لی تھی۔ ارطغرل اپنی قوم کے چار سو گھر ساتھ لیکر جنہیں (۴۰۰) جنگجو سوار تھے۔ اناطولیا کے مغربی حصہ کو چلا اور سرمہ لوہ اور پاسین کے اطراف میں آکر ڈیرے ڈالدیئے۔ مگر چونکہ یہ خطہ انکی رہائش کے قابل نہ تھا۔ اسلئے ارطغرل نے اپنے فرزند صاروباتی بک کو ۶۳۰ھ میں سلطان علاؤالدین سلجوقی فرمانروائے روم کی خدمت میں بھیجا اور سلطان مذکور سے اعانت طلب کرکے یہ خواہش ظاہر کی کہ تھوڑی سی سرزمین انکی قوم کو آباد ہونے کیلئے عطا کی جائے۔ سلطان موصوف صاروباتی کے ساتھ بڑی مہربانی اور عنایت سے پیش آیا۔ اور مقام انقرہ کے نزدیک قرہ چہ طاغ کی سرزمین جو دامان کوہ میں واقع تھی۔ ارطغرل کو بطور جاگیر سلطانی عطا فرمائی یہ زمین ترکوں کے لئے بہت موزون تھی کہ

سردی میں یہاں گرمی ہوتی اور گرمیوں میں خوشگوار خنکی رہتی اسلئے یہ لوگ بڑی راحت
کے ساتھ یہاں رہنے لگے - ارطغرل کا دستور تھا کہ وہ شکار اور جانوروں کو چرانے کیلئے
اپنی قوم کے کچھ سوار لیکر گرد و پیش کے جنگلوں میں نکل جایا کرتا - اتفاقاً ایکدن کسی میدان
میں اُسنے دیکھا کہ دو فوجیں سرگرم قتال ہونے کی تیاریاں کر رہی ہیں - مگر ایک سپاہ
کی تعداد کم ہے اور دوسری بہت زیادہ جمعیت رکھتی ہے بعض مورخین نے بیان کیا ہے
کہ ارطغرل نے دونوں فوجوں کو آپس میں گتھا پایا - بہرحال چونکہ ارطغرل طبعی طور پر
عدل اور بہادر تھا اس سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ کمزور جماعت تباہ ہو جاوے اور وہ سیر
دیکھتا رہے - اُس نے اپنے ہمراہی بہادروں کو جرأت دلا کر کمزور جانب کا ساتھ
دیا - اور تھکی ہوئی مغلوب سپاہ نے اس غیبی امداد کا سہارا پاتے ہی چیرہ دست
حریفوں پر ایسا پُرزور حملہ کیا کہ بہت جلد انہیں شکست دیدی - غنیم کی ہزیمت کے
بعد ارطغرل کو یہ حال معلوم ہوا کہ جس فریق کی اُسنے شرکت کی ہے یہ سلطان علاؤالدین
کیقباد بن کیخسرو سلجوقی کا لشکر ہے - اور ہزیمت پانے والی سپاہ ہلاکو خان کی تھی - سلجوقی
تاجدار نے فتح پاکر اپنے محسن اور مددگار لوگوں کا حال معلوم کرنا چاہا - اور ارطغرل
کو اپنے دربار میں طلب کر کے اُسکے حالات دریافت کیئے - اور پھر شکرگذاری کے
ساتھ ارطغرل اور اُسکے دوسرے بھائی دونوں کو خلعت دیکر تلوا نیچ اور اسکی شہر
اطراف کی سرزمین انکو بطور جاگیر کے عطا کر دی - اور اس طرح سنہ [illegible] میں
ارطغرل کا عروج ترقی کر گیا ◆

پھر تو ارطغرل اکثر لڑائیوں میں سلطان علاؤالدین سلجوقی کا دست و بازو رہا اور
حملہ آوروں یا حکومت بیزنطائن سے سلطان [illegible] آرام پایا جن میں
ہوں میں ارطغرل نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیئے [illegible] اُسکی جاگیر
عزاز میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی - اور کچھ حصہ اپنے ملک کا [illegible] اس منقسمہ
کے جو اس نے سلطنت قسطنطنیہ سے فتح کیا تھا ارطغرل کو بخشدیا - جو ان دنوں سلطانیہ
چوق کے نام سے مشہور اور ولایت قونیہ میں داخل ہے [illegible] سرزمین محکوم

عثمانیہ کا گہوارہ بنی اور یہ سلطنت یہیں سے نشو ونما پاکر پھولی پھلی۔ پھر جسوقت سلطان علاؤالدین اور مغل حملہ آوروں میں دوبارہ جنگ چھڑی تو ارطغرل کو سلطان کی طرف سے قلعہ کوتاہیہ کی محافظت کا حکم ملا اور مغل اُسپر قابض ہو چکے تھے۔ ارطغرل نے بڑی جدوجہد کے بعد انہیں وہاں سے نکالدیا اور سلطان کی نگاہوں میں خاص طور پر اعزاز حاصل کیا۔ اب ارطغرل سلطان کے دشمنوں کا قلع قمع کرتا رہتا تھا اور فتوحات پہ فتوحات حاصل کرتا جاتا یہانتک کہ اُسنے ۶۸۷ھ میں بمقام اسکود وفات پائی۔ جبکہ اُسکی عمر نوّے سال سے زائد تھی۔ سلطان علاؤالدین ارطغرل کی خبر وفات سنکر سخت مغموم ہوا۔ اور اُسنے ارطغرل کے بڑے بیٹے غازی عثمان کو باپ کا قائم مقام بنادیا۔ پھر تجربہ سے معلوم ہوا کہ غازی عثمان اپنے باپ کا سچا جانشین اور وفادار سلطنت ہے۔ تو علاؤالدین نے اُسکے لئے خلعت، سفید نشان، نقارہ، اور ایک فرمان ترکی زبان میں بھیجا جسمیں عثمان بک کو خود مختار امیر متعین کیا گیا تھا۔ اور صدور فرمان کے بعد سے جسقدر نئی سرزمین فتح ہوئی وہ سب اُسی کو عطا کی گئی۔ جسوقت سلطانی عطیہ یعنی نقارہ بجایا گیا تو عثمان بک تعظیم کیلئے کھڑا ہوگیا۔ اور یہ رسم قرار پائی کہ سلاطین آل عثمان نقارہ کی آواز سنکر تعظیمی قیام کیا کریں۔ مگر سلطان محمود اول کے عہد میں یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا سلطان علاؤالدین نے عثمان کو بک، اور خان کا لقب بھی عطا کیا اور اسبات کی اجازت دی کہ وہ اپنے نام کا سکہ رائج کرے اور خطبہ میں سلطان کے ساتھ اُسکا بھی نام لیا جائے +

قسطنطنیہ کی رومی حکومت اندنوں کمزور ہو چلی تھی اور اُسکے ماتحت امرا ئے ممالک اور صوبہ دار خود مختارانہ فرمانروائی کیا کرتے تھے۔ یہ حکام تکفور کے لقب سے ملقب تھے غازی عثمان نے یہ حالت دیکھی تو اُسنے پولیٹکل ریشہ دوانیاں شروع کردیں، پہلے اُن حکام کے آپس میں پھوٹ اور عداوت کا بیج بونا چاہا اور جب اس چال میں کامیابی ہوئی تو رفتہ رفتہ اُنکی ولائتوں کو ایک کے بعد ایک کرکے دبانا شروع کیا۔ اس تفرقہ اندازی کی کارروائی میں کوسہ میخائیل۔ خرمن قیا کا حاکم عثمان خان غازی کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اُس نے رومی صوبہ داروں کے اُس مکر سے عثمان خان کو مطلع کیا جو اُنہوں نے اُس

غازی کی جان لینے کے واسطے کیا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ رومی حکومت کے ماتحت حکام
غازی عثمان سے بظاہر دوستی اور الفت کا سررشتہ قائم رکھتے تھے اپنے یہاں کی
ایک مجلس شادی پر عثمان بک کو مدعو کیا۔ مگر چونکہ عثمان کو کوسہ میخائیل تمام راز سے
مطلع کرچکا تھا اسلئے بجائے اسکے کہ اعدا اسپر کامیابی حاصل کرتے خود عثمان ہی نے انکو
لے ڈالا اور محفل عروسی کو بزم ماتم بنا دیا۔ دلہن کو چھینک لے آیا اور اپنے بیٹے اُرخان
کے ساتھ اُسکی شادی رچا دی۔ نیلوفر خانم جسکے نام کے آثار بروصہ کے
اطراف میں ابتک موجود ہیں یہی بی بی تھی۔ سلیمان خان، مراد خان، اور خداوندگار
تین بیٹے اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ میخائیل اور اُسکی اولاد برابر صداقت کے ساتھ
حکومت عثمانیہ کی خدمتگزار اور اپنے ملک میں برقرار رہی۔ اور ۱۷۰۰ھ تک حدود دریائے ولی
پر حکمرانی کرتی رہی۔ عثمان خان کا ستارہ اوج پر تھا۔ اتفاقاً ۶۹۹ھ میں غازان خان
مغل تاجدار نے شہر قونیہ پر حملہ کیا۔ اور رکن الدین سوم آخری تاجدار خاندان سلجوقی کو
قتل کرکے اس عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔[1] پھر تو غازی عثمان خان کے سوا

---

[1] سلجوقی حکمران بھی ایک ترک خاندان کے لوگ تھے انکے جد اعلیٰ کا نام سلجوق بن دقاق تھا اور وہ مسلمان ہوکر کافر ترکوں پر جہاد کرتا رہا۔ سلجوق کے تین فرزند زینہ تھے۔ ارسلان، میکائیل، اور موسیٰ، جب وہ ایکسو سات سال کی عمر پاکر فوت ہوگیا تو ان لڑکوں نے بھی کفار پر جہاد کرنے کا دستور جاری رکھا۔ انہی لڑائیوں میں میکائیل قتل ہوگیا اور اُسکے چار بیٹے بیغو، طغرل بک، جعفر، اور … اپنے اہل … سفر کرکے بخارا کے قریب آرہے اور شہر بخارا سے دو فرسخ کے فاصلہ پر آکر پڑے۔ امیر بخارا نے انکا اپنے پاس رکھنا پسند نہ کیا تو یہ لوگ بقراخان شاہ ترکستان کے پاس گئے اور … ہونے پر الٹے پڑے۔ اور اپنے اصلی وطن کو واپس آگئے۔ اسی اثنا میں … اور ان لوگوں نے کچھ ملک فتح کرلیا۔ پھر آپس میں لڑنے لگے اور ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ … بعد طغرل بک کو اس قبیلہ کی امارت ملگئی اور اُس نے سلطان کا لقب اختیار کرکے خراسان وغیرہ کئی ایک صوبے فتح کرلئے۔ اور دولت بنی بویہ کی بیخکنی کرکے ۴۴۷ھ میں بغداد میں داخل ہوگیا، یہ زمانہ قائم بامراللہ عباسی کی خلافت کا تھا۔ سلطان طغرل بک نے اپنے تئیں خلیفہ کا نگہبان اور محافظ مشہور کرکے اپنی بھتیجی

سلجوقی حکومت کا کوئی جائز وارث نہیں رہگیا کیونکہ امیر مذکور پہلے ہی سے خود مختار حکمران اور اپنی قلمرو کا مالک کُل تھا لیکن ولی نعمت کے پاس ادب سے اُس نے سلاطین سلجوقیہ کے سامنے سر نہیں اُٹھایا اور ہمیشہ اُنکی اطاعت کرتا رہا - غازی عثمان خان بڑا صادق الوعد اور شریف مزاج شخص تھا اُس نے یہ پسند نہیں کیا کہ اپنے محسنوں کے ہوتے ہوئے شاہی اور تاجداری کا دم مارے - مگر جب سلجوقی حکمرانوں کا بالکل خاتمہ ہوگیا - تو سنہ ۶۹۹ھ مطابق سنہ ۱۲۹۹ء میں اسنے سلطان کا لقب اختیار کیا اور اُسی وقت سے دولت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی ۰

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ارسلان خاتون خلیفہ کے عقد نکاح میں دیدی - اب سلطان طغرلبیک امیر الامراء اور ارسلان خاتون کا باپ داؤد بھی نہایت معزز و مکرم ہوگیا - طغرلبیک درحقیقت خود سربادشاہ تھا - اور خلیفہ کو بھی اپنا ماتحت سمجھتا تھا - اُس کے بعد اُسکا بھتیجا الپ ارسلان فرمانروا ہوا جسنے رومانوس چہارم قیصر روم کو سخت ہزیمتیں دیں - اور اُسے گرفتار کرکے قید بھی رکھا - اسنے فاطمی خلفاء کو ملک شام سے نکال دیا - اور آرمینیا اور گرجستان کے (کو) فتح کرلیا - انگلستان کا نامور تاریخ نگار گبن لکھتا ہے کہ براعظم ایشیا کا سب سے عمدہ حصہ الپ ارسلان ہی کے قلمرو میں داخل تھا - الپ ارسلان کی فوجی قوت بہت زبردست تھی - اُسنے سنہ ۴۶۵ھ میں وفات پائی اسکو یوسف خوارزمی نے قتل کردیا تھا - الپ ارسلان کے بعد اُسکا بیٹا ملکشاہ حکمران ہوا - جسکے نام سے تمام سلاطین زمانہ کانپتے تھے یہ دلیر اور فاتح تاجدار بڑی سلطنت کا مالک ہوا - اُسکا قلمرو خراسان سے شہر قسطنطنیہ کے پیچھے تک پھیلا ہوا تھا - شاہان فرنگستان نے اُسی کے زمانہ میں مشرق پر چڑھائیاں کیں - اور اسلامی شوکت توڑنے کیواسطے صلیبی جنگوں کا سلسلہ آغاز کیا - اسی زمانہ میں سلجوقی حکمرانوں کو بیت المقدس اور انطاکیہ پر قبضہ کرنیکا موقع ملا - اور اُنہوں نے حکومت قونیہ کی بنیاد سنہ ۴۷۰ھ میں رکھدی - جسکے بعد سے ایشیاے کوچک کا نام ایشیائی ترکی مشہور ہوا - سنہ ۴۷۱ھ میں تتش [illegible] بن الپ ارسلان دمشق پر قابض ہوگیا - پھر ملکشاہ کی وفات کے بعد سنہ ۴۸۵ھ سے اُسکے بیٹوں اور اُسکے بھائی تاج الدولہ کے مابین سلطنت کیلئے جنگ چھڑ گئی اور انجام یہ ہوا کہ سلجوقی قلمرو کے چار حصے ہوگئے ایک گروہ ملک عراق و فارس پر رہا دوسرا قرمان کی حکومت پر قابض رہا تیسرے نے ملک شام کی حکومت پائی اور چوتھا مقدم اور قونیہ کا تاجدار بنا مگر ان آخری گھرانے میں سلطنت کا وجود عرصہ تک رہا اور اُسکے کھنڈروں پر حکومت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی ۰

فصل چہارم (۴)

دولت علیہ کا استقرار اور اُسکی بنیاد قائم ہونیکے حالات تیمور لنگ کے ظہور تک

من ابتدای سنہ ٦٩٩ لغایت سنہ ۸۰۵ ہجری

سلطان الغازی عثمان خان

٦٩٩ ——————— ٧٢٦ھ

سلطان عثمان خان غازی نے اپنے بلا منازعت احد سے سلطان ہونیکا اعلان کیا تو سلطنت سلجوقیہ کے بہت سے عہدہ دار، شرفا، امرا، اور علما اُسکے دربار میں فراہم ہوگئے اور سلطنت کی شوکت چمک اُٹھی۔ بعد ازان چھ سال تک تو سلطان عثمان خان غازی خود بہت روم پر حملے کرتا اور ممالک فتح کرتا رہا لیکن اسکے بعد بوجہ کبیر السن ہو جانے کے وہ سفر اور میدان جنگ میں شریک ہونے کی زحمت گوارا نہ کر سکا۔ لہذا اپنے فرزند ارجمند غازی اورخان کو سپہ سالار افواج بنا کر خود انتظام مملکت کی طرف مائل ہوا، اُسکی عدالت پسندی اور رحیم المزاجی سے مقبوضہ ممالک کے عیسائی باشندے بہت خوش رہتے تھے۔ اور اسوقت تک غازی عثمان خان کا قلمرو اقلیم ہر دو صوبے کے ایک حصہ اور اناطولیا کے اُن شہروں تک محدود تھا جو کوہ المپس کے گرد واقع ہیں۔ اسکے علاوہ بہت سے رومی جاگیردار بھی اُسکے زیر سایہ [illegible] [illegible] سلطان ممدوح کی زندگی ہی میں [illegible] اسلام کا [illegible]

کی امیدوں کا مرکز بنگئی۔ چونکہ یہ نئی اور اُبھرنے والی حکومت قسطنطنیہ کی رومی سلطنت
کے قریب واقع ہوئی تھی اور وہ اُسوقت کمزوری کے مرض میں مبتلا تھی اسلئے دونوں کے
مابین ہمیشہ جنگ وجدل کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ضعیف العمر رومی حکومت کمسن عثمانی
سلطنت کو اپنے پڑوس میں جوانی کے خم ٹھونکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اور اُسکو
کچلکر تباہ کردینے کے درپے تھی۔ اور ادھر اقبال بخت وجوان ہمت سلطنت عثمانیہ
پیرانہ سال رومی حکومت کو سٹھیایا ہوا [illegible] سمجھکر عہدہ حکمرانی سے معزولی کے قابل تصور
کرتی تھی۔ سلطان عثمان خان نے حکومت کے استقلال کے بعد فتوحات کا دائرہ بڑھانا شروع
کی اور شہر کیری حصار ینگی شہر کا محاصرہ قائم کیا جس سے وہاں کا حاکم اطاعت پر
مجبور ہوگیا۔ اسکے بعد سلطان مذکور نے مقامات اور قلعہ جات از قسم شہر بروصہ، قلعہ
بلاجق، لفکہ، اور چادرلق وغیرہ یکے بعد دیگرے فتح کئے۔ ۷۱۷ھ میں سلطان موصوف
نے شہر بروصہ پر محاصرہ ڈالنے کی پیش بندی کے لئے اُسکے قریب کوئی پندرہ منٹ کے
راستہ پر دو قلعے بنوائے۔ یہ دونوں قلعے ایک گرم معدنی چشمہ کے نزدیک واقع تھے،
ایک قلعہ میں سلطان نے اپنے بھائی کے فرزند رشید آق تیمور کو اور دوسرے قلعہ میں
بلبانجق نامی اپنے ایک بہادر غلام کو افسر مقرر کیا۔ اور غازی اُورخان اپنے ولیعہد اور
فرزند کو فتح بروصہ پر مامور کیا جسنے ینگی شہر سے نکلنے کے بعد ہی سب سے پہلے اطرہ نوس حاکم
بروصہ کو ہزیمت فاش دی اور فتح کی خبر کوسہ میخال کی معرفت سلطان عثمان خان کی خدمت
میں روانہ کی۔ اورخان کو اس فتح میں کچھ بھی دقت نہیں اُٹھانی پڑی تھی مگر اورخان کا آگے
بڑھنا [illegible] رُک گیا کہ اُسے یکایک اپنے باپ سلطان عثمان کی خبر علالت معلوم ہوئی۔
اور وہ ینگی شہر میں واپس آیا چنانچہ جسوقت اورخان بستر علالت پر پڑے ہوئے بزرگ
باپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے تو سلطان عثمان خان الغازی نے اُسے عدل اور
رعایا پروری کے متعلق بہت سی نصیحتیں کرکے ۱۷ رمضان ۷۲۶ھ کو ۷۰ برس کی
عمر میں دنیائے فانی سے [illegible] کی طرف رخ کیا۔ وفات کے بعد اُسکا مزار قلعہ
بروصہ کے باہر بنایا گیا۔ سلطان عثمان خان ۶۵۶ھ میں بمقام ینگی شہر پیدا ہوا تھا۔ اور

بیس (۲۰) سال حکمرانی کی۔ اسکے عہد میں بجز حکومت روم کے جسکا مرکز قسطنطنیہ تھا ترکوں کو کسی اور یورپین سلطنت سے لڑنا نہیں پڑا۔ اُسنے دو فرزند نرینہ اپنے وارث چھوڑے جنمیں ایک امیر اورخان ولیعہد، اور دوسرا امیر علاؤالدین تھا۔

(۲) سلطان الغازی اورخان پسر سلطان الغازی عثمان خان

(۷۲۶ھ ——— ۷۶۱ھ)

سلطان الغازی اورخان کے مسند آرائے حکومت ہونیکے وقت جزیرہ نما سے اناطولیا طوائف الملوکی حکومت میں تقسیم ہو رہا تھا۔ کیونکہ سلطنت سلجوقیہ کی بربادی کے بعد اس حکومت کے امراء سے دربار میں سے متعدد لوگوں نے ملک روم کے ایک ایک حصہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور منجملہ ان حکومتوں کے ایک حکومت خود اس سلطان اورخان کی بھی تھی۔ ابتدا میں عثمانی حکومت کی قوت اس قابل نہ تھی کہ وہ باقی حکومتوں کے مقابل میں سر اٹھا سکے لیکن شہر بروسہ کی فتح کے بعد جب اس مقام کو حکومت عثمانیہ کا مقر خلافت بنا لیا گیا۔ اور دوسری قابل قدر فتوحات نے دولت مذکورہ کے عروج و اقبال کو مستحکم اور روز بروز ترقی بنا دیا تو سلطان اورخان کو شوکت شاہی کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ اور اُسنے بہت جلد بہت سی فتحیں حاصل کر کے اپنے تئیں سلطنت سلجوقی کا جائز وارث بنانے کی سعی شروع کی۔ تخت نشینی کے وقت سلطان اورخان کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اُسنے تخت سلطنت کو شہر بروصہ میں منتقل کرانے کے بعد ضروری انتظامات کی درستی پر توجہ مائل کی، ملکی انتظام کے قانون بنائے، فوجی ترتیب کا دستور نافذ کیا قاضی جندرہ لو قرہ خلیل اور دوسرے اعیان مملکت کے مشورہ سے ینی چری (سپاہ نو) نامی فوج کی بنیاد ڈالی جسکے لئے کم سن عیسائیوں کے بچے اسلامی اصول پر تربیت پا کر بالغ ہونے کے وقت فوج میں مقرر ہونے لگے۔ یہ دستور سنہ [illegible]ھ تک جاری رہا اور ان لوگوں میں بہت سے نامور افراد پیدا ہوئے جنکو وزارت اور سپہ گری کے
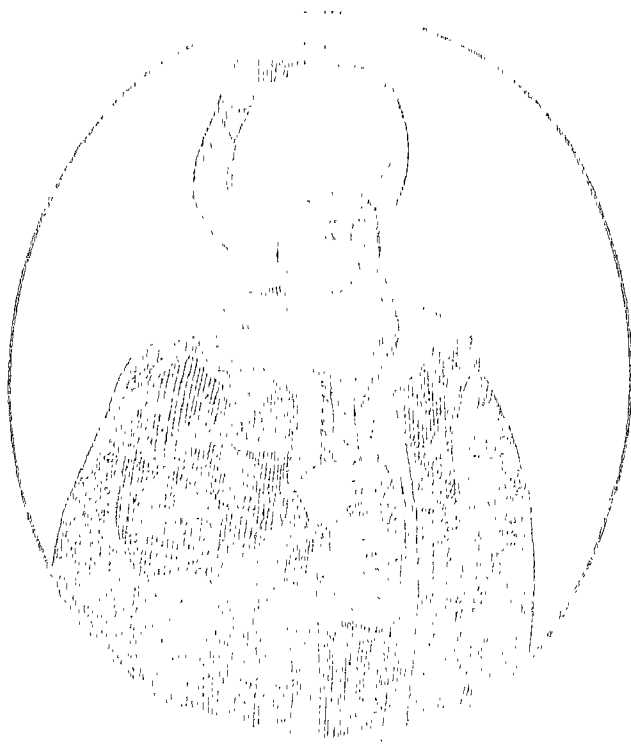
جلیل القدر عہدے ملے۔ سلطان اورخان کے جدید انتظاموں میں سے ایک بات یہ تھی کہ اُسنے اپنے بھائی امیر علاؤالدین کو وزیر مقرر کیا ورنہ اس سے پہلے حکومت عثمانیہ میں وزارت کا منصب نہیں تھا۔ پھر اندرونی انتظامات درست کر لینے کے بعد ملکی انتظام کی باری آئی اور مفتوحہ ممالک کی اراضی دو قسموں میں تقسیم کیگئی۔ ایک قسم کا خاص نام تھا اور دوسری کا تیمار، خاص اراضی کی آمدنی شاہی جیب خرچ، ممبران خاندان سلطنت کی کفالت اور ارکان دولت کے مصارف کے لئے مخصوص تھی۔ اور قسم تیمار کی زمینیں فوجی لوگوں کو جاگیر کے طور پر عطا ہوتی تھیں جنکے معاوضہ میں ہر ایک جاگیردار بقدر استطاعت جنگ آور جوانوں کی جماعتیں تیار کیا کرتا تھا اور بوقت ضرورت یہ تمام فوجی قوت میدان جنگ میں فراہم ہوجاتی تھی۔ تیمار کے مالک اُن اراضیوں کا نام تھا جنکے مالک بطور خود اُسکی کاشت وغیرہ کا انتظام کرتے تھے اور پیداوار کا دسواں حصہ شرعی خراج کے طور پر جاگیرداروں یا سلطانی خزانہ کو جسکے وہ ماتحت ہوتے دیا کرتے۔ جاگیرداروں کی فوج جو تیمار کے سپاہی کہلاتے تھے حکومت کی جاں نثار فوج تھی۔ اور بہت سے نازک موقعوں پر اُسنے خوب کارہے نمایاں کئے ؎

غرضکہ اس طرح پر ملک کا انتظام اور فوجی ترتیب درست کر کے سلطان اورخان نے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے پر کمرہمت باندھی۔ اور ۱۳۳۶ء میں رومیلیا کے ملک پر چڑھائی کردی، ابھی یہ جنگ ہو ہی رہی تھی کہ دوسری طرف اقلیم قوچا ایلی کے مرکز شہر ازمید کا حاکم فوت ہوگیا اور اُسکی جگہ اُسکی بیٹی حاکم ہوئی۔ اس عورت کو قسطنطنیہ کی حکومت سے ہر طرح کی مدد پہونچتی رہتی تھی۔ مگر جب سپہ سالار غازی عبدالرحمن نے اُسکے قلعہ پر محاصرہ ڈالا تو اُسنے خفیہ خط وکتابت کے ذریعہ سے سردار مذکور کو قلعہ میں بلوا کر اُسپر قبضہ دیدیا۔ اور غازی عبدالرحمن نے اُس شہزادی کو سلطان کی خدمت میں مع تمام اموال غنیمت کے ارسال کردیا۔ سلطان نے شہزادی مذکورہ کی اس خدمت سے مسرور ہوکر اُسکا نکاح غازی عبدالرحمن ہی کے ساتھ کردیا۔ سلطان اورخان کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اُسکے پاس کسی طرح کی شکایت لاتیں تو وہ اُن سے بڑی مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آتا اور اُن کے

ایسا سلوک کرتا جسکی وجہ سے وہ خوش ہوکر دعائیں دینے لگتی تھیں - یہ امر سلطان مذکور
کی ہردلعزیزی کا موجب ہوا اور خلاصہ یہ ہے کہ روز بروز اسکی فتوحات کا سلسلہ بڑھتا ہی
چلا گیا - ۱۳۲۸ء میں اس نے بذات خاص ملک ازمید پر فوجکشی کی اور ایسے پرزور حملے
کئے کہ آخر ملکہ بلدقونیہ حاکمہ نیکومیڈیا نے مجبور ہوکر شہر ازمید سلطان کے حوالہ کردیا اور
خود مع ان لوگوں کے جو اسکے ساتھ جانے پر آمادہ ہوئے دریا کے راستہ سے قسطنطنیہ کو
چلی گئی - نیکومیڈیا کی اقلیم فتح ہوگئی تو اب عثمانی قلمرو کے حدود خلیج قسطنطنیہ کے نزدیک
پہونچ گئے - پھر ۱۳۳۱ء میں سلطان مذکور کے فرزند امیر سلیمان نے شہر ازنیق کو فتح کرلیا اور
قیصر روم نے اسکے واپس لینے کے لئے بہت زور مارا لیکن اسکی کچھ بھی پیش نہ گئی - ازنیق
کو فتح کرنے کے بعد سلطان نے وہاں کی شکست و ریخت کی مرمت اور درستی کرائی اور
وہاں کے گرجوں کو مسجدوں اور مدرسوں کی شکل میں تبدیل کرادیا - پھر اسی کو اپنا پایہ تخت
قرار دیا کیونکہ مفتوحہ ممالک میں اسوقت ازنیق سب سے بڑا شہر تھا - ۱۳۳۲ء میں وزیر
علاؤالدین کی وفات ہوجانے پر امیر سلیمان پاشا وزیر مقرر کیا گیا اور اسی سال کے مابین
مدرنی اور کلیکت دو نئے ملک فتح ہوئے - اور قیصر روم نے سلطان اورخان کو بہت سے
نفیس تحفے بھیجکر اس سے بیس سال کے لئے ایک معاہدہ صلح قائم کرنے کی درخواست کی -
اس معاہدہ کی رو سے اناطولیا کے بہت سے مقام مثلاً مانیاس، اینیخق، اور بالیکسری وغیرہ
عثمانی قلمرو میں شامل ہوگئے اور قیصر روم کے پاس اس ملک کا صرف ایک شہر آلا شہر اور ایک
قلعہ بیگا نامی رہگیا - ۱۳۳۶ء میں عثمانی قلمرو میں ولایت قرہ سی کا بھی الحاق ہوگیا جو عجلان
بک حاکم مملکت مذکور کی وفات کے بعد اسکے بیٹوں میں باہم ناچاقی ہوجانے سے کمزور ہوگئی
تھی - قیصر روم سے معاہدہ صلح کرکے دولت علیہ کو دم لینے کی مہلت ملی تو اسنے پھر اپنی اندرونی
اصلاحات پر توجہ کی اور ۱۳۴۶ء میں رومی حکومت کے ساتھ ازسرنو عہدنامہ ہوا اور سلطان نے
خود مع حاشیہ دولت شہر اسکدار میں جاکر قیصر روم سے ملاقات کی اور اس طرح دونوں
حکومتوں کے مابین دوستی اور صفائی کا استحکام ہوگیا ۔

مگر رومی حکومت کے دلمیں عثمانی سلطنت کی جانب سے عداوت بھری تھی اور وہ

ایسے موقع کی تلاش میں رہا کرتی تھی جس سے عثمانیوں کو آفت میں پھنسائے اسلئے معاہدہ
کو دس سال ہوگئے تو اس نے مخالفت شرائط معاہدہ کرنی شروع کی اور بندقیہ والوں سے
سازباز کرکے عثمانی حدود پر شرارت کا بازار گرم کیا۔ بندقیہ کے لوگ بحری راستہ سے دولت
علیہ کی سرحد والوں پر چھاپے مارا کرتے تھے۔ سلطان اورخان نے اس بات کی خبر پائی تو اپنے
فوراً اپنے فرزند امیر الغازی سلیمان پاشا کو ممالک رومیلیا پر فوجکشی کا حکم دیدیا اور ۷۵۸ھ
میں ترکی سپاہ آبنائے ڈارڈنلز کے ایشیائی قلعہ چمپاق قلعہ ( ) تک پہنچ گئی۔ سلیمان پاشا
نے چمپاق قلعہ کے نزدیک اپنے سرداران فوج کو جمع کرکے ایک جنگی مجلس مشورہ منعقد
کی اور یہ رائے قرار پائی کہ آبنائے کو کشتیوں کے ذریعہ سے عبور کرکے یورپ کے ملک پر
حملہ آور ہونا مناسب ہوگا۔ چنانچہ رات کے وقت مقام ایدنجک سے کئی ایک ترک سپہ سالار
مع اپنی ماتحت فوجوں کے آبنائے سے پار اتر گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سلیمان پاشا نے
قلعہ چمپنک ( ) پر قبضہ کرلیا۔ یہ یورپ دولت عثمانیہ کی بحری فتح
کا پہلا صفحہ تھا۔ آبنائے سے پار ہوکر سلیمان پاشا نے آبنائے گیلی پولی کے آس پاس جسقدر
شہر واقع تھے انکو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کردیا۔ اور دوسری طرف قسطنطنیہ کے
شاہی خاندان کے ممبروں میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ انڈرونیقوس سوم قیصر روم کی وفات کے بعد تخت
وتاج قیصری کا وارث ایک کمسن بچہ یوحنا پالیولوگس قرار پایا۔ اور اسکے ناکارہ ہونے کے باعث
بادشاہی محل اسکے نگران افسروں اور دوسرے ارکان سلطنت نے ہوس تخت نشینی کے مرض
میں مبتلا ہوکر سازشیں کرنی شروع کردیں۔ داروغہ محلات جسکو قانتاقوزینوس کہتے تھے وہ پردہ
سلطان اورخان سے خط وکتابت کرنے لگا۔ اور اس نے اپنی بیٹی تھیوڈورہ اسکے عقد میں
دینی چاہی۔ سلطان نے اسکی درخواست مان لی اور ترکی فوجیں کمک کے لئے روانہ کیں۔
مگر جس وقت امیر سلیمان پاشا سلطانی حکم کی تعمیل کرکے قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو تمام رومی
لوگ جنگی سروپا اور ہتھیار وغیرہ لیکر بہت سی کشتیوں سے ملک سلیمان پاشا کے مقابلہ پر
آمادہ ہوگئے۔ [illegible] فتح اور رومی حکومت کے اندرونی معاملات
میں [illegible] سلیمان پاشا [illegible] تمام مشغولی کو [illegible]

سرکشی کا مزہ چکھا دیا۔ اور کوہستان بلقان سے اتر کر عیسائی متفقہ فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ جب غنیم نے ہزیمت پائی تو امیر سلیمان بڑے جاہ وحشم کے ساتھ بلغاریا کے ملک میں داخل ہوا اور وہاں کی بدامنی فرو کرنے لگا۔ ابھی اثنا میں شاہان سرویا، بلغاریا، اور ہنگری وغیرہ کی آپس میں عداوت اور ناچاقی ہوگئی۔ اور انکی آپس میں ہی چل پڑی۔ قیصر روم نے اس آفت میں دوبارہ سلطان اورخان سے امداد مانگی۔ اور امیر سلیمان پاشا کمکی سپاہ لیکر قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے آپہونچا، اس کمکی فوج کے آنے سے تمام جھگڑے مٹ گئے۔ اور شورشیں فرو ہوگئیں۔ اسکے بعد بہت سے زور شور کے زلزلے آئے جنہیں اس ملک کے اکثر قلعے اور جنگی استحکامات برباد ہوئے۔ اور ۷۵۸ھ میں امیر سلیمان پاشا نے سات ہزار چیدہ ترکی سپاہ لیکر گیلیپولی کے قلعہ پر جو بحر ابیض متوسط کی کنجی سمجھا جاتا ہے حملہ کردیا چند روز کے محاصرہ میں یہ زبردست قلعہ فتح کرلیا۔ تو اسکے بعد کئی ایک دوسرے مقامات پر مثل پولڈیر اور چیرہ پولی وغیرہ کے باسانی قبضہ کرلیا۔ اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دولت عثمانیہ کی شوکت و قوت کا سکہ بٹھا دیا۔ ابھی رومی لوگ ترکوں سے یہ درخواست ہی کر رہے تھے کہ وہ ان مفتوحہ مقاموں کو زر تاوان بطور لیکر چھوڑ دیں کہ سلیمان پاشا کی سپاہ نے رومیلیا کے کئی ایک دوسرے مقامات بھی فتح کرلئے کیونکہ رومیوں میں اندرونی ناچاقیوں کے باعث مقابلہ اور مدافعت کرنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ لیکن انہی اثنا میں یہ المناک واقعہ پیش آیا کہ امیر سلیمان پاشا کا گھوڑا اچانک شکار کھیلتے بھڑک گیا اور اسے لئے ہوئے چٹانوں کے نیچے نشیب سے اس زور کی ٹکر لگی کہ یہ دلیر نامور فاتح سردار عین جوانی ہی کے عالم میں فنا ہوگیا۔ اسکی فوج جو اپنے بہادر سپہ سالار کی جان سے زیادہ عزیز رکھتی اور اسکے خصائل حمیدہ کی عاشق تھی اس صدمہ جانکاہ سے سخت غمگین ہوئی اور اسے شہر بولائر کی جامع مسجد میں بڑے شان سے دفن کیا گیا ۔

سلطان اورخان کو پیرانہ سالی میں جوان اور عالی حوصلہ فرزند کی وفات نے کہیں کا نہ رکھا۔ بار الم نے اسکی کمر توڑ دی اور آخر چند روز بعد اسی غم میں گھل گھل کر وہ بھی ملک بقا کا سفر کر گیا۔ اسکی قبر شہر بروصہ میں ہے۔ اورخان کے دو فرزند امیر سلیمان۔ اور امیر مراد نامی تھے

مگر سلیمان کی وفات کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اسلئے اورخان کے بعد امیر مراد سریر آرائے سلطنت ہوا۔ سلطان غازی اورخان اپنے باپ سلطان عثمان خان کی طرح علم دوست، حق پسند، رحم دل، اور فیاض واقع ہوا تھا، اُسکا خزانہ اموال غنیمت کی افراط سے مالامال تھا، اُسنے بہت سے مدرسے اور مسجدیں بنائیں۔ اور جس عظیم الشان حکومت کا سنگ بنیاد سلطان عثمان خان نے رکھا تھا اسنے اُسے مستحکم اور سر بفلک عمارت کے درجہ تک پہنچا دیا +

(۳) سلطان مراد اوّل ابن سلطان اورخان

(۷۶۱ ———— ۷۹۱ھ)

اس سلطان نے بھی تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے مشرف کرتے ہی فتوحات ممالک پر کمر باندھی اور اپنے مرحوم باپ کی طرح قلمرو کی وسعت، انتظام حکومت اور ترقی فلاح رعیت میں منہمک ہوا۔ قلعۂ سلسلہ کا مشہور قلعہ القرہ اُسنے ۷۶۲ھ میں فتح کیا۔ ابھی اثناء میں ہند قیہ والوں نے ترکوں کی جنگ کیلئے ایک جنگی جہازی بیڑہ جسمیں ساٹھ جہاز تھے روانہ کیا جو دو حصوں میں منقسم ہو کر ایک حصہ خلیج باسفرس میں اور دوسرا آبنائے گلیپولی میں در آیا اور اُنہوں نے دس ہزار جنگجو جوان خشکی پر اُتار دئیے پھر بہت سے خاص ملک والے بھی اُنسے ملگئے اور اتنی زبردست قوت تھوڑے سے ترکی لشکر کو محو کر دینے کیلئے بڑھی جو ولایت رومیلیا میں رہا کرتا تھا۔ ترکی فوج نے غنیم کی جم غفیر کا کوئی خوف نہیں کھایا اور وہ بڑی بیجگری کے ساتھ روباہ خصال دشمنوں پر ٹوٹ پڑی جس سے اُنکے چھکے چھوٹ گئے اور عیسائی حملہ آور بڑی ابتری کے ساتھ ہزاروں مقتول و مجروح اور بیشمار اموال غنیمت میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے سلطان مراد اوّل نے اس تجربہ سے ایک نیا فائدہ یہ اُٹھایا کہ اُسی سنہ بعد میں بحری سپاہ کی تعداد بڑھا دی۔ اور عثمانیہ حکومت کی بحری قوت بھی جو پہلے بالکل نہ تھی قائم کرنے پر متوجہ ہوا اس سے قبل ترکی حکومت کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا۔ [illegible]

کشتیاں بحیرہ مارمورا میں چلتی رہتی تھیں جو فوجوں اور سامان رسد وغیرہ کو لانے لیجانے کا کام دیتی تھیں۔ سلطان مراد نے پہلے اُن کشتیوں کی تعداد بڑھائی اور پھر رفتہ رفتہ بڑے جہازات بھی بنوالیے جس سے یہ بات نہائت آسان ہوگئی کہ رومیلیا کے علاقہ میں فوجوں اور سامان جنگ وغیرہ کی کمک جلد سے جلد بھیجی جاسکے نیز اس بیڑہ جہازات کی تیاری کے بعد اُن سے خود ایک عظیم الشان لشکر ہمراہ رکاب لیکر رومیلیا کا رُخ کیا اور ۷۶۲ھ میں وہاں کے کئی قلعے مثلاً بیطور، چورلی، مسلّی، اور، برغوز وغیرہ فتح کرڈالے اور اسی سال میں اُسنے ایڈریانوپل کا عظیم الشان شہر بھی فتح کیا۔ اور لالا شاہین پاشا کو وہاں کا محافظ مقرر فرمایا۔ پھر کئی ایک سرداروں کو جنمیں شاہین پاشا مذکور بھی شامل تھا مختلف آس پاس کے مقامات کی فتح پر مامور کیا اور ۷۶۵ھ میں فلبہ، زعرہ، منا ستر، بہشتنہ، کولمجہ، اور موشتہ، وغیرہ مقامات فتح ہوکر قلمرو عثمانی میں شامل ہوگئے۔ سلطان مراد نے ۷۸۸ھ میں نئے مفتوحہ مقاموں کا ایک جداگانہ صوبہ سلطان سنجقیہ کے نام سے موسوم کرکے قرار دیا اور اسپر اورنوس بک، اور، یا برتی امیر الامراء کو حاکم مقرر فرمایا۔ اس سے پہلے ترکوں نے شہر صوفیا کو ۷۸۱ھ میں تین سال کی محنت محاصرہ اُٹھاکر فتح کرلیا تھا۔ اور اسکے بعد صدر اعظم خیر الدین پاشا نے مشہور شہر سلانیک کو فتح کیا (۷۸۸ھ) اور سلطان مراد نے مقدونیا اور البانیا کے صوبوں کو بھی ممالک مفتوحہ کے زمرہ میں شامل کیا۔ جبکہ یہ فتوحات ہوچکیں تو وزیر خیر الدین پاشا وفات پاگیا۔ اور سلطان نے بجائے اُسکے علی پاشا قاضی عسکر کو جو خیر الدین مرحوم کا فرزند تھا قلمدان وزارت تفویض کیا ٭

۷۶۳ھ تک دولت عثمانیہ کے یہاں اموال غنیمت کا شرعی پانچواں حصہ بیت المال سلطانی کے لئے نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور چونکہ اس شرعی حق کا ضائع کرنا منا تھا اسلئے سلطان مذکور کے عہد کے ایک مشہور عالم قرہ رستم نے خلیل آفندی قاضی عسکر کو اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ اور اُس نے سلطان سے تحریک کرکے اجرائے خمس کا حکم لیلیا۔ اور سلطان کی منظوری سے شیخ قرہ رستم ہی غنیمت کا پانچواں حصہ خزانہ عامرہ

کے لئے علیحدہ کرنے پر نگران مقرر ہوا۔

اسی زمانہ میں ایک دوسرا اہم مسئلہ یہ پیش آیا کہ یورپ کی سرزمین میں ترکی فتوحات کی وسعت اور سلطنت کی عظمت و شوکت کی ترقی نے شہر بروصہ سابق دارالسلطنت کی بجائے کسی ایسے عظیم الشان شہر کو پایۂ تخت بنانے کی طرف خیال رجوع کیا جو ارضِ یورپ میں واقع ہو اور اسکے واسطے ایڈریانوپل کا شہر انتخاب ہوا۔ جو فتح قسطنطنیہ کے زمانہ تک ترکی حکومت کا مقر سلطنت رہا۔ دارالسلطنت کی تبدیلی ہو چکی تو سلطان مراد کو علاؤالدین شاہ والی کرمان کی عثمانی حکومت پر فوجکشی کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اور اسے کرمان کی طرف جانا پڑا، علاؤالدین بہت جلد اپنی سزا کو پہنچ گیا اور اسکا ملک فتح ہو کر عثمانی قلمرو کا جزو بنا لیا گیا۔ سلطان مراد نے علاؤالدین کی سلطنت چھین لینے کے بعد اس کے ماتحت خود سر صوبوں کو بدستور بحال رکھا۔ اور وہاں کے ایک صاحب شوکت امیر کی بیٹی اپنے فرزند بایزید کے عقد میں لا کر اس طرح اس سے رشتۂ اتحاد کو مستحکم بنایا۔

جنگ قوصوہ: سلطان مراد کو ابھی مذکورہ بالا اندرونی اور بیرونی جھگڑوں سے فراغت نہیں نصیب ہوئی تھی کہ یکایک ۷۸۹ھ مطابق ۱۳۸۸ء میں سرویا کے حکمران شاہ لازار نے افلاق کے بادشاہوں، ڈلماسیا کے امیروں، اور بلغاریا اور ہنگری کے تاجداروں کو اپنے ساتھ گانٹھ کر عثمانی سلطان سے معرکہ آرا ہونے پر کمر باندھی اور پوپ اوربانوس پنجم سے درخواست کی کہ وہ باقی ماندہ یورپ کے عیسائیوں کو بھی انکی امداد پر آمادہ بنائے۔ غرضکہ اس طرح ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ عیسائی حکومتوں کی ٹڈی دل فوجیں سنہ ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء میں میدان قوصوہ (Cossova) میں عثمانی سپاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فراہم ہو گئیں اور یہاں دونوں فریقوں میں وہ عظیم الشان تاریخی جنگ ہوئی جسکا نام دنیا کے بڑے معرکوں کی فہرست میں داخل ہوا۔ اسمیں یورپ کی متحدہ سپاہ نے شکست فاش کھائی، لازار اور بہت سے یورپ کے نامی سردار اور امرا معرکہ کارزار میں قتل ہوئے۔ اور بیشمار مال غنیمت اور جنگی قیدی ترکوں کے ہاتھ لگے۔ نیز اسی شکست

کے ساتھ

سرویا[1] کی خود مختاری کا بھی اسی طرح خاتمہ ہوگیا جس طرح اس سے پہلے بلغاریا[2] - رومیلیا اور ایشیائے کوچک کی آزاد حکومتوں کا وجود مٹ چکا تھا - اس عظیم الشان فتح کے بعد سلطان مرادؔ مع اپنے ارکان سلطنت کے میدان جنگ میں کشتوں کا حال دیکھتا پھر رہا تھا کہ یکایک مقتولین اور مجروحین کے زمرہ سے ایک بلغاری شخص نے اٹھکر عاجزی کے ساتھ سلطان کے ہاتھ چومنے کا ارادہ ظاہر کیا - مگر نزدیک آتے ہی اس نے چشم زدن میں اپنے خنجر کو سلطان کے پہلو میں بھونک دیا - جسکے صدمہ سے یہ عالی حوصلہ سلطان فوراً شہید ہوگیا - قاتل ملعون اپنا کام کرچکا تھا گو وہ سلطان کے ساتھی سرداروں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا +

سلطان مراد اوّل ہی کے عہد میں دولت علیہ نے سرخ رنگ کا نشان حکومت اختیار کیا جسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ لالا شاہین متوفی کی جگہ پر تیمورطاش پاشا کا تقرر ہوا تو اس نے ترکی سواروں کی ایک باقاعدہ اور اعلیٰ درجہ کی فوج مرتب کرکے

---

[1] سرویا ایک یورپ کی سلطنت ہے جو نہایت سرسبز و سیر حاصل زمین رکھتی ہے - اسکا رقبہ (۴۸۵۸۲) کیلو میٹر اور آبادی ۱۸۸۴ء تک (۱۹۰۲۴۱۹) آدمیوں کی تھی جسمیں صقالیہ، یہودی، مسلمان، اور یونانی وغیرہ ہر مذہب و جنس کے لوگ ہیں - یہاں کی تجارت و زراعت بہت بڑھی ہوئی ہے - سلطان مراد اوّل نے اسے فتح کرکے عثمانی قلمرو میں شامل کرلیا تھا مگر اسکے بعد سے ہنگری اور عثمانی حکومتوں کی آپس میں اسکی بابت چشمک ہوتی رہی - اور اب آخری جنگ روم و روس کے بعد سے یہ سلطنت ترکی ماتحتی سے آزاد کردیگئی ہے +

[2] بلغاریا - حکومت عثمانیہ کی ماتحت حکومت تھی - مگر اب ظاہراً یہ بھی آزاد ہوگئی ہے (گو ابتک خراج ادا کرتی ہے) اور اسکے منہ چڑھنے پر آمادہ رہتی ہے - اسکا رقبہ (۳۹۰۰۰) میل مربع اور آبادی (۲۵۰۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے جو بلغاری، ترک، یہودی، ارمنی، تاتاری، چرکس، اناؤط، بشناق، افلاق، اور تھوڑے سے یورپین لوگوں سے مخلوط ہے - اس ملک میں کئی ایک بڑے دریا بہتے ہیں جو اسکی سرسبزی بڑھاتے ہیں - کوہستان بلقان نے اس ملک میں متعدد سرسبز وادیاں بنادی ہیں جنمیں انگور کی پیداوار خوب ہوتی ہے ۱۳۸۹ء میں جنگ قوصوہ کے بعد سلطان مراد اوّل نے یہ ملک فتح کیا تھا اور اسوقت سے باوجود کئی مرتبہ سرتابیاں کرنے کے اسپر ترکی تسلط قائم رہا - دول یورپ نے یہاں ایک شہزادہ حکمران مقرر کردیا ہے - اور بلغاری روز بروز ترقی کررہے ہیں +

انکا تمام سپاہی بکتا اور انکے لئے سُرخ رنگ کا نشان مخصوص کیا نیز اسی سلطان نے اپنے باپ سلطان اورخان کا مقرر کیا ہوا قانون جاگیرات درست اور ترمیم کیا اسنے جاگیرداروں کو صرف وصول لگان کا اختیار دیا اور اراضی کی کاشت اور ملکیت انہی لوگوں کے لئے مخصوص رہی جو اسے کاشت کرتے تھے خواہ وہ مسلمان تھے یا عیسائی بس یہ لوگ جاگیرداروں کو زمین کا لگان ادا کیا کرتے تھے اور جو فوجیں جاگیرداروں کے ماتحت رہتی تھیں انکو بوقت جنگ میدان میں حاضر ہونا لازم تھا۔ بیس ہزار قرش سالانہ سے کم آمدنی کی جاگیر تیمار کے نام سے موسوم کیگئی اور اس سے زائد زعامت کہلائی۔ جاگیر کی وراثت اولاد نرینہ تک قائم رہتی تھی ورنہ حکومت انکو واپس لے لیتی اور کسی ایسے دوسرے سپہ سالار کو عطا کر دیتی جو اس جاگیر کے لینے کی شرطیں پوری کرسکے۔ اور چونکہ عثمانی قلمرو کی وسعت کے ساتھ ہی ساتھ تیمار کی قسم کی جاگیریں بھی بڑھتی جاتی تھیں۔ اسی لئے فوج سپاہی کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور آخر کار اس سے ایک نئی اور بھاری فوج مرتب ہوگئی؀

اس سلطان کے عہد میں جو حوادث ہوئے تھے منجملہ انکے ایک اہم واقعہ اُس کے فرزند صاؤدجی بک کی بغاوت کا تھا جسکی علت یہ ہوئی کہ جن دنوں سلطان مراد مملکت رومیلیا کے اطراف میں فتوحات حاصل کر رہا تھا تو اسنے ممالک محروسہ کا انتظام اپنے تین بیٹوں کے مابین اس طرح تقسیم کردیا تھا، بڑے بیٹے بایزید کو ولایات کرمان شاہ پر اور منجھلے فرزند یعقوب چلپی کو قرہ سی کے اطراف پر گورنر بنا دیا تھا اور سب سے چھوٹے بیٹے صاؤدجی بک کو اپنا نائب بنا کر شہر بروصہ میں چھوڑا تھا جو اندرونیقوس بیٹا جنا پالیولوگس، قیصر روم کے بیٹے سے ملکر آمادۂ بغاوت ہوگیا۔ اندرونیقوس اپنے باپ سے یوں بگڑا تھا کہ پالیولوگس مذکور نے اپنی اولاد اکبر ہوتے ہوئے اُسے ولیعہدی سے ہٹایا اور چھوٹے فرزند کو منصب ولیعہدی دیدیا تھا، قاعدہ کی بات ہے کہ شہزادوں کی بغاوت میں بعض لوگ عوام اور انقلاب پسند ارکان دولت بھی ساتھ دیتے ہیں اسلئے قیصر کو سخت دقت پیش آئی۔ مگر سلطان نے انتظامی کل کو درست رکھنے کا خیال محبت پدری پر غالب

رکھا اور اپنے بیٹے کو شکست دیکر اُسے گرفتار کرلیا جسکے ساتھ ہی رومی شہزادہ اور اُسکے بہت سے امیر بھی اسیر ہوئے تھے۔ پھر سب کو معقول سزائیں دیں اور رومی شہزادہ کو قیصر کے پاس بھیجکر تحریک کی کہ اُسے نہایت سخت سزا دیجائے۔ چنانچہ قیصر نے اپنے باغی بیٹے کو اندھا کرا دیا۔

سلطان مراد اوّل بڑا عالی حوصلہ اور شجاع تاجدار تھا، اُسنے اپنی کوششوں سے عثمانی قلمرو کی سرحدیں یورپ میں دریائے الطوانہ اور حدود بوسنیا تک بڑھالی تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اُسنے ۷۸۳ھ میں بلاد حمید کے فرمانرواسے بلواج، یکی شہر، آق شہر، قرہ آغاج، اور، سیدی شہر، نامی پانچ قلعے نقد قیمت پر خرید لئے تھے موجودہ عثمانی نشان سپاہ اسی سلطان کی اختراع سے ہے۔ اور اسی سلطان نے دار السلطنت کے قاضی کو میدان جنگ میں فوجوں کے ساتھ لیجاتے ہوئے وہاں دوسرا قاضی مقرر کرنیکا دستور نکالا تھا تاکہ مقدمات کے فیصلہ میں وقت نہ واقع ہو۔ اور اسکے عہد میں علوم و فنون کی خوب ترقی ہوئی۔ خاصکر فوجی صیغہ میں اسنے نئی جان ڈالدی تھی اور چونکہ ازنیق اور بروصہ کے محاصروں میں ترکوں نے نہایت جدوجہد کی تھی اسلئے وہ کئی قسم کے ضروری استحکامات قلعہ بندی بھی ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے اور قوصوہ کے میدان میں ترکوں نے توپوں کا بھی استعمال کیا تھا۔

(۴) سلطان یلدیرم بایزید اوّل ابن سلطان مراد اوّل

(۷۹۱ھ ——— ۸۰۵ھ)

سلطان بایزید میدان جنگ قوصوہ میں باپ کے شہید ہونے کے بعد تینتیس سال کی عمر میں تخت نشین کیا گیا۔ چونکہ یہ بہت ہی دلیر اور بہادر تھا اسواسطے اسکا لقب یلدیرم یعنی "بجلی" قرار پایا۔ میدان مذکور سے باپ کی لاش شہر بروصہ میں لاکر دفن کردی فوراً اپنے سپہ سالار تیمور طاش پاشا کو مملکت سرویا کی سرحدوں پر فوجکشی کا حکم دیا جسنے

تھوڑے سے ہی عرصہ میں قرہ قلعہ اور اس کے قرب وجوار کے مقامات پر قبضہ کرکے استیفان شاہ سرویا کو دولت عثمانیہ کا مطیع و باجگزار بنالیا، اور استیفان کے حسب درخواست اسکی بہن شہزادی ملیجہ سے سلطان نے نکاح بھی کرلیا، تیمورطاش پاشا نے اسی حملہ کے سلسلہ میں بوسینیا کا صوبہ بھی فتح کرکے عثمانی قلمرو سے ملادیا۔ سپہ سالار فیروز بک نے افلاق کے ملک پر چھاپے مارکے وہاں سے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا ۔

سنہ ۷۹۲ھ میں سلطان بایزید نے بنفس نفیس ایشیا کا وہ مضبوط اور واحد مقام فیلاڈلفیا فتح کیا جو رومی سلطنت کا آخری ایشیائی مقبوضہ تھا، اسکے بعد آیدین کی ولایت پر بذریعۂ صلح قبضہ کیا اور اسکا انتظام امیر ارطغرل کے سپرد کیا گیا۔ سنجق صاروخان کو فتح کرکے امیر سلیمان کی جاگیر قرہ سی کے ساتھ ملحق بنایا، آمد شہر، اور آق سرلے، کے علاقوں کو زیر تسلط لانے کے بعد انکو عثمانی قلمرو کا جزو بنالیا، اور جسوقت اناطولیا کے علاقوں میں سے تمام خودمختار صوبوں کو ایک ایک کرکے فتح کرچکا تو پھر ایک عظیم الشان سپاہ جلو میں لیکر رومیلیا کے رہے سہے آزاد علاقوں پر فوجکشی کردی اور شہر سلانیک کو جو عثمانی قبضہ سے نکل گیا تھا دوبارہ فتح کیا۔ اسی اثنا میں۔ بندقیہ، فرانس، اور جنیوا، کے عیسائی حکمرانوں نے متفقہ قوت سے عثمانی مملکت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرلی تھیں اور اسپین کی حکومت بھی انکی شریک تھی۔ عثمانی فوجوں نے مقام سلانیک کے میدان میں ان اہل یورپ کی متحدہ سپاہ کو سنہ ۷۹۶ھ میں شکست فاش دی۔ اور اسی کے ساتھ قلعۂ یکی شہر پر قبضہ کرلیا۔ سلطان یلدیرم ابھی بروصہ میں واپس آکر آرام بھی نہیں لینے پایا تھا کہ اسے شہنشاہ روم کی فرانس، ہنگری، اور سرویا کے حکمرانوں کے ساتھ سازش اور عثمانیوں پر فوجکشی کا عزم معلوم ہوا چنانچہ یلدیرم نے فوراً اس حملہ کو رد کرنے کا سامان مہیا کرلیا اور بحیرۂ مارمورا کو عبور کرکے ایڈریانوپل میں آپہنچا۔ زاں بعد وہاں سے کوچ کرکے شہر قسطنطنیہ کو محاصرہ میں لیلیا، دوران محاصرہ میں معلوم ہوا کہ شاہ ہنگری نے صوفیا، ودین اور نیکوپولی پر فوجکشی کردی ہے اسلئے سلطان کو قسطنطنیہ کا محاصرہ توڑ کر اسکی سرکوبی کے لئے جانا ضروری ہوگیا۔ اور اس متحدہ فوج کو بری طرح شکست فاش دی، ہنگری کے بادشاہ

نے دریائے الکوبہ میں ایک کشتی پر سوار ہو کر جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کیا ترکوں نے بہت سا مال غنیمت اور بکثرت جنگی قیدی گرفتار کئے اور متعدد عیسائی سپاہی اسی ہزار کشتے میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے ۔

۷۹۵ھ میں سلطان بایزید یلدرم نے ایک اپنے سپہ سالار تحسین بک کو قسطنطنیہ کے اطراف پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور پاشا سے مذکور قلعہ شبلہ پر قابض ہو کر سنجق کوچہ ایلی کے اندرونے علاقہ میں بڑھتا ہوا آبنائے بحر اسود تک پہنچ گیا جہاں اُسنے مشہور قلعہ اناضول حصار تعمیر کیا۔ شہنشاہ روم نے دیکھا کہ ترکی سپاہ اُس کے دروازہ پر آگئی ہے لیکن وہ کسی طرح اُس سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خود اُسمیں اتنی قوت نہیں کہ تنہا لڑ سکے اور یورپ کا کوئی دوسرا حکمران اُسکی اعانت کے لئے نہیں آتا۔ لہذا اُس نے مجبوراً سلطان بایزید کے دربار میں بہت سے نادر تحائف ارسال کر کے خراج دینا منظور کر لیا۔ بلکہ ایک سال کا پیشگی خراج نذر بھی کر دیا۔ سلطان نے اُسکی درخواست اس شرط پر منظور کر لی کہ قسطنطنیہ کے شہر میں مسلمانوں کو سکونت کی اجازت دیجائے اور وہاں اپنی مسجد بنا سکیں اپنا قاضی مقرر کر سکیں اور اُنکے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں مطلقاً کسی طرح کی روک ٹوک نہ کیجائے۔ اور یہ عہد نامہ علی پاشا صدر اعظم کے ہاتھوں سے مکمل ہوا تھا ۔

سنہ ۸۰۰ھ میں امیر بخارا نے عثمانی ترکوں کے عروج و فتوحات کا حال سُنکر اظہار مسرت کیلئے سلطان بایزید کے پاس مبارکباد بھیجی اور ایک مرصع تلوار بطور ہدیہ دوستانہ ارسال کی۔ اُندنوں ایک قاعدہ یہ بھی جاری تھا کہ جب سلطان کوئی فتح حاصل کرتا تو وہ دوسرے مسلمان حکمرانوں کو اُس کی خوشخبری ارسال کیا کرتا، اور عباسی خلیفہ متوکل بن معتضد نے سلطان بایزید یلدرم کو سلطان اقالیم روم کا لقب بھی عطا کیا تھا۔ سلطان بایزید یلدرم نے بلغاریا، مقدونیا، جزیرہ نما سے موریہ، اور شہر ایتھنز وغیرہ کے اطراف پر حملے کر کے یہاں بھی متعدد نمایاں فتحیں حاصل کر لیں پھر وہ دوبارہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ تیمور لنگ مشہور مغل فاتح حکومت

عثمانیہ پر حملہ آور ہوا اور سلطان بایزید یلدرم اس سے مقابلہ کرنے کو بڑھا۔ شہر انقرہ
کے نزدیک دونوں لشکر صف آرا ہوئے اور جنگ چھڑ گئی تو آیدین، منتشا، اور
صاروخان کی فوجیں بوجہ اسکے کہ انکے اصلی امرا تیمور کے ساتھ تھے عثمانیوں کی طرف
سے ٹوٹ کر تیمور کی لشکر میں جا ملیں اور اس غیر متوقع تزلزل سے بقیہ عثمانی سپاہ کا
دل چھوٹ گیا۔ صرف ینی چری سپاہ سلطان کے ساتھ جمی رہی لیکن تیمور کا پلہ بھاری
ہو چکا تھا۔ آخر عثمانی سلطان کو بہت سخت شکست اٹھانی پڑی اور سلطان بایزید
اپنے فرزند کے گرفتار ہو گیا۔ مورخین کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ تیمور نے سلطان کے
ساتھ کیسا سلوک کیا۔ مگر مستند روایت اور قرینہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ سلطان سے
اچھی طرح پیش آیا تھا۔ لیکن سلطان بایزید اپنی ناکامی کے صدمہ سے کچھ عرصہ میں چند
ہفتوں کے بعد اس دنیا سے چل بسا۔ تیمور نے امیر موسیٰ چلپی، بایزید کے فرزند کو اجازت
دی کہ وہ اپنے باپ کی لاش شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ سلاطین عثمانیہ کے مقبرہ
میں دفن کرے۔ اور اسی امر سے استدلال ہو سکتا ہے کہ تیمور نے اس سلطان کے
ساتھ بدسلوکی نہیں کی۔ بایزید یلدرم کے سات بیٹے حسب ذیل تھے۔ ارطغرل، موسیٰ چلپی،
سلیمان، عیسیٰ، محمد، مصطفیٰ، اور قاسم،   یہ سلطان دنیا کے چیدہ تاجداروں میں
شمار ہوتا تھا، دلیری، ہمت، بلندی حوصلہ، اور عدل و داد میں فرد تھا، اسکے عہد میں ہر
طرف امن و امان رہا اور مسافر بے خوف و خطر ملک کے ہر گوشہ میں سونا چاندی اچھالتے
سفر کرتے رہتے تھے۔ اسنے اپنے زمانہ میں بہت سے نئے مقامات بھی فتح کئے۔ [illegible]
فتوحات کا بھی دلدادہ تھا۔

پانچویں فصل

تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح قسطنطنیہ تک کے حالات

(۸۰۵ — ۸۵۷ھ)

سلطنت کا فاصلہ

(۸۰۵ — ۸۱۶ھ)

جنگ انقرہ کے بعد حکومت عثمانیہ کے واقعات

(۸۰۵ — ۸۱۶ھ)

تیمور لنگ نے سلطنت عثمانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد کچھ ایسی تدبیریں کیں جن سے اس سلطنت کا عروج بالکل مٹ جائے اور پھر اسکو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ تیمور نے اسی غرض سے اناطولیا کے سابق امیروں کو جو عثمانی حکومت کے ماتحت تھے استقلال اور آزادی کا خیال دلایا۔ اسکے سوا سلطان بایزید کے بیٹوں میں تخت نشینی کی بابت باہم چپلکی۔ ہر ایک شہزادہ سلطنت کا خواہاں تھا اور آنکے آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے پر تیاریاں ہو رہی تھیں، ارکان سلطنت اور امراے ملک میں سے تھوڑے تھوڑے لوگ سب شہزادوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ شہزادہ سلیمان نے بروصہ پہنچکر خزانہ پر قابو کر لیا اور وہاں سے ایڈریانوپل آکر تخت پر جلوس فرمایا۔ لیکن سلطنت کی حالت بیحد ابتر ہو رہی تھی۔ فوج اس کے ساتھ تھی مگر ایک طرف بھائیوں کی سرکشی اور دوسری طرف

صوبہ اناطولیا میں بدامنی کی اشاعت - ان باتوں نے اُسے پریشان کر رکھا تھا - شہزادہ
موسیٰ مغل تاجدار کے یہاں قید تھا - شہزادہ عیسیٰ بروصہ میں روپوش تھا مگر کچھ دنوں
بعد وزیر تیمورطاش کی امداد سے سلطنت کا مدعی بنا - شہزادہ محمد اماسیا کی طرف نکل گیا -
اور وہاں موقع پاکر قوت حاصل کرلی، اُسنے مغل سپاہ کو کئی مرتبہ زک بھی دی اور اپنے
آبائی ممالک کے بعض حصے اُن سے واپس لے لئے ۔

شہزادہ سلیمان کو مجبوراً قیصر روم سے مدد مانگنی پڑی اور اُس نے قسطنطنیہ کے
بہت سے مفتوحہ مقامات واپس کردینے کا وعدہ کیا - رومی شہنشاہ نے اُسے فوج
وخزانہ سے مدد دی اور اپنی ایک رشتہ دار قریبی کی بیٹی اُس سے بیاہ دی - شہزادہ
موسیٰ چلپی نے اپنے بھائی سلطان محمد کی کامیابیوں کی خبر پائی اور اُسے معلوم ہوا کہ
وہ اناطولیا میں تاتاریوں کے ساتھ جنگ کررہا ہے تو موسیٰ نے یہ موقع غنیمت جانا اور
بروصہ میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کردیا - خرابی یہ تھی کہ سلطان بایزید مرحوم کے بیٹے
تیمور لنگ سے مدد چاہتے تھے - اور وہ اُنکو آپس میں کٹ مرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا -
تاکہ یہ گھرانا بالکل برباد ہوجائے - چنانچہ انہی کشمکشوں میں بہت سے ایشیائے کوچک
کے امیر شاہی سلطنت سے جدا ہوکر تیمور کی ماتحتی میں آگئے - اور ایشیائے کوچک پر
بالکل تیمور لنگ کا ہی تسلط قائم ہوگیا - تیمور کو ملک گیری کے ہوس نے اپنی قدر فتوحات
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیمور لنگ [illegible] سلطان بایزید [illegible]
[illegible] شہزادہ محمد نے اپنے بھائی شہزادہ عیسیٰ کو کئی لڑائیوں کے بعد شکست
کرکے قتل کردیا - اور [illegible] تمام ایشیائی ممالک پر قابض ہوگیا - تو [illegible]
اپنے [illegible] شہزادہ موسیٰ [illegible]
اس شہزادہ کو حاکم کرمیان کے سپرد کر گیا تھا) اور اُسے وہاں سے رہائی دلاکر ایک [illegible]

تدبیر ایسی کارگر ہوئی کہ اب سلطنت عثمانیہ کو اپنی تباہی کا خطرہ باقی نہ رہا اور اسپر لطف
یہ تھا کہ سلطان محمد اوّل اعلیٰ درجہ کا عدل پسند، رحم دل، رعایا کا بہی خواہ، اور امن و
امان کا شائق تھا خلوص نیت کا ہر کام میں عمدہ اثر ہوتا ہے اسلئے وہ بھی کامیاب ہوا
اور سب سے پہلے سلطان مذکور نے بحری فوج کی ترتیب پر خیال رجوع کیا، ازمیر
گلیپولی، اور بعض دوسرے ساحلی مقامات میں جہاز سازی کے کارخانے کھولدئیے
اڈریانوپل کو دوبارہ دارالسلطنت بنانے کا شرف بخشا اور سلطنت کی مٹی ہوئی رونق
بہت جلد بحال کرلی ؎

سنہ ۱۴۱۶ء تک سلطان محمد اوّل جنگ وجدل سے بالکل کنارہ کشی کئے رہا لیکن
اس سال افلاق کے حاکم نے اُسے فوجکشی پر مجبور بنادیا اور وہ جرار ترکی سپاہ کو
لئے ہوئے دریائے الطونہ سے پار اترا، حاکم افلاق اپنی کرتوت سے پشیمان ہوکر
معذرت خواہ ہوا۔ اور سلطان نے اُسے معافی دیکر اُسکے ملک میں بحال رکھا۔ پھر
دریائے مذکور کے اُس کنارہ پر جو مملکت افلاق میں واقع تھا۔ ایرکوئی، ایساکچی، اور
یکی سالا نامی تین مستحکم قلعے تعمیر کراکے فوج ظفر موج کو ملک ہنگری پر بڑھادیا۔
کیونکہ سجسمونڈ شاہ ہنگری مملکت افلاق کے اندرونی معاملات میں ناجائز
دخل دیا کرتا تھا۔ سلطان محمد اوّل نے ابھی ایک ہی قلعہ سورین نامی فتح کیا تھا کہ
شاہ ہنگری کو اپنی کمزوری معلوم ہوگئی اور اُسنے بیش بہا تحائف تین معزز سفیروں کے
معرفت ارسال کرکے سلطان سے صلح کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور سلطان
تحریر معاہدہ کے بعد مظفر و منصور دارالسلطنت میں واپس آگیا۔ واپسی کے بعد اُسے
چند اندرونی بغاوتیں فرو کرنی پڑیں۔ کیونکہ بدرالدین نامی ایک مشہور عالم نے جو امیر
موسیٰ کے وقت میں قاضی کے عہدہ پر مامور تھا سوشل ازم کے اصول پر بہت
سے لوگوں کو اپنا طرفدار بنا کر اچھی خاصی قوت حاصل کرلی تھی اور چونکہ بیکار اور مفت خوروں
کی عظیم الشان جماعت اُسکے ساتھ ہوتی جاتی تھی اس لئے سلطان کو اُس سے خطرہ پیدا ہوگیا
اور وہ بہ بایزید پاشا کی ماتحتی میں اُسپر فوجکشی کی گئی۔ متعدد معرکوں کے بعد بایزید پاشا

نے بدرالدین کی جمعیت توڑ دی اور اُسے مقدونیا کی سرزمین سے گرفتار کر کے سلطان کے
دربار میں بھیج دیا جہاں وہ ۸۲۰ھ میں علماء کے فتوی سے قتل کیا گیا، سلطان محمد اول
کو ابھی اس آفت سے چھٹکر دم لینے کا موقع نہیں ملا تھا کہ اسکا بھائی شہزادہ مصطفے جو انقرہ
کے میدان میں شکست پانے کے بعد سے روپوش تھا دوبارہ نکل پڑا اور دعویدار تخت
بنکر قرہ جنید امیر ازمیر کی سازش سے فوجی امداد بھی پا گیا۔ اور بہت سے ناکام فوجی
افسر اور اُمراے ملک جو اپنے تدرج کی خیر مناتے اور انقلاب سلطنت کے متمنی رہتے
ہیں۔ اسکے ساتھ مل گئے۔ غرضکہ مصطفے نے ممالک مقدونیا، وتھسلی، وغیرہ پر لوٹ مار
کے سلسلے جاری کر دئیے۔ مگر سلطانی فوجوں نے بہت جلد اسکے مقابلہ پر آکر اُسے
شکست دی، مصطفے شہر سلانیک میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ جو رومی قیصر کی سلطنت
کا جزو تھا اور سلطان محمد نے قیصر روم سے اسکو طلب کیا تو وہ انکار کر گیا۔ لیکن اسکا ذمہ
اُٹھایا کہ وہ مصطفے کو نظر بند رکھیگا۔ اور سلطان محمد کی زندگی تک اُسے کسی فساد کے
برپا کرنیکا موقع نہ دیگا۔ سلطان محمد نے بھی یہ بات مان لی اور اپنے بھائی کے لئے معقول
پنشن مقرر کر کے اُسے سلانیک ہی میں رہنے دیا۔ تیمور لنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ میں
جسقدر اندرونی ہنگامے ہوئے یہ ان سب ہنگاموں میں آخری شورش تھی۔ اس سے فراغت
پاکر سلطان کو پھر ملک کی اصلاح و ترقی پر متوجہ ہونیکا موقع ملا۔ اور اُس نے فوجی
قوت کے استحکام کی بہت سی کارآمد تجویزیں نافذ کیں۔ جنکو وہ پوری طرح ملک کی
نظم ونسق نہیں کر چکا تھا کہ ۸۲۴ھ میں بمقام شہر ایڈریانوپل اُسنے وفات پائی۔
سلطان محمد نے اپنے بیٹے مراد ثانی کو ولیعہد سلطنت بنایا تھا جو اسکے بعد تخت نشین
ہوا۔ سلطان محمد اول بڑا بہادر، رحمدل، صاحب تدبیر، پاکباز، منصف، متقی، عابد اور نہایت نیک
مہربان اور منصف مزاج تھا، علم و فضلا کی اُسنے خوب سرپرستی فرمائی۔ اور
یہ پہلا عثمانی سلطان تھا جسنے حرمین شریفین کے مصارف کیلئے سالانہ رقم بعد "صرّہ"
کے نام سے ارسال کرنی جاری فرمائی۔ اگرچہ مورخین نے اس اولیت کو سلطان مراد
خان اول سے منسوب کیا ہے۔ مگر صحیح قول یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

محمد کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے:۔ مراد، مصطفےٰ، احمد، یوسف، اور محمود۔

(۶) سلطان مراد خان دوم ابن السلطان محمد اوّل

(۸۲۴ ——————— ۸۵۵ھ)

جسوقت سلطان مراد خان دوم نے اورنگ عثمانیہ پر جلوس فرمایا ہے اُسوقت اُسکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ امیر بخارہی نے اسکو بھی ایک مرصع تلوار ہدیۃً ارسال کی تھی جسے اسنے شہر بروصہ میں جاکر زیب کمر کیا۔ اس سلطان کو ملکی اصلاح پر بیحد توجہ تھی اور اُسکے ساتھ فتوحات کا بھی شوق تھا۔ لیکن اندرونی خرابیوں کی درستی اُسے نئی لشکر کشیوں کا موقع نہیں دیتی تھی، اُسنے کوشش کرکے فرمانروائے کرمان اور شاہ ہنگری سے پانچ سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ کرلیا اور پھر بڑی سرگرمی کے ساتھ ملک کی اندرونی کمزوریاں دور کرنے پر متوجہ ہوگیا۔

سلطان مراد خان دوم اپنی مصالحانہ روش سے فائدہ اُٹھانے میں مصروف ہی تھا کہ قسطنطنیہ کے رومی شہنشاہ نے اُسے ایک بالکل انوکھا پیام بھیجا۔ پیام یہ تھا کہ عثمانی سلطان اُس سے کبھی جنگ نہ کرے اور اس شرط کی پابندی کے لئے اپنے دو بھائی بطور یرغمال کے دربار قسطنطنیہ میں بھیجدے۔ ورنہ قیصر اُسکے چچا شہزادہ مصطفےٰ بن بایزید کو سلطنت کی نظربندی سے رہا کردیگا۔ سلطان مراد دوم نے حماقت قیصر روم کی یہ شرط نامنظور کردی اور قیصر نے شہزادہ مصطفےٰ کو نظربندی سے رہا کرکے اُسے حسب ضرورت فوج و مالی امداد دیکر عثمانی قلمرو پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کیا۔ قیصر نے اُسکو کئی ایک جنگی جہاز بھی دیئے تھے جنکی کمان ایک رومی امیرالبحر دیمیتریوس لاسکاریس کرتا تھا اور وہ شہزادہ مصطفےٰ کی فوجوں کو سامان رسد پہنچاتا تھا، اس جنگی بیڑہ نے شہر گلیپولی کا محاصرہ کرکے اُسے فتح کرلیا۔ لیکن قلعہ ہنوز فتح نہیں ہوا تھا کہ شہزادہ مصطفےٰ تھوڑی سی فوج اُسکے محاصرہ پر چھوڑکر باقی سپاہ کے ساتھ شہر ایڈریانوپل پایہ تخت کی طرف بڑھا۔ راستہ میں وزیر بایزید پاشا نے مصطفےٰ کی فوج کو روک دیا

اور اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ شہزادہ مصطفٰے نے یہاں ایک عجیب چال چلی وہ یہ کہ اُسنے سلطانی فوجوں کو مخاطب بنا کر بلند آواز سے کہا "میں سلطنت کا حقیقی حقدار ہوں اور تم میں سے جو میری مدد کریگا اُسے انعام و اکرام سے نہال کر دونگا"

مصطفٰے کی بہت تقریر نے سلطانی سپاہ کے دل اُسکی طرف مائل کر دئیے اور وہ لوگ وزیر بایزید پاشا کو قتل کرکے کچھ شہزادہ مصطفٰے کے ساتھ آملے اور تھوڑے بہت واپس چلے گئے۔

مصطفٰے اپنی کامیابی پر نازاں اپنے بھتیجے سلطان مراد سے مڈبھیڑ کرنے کیلئے بڑھا، وہ سمجھتا تھا کہ قسمت میری یاور ہے لیکن اسد قہر ترکی سپاہ نے اُسکی چیخ و فریاد پر ذرا بھی توجہ نہیں کی اور ایک ہی صف شکن حملہ میں مصطفٰے کی فوج نے بُری طرح ہزیمت اُٹھائی۔ مصطفٰے جان بچا کر بھاگا اور شہر گلیپولی میں پناہ گزین ہوا۔ لیکن وہاں سے گرفتار ہو کر سلطان مراد کے پاس لایا گیا جسنے اُسے پھانسی دلوا دی۔ اسکے بعد مراد دوم نے قیصر روم کو ان تمام آفتوں کا بانی مبانی قرار دیکر قسطنطنیہ پر فوجکشی کر دی اور دو لاکھ فوج سے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ یہ چوتھا محاصرہ تھا جو سلاطین عثمانیہ نے قسطنطنیہ پر قائم کیا تھا۔ اور اسکی بنا ۸۲۵ھ میں پڑی، لیکن شہر کی مستحکم فصیلیں اُسکے آڑے آئیں۔ اور ترکی فوج کے حملے ناکام رہے۔ سلطان مراد دوم کو زیادہ دیر تک محاصرہ قائم رکھنے کا موقع بھی نہیں ملا کہ اُسکے بھائی مصطفٰے چلبی نے اندرون ملک میں بغاوت برپا کر رکھی تھی۔ اسلئے وہ اُسے مغلوب کرکے قتل کرنے کیواسطے واپس گیا اور کامیاب ہوا۔ مصطفٰے کو اس بغاوت میں ایشیا کے بعض اُن امیروں نے مدد دی تھی جو سلطان تیمور کیوقت میں سلطنت عثمانیہ سے الگ کر دئیے گئے تھے اور اب اُنکی نامناسب حرکت سے سلطان مراد کو اُنپر دباؤ ڈالنے کا حق حاصل ہو گیا اسلئے اُسنے دوبارہ اُن سبھوں کو مغلوب کرکے سلطنت عثمانیہ کا ماتحت بنایا۔ اور حسب موقع بعض لوگوں کو قتل بھی کر دیا۔ ادہر سے فرصت ہوئی تو سلطان مراد کی

دیرینہ آرزو توسیع قلمرو اور غیر ممالک پر فوجکشی کرنے کی پھر ابھری اور سب سے
پہلے اُسنے اپنے سخت ترین دشمن شاہ ہنگری پر فوجکشی کی جسکو شکست دیکر اسبات
پر مجبور بنایا کہ وہ جدید معاہدۂ صلح میں دریائے ڈنیوب کو ٹرکی اور ہنگری قلمرو کی
طبیعی حد فاصل قرار دے، اسی طرح شاہ سرویا کو باجگذار بنایا اور سالانہ (۵۰۰۰۰) پونڈ
خراج اُسپر مقرر کیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی شرط کی کہ بوقت جنگ شاہ سرویا ترکوں کو فوجی امداد
بھی دیگا اور شاہ ہنگری سے کوئی دوستانہ تعلق نہ رکھیگا۔ اور شہر الاجہ حصار [illegible]
کو جو ممالک سرویا کے وسط میں واقع تھا ترکی محافظ فوج کی چھاؤنی بنانے کیلئے لیلیا۔
ازاں بعد شہر سلانیک کو فتح کرنیکا ارادہ کیا۔ اور جب شاہنشاہ عمانوئیل فرمانروائے
قسطنطنیہ فوت ہوگیا اور اسکے بعد اسکا بیٹا جونا پالیولوگس قیصر روم ہوا تو سلطان مراد
نے اس سے یہ شرط پیش کی کہ بجز شہر قسطنطنیہ کے باقی تمام ملک سلطنت عثمانیہ کے
حوالہ کردے اور ایک مقررہ رقم سالانہ خراج کی بھی دیتا رہے۔ چنانچہ اس طرح
پر جملہ رومی مقامات جو بحر اسود اور [illegible] کے سواحل پر واقع تھے عثمانی قلمرو میں
شامل ہوگئے +

سلانیک کی واپسی:۔ (۸۳۲ھ) سلطان مراد نے اپنا تمام وہ علاقہ جات

واپس لے لئے تھے جو سلطان بایزید کے وقت میں عثمانی مقبوضات تھے اور بعد ازاں
پھر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ بلکہ انپر کچھ اور بھی اضافہ کردیا۔ تو شہر سلانیک کو لینے کا قصد کیا
کیونکہ یہ بھی زمانہ سابق میں ترکی مقبوضات کا [illegible]
ڈالنے کیواسطے فوجکشی کی [illegible]
زیر حکومت تھا، سلانیک کے باشندے [illegible]
نہ پایا تو انہوں نے مجبور ہوکر (۸۲۶ھ) میں یہ شہر [illegible]
وہ لوگ [illegible] سلطان مراد کو یہ بات
اور بھی ناگوار گذری۔ کیونکہ [illegible]
زیادہ اسکی فتح کا ارادہ کرلیا [illegible]

مناسب برتاؤ کیا۔ انکی حکومت میں کوئی دست اندازی نہیں کی اور انکے ساتھ
منصفانہ برتاؤ کرتے رہے۔ لیکن بعد میں جو ستانا شروع کیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت
سے اہل شہر گھر بار چھوڑ کر مجمع الجزائر یونان کو بھاگ گئے۔ کاش سلطان مراد فوج کشی
کرنے سے کچھ دن اور رک جاتا تو بندقیہ والے اس شہر میں ایک یونانی شخص کو بھی
باقی نہ رکھتے۔ اور صرف اپنی ہی برادری کے لوگ یہاں آباد کر دیتے۔ بہرحال سلطان
مراد ادھر کو بڑھا تو اہل بندقیہ نے اسکی روک تھام میں ہر طرح کوششیں کیں۔ وہ
شاہنشاہ یوحنا قیصر روم سے فریادی ہوئے۔ قیصر مذکور نے سلطان سے کہلا بھیجا
کہ شہر سالانیک میرا علاقہ ہے آپ خلاف معاہدہ اسپر کیوں حملہ کرتے ہیں۔ سلطان
نے اسکو جواب دیا کہ اگر اسکی حکومت تمہارے بھائی اندرونیک کے ہاتھوں میں رہتی
تو میں ہرگز اس طرف رخ نہ کرتا۔ لیکن اہل بندقیہ اسپر قابض رہیں یہ مجھ سے نہیں دیکھا
جا سکتا۔ قیصر کی چال نہیں چلی تو بندقیہ والوں نے شہر کی قلعہ بندی کر کے لڑنے مرنے
پر کمر باندھ لی۔ اور اپنا جہازی بیڑہ آبنائے گلیپولی میں ٹھیرے ہوئے عثمانی بیڑہ کو
نکال دینے کے لئے روانہ کیا۔ مگر وہاں مقابلہ ہوتے ہی بندقیہ والوں کا بیڑہ ترکی بیڑہ
کی آتشباری سے مغلوب ہو کر نوک دم بھاگ نکلا۔ اس بیڑہ کا کمانیر امیر البحر اندراوس
موکینگو بندقیہ کا نامور بحری افسر تھا اور اسپر فتح پانے سے ترکی بیڑہ کا بہت کچھ
رعب داب بڑھ گیا۔ یہ پہلی بحری جنگ تھی جو ترکی بیڑہ کو پیش آئی اور اسکا نیک
انجام آئندہ کیلئے اچھا شگون ہو گیا۔ بندقیہ والے ایسے دبے کہ شہر کی حفاظت نہ کر سکے
اور آخر ۸۳۳ھ مطابق ۱۴۲۹ء میں ترکوں نے اسپر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ سالانیک کا
عثمانی ترکوں کے قبضہ میں آنا تھا کہ رومی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں اور قسطنطنیہ کے
لوگ اسی منحوس دن کا اضطراب کے ساتھ انتظار کرنے لگے جب انکو بھی سالانیک کی طرح
اپنا شہر بھی عثمانی علم کے زیر سایہ آتے نظر آئیگا۔ اور ترک [illegible]
[illegible] اطراف میں اپنی سلطنت بڑھانی شروع کر دی۔ [illegible]
[illegible] بہت جلد [illegible] کرنے کے دوران [illegible]

ہوتی تھی اور گاہے ترک پسپا ہونے پر مجبور ہوتے تھے۔ لیکن ترکوں کیلئے مملکت البانیا کا فتح کرنا لوہے کے چنے بنگیا۔ دیہاتی البانی انکو اپنے ملک میں قدم نہیں بڑھانے دیتے تھے۔ آخرکار ترک لوگ ادہر سے مایوس ہوکر خاموش بیٹھ گئے اور موقع کا انتظار کرنے لگے ✦

ان فتوحات کے بعد سلطان مراد خود اندرونی انتظامات کی درستیوں میں مصروف ہوگیا۔ اور اسکے سپہ سالار علی بک، عیسٰی بک، اسحٰق بک، اور عثمان چلپی وغیرہ ممالک مقدونیا، تھسلی، کے اطراف میں نئی فتحیں حاصل کرتے رہے۔ اور رومیلیا کے بگلر بک سنان پاشا نے خاکنائے کورنتہ کے اطراف میں جسقدر مقامات تھے انپر تسلط کرنے کے بعد "موریا" کی اراضی پر حملہ کیا۔ اور وہاں سے ہنگری کے ملک پر فوجکشی کردی۔ ہنگری میں سنان پاشا نے خوب فتوحات حاصل کیں۔ اور بے شمار مال غنیمت وہاں سے حاصل کیا۔ اس چڑھائی کیوجہ یہ ہوئی تھی کہ شاہ ہنگری نے قرمان سرا کے بیٹے ابراہیم بک سے سازش کرکے عثمانی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا اور اسکے قلمرو کے بعض مقامات پر چھاپا مارکر [illegible] میں ملک کا امن وامان کھو دیا تھا۔ چنانچہ اسی سنہ میں سلطان مراد دوم نے شہر قونیہ پر حملہ کرکے اُسے ابراہیم بک کے ہاتھوں سے چھین لیا مگر جب اُس نے معافی طلب کی اور لیپٹ کر پیچھا پایا تو سلطان نے دوبارہ قسطنطنیہ اُس سے اطاعت کا اقرار لیکر پھر اُسی عہدہ پر بحال رکھا دیا ✦

جنگ سرویا اور ہنگری، اور وارنہ کی مشہور جنگ

سلطان مراد دوم ابراہیم بک کی سرکوبی سے فراغت پائی تو اُسے

۱؎ آجکل ہنگری کا ملک آسٹریا کے ماتحت ہے۔ اسکے شمال میں کوہستان کرپاتھ مشرق میں ٹرانسلوانیا، جنوب میں [illegible] اور مغرب میں مملکت آسٹریا۔ اسکی مساحت [illegible] ہے۔ رقبہ (۲۲۲۰۹۱) [illegible] اور مردم شماری (۱۲۰۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے جن میں تقریباً نصف

ضرورت محسوس ہوئی کہ اس فتنہ کے بانی مبانی شاہ ہنگری اور جاسج براننکوولش امیر سرویا کی بھی گوشمالی کیجائے۔ جنہوں نے عثمانی ترکوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اس قدر زبردست سازش کی تھی۔ عثمانی فوج نے دریائے الطوانہ سے عبور کرکے ہنگری اور سرویا کے ممالک پر حملہ کیا اور ہنگری کے دو صوبے ٹمشوار، اور ہرمانشاد، نامی فتح کر لئے۔ اسی طرح سرویا کے دار السلطنت شہر سمندرہ پر قابض ہو کر شہر بلگریڈ کا محاصرہ شروع کر دیا۔ لیکن یہ شہر استحکام کی وجہ سے فتح نہ ہو سکا تھا کہ اسی اثناء میں شاہ سرویا نے سلطان سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنی بیٹی اس کے عقد نکاح میں دینے پر تیار ہو گیا۔ سلطان مراد نے صلح منظور کر لی۔ لیکن شاہ سرویا کی فتنہ جو طبیعت نے سے چین سے کب بیٹھنے دیتی تھی آخر وہ پھر شرارت پر آمادہ ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاص ہنگری کے رہنے والے ہیں اور مابقی مختلف جنسوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہنگری کا ملک دریائے ڈینوب اور انہیں جا کر گرنے والی ندیاں سیراب کرتی ہیں۔ وسط ملک میں عظیم الشان میدان زمین کا نہایت قابل زراعت پایا جاتا ہے اور جنگلوں اور پہاڑوں کی سرسبزی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے یہاں کی پیداوار غلہ اور انگور، اعلیٰ درجہ کا تنباکو اور سبزیاں ترکاریاں ہیں۔ اس ملک میں گھوڑے بہت اچھے ہوتے ہیں اور معدنیات کی پیدائش بکثرت ہے۔ قیمتی پتھروں، سونے، چاندی، اور دیگر دھاتوں کی پیداوار بافراط معدنی چشموں کی بھی کثرت ہے جنکا پانی مریضوں کے غسل اور استعمال میں کام آتا ہے اور ملک کے اکثر شہر مختلف چیزوں کی ساخت کے کارخانوں سے معمور ہیں، اگرچہ یہ ایک آسٹریا کا ماتحت ہے لیکن اسکے ضوابط حکمرانی اور قوانین اس سے بالکل الگ ہیں۔ [illegible] کے بعد سے ترکوں نے اس ملک کو متعدد لڑائیوں کے ذریعہ کمزور بنا کر آخر اسے اپنا ماتحت بنا لیا تھا لیکن ملک کے استقلال اور وضع حکومت میں کوئی تفاوت نہیں آیا۔ یہانتک کہ سنہ [illegible] میں شاہ [illegible] فرمانروائے آسٹریا نے اسکو اپنا مقبوضہ ملک بنا لیا اور اب تک یہ ملک آسٹریا کی ماتحتی میں چلا آتا ہے۔ ہنگری کے باشندے مگیار یا ہنگار کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے اصل ترکوں کی طرح وسط ایشیا کے ایک ایسے خانہ بدوش قبیلہ سے بتلاتے ہیں جیسے کہ ترک تھے اور اسی بنا پر بخلاف بلقان کے دیگر اقوام کے ترکوں سے محبت رکھتے ہیں۔ (مولف و مترجم)

اور شاہ ہنگری کے یہاں بھاگ گیا، سلطان نے یہ حالت دیکھکر دوبارہ ہنگری پر فوجکشی
کردی اور حدود ملک میں لوٹ مار کرتا ہوا شہر ہرمانشتاد تک پہنچگیا، ابھی سلطان مراد
اس شہر کو محاصرہ میں لئے ہوئے جنگ کرہی رہا تھا کہ ہنگری کے نامور جنرل جان
ہونیاد حاکم اردل نے سر اٹھایا اور پوپ اوجینیئوس نے یورپین حکومتوں کو ترکی
سے معرکہ آرا ہونے پر اکسا کر انکی متحد فوجیں جان ہونیاد کی زیرکمان ہرمانشتاد
کے قریب لاکر جمع کردیں اس حملہ میں فرانس، جرمنی، اٹلی، سرویا، بلغاریا، ہنگری،
اور پولینڈ کی فوجیں شریک تھیں۔ ہونیاد نے ترکی سپاہ کو سخت زک دی اور بہت سے
مجاہدین شہید ہوئے، سلطان کو اس ہزیمت کی اطلاع ملی تو اُسنے ایک دوسری فوج
شاہین پاشا کے زیرکمان ہونیاد کی سرکوبی کیلئے ارسال کی اور یہ سپاہ بھی اپنے اگلوں
کی طرح بری طرح زک اٹھا کر پسپا ہوئی۔ شاہین پاشا غنیم کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگیا،
سلطان مراد اُندنوں ابراہیم بک حکمران قرمان کی سرکوبی پر تلا ہوا تھا اسواسطے
خود جان ہونیاد کے مقابلہ پر نہ آسکا لیکن جب پیاپے دو فوجیں منہزم ہوئیں اور
اُدہر ابراہیم بک پر بھی قابو حاصل ہوگیا تو سلطان مراد نے دیا اور ہنگری والوں کی
متحدہ فوج کے مقابلہ پر آپہنچا۔ شہر بلگریڈ کے میدان میں دونوں فوجیں صف آرا
ہوئیں اور عثمانی سپاہ کے حملے نے اہل ہنگری اور اہل سرویا کو پسپا کردیا۔ لیکن یہہ
ہزیمت واقعی شکست نہ تھی بلکہ ایک دہوکا تھا جو اعداء نے عثمانی سپاہ کو بے
ترتیب بنانے کیواسطے اختیار کیا تھا چنانچہ جسوقت یورپ کی فوجیں بھاگ رہی تھیں
اور ترک انکے تعاقب میں مصروف تھے تو یکایک ایک تنگ گھاٹی کے مابین فراری
یوروپین پلٹ پڑے اور غیر مرتب عثمانی سپاہ کو چاروں طرف سے حلقہ میں لیکر
دبانا شروع کردیا۔ دلیران ترک اسوقت بہت برے پھنسے تھے مگر فطری جرات
کیوجہ سے وہ خوب دل کھولکر لڑے۔ اس موقع پر ایسی خونریز لڑائی ہوئی کہ
یوروپین سپاہیوں کے دانت کھٹے ہوگئے، اگرچہ ترکوں کی شکست یقینی تھی اور ہوا
بھی ایسا ہی لیکن انکی پامردی کا یہ عمدہ نتیجہ نکلا کہ سلطان مراد مع تھوڑی سی جان نثار

فوج کے غنیم کے حلقہ سے صحیح و سالم نکل آیا - اس واقعہ میں بے شمار ترکی فوج
کٹ گئی اور نامی نامی افسر اور امراء میدان جنگ میں کام آئے، بہت سے لوگ
اسیر ہوئے، اور سلطان مراد پسپا ہوکر اڈریا نوپل میں پہنچ گیا - اب شاہ سرویا نے
اس خیال سے کہ سلطان مراد دوبارہ دم لیکر اٹھیگا تو آفت ڈھا لیگا بیچ میں پڑکر صلح
کی تحریک شروع کر دی - اور سرویا اور بوسنیا کی خراج گزاری اور افلاق کی
مکمل آزادی کی شرائط پر دس سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ لکھ دیا گیا -
سمندرہ کا قلعہ سرویا کو واپس مل گیا - اور اس معاہدہ کے بعد سلطان کو بھی دم لینے
کی مہلت مل گئی - اسی اثنا میں امیر علاؤالدین سلطان مراد کے فرزند دلبند کا انتقال
ہوگیا - اور سلطان کو اس بیٹے سے چونکہ بہت کچھ الفت تھی اسلئے وہ دل شکستہ ہوکر
سلطنت سے کنارہ کش ہوگیا اور اپنے دوسرے جگر گوشہ محمد ثانی فاتح کو تخت
سلطنت پر بٹھا کر خود شہر میگنیشیا میں عبادت الٰہی اور گوشہ نشینی کے ارادہ سے جا رہا
سلطان مراد کی گوشہ نشینی کی خبر شاہ ہنگری کو ملی تو اس نے خیال کیا کہ اب میدان
صاف ہے - اپنا مدعا حاصل کرنا چاہئے - بس وہ بہت جلد اپنی فوجیں جمع کرکے
عثمانی مقبوضات پر حملہ آور ہوا - اور سلطان مراد کو مجبوراً بار دگر کار و بار حکومت
سنبھالنے کی نوبت آئی - کیونکہ دیر کرنے میں سخت نقصانات کا اندیشہ تھا - بہرحال
سلطان مراد نے بہت جلد جنگی تیاریاں مکمل کرکے آبنائے گیلی پولی سے عبور کرنا
چاہا - مگر وہاں دشمنوں کے جہازات سد راہ تھے - لہذا آبنائے باسفورس سے عبور کرکے
خلیل پاشا وزیر اعظم اور شہاب الدین پاشا کو ہمراہ لئے ہوئے اڈریا نوپل آ گیا
جہاں سلطانی فوجیں پہلے ہی سے تیار کھڑی تھیں - سلطان مراد نہایت سرعت کے
ساتھ مخالف فوجوں کا راستہ روکنے کیلئے [illegible] ۱۴۴۴ء
میں طرفین کی فوجیں مقابل ہوئیں [illegible]
تاجدار لاڈسلاس اپنی فوج کا ایک حصہ [illegible]
حملہ کرنے کیلئے [illegible] جنگ کی

[illegible] کر رہا تھا کہ عثمانی فوج اُس پر ٹوٹ پڑی اور چشم زدن میں اُسے مع اُس کے ہمراہیوں کے کاٹ کر ڈھیر کر دیا، لاڈسلاس کا مرنا تھا کہ ہنگری اور اُس کے ساتھی حکمرانوں کی متحدہ سپاہ کے قدم اکھڑ گئے، ہونیادے جو ہنگری کا سپہ سالار تھا۔ فوج کو روکنے کے لئے ہزار سر پٹکتا رہا لیکن اُنپر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ وہ ہرگز نہ رک سکے اور دس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ترکوں نے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا اور عموماً اس فتح و فیروزی سے ہمکنار ہو کر ایڈریانوپل واپس آئے۔ غنیم کے مقتولین میں پوپ روم کا قاصد کونٹ سیزارینی بھی شامل تھا سلطان مراد نے دشمنوں کی سرکوبی کر کے انتظام سلطنت درست کر دیا تو پھر گوشہ تنہائی اختیار کی اور سلطان محمد ثانی کو تخت پر متمکن کر دیا۔ لیکن ینی چری سپاہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اور اُن میں سرکشی کے آثار عیاں ہونے لگے۔ اسلئے مجبور ہو کر سلطان مراد کو تیسری بار واپس آنا پڑا۔ اُس نے دیکھا کہ شورہ پشت ینی چری سپاہی بیکاری سے گھبرا اُٹھتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ انکو جنگ میں مصروف رکھا جائے تاکہ یہ دوبارہ بغاوت نہ کر دیں چنانچہ وہ یونان پر حملہ کرنے کیلئے بڑھا، اتفاق و بخت سے ایک صورت سلطان مذکور کی کامیابی کی نکل آئی کہ اُسے لڑائی جاری کرنے کیلئے کوئی پیچیدگی [illegible] پیش آسکتی۔ وہ یہ کہ عمانوئیل شاہ قسطنطنیہ نے اپنی زندگی ہی میں سلطنت کو تقسیم کر دیا تھا قسطنطنیہ اور اُسکے متعلق شہروں کی حکومت اپنے فرزند حنا کو اور بلاد موریہ اور [illegible] کا دوسرے فرزند قسطنطین کو دیدیا تھا اور قسطنطین آخری رومی تاجدار تھا۔ اُسکو سلطان مراد کا قصد اُسکے ملک پر فوج کشی کے متعلق معلوم ہوا تو اُسنے خاکنائے کورنتھ میں بہت سے قلعے اور مستحکم مورچے بغرض مدافعت بنوالئے جو ناقابل فتح تھے۔ مگر بہادر ترکی سپاہ اور اُنکی قلعہ شکن توپوں نے تمام مستحکم قلعوں کو چشم زدن میں الگ کر دیا اور شہر کورنتھ کو بزور شمشیر فتح کر لیا، سلطان مراد کا قصد تھا کہ تمام ملک فتح کر کے ادھر سے واپس ہوگا۔ لیکن صوبہ البانیا میں مشہور باغی اسکندر بیگ نے سر اُٹھا کر اُسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اسلئے

سلطان ادہر کے مفتوحہ مقامات پر صرف جزیہ مقرر کرکے اس ارادہ سے البانیا
کی طرف چلا گیا کہ اسکندر بک کو مغلوب بنانے کے بعد پھر اس طرف رُخ کریگا*
اسکندر بک کی حقیقت یہ ہے کہ ملک البانیا کا ایک امیر جان کاسٹر نامی موروثی
طور پر اس ملک کے کسی مختصر سے قطعہ کا فرمانروا تھا، جب اس نے دیکھا کہ سلطان
مراد اس سے لڑنے آرہا ہے اور وہ تاب مقاومت نہیں رکھتا تو اسنے صلح کے ساتھ
جزیہ دینا منظور کرلیا اور اپنے چار بیٹے اظہار اطاعت کے طور پر سلطان کے دربار
میں ارسال کردئیے۔ سلطان نے اسکو بدستور اپنے املاک میں بحال رکھا اور اسکے
بیٹوں کو دربار سلطنت میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ لڑکے مسلمان ارکان دربار سے
مل جُل کر رہنے لگے اور انمیں سے ایک لڑکا ترقی کرکے بڑے عہدہ پر فائز ہوا۔ پھر
وہ مسلمان ہوگیا اور اسکندر بک کے نام سے موسوم ہوا، اسکا اگلا نام جارج کاسٹر
یوٹا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد وہ سلطان کے پیشنشی سے حاصل کی ہوئی ایک جعلی
تحریر کے ذریعہ سے وہاں کا حکمران بن بیٹھا، اور جب یہ ہنگری کے سپاہ سالار ہونیاد
سے جنگ کرنے کیواسطے بھیجا گیا تھا تو عمدًا اس کے مقابلہ سے شکست کھائی۔ تاکہ عثمانی
قوت کمزور ہوجائے۔ بہر حال یہ میدان جنگ سے بھاگ کر البانیا میں جا پہنچا اور
وہاں بلا مزاحمت احدے عنان حکومت پر قابض ہوکر تمام عثمانی قلعوں کو فتح
کرلیا، ترک سپاہیوں پر اسنے یہ حکم لگادیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کریں ورنہ قتل
کردئیے جائیں۔ غرضکہ اس طرح پر اسنے تمام ترک سپاہیوں کو قتل کرادیا۔ اور اسطرح سلطنت
سے بغاوت اختیار کرکے اسکی کئی فوجوں کو شکست بھی دی۔ اور خوب شہرت حاصل
کرکے (۲۵) سال تک البانیا میں حکومت کرتا رہا۔ کیونکہ اس ملک کے رستوں
کی دشوارگذاری سلطنت عثمانیہ کی سپاہ کو کامیابی نہیں حاصل کرنے دیتی تھی*

قوصوہ کی دوسری جنگ

۸۵۲ھ میں سلطان مراد اسکندر بک مذکور سے اُلجھ ہی رہا تھا کہ دوسری

طرف جان ہونیاد شاہ ہنگری کے جنرل نے کئی ایک یورپین امیروں کو اپنا شریک
بناکر صوبہ رومیلیا پر حملہ کردیا، سلطان اس امر کی اطلاع پاتے ہی صوفیا میں واپس آگیا
اور فوجیں فراہم کرکے وادی قوصوہ[1] میں ہونیاد کی فوجوں کے مقابل جا پہنچا - یہ مقابلہ
آخر ۸۵۲ھ میں ہوا تھا جسمیں سلطان مراد نے نمایاں فتح حاصل کی اور تین دن تک
معرکہ کارزار گرم رہا جسمیں جانبین کے ساٹھ ہزار آدمی کام آئے - ہونیاد بڑا سخت نقصان
اُٹھاکر میدان سے بھاگ گیا - اور سلطان اڈریانوپل میں واپس چلا آیا - جہاں اُسنے اپنی
مشہور جامع مسجد تعمیر کرائی ۸۵۳ھ میں سلطان نے اپنے فرزند سلطان محمد ثانی کی
شادی اسکندر بیک کی لڑکی سے کی اور اسکے دو سال بعد وہ مرض موت میں گرفتار ہوا
اور بارہ دن بیماری کی زحمت جھیلکر ۸۵۵ھ میں دنیائے فانی سے دار بقا کی جانب رحلت
کرگیا - امرائے دربار نے سلطان کی وفات کی خبر بارہ دن مخفی رکھی - یہانتک کہ اُسکا
بیٹا سلطان محمد ثانی اڈریانوپل میں آگیا اور تخت نشین ہونے کے بعد باپ کی لاش شہر
بروسہ میں لیگیا جہاں اُسے اجداد کرام کے پہلو میں سپرد خاک کیا +

سلطان مراد دوم بڑا جلیل القدر حکمران، نیک دل، علم دوست، محب العلماء،
عالی حوصلہ اور صاحب شجاعت و کرم تھا، اُسکے انعام و اکرام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا
کرتا تھا - حرمین شریفین کے مصارف کے لئے سالانہ (۳۵۰۰) دینار ارسال کرتا تھا
اُسکو اور اُس کے بیٹے محمد ثانی کو اگرچہ اسلاف کی طرح عظیم الشان فتوحات نہیں
نصیب ہوئیں لیکن تیمور لنگ کے بعد جسقدر خلل اور کمزوری سلطنت عثمانیہ میں آگئی تھی -
اُسکے دور کرنے میں ان دونوں کو بانی دوم کا لقب عطا کرنا بالکل صحیح ہوگا - اُس نے
اپنے عہد میں فتحمندی کا سلسلہ موریہ اور اشقودرہ کے حدود تک بڑھا دیا تھا اور تمام اندرونی
کمزوریوں کو مٹاکر بحری قوتیں بھی یورپ کی بحری سلطنتوں کا پہلو دبا دیا +

---

[1] ملک سرویا میں اسکوبیا اور کوپانک کے مابین ایک وسیع ہموار میدان ہے اور اسمیں
دریائے ڈرین بہتا ہے +

چھٹی فصل

فتح قسطنطنیہ سے آل عثمان میں عہدہ خلافت اسلامیہ کے منتقل ہوآنے تک کے حالات

(۸۵۷ ــــــــــ ۹۲۲ھ)

(۷) سلطان محمد خان دوم فاتح قسطنطنیہ

(۸۵۵ ــــــــــ ۸۸۶ھ)

یہ مشہور سلطان اور یکتائے زمانہ بہادر خاندان عثمانیہ کا ساتواں تاجدار تھا۔ باپ کی وفات کے بعد بائیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اسکی تخت نشینی کے بعد ہی اناطولیا کے بہت سے اُن امیروں نے جنکے ممالک سلاطین عثمانیہ نے فتح کر لئے تھے آزادی حاصل کرنے کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور آخر کار بہت کچھ قتلوں اور خونریزیوں کے بعد وہ دوبارہ حلقہ اطاعت میں داخل ہوگئے۔ جسوقت سلطان محمد دوم نے عنان حکومت ہاتھ [illegible] اسوقت ایشیا میں ابن کرمان کے ملک اور شہر سینوپ اور حکومت طرابزون [illegible] باقی تمام ممالک عثمانیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے، اور یورپ کے خطہ میں حکومت قسطنطنیہ خود مختار مملکت تھی اور بلاد پیلوپونیز (موریا) متعدد یونانی اور لاطینی امیروں کے مابین منقسم تھے۔ بانیا پر اسکندر بیگ کی حکومت قائم تھی، بوسینا آزاد اور خود سر ملک تھا، سرویا باجگزار ریاست تھی، اور انکے سوا باقی ملکوں پر عثمانیوں کا قبضہ تھا۔

فتح قسطنطنیہ:- سلطنت عثمانیہ کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت کا نظارہ تاجداران قسطنطنیہ کی آنکھوں میں خار بنکر کھٹکتا رہتا تھا، انکو اس خطرہ سے نجات نہیں ملتی تھی کہ اگر

یہ حکومت اندرونی شورشوں سے چین پائیگی تو ضرور ہے کہ ہمارے رہے سہے یونانی مقبوضات کا باقی رہنا دشوار ہو جائیگا۔ قیصر قسطنطین اپنے تخت نشینی کے دن سے ہمیشہ انہی فکروں میں مستغرق رہا کہ کسی طرح عثمانیہ مقبوضات میں امن و امان نہ قائم ہونے دے اور اُس کے بیٹوں اور جانشینوں نے بھی اسی امر کو اپنا نصب العین بنائے رکھا کہ ممالکت عثمانیہ کے اندرونی مقبوضات میں بغاوت کی آگ بھڑکاتے رہیں +

سُلطان محمد دوم نے ایشیائی امرا کی سرکشی مٹانے کے بعد دیکھا کہ اُن دنوں اُسے اندرونی جھگڑوں سے نجات ہے اور یہ موقع حکومت قسطنطنیہ کا خاتمہ کر دینے کے لئے غنیمت ہے کیونکہ اُسکی اندرونی حالت کی ابتری، دینی جھگڑوں کی کشمکش، اور باہر سے مدد نہ ملنے کی مجبوری، یہ سب باتیں میرے ارادہ میں معین ہونگی تو بس اُس نے اندرونی انتظامات ٹھیک کر کے فوجی تیاریاں شروع کر دیں، اور دو لاکھ جرار فوج معہ چیدہ چیدہ سپہ سالاروں کے ہمراہ رکاب لیکر ایڈریانوپل سے نکل پڑا۔ تین سو جنگی جہازوں اور کشتیوں کا بیڑہ جسکے ساتھ بکثرت باربرداری کے جہازات اور سبک رو کشتیاں بھی تھیں، یہ بیڑہ شہر گلیپولی میں تیار ہو کر لیس ہو گیا تو زیر افسری بلطہ اوغلی سلیمان بک کے جو اُن دنوں کا نہائت نامور امیر البحر مانا گیا تھا اور عثمانی بیڑہ جہازات کا اوّل کپتان تھا غنیم کی جانب رواں ہوا، اس بیڑہ پر بکثرت آلات حرب و ضرب اور سامان حصار موجود تھا، غرضکہ ایسی عظیم الشان تیاری کے ساتھ خشکی اور دریا دونوں سمت سے شہر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا۔ واکثر مورخ لکھتا ہے کہ اُن دنوں باشندگان قسطنطنیہ دو مخالف گروہوں میں بٹ گئے تھے، ایک گروہ شہنشاہ کا جنبہ دار تھا، اور دوسرا مذہبی پیشواؤں اور عوام کا۔ پہلا گروہ چاہتا تھا کہ یونانی گرجا کو لاطینی کنیسہ کے ساتھ ملا دیا جائے کیونکہ اس طرح یونانیوں کی کمزوری پوپ کی امداد و اتفاق سے مبدل بہ قوت ہو جائیگی اور دوسرا جتھا اسکے خلاف تھا اور دونوں فرقوں میں ایسی کھلی ہوئی عداوت تھی کہ ہر ایک دوسرے کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا اور ایسی حالت میں کہ اہل قسطنطنیہ باہم دست و گریباں تھے [illegible]

آنکے دروازہ پر آگئی۔

سلطان محمد ثانی نے فتح قسطنطنیہ کی تیاریاں آغاز کرکے بحر اسود کے سواحل پر قلعہ جات بنوانے شروع کئے تو قیصر روم قسطنطین پالیولوگس نے اُس سے عاجزی کے ساتھ کہلا بھیجا کہ آپ اپنی کارروائی سے باز آجائیں اور وہ اس درگزر کے معاوضہ میں زمانہ سابق کی طرح باجگزاری قبول کریگا۔ لیکن سلطان نے ان باتوں کو منظور نہیں کیا۔ بعض مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ قیصر نے سلطان کو حسب ذیل پیام بھیجا تھا "ان قلعوں کی تعمیر سے آپکی مراد بجز اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ جنگ و خونریزی کے لئے آمادہ ہیں، اگر آپ صلح و آشتی کی باتیں آپ پر اثر نہیں کرتی ہیں تو میں بھی خدا پر بھروسا کرکے اپنے شہر کی حفاظت کے لئے آخری دم تک جنگ کرونگا"

سلطان محمد دوم نے فتح قسطنطنیہ کے بارہ میں جو اہم اور حیرت انگیز کارنامے عیاں کئے اُنکے لحاظ سے وہ آئندہ زمانہ میں بہت بڑا فاتح شمار ہوا ہے جیسی تدبیریں شہر کے محاصرہ اور فتح کرنے کی اسکو سوجھی ہیں وہ حد سے بڑھکر حیرت خیز ہیں مثلاً اُس نے ایک توپ اتنی بڑی بنوائی جسمیں بارہ من وزنی پتھر کا گولہ رکھکر ایک میل کے فاصلہ تک مارا جاسکتا تھا، سات سو آدمی اس توپ کی دیکھ بھال اور فیر کرنے پر مامور تھے، ایڈریانوپل سے دکہ جہاں یہ توپ ڈھالی گئی تھی، مقام محاصرہ تک اسکو لیجانے کیواسطے پانچسو جوڑیاں مضبوط اور توانا بیلوں کی خاص کردی گئی تھیں اور تین ہزار سپاہی مخصوص اُسکی حفاظت پر مامور تھے، اس سے بھی بڑھکر متحیر بنا دینے والی کارروائی یہ تھی کہ اُس نے زمین پر جہازات چلائے اور ایک فرسخ (۳ میل) تک یعنی موجودہ مقام طوپخانہ باغچہ سے قاسم پاشا تک اسّی سریع الحرکت کشتیاں اور ستر جنگی جہاز خشکی میں چلاکر سمندر میں اُتاردی اور یہ سب کارروائی ایک ہی رات میں انجام پائی، اسکی صورت یہ ہوئی تھی کہ اُس نے انجنیروں کی صلاح سے وہ تمام راستہ درخت صنوبر کے موٹے تختوں سے بنواکر ان پر چربی اور تیل ملوا دیا جس سے اُن تختوں پر جو چیز رکھی جاتی وہ پھسلتی چلی جاتی اور پھر سپاہیوں کو حکم دیا کہ جہازوں اور کشتیوں کو اُسی چوبی سڑک پر ٹھیلتے ہوئے لاکر آبنائے باسفرس میں

گرادیں - ورنہ بندرگاہ پر یونانیوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ مدافعت کا سامان کر رکھا تھا - چنانچہ جسوقت صبحکو محصورین نے ترکی بیڑہ دیوار شہر پناہ کے نیچے کھڑا دیکھا تو انکے ہوش اڑ گئے پھر انکے دیکھتے ہی دیکھتے ترکوں نے ان جہازات سے ایک پل تیار کرلیا اور شہر پناہ پر چودہویں باٹری توپخانہ کی نصب کردی - قیصر روم نے یونانی سپاہ کی کمزوری اور غنیم کی عظیم الشان طاقت کا حال دیکھکر عیسائی یورپ کے سامنے بہت کچھ فریاد و زاری کی لیکن کوئی اسکا معین ویاور نہیں نکلا - ہاں پوپ رومیہ اُس کی ڈھارس بندھاتا رہا اور یورپ کو جہاد کے لئے ابھارنے کا وعدہ کرکے لڑنے کی تاکید کرتا گیا - زبردست اور بہادر ترکی سپاہ کا مقابلہ یورپ کے حکمرانوں میں کوئی نہیں کرسکتا تھا اور اگر اسکی جرأت تھی بھی تو صرف دو امیروں میں اول ہونیاد حکمران ٹرینسلونیا اور دوم اسکندر بک فرمانروائے البانیا مگر یہ دونوں اپنی جان بچانے کی فکر میں مصروف تھے، البتہ جنیوا والوں نے جنکے تجارتی تعلقات قسطنطنیہ کے ساتھ بہت بڑھے ہوئے تھے - اور وہاں کے بہت سے نامی تاجروں کے گودام اس شہر میں واقع تھے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا قیصر قیصر روم کی مدد کیلئے بھیجا اور اس بیڑہ کا دلیر کمانبر (جوستنیانی) ترکوں کے پیش نظر سات ہزار فوج خشکی پر اتارنے میں کامیاب بھی ہوگیا - اس نے ترکی بیڑہ میں آگ لگا دینے کی کوشش کی مگر ترک سپاہیوں کی چوکسی نے اسے کامیاب نہونے دیا - جنہوں نے اسکے جہاز پر آتشبازی کرکے اسے ڈبو دیا - جوستنیانی بہزار مشکل غرق ہونے سے بچگیا لیکن اس کے ساتھ کے دوسو آدمی دریا برد ہوگئے اور ایک بھی نہ بچ سکا جوستنیانی اس آفت سے سالم بچکر شہر میں گیا تو مدافعت کا انتظام اسکے سپرد ہوا مورخ والٹر لکھتا ہے کہ شہر قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ غیروں کے ہاتھوں میں حفاظت کا کام سپرد کیا گیا - کیونکہ ہر ایک کام اسی وقت خراب ہوتا ہے جب اس میں دوسرے کا ہاتھ لگے - قدیم یونانیوں کو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے اپنے معاملات میں کسی فارسی افسر کی ماتحتی کی ہو - اور نہ کبھی رومی افواج کی سپہ سالاری کسی ملک گال کے رہنے والے کو تفویض ہوئی تھی *

جب ترکوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہوگیا تو عام حملہ کرنے سے ایک دن قبل سلطان محمد دوم نے قیصر روم کو یہ پیام بھیجا "اگر تم شہر کو صلح کے ساتھ سپرد کردو گے تو سلطان تمام رعایا کو مطلق آزادی عطا کریگا اور اُنکے کسی معاملہ میں دخل نہ دیگا اور تمکو بلاد موریہ کی حکومت بجائے اس شہر کے مرحمت ہوگی" مگر قیصر نے قاصد کو برا بھلا کہکر واپس کردیا اور یہ بات منظور نہیں کی، اور بعض مورخین کا قول ہے کہ قیصر نے کہا تھا "آپ سے پہلے بہت سے عثمانی سلاطین فتح قسطنطنیہ کی ہوس دل میں لیگئے اور تم بھی یونہیں ناکام ہوکر واپس جاؤ گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ جزیہ لینا منظور کرکے یہاں سے سرخرو پھر جاؤ" قیصر نے اس سلطانی پیام پر غور کرنے کیواسطے خاص مجلس مشورہ مرتب کی اور اُن سے صلاح چاہی تو سب ممبر سر جھکاکر خاموش ہوگئے۔ گویا اُنکو سلطانی شرط منظور تھی مگر پوپ کے سفیر اور اسپین کے قائم مقام نے اوسکی ہمت بندھائی اور کہا کہ تسلیم سے کوئی نفع نہیں مدافعت کرو عنقریب یورپ سے معقول کمک آجائیگی پھر ترکوں کو بجز واپسی کچھ نہ بن پڑیگا۔

بہرحال مستند مورخین کے اقوال کی بنا پر جب سلطان کو صلح سے کام چلنے کی توقع نہ رہی تو اُس نے عام حملہ کی تیاریاں کردیں، فوج کو مختلف حصوں پر تقسیم کرکے ایک ایک امیر کے زیر نشان متعین کیا، اور کیمپ میں منادی کرادی کہ جو شخص سب سے پہلے شہر پناہ پر چڑھجائیگا اُسے مملکت عثمانیہ کے سب سے زرخیز صوبہ کا حاکم بنایا جائیگا۔ اور بہت کچھ انعام واکرام ملیگا، خود سلطان میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار فوج کی صفوں میں گشت لگاتا پھرتا اور شجاعان اسلام کی ہمت بڑھاتا جاتا تھا۔ مجاہدین کا گروہ سب سے پہلے آگے بڑھایا گیا انمیں سے ہر ایک اپنے ہاتھوں میں پتھر اور ریت سے بھرے ہوئے تھیلے سنبھالے تھا اور خندق پاٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، پرجوش مجاہدین کی بھیڑ طوفان بحر کی طرح شہر پناہ کی طرف چلی اور شہر سے آگ برسنے لگی بہت سے لوگ پہلے ہی حملہ میں شہید ہوکر ڈھیر ہوگئے ہزاروں زخمی بیکار ہوگئے اور آتشباری کے دھوئیں سے روئے ہوا تاریک ہوگیا۔ با ایں ہمہ فوج نے

ہنوز جنبش بھی نہیں کی تھی دو گھنٹے تک یونانی فوج کو تھکا لینے کے بعد منتظم سپاہ
آگے بڑھی اور ایک ایک فرقہ ہر سمت سے شہر پناہ پر چڑھا۔ آگے آگے لکڑی کے
بنے ہوئے متحرک برج تھے جن پر سامنے سے پارہ کھالیں منڈھ دی گئی تھیں۔ اور اُن کو
پانی سے تر کیا جاتا تھا تاکہ آگ اُنکو جلا نہ سکے سپاہی ان برجوں کو دھکیلتے ہوئے
لیچلے، ان برجوں کے اندر مسلح جنگ آور بیٹھے تھے اور آلات نقب اُنکے پاس تھے
بڑی بڑی سیڑھیاں اور کمندیں۔ غرضکہ جملہ سامان فصیل پر چڑھنے کے موجود تھے -
غنیم کی آتشباری پھر تیز ہو گئی تھی اور ترکی قلعہ شکن توپیں آتش فشانی کر رہی تھیں۔
بڑے بڑے گولے دیواروں کے دھوئیں اُڑائے دیتے تھے۔ قیصر پالیولوگس خود
بنفس نفیس مدافعت کی ہمت بندھاتا پھرتا تھا۔ توپوں کی گولہ باری نے دیواروں میں
رخنے ڈالدئیے۔ اور برج منہدم کر دئے۔ جن کے ملبوں سے خندق پٹ گئی۔ اور
مقتولین کی لاشوں نے بھی خندق کا تختہ ہموار بنا دیا۔ پھر تو عثمانی سپاہ جان پر کھیلکر
شہر میں گھس پڑی۔ اور (۲۹) مرتبہ محاصرہ کی مار اُٹھانے والا مستحکم شہر قسطنطنیہ
فتح ہو گیا۔ قیصر روم اسی معرکہ میں مارا گیا۔ اور شہر پر عثمانی عَلَم لہرانے لگا۔ آہ! وہ
شہر جس نے انتیس مرتبہ محاصرہ کی آفت جھیلی تھی اور ہر بار سرخروئی کے ساتھ بچ رہا
تھا آج تین لاکھ آبادی رکھنے کے باوجود اپنی مدافعت میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اور
سلطان محمد ثانی فاتح خدا کے سجدہ شکر میں پشت زین پر سر رکھے ہوئے اُس میں
داخل ہوا۔ سلطان ممدوح نے بجز ایا صوفیا کے عظیم الشان کنیسہ کے اور باقی تمام
گرجے عیسائیوں کے پاس رہنے دئیے۔ ایا صوفیا کو خدائے واحد کی پرستش کا مقام
بنا دیا گیا۔ اور تثلیث کی ناپاکی سے نجات ملی۔ فاتحین کے ہاتھ اس قدر دولت لگی
تھی جسکا شمار نہیں ہوسکتا۔ قصر قیصری یورپ و ایشیا کی نفیس مصنوعات اور
آثار قدیم سے بھرا پڑا تھا۔ وہ سب سامان آل عثمان کے قبضہ میں آیا۔ اور ایک صدی
سے زائد عرصہ کی بلکہ یوں کہئے کہ سات صدیوں کی آرزو فتح قسطنطنیہ ماہ جمادی
الاخری کی دسویں تاریخ یوم سہ شنبہ ۸۵۷ھ میں پوری ہوئی۔ پورے تریپن

دنوں تک محاصرہ رہا، بعض لوگوں نے اسکی تاریخ فتح کا مادہ "بلدۃٌ طیبۃٌ" کے فقرہ میں نکالا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے قیصر روم کی لاش ڈھونڈھنے کا حکم دیا۔ اور جب وہ ملگئی تو شاہانہ اعزاز کے ساتھ اُسکے اجداد کے مقبرہ میں دفن کرادیا۔ پھر سلطان نے اُن بہت سے یونانی امیروں کو مہربانی کرکے رہا کردیا جو فوج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے تھے۔ اہل شہر سے نہایت اچھا برتاؤ کیا گیا۔ سلطان محمد ثانی کی خوش اخلاقی اور انسانیت پر اِس امر سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اُس نے عیسائیوں کے لیئے ایک پورا محلہ علاوہ اُنکے گرجوں اور خانقاہوں کے بدستور باقی رہنے دیا +

سلطان ممدوح نے یہ محلہ ایک عیسائی رئیس کو عطا کردیا تھا جسکا نام کریسٹیول تھا اور اُس نے محاصرہ قسطنطنیہ کے دوران میں بحکم سلطانی چند اچھی جنگی عمارتیں بنائی تھیں مورخ والٹر نے یہ قصہ بیان کرنے کے بعد یوں لکھا ہے کہ "گو یہ حادثہ کوئی قابل ذکر حادثہ نہ تھا لیکن مجھے اُس کے بیان سے یہ بات دکھانا مقصود تھی کہ ترکوں نے نصاریٰ کے ساتھ ہرگز اُس سنگدلی اور بیرحمی کا برتاؤ نہیں کیا جسکو ہم اپنے ذہن میں سوچے بیٹھے ہیں حالانکہ اسی امر کے مقابلہ میں عیسائی ممالک کا حال دیکھا جائے تو وہاں مسلمانوں کی کسی عبادت گاہ کا ہونا ایک ناممکن بات ہے ترک لوگوں نے محکوم یونانیوں کو اُنکے کنیسوں میں نہایت آزادی کے ساتھ عبادت کرنے دی اور مجمع الجزائر یونان میں اُنکی دینی حکومت بالکل بحال رکھی"

قسطنطنیہ کی فتح نے تمام یورپ کو حیران وششدر بنا دیا اور وہاں کے تاجداروں میں سخت تہلکہ مچگیا تھا۔ سلطان محمد دوم نے رعایا کے ساتھ ہر طرح کی عنایت و مرحمت ظاہر کی اور تارک الوطن لوگوں کو واپس آکر اپنے ملک میں آباد ہونے کی اجازت دی اسی کے ساتھ اُس نے عیسائی رعایا کی مذہبی آزادی بحال کرکے تغیر مذہب کے سبب سے جو بے چینی اور نارضی پیدا ہوتی وہ بالکل مٹادی +

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہی باشندگان ممالک

یونان میں ایسی ابتری پھیلی جیسی بیت المقدس کے فتح ہونیکے بعد بنی اسرائیل میں پھیلی
تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یونانیوں پر کوئی سخت ترین آفت نازل ہوگئی ہے ۔ موریہ
اور اُس کے آس پاس والے جزیروں کے رہنے والے بدحواس ہوکر اپنے گھربار
چھوڑکر نکل بھاگے اور ایسے حواس باختہ تھے کہ یہ بھی نہیں سوچتے تھے کہ ہم جاتے کہاں
ہیں ۔ تمام سمندر یونانی خاندانوں کے تارک الوطن مسافروں کی کشتیوں سے پٹا پڑا
تھا اور مال و اسباب اُٹھانے والے جہازات کی بیحد مانگ ہو رہی تھی یونانی گنجے
پہاڑوں اور کوہستانی خانقاہوں میں جاکر پناہ لے رہے تھے یا اُن جزیروں میں چلے
جاتے تھے جہاں بندقیہ اور جنیوا والوں کی حکومت و سکونت تھی سلطان محمد دوم نے
یہ ابتری ملاحظہ کی تو اُس نے حکم دیا کہ بہت جلد حسب دستور ایک یونانی بطریق (مذہبی
نگران) منتخب کیا جائے اور "جارج جینا دیوس" اس عہدہ کے لئے چنا گیا جسکو سلطان
نے اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا اور بطریق کا عصا اُسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا "تم اپنی قوم کے
بطریک رہو اور خدا تمہاری مدد و حفاظت فرمائے، تمہیں ہر حالت میں میری محبت اور
خلوص نیت کی طرف سے مطمئن رہنا چاہئیے اور جو خصوصیتیں تمہارے اسلاف کو قرون
سے چلی آتی ہیں وہ سب آئندہ بھی تمکو حاصل رہینگی"

یونانیوں کو جان و مال کی طرف سے اطمینان اور مذہبی آزادی حاصل ہوچکی ۔ تو
سلطان ممدوح نے ایک فرمان صادر کیا جسکے رو سے اہل یونان کو اپنی پارلیمنٹری
حکومت بنانیکا حق دیا گیا تھا چنانچہ اُن لوگوں نے فاتح قوم سے بالکل جداگانہ اپنے محکمے
قائم کئے اور اونکا بطریق جو وزیر کا ہم مرتبہ مانا جاتا تھا اُسکو ینی چری فوج کے افسروں کا
آنریری عہدہ دیا گیا تھا ، بطریق کی کونسل میں تمام دیوانی اور فوجداری کے مقدمات طے
پایا کرتے تھے اور یہ مجلس یونانی گروہ کے معزز لوگوں سے مرتب تھی اور ہر طرح کے
[illegible] قتل [illegible] اور یہ [illegible] قسطنطنیہ [illegible] کے
[illegible] حقوق [illegible]
[illegible]

یورپ کے اکثر مورخ اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سلطان محمد ثانی فاتح ایک تند مزاج اور وحشی خصال فرمانروا تھا جیسا کہ اور مسلمان حکمرانوں کی نسبت انکا خیال ہے اور خاصکر مورخین یونان جنکی حکومت اس کے ہاتھوں میں چلی گئی تھی اسکی بابت ایسے امور تحریر کرتے ہیں جنکو مطالعہ کر کے خود ان مورخین کی جہالت و حماقت پر افسوس آتا ہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی نے انکے قلم سے کس قدر شرمناک اور خلاف واقعہ باتیں لکھوادی ہیں۔ والٹر مورخ لکھتا ہے "سلطان محمد فاتح کی دانشمندی اور متحمل مزاج ہونے کا صریحی ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ اس نے مغلوب عیسائیوں کو اپنا بطریک انتخاب کرنیکا حق دیا اور پھر جب بطریک کا انتخاب ہو چکا تو اسے اپنے ہاتھوں اس معزز عہدہ کا خلعت پہنا کر عصا اور خاتم کے عطیہ سے سرفراز کیا، چنانچہ جب سلطان نے یونانی بطریک کو عصا دے بطریک کیا اس کے ہاتھ میں انگشتری پہنائی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں شہنشاہ کی اس عزت افزائی کا نہایت ممنون ہوں اور شرمندگی کے ساتھ اسکا شکریہ ادا کرنے میں قاصر رہنے کی معافی چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پیشرو بزرگوں نے خود عیسائی حکمرانوں کے وقت میں ایسے اعزاز و اکرام کا نمونہ نہیں دیکھا تھا"

مسلمانوں کے ہاتھوں شہر قسطنطنیہ کا فتح ہونا ایک اہم تاریخی واقعہ تھا کیونکہ مورخین نے آئے وسطی کی صدیوں کی تاریخ اور موجودہ زمانہ کی تاریخ کے مابین حد فاصل قرار دیا۔ اور دنیا کے بادشاہوں نے یہ خبر کو سنکر سلطان محمد فاتح کے پاس مبارکباد کے خطوط بھیجے کیونکہ قسطنطنیہ کا فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ بہت سے امرا سلاطین [illegible] اسکی تسخیر اور [illegible] ناکام رہ چکے تھے اور ہزاروں قیمتی جانوں [illegible] ضائع ہو چکی تھیں۔
کسی نے فتح قسطنطنیہ کی کیا اچھی تاریخ کہی ہے۔

دامن المنعم فرما اقلیت
حادثہ بالنصر قوم المومنین
۸۵۷

سلطان محمد فاتح نے شہر قسطنطنیہ کی شکست و ریخت کی درستی اور انتظامات اندرونی سے فراغت حاصل کر لی تو ۸۵۸ھ میں بے شمار لشکر جرار ہمراہ رکاب لیکر نئی فتوحات حاصل کرنے کے لئے اُٹھا اور صوبہ بوسینیا پر حملہ آور ہو کر اس کے بہت سے شہر فتح کر لئے، پھر موریہ کی مملکت پر رجوع ہوا لیکن اس ملک کے دونوں حاکموں دیمتریوس اور توماس نے (۱۲۰۰۰) اشرفیاں سالانہ باج دینا منظور کر کے اپنا ملک بچا لیا۔ اس فوجکشی سے پہلے سلطان نے کپتان خاص یونس کی زیر کمان ایک جنگی بیڑہ جہازات بحری فتوحات کے لئے روانہ کیا تھا جسنے قلعہ اینوز اور ساموتریک و لاشیوز دو جزیرے فتح کر کے اہل بندقیہ کو جو ان مقامات کے مالک تھے وہاں سے نکال دیا۔ پھر سلطان محمد دوم ان کامیابیوں کے بعد ایڈریانوپل میں داخل ہوا تو اپنے وزیر خلیل پاشا کو قیصر قسطنطنیہ سے رشوت ستانی کے جرم میں قتل کر دیا کیونکہ اس وزیر نے دوران محاصرہ میں قیصر سے رشوت لیلی تھی اور سلطان کو شہر کے فتح کرنے سے بلا اتفاق الحیل باز رکھنے کی سخت کوشش کیا کرتا تھا، اس کے علاوہ دو اور وزیروں یعقوب پاشا اور محمد پاشا کو بھی بدگمانی کی وجہ سے معزول کر کے دور دراز ملکوں کیطرف جلا وطن کر دیا۔ خلیل پاشا کے قتل کے بعد مسند وزارت دو سال تک خالی رہا یہاں تک کہ آخر کار مشہور وزیر اعظم محمود پاشا کا اس عہدہ پر تقرر ہوا۔

قسطنطنیہ کی فتح نے اہل یورپ کو ترکوں کی آتش حسد میں جلا دیا۔ [illegible] پوپ کالکسٹس سوم جسکو یہ توقع تھی کہ وہ مشرقی اور مغربی رومی کلیساؤں کو باہم ملا کر ایک کر دیگا اس خبر کی اطلاع پاتے ہی اس قدر برافروختہ ہوا کہ جامہ سے باہر ہو گیا اس نے فوراً ایک صلیبی جنگ کی تیاری شروع کر دی جسمیں وہ کامیاب بھی ہوا اور ۸۶۰ھ مطابق ۱۴۵۶ء میں یورپ کی متحدہ سپاہ یورپین سرحد ترکی پر حملہ آور ہوئی۔ سلطان محمد فاتح بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے اُٹھا اور ڈیڑھ لاکھ جان نثار فوج مع ۲۰۰ جنگی جہازوں کے بڑھ کے اہل یورپ کے مقابلہ پر جا پہونچا۔ سلطان نے شہر بلگریڈ دار السلطنت سرویا کو خشکی اور تری دونوں طرفوں سے محاصرہ میں لیلیا اور قریب تھا کہ اسے فتح کر لے لیکن اسی اثناء میں

جان ہونیاد ہنگری کا نامور سپہ سالار اہل بلگریڈ کی امداد کے لئے آپہنچا اور اُس نے عثمانی بیڑہ کا ایک حصہ تباہ کرنے کے بعد شہر میں داخل ہونیکا راستہ نکال لیا، ہونیاد نے شہر میں پہنچکر اِس جرأت وہمت سے اُسکی محافظت کا کام شروع کیا کہ سلطان بلگریڈ کا محاصرہ توڑنے پر مجبور ہوگیا کیونکہ ہونیاد کے ہاتھوں بہت سی ترکی فوج غارت ہوگئی تھی، مگر ہونیاد بھی ان لڑائیوں میں کاری زخم کھانے سے نہ بچ سکا اور ایسا زخمی ہوا کہ محاصرہ ٹوٹنے کے بیس دنوں کے بعد اُسی صدمہ سے مرگیا۔ سلطان کو ہونیاد کی خبر مرگ پہنچی تو اُس نے محمود پاشا صدر اعظم کو دوبارہ ملک سرویا پر حملہ آور ہونے کیواسطے ارسال کیا اور یہ سارا ملک عثمانی مقبوضات میں شامل ہوگیا، فتح سرویا کے بعد سلطان نے میسروزا اور یکی شہر کے راستہ سے موریہ کا رُخ کیا اور شہر کورنتھ پر مع اُسکے متعلقہ شہروں کے قبضہ کرلیا، کورنتھ اور اُس کے متعلقات کی فتح کے بعد توماس قسطنطین کے پاس کوئی ملک نہیں رہگیا اور اُس نے مملکت موریہ میں پناہ لی، سلطان کا قصد تو یہی تھا کہ وہ اِس مرتبہ ملک موریہ کو کامل طور سے فتح کرلے لیکن دیمتریوس کی عاجزی اور باجگذاری پر رضامندی آڑے آگئی لیکن چند ہی روز بعد اُس نے پھر سر اُٹھایا تو سلطان اُس کے ملک میں داخل ہوگیا جس سے توماس قسطنطین نے اٹلی میں بھاگ کر پناہ لی اور دیمتریوس مجمع الجزائر یونان کے کسی جزیرہ میں پہنچکر مرگیا ✣

سنہ ۸۶۳ھ میں سرویا کا ملک بجز شہر بلگریڈ کے بالکل فتح ہوگیا اور اُس کی آزادی چھین لی گئی۔ ورنہ جنگ قوصوہ کے بعد سے یہ ملک سلطنت عثمانیہ کا باجگذار رہتا آیا تھا۔ بلگریڈ کا شہر حکمران ہنگری کے ہاتھوں میں رہنے کے باعث بچگیا ✣

ناصرہ، سنیوب، اور طرابزون کی فتح

سلطان مراد مرحوم سرویا اور یونان کے ملکوں پر فتحیاب ہوکر اُن باقیماندہ ملکوں کی فتح پر متوجہ ہُوا تھا جو سواحل بحر اسود پر واقع اور اُسوقت تک خود مختار و آزاد تھے، یہ تین شہر ناصرہ، سنیوب اور طرابزون تاہی تھے جنمیں سے پہلا اہل جنیوا کا ماتحت تھا،

دوسرے شہر یعنی طرابزون پر قسطنطنیہ کے قیصری گھرانے کے ایک امیر کا قبضہ تھا جسنے سنہ [illegible] میں صلیبی جنگوں کے دوران میں قسطنطنیہ پر تسلط کر لیا تھا سنہ [illegible] میں شہر کاصرہ پر سلطان کا قابو چلگیا اور اسی سال میں آسنے طرابزون کی حکومت بھی درہم برہم کر ڈالی سنہ ۸۶۵ھ میں امیر اوزون حسن ایک ایشیائی امیر نے بہت زور بھی لگایا۔ کہ کسی طرح یہ ملک عثمانیوں کے قابو میں نہ آئے لیکن سلطان اُسپر دوبارہ قابو پاگیا اور وہاں کے بادشاہ کو مع اس کے خاندان کے قسطنطنیہ میں لاکر نظر بند کر لیا۔

شہر سنیوب پر اس سلطان نے یوں قبضہ کیا تھا کہ زمانہ سابق سے جو اسلامی حکمرانوں کا خاندان سنیوب اور قسطموتی پر حاکم چلا آتا اور خاندان اسفندیار کے نام سے موسوم تھا اسکا آخری امیر اسمٰعیل بک پاشا کے ہاتھوں مقہور ہوا۔ یہ خاندان اگرچہ دولت عثمانیہ کا باجگذار تھا لیکن تیمور لنگ کی نسل سے ہونے کے باعث دل میں اسکا سخت بدخواہ تھا اور اکثر اوقات بیجا فتنہ انگیزی کرتا رہتا تھا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ بغلی گھونسا ہر موقعہ پر مضرت پہنچاتا ہے تو اس نے ارادہ کر لیا کہ اب اسکا پوری طرح خاتمہ ہی کردے۔ اسلئے بری اور بحری فوج لیکر سنہ [illegible] میں اُسپر حملہ کیا اور آخر کار ایک سال کی مدت میں یہ ملک فتح ہی کر کے واپس آیا۔

ترکوں نے شہر طرابزون کا محاصرہ کرنے کی حالت میں وہاں کے بندرگاہ میں ایک بڑا جہاز پایا تھا جسکی باربرداری کا وزن (۱۱۲) ٹن تھا، اس نمونہ کو دیکھکر انہیں بڑے بڑے جہازات بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اسکو کارخانہ جہازسازی میں لاکر ویسا ہی ایک جہاز تیار کیا لیکن یہ جہاز وزن میں نمونہ کے جہاز سے بہت بڑھگیا تھا۔ اسی واسطے جب اُسے پانی میں تیرایا گیا تو وہ دریا کی تہ میں بیٹھ گیا اور اسکا نتیجہ انہوں نے یہ نکالا کہ کارخانہ کا موقع اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کارخانہ کو اس کے موجودہ مقام پر منتقل کرلائے سنہ ۸۹۵ھ میں افلاق[1] والوں نے سلطان کے پاس اپنے ظالم حکمران کے

[1] سلطنت رومانیا کا ایک حصہ اور اس کے مغربی سمت میں واقع ہے۔ تاریخ ٹرکی میں اسکا ذکر بار بار آئیگا۔

ہاتھوں سے تنگ آکر فریاد کی تو سلطان نے ایک ترک افسر کی معرفت اُسے سمجھانے کا عزم کیا اور حمزہ پاشا والی ویدین کو حکم دیا کہ تم اس نامعقول کو جاکر سمجھاؤ کہ رعایا کو ستانا اچھا نہیں ہوتا۔ وہ امیر جسکا نام ولاڈ (کالا شیطان) تھا بجائے اسکے کہ سلطان کی نصیحت مانتا اُسنے الٹے بغاوت پر کمر باندھی اور حمزہ پاشا عثمانی سفیر کو مع اُسکے ساتھیوں کے گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ سلطان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی اُسپر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔ مگر شریر اور شامت زدہ ولاڈ سلطان کی آمد سے پہلے ہی ترکی مملکت کی حدود پر لوٹ مار مچانے لگا، سلطان نے اپنے وزیر اعظم محمود پاشا کو اسکی سرکوبی پر مامور کیا جو خشکی کیجانب سے سپاہ جرار لیکر چلا اور سلطان نے جنگی بیڑہ کے ساتھ براہ دریا کوچ کیا، ترکی فوج نے ولاڈ کی سپاہ کو پہلے ہی معرکہ میں بالکل پامال کردیا اور ولاڈ بھاگ کر ملک ہنگری کو چلا گیا۔ سلطان نے معزول بادشاہ کے بھائی اڈولہ نامی کو ملک افلاق کا حکمران بناکر فتح وظفر کے ساتھ دار الملک کی جانب رجعت فرمائی ٭

مڈیللی کی فتح

سلطان فاتح مذکورہ بالا لڑائیوں سے فارغ ہوچکا تو اس نے اپنی کل توجہ بحری قوت بڑھانے میں صرف کرنی آغاز کی اور عثمانی جنگی جہازات بندقیہ والوں کے جہازوں کی شکل پر بنوائے، ہر سال ترکی جنگی جہازوں کا بیڑہ بحر مجمع الجزائر یونان میں نکلکر حملے کیا کرتا اور بحری جنگ کی مہارت دکھایا کرتا تھا۔ مگر جزیرہ مڈللی چونکہ آبنائے ڈارڈنلز کے عین راستہ پر واقع تھا اور اسپر بندقیہ والوں کا قبضہ تھا سلطان کا مصمم ارادہ ہوگیا کہ اُسے ترکی ممالک میں شامل کیا جائے چنانچہ ۸۶۶ھ میں محمود پاشا وزیر اعظم بڑی سپاہ کے ساتھ اور خود سلطان آستانہ اور گلیپولی کے بیڑوں کو لیکر اُسپر حملہ آور ہوا، ترکی سپاہ نے ساحل اناطولیا پر اتر کر شہر کا محاصرہ شروع کیا اور بہت جلد وہاں کے حاکم نے اطاعت مان لی جسکے بعد وہاں ترکوں کا تسلط مستحکم ہوگیا اور سلطان نے شہر قسطنطنیہ کے اس بحری راستہ پر جو ڈارڈ نلز میں ہوکر آتا ہے جنگی استحکامات بنانے شروع کردئیے ٭

ملک بوسینیا کی فتح

بوسینیا کا حکمران مملکت سرویا کے معاملات میں اپنی مداخلت کی ناکامی دیکھکر ادہر سے مایوس ہوگیا تو اس نے اپنا سالانہ خراج روکدیا۔ اور خاص کر اس لئے اسے اور بھی تمرد کی جرأت پیدا ہوئی۔ کہ اسنے سلطان فاتح اور بندقیہ والوں کے آپس میں جنگ چھڑنے کا سامان ہوتے دیکھا، سلطان کو اس حالت کا علم ہؤا تو اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کرکے پہلے بوسینیا ہی پر حملہ آور ہونے کی تجویز ٹھیرادی۔ اور ۸۶۷ھ میں اس ملک پر وزیر اعظم محمود پاشا کو روانہ کیا گیا، شاہ بوسینیا ترکی سپاہ کے ہاتھوں سے مارا مارا پھرتا ہؤا شہر کلاجی میں قلعہ بند ہوگیا۔ اور آخرکار اپنے آپ میں تاب مقاومت نہ پاکر عاجزی کے ساتھ ملتجی عفو ہؤا۔ ترکوں نے اسے گرفتار کرلیا اور باقی ماندہ شہروں کو بھی زیر کرکے یہ ملک مکمل طور سے فتح کرلیا جب سلطان ادہر سے واپس آگیا تو ہونیادے کے بیٹے متیاس کورفین نے بوسینیا پر حملہ کردیا اور سلطان کو دوبارہ اسکی سرکوبی کے لئے فوجکشی کرنی پڑی اور ہنگری والوں کو بے شمار قتل و خونریزی کے بعد اس ملک سے نکالدیا گیا، اسوقت سے بوسینیا کا صوبہ عثمانی ممالک میں شامل کرلیا گیا۔ اور وہاں بقدر کفایت محافظ ترکی سپاہ رکھی جانے لگی۔ ازاں بعد اس ملک کے اکثر اشراف دلی رغبت سے مشرف باسلام بھی ہوگئے۔

بندقیہ والے ہمیشہ اس کوشش میں سرگرم رہتے تھے کہ کسی طرح ترکوں کو ملک موریہ سے نکال دیں یہی وہ ان مقاموں میں بغاوت برپا کراتے رہتے اور انہوں نے باشندہ عثمانی ترکوں کو قتل کردیا تھا، اور اپنے ساتھ جہازوں کا بیڑہ لاکر مقام انیوز پر قبضہ بھی کرلیا تھا۔ چونکہ یہی وجہ سے ترکوں کو ان سے جنگی [illegible] شروع کرنے کا خیال پیدا ہؤا اور سولہ سال تک جانبین میں [illegible] ہوتی رہی جس کا انجام یہ ہؤا کہ آخرکار ترکوں نے جزیرہ [illegible] اپنا [illegible] کی نوآبادیات کا مرکزی مقام تھا۔ [illegible] محمود پاشا [illegible]

جزیرہ کو فتح کیا جو ایک سو جنگی جہازوں کے بیڑہ سے اس پر حملہ آور ہوا تھا۔ جنگ مذکور کے دوران میں امیر البحر نیکولس کوانل کی ماتحتی میں ایک بندقیہ کا جنگی بیڑہ جس میں اسّی جہاز تھے جزیرہ والوں کی مدد کے لئے بھی آیا لیکن وہ یہاں کے قلعہ پر ترکی نشان اُڑتا دیکھکر پلاس یا ندارس کی طرف بھاگ گیا۔ بندقیہ والوں کا قلع قمع کر کے سلطان فاتح نے ایشیائی مقبوضات کی اصلاح پر توجہ مائل کی جہاں کی چھوٹی چھوٹی طوائف الملوکی حکومتیں رات دن ہنگامہ پردازی میں سرگرم رہتی تھیں اور عثمانی حکومت کے راہ میں کانٹے بونے سے باز نہیں آتی تھیں چنانچہ اس نے قرمان کی حکومت کا یہ فیصلہ کیا کہ اس کی آزادی پامال کر کے اُسے قلمرو عثمانیہ کا جزو بنا لیا اور وہاں کے امیر اسحٰق بک کو گرفتار کر لیا، اسی طرح دولت علیہ کے سخت ترین دشمن اوزون حسن کی قوت کا بھی خاتمہ کر دیا جو تیمور لنگ کا خلیفہ دریائے جیحون و فرات کے مشرقی و مغربی ممالک پر قابض تھا اور پھر وہ دولت علیہ کے مقابلہ میں کبھی سر نہ اٹھا سکا۔

فتح کریمیا

مشرقی روس، جزیرہ نمائے کریمیا، اور تمام وہ مقامات جو بحر اسود کے شمال میں واقع ہیں انہیں چنگیز خان و ہلاکو کے زمانہ سے تاتاری امیروں کی حکومت چلی آتی تھی اور یہ گروہ تیمور لنگ کے عہد میں قبول اسلام سے بہرہ ور ہو گئے۔ تیمور نے ممالک قازان، اژدرخان، کریمیا، اور قبچاق کے تاتاریوں کو متحد بنا کر ان سے قبچاق کی حکومت ترتیب دی اور یہ حکومتیں ایک عرصہ تک قوی اور فاتح رہکر حکمرانی کرتی رہیں مگر ایک مدت گزر جانے کے بعد انہیں کمزوریاں اور بد انتظامیاں پیدا و نمایاں ہو چلیں اور اہل جنیوا نے [illegible] آزاق [illegible]

و غیرہ بندرگاہوں کو [illegible]

[illegible]

سلطان محمد فاتح نے اپنے وزیر اعظم کریک احمد پاشا کو جو محمود پاشا کی معزولی کے بعد
عہدۂ وزارت پر فائز ہوا تھا۔ مذکورہ بالا مقامات کو اہل جنیوا سے واپس لینے کے لئے
ارسال کیا اور وزیر مذکور (۳۰۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر اُن بندرگاہوں پر جا پہنچا
جنہیں متعدد لڑائیوں کے بعد اہل جنیوا سے چھین لیا اور اُنکو وہاں سے نکال باہر کردیا۔
اسی اثناء میں اتفاق سے قبچاق کے آخری تاجدار حاجی کرائے کا انتقال ہوگیا اور اُسکے
بارہ بیٹوں میں تخت سلطنت کی بابت جنگ چھڑ گئی مدت تک وہ لوگ آپس میں لڑتے
رہے جس سے یہ سلطنت بہت کمزور ہوگئی اور ملک میں ہر طرف بدامنی پھیل گئی۔ عظیم الشان
حکومت قبچاق کے متعدد حصے بکھرے ہوجانے سے اُس کے رعب و داب میں بھی فرق
آگیا تھا اسلئے کریمیا کے عالموں اور معزز لوگوں نے ایک محضر تیار کرکے سلطان عثمان
کے پاس ارسال کیا جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ قبچاق کے شہزادوں میں باہم
صلح کرادے اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کی زحمت گوارا کرے، اتفاق وقت
سے ترکی بیڑہ جہازات نے جنیوا کے بیڑہ پر قبضہ پاکر وہاں کے جو لوگ گرفتار کئے تھے
انہیں ایک حاجی کرائے کا بیٹا مسمی منگلی کرائے بھی تھا اور سلطان کو اُس کے
حالات کا علم ہوا تو اُس نے اُسکی بہت کچھ قدر و منزلت کرکے وہ محضر اُسے بھی دکھایا۔
پھر اُسے خان کریمیا مقرر کرکے خلعت و شاہی مراتب دیکر اُسکے ملک کو بھیج دیا چنانچہ
اُسی وقت سے کریمیا کا ملک ترکی حکومت کا ایک ممتاز صوبہ بنگیا۔ اور وہاں کی تجارتی
فوائد عثمانی لوگوں کے ہاتھ میں آگئے۔ پھر اسی ترکی بیڑہ نے جسنے کفہ کو فتح کیا تھا بندرگاہ آق
کرمان پر بھی حملہ آور ہوا اور اُسے فتح کرکے دریائے ڈنیوب میں گھس پڑا۔ تاکہ ملک
بغدان پر حملہ آور ہو۔ جہاں سلطان فاتح ایک بھاری لشکر لیکر خشکی کی طرف سے حملہ آور
ہوچکا تھا لیکن ترکوں کو اس ملک کے میدانوں اور جنگلوں سے واقفیت نہ تھی اس
واسطے وہ ناکام رہے اور پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔ ترکوں کی اس واپسی نے اسٹفن
چہارم حکمران بغدان کو ایسی شہرت دلائی کہ پوپ روم نے اُسکو حامی دین عیسوی کے
کا معزز لقب عطا کیا اور سلطان فاتح نے بغدان سے ناکام جانیکا صدمہ چند روز بعد

دوسری طرف یوں حاصل کرلیا کہ وہ ۸۸۲ھ میں بندقیہ والوں کی بہت بڑی
املاک پر قابض ہوگیا اور کروآسیا اور ڈلماشیا کی دو طرفوں سے فتوحات
حاصل کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تو بندقیہ والوں کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں ترک ہمارے
اصلی شہر پر بھی نہ قابض ہوجائیں۔ اسلئے انہوں نے ایک لاکھ اشرفیاں سالانہ
خراج دینے کی شرط پر سلطان سے مصالحت کرلی۔ اور شہر کرویا یعنی آقچہ حصار جو
اسکندر بیک البانی کا پایۂ تخت تھا وہ بھی ترکوں کو دلوادیا کیونکہ جب ترکوں
ترکوں نے اسکندر بیک کو البانیا سے شکست دیکر نکال دیا تھا تو وہ بندقیہ والوں کے
پاس آکر پناہ گزین ہوا اور اپنی وفات کے وقت انکو اپنا وارث بنا گیا تھا۔ بعد ازیں
سلطان فاتح نے بنادقہ سے کئی مقامات اور بھی فتح کئے اور شہر اشقودرہ پر جو انکا
بیحد ضروری مقام تھا تسلط کرلیا البتہ بندقیہ والوں کو چند تجارتی رعایتیں ان مقاموں
میں عطا کردی گئیں۔ اور ۸۸۴ھ میں اس معاہدہ پر جانبین نے دستخط کئے +

فاضل مورخ فرید بک لکھتا ہے کہ عثمانیہ حکومت نے معاملات یورپ میں دخل
دینے کے لئے سب سے پہلا قدم یہی بڑھایا تھا کیونکہ اُن دنوں بندقیہ کی جمہوری حکومت
یورپ کی سب سے بڑی تجارتی اور بحری حکومت تھی اور اگر دنیا میں کوئی دوسری
حکومت اُس کی ہمسر تھی تو وہ ایک جنیوا کی جمہوری حکومت تھی ؎

۸۸۳ھ میں ترکوں نے صوبہ البانیا پر قبضہ کرلیا تو اسکندر بیک کے واکسٹریو کا گھرانا
جو وہاں حکومت پر تھا البانیا سے نکلکر اٹلی کے صوبہ ناپولی میں چلا گیا اور ناپولی کے حاکم
نے انکو کچھ جاگیر اور زمین بغرض سکونت عطا کی پھر اہل البانیا کا ایک اور فرقہ بھی وہاں جا رہا
اور شاہ ناپولی نے انہیں کلابریا کے خطہ میں سکونت کی اجازت دی، ترک لوگ بوسنیا
اور البانیا کے ملکوں پر قابض ہوچکے تو انکو اہل بندقیہ اور اہل اطالیا کے ملکوں پر چھاپے
مارنے کا بہت عمدہ موقع ہاتھ آگیا۔ اور وزیر کدیک احمد پاشا کو اطالیا کے شہر اوترانت
اور اُس کے مضافات پر قابض ہوجانیکا موقع ملگیا۔ یہ شہر عرصہ تک ترکوں کے قبضہ
میں رہا۔ مگر سلطان فاتح کی وفات اور وزیر کدیک احمد پاشا کی حکومت ولایت سے اتر جانیکے

مدت قلیل کے بعد اہل فرنگستان نے پھر یہ شہر ترکوں سے چھین لیا۔ مورخین بیان کرتے
ہیں کہ پوپ روم سکسٹس چہارم کو جب عثمانی جنگی بیڑہ کی قوت اور شہر ٹرنٹا
کے فتح کرنے میں اس کی نمایاں کامیابی کا علم ہوا۔ نیز اسے یہ پتا لگا کہ اب ترکوں
کا ارادہ تمام ملک اٹلی فتح کرلینے کا ہے تو اس نے کوہستان آلپس میں بھاگ جانے کی
تیاریاں شروع کردیں مگر قضا و قدر اور موجودہ حالات نے دولت عثمانیہ کو اس عظیم
الشان کام کے انجام تک پہنچانے کی مہلت نہیں دی۔ لہذا یہ ملک فتح نہ ہوسکا۔

۱۴۸۱ء میں سلطان ممدوح نے ایک بیڑہ تیس جنگی جہازوں کا بک سنجق قوجہ
ایلی کی ماتحتی میں قلعہ تونہ کی فتح کیلئے ارسال کیا جو اب تک جنیوا والوں کے قابو میں تھا
اور سمندر میں اناطولی کے نزدیک واقع تھا۔ کیونکہ احمد پاشا کو اسکے فتح کا موقع نہیں
ملا ورنہ وہ کریمیا پر قابض ہونے کے ساتھ ہی اسکو بھی لیتے لے ڈالتا اسکے علاوہ سلطان
مذکور نے بونجہ لطہ اور لشادس کے جزیروں میں بھی قلعے تعمیر کرنے اور شہر بسانے کا
حکم دیا کیونکہ یہ دونوں مقام بحر روم کے دریائی ڈاکوؤں کے جائے پناہ بن گئے تھے
چنانچہ یہاں ترکی قلعوں کی تیاری سے بحری راستہ بہت مامون ہوگیا۔ نیز اسی سال
میں سلطان فاتح اور سلطان خوشقدم حکمران مصر کے مابین نا اتفاقی ہوگئی جسکی وجہ
یہ تھی کہ والی مصر نے امیر ارسلان حاکم مرعش کو حالت نماز میں قتل کرکے اس کی جگہ
اسکے بھائی بوداق بیگ کو مرعش کا حاکم بنا دیا۔ اور یہ مقام سلطان کے زیر اثر تھا۔ چنانچہ
اس نے [illegible] کی تعریف [illegible] ترکمان [illegible] بھائی شہسوار بیگ کو جو
دربار سلطانی میں مقیم تھا کافی فوج دیکر مرعش پر قابض ہونے کیلئے ارسال کردیا
اور بوداق بیگ بھاگ کر حاکم مصر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ سلطنت عثمانیہ اور
حکومت مصر کے مابین آئندہ [illegible] کی یہی بنیاد تھی اور اسی کا نتیجہ نکلا کہ ہمیشہ
[illegible] سلطان سلیم خان نے مصر پر تسلط کرکے چراکسہ کی حکومت
برباد کر ڈالی۔

[illegible] ۱۴۸۱ء میں سلطان فاتح کا انتقال [illegible]

روڈس کے امیر کے جنگی جہازات عثمانی جہازوں پر سمندر میں حملہ آور ہوتے رہتے
ہیں اور عام لوٹ مار مچایا کرتے ہیں تو سلطان نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اس کانٹے کو
بھی راستہ سے دور کرنا چاہئے۔ روڈس کا امیر ان صلیبی مجاہدین کے کسی امیر کی نسل
سے تھا جو ملک شام سے خارج کئے جانے کے بعد اس جزیرہ پر قابض ہو کر یہاں توطن
اختیار کرچکے تھے اور انہوں نے اسمیں بہت سے مستحکم قلعے تعمیر کرلئے تھے۔ سلطان
نے (۱۶۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ بہ ماتحتی مسیح[1] پاشا کے اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کے
لئے روانہ کیا، ان جہازوں پر ایک لاکھ کے قریب ترکی سپاہ تھی۔ اس لشکر نے
جزیرہ روڈس میں پہنچکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور چند دنوں کے بعد بعض مختصر قلعے
فتح بھی کرلئے لیکن مسیح پاشا نے چونکہ فوج کو مال غنیمت پر ہاتھ ڈالنے سے روکدیا
اس لئے وہ کچھ بددل ہوگئے اور ہجوم میں سستی کرنے لگے، آخر تین ماہ کے محاصرہ کے
بعد یہ سپہ سالار وہاں سے واپس چلا آیا۔ اور جزیرہ روڈس کی فتح پچاس سال کے
لئے موخر ہوگئی، سلطان فاتح کو اس ناکامی سے بددلی نہیں ہوئی بلکہ اسکا جوش
فتوحات اور بڑھتا گیا ۸۸۵ھ میں اس نے پھر دو عظیم الشان لشکر تیار کئے جنمیں سے
ایک فوج کو جزیرہ قبرص کی فتح پر مامور کیا اور دوسرا لشکر اپنے ہمراہ میں لیکر مملکت
ایران کے فتح کرنے کو چلا مگر ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ اسکو پیام اجل آپہنچا۔

سلطان فاتح کے زمانہ میں ترکی بحری قوت نے بیحد ترقی حاصل کی بلکہ
مورخین نے اسے سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت کا بانی مبانی مانا ہے، نیز اس کے
عہد میں ترکوں نے بیشمار قیمتی فتوحات حاصل کیں جن سے بہ نسبت سابق حکومت
کی شان اور بڑھگئی اور وہ تقریباً بحر اسود کے تمام اطراف، پورے بحیرہ مارمورا،
اور مجمع الجزائر یونان کے بیشتر حصہ پر قابض و متصرف ہوگئی، اور ان سب باتوں
کو نظر انداز کرکے اگر صرف فتح قسطنطنیہ ہی اسے حاصل ہوتی تو یہی اسکے فخر و مباہات

[1] اصلی نام میابسٹس تھا - یہ قیصر روم کے عزیزوں میں سے تھا فتح قسطنطنیہ کے بعد
مسلمان ہوگیا اور اسلام کی بہت کچھ خدمت کی۔

کے لئے کافی تھی۔ سلطان فاتح کے دو فرزند نرینہ چھوڑے اوّل امیر بایزید اور دوم امیر جم وہ بڑا جلیل القدر بادشاہ تھا اُسکے فضائل اور محاسن شمار میں نہیں آ سکتے۔ علم اور علماء کی بہت قدر کرتا تھا، صاحب کرم تھا، دانشمندی میں اپنے زمانہ کا فرد مانا گیا ہے۔ کثرت فتوحات کے باعث اُسے دنیا کے نامور فاتحین کی صف میں جگہ ملی ہے، شہر ایشقدر کی فتح اور بندقیہ والوں سے جنگی بیڑہ کی شکست اسی کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئی۔ آخر اُس نے بندقیہ والوں سے خراج وصول کرکے دم لیا اٹلی کے کئی ایک نامی شہر فتح کرلئے اور سارا ملک فتح کرنے پر آمادہ تھا، سلطنت طرابزون کے دھوئیں اڑا دئے کاش اگر موت اُسکو مہلت دیتی تو وہ اپنے باندھے ہوئے منصوبے بالکل مکمل کرجاتا اور آج یورپ کا بہت بڑا رقبہ ٹرکی کے قبضہ میں نظر آتا۔ اُس نے (۳۲) سال فاتحانہ اور با اقبال ہونے کی حیثیت سے حکومت کرکے ۱۴۸۱ء میں بمقام لکیوزہ داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی جامع مسجد میں جو اُس نے قسطنطنیہ میں بنائی تھی دفن کیا گیا، وہ اپنی وفات سے قبل دو فوجیں خاص اس غرض سے تیار کررہا تھا کہ ایک کو جزیرہ روڈس پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کریگا اور دوسری سپاہ ہمراہ رکاب لیکر پوپ کے مقر حکومت شہر رومیہ پر حملہ آور ہوگا॥

اس عظیم المرتبت سلطان کے عہد کا زرین کارنامہ شہر قسطنطنیہ کی فتح ہے کہ جس نے دولت عثمانیہ کی ترقی کا سنگ بنیاد رکھدیا۔ اور اُسکے تمام بکھرے ہوئے اجزا باہم متصل و پیوست کردئے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کی حکومت اندرونی مفسدہ پردازیوں سے ہمیشہ سلطنت عثمانیہ کی جڑیں کھوکھلی کرتی رہتی تھی۔ اور چاروں طرف عثمانی مقبوضات کے وسط میں ایک مستقل حکومت کا باقی رہنا سخت مُضر تھا۔ چنانچہ اس تاریخی شہر کی فتح کے بعد پایۂ تخت دولت عثمانیہ اسی کو قرار دیا گیا۔ جہاں سے جنوب و شمال مشرق و مغرب ہر چہار اطراف سلطنت کی بخوبی نگرانی کیجا سکتی ہے کیونکہ یہ ٹرکی کی ملک کے عین وسط میں واقع ہے॥

سلطان فاتح تہذیب اور علم کے لحاظ سے بھی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا بادشاہ

تھا۔ عربی، فارسی، ترکی، یونانی، اور لاطینی وغیرہ متعدد زبانیں بہت عمدگی سے
بولتا اور لکھ پڑھ سکتا تھا، فن تصویر سے اُسے بہت دلچسپی تھی، ان زبانوں میں علاوہ شعر و ادب کے
تاریخ، اور ریاضی سے متعلق جس قدر معلومات بہم پہنچ سکتی تھی اُسنے حاصل کی تھی۔
بندقیہ اور جینیوا کے شعراء جو لاطینی زبان کے قصائد اُسکی مدح میں لکھتے تھے [illegible]
پڑھ لیتا تھا۔ حکیم بلوٹارخس کی تصانیف اُسکے زیر مطالعہ رہتی تھیں اور سکندر اعظم
جولیس سیزر وغیرہ دنیا کے نامور فاتحوں کے کارنامے پیش نظر رکھکر اُنکا ہمسر بننے کی
سعی کیا کرتا تھا، یورپ کے مخالف مؤرخین بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ سلطان محمد
ثانی علم کا بہت بڑا سرپرست اور اپنے عہد کا بے نظیر صاحب معلومات تھا، اُس نے
بندقیہ کے مصور جنٹیل بلینی کی شہرت کمال سنکر اُسے اپنے دربار میں طلب کیا، اور
بہت کچھ خاطر مدارات سے ملا پھر اُسے انعام اور جواہرات کا کنٹھا اور سونے کا
تاج عطا کرکے بعزت اُسکے وطن بھجوا دیا، وہ خود اُن عالموں اور فقیہوں کے امتحانات
میں شامل ہوا کرتا تھا جو علم کے اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کرنے کے امیدوار
ہوتے تھے، غرضکہ اُس نے علم کی شان بڑھانے اور اُسے امداد دینے
میں بہت کوشش کی۔

(۸) سلطان الغازی بایزید خان دوم

۸۸۶ — ۹۱۸ھ

سلطان محمد فاتح کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا سلطان بایزید دوم صوبہ
آماسیا میں تھا جہاں کا وہ والی اور حاکم تھا باپ کی خبر وفات پاکر قسطنطنیہ آیا [illegible]
وہاں ینی چری فوج میں آفت برپا تھی، اُن لوگوں نے [illegible]
لوگوں سے کچھ لوٹ مار شروع کی۔ وزیر اعظم قرامانی محمد پاشا کو قتل کر ڈالا تھا [illegible]
سلطان کی خبر وفات [illegible]

کرے گا تاکہ یہ راز داری میں نہ پڑے ۔ ایک قول یہ ہے کہ وزیر مذکور دل سے
امیر جم کی حکومت کو پسند کرتا تھا اور آہستہ سپاہ میں بھی ایسا ہی تھا لیکن ینی چیریوں
کو اس امر کی اطلاع مل گئی اور وہ اپنی کرنی کر گذرے ۔ وہ تو خوش قسمتی سے احمد پاشا
ہوا فطرتاً ہوشیار ایک ایسی چال چلا جس سے ینی چیریوں کا دماغ ہو گیا جس سے ان کو اطمینان پیدا
ہوا یعنی اس نے سلطان کے ایک بیٹے امیر قرقود کی وقتی جانشینی کر لی تاکہ اصل وارث
تخت کے آنے تک انتظام ملک اپنے ہاتھ سے نہ جائے آخر بیس دن میں سلطان بایزید
قسطنطنیہ پہنچا تو اس نے بہت کوشش کی کہ امن و امان پیدا کرنے کی کوشش کی اور
ینی چیری سپاہ کو انعام دینے کا وعدہ کرکے ان کی شورش فرو کی لیکن اس طریقہ
عمل سے ینی چیری یہ سمجھ گئے کہ ہر نئے سلطان کی تخت نشینی پر ینی چیری فوج کو پیش
کش کا انعام وصول کرنا حق ہے اور یہ ان کا حق بن گیا ۔ اس رسم سے حکومت کو بڑی
بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا رہا لیکن ینی چیری کی بغیر اس کے کام بھی نہیں چل سکتا تھا ۔

امیر جم کے حالات

یہ شہزادہ قونیہ کا گورنر تھا مگر اس کے دل میں تخت و تاج کی ہوس جاگزین ہو گئی
تھی وہ چاہتا تھا کہ بلا شرکت غیرے سلطنت پر حکمرانی کرے اور بھائی کے ساتھ شریک حکومت
ہو ۔ بہت سے انقلاب پسند امراء ملک اور ارکان سلطنت بھی باطن اس سے ساز
باز رکھتے تھے چنانچہ جب کسی اپنی امید سر سبز ہوتی نظر آئی تو اس نے بھائی کے مقابلہ
پر بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت جلد کافی طاقت جمع کر کے لوٹ مار کرنے لگا ۔
سلطان بایزید دوم کو بھائی کے ارادوں کی اطلاع ہوئی تو وہ اس شورش کے
انجام سے ڈر گیا اور آخر مجبور ہو کر ایاس پاشا کے زیر کمان ایک بھاری فوج
امیر جم کے مقابلہ پر ارسال کی مگر امیر جم نے اس سلطانی سپاہ کو شکست دیکر اس کے
بہت سے افسر سپہ سالار گرفتار کر لئے ۔ پھر وہ آگے بڑھا اور شہر بروصہ
کو فتح کرنے پہنچ گیا ۔ اہالیان شہر نے بڑی فراخدلی کے ساتھ شہر اس کے حوالہ

کر دیا۔ اور امیر جنید اس شہر کا ضروری انتظام کر کے اُسکے متعلق جملہ مقامات پر قابض ہو گیا، اب اُسکی حکومت اس قدر وسیع ہو گئی تھی کہ وہ اپنا سکہ چلانے اور خطبہ پڑھانے لگا، وزیر، سپہ سالار، اور جملہ ارکان سلطنت مقرر کر لئے۔ سلطان بایزید دوم یہ خبر معلوم کر کے آمادہ متوحش ہوا اور اُس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا کہ جنید کا کیا علاج کرنا چاہیئے۔ صلاح یہ قرار پائی کہ کسی حیلہ سے امیر جنید کے منتظم امورات سلطنت لالا یعقوب کو توڑ لیا جائے، چنانچہ وہ اس چال میں کامیاب ہوئے اور امیر جنید کی فوجی قوت کمزور ہو گئی پھر سلطان بایزید کے سپاہ نے امیر جنید کی فوج کو شکست دی اور امیر جنید زخمی ہو کر قونیہ کو بھاگ گیا جہاں اُس نے قرمان کی اولاد کے پاس پناہ لی مگر سلطانی افواج تعاقب میں ہونے سے وہاں بھی قدم نہ ٹھیرے اور شاہ مصر کے پاس چلا گیا جسکا نام قائتبائی تھا۔ سلطان بایزید نے ممالک قرمان پر اس غصہ میں حملہ کر دیا کہ اُس کے حاکم نے امیر جنید کا ساتھ دیا تھا اور یہ ملک فتح کر کے اپنے بیٹے شہزادہ عبداللہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا پھر آستانہ میں واپس آکر وزیر اسحٰق پاشا کو معزول بنا کر سلانیک کی طرف جلا وطن کر دیا اور بجائے اُسکے داؤد پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مامور کیا، پھر اُس نے انتظام سلطنت درست کرنے پر کمر باندھی، باب عالی کو منتظم کیا اور حکومت کے چارو نہ پر مقرر کئے، اسی اثناء میں قرمان کے سابق امیر قاسم بک نے شہزادہ عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ اور سلطان نے ہرسک زادہ احمد پاشا کو کافی فوج کے ساتھ امیر عبداللہ کی کمک پر ارسال کیا اور احمد پاشا نے قاسم بک کو شکست دیکر اُسکا لشکر تتر بتر کر دیا۔ قاسم بک اپنا جتھا پراگندہ ہو جانے کے بعد طرسوس کو بھاگ گیا۔

امیر جنید قائتبائی کے پاس پناہ لینے کے بعد حج کو گیا اور جب حج سے واپس آگیا تو قائتبائی نے اُس میں اور سلطان بایزید میں باہم مصالحت کرا دینی چاہی مگر اُسے کامیابی نہ ہوئی تو امیر جنید نے پھر تاج و تخت کے حصول میں قاسم بک کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی اور اُسے اپنا شریک بنا کر سلطان بایزید سے دوبارہ

مقابلہ کی ٹھان لی تھی ایک آدھ امیر بھی انکے ساتھ ہوگئے لیکن سلطان بایزید کی سپاہ
نے باستثنی کدیک علی پاشا امیر جم کی فوج کو کوہستان طور وس کے دامن میں شکست
دی اور امیر جم نے پہلے تو کنٹ کینک سپر طوس مارا مارا پھرتا ہوا جزیرہ روڈس کو چلا گیا جہاں کے
نائٹوں نے آسکو بڑی خاطر مدارات کے ساتھ اپنے یہاں جگہ دی، امیر جم نے اب
سے پہلے بارہا اس بات کی کوشش کی تھی کہ بھائی کے ساتھ صلح کرلے اور کچھ
صوبجات کی حکومت حاصل کرکے آرام زندگی بسر کرے لیکن سلطان بایزید اُس کی
شرارت سے ڈر گیا تھا لہذا اُسنے یہ بات منظور نہیں کی اور جب سلطان کو خبر ملی کہ امیر
جم روڈس کے نائٹوں کے یہاں پہنچ گیا ہے تو اس نے اُن نائٹوں کو امیر جم کے نظر بند
رکھنے کا پیام بھیجا جسکے معاوضہ میں انکو سالانہ (۴۵۰۰۰) اشرفیاں دینے کے علاوہ یہ
بھی وعدہ کیا کہ انکی حکومت پر کبھی حملہ نہ کریگا۔ نائٹوں نے اس بات کو منظور کرلیا اور
مدت تک اپنے وعدہ کو بخوبی نباہتے بھی رہے، گو ہنگری اور جرمنی کے بادشاہوں نے
اُن سے امیر جم کو طلب بھی کیا لیکن وہ راضی نہیں ہوئے اور سات سال تک اپنے
یہاں زیر حراست رکھنے کے بعد آخر پوپ انوسنٹ ہشتم کے سپرد کردیا جو پہلے سلطان
بایزید سے خط وکتابت کرکے امیر جم کو اپنے پاس نظر بند رکھنے کی اجازت لے چکا تھا۔
اور جو رقم سلطان کی طرف سے نائٹوں کو دی جاتی تھی وہ اپنے نام جاری کرالی۔ پوپ
مذکور کی وفات تک شہزادہ جم وہیں نظر بند رہا مگر جب انوسنٹ کی جگہ پر پوپ
الگزینڈر بورجیا مقرر ہوا تو اسنے تین لاکھ اشرفیاں سلطان سے طلب کیں جنکے معاوضہ میں
وہ امیر جم کو قتل کردیتا لیکن اسی اثنا میں شارل ہشتم شاہ فرانس نے مملکت اٹلی پر
حملہ کردیا جسکا اصل مدعا شہر قسطنطنیہ کا فتح کرنا تھا اور وہ شہزادہ کو ورغلا لیا تاکہ اسکے ہمراہ
سے شہر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونیکا عازم تھا اسی واسطے اُس نے مقدونیہ اور یونان میں
مفسدہ انگیز خیالات پھیلانے والوں کی جماعتیں پہلے سے بھیج رکھی تھیں تاکہ ترکوں کو
اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کے مخمصوں میں پھنسا کر پریشان کردیں۔ اٹلی کے ایک
ملک نابولی کے بادشاہ اور بندقیہ کی جمہوری حکومت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر فرانس والونکی

یہ آرزو بر آئی تو ہماری تقدیر نہیں اسلئے انہوں نے سلطان بایزید خاں کو شاہ فرانس
کے منصوبوں سے اطلاع دیدی اور کہا کہ آپ اپنی ایک زبردست سپاہ اٹلی کی جانب
بھیجیں اور اندرونی فسادات کی بیخ کنی کرکے ہمارا انتظام کریں۔ شاہ فرانس نے شہر
روم کا محاصرہ کرکے پوپ سے درخواست کی کہ وہ عثمانی شہزادہ جم کو اس کے حوالہ
کر دے تاکہ اسے اپنی کار برآری کا وسیلہ بنا سکے۔ پوپ نے مجبوری کے عالم میں
اسکی یہ درخواست منظور کرلی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ پوپ نے امیر جم کو شاہ فرانس کے
حوالہ کرنے سے پہلے زہر دیدیا تھا۔ بہرحال امیر جم کچھ دنوں فرانسیسی فوج کے ساتھ رہکر
وا جمادی الثانی سنہ [illegible]ھ کو بمقام شہر نابولی فوت ہوگیا۔ اور اٹلی کے شہر جابیٹا نامی
میں دفن کیا گیا پھر اسکی لاش بروصہ کو منتقل کردی گئی جہاں وہ اپنے اجداد کے پہلو
میں دفن ہوا۔ وفات کے وقت اس شہزادہ کی عمر (۳۶) سال کی تھی جسمیں سے (۱۳)
برس اس نے تقریباً قید کی حالت میں بسر کئے وہ بڑا بہادر، عاقل، اور شاعر تھا، اور
ایک قول یہ ہے کہ آخری وقت میں وہ دیوانہ ہوگیا تھا۔

مصر و شام کے حکمران یعنی چرکس خاندان کے بادشاہ نے اپنے طرز عمل سے
مرحوم سلطان محمد فاتح کو ناراض کر دیا تھا اور اگر وہ اجل کو لبیک نہ کہہ جاتا تو
غالباً ان سے اس سرکشی کا بدلہ ضرور لیکر رہتا لیکن بایزید کے زمانہ میں بھی قایتبائی شاہ مصر
نے متعدد حرکتیں ایسی کیں جنکے باعث سلطان عثمانی اور اس کے مابین ایک طرح کی عداوت
قائم ہوگئی۔ شہزادہ جم کی پناہ دہی اور قاسم بیگ باغی امیر قرمان کی طرفداری کے علاوہ
قایتبائی نے یہ ستم بھی ڈھایا کہ سلطنت عثمانیہ کے دشمنوں کو اسپر بڑھاوے دیکر ایذا دہی
کے لئے آمادہ کیا۔ ہندوستان کے تاجدار نے سلطان بایزید کو بہت سے قیمتی تحائف
ارسال کئے تھے انمیں سے اکثر تحفے سلطان مصر نے راہ میں چھین لئے۔ غرضکہ انہی وجوہ
سے سلطان بایزید خاں کو مصر پر فوج کشی کرنے کا خیال پیدا ہوگیا اور چھ سال تک برابر
لڑائیاں دونوں ملکوں کی سرحدوں پر ہوتی رہیں مگر عثمانی زیادہ تر ہر ایک لڑائی میں شکست کھاتے رہے
بلکہ پھر قایتبائی نے امیر علاؤ الدولہ حاکم ذوالقدریہ کو بھی اپنا دست نگر بنا لیا۔ جو

سلطنت عثمانیہ کا ماتحت تھا اور اسے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ حکومت عثمانیہ کو دو طرف مقابلہ
کرنے کے لئے تیار ہونا پڑا - اوّل مصر اور دوم عرب ، مگر خدا نے اپنی کچھ ایسی شان دکھائی
کہ ٹیونس کا حاکم مولی عثمان حفصی بیچ میں آ پڑا الغرض بالآخر یکایک فریقین میں صلح و صفائی
کرا سکا اور اس زمانہ کے مفتی اسلام شیخ زین الدین بن العلیا کی نصیحت دلپذیر کا بہت
کچھ اثر فریقین پر پڑا جس سے ۱۴۹۱ء میں طرفین معاہدہ صلح کر کے اپنے اپنے ملک میں
خوش رہنے لگے ۔

اس زمانہ کی بحری لڑائیاں

مذکورہ بالا اندرونی فسادات کے دوران میں بندقیہ والوں کو ایسا اچھا
موقع مل گیا تھا کہ وہ عثمانی سواحل پر قبضہ کرنے کی تدبیریں، چنانچہ انہوں نے اپنے جنگی
بیڑے اس غرض کی تکمیل کے لئے روانہ کر دئے تھے، اور سلطان بایزید بھی انکی نیت کی
خبر پا کر مقاومت کے لئے تیار ہو گیا کیونکہ وہ اب ان جھگڑوں سے نجات پا چکا تھا سلطان
نے حکم دیا کہ ترکی جنگی بیڑہ آراستہ ہو اور دو نئے جہازات بنوائے جنمیں سے ہر ایک کا
طول (۷۰) فٹ تھا اور ان دونوں جہازوں پر ۷۰۰ سپاہی بری فوج کے سوار
کئے گئے اور تیاری مکمل ہو جانے کے بعد عثمانی بیڑہ سنہ ۹۰۵ھ میں کپتان داؤد
پاشا روانہ ہوا اس بیڑہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جنمیں سے ایک حصے کا افسر کمال رئیس
تھا اور دوسرے حصے پر براق رئیس کا تعین تھا سلطان نے کپتان داؤد پاشا کو قطعی
حکم دیدیا تھا کہ جزیرہ نمائے موریا میں جسقدر قلعے بندقیہ والوں کے باقی ہیں ان سبھوں کو
چھین لینا، اور بیڑہ کی روانگی کے بعد کمال رئیس کے ماتحت بیڑہ کو تازہ کمک بھی پہنچائی
گئی جسکی وجہ سے انکے ماتحت ۳۰۰ کشتیاں مختلف وضع اور قد و قامت کی جمع ہو گئیں
بندقیہ کا بیڑہ امیر البحر انطونیو گریمانی کے زیر کمان اور حسب ذیل قسم کے جہازوں سے
مرکب تھا - قسم غالی کے (۴۶) جہاز، وضع غلیون کے (۵۰) جہاز - باربرداری کے
(۴۰) جہاز - جملہ ۱۳۶ جہازات چنانچہ وہ اس وضع پر بہ نسبت ترکی بیڑہ کے قوت میں

بندر قبہ کیطرف بھاگ نکلا جیسا امیر البحر الغلوتی نے اپنی دار السلطنت میں پہنچ کر حکومت کے
سامنے شکست کی رپورٹ پیش کی کورٹ مارشل ہوا انکا عہدہ چھین لیا گیا اور سپاہ سے انکو
ایک دوسرا امیر البحر ڈرادیپاتو دوبارہ تیار شدہ بیڑہ کی کمان ہاتھ میں لیکر ترکوں سے
جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔

اسی عرصہ میں سلطان بایزید بحری فوجوں کی کمان کرتا ہوا قلعہ انبختی پر حملہ آور
ہوگیا تھا خشکی میں سلطانی سپاہ اور سمندر کی سمت سے عثمانی بیڑے نے اس قلعہ پر ایسا سنگین
محاصرہ کیا کہ وہ بہت جلد فتح ہوگیا۔ قلعہ فتح ہوجانے کے بعد سلطانی فوجیں اور بیڑہ ہائے
جہازات موسم سرما بسر کرنے کیواسطے آستانہ علیہ کو واپس ہوئے اور ینادقہ نے موقعہ
غنیمت پاکر جزیرہ کفالونیا پر قبضہ کرلیا۔ بندرگاہ پر بیڑہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کے گھاٹ
میں جو کچھ ترکی جہازات موجود تھے انکو جلا کر خاک کر گئے۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی
اطلاع ملی تو اس نے ۱۵۰۱ء میں دوبارہ ترکی بیڑہ قلعہ مودُن کا محاصرہ کرنے اور ینادقہ
سے انتقام لینے کیواسطے روانہ کیا اور خود بنفس نفیس ایشیا و یورپ کے راستہ سے عظیم
الشان بڑی فوج ہمراہ لیکر اسی طرف چلا۔ ترکی بیڑہ قلعہ مودُن کے قریب پہنچا تو
امیر البحر ڈرادیپاتو ینادقہ کا بیڑہ لیکر اس سے معرکہ آرا ہوا اور نہایت شدید بحری جنگ
ہونے لگی جانبین سے خوب خونریزی ہوئی اور [illegible] ترکی بیڑہ چیرہ دست
رہا۔ امیر البحر ڈرادیپاتو سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہوگیا اس کے بہت سے جہازات غرق
ہوئے اور دو جو سلامت تھے انکو بمشکل سالم کرکے اپنے بیڑہ میں شامل کرلئے۔ اسکے
بعد ترکوں نے مودُن اور کورون [illegible] اسکے دونوں قلعے بھی چھین لیے
سلطان جزیرہ نما سہ موریا میں داخل ہوا تو امیر البحر ڈرادیپاتو نے بندرگاہ ناوارین پر حملہ
آور ہوکر اسپر قبضہ جمایا لیکن دلیر ترک امیر البحر کمال ریس چونتیس جہازوں سے اس کے
تعاقب میں آرہا تھا آہستہ بندرگاہ مذکور میں گھس پڑا اور ینادقہ کے بیڑہ پر حملہ کردیا اور نہایت
تیزدستی سے ینادقہ کے آٹھ جہاز جلا کر [illegible] اور قلعہ ناوارین پر پھر دوبارہ تسلط
جمالیا۔ امیر البحر ڈرادیپاتو [illegible]

روڈس بھی مرگیا تھا لیکن ابھی بہت سے آدمی زیادہ کو قتل ہوں گے اس سے انکا امیر البحر
ہزیمت پانیکی وجہ سے کیا نقصان ہوا تھا اور اسکو بڑی دلیری کے ساتھ بیڑہ کی کمان سپرد
ہوئی تو اسکا بھی نتیجہ "ہیوں آتش در کاسہ" نکلا ۔

اتفاق سے ۹۰۶ھ میں اہل اسپین نے تیس جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ زیر
کمان امیر البحر "کانسیلو" "کذا" جو کہ اطالیہ کی جنگوں میں بہت سی بڑی نمایاں فتوحات
حاصل کر چکا تھا - بنادقہ کی کمک پر ارسال کیا اور کسٹنڈی و دیبا دیکھ بنادقہ کا بیڑہ رستہ
میں اس سے ملگیا تو اب وہ دوبارہ منضبط ہو کر خفیف بشاشت سے اور ترکوں سے انتقام
لینے کیواسطے ترکی مقبوضات کی طرف بڑھا ۔

موسم سرما آگیا تھا اور ترکی سپاہ اور بیڑہ ان اطراف سے دار السلطنت کو جا چکا تھا ۔
لہذا بنادقہ اور اسپین کے بیڑوں نے میدان خالی پاکر کفالونیا اور دسلیچ پر حملہ کر دیا اور
انپر قبضہ بھی پا گئے ۔ اسکے بعد وہ آہستہ آہستہ ترکی علاقہ کی طرف بڑھکر جزیرہ شلکی میں اپنی
سپاہ اتار لائے اور اسپر بھی قابو کر لیا ۔ یہ خبر قسطنطنیہ میں پہنچی تو فوراً حکومت علیہ نے
اپنا بیڑہ وزیر باتحقیق بیش کامل بصورت کے روانہ کیا اور سرکا او علی احمد پاشا اور
سنان پاشا والی اناطولیہ کے زیر کمان ایک بڑی سپاہ کی امداد بھی روانہ فرمائی جنہوں
نے پہلے ہی حملہ میں شلکی کا قلعہ بنادقہ سے چھین لیا اور غنیم اپنے جہازوں کو لیکر ...
کی طرف بھاگ نکلا ۔ اس واقعہ کے بعد بنادقہ کی گورنمنٹ کو مجبوراً صلح کی سلسلہ جنبانی
کرنی پڑی اور شرائط طے ہو جانے کے بعد ۹۰۹ھ میں معاہدہ صلح تحریر ہو گیا جسمیں قرار
دیا گیا تھا کہ جزیرہ کفالونیا ترکی کو واپس دیا جائیگا اور جزیرہ سینٹ ماورا آزاد رہیگا ، بنادقہ
والے سواحل بحر اسود میں تجارت کے لئے آتے جاتے رہینگے اور انکے کانسل جنرل آستانہ علیہ
میں رہنے پائینگے ۔ خلاصہ ان تمام باتوں کا یہ ہے کہ سلطان بایزید دوم کے عہد میں سلطنت
عثمانیہ کی بحری قوت نے بحر روم متوسط کی یورپین بحری حکومتوں کو سخت خوفزدہ بنا دیا
تھا اور انکی طاقت سب نے تسلیم کر لی تھی ۔

سلطان مذکور کے عہد میں حکومت عثمانیہ صلح پسند اور امن دوست رہی تاہم فتوحات

کا دروازہ اس نیک دل سلطان نے بالکل بند کر دیا تھا اور قرب و جوار کی یورپین
سلطنتوں سے دوستانہ رشتہ قائم کر سکتا تھا لیکن قلمرو عثمانی جسقدر مختلف الجنس اور
مختلف المذہب متفاوت الخیال رعایا پر شامل تھا اُسکی وجہ سے وہ کبھی اندرونی جھگڑوں
سے خالی نہیں رہ سکتا تھا اس لئے اسکا عہد انکی مفسدوں کا بالکل نبارہا خصوصاً
اُسکی امن پسندی کو دیکھکر ترکی سپاہ اور ینی چری اُسے بزدل بادشاہ تصور کرنے
لگی اور اُسکے بیٹوں نے بغاوت پر کمر بستہ ہوکر اُسکے آخری عمر میں اُسے سخت دق کیا۔
اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب سلطان کو اپنے بیٹوں کی طرف سے سرکشی کا خوف پیدا
ہوا تو اُس نے سب لڑکوں کو مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور کرکے ایک دوسرے
سے دور پھینکدیا۔ شہزادہ قرقود کو ایک دور کے صوبہ کا حاکم بنایا۔ شہزادہ احمد
کو آماسیا کی صوبہ داری سپرد کی۔ شہزادہ سلیمان جو سب سے عمر میں چھوٹا تھا۔
طرابزون کا والی مقرر کیا گیا۔ اور شہزادہ سلیم کے فرزند شہزادہ سلیمان کو جو بایزید کا
پوتا تھا ملک کریمیا کے شہر کفہ کی حکومت پر ماموری کا حکم دیا مگر اُس نے یہ عہدہ
اسلئے قبول نہیں کیا کہ اُسے دارالسلطنت سے اسقدر دور دراز فاصلہ پر جانا پسند نہ آیا
اور وہ اسی کسی نزدیک کے ملک کا طالب ہوا۔ غرضکہ بہت کچھ ردوکد کے بعد اُسی
سمندرہ اور وڈین کی حکومت ملی۔ ۱۵۱۱ء میں سلطان بایزید دوم نے یہ انتظام
کیا تھا۔ مگر اسکا نتیجہ الٹا ہوا۔ دوسرے شہزادوں کو معلوم ہوا کہ انکو کس لئے دور دراز
ملکوں میں مامور کیا گیا ہے اور شہزادہ سلیم کو دربار ہی میں رکھا ہے تو انہوں نے
بغاوت برپا کر دی۔ سلطان نے فوجیں بھیجکر اگرچہ انکی سرکوبی کر دی لیکن ادہر سلطان
سلیم نے بغاوت برپا کر دی اور ینی چری فوج کو اپنا طرفدار بنا کر سلطنت کیلئے ہاتھ پیر نکالا
سلطان نے اُسکو ایڈریانوپل سے شکست دیکر نکالدیا جہاں وہ بادشاہ بن بیٹھا تھا۔
اور سلیم مجبور ہوکر کریمیا کو بھاگ گیا۔ ینی چری سپاہ کے کہنے سننے سے سلطان نے
سلیم کی خطا معاف کرکے اُسے دربار میں طلب کیا اور سمندرہ کی حکومت بدستور عطا کی
سلیم کریمیا سے واپس آرہا تھا کہ ینی چری سپاہ اُس سے جا ملے اور اُسے سلطان بناکر

قسطنطنیہ میں لے گئے۔ سلطان بایزید دوم بیٹے کا مقابلہ نہ کر سکا اور چار ناچار تخت
و تاج سلیم کے حوالہ کر کے خود بخیال عبادت گزینی دیموتوقہ کو چلا گیا۔ سلطان سلیم نے
بزرگ باپ کو تخت و تاج لے لینے کے بعد بڑی تعظیم و تکریم سے رخصت کیا۔ دور تک
پا پیادہ جلو میں چلتا رہا۔ مگر ضعیف العمر سلطان اپنی منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے
ہی راستے میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ واللہ
اعلم۔ بہرحال سنہ ۹۱۸ھ میں سلطان بایزید خان دوم نے دار فانی سے کوچ کر لیا۔
اور اس کی لاش قسطنطنیہ میں لا کر ایک خاص مقبرہ میں دفن کی گئی۔ سلطان مذکور نے
اپنی ولیعہدی کے منصب پر شہزادہ احمد کو منتخب و نامزد کیا تھا لیکن ینی چری سپاہ
جو خانہ جنگی کی بے حد شائق تھی۔ شیر دل سلطان سلیم کی فرمانروائی کی خواہاں ہوئی اور
اسی کی بات ماننی پڑی۔ سلطان بایزید دوم کے زمانہ میں توسیع فتوحات کا سلسلہ
بالکل بند رہا صرف اندرونی شورشوں کی آفت میں اسکا وقت کٹا ورنہ وہ جنگ و جدل
سے بالکل کنارہ کش رہنا پسند کرتا تھا۔ اس کے عہد میں یورپ کی حکومتوں نے دولت
عثمانیہ سے سفارتی تعلقات پیدا کئے۔ ایوان سوم زار روس نے سنہ ۱۴۹۲ء میں اپنا
سفیر دربار ٹرکی میں بہت سے تحائف کے ساتھ ارسال کر کے روسی تاجروں کے لئے
بعض حقوق حاصل کئے، پولینڈ کی حکومت سے دوستانہ تعلقات قائم ہوئے اور
سنہ ۱۴۹۲ء میں معاہدہ اتحاد لکھا گیا جسکی تجدید دوبارہ سنہ ۱۵۰۳ء میں ہوئی مگر یہ اتحاد دائمی
قائم نہ رہ سکا کیونکہ ممالک بلقان کے لئے دونوں میں رقابت ہوتی تھی اور اسکا انجام یہ
ہوا کہ آخر کار ترکوں نے صوبہ بغدان پر قطعی قبضہ کر لیا۔ پھر تو حکومت عثمانیہ کی بحری اور
بری قوت کی امداد حاصل کرنے کیلئے پوپ الیگزینڈر ششم نے بھی، شاہ نیپلز، ڈیوک
میلانو، اور جمہوریہ فلورنس نے اس سے منفردا فرادا اتحاد کا ڈھنگ ڈال لیا، اور
ترکوں کو بنادقہ کے بہت سے قلعے فتح کر لینے کا موقع مل گیا۔ اگر سلطان بایزید بیٹوں کی
شورہ پشتی کی بلاء میں نہ پھنس جاتا تو غالباً وہ بنادقیہ کی جمہوری حکومت کو سرتاسر فتح کر کے
دم لیتا لیکن مجبوری آ سے صلح پر رضامند ہونا پڑا۔ اور بنادقیہ کا ملک اس کے

ہاتھوں سے سلامت بچ گیا۔
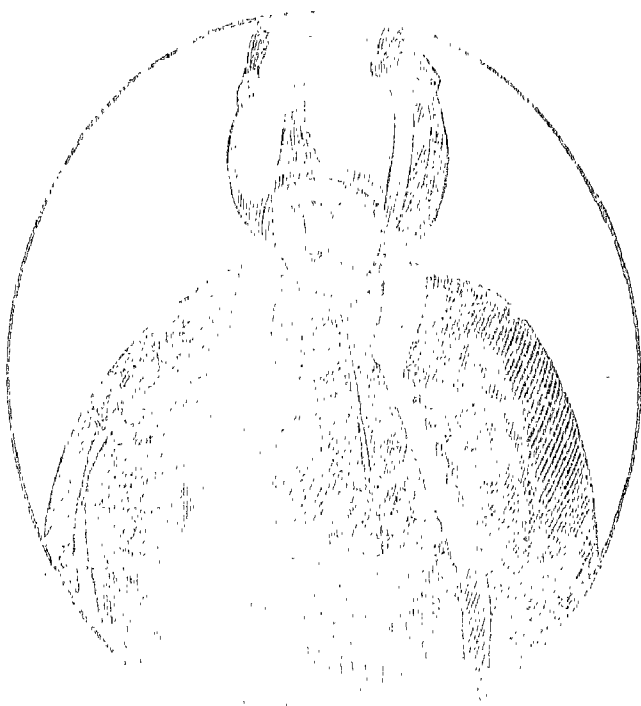
ساتویں فصل

آل عثمان میں خلافت اسلامی کے منتقل ہونیکے وقت سے صقوللی محمد پاشا کی وفات تک کے حالات

۹۲۲ — ۹۸۶ھ

سلطان سلیم اوّل ملقب بہ یاوز

۹۱۸ — ۹۲۶ھ

اس نے ۴۶ سال کی عمر میں عنان حکومت اسوقت ہاتھ میں لی جبکہ ملک کی اندرونی حالت سخت ابتر ہو رہی تھی کیونکہ سلطان احمد اولاد اکبر ہونے کیوجہ سے مدعی تخت و تاج تھا اور باپ کے وقت میں ہی ولیعہد منتخب ہو چکا تھا اسلئے اس نے اپنے بیٹے امیر علاؤالدین کی زیرکمان ایک بھاری فوج سے سلطان سلیم پر چڑھائی کردی اسی اثنا میں سلطان مرحوم کے جو بیٹے شہر بروصہ میں سکونت رکھتے تھے انہوں نے قسطنطنیہ آکر سلطان سلیم سے بیعت کی۔ اور اپنے بروصہ میں رہنے کی اجازت طلب کی جسکو سلطان سلیم نے بخوشی منظور کرلیا، مگر چونکہ انکے بھائی سلطان احمد کے

دعوے حد سے بڑھ رہے تھے اس لیئے وہ ڈرا کہ مبادا یہ شہزادے بھی احمد سے ملجائیں اور اناطولیا کے معزز لوگ سلطان احمد کی طرف مائل بھی ہو چکے تھے، غرضکہ ایک عظیم الشان اندرونی بغاوت کا مواد تیار ہو رہا تھا اور سلطان سلیم کو سخت خوف دامنگیر تھا کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلیگا، بہرحال اُسنے اس بغاوت کو دور کرنے کیلئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے تمام بھائی بندوں کو جو بروصہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے بالکل قتل کرادیا جب اتنے زیادہ تعداد کے افراد خاندان سلطنت قتل کردیئے گئے تو سلیم کے بھائی شہزادہ قورقود نے خوف جان سے سلطان کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے تمام حقوق اور دعووں سے دست برداری داخل کر دی۔ مگر اسپر بھی بعض خود غرضوں نے اسکو قتل کرا کے دم لیا۔ سلطان احمد کو بھائیوں کے اس طرح قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ بھی خوف سے سہم گیا اور چپکا دارالسلطنت کی طرف چلا آیا تاکہ تاجدار بھائی سے رحم اور معافی کا خواہاں ہو۔ مگر سلطان نے آئندہ مفسدہ پردازی کے خوف سے اُسپر ذرا بھی رحم نہ کیا اور قتل کرادیا، شہزادہ احمد مذکور کے دو بیٹے اپنے باپ کی قتل ہو جانے کے بعد قلمرو عثمانیہ سے نکل بھاگے اور ایک شہزادہ مراد نامی شاہ ایران اسمٰعیل صفوی کے پاس اور دوسرا شہزادہ علاؤالدین نامی ملک اشرف قانصوہ غوری حاکم مصر کے پاس جا کر پناہ گزین ہؤا اور جب سلطان سلیم نے ان مفرور شہزادوں کو ان دونوں بادشاہوں سے طلب کیا تو یہ انکار کر گئے اور اسی وجہ سے سلطان سلیم نے ان دونوں بادشاہوں پر فوجکشی کر دی ٭

جنگ ایران (۹۲۰ھ)

شاہ اسمٰعیل صفوی بانی خاندان صفویہ شاہ ایران اور نہایت اولوالعزم حکمران تھا، وہ ممالک عثمانیہ کے اُن مقامات میں جو سرحد ایران سے متصل تھے ہمیشہ فسادات کی ریشہ دوانیاں کرتا رہتا اسی وجہ سے سلطان سلیم خاں اوّل کو اُسکی سرکوبی ضروری معلوم ہوئی اور اسی اثنا میں اُسے یہ بھی خبر ملی کہ شاہ اسمٰعیل کے مقرر کیئے ہوئے قزلباش

درویشوں کی تحریک سے بہت سی عثمانی رعایا مذہب شیعۂ اثنا عشری کی پابند ہوگئی ہے تو اس نے حکم دیا کہ ایسے تبدیل مذہب کرنیوالوں کی خفیہ مردم شماری کیجائے چنانچہ معلوم ہؤا کہ چالیس ہزار یا اسکے قریب لوگوں نے تبدیل مذہب کر لیا ہے سلطان سلیم کو اُنکی نگرانی کئے جانے کا خیال ہوگیا تا کہ مبادا حکومت عثمانیہ کے کسی غیر سلطنت سے جنگ آزما ہونیکی حالت میں وہ لوگ سرکشی اور بغاوت پر تیار ہوجائیں۔

ان انتظامات سے فارغ ہوکر سلطان نے شہر ایڈریانوپل میں ایک مجلس منعقد فرمائی اور تمام وزیر و امیر اس میں جمع ہوئے، اس مجلس نے بہت کچھ غور و بحث کے بعد شاہ اسمٰعیل پر اعلان جنگ کرنے کی تجویز پاس کی اور سلطان ایڈریانوپل سے نکلکر قسطنطنیہ کو چلا اور وہاں چند روز قیام کر کے اپنے فرزند شہزادہ سلطان سلیمان کو اپنا نائب متعین کیا اور خود شہر اسکدار میں آکر جنگی تیاریوں میں مصروف ہؤا، اجتماع فوج کے بعد سلطان سلیم نے ۹۲۰ھ میں ایران کا رُخ کیا اور عظیم الشان عثمانی لشکر اس کے جلو میں تھا، راستہ میں ترکی سپاہیوں نے ایک ایرانی جاسوس کو گرفتار کر کے خدمت سلطانی میں پیش کیا اور سلطان نے اُسکو آزادی دلا کر اسی کے ہاتھوں شاہ اسمٰعیل کو اعلان جنگ کا خط ارسال کیا، پھر عثمانی سپاہ شہر بشہر کوچ و مقام کرتی ہوئی سیواس میں جا پہنچی تو سلطان نے لشکر کا جائزہ لیا اور معلوم ہؤا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہی ہیں جنمیں سے چالیس ہزار سپاہی سیواس اور قیصریہ کے مابین حصۂ ملک کی حفاظت پر متعین کر دیئے گئے اور ایک لاکھ کی جمعیت سے سلطان نے حدود ایران میں قدم رکھا، محمد خاں "دیاربکر" کے حاکم نے کردستان کے علاقہ پر تاخت و تاراج کرنے کے بعد ملک ایران کے اندرونی حصہ میں روپوشی اختیار کرلی اور شاہ اسمٰعیل بھی ترکوں کے منہ چڑھنے سے جان بچانے لگا۔ نہ اُسنے سلطان کے دَو پے در پے جانیوالے خطوط کا کوئی جواب دیا۔ ترکی لشکر بڑھتے بڑھتے ملک فارس کے ریگستانوں میں جا پہنچا۔ تو عثمانی سپاہیوں کو سخت وحشت دامنگیر ہوئی وہ باہم اس جنگ کے لاحاصل ہونے اور مفت مشقت سفر برداشت کرنے

رہنے پر چہ میگوئیاں کرتے رہے، سلطان کو فوج کی سرگوشیوں پر اطلاع ہوئی تو
وہ انکی سرکشی سے ڈرا اور چند زبان دراز لوگوں کو انہیں سے گرفتار کرا کے قتل
کر دیا تاکہ دوسروں پر رعب چھا جائے اور پھر حکم دیا کہ شہر تبریز کی طرف پیش قدمی
کی جائے، کوچ ہوا اور شہر طرآجان کے نزدیک کیمپ ڈالا گیا تو ینی فوج نے یکایک
اپنے خیمے اکھاڑ لیئے اور سلطانی خرگاہ پر بندوقیں فیر کرنے لگے، سلطان نے یہ رنگ
دیکھا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر تمام وزیروں اور امیروں کے فوج کے سامنے
جا کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا "جسکو آرام و راحت کی تمنا ہے میں اُسے حکم دیتا
ہوں کہ وہ ابھی واپس چلا جائے اور جو مرد میدان ہے وہ میرے ساتھ آئے، ورنہ
اگر تم سب کا ارادہ واپسی وطن کا ہے تو بسم اللہ جاؤ۔ میں اکیلا دشمن کے مقابلہ پر جاتا
ہوں" سلطان کی اس تقریر نے بہت اچھا اثر دکھایا اور تمام باقی افواج نے انکے آگے
سر تسلیم خم کر کے اطاعت کا اشارہ کیا۔

چند روز میں شاہ اسمٰعیل کا جواب بھی آ گیا جو سلطان کے تین خطوں کا جواب
تھا اور اسکے ساتھ ایک پیالہ بھی آیا جس میں کسی قسم کی معجون دوا تھی، سلطان نے
اس خط کے جواب الجواب میں شاہ اسمٰعیل کے پاس زنانہ لباس کا ایک جوڑا بھجوایا
کہ اسے پہنکر گھر میں بیٹھ رہو گویا مقابلہ پر آنے کیلئے اکسایا آخر الامر شاہ اسمٰعیل میدان
میں آیا اور ترکی سپاہ کے سرداروں سے جنگی کمان پر شہسوار زادہ علی بیگ اور علی
بیگ بن میخال وغیرہ افسر مامور تھے۔ ایرانی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی پھر دونوں فوجیں
صحرائے چالدیران میں ایک دوسرے کے مقابل آ گئیں۔ ترکوں نے اپنی طرز پر
فوج کی صفیں قائم کیں۔ توپخانہ بالکل پیچھے اور بار برداری کے جانوروں کی آڑ میں
رکھا تاکہ دشمن کی نظر اس پر نہ پڑ سکے، چونکہ دونوں جانب سپاہ برابر تھی لیکن ترکوں کا
مقابلہ تازہ دم ایرانیوں سے تصور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ دو ماہ سے زائد کے لمبے
سفر نے انکو کس قدر خستہ و ماندہ کر دیا تھا، سلطان سلیم مع وزیروں کے پشت سپاہ
پر ایک بلند ٹیلہ کے اوپر کھڑا ہوا فوجی اہتمام کی نگرانی کر رہا تھا اور سارا میدان جنگ آنکے

پیش نظر تھا، ایرانی فوج میں سواروں کے سوا بالکل نہ تھی اور اکثر لوگ زرہ پوش تھے
اور شاہ کے ساتھ بکثرت اُمرا و مشائخ بھی شریک جنگ ہوئے تھے مگر ایرانیوں کے
پاس ہتھیار اسلحہ کا پتا تک نہ تھا شاہ اسمٰعیل نے اپنی فوج دو حصّوں پر بانٹ
دی ایک حصّہ کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی تھی اور دوسرے حصّہ پر اپنے نامور
سپہ سالاروں کو افسر متعین کیا تھا۔ پھر وہ اپنی جمعیت کے ساتھ عثمانی سپاہ کے
بائیں بازو پر حملہ آور ہوا جدھر روملیا کی سپاہ تھی اور انہیں مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ بہت
سے ترک سپاہی ایرانیوں کی تلواروں کے شکار ہوئے۔ اور حسن پاشا اس بازو کا
افسر بھی مقتول ہو گیا، ایرانی سپاہ کا دوسرا گروہ عثمانی سپاہ کے داہنے بازو پر حملہ آور
ہوا لیکن یہ فوج خوب جنگ غنیم کے مقابل ڈٹی رہی اور دشمن کو بے حد نقصان پہنچا کر پسپا
ہی نہیں کیا بلکہ اُس کے قلب پر بھی حملہ کر دیا اور بے شمار ایرانیوں کو تہ تیغ کر ڈالا،
ایرانی اس حملہ کی تاب نہ لاسکے اور پیٹھ دیکھ گئے۔ عثمانی ظفر یاب سپاہ نے شاہ اسمٰعیل
کے کیمپ پر قبضہ کر لیا، مال و خزانہ خیمہ و خرگاہ، اور جملہ سامان رسد، اور شاہ صفوی
کی بیگمات سب ترکوں کے قبضہ میں آگئیں، اس میدان میں چودہ ایرانی امیر مقتول
ہوئے اور عثمانیوں کی طرف بھی اسی قدر سردار کام آئے، عام فوج کی کوئی گنتی نہ تھی
کہ طرفین سے کس قدر لوگ مقتول و مجروح ہوئے، فتح یابی کے دوسرے دن عثمانی سپاہ
نے شہر تبریز میں قدم رکھا اور اُس پر قابض ہو گئے، سلطان کا ارادہ تھا کہ جاڑے کا
موسم شہر آذربائیجان میں بسر کریگا اور دوسرے سال پھر شاہ اسمٰعیل کے تعاقب
میں مصروف ہونے کے لئے آئیگا۔ تاکہ صفوی حکومت کی بنیاد منہدم کر کے دم لے
اس لئے وہ آٹھ دن سے زیادہ تبریز میں نہیں رہا۔ اسی اثنا میں اُسنے اس شہر
کے مشہور مقامات کی سیر بھی کر لی، یہاں کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور اپنا
خطبہ [illegible] یہاں سے سلطنت کی ٹھہرادی، مشتاقہ باغ میں آکر افسران فوج کا جلسہ کر
کیا اور بعض لوگ قابل سزا ٹھیرے اُنکو سزا اور باقیوں کو جزا دیکر دارالسلطنت کا ارادہ
کیا اس میدان میں شاہ اسمٰعیل صفوی کا ستارہ اقبال ایسا ڈوبا کہ پھر کبھی

طلوع نہ کرسکا۔

سلطان سلیم ملک فارس سے واپس جاتے ہوئے یہاں کے بہت سے ہوشیار کاریگر اور دستکار اپنے ساتھ لیتا گیا اور نفیس تحائف اور سامان آرائش کی بے شمار مقدار مال غنیمت میں حاصل کر لی جسکی قیمت کا تخمینہ مشکل ہے منجملہ اُس کے صرف ایک تخت شاہی تھا جسپر حکمرانان فارس ایام جشن و دربار کے موقعوں پر نشست کیا کرتے تھے اور یہ تخت سرتا سر جواہرات سے مرصع تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جبتک وہ تخت اسکی سراے کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ اور کوئی اُس کی قیمت کا اندازہ نہیں کرسکتا۔

ایران کی طرف سے جو خلش تھی وہ مٹ گئی تو بلاد ذوی القدریہ کے امیر علاؤالدین بک کی خبر لینے کا ارادہ ہوا کیونکہ وہ بھی جا وبیجا بہت شورشیں برپا کرتا رہتا تھا۔ سنان پاشا وزیر اعظم کو کافی تعداد فوج دیکر اس ملک کی جانب ارسال کیا گیا۔ اور علی بک شہسوار آل ذی القدریہ کے ایک امیر کو بھی اس سپاہ کے ساتھ کر دیا گیا۔ کوہستان طورنہ کے دامن میں عثمانی اور ذی القدری فوجوں کا مقابلہ ہوا اور آخرالذکر نے شکست اُٹھائی۔ علاؤالدین بک اور اُس کی اولاد سب قتل کر دی گئی اور اُن کا ملک جو صوبہ مرعش کہلاتا ہے ۹۲۱ھ میں عثمانی قلمرو کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔

ممالک کردستان کی فتح

کردستان کا علاقہ سرحد ایران پر واقع ہونے سے وہاں کے تمام امیر شاہ ایران کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور اُسی کا دم بھرتے رہتے۔ سلطان نے محاربہ ایران کے زمانہ میں جب وہ آناطولیہ کے صوبہ میں تھا اسکا ایک قلعہ کماخ نامی فتح کر لیا تھا اور اب ذی القدریہ کے ملک کو فتح کرنے کے بعد دوبارہ اس علاقہ پر توجہ کی مگر یہ پہاڑی ملک دشوار گذار اسقدر تھا کہ چند روز میں بآسانی اسکا فتح ہونا غیر ممکن تھا اس لئے بیقلی محمد پاشا کی ماتحتی میں ایک فوج کو اسکی فتح پر مامور کیا اور پھر

اس خیال سے کہ تنہا پاشائے مذکور یہاں کچھ نہ بنا سکیگا - مولے ادریس بتلیسی کو جو
خاص کردی نسل کا شخص تھا اُس کی امداد پر متعین فرمایا - مولی ادریس نے اپنے
ذمہ کی خدمت بہت اخلاص کے ساتھ ادا کی اور دہونس دپٹکے دے دلاکر
کئی ایک امیروں کو سلطانی متابعت پر رضی کرلیا لیکن شاہ اسماعیل کو یہ خبر ملی - تو
اُسکی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا اور اُس نے بہی اندرونی چالبازیوں سے کردستان
کے علاقہ میں شورش برپا کرادی اور اپنی طرف سے مدد دیکر محمد پاشا کو ناکام رکھا،
سلطان نے جب دیکھا کہ پاشائے مذکور کمی فوج سے مجبور ہے تو اُسے تازہ کمک
بھیجدی اور آخرالامر شاہ اسمٰعیل کے مقرر کردہ امیر کردستان استاجلو محمد خان کے
بھائی کی فوج میں عثمانی سپاہ سے شہر قوچ حصار کے نزدیک مقابل ہوئیں اور سخت
خونریزی کے بعد شاہ اسماعیل کی فوج برباد ہوکر فرار ہوئی - اور قرہ خان جو فوج
ایران کا افسر تھا مقتول ہوگیا امراے کردستان نے دیکھا کہ ہم سلطنت عثمانیہ
کے ساتھ دوامی مقابلہ نہیں مول لے سکتے اور ہمارا مددگار خود اُس کے ہاتھوں
کُچل گیا ہے تو اُنہوں نے دولت علیہ کا غاشیہ اطاعت دوش جان پر اُٹھالیا اور
محمد پاشا کی فوجی جنگی قابلیت اور مولی ادریس کی تدبیر ملکداری نے مل ملاکر اِس
عظیم الشان اور ناقابل فتح علاقہ کو سلطانی مقبوضات کا جزو بنادیا - کردستان پر
فتح حاصل ہوگئی تو سلطان نے چند دوسری افسروں کو تہوڑی تہوڑی فوج دیکر ملک
ایران کے بعض علاقوں کی فتح پر مامور کردیا اور خود آستانہ کیطرف واپس چلا -
اِدہر چند ہی دنوں میں بیقلی محمد پاشا نے دیاربکر وغیرہ کے صوبہ پر اور خسرو پاشا نے
خرتوط کے علاقہ پر تسلط کرلیا ⁂

سلطان سلیم نے واپسی دارالسلطنت کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا
وہ فوجی حالت کی تحقیقات تھی اور نظام سپاہ کی تبدیلی - کیونکہ جنگ ایران کے
اثناء میں سپاہیوں کی شورہ پشتی دیکھکر آئندہ اُسکا مناسب انتظام کرنا لازمی
ہوگیا تھا - اُسنے ینی چری سپاہ کے بہت سے افسروں کو بدلدیا اور سلطانی

محل کے خادموں میں سے جن لوگوں کی عقیدتمندی پر پورا بھروسا تھا انکو ینی چری سپاہ کا افسر مقرر فرمایا، پھران فوجوں کی ایک اعلیٰ جنگی مجلس قرار دی جسکا نام دیوان آغا رکھا اور ہر ایک رسالہ کے چند جنگی ممبر منتخب کئے گئے جو فوجی امور میں مہارت رکھنے کیلئے مشہور تھے۔ سلطان سلیم نے صرف بری فوجوں ہی کی درستی پر بس نہیں کیا بلکہ بحری قوت کو بھی اسی کے ساتھ اسقدر بڑھا لیا کہ اسوقت کی دو یورپین بحری قوتوں بندقیہ اور اسپین کی مجموعی طاقت سے اکیلی ٹرکی کی بحری طاقت مقابلہ کر سکتی تھی، کپتان جعفر بک جو ایک تجربہ کار بحری افسر تھا اسکا زمانہ جہازسازی کی توسیع پر مامور ہوا جو قاسم پاشا کے گھاٹ پر واقع ہے اور بہت سے بڑے بڑے جنگی اور باربرداری کے جہازات نئے تیار کئے گئے۔

سلطان کے دارالخلافت میں واپس آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد بنادقہ ہنگری اٹلی، اور، اسپین وغیرہ یورپین ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے سفیر دربار عثمانیہ میں قیمتی تحائف اور دوستانہ خطوط کے ساتھ ارسال کر کے سلطان سے صلح و امن قائم رکھنے کی درخواست کی اور چونکہ سلطان کو شاہ اسمٰعیل اور قانصوہ غوری کی سرکوبی کے لئے کسی قدر فرصت مطلوب تھی اس لئے اس نے ان حکمرانوں کی درخواست بخوشی مان لی اور سفراء دول مذکورہ کو نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ واپس کیا۔

مصر پر عثمانیوں کا قبضہ

۹۲۲ ——— ۹۲۳ھ

چرکسی خاندان کے بادشاہ جو مصر پر حکمران تھے انکے اور دولت علیہ کے مابین ناچاقی پیدا ہونے کے اسباب اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حکمران ٹیونس اور علماء کرام کی کوششوں سے انکے باہم صلح و صفائی نہ ہو جاتی

تو غالباً سخت خونریزی ظہور میں آتی، مگر جبکہ سلطان سلیم نے حکومت ذی القادریہ کا خاتمہ
کر دیا جو مصر اور ٹرکی کے مابین حد فاصل آزاد علاقہ اور شر و فساد کا مخزن تھا تو ملک اشرف
فرمانروائے مصر کو اس امر سے نہایت تردد پیدا ہوا اور اس نے سلطان سلیم سے کہلا
بھیجا کہ اس سرحدی علاقہ کا بدستور آزاد رکھنا ضروری ہے ورنہ نتیجہ ٹھیک نہ ہوگا،
سلطان ایسی گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والا تھا آپ نے ملک اشرف کو نہایت سخت
جواب دیا اور علاؤالدولہ کا کٹا ہوا سر بھی اس کے پاس بھجوا دیا جس کو دیکھ کر وہ حد
سے زیادہ پیچ و تاب کھایا اور فوجی تیاریوں میں مصروف ہو گیا آپ نے اسمٰعیل شاہ صفوی کو
اور حسن آوزون کو بھی جو دولت علیہ کے ہاتھوں چوٹ کھا چکے تھے ابھار کر اپنے ساتھ
ملا لیا اور اس طرح ہر طرف سے سلطنت عثمانیہ کو مشکلات میں ڈالنے کا سامان کر لیا

سلطان سلیم کا قصد تو پہلے ہی سے یہ تھا کہ مصر کو جس طرح بنے فتح کرنا چاہئے اور
اب ان خبروں کے موصول ہونے کے بعد وہ بالکل تیار ہو کر فوجی تیاریاں مکمل کرنے
لگا لیکن دور اندیشی کی رو سے بظاہر ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا تھا حالانکہ دل
میں مصر کی خبر لینے کا مصمم قصد جاگزین تھا، سلطان نے وزیر اعظم سنان پاشا کو
چالیس ہزار چیدہ فوج دیکر بطور ہراول قیصریہ کی سمت کو روانہ کیا اور اس کے بعد
خود بنفس نفیس ڈیڑھ لاکھ سپاہ کی جمعیت سے جس کے ساتھ توپخانہ اور بہت کچھ
سامان حرب و ضرب کے دار الخلافت سے کوچ کیا۔ سلطان نے پہلے مولوی رکن الدین
قاضی عسکر، بدیلیا اور قرہ چا پاشا دو مشہور بہادروں کو بطور سفیر کے اشرف کی طرف
روانہ کر دیا تاکہ وہ انکی حالت و حقیقی طاقت کا تخمینی اندازہ کرائیں، اور اپنے بعد
ایڈریا نوپل کی حکومت اپنے فرزند امیر سلیمان کو اور قسطنطنیہ کی حکومت وزیر پیری پاشا
کو سپرد کر کے انہیں محافظت امن کی تاکید کر دی، علاوہ ازیں تعداد کثیر پیادہ سپاہ کے
سلطان نے کپتان جعفر بیگ کی سرکردگی میں ایک زبردست بیڑہ جنگی جہازوں کا
[illegible]

سلطان اور اشرف [illegible]

نے بھی یہ حملہ آوری کی تیاریاں ہیں اور جب عثمانی بیڑہ جہازات اسکندریہ کے سامنے
آگیا تو اسکو اور بھی یقین ہوگیا کہ بس مجھی سے جنگ ٹھنیگی۔ اسلیئے اس نے بہت جلد اپنی
فوج کو تیار کر کے عظیم الشان جمعیت کے ساتھ شہر حلب کا رخ کیا اور ہر طرف ترکی سپاہ
کی خبر لانے کیلئے جاسوس اور دیدبان چھوڑ دیئے گئے، شاہ اسمٰعیل صفوی اور امیر
اوزون حسن کو بھی لکھا کہ اب وقت امداد ہے تم اپنی اپنی سمتوں سے دولت عثمانیہ پر
دباؤ ڈالو۔ جب غوری حلب میں پہنچگیا تو سلطان سلیم کے دونوں سفیر اسکے دربار میں
حاضر ہوئے لیکن اس نے انکو قید کرلیا اور چند روز زندان کی ہوا کھلا کر پھر آزادی دیدی
اور انکو رخصت بنا کر واپس کیا، ان سفیروں کو واپسی میں سلطانی لشکر یوجاق درہ کے
قریب ملا اور سلطان نے ان سے تمام حالات معلوم کرکے اپنی سپاہ کو جنوب کی سمت
کوچ کرنیکا حکم دیا کیونکہ وہ پہلے شاہ اسمٰعیل کی خبر لینا چاہتا تھا اور اسکے بعد مصر پر حملہ
کرنیکا عازم تھا مگر اب پہلے مصر پر حملہ کرنیکی پختہ رائے قائم کرلی اور عثمانی افواج قاہرہ
یعنی دار السلطنت مصر کی طرف بڑھیں۔ جسوقت سلطانی لشکر شہر عینتاب پر پہنچا تو وہاں کے
مصری حاکم یونس بیگ نے طالب امان ہو کر متابعت قبول کرلی اور سلطان نے اسے
ہمراہ لیکر قطع مسافت کرتے ہوئے شہر حلب کا رخ کیا۔ یہانتک کہ ۲۶ رجب ۹۲۲ھ
مطابق ۲۴ اگست ۱۵۱۶ء کو عثمانی فوجیں مرج دابق کے میدان میں پہنچکر
جو شہر حلب سے قریب ہے اور وہیں غوری کی افواج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید
اور خونریز جنگ کے بعد آخر سلطان کو فتح حاصل ہوئی اور مصری سپاہ نے فاش ہزیمت اٹھائی۔
سلطان اشرف قانصوہ غوری اسی میدان میں مقتول ہوا اور بہت سے اسکے امرا بھی اسی میدان
میں کام آئے۔ سلطان سلیم نے غوری کا تمام مال و خزانہ اور اسباب حرب و ضرب
غنیمت میں حاصل کیا اور پھر شہر حلب میں داخل ہو کر وہاں کے خزائن و اموال پر بھی
دست تصرف بڑھایا۔ یہی ایک میدان کی فتحیابی اس کے لئے کافی ہوگئی اور پھر معمولی
لڑائی کے بعد چند دنوں میں حماہ اور حمص کے شہر بھی لے لیئے، اور دمشق شام پر بھی نہایت
آسانی سے قابض ہوگیا جسکے ساتھ ہی عرب اور دروز کے متعدد مشہور قبائل تھے وہ سب

سلطان کی متابعت میں داخل ہوگئے۔

سلطان سلیم نے چار مہینے کے قریب ملک شام میں قیام رکھا اور وہاں کی انتظامات
سے فارغ ہوا تو پھر جنوبی سمت ملک مصر پر پیشقدمی شروع کردی۔ راستہ میں
بیت المقدس اور غزہ کو فتح کرتا ہوا اور یہاں کے والی جانبردی غزالی کو ساتھ لیتا ہوا
حدود مصر کی طرف جا رہا تھا کہ اسے جنگی کونسل کرکے ان سے مشورہ لینے کا خیال آیا۔
مجلس مرتب ہوئی اور تمام وزیروں اور سپہ سالاروں نے ایک زبان ہو کر فتح مصر
کی ضرورت پر زور دیا، چنانچہ افواج قاہرہ کو آگے بڑھا دیا گیا اور العریش کے صحرا میں
پہنچکر یہ خبر ملی کہ قانصوہ غوری کے بعد مصر کے تخت پر طومان بائے نے جلوس کیا ہے
اور وہ ترکی سپاہ سے دوچار ہونے کیلئے افواج تیار کر رہا ہے تاکہ عثمانیوں کو مصر
کے علاقہ میں داخل ہونے سے روکے۔ سلطان نے اُنہیں سے کہلا بھیجا کہ کیوں سرکشی کرتا
ہے اگر ترکی اطاعت مان لے تو بدستور حاکم مصر قائم رہیگا اور صرف سلطانی سکہ و خطبہ
اپنے ملک میں رائج کرنے پر حکومت و عزت کے ساتھ زندگی بسر کریگا۔ طومان بائے نے
سلطانی پیام کو منظور نہیں کیا۔ اور ۲۹ ذی الحجہ ۹۲۲ھ کو مع اپنی افواج کے ریدانیہ
نامی ایک مقام میں عثمانی لشکر کے مقابل آیا، جنگ چھڑ گئی اور طومان بائے کی سپاہ
نے بہت کچھ جوہر جرات دکھائے لیکن فتح و ظفر نے ترکوں کا ساتھ دیا اور اقبال عثمانی
طومان بائے کی ہزیمت کا موجب ہوا۔ طومان بائے کی ذاتی شجاعت اور اسکے سپاہ
کی بسالت میں کوئی کلام نہیں کیا جا سکتا لیکن آتشبار اسلحہ کی کمی نے انکو ناکام رکھا
اس جنگ میں مصری سپاہی سنان پاشا ترکی وزیر اعظم کو گرفتار کر لیگئے تھے جسکو طومان بائے
نے برکۃ الحج کے مقام میں قتل کرا دیا اور بھی کئی ترکی افسر مقتول ہوئے۔ سلطان نے سلیم شاہ
مرحوم سنان پاشا کی جگہ یونس پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مامور کیا اور عثمانی سپاہ فوراً
طومان بائے کی تلاش میں سرگرم ہوئی جسے آخرکار گرفتار کر لیا گیا کیونکہ وہ دوبارہ اپنی
ہزیمت خوردہ سپاہ کو جمع کرکے عثمانی فوج پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس معرکہ میں طومان کی
شجاعت دیکھکر لوگوں کی عقل دنگ ہوگئی تھی اور آخرش جب وہ [illegible]

بھاگا جا رہا تھا تو چند عربوں نے راہ میں اسے پکڑ لیا اور سلطان کے دربار میں حاضر کر دیا
سلطان نے پہلے تو اسکو زندان میں بھجوا دیا اور پھر قید سے رہا کر کے دربار میں بُلایا اور
اس سے مملکت مصر کے متعلق بہت سے مفید سوالات کئے۔ سلطان کا ارادہ تھا کہ
طومان کو آزادی عطا کر دی جائے مگر دربار عثمانیہ کے امرا اور وزرا نے اس امر کے
آئندہ خطرناک نتائج سمجھا کر طومان کو سولی دلوا دی۔ طومان کو شہر قاہرہ کے باب
زویلہ پر سولی دی گئی اور علی بک ابن شاہسوار اُسکے سولی دینے کی نگرانی پر مامور ہوا
ہوا تھا کیونکہ طومان نے اُس کے باپ کو چند روز قبل اسی مقام پر بر سر دار کھینچا تھا۔
طومان کے مرنے کے ساتھ ہی چرکس لوگوں یا مملوکیہ خاندان حکومت کا خاتمہ
ہو گیا جو (۲۶۳) سال تک مصر پر فرمانروا رہے تھے اور سلطان سلیم نے خیر بک کو جس کو
چرکسیہ میں شہرت حاصل تھی حاکم مقرر تھا مصر کا والی مامور فرمایا اور اسے پاشا کا معزز
لقب عطا کیا کیونکہ خیر بک کو مملکت مصر کے حالات اور وہاں کی رعایا کے مذاق سے
بخوبی واقفیت تھی۔

طومان باے کو قتل کرا دینے کے بعد سلطان سلیم قاہرہ میں دو ماہ ٹھہرا جو ملک
مصر کا دار السلطنت تھا اور اس سے پہلے وقت اپنی افواج کے ہمراہ روضہ میں
خیمہ زن رہا تھا اور دو ماہ سے زیادہ روز گزارے شہر اسکندریہ کو دیکھنے گیا۔ اسکندریہ
کا حاکم بنا آیا اور ایک معقول تعداد کے جہازات کا جنگی بیڑہ سواحل مصر کی حفاظت
کیلئے متعین کر کے ... باقی رکھکر دوبارہ قاہرہ کو واپس آیا اور حکومت مصر کا نظام
و قانون ترتیب دیکر قسطنطنیہ واپس ہوا۔

سلطان سلیم کو مملکت مصر کے بارہ میں تین طرح کے اندیشے تھے۔ اوّل خاندانی تختوں
کے منتظر کا خیال۔ دوم اندرونی بغاوت یا شورش پیدا کا خطرہ۔ اور سوم خود عثمانی امراء
اور والیان مصر کی سرکشی اور خود غرضی کا تردد۔ اس لئے اس نے اس ملک پر حکمرانی
کرنیکا ایک ایسا خاص نظام و قانون مرتب کیا جو بظاہر تینوں مذکورہ بالا اندیشوں کے
وقوع میں آنے سے محفوظ رکھ سکے اور کافی تعداد کی عثمانی سپاہ بھی وہاں متعین فرمائی

تشریح اس نظام کی یہ ہے کہ سلطان سلیم نے مذکورہ بالا خیری بک کو پاشا کا لقب عطا فرما کر مصر کا گورنر جنرل بنا دیا اور اس کے بعد ملک مصر میں تین علیحدہ علیحدہ محکمے یوں قائم کئے۔ پہلی قوت پاشا کی تھی جو سلطانی احکام حکام وزراء تک پہنچانے کا ذریعہ تھا اور ان کے اجرا کا نگران، دوم طاقت فوجی۔ کیونکہ اس نے قاہرہ اور تمام بڑے شہروں میں چھ ہزار سوار اور اسی قدر پیدل فوج بندوقوں سے مسلح مامور کر کے انپر اپنے ایک نامی سپہ سالار خیر الدین پاشا کو افسر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ کبھی قلعہ سے باہر نہ نکلے خواہ کیسا ہی واقعہ کیوں نہ پیش آئے۔ ان فوجی دستوں کا فرض منصبی یہ رکھا گیا تھا کہ ملک میں امن وامان اور حفاظت نظام قائم رکھنے کیلئے کوشش کریں، کسی خارجی دشمن کے حملے سے اسے بچائیں اور خراج وصول کرنے میں مدد دیں۔ یہ فوجی فرقے حسب ذیل تھے، متفرقہ، چاؤشیہ، شتر سوار، تفنگچی، ینی چری، اور عزب، ہر ایک رسالہ اور پلٹن پر ایک ایک افسر آغا کے لقب سے ملقب مامور تھا اور اس کے ماتحت افسر کخیا، باش، اختیار، دفتر دار، خازندار اور روزنامچی، ہوا کرتے تھے۔ ان مختلف افسروں کی جمعیت سے پاشا کی مجلس شوریٰ مرتب کی جاتی تھی جسکا نام دیوان تھا اور پاشا بغیر اس مجلس کی منظوری کے کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتا تھا، اس مجلس کے ممبروں کو اختیار رکھا کہ جب وہ پاشا کو خلاف اصول چلتے دیکھیں تو اسے کام سے معطل کر دیں یا اسکی معزولی کی خواہش کریں۔ اور تیسری قوت ممالیک کی قائم کی جو اگلی دو مصری حکومتوں کے باقیماندہ افراد تھے اور چونکہ درحقیقت وہ پاشا اور سپہ سالار کے دونوں گروہوں سے مخالفت رکھتے تھے اس لئے گویا وہ دونوں فریقوں کی قوت کا پلہ برابر رکھنے میں کام آتے تھے اور ان تینوں متضاد قوتوں کی تشکیل نے سب کے متحد ہو کر سلطان سے خود سری کا خطرہ بالکل دور کر دیا تھا، اور سلطان نے ملک مصر کو سات حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصہ کا نام صنجقیہ اور اس کے حاکم کا لقب صنجق مقرر فرمایا جسکو بک بھی کہا جاتا تھا۔ اور وہ دیوان مصر کے حکم سے متعین

ہوتا تھا اور امراے ممالیک کے زمرہ سے انتخاب کیا جاتا تھا۔ غرضکہ اِن تدبیر سے حکومت عثمانیہ نے مصر میں فساد و شورش برپا ہونے کا انسداد کر کے اُسے اپنے دائمی قبضہ میں رکھنے کا سامان کر لیا ❖

سلطان ابھی یہ انتظامات کر ہی رہا تھا کہ اُس کے پاس دارالخلافت سے بعجلت تمام طلبی کا پیام آیا اور وہ ۹۲۳ھ میں قانصوہ غوری کے بیٹے اور خلیفہ محمد متوکل علی اللہ عباسی اٹھارویں خلیفہ کو مع چند امانات نبویہ کے (جو اب تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں) لیکر مصر سے روانہ ہو گیا۔ اسکے سوا مصر کے خزانوں سے بہت کچھ نفیس سامان اور مال و دولت بھی اُس کے ہاتھ لگا تھا۔ جب سلطان سلیم شہر حلب کے نزدیک پہنچا تو صدر اعظم پیری پاشا اُس سے ملا اور خبر کی۔ کہ صفوی خاندان کے حکمرانان ایران حدود عثمانیہ پر فوجیں فراہم کر رہے ہیں۔ سلطان نے یہ خبر سنکر سرعت کے ساتھ صدر اعظم کو مع افواج ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کر دیا مگر صدر اعظم کو ایرانی سرحدوں سے عبور کرنے کے بعد پتا ملا کہ شاہ اسمٰعیل خراسان کی طرف پسپا ہو گیا ہے اور اُس نے تعاقب کو ناپسند کر کے چند روز ایرانی علاقہ میں رہنے کے بعد عثمانی ممالک میں رجعت کی ❖

اسلامی خلافت کا سلاطین آل عثمان کے پاس منتقل ہونا۔

۹۲۳ھ۔ قدیم الایام سے زرخیزی اور سیر حاصل ہونے میں مشہور ملک مصر کا دولت عثمانیہ علیہ کے ہاتھ آنا بہت سے فوائد کا موجب ہوا اور اس سے قومی اور ملکی عظیم الشان منافع حاصل ہوئے۔ سلطان سلیم کی خوش قسمتی سے جب وہ مصر میں تھا تو ابی البرکات شریف مکہ کا بیٹا وہاں آیا اور نہایت مسرت کے ساتھ اُس نے حرمین شریفین کی کنجیاں سلطان کو تفویض کر کے اپنے باپ شریف مکہ

کی طرف سے اُسے فتح مصر کی مبارکباد دی، اسکے بعد سے جسقدر مسجدوں میں سلطان کے نام کے خطبے پڑہے جاتے تھے اُنہیں حامی دین خادم الحرمین الشریفین کے لقب کا اور بھی اضافہ ہوگیا اور جب وہ قسطنطنیہ کو واپس آتے ہوئے مصر سے متوکل علی اللہ آخری عباسی خلیفہ کو ہمراہ لایا تو اس نے عہدہ خلافت بھی سلطان سلیم کو دیدیا اور اسی وقت سے اسلامی خلافت کا شاندار رتبہ سلاطین آل عثمان کے قابو میں منتقل ہو گیا، اور مصر ہی کے زمانہ قیام میں امیر خیر الدین باربروسا مشہور مسلمان بحری فاتح نے سلطنت عثمانیہ کی اطاعت مانکر ملک بربر کو بھی عثمانی ممالک کا جزو بنا دیا ۔

اس عظیم المرتبت سلطان پر چراکسہ کی حکومت برباد کر دینے کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اس لئے قابل وقعت نہیں کہ دولت علیہ نے اپنے بچاؤ اور حفاظت خود اختیاری کے واسطے مجبوراً مملکت مصر پر حملہ کیا تھا یونہی خواہ مخواہ فاتح بننے کیلئے نہیں چڑھ دوڑا تھا چنانچہ اس نے مصر کے خزائن سے کوئی بہت بڑی دولت نہیں نکالی۔ اور نہ چراکسہ کو بالکل معدوم کر گیا بلکہ اُنکو ملک کے عہدہ ہائے حکومت پر مامور رکھا۔ اور صرف چھ ہزار ترکی سپاہ اس ملک میں متعین کی تاکہ امن وامان بحال رکھا جائے، ہاں یہ ضرور ہے کہ فاتح ہونے کی حیثیت سے اُسنے بعض نادر تحائف اور امانات متبرکہ نبویہ پر قابو کر لیا اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہوسکتا، علاوہ بریں یہ کتنا بڑا فیاضانہ کام اُس کے ہاتھوں سے ہوا کہ اُس نے باوجود علماء کے فتوے دینے کے قدیم اوقاف پر ہاتھ نہیں ڈالا بلکہ اور اُس میں اضافہ ہی کر گیا، غرضکہ مفصل تواریخ کے مطالعہ سے ہمکو اسپر اعتراض کرنے کی ذرا بھی گنجائش نہیں ملتی مگر یہ کہ ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے تو یہ اور بات ہوگی ۔

اس عظیم الشان سلطان کے آخری عہد میں توقات کی سرزمین میں ایک شخص شیخ جلال نامی مدعی مہدویت ہوا اور سلطانی فوجوں نے اس کی قوت توڑ کر منتشر کردی جو بیس ہزار جمعیت سے زائد ہوگئی تھی۔ پھر بھی ممالک اناطولیا میں اُس کے پیرووں کی ایک جماعت باقی رہگئی جسے جلالیہ کہتے ہیں، اور ایک دوسرے شخص نے

شہزادہ مراد ابن سلطان احمد ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ بھی ترکی سپاہ کے ہاتھوں پامال ہو گیا۔

بیت المقدس کا متبرک مقام امرائے ممالیک فرمانروایان مصر کے قابو سے نکل کر عثمانی قبضہ میں چلا گیا تو دول فرنگ نے عیسائی زائرین کے وہاں جانے کیواسطے سلطان سلیم سے بھی اجازت لینے کا سامان کیا اور اسپین کا سفیر قیمتی تحائف لیکر دربار عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے قدیم شرائط پر جو مصر سے طے پائے تھے یہ درخواست منظور کرلی اور وہ شرط یہ تھی کہ سالانہ کوئی مقدار ٹکس کی دول فرنگ سے وصول کرلیجاتی تھی۔

سلطان سلیم خاں کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سلطنت صفویہ کا نشان مٹا دے تاکہ اس کے شرارت و مفسدہ پردازی سے بالکل نجات مل جاوے۔ مگر وزیروں نے اسکو ادہر سے الگ رکھکر جزیرہ روڈس کی فتح کو بہتر بتایا۔ سلطان ان سے کہتا تھا۔ کہ لٹیرے چوروں کا ایک جزیرہ چھین لینے کے بجائے مجھکو وسیع اور زرخیز ممالک کی فتح کا خیال اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اب میرا وقت دار بقا کی طرف چلنے کا قریب آگیا۔ ۹۲۶ھ میں وہ ایک جرار لشکر جلو میں لیکر شہر اڈریانوپل کو جانے کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور راستہ ہی میں وفات پائی، خدا مغفرت کرے یہ سلطان بڑا عالی حوصلہ، بلند ہمت، عقلمند، دور اندیش، قوی دل، صاحب علم، صاحب قدرت، اور ارادہ کا پکا تھا، دل میں جو کچھ ٹھان لیتا اسے انجام دیکر چھوڑتا۔ اس نے اپنے اوضاع و اطوار سے ثابت کردیا تھا کہ قرون اولی کے مجاہد سالاران موسیٰ بن نصیر اور عبدالرحمن الغافقی جو آرزو دل ہی میں لئے ہوئے چلے گئے تھے اسے پوری کر دکھاتا یعنی بحر ابیض متوسط کو اسلامی مقبوضات میں داخل کر کے تمام متفرق مسلمان حکمرانوں کو اتحاد و ارتباط باہمی کی مضبوط رشتوں سے جکڑ دیتا اور اگر خداوند کریم اس کی اس مبارک آرزو کو بر آنیکا موقع دیتا تو یقیناً اس نے ایسا کرکے دکھا دیا ہوتا۔ سلطان سلیم شاعر بھی تھا اور ترکی، فارسی، اور عربی تینوں زبانوں میں نظم

ملک شام کے گورنر جانبردی غزالی کو سلطان سلیم خان کی خبر وفات معلوم ہوئی۔ تو اُس نے اپنی منسدانہ آرزوؤں کے بر لانیکا اچھا موقعہ سمجھکر فساد برپا کر دیا اور دمشق کے قلعہ پر قابض ہوکر اور بھی متعدد مقامات پر تسلط کر دیا، پھر اُس نے خیر بک پاشا کو جو مصر پر حاکم تھا خطوط بھیجکر اپنا شریک بنانا چاہا اور لکھا کہ نئے سلطان کے جلوس سے سلطنت کا نظم ونسق خلل پذیر ہو رہا ہے ایسے وقت میں جوکچھ کرنا ہے کرلو۔ خیر بک نے اُسکو تو کچھ فریب آمیز جواب لکھدیا اور اُس کے خطوط مع اپنے عرائض کے بارگاہ سلطانی میں ارسال کر دئیے۔ سلطان سلیمانخان مکرم غزالی کی شرارت معلوم کرکے سخت غضبناک ہوا اور فوراً وزیر فرہاد پاشا کو معقول تعداد جرار فوج کی دیکر اسکی سرکوبی پر مامور کیا جو بالآخر ۹۲۷ھ میں مقتول ہوا اور اسکا سر دار الخلافت میں لایا گیا۔ سلطان نے غزالی کی جگہ ایاس پاشا کو ملک شام کا گورنر مقرر کیا۔ اور فرہاد پاشا کو حکم ملا کہ اب شاہ اسمٰعیل کی خبر لینے کیلئے مشرقی حدود مملکت کا رخ کرے کیونکہ شاہ مذکور آئندہ ممالک عثمانیہ کے حدود پر چھاپے مارکر عثمانی رعایا کو تنگ و برباد کر رہا تھا۔

اسی اثنا میں سلطان ممدوح نے ایک معتمد ایلچی شاہ ہنگری کے پاس بعض معاملات پر گفتگو کرکے انکا مناسب تصفیہ کرنے کے لئے ارسال کیا تھا مگر شامت زدہ شاہ ہنگری نے سلطانی سفیر کو قتل کر دیا اور سلطان اسکی گوشمالی کیلئے آمادہ ہوگیا۔ رومیلیا کی سپاہ کو تیار رہنے کا حکم ملا اور ایک بھاری فوج وزیر احمد پاشا کے زیر ماتحتی بطور ہراول روانہ کرکے خود بنفس نفیس باقی سپاہ کو جلو میں لئے ہوئے ایڈریانوپل سے نکلکر ہنگری کے جانب چلا۔ سپہ سالار پالی بک کو ملک کروشیا پر حملہ کرنے اور خسرو بک محافظ سمندرہ کو بلگریڈ کا محاصرہ کرنے کے احکام دئیے گئے۔ اور محمد بک ابن میخال کو ٹرینسلوینیا کے صوبہ پر تاخت لانے کا اشارہ ہوا، اسکے بعد احمد پاشا نے قلعہ بکور ڈلنس اور پیری پاشا صدر اعظم نے قلعہ زیمنی کو فتح کرکے سرم کا خطہ بزور شمشیر مملکت عثمانیہ میں شامل کرلیا اور خود سلطان بذات خاص بلگریڈ کے محاصرہ میں شریک ہوا۔ دو مہینہ کے حصار کے بعد سرنگوں کے ذریعہ سے اس مستحکم قلعہ کی دیواریں ڈھاکر ۹۲۷ھ میں سلطانی سپاہ شہر میں داخل ہوگئی

اور سلطان نے اُس کے ایک بڑے گرجا میں نماز جمعہ پڑھی جو بعد کو مسجد بنا لیا گیا۔ شہر بلگریڈ ہنگری والوں کا سب سے مستحکم مقام تھا جو عثمانی فوجوں کو دریائے ڈینیوب سے اُس طرف بڑھنے سے مانع آتا تھا، سلطان نے اس شہر کو فتح کرلیا تو شاہان بوزنیا کو اسکی خبر ارسال کی اور اُسے سمندرہ کی صنجقیہ سے ملا دیا جو پھر بعد میں ولایت بوسنیا کا تابع ہوگیا۔ اور اسی عرصہ میں عثمانی فوجوں نے ہنگری کے قلعہ جات، اسلانقمش، قونک، ایلق، اور ابرشوہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور ان امور سے فراغت پاکر سلطان سلیمان خان مظفر و منصور دار الخلافت عثمانیہ میں واپس آیا۔ جب سلطان استنبول میں واپس آگیا ہے تو بنادقہ اور راگوزا کی جمہوری حکومتوں نے اپنے سفیر ارسال کر کے سلطان کو مبارکباد دی اور وسیلی زار روس نے مبارکباد کے ساتھ یہ درخواست بھی کی کہ دونوں سلطنتوں کے مابین ایک معاہدۂ امداد باہمی تحریر ہونا چاہیئے تاکہ بوقت ضرورت ایک کو دوسری سے مدد ملے مگر سلطان نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔

سنہ ۹۲۸ھ میں سلطنت عثمانیہ اور بنادقہ کی جمہوری حکومت کے مابین ایک تجارتی معاہدہ تحریر ہوا جسمیں اگلے عہدناموں کی تائید کے علاوہ اسقدر مزید امور بھی تھے کہ جمہوریۂ مذکور کے سفیر مقیم آستانہ کو ہر تیسرے سال تبدیل کردیا جائیگا، اور وہ سفیر اپنی رعایا کے حق ترکہ کی سماعت کرسکیگا، اور جب اُس کی رعایا کے خلاف ترکی محکموں میں کوئی معاملہ پیش ہوگا تو وہ اپنا ایک ترجمان سماعت روداد کے لیئے ارسال کیا کریگا، اور جو رقم سالانہ اس جمہوری حکومت کی طرف سے دولت علیہ کو بھیجاتی ہے اُسمیں سے دس ہزار ڈوکٹ جزیرہ قبرص کا خراج اور پانچسو ڈوکٹ جزیرہ زنٹہ کے خراج میں محسوب و متصور ہونگے۔ اس معاہدہ کو یوں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی کہ دولت علیہ کے قلمرو میں غیر ملکی لوگوں کو خصوصیتیں عطا ہونے کی بنیاد اسی سے قائم ہوئی۔

سنہ ۹۲۸ھ میں سلطان کو اطلاع ملی کہ جزیرہ روڈس کے بحری رہزنوں نے عثمانی تجارتی جہازات پر حملے کر کے بہت سخت نقصانات پہنچائے ہیں اور کئی ایک جہازات گرفتار بھی کر لیئے تو اسکو سخت رنج ہوا اور اسکے علاوہ مصر کے فتح ہو جانے کے بعد اس جزیرہ

کی اہمیت یوں اور بھی بڑھ گئی تھی کہ ترکی علاقہ جات بحری کے قریب ہی مخالف اور دشمن
سلطنتوں کے جنگی بیڑوں کی ایسی خطرناک جائے پناہ کا باقی رکھنا خلاف اصول تھا۔
سلطان نے یورپ کی سلطنتوں کو اپنے اندرونی جھگڑوں میں پھنسا ہوا دیکھکر
موقع کو غنیمت سمجھا اور ترکی جنگی بیڑہ کو اسپر حملہ آوری کا حکم دیدیا۔ کیونکہ ان دنوں فرانس
کے حکمران آپس میں کشمکش کر رہے تھے، پوپ [illegible] لوتھر سے آویزش میں مصروف
تھا جو جرمنی کا باشندہ اور مذہب پروٹسٹنٹ کا بانی تھا اور ہنگری میں اندرونی شورش
برپا ہو رہی تھی۔

فتح جزیرہ روڈس ۹۲۹ھ

سلطان کی جنگی تیاریوں کی خبر پھیلی تو جزیرہ روڈس کے نائٹوں کا افسر ویلی
ڈی لیل آدم انجام بد سے خائف ہوا اور اس نے سلطان کو پیام بھیجا کہ وہ حسب معمول
ادائے خراج کے لئے تیار ہے، مگر دل میں یہ کھوٹ تھی کہ سلطان کچھ دن اس طرح
صبر کرے تو یورپ کی مدد منگا کر پھر سرکشی دکھائیگا، سلطان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ
اپنا سب مال و اسباب اور جو لوگ تمہارے ساتھ رہنا چاہیں انکو لیکر جزیرہ سے نکل جاؤ
تو کچھ مضائقہ نہیں اور جب یہ بات اسنے منظور نہ کی تو ترکی بیڑہ ۹۲۸ھ میں خلیج گلیپولی
سے روانہ ہوا جسمیں (۳۰۰) جنگی اور (۴۰۰) باربرداری کے چھوٹے بڑے جہازات تھے
محاصرہ کی قلعہ شکن توپیں اور دیگر سامان حرب و ضرب خوب کثرت سے فراہم کرلیا تھا
اور دس ہزار جنگجو بحری فوج زیر کمان وزیر دوم داماد مصطفی پاشا کے اسپر ارسال
ہوئی تھی، بیڑہ کی کمان کپتان پلاک مصطفی پاشا کے ہاتھوں میں تھی۔ اس بیڑہ کی
روانگی کے بعد خود سلطان بنفس نفیس بھاری فوجی جمعیت لیکر خشکی کے راستہ سے
بندرگاہ مرمریس کیطرف چلا جو جزیرہ روڈس کے مقابل واقع ہے تاکہ وہاں سے حملہ آور
فوج کو مدد دے سکے۔ ترکی بیڑہ جزیرہ کے ساحل پہنچگیا اور اسکے سامنے گشت لگانے
[illegible] رونما ہوا جسوقت ترکی جہازات مقام جم باغچہ کے پاس سے بسرعت گزر رہے تھے

محافظانِ جزیرہ نے اُن پر گولہ باری کی لیکن کوئی ضرر نہیں پہنچا کیونکہ وہ ساحل سے بہت
قریب تھے اور جزیرہ والوں کو اس طرف متوجہ پاکر باقی جہازوں نے بندرگاہ اوکزپورلو
پر فوجیں اور سامانِ محاصرہ وغیرہ اُتار دیا اور ترکی سپہ سالار نے شہر روڈس کے
محاصرہ کے لئے فوجوں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ مصطفیٰ پاشا محاصرہ کی تیاریاں
کر ہی رہا تھا کہ بندرگاہ مرمریس کے ساحل پر سلطانی سپاہ کا نشان ہوا میں لہراتا ہوا
نظر آیا اور کپتان پاشا نے فوراً خالی شدہ جہازوں کو بھیجکر سلطان کے مع سپاہ جزیرہ تک
تشریف لانے کا سامان کیا۔ سلطان نے جزیرہ میں آکر نائٹوں کے قلعہ کی مضبوطی اور
آراستگی کا معائنہ کیا تو بذاتِ خاص محاصرہ کی تجویزیں کیں اور خشکی و تری دونوں
سمت سے اس قدر سخت گھیرا ڈالا کہ اہلِ قلعہ گھبرا اُٹھے۔ پھر بھی اُنہوں نے بے حد
جرأت کے ساتھ مدافعت کی اور باوجود اس کے کہ سلطان نئی نئی تدبیروں سے
محاصرہ کو سخت کرتا جاتا تھا سات مہینے تک نائٹوں نے اپنی مدافعت کا پہلو کمزور
نہ ہونے دیا۔ قلعہ شکن توپوں نے بارہا اُن کے برج و بارے ڈھا دئیے اور اُنہوں
نے رات کی مہلت میں دوبارہ درست کر لئے لیکن آخر یہ خیال کرکے کہ سلطان بغیر
فتح حاصل کئے واپس نہ ہوگا اور یورپ سے مدد نہ آتی ہے اور نہ آئیگی۔ تو اُنہوں
نے سلطان سے امن طلب کیا اور قلعہ سپرد کر دینے پر راضی ہو گئے۔ ترکوں کے
جہازات اور افواج نے حملہ کرنا بند کر دیا اور ترکی بادشاہی جری سپاہ کا افسر
اُن سے شرائط تسلیم طے کرنے کو گیا۔ پھر اسی اثنا میں قلعہ والوں نے دیکھا کہ چند یورپ
کے جہازات اُنکی امداد کو آ گئے ہیں تو وہ قوی دل ہو کر لڑنے اور بچاؤ کرنے کی صلاح
پر کاربند ہو گئے۔ ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ
محاصرہ اور ہجوم شروع کر دیا اور قلعہ والوں کو اپنے منصوبے خاک میں ملجانے کا
یقین ہو چلا جس سے وہ بے حد نقصان اُٹھانے کے بعد طالب امان ہوئے اور خود اُنکا
افسر لارڈ آدم سلطانی خیمہ میں شرائط طے کرنیکو حاضر ہوا۔ منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ
بھی کہ تمام نائٹ امیر صرف اپنا خاص اسباب اور اپنے متعلقین کو لیکر جزیرہ چھوڑ دینگے

معاہدہ صلح تحریر ہونے کے بعد سلطان نے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا، اور ہفتم صفر ۹۲۹ھ کو سلطانی فوجیں اُنمیں داخل ہوئیں، نائٹوں نے جزیرہ مالٹا کا رُخ کیا۔ اور سلطان نے اہل جزیرہ کو ادائے فرائض مذہبی کی پوری آزادی عطا کر کے وہاں امن و امان قائم فرمایا۔

فتح روڈس کا تکملہ ہو جانے کے بعد سلطان نے ترکی بیڑوں کے چھوٹے چھوٹے دستے قریب کے جزائر پر ارسال کئے اور چند دنوں کے عرصہ میں کپتان قرہ محمود نے ہلکہ اور انجیرمی دو جزیرے فتح کر لئے جو روڈس کے ساتھ بالکل متصل تھے اور اسکے بعد استانخوئی اور تخنالو نامی دو جزیرے بلا جنگ و جدال عثمانی متابعت کیلئے راضی ہو گئے۔ پھر سلطان سلیمان خان بڑے تزک و احتشام کیساتھ فتح و ظفر کا پرچم اُڑاتا ہوا دارالخلافت قسطنطنیہ کو واپس گیا۔

سلطان نے اپنے روڈس کی طرف روانہ ہونے سے قبل فرہاد پاشا کو صوبہ اناطولیا کی عثمانی سرحدات ملحقہ ایران پر اسلئے مامور کیا تھا کہ شاہ اسماعیل کے اچانک حملوں کی مدافعت کیجا سکے، پاشائے مذکور نے اپنی خدمت نہایت لیاقت و خوبی سے انجام دینے کے علاوہ علی بک بلاد ذی القدریہ کے امیر کو بھی مغلوب بنا لیا، اور اُسے مع اُس کے گھرانے والوں اور بچوں کے دار فنا کا رہ سپر بنا کر سلطنت عثمانیہ کو اُس کے شر و فساد سے مامون بنا دیا، سلطان سلیمان خان کو پاشائے موصوف کی حسن خدمت گزاری بہت پسند آئی اور اُس نے وزیر فرہاد پاشا کے مراتب بہت بڑھا دئیے جسپر اور درباری امیروں کو رشک آگیا اور اُنہوں نے بعد میں سلطان کے کان بھر کر اُسے فرہاد پاشا کی طرف سے اسقدر بدظن بنایا کہ آخر سلطان نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا اور یہ نمک حلال و خیر اندیش وزیر اس طرح اپنے خدمات کے جائز صلوں سے محروم رہا۔ پھر سلطان سلیمان نے حاکم مصر کو تاکیدی حکم بھیجا کہ اسکندریہ کے کارخانہ جہاز سازی میں کافی تعداد کے جنگی جہاز بنوا کر اتنا زبردست بیڑہ تیار کرے جو بحر احمر کے سواحل کی بخوبی حفاظت کر سکے۔

فتح روڈس کے زمانہ میں سلطان کو اُدھر مصروف دیکھکر لوئس دوم شاہ ہنگری نے یہ موقع غنیمت شمار کیا اور رومیلیا کے ترکی حدود پر غارتگری آغاز کردی مگر بلغراد اور سمندرہ کی ترکی افواج نے اسکی بروقت روک تھام کی۔ لیکن سلطان نے روڈس سے واپسی کے بعد شاہ ہنگری کو اس شرارت کا مزہ چکھانا چاہا اور ۹۳۲ھ میں زیر کمان صدر اعظم ابراہیم پاشا کے تین لاکھ جرار عثمانی سپاہ براہ خشکی روانہ کی جسکے علاوہ ۸۰۰ جہازات پر سامان جنگ اور رسد کے ذخائر دریائے ڈنیوب کی طرف سے ارسال کیئے اور ان انتظامات کے بعد خود بنفس نفیس بھی ہنگری کی طرف چلا، اور نہر صاوہ کو ایک پل کے ذریعہ سے عبور کرکے صوبہ سرم میں پہنچگیا۔ وزیر اعظم ابراہیم مع سپاہ کے مملکت ہنگری کی حدود میں پہلے ہی داخل ہوچکا تھا اور راجہ، ارادین، ابلوق، ارک، گراگوریچہ، پیٹرو یک، برقاص، اور اردا، وغیرہ بہت سے مقامات یکے بعد دیگرے فتح کرتا ہوا صحرائے مہاج در ۱۵۲۶ء میں ہنگری کی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ مقابل ہوا جسکی کمان خود لوئس دوم شاہ ہنگری کررہا تھا، جانبین کی سپاہ نے مقابل میں آتے ہی ایک دوسرے پر حملہ کردیا اور جنگ چھڑگئی عین گرمی کارزار کے اثنا میں سلطان سلیمان خان بھی عثمانی فوج کے ساتھ جاکر ملگیا اور ترکوں کی فطری شجاعت میں سلطان کی آمد سے ایک تازہ جان پڑگئی خاصکر اسکی حوصلہ افزا تقریر نے چشم زدن میں لڑائی کا رنگ پلٹ دیا۔ کہاں تو ترک سپاہی معمولی طور پر لڑ رہے تھے اور اب اس کی جگہ اُنکی جانستان تلواروں نے اعدائے دین کے سروتن کا بے محابا فیصلہ شروع کردیا اور چند گھنٹوں ہی کے بعد ہنگری کی فوج مع اپنے حمائیتیوں کی جماعت کے میدان جنگ سے بھاگ نکلی، لوئس دوم حالت فرار میں گھوڑے کا پاؤں گڑھے میں جا پڑنے سے اس زور کے ساتھ گرا کہ فوراً مرگیا اور بیس ہزار سے زیادہ اُس کی فوج کے سپاہی لڑائی میں کام آئے چنانچہ چند روز ہی کے عرصہ میں سلطان نے قلعہ اور شہر بوڈا پسٹ پائے تخت ہنگری پر بلا جنگ قبضہ کرلیا اور پھر اس ملک کے جنوبی علاقوں کی رہی سہی جنگی مضبوطیوں اور قلعوں کو

فتح و منہدم کرنے کے بعد بہت کچھ آثار قدیمہ اور مال و خزانہ لئے ہوئے آستانہ علیہ کی طرف واپس گیا +

سلطان سلیمان خان نے لوئیس دوم کے فوت ہونے کے بعد ہنگری کے تخت حکومت پر جان زاپولی نامی ایک وہیں کے ممبر خاندان شاہی کو حکمران بنا دیا تھا مگر سلطان کی واپسی کے بعد فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا جو ملک ہنگری کو اپنا موروثی حق تصور کرتا تھا اس ملک کو اپنے قابو میں لانے کیواسطے آمادہ ہوا اور ہنگری کے بہت سے باشندے بھی اُس کی جانب مائل ہو گئے۔ اسکے علاوہ فرڈی نینڈ کو اپنے بھائی شرلکان شاہ جرمنی کی قوت پر بہت بڑا اعتماد تھا جو اندنوں یورپ میں حد درجہ کا مقتدر اور صاحب اثر حکمران تھا بہرحال اس نے ہنگری کے دار السلطنت شہر "بوڈین" پر فوجکشی کر دی اور اُس پر قابض ہو گیا، جان زاپولی جان بچا کر بھاگا اور سلطان کی خدمت میں اپنے بھائی کا حال کہلا کر اُس سے امداد کی درخواست کی۔ سلطان بھی اپنی اہانت کے خیال سے سخت غضبناک ہوا کیونکہ جان کو ہنگری کا تاج اسی نے عطا کیا تھا۔ لہذا وہ آسٹریا کے دار السلطنت شہر "وی آنا" پر فوجکشی کیلئے تیار ہو گیا کیونکہ اُسے شہر "بوڈین" کا آسٹریا کے تصرف میں جانا کسی طرح گوارا نہ تھا اور یہ امر اصول سیاست کے بھی خلاف تھا۔ چنانچہ ۹۳۵ھ میں عثمانی فوج ظفر موج سلطنت آسٹریا پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوئی اور جان زاپولی بھی مع دیگر امرائے ملک ہنگری کے زیر سایہ علم عثمانی شامل ہو گیا، سلطان سلیمان نے پہلے شہر "بوڈین" کا محاصرہ کیا اور وہاں کی آسٹرین فوج قلیل سپاہ نے اپنے آپ میں طاقت مقابلہ نہ پا کر امان طلب کی اور یہ شرط کی کہ انکی جان بخشی کیجائے تو وہ شہر حوالہ کر دینگے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کر لی اور ۹۳۵ھ میں آسٹرین سپاہ کو قلعہ "بوڈین" سے نکال کر ترکی سپاہ نے اُس میں داخل کیا، آسٹریا کے سپاہی جنکی جان بخشی کی گئی تھی اپنے ملک کو جانے کی آزادی دیئے جانے پر ہی قلعہ سے نکلے تو چند ترک سپاہیوں کی جانب سے حقارت کے ساتھ پیش آئے اور ترکوں نے اس امر کو بد عہدی میں داخل سمجھ کر سب کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر

سلطان نے جان زاپولی کو تخت ہنگری پر بٹھا کر اس سے سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کا اقرار لیا اور اس طرح مملکت ہنگری سلطنت عثمانیہ کے قلمرو میں ضم کر لیگئی اور تین ہزار عثمانی سپاہ زیر کمان قاسم پاشا کے شہر مذکور کی محافظت پر مامور ہوئے۔

محاصرہ وائنا

سلطان سلیمان خان کو محض شہر "بوڈین" کی واپسی سے تسکین نہ ہوئی بلکہ اس نے فرڈی نینڈ اور شرلکان دونوں کو عثمانی قوت کا نمونہ دکھانے کے عزم سے محاصرہ "وائنا" کا مصمم ارادہ کر لیا اور فرڈی نینڈ سلطان کے ارادوں سے واقف ہو کر اپنی فوجی قوت فراہم کرنے لگا اس نے اپنے بھائی شرلکان سے بھی امداد طلب کی تھی۔ جب عثمانی سپاہ شہر استراغون کے نزدیک پہنچ گئی اور فرڈی نینڈ نے دیکھا کہ اس کے پاس کافی قوت نہیں ہے تو وہ "دیانہ" کو چھوڑ کر اندرون ملک پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے "وائنا" پر (۲۰) محرم ۹۳۶ھ کی تاریخ میں محاصرہ ڈالدیا جہاں صرف بیس ہزار آسٹریائی فوج تھی اور وہ کسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار ترکی سپاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جو چار سو توپوں کے ساتھ حملہ آور ہوئی کیونکہ آسٹریائی فوجیں کل ایک سو توپیں تھیں۔ پھر بھی ترک حملہ آور تھے اور آسٹریا والوں کو اپنا بچاؤ کرنا تھا اس لئے وہ کسی قدر مقابلہ کرتے رہے اور دس معرکے بائبین کے مابین ہوئے جنمیں فتح و ظفر ہمیشہ ترکوں کی ساتھی رہی۔ سلطان سلیمان خان نے دیکھا کہ دشمن لڑائی سے جان بچاتا ہے اور موسم سرما کا قریب زیادہ دیر تک جنگ کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا تو وہ واپسی آستانہ کی تدبیر سوچنے لگا اور ابھی تک اپنے ارادہ کا اعلان نہیں کیا تھا کہ آسٹریا والوں کے قاصد صلح کی گفتگو کرنے آگئے اور

لہ مملکت ہنگری کا ایک شہر گران اور ڈنیوب دونوں دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے اسپر ترکوں نے ایک مدت دراز تک اپنا قبضہ رکھا مگر آخری زمانہ میں "یوحنا سوبیسکی" شاہ پولینڈ اور "شارل" حکمران لورین نے اسے ترکوں سے واپس لیلیا۔ یہاں بہت سے معدنی چشمے ہیں۔ اہل یورپ کے نزدیک اس شہر کا نام ...ی ہے اور قدیمی نام

ہوئی تھی، اسی واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم باربروسی خاندان کے بہادروں کا مختصر
حال بھی اسی سلاطین کے حالات کے ضمن میں درج کردیں کیونکہ اُن مردان کار نے اپنے
فتوحات کے ذریعے سے اسلام کی شان وشوکت بڑھائی اور اپنا نام تاریخ کے صفحات پر
نمایاں حرفوں سے لکھا گئے ۔

آل خیرالدین، اُنکا اصل ونسب، اور اُنکے واقعات

اس گھرانے کا اصلی وطن صوبہ اناطولیا کے صحرائے آچہ میں تھا، آل خیرالدین کا
والد عساکر سلطانی (جنکا بیان پہلے آچکا ہے) میں بھرتی تھا جو جزیرہ مڈلّی فتح ہونیکے بعد
وہاں کی حفاظت سپاہ کے ذیل میں رہا اور پھر وہیں سکونت اختیار کرلی، اُس کے چار
بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام عروج، اسحاق، خضر، اور الیاس، تھے جب یہ چاروں
لڑکے سن تمیز کو پہنچے تو انہیں سے ایک لڑکا جسکا نام اسحاق تھا تجارت میں
مصروف ہوگیا اور باقی تین بھائی بحری جنگوں میں شرکت کرنے لگے، خضر کا سفر
اکثر جزائر یونان اور ساحل موریا اور سلانیک کی طرف ہوا کرتا تھا اور عروج
اور الیاس یہ دونوں بھائی ملک مصر وبادیہ شام کی طرف نکل جایا کرتے، ان دونوں
کو راستہ میں ایکبار جزیرہ رودس کے بحری رہزنوں سے مقابلہ کرنا پڑا اور سخت
خونی لڑائیاں واقع ہوئیں جنمیں الیاس تو مقتول ہوگیا اور عروج کو نائٹوں نے
گرفتار کرلیا، سلطان بایزید کے فرزند شہزادہ قورقود کو جو صوبہ قرمان پر
حاکم تھا اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے معاوضہ دیکر عروج کو رہائی دلوادی
اور عروج اعدا سے انتقام لینے پر آمادہ ہوگیا، اس نے شہزادہ قورقود سے اپنا
خیال ظاہر کیا اس سے (۲۴) توپوں کا ایک جہاز حاصل کیا اور روانگی کا عازم ہوا
اُن دنوں رودس کے نائٹوں نے بحر ابیض متوسط میں جہازوں کی آمدورفت مشکل
کردی تھی اور تجارتی جہاز بھی بغیر آلات جنگ لئے ہوئے نہیں چلا کرتے تھے،
اور عروج قرمان سے روانہ ہوکر جزیرہ جربہ کے نزدیک اپنے بھائی خضر سے ملا اور

دونوں ملک امیر محمد حفصی سلطان ٹیونس کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی
کہ وہ انکو حلق الوادی کا قلعہ دیدے جسے یہ اپنا مرکزی مقام بنائینگے، اور اس عنائت
کے معاوضہ میں اسے بیرونی دشمنوں کے حملہ سے محفوظ بنائیں گے اور جو کچھ مال غنیمت
لائینگے اسمیں سے بھی اسے حصہ دینگے۔ غرضکہ جب انتظام ہوچکا تو اوروج اور خضر نے
سواحل یورپ پر تاخت و تاراج شروع کردی اور چند روز بعد انکا تیسرا بھائی اسحاق
بھی تجارت چھوڑکر ان سے آملا۔ تو اب انکے جہازوں کی تعداد وافر ہوگئی اور دریائی
غارت گری میں انھوں نے وہ شہرت حاصل کی کہ بڑے بڑے بحری جنگ کے کارزار
ان سے دبنے لگے۔ پھر ان لوگوں نے شمالی افریقہ کے شہر جیجلی، الجزائر، شرشیل،
تلمسان، اور بجایہ، پر قابو کرکے اپنی حکومت قائم کرلی۔ اسی اثنا میں اہل اسپین نے
تلمسان والوں سے سازش کرکے ان لوگوں سے ایک سخت لڑائی لڑی جسمیں چھ ماہ
تک یہ سب بھائی تلمسان میں محصور رہے۔ اور اس جنگ میں اوروج اور اسحاق
دونوں بھائی شہید ہوگئے۔ جنکے بعد اکیلا خضر ان شہروں کا مالک اور مستقل حکمران بنگیا
اور اس نے سواحل یورپ پر اتنی ناموری حاصل کی کہ یورپ والے اس کے نام سے
تھرانے لگے، یہی خضر اپنے برادر زادہ امیر محی الدین کے ساتھ سلطان سلیم کی خدمت
میں بمقام قسطنطنیہ حاضر ہوکر اسکی تبعیت میں شامل ہونیکا خواہاں ہوا تھا۔ اور سلطان
مذکور نے اسکی بہت کچھ خاطر و مدارات کرکے اسے دو مکمل جنگی جہازات، خلعت ہفت
پارچہ، تلوار مرصع، اور بگلربیگ الجزائر کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا جسکے بعد وہ فخر و مباہات
کے ساتھ شاداں و فرحاں اپنے ملک میں واپس گیا اور اسپین والوں سے لڑکر انہیں
شہر الجزائر سے نکال باہر کردیا اور تمام قلعے واپس لیلئے جو اہل اسپین نے چودہ سال
سے زائد قیام کے عرصہ میں وہاں تعمیر کئے تھے، اسکے بعد اس نے اسپین کے اس
جنگی بیڑہ کو بھی شکست دی جو الجزائر کو دوبارہ فتح کرنے کیلئے آیا تھا اور اس بیڑہ کے
بہت سے جہازات چھین لئے جسکی بابت یورپین مورخوں نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے
کہ اسپین کو اس جنگ میں اتنے بے شمار نقصانات پہنچے جنکا سرسری اندازہ ناممکن ہے
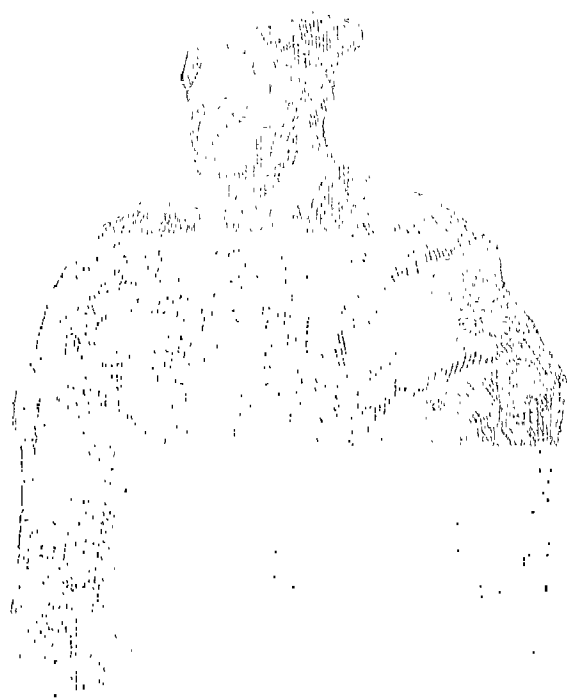
اوراب باربروس کو اس قدر قوت ہوگئی تھی کہ وہ ستر ہزار مسلمانوں کو اہل اسپین کی مظالم سے نجات دلانے میں کامیاب ہوا +

باربروس نے جسوقت اپنی بحری لڑائیوں کے واقعات سلطان سلیمان کے حضور میں عرض کئے ہیں تو سلطان کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جھوم جھوم جاتا تھا اور آخر میں اُس نے باربروس پر نوازش خسروانہ فرماکر اُسے حکم دیا کہ فرانس کے بیڑوں سے کوئی تعرض نہ کرے کیونکہ وہ دولت عثمانیہ کے دوست ہیں مگر امیرالبحر انڈریا ڈیو جنیوا کی جمہوری حکومت کا بیڑہ لیکر دوست علیہ کے بحری مقبوضات پر باشارۂ شارل پنجم شاہ جرمنی حملے کر رہا ہے پوری طرح سزا دے۔ باربروس نے ان احکام کی نہائت خوبی کے ساتھ تعمیل کی، اُس نے انڈریا ڈ کے بیڑہ ہی کو شکست نہیں دی بلکہ شہر جنیوا پر آتشباری کر کے اُسے بہت ضرر پہنچایا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ سنہ ۹۴۰ھ میں باربروس حسب الطلب سلطان کے پھر استنبول آیا اور امیرالبحر انڈریا ڈ کے بارہ میں مشورہ کرنے کا خیال کیا، سلطان اُسی وقت ایران سے فتح یاب ہو کر آیا تھا اور بغداد پر قابو پا کر وہاں سے بیشمار اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، سلطان نے اس مرتبہ باربروس کو عثمانی بیڑہ جہازات کا اعلےٰ افسر مقرر فرمایا اور اُسے خیرالدین کے معزز لقب سے ممتاز بنا کر بہت عظیم الشان جنگی بیڑہ عطا کیا اور حکم دیا کہ اسپین اور اٹلی کے سواحل پر حملہ آور ہو۔ خیرالدین باربروس نے اس مرتبہ جزائر بلاریک، ریگیو، اسٹرارو، وغیرہ تمام ساحل کے نزدیک واقع ہونے والے جزیروں پر چھاپے مار کر فتوحات نمایاں حاصل کیں۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا +

اسی سال ٹیونس کے باشندوں نے سلطان سلیمان خان قانونی سے استدعا کی کہ وہ اُنہیں شاہان بنی حفص کے ظلم وستم سے نجات دلائے جو اُن دنوں ٹیونس کے فرمانروا تھے اور سلطان ممدوح نے خیرالدین پاشا باربروس کو ترکی بیڑہ کے ساتھ وہاں جانے کا حکم عطا کیا۔ ٹیونس کی حالت اُن دنوں یہ تھی کہ حکومت اسپین نے سلطان سلیمان خان کو جنگ ایران میں اُلجھا ہوا دیکھ کر بیس ہزار فوج اور ایک جنگی بیڑہ

اور بہت کچھ مال غنیمت لیکر اور اسیران جنگ لیکر آستانہ کو واپس گیا۔ سلطان نے اسکی
واپسی پر بہت مسرت ظاہر کی اور اس کے واسطے (۲۸۰) جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مع
بحری افواج کے جسکا افسر سردار لطفی پاشا تھا سنہ ۱۵۳۷ء میں اپولیا کی بندرگاہوں کی طرف
روانہ کیا اور حکم دیا کہ بندرگاہ اوترانتو پر ٹھہرینگے۔ بعد ازاں خود سلطان خشکی کے راستہ سے
فوج ظفر موج کو ہمرکاب لئے ہوئے البانیہ پہنچگیا جہاں مذکورہ بالا بیڑہ پہلے ہی پہنچ
چکا تھا۔ اور سلطان نے ایک حصہ بیڑہ مذکورہ کا زیرکمان لطفی پاشا کے اپولیا کے سواحل
پر لوٹ مار کرنیکو روانہ کیا اور خیرالدین پاشا کو اسبات پر مامور کیا کہ وہ مقدس آئی ہوئی
باربرداری کی کشتیوں پر عثمانی افواج کا سامان رسد شہر اوترانتو تک پہنچاتا رہے۔

اسی سال بندقیہ والوں نے ان عہود کو توڑ ڈالا جو سلطان بایزید کے عہد سے
انکے اور دولت عثمانیہ کے مابین چلے آتے تھے اور وہ اسپین اور اٹلی کی حکومتوں
سے ملگئے۔ پھر ان تینوں حکومتوں نے ایک متحدہ جنگی بیڑہ زیرکمان امیرالبحر انڈریا ڈوریا کی
جزیرہ کورفو کی طرف روانہ کیا۔ اور راستہ میں اس عثمانی بیڑہ سے ملا جو علی چلبی
کی ماتحتی میں شہر آلونیہ کو جا رہا تھا۔ دول متحدہ کے بیڑہ نے ترکی بیڑہ پر جو تعداد کے لحاظ
سے انکے ایک چوتھائی کے برابر بھی نہ تھا ہو کا حملہ کر دیا اور جنگ ہونے لگی ترکوں نے
اس معرکہ میں اپنی قلت اور کمزوری کا کچھ خیال نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے نام اور شجاعت
کو قائم رکھنے کیلئے خوب ہی جی توڑ کر لڑے۔ بہت سے جہازات اس جنگ میں تلف
ہوئے اور بہتیرے دلیر و جری سپاہیوں نے شربت شہادت نوش کیا۔ تاہم انہوں
نے دول متحدہ کے بیڑہ کو شکست دی اور اسکو بڑا سخت نقصان پہنچایا۔ انڈریا ڈوریا
زخمی ہوا اور اس نے کورفو میں پناہ لی۔ سلطان کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے
فوراً دول مذکورہ پر اعلان جنگ کر دیا اور استعداد مکمل ہو جانے کے بعد خیرالدین
پاشا کا بیڑہ بحر الجزائر یونان کی طرف چلا تاکہ بندقیہ والوں سے جنہوں نے عثمانی بیڑہ پر
دست درازی کی ہے انتقام لیا جائے۔ اس بیڑہ میں چالیس جہازات تھے۔ اور
خیرالدین پاشا نے جزائر شیرا، پارو، نقشہ، اناپولی، اور کستل تورہ پر

قبضہ کرلیا اور وہاں کا انتظام حکومت درست کرکے وہیں کے باشندوں کی حکومت
قائم رکھی پھر انپر ایک سالانہ خراج کی رقم متعین کردی اور اس امر سے فارغ ہوکر مظفر
ومنصور موسم سرما بسر کرنے کے لئے آستانہ علیہ میں واپس آگیا۔

بہار کا موسم آتے ہی خیرالدین پاشا کی طبیعت میں اُمنگ پیدا ہوئی اور وہ اپنے
ساتھ کے جہازات لیکر فتوحات کے عزم سے چلنے پر آمادہ ہوگیا، سلطان نے
دیکھا کہ خیرالدین کا بیڑہ زیادہ قوی نہیں ہے تو اُس نے حکم دیا کہ چالیس ترکی جہازات اور
بھی اُسکو عطا ہوں اور اسی کے ساتھ کئی ایک کارآزما بحری افسر مع تین ہزار ینی چری
سپاہیوں کے بھی خیرالدین کے ساتھ کئے گئے اور ۹ محرم ۹۴۵ھ کو یہ اسلامی بیڑہ
بحر سفید کی جانب روانہ ہوگیا۔ جب یہ بیڑہ جزائر اشکتوز میں پہنچا تو بحری لوٹیروں کی
کشتیوں سے اسکی مڈبھیڑ ہوئی اور خیرالدین پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر (۲۸۰۰) آدمی
گرفتار کرلئے جو عثمانی جہاز رانوں کے ساتھ کردیئے گئے، اسی اثناء میں ایک دوسرا
ترکی بیڑہ نوے جہازوں کا استنبول سے آور آگیا۔ اور صالح بک عثمانی امیر البحر کا
ماتحت بیڑہ بھی خیرالدین کے بیڑہ سے آملا جسکے بیس جہازات تھے۔ اس طرح یہ
خیرالدین پاشا کا ماتحت سلطانی بیڑہ بہت طاقتور بنگیا اور خیرالدین پاشا نے اُسکا جائزہ
لیکر (۲۱) نکمی کشتیوں کو خارج کرکے آستانہ علیہ کیطرف واپس کردیا۔

اسکے بعد خیرالدین پاشا نے جزیرہ اشکتوز سے نکلکر جزائر آرکی پیلیگو (مجمع
الجزائر یونان) کی طرف رخ کیا اور وہاں کا انتظام درست کرکے صالح بک کو
اُن کی حفاظت پر مامور کیا اور بعدازاں اپنا بیڑہ بنادقہ کے مقبوضہ جزائر کی طرف
بڑھایا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اندیرہ، استنڈیل، اور شیرہ، وغیرہ متعدد جزائر
فتح کرکے اُنکو عثمانی حلقہ اطاعت میں شامل کردیا اور ازاں بعد جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے
کی تیاری کی لیکن چونکہ یہاں کے شہر نہایت مستحکم اور اُنکی فتح دیر طلب تھی اسلئے محض
معمولی حملوں کے بعد جو کچھ مال غنیمت ملا وہ آستانہ علیہ کی طرف روانہ کردیا اور خود جزائر
کریٹ کا شوشتا اور استانپالیا کی طرف جاکر کچھ دنوں لنگر کاٹتے رہنے کے بعد آخر کار

استانکوئی میں قرار لیا۔ اور وہاں اپنے ساتھ کے جہازوں کا جائزہ لیکر انہیں ضروری
مرمت اور صفائی کا حکم کیا، اور سپاہیوں اور سامان رسد سے تمام جہازات
بھر لئے کیونکہ آناطولیا سے تازہ کمک اور ذخائر آگئے تھے۔

کورفو کا مشہور بحری واقعہ

سلطانی بیڑہ استانکوئی سے روانہ ہو کر اغریبوز سے صالح بک کے بیڑہ کو ساتھ
لیتا ہوا ضروری سامان خوراک وغیرہ بار کرنے اور بھاری باربرداری کے جہازات پیچھے
چھوڑ دینے کے بعد جزائر سبعہ کی طرف چلا اور متون میں پہنچکر وہاں لنگر انداز ہوا۔
متون ہی میں خیرالدین پاشا کو اس بات کی خبر لگی کہ دول متحدہ کا بیڑہ پرِوِیزہ پر محاصرہ
ڈالے ہے اور اہل قلعہ کو سخت تنگ کر رکھا ہے چنانچہ خیرالدین پاشا نے صالح بک
کو اُن کے مختصر بیڑہ کے ساتھ غنیم کی خبر لانے پر مامور کیا، صالح بک کے جہازات
جزیرہ زانطہ کے قریب پہنچے تو اُس نے دشمنوں کے چند جہازوں کو ساحل جزیرہ
کی طرف بڑھتے دیکھا، پھر جب اُسکا گزر جزیرہ پاکسو کے قریب ہوا تو دشمن عثمانی نشان
کو ہوا میں فراٹے لیتے دیکھکر پرِوِیزہ کا محاصرہ چھوڑ بھاگے اور اُنہوں نے کورفو میں
جا کر قیام کیا۔ خیرالدین پاشا نے ان امور پر آگاہی حاصل کرلی تو شہر ملومیح سے ضرورت
کے موافق میٹھا پانی جہازوں پر بار کرلیا اور کھالونیا کو آگیا جہاں سے کچھ فوجیں خشکی
پر اتار دیں اور خود غنیم پر عثمانی سطوت کا اظہار کرتا ہوا بندرگاہ پرِوِیزہ کی سمت بڑھا
پرِوِیزہ میں صالح بک کے بیڑہ سے ملکر وہاں کے قلعہ کو مستحکم کیا اور اسمیں جنگی ذخائر و
محافظ سپاہ بقدر کفایت تعینات کرکے دشمنوں کے بیڑہ کی حالت دریافت کرنے میں
مصروف ہوا جو خلیج کورفو میں مجتمع تھا، جب خیرالدین پاشا کو غنیم کی قوت کا
اندازہ ہو چکا تو اُس نے یہ خبریں سلطان کی خدمت میں عرض کرا بھیجیں اور یکم جمادی الاولیٰ
سنہ ۹۴۵ھ کو غنیم کا متحدہ بیڑہ زیر کمان امیر البحر انڈریا ڈوریا کے پرِوِیزہ کی طرف بڑھا
اُس نے جزیرہ سینٹ ماورا اور پرِوِیزہ کی بندرگاہ سے جا بارہ میل کے فاصلہ پر

تھا لنگر ڈالے۔ غنیم کا متحدہ بیڑہ حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا، شہنشاہ شارلکان کے (۵۲) جہازات اور اہل بندقیہ کے (۷۰) جہازات جو زیر کمان امیر البحر کاپلو کے تھے۔ پوپ روم کے (۳۰) جہازات۔ بحری قزاقان مالٹا کے (۱۰) جہازات۔ اسپین کے (۸۰) جہازات، اور انکے علاوہ دوسری بحری حکومتوں کے بھی چند جہازات شامل تھے۔ اور انکے مقابلہ پر عثمانی بیڑہ میں صرف (۱۴۰) چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات تھے جو خیر الدین پاشا کے زیر کمان اتنے عظیم الشان بیڑہ کا مقابلہ کرنے پر تیار تھا خیر الدین پاشا نے اپنے ماتحت افسروں کو جمع کرکے آنے جنگ کے متعلق صلاح دریافت کی، اُن افسروں میں زیادہ سربرآوردہ اشخاص۔ مراد رئیس، طورغود، کوزلجہ، اور صالح رئیس، تھے جنکی رائے پہ قرار پائی کہ بلا تامل دشمن سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ رات کے وقت دشمن نے اپنی کچھ فوج جزیرہ پرہ ویزہ کی خشکی پر اتارنی چاہی اور اس کارروائی کو مکمل کرنے کی غرض سے عثمانی بیڑہ کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کیلئے آسیر آتشباری کی دھمکی دی لیکن بہادر ترک اسقدر ہوشیاری سے تیار تھے کہ غنیم کو اپنی آرزو میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اسکے دو دن بعد دشمن نے اپنی چند جنگی کشتیاں گالی دخیع کی بھیجیں جنہوں نے آبنائے پرہ ویزہ کے سامنے پیش قدمی کرتے ہوئے عثمانی بیڑہ پر گولہ باری شروع کردی، ترکوں کو ایسی شوخیاں دیکھکر جوش آگیا اور انکی آنکھوں میں خون اُتر آیا، خیر الدین پاشا نے فوج کو بیتاب اور مشتاق جنگ دیکھکر نقارۂ جنگ بجائے جانیکا حکم دیا اور ترکی بیڑہ "نصر من اللہ و فتح قریب" پڑھکر ہلالی نشان ہوا میں اڑاتا ہوا بندرگاہ سے کھلے سمندر میں نکل آیا اور آٹھ میل کے فاصلہ پر صف بندی کرکے استادہ ہوگیا، بعد ازاں خیر الدین پاشا نے اُن ہلکی اور تیز حرکت کرنیوالی کشتیوں کو جو غنیم کی توپوں کی زد میں آگئی تھیں غنیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ اپنے سامنے کی جانب لگی ہوئی تین تین توپوں سے گولہ باری کرتی ہوئی بڑھیں، اگرچہ دشمن نہایت زور کی آگ برسا رہا تھا لیکن اُن چالیس کشتیوں میں سے جنکو حملہ کا حکم ملا تھا ایک حصہ غنیم کے بیڑہ کے وسط میں داخل ہوگیا۔ اور

اپنی تیز دم توپوں کی امداد سے انکے جہازات منتشر کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ دشمنوں کے پراگندہ جہازات چند منٹ کے وقفہ میں بحالت تباہ پسپا ہوئے اور رات کی تاریکی نے انکے عیب کو اپنے دامن میں چھپا لیا جس سے وہ بھاگنے کا بھی موقع پا گئے مگر ساتھ ہی عثمانی جہازات تعاقب میں لگے رہے چنانچہ دوسرے دن علی الصباح ترکی بیڑہ نے جزیرہ ایا ماورد کے پیچھے سے چکر کاٹکر دوبارہ دشمن کے جہازوں سے بندرگاہ اینجیر میں مقابلہ کیا۔ غنیم کو ہوا کے سکون نے بھاگنے کا موقع نہ دیا تو وہ مجبوراً مقابلہ پر آیا اور اپنے جہازوں کی اس طرح صف بندی کی کہ بڑے بڑے غالون اور کارک وضع کے جہازات آگے کی صف میں رکھے۔ اور سریع الحرکت چھوٹی کشتیاں پچھلی صف میں تاکہ وہ عندالموقع چکر کھاکر ترکی بیڑہ کی پشت پر حملہ کرسکیں امیرالبحر انڈریا ڈورے نے یہ صف آرائی اندلوں کی بحری جنگ کے اصول پر بہت عمدہ کی تھی اور اسی سبب سے وہ دیر تک ترکی بیڑہ کا بہت کامیاب مقابلہ کرتا رہا مگر چونکہ غالون اور کارک کشتیوں کی حالت بہت دھیمی تھی اس لئے انکی بھاری توپوں کی مار دور تک نہیں کام دیتی تھی اور ترکی بیڑہ کے تیز رفتار غراب دشمن کی توپوں سے کہیں زیادہ فاصلہ تک ٹھیک نشانہ بازی کر رہے تھے، امیرالبحر انڈریا ڈور سخت حیرت زدہ رہگیا کہ اب کیا کرے اور اس نے اہل بندقیہ کے امیرالبحر سے مشورہ کرکے یہ جنگی چال چلی کہ غالی وضع کی کشتیاں آگے بڑھا دیں تاکہ کارک کشتیوں کو جو بڑی تھیں صدمہ نہ پہنچے۔

خیرالدین پاشا کی نکتہ رس طبیعت اس موقع پر کہاں چوک سکتی تھی اس نے فوراً اپنے بیڑہ کا ایک حصہ بڑھا کر غنیم کی آگے بڑھی ہوئی کشتیوں پر حملہ کر دیا اور انڈریا ڈور اور اسکا ساتھی دونوں اس حملہ کے خطرناک انجام سے خائف ہوکر اپنے غالی اور غراب نما جہازوں کے پیچھے جا چھپے لیکن انہوں نے اب یہ قصد کیا کہ ترکی بیڑہ کو کارک اور گالی کشتیوں کے وسط میں گھیر لیں تاکہ دونوں سمت سے انپر دباؤ ڈالکر تباہ کر ڈالیں۔ خیرالدین نے بلا کی تیزی سے انڈریا ڈور کا یہ منصوبہ پورا نہ ہونے دیا

اور اپنے بیڑہ کے دونوں بازوؤں کو بڑھا کر غنیم پر دو طرف سے حملہ کر دیا پھر خود بذات خاص جس بیڑہ کی کمان پر تھا اُسے آگے کی سمت سے بڑھا لیگیا، تین سمت کا زبردست حملہ دشمن کو پراگندہ کر دینے کے لئے کافی تھا چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں غنیم پسپا ہو چلا اور خیر الدین نے اُس کے بڑے جہازوں اور چھوٹی محفوظ کشتیوں کے بیچ میں اپنا بیڑہ داخل کر کے اُسکی گالون اور کارک کشتیوں کو اپنے پیچھے ڈالدیا، امیر البحر انڈریا ڈ کے خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ خیر الدین اُسکو اسقدر مجبور بنا دیگا چنانچہ وہ اب فتح سے مایوس ہو گیا اور بہت جلد اپنے تیز رفتار رغرابوں کو بچا کر تمام بڑے جہازات ترکوں کے لئے چھوڑتا ہوا میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ترکوں نے دشمنوں کے بڑے جہازوں کو تھوڑی ہی دیر میں ہتھیا لیا۔ بہت سے پکڑ لئے اور کچھ ڈبو دئے اور جو اُنہیں بکتے تھے وہ خیر الدین پاشا نے جلوا دئے +

اس بحری جنگ میں امیر البحر خیر الدین پاشا نے جو اصول حملہ آوری اور مدافعت کا اختیار کیا تھا۔ درحقیقت متحدہ بیڑہ پر فتحیابی کا موجب وہی ہوا ورنہ اس قدر کم تعداد کے اور مختصر عثمانی جہازات عظیم الشان متحدہ دول یورپ کے بیڑہ پر ہرگز غالب نہیں آسکتے تھے، اسی لئے مورخین نے خیر الدین پاشا کی مہارت اور کارگزاری کی بیحد تعریف کی ہے اور اس فتحیابی کو اُس کی بے شمار بحری فتوحات کے ضمن میں شامل کیا ہے جنکی وجہ سے وہ مستحق تعریف ہوا۔ ترکوں نے اس جنگ کا نام کوہ رفزہ اور اہل یورپ نے جنگ پرو دیزہ رکھا ہے +

خیر الدین پاشا کی صف آرائی جو اُس نے اس معرکہ میں کی آئندہ قوموں کے لئے ایک مفید سبق بنگئی۔ اور انگریز امیر البحروں نے اپنی بحری لڑائیوں میں اُسی نظام پر عمل کر کے کامیابی اور سرخروئی حاصل کی۔ ایڈمرل روڈنی، اور نلسن وغیرہ کی متعدد بحری فتوحات کا راز اسی طریقہ جنگ کی پیروی میں مخفی تھا

سلطان سلیمان اعظم نے ان فتوحات کے بعد خیر الدین پاشا کو غازی کے ممتاز لقب سے بھی سرفراز فرمایا +

دول متحدہ کے بیڑہ کو شکست ہوئی تو اُس کے افسروں نے روسیاہی مٹانے کے لئے اپنے ملکوں کو واپس جانے سے پہلے کوئی جزوی فتح حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور صوبہ ہرزیگونیا کے ایک مختصر قلعہ نوہ نامی پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا یہاں کا حاکم تاب مقاومت نہ لایا اور اسنے قلعہ غنیم کو سپرد کردیا چنانچہ اہل یورپ نے جلے دل کے پھپھولے یوں پھوڑے کہ اطاعت مان لینے والی مسلمان فوج کو ایک سرے سے قتل کردیا اور سلطان نے یہ خبر پاکر فوراً خسرو پاشا حاکم رومیلیا کو دشمنوں کی سرکوبی کا حکم دیا جسنے ۹۴۶ھ کے موسم بہار میں "دلنوہ" پر فوجکشی کرکے دشمنوں کو وہاں سے نکالدیا اور اُسی کے ساتھ بنادقہ کا ایک نیا قلعہ نیرہ نامی بھی فتح کرلیا جسکی واپسی کے لئے قلعۂ زارہ کے بندقیہ والے جنرل نے بہت سرمارا مگر ناکام رہا۔

۹۴۸ھ میں اسپین اور اٹالیا کی حکومتوں نے متفق ہوکر ایک جنگی بیڑہ ایک سو جنگی اور اسی قدر باربرداری کے جہازوں کا مع عظیم الشان بڑی سپاہ کے شمالی افریقہ کی مملکت الجزائر کو فتح کرنے کے ارادہ سے ارسال کیا اور الجزائر کے حکمران بائی خادم حسن آغا نے اس سپاہ کا بہت کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا اور غنیم کا بیڑہ طوفانی ہواؤں کی جھپیٹ میں آکر برباد ہوگیا اُس کی (۱۵۰) سے زائد کشتیاں غرق ہوگئیں اور کچھ ریت پر چڑھ گئیں چند باقیماندہ جہازات اور بڑی فوج جو باقی رہگئی تھی ترکی بیڑہ کی آمد آمد سنکر اس بدحواسی کے عالم میں بھاگی کہ بہت کچھ جنگی ذخائر اور سامان رسد چھوڑ گئی جو سب خیرالدین پاشا کے ہاتھ لگا۔ ترکی بحری فتوحات نے بندقیہ والوں کا اس قدر نقصان کیا تھا کہ انکی تمام تجارت خاک میں ملگئی تھی اور وہ اب جان سے تنگ آگئے تھے آخر انہوں نے دارالسلطنت قسطنطنیہ میں اپنے سفیروں کو بھیجکر درخواست صلح کی اور شرائط ذیل پر مصالحت ہوگئی کہ جس قدر جزائر ترکوں نے فتح کرلئے ہیں وہ سب مع آن اہل بندقیہ کی املاکوں کے جو جزیرہ نمائے موریا میں واقع ہیں اور مقامات "نیکشہ" اور "ناپولی" بھی دولت عثمانیہ کے

قبضہ میں رہینگے اور تین لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ اس سے علاوہ ادا کیا جائیگا +

سنہ ۹۴۵ھ سے سنہ ۹۵۰ھ تک سلطان سلیمان خان کو مملکت ہنگری پر دو بار فوجکشی کرنے کا اتفاق ہوا اور فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا اور اُسکے بھائی شرلکان شہنشاہ جرمنی کی سرکوبی کرنی پڑی ہنگری پر فوجکشی کرکے اُس کے اندرونی مقامات میں بغاوت کے شعلے بھڑکا دئیے تھے اور آخرش سلطان سلیمان نے ہنگری کا ملک سلطنت عثمانیہ میں منضم کرلیا، اور وہاں ایک مشہور مدبر خلیل آفندی کو حاکم بنایا۔ جس نے اپنی خوبی انتظام سے اُسکا نظم ونسق درست کرکے آئندہ دشمنوں کی دال اُس میں نہ گلنے دی +

پھر سنہ ۹۵۰ھ میں شارلکان حکمران جرمنی نے فرانس پر حملہ کیا تو شاہ فرانس نے حکومت عثمانیہ سے امداد مانگی اور خیرالدین پاشا باربروس ایک سو جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر فرانسیسی بیڑہ کی اعانت کے لئے گیا۔ فرانسیسی بیڑہ کا امیرالبحر ڈیوک انغیان صرف چالیس جنگی جہازوں سے ونیس اور اسپین کے سواحل پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا چنانچہ خیرالدین پاشا نے اسکو امداد دیکر بہت سے ساحلی مقامات فتح کروائے اور پھر موسم سرما بسر کرنے کیواسطے دونوں بیڑے بندرگاہ طولون میں واپس آئے جہاں خیرالدین پاشا فرانسیسی افسران جہازات کو بات بات پر ملامت کیا کرتا تھا اور اُنکو جہازوں کی عدم خبرگیری پر بُرا بھلا کہتا جس سے وہ دل میں بُرا مانتے تھے لیکن ڈیوک انغیان اُن باتوں کو ایک شفیق استاد کی ہدایت تصور کرکے اُسپر کاربند ہوجاتا چنانچہ اسی انداز سے اُس نے بہت سی باتیں سیکھ لیں اور بعد میں فرانسیسی بیڑہ کے اندر معقول اصلاحات نافذ کرسکا۔ مگر فرانس والے اپنی حکومت پر اس لئے ناراض ہو چلے کہ اُس نے مسلمانوں سے کیوں مدد لی ہے تو شاہ فرانس نے خیرالدین پاشا کو (۸۰۰۰۰) کراؤن سفرخرچ دیکر شکر گزاری کے ساتھ واپس کردیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خیرالدین پاشا لنگرگاہ طولون میں باوجود اسکے کہ وہاں ہر طرح حالت امن تھی اپنے جہازوں کو

شب و روز تیار اور ہر طرح درست رکھتا تھا، یہ امر حکومت فرانس کی بدگمانی کا
موجب ہوا۔ اس لئے اس نے بہت جلد ترکی بیڑہ کو واپس کر دیا +

خیر الدین پاشا کی یہ آخری بحری جنگ تھی اور اس کے بعد وہ مرض الموت میں
گرفتار رہا اور باوجود بہت کچھ علاج و تیمارداری ہونے کے آخر ۹۵۳ھ میں داعی
اجل کو لبیک کہہ گیا، آج اس کی قبر بشکطاش کے نزدیک زیارت گاہ عام ہے،
اس نامور جہازران کا نام تاریخ کے صفحات پر آب زر سے لکھا گیا جس نے ترکی بحری
تواریخ کی رفعت و عظمت کا پھریرا فضائے عالم اُڑا کر بہت سے نامی امیر البحر اپنے
شاگردوں میں سے بنائے، خیر الدین پاشا کی رحلت کے بعد ترکی بیڑوں کی عام افسری
کپتان محمد پاشا الطویل کو ملی اور اس کے بعد سنان پاشا ۹۵۵ھ میں عثمانی اول امیر البحر
متعین ہوا جو رستم پاشا صدر اعظم کا بھائی تھا، اس نے طرابلس الغرب کو اسپین والوں
کے قبضہ سے چھین کر ترکی مقبوضات میں شامل کیا۔ سنان پاشا نے ۹۶۱ھ میں
وفات پائی اور وہ شہر اسکدار میں دفن کیا گیا۔ سنان پاشا کے بعد عثمانی بیڑہ جہازات
کی کمان پیالہ پاشا کو ملی جو خیر الدین پاشا کا ایک شاگرد تھا۔ خیر الدین پاشا نے علاوہ
اسکے کہ وہ ایک بے نظیر بحری افسر تھا بہت سے کار آمد شاگرد بھی بنا دئے تھے جو
اس کے بعد ترکی بحری قوت کو کامیابی کے ساتھ سنبھالے رہے اور یہ اس کی
سب سے بڑی تعریف کے قابل کارروائی تصور کیجاتی ہے اُن شاگردوں میں
سب سے مشہور اشخاص طورغوجہ، صالح ریس، پیالہ پاشا، سید علی ریس اور
اولوچ علی، وغیرہ وہ شیر دل اور صاحب تدبیر لوگ تھے جنہوں نے ترکی بیڑہ کی ناموری
عرصہ دراز تک بخوبی قائم رکھی اور اُنکی کارگزاریاں اپنے موقع پر بیان کیجائینگی +

بحر ہند میں ترکوں کی لڑائیاں

جن دنوں دولت عثمانیہ بحر ابیض متوسط میں دول متفقہ کے ساتھ
سرگرم کارزار تھی اُنہی دنوں پرتگالی جہازران جنوبی افریقہ میں راس اُمید کا پتہ

لگانے کے بعد ہندوستان کے سواحل کی تلاش کر رہے تھے اور انہوں نے بہت سے مقامات کا پتا لگا کر وہاں اپنی رسائی پیدا کر لی تھی جہاں سے وہ تجارتی پیداوار اپنے ملک اور دیگر ممالک یورپ میں لے آیا کرتے تھے۔ اس سے پہلے چین اور ہندوستان کا مال تجارت بحر احمر کے راستے سے آبنائے سویز تک آتا تھا اور وہاں سے اسکندریہ تک خشکی میں مال کے قافلے چلکر اسکندریہ سے بحر ابیض متوسط یا بحر روم میں چلنے والے ترکی جہازوں پر سوار ہو جاتے۔ پرتگالیوں نے اس سلسلہ کو منقطع کر ڈالا اور اس طرح ترکی فوائد تجارت کو سخت نقصان پہنچا جسکو دیکھکر سلطان سلیمان نے مشہور بہادر اور دلیر وزیر خادم سلیمان پاشا حاکم مصر کو قطعی احکام بھیجے کہ بحر احمر کے ترکی بیڑوں کو تیار کر کے سواحل ہندوستان کی طرف روانہ کرے اور پرتگال والوں سے سمجھ لے تاکہ ترکی تجارت کا راستہ بے خطر اور صاف ہو جائے۔ نیز سلطان نے قسطنطنیہ سے ایک ماہر بحری افسر سلیمان رئیس نامی والی مصر کی امداد کے لئے بھیجدیا اور ان دونوں ہمنام افسروں نے باہمی صلاح سے بندرگاہ سویز کے بیڑہ کو خوب آراستہ اور کارآمد بنا کر تیار کر لیا۔

ابھی اثنا میں ہندوستان کے بادشاہ ہمایوں نے وہاں کی طوائف الملوکی رفع کرنے کے لئے کمر باندھی اور بہادر شاہ والی گجرات پر حملہ آور ہوا۔ بہادر شاہ نے سلطان سلیمان سے امداد مانگی اور یہ امر سلطان کو اپنی مراد حاصل کرنیکا دوسرا اور کارآمد وسیلہ معلوم ہوا چنانچہ اس نے سلیمان پاشا کو بندرگاہ سویز سے بعجلت روانہ ہونیکا حکم دیا۔ سلیمان پاشا اسی جہازوں کا بیڑہ اور بیس ہزار سپاہ لیکر ۹۴۵ھ میں عدن پہنچا۔ اور وہاں کے امیر عامر بن داؤد کو امان عطا کر کے اپنے جہاز پر طلب کیا لیکن پھر اس سے دغا کر گیا اور اسے جہاز کے مستول پر سولی دیدی۔ اسکے بعد عدن پر بلا جنگ و جدل قابض ہو کر بہرام بک نامی ایک ترک فوجی افسر کو مع کسی قدر سپاہیوں کے وہاں بغرض حفاظت چھوڑ کر خود سواحل گجرات کی طرف گیا۔ چند روز بعد منزل مقصود پر پہنچ گیا تو اسے معلوم ہوا کہ بہادر شاہ نے شاہنشاہ ہمایوں سے صلح کر لی ہے

اور اب وہ طالب امداد نہیں، پرتگال والوں کے بیڑہ نے گجرات کے کئی ایک ساحلی
شہروں پر تسلط کر رکھا تھا، کہ "سورت" اور "بھڑوچ" کے، وہ قلعے سلیمان پاشا نے ملک محمود جانشین
بہادر شاہ کی شرکت میں فتح کر لئے اور پھر قلعہ "ڈیو" کا تری اور خشکی دونوں سمت
سے محاصرہ کر لیا۔ پرتگالی افسر انطوان جو اس قلعہ کا محافظ تھا بڑی دلیری سے مقابل
ہوا اور سلیمان پاشا سمجھ گیا کہ یہاں جلد دال نہیں گل سکتی، چونکہ اُس کے پاس سامان
رسد وغیرہ کم ہو گیا تھا اُس نے ملک محمود سے سامان رسد طلب کیا اور محمود والی عدن
کی سرگذشت کا تصور کر کے سلیمان پاشا سے علیحدہ ہو کر پرتگال والوں سے مل گیا۔ اب
سلیمان پاشا کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ وہ حصار توڑ کر فوراً واپس جائے چنانچہ
جب وہ پلٹتے ہوئے عدن کے قریب پہونچا تو ریاست شحر کے حاکم نے خود بخود آ کر
ترکی متابعت قبول کر لی، پھر وہ سواحل یمن کو فتح کرتا ہوا مصطفےٰ ابن بیقلی محمد پاشا
کو وہاں کا حاکم بنا کر خلیج سوئز میں واپس آ گیا ٭

سنہ ۹۴۸ھ میں سلطان کو خبر ملی کہ فرڈینینڈ شاہ آسٹریا ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہوا
ہے تو اس نے صقوللی محمد پاشا حاکم رومیلیا کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ اور پاشائے
مذکور نے اسی ہزار سپاہ کے ساتھ دریائے ڈینیوب کے پار ترکی ہنگری کے [illegible]
جو آسٹریا کے ماتحت تھے فتح کر ڈالے، فرڈینینڈ نے تنہا اپنے [illegible]
کے قابل نہ پایا تو اس نے پولینڈ کے [illegible] سلطان سلیمان نے
یہ خبر پا کر دوسرے وزیر قرہ احمد پاشا کو بھی [illegible] قاہرہ کے [illegible] روانہ کر دیا
جس نے صقوللی محمد پاشا سے مل کر [illegible]

پہلے بیانات سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ [illegible] سلیمان پاشا نے عدن پر [illegible]

طریقہ سے قبضہ کیا تھا اور جب وہ ملک مصر کو واپس چلا گیا تو مرحوم امیر عامر داؤد کے
رشتہ داروں نے پرتگال والوں سے مل کر ترکی سپاہ اور افسر کو قتل کر کے عدن پر دوبارہ
تسلط کر لیا۔ سلطان نے یہ خبر پائی تو کچھ عدن پر دوبارہ قبضہ کرنے اور کچھ اگلے مدعا میں
پوری کامیابی حاصل کرنے کے خیال سے ۹۵۹ھ میں بار دگر بحر احمر سے ایک دوسرا
جنگی بیڑہ زیر کمان پیری رئیس کے روانہ کیا جسمیں (۳۰) جہازات تھے۔ اس کپتان نے
ملک عدن کو واپس لیکر شہر مسقط اور ہرمز اور درآخت، نامی دو جزیروں کو بھی فتح
کر لیا جو خلیج فارس کے دہانہ پر واقع ہیں اور بوقت ضرورت پناہ لینے کیلئے مفید تھے
پھر وہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا جہاں اُسے اطلاع ملی کہ پرتگال والوں کا بیڑہ اس سے
جنگ کرنیکو آرہا ہے چونکہ پیری پاشا کے جہازوں پر مکمل سامان جنگ نہ تھا اس لیئے وہ
اپنے ساتھ کے جہازات بصرہ میں چھوڑ کر صرف دو جہازوں سمیت مصر کو واپس چلا گیا،
اور سلطان نے مراد بک کو مصری بیڑہ جہازات کا کپتان مقرر کر دیا جس نے بصرہ کی
طرف جا کر وہاں معقول تعداد جنگی کشتیوں کی بغرض حفاظت متعین کر دی اور خود (۱۷)
جہازوں کو لیکر آبنائے ہرمز کیطرف گیا جہاں اُس سے اور پرتگال والوں سے جنگ
ہوئی مگر فتح پرتگالیوں کو حاصل ہوئی اور مراد بک بہت سخت نقصان اُٹھا کر شہر بصرہ میں
واپس چلا گیا۔ سلطان نے یہ اطلاع پائی تو اس نے اس مرتبہ مشہور جہازران اور ہیئت
دان عالم سید علی رئیس کو مصری بیڑوں کا چیف کمانیر مقرر فرمایا۔ یہ کپتان بحر ہند اور
اس کے خواص سے خوب واقف تھا اور اس نے بحر ہند کے بیان میں ایک خاص
کتاب محیط نامی لکھی ہے جو بہت اعلیٰ درجہ کی تالیف ہے اس نے خیرالدین پاشا مرحوم
کی صحبت میں رہکر بحری جنگ کے تجربے حاصل کیئے تھے، غرضکہ جب وہ بصرہ میں پہنچا تو
اس نے وہاں کے بیڑوں کو مرتب اور لیس کرنے کے بعد جزیرہ ہرمز کو گیا اور پرتگال
والوں سے معرکہ آرائی کی، اگرچہ سید علی پاشا کے جہازوں سے غنیم کے جہاز تعداد میں تین
حصہ زائد اور قوی تھے لیکن اس نے دشمن کو بُری طرح شکست دی اور ان کے بیشما جہازوں
کو غرق کر دیا۔ سید علی پاشا عروس فتح و ظفر سے ہمکنار ہو کر واپسی کا عازم ہوا تھا کہ یکایک

طوفان کی بلا میں پھنس گیا اور اس کی بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں کچھ متفرق ہو گئیں اور بعض سواحل ہند پر جا پڑیں، باقی ماندہ جہازوں کے افسر بحر ہند کے طوفان خیزی سے خائف ہو کر گجرات کے ساحل پر خشکی میں اتر پڑے اور سید علی پاشا نے اپنے جہازات ملک احمد والی گجرات کو دیکر خود خشکی کے راستہ مع اپنے تیس ہمراہیوں کے ملک ہند اور ایران کی بادیہ پیمائی کرتا ہوا مملکت عثمانیہ میں چلا آیا۔ اس سفر میں جیسی تکالیف کا سامنا ہوا اُن کے حالات سید علی پاشا نے اپنے سفرنامہ مرأۃ الممالک میں تحریر کیئے ہیں جو اُس نے واپسی کے بعد لکھا تھا۔ پھر اس کے بعد ترکی بیڑے پے در پے بحر ہند میں جا کر پرتگال والوں سے معرکہ آرا ہوتے رہے یہانتک کہ انکی شوکت توڑ دی ورنہ اسوقت میں پرتگال کی جہازرانی تمام دنیا میں فرد تھی ۔

جنگ ایران

۹۵۵ھ میں القاص میرزا شاہ طہماسپ صفوی فرمانروائے ایران کا بھائی سلطان کی خدمت میں پناہ لینے کیواسطے حاضر ہوا اور اپنے بھائی کے مظالم سے فریادی ہوا جسنے اُس کے شرعی حقوق سے اُس کو محروم کر دیا تھا۔ سلطان سلیمان تو ایران پر چڑھائی کرنے کیواسطے بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا اُسے اس سے اچھا موقع اور کیا چاہیئے تھا بس وہ فوراً تیاری کر کے ایران پر چڑھ دوڑا اور برابر فتحیاب ہوتا ہوا شہر تبریز تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپسی میں شہر وان کو واپس لیا۔ جسپر ایرانیوں نے عرصہ ہوا قبضہ کر لیا تھا۔ اور چونکہ گرجستان کے باشندے وقتاً فوقتاً دولت عثمانیہ سے چھیڑ کرتے رہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے اپنے وزیر دوم قرہ احمد پاشا کی ماتحتی میں کافی فوج دیکر اس ملک کو بھی کامل طور سے فتح کر لیا اور سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ملا لیا۔ جب عثمانی سپاہ مملکت ایران کی سرحد سے باہر نکل آئی تو شاہ طہماسپ صفوی جو پہلے مرتبہ مقابلہ پر آنے سے دم چُرا گیا تھا اب پیش قدمی شروع کر کے عثمانی صوبجات موش، ملاذکرد، اور اخلاط وغیرہ پر چھاپے مارنے لگا۔ سلطان نے اس امر کی اطلاع پا کر فوراً عثمانی افواج قاہرہ

زیرکمان وزیر اعظم رستم پاشا کے ایران کی طرف ارسال کردیں مگر یہ وزیر سلطان کا
داماد تھا اور چاہتا تھا کہ اسکا سالا شہزادہ بایزید تخت سلطنت پر متمکن ہو اور شہزادہ مصطفےٰ
جو ایک لائق اور دلیر حکمران تھا تاج سے محروم کردیا جائے چنانچہ یہ موقع اُس نے غنیمت
سمجھا اور سلطان کو لکھا کہ آپکا فرزند مصطفےٰ فوج کو اپنے ساتھ ملا کر تخت سلطنت پر
قابض ہونے کی تیاری کر رہا ہے، اِدھر بایزید کی ماں نے بھی سلطان کے کان بھر دیئے
اور اُسے ایسا بھڑکایا کہ وہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ ظاہر کرکے دارالخلافت
سے چل پڑا اور جب قرمان کے صوبہ میں پہنچا جہاں شہزادہ مصطفےٰ حاکم تھا تو وہ باپ کی
قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور سلطان نے اُسے فوراً گرفتار کرا کے قتل کردیا۔ چنانچہ سلطان
سلیمان پر اس واقعہ کے باعث مورخین نے بہت کچھ لعن طعن کیا ہے لیکن ہم اُسے معذور
تصور کرتے ہیں کیونکہ انسانی کمزوریاں عقلمند سے عقلمند آدمی کو کبھی باولا بنا ڈالتی ہیں۔ بہر
حال شہزادہ مصطفےٰ کی موت پر مدبران ملک کو سخت افسوس آیا اور اُس کے خصائل حمیدہ
کی یاد نے تمام درباری امیروں کو غمگین کردیا۔ ینی چری فوج بگڑ بیٹھی اور اُس نے
نمک حرام وزیر رستم پاشا کو قتل کردینے کا مطالبہ کیا، چنانچہ سلطان کو اُسے معزول کردینے
کے سوا کوئی چارہ نہ نظر آیا اور بجائے اُس کے قرہ احمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا پھر
۹۶۱ھ میں سلطان نے ایران پر پیش قدمی کرکے بہت سے شہر اور قلعے فتح کر لئے
اور تمام ملک خراب و برباد کرتا قتل عام مچاتا تبریز تک پہنچ گیا، اس شہر کا بھی وہی حشر ہوا
جو اور مقامات کا ہوا تھا اور اس کے بعد شہر مرآغا پر حملہ کیا گیا جہاں سے ایرانی سپاہ کو
شکست فاش دیکر بہت کچھ مال غنیمت اور تاجدار ایران کے مرصع تاج حاصل کئے
اور اُن کے نشان و طبل وغیرہ کو بھی لُوٹ لیا، اسی اثناء میں شاہ طہماسپ کا معذرت
نامہ طلب صلح میں آگیا اور سلطان نے اُس کی خطا سے درگزر کرکے ایرانی حاجیوں اور
زائرین کو بہت سی رعایتیں عطا فرمانے کے بعد ۹۶۲ھ میں معاہدہ صلح لکھدیا اور
موسم سرما بسر کرنے کیلئے شہر آماسیا میں پلٹ آیا پھر جاڑے گزر گئے تو دارالخلافت قسطنطنیہ
میں آگیا۔ جو معاہدہ اس مرتبہ سلطان نے کیا یہ پہلا معاہدہ تھا جو حکومت عثمانیہ اور دولت

ایران کے مابین لکھا گیا +

سلطان کا شاہ فرانس کو مدد دینا

فرانسیس اوّل شاہ فرانس کی شاہ اسپین اور شاہنشاہ جرمنی سے عداوت ہوگئی تو اُس سے سلطان سلیمان سے بار دگر امداد مانگی اور سلطان نے جنگ ایران ہی کے اثناء میں کپتان طورغود کو جسے اہل یورپ Dragut کہتے ہیں ایک طاقتور بیڑہ دیکر فرانس کی امداد پر روانہ کیا اور سنہ ۹۶۱ھ میں وہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر کپتان پولان فرانسیسی بیڑہ کے کمانیر سے بالیراس سے اسپین پر حملہ کرکے اُس کے کئی ایک ساحلی شہر فتح کر لئے اور فرانس والوں کو سپرد کر دیئے - اسی جنگ وجدل کے مابین طورغود نے قلیبیا Bona سے جو قوسفہ کے صوبہ میں واقع اور اسپین کا مقبوضہ تھا سات ہزار کے قریب مسلمانوں کو قید سے رہائی دلائی طورغود اور بھی کارہائے نمایاں کرتا لیکن اُس سے اور فرانسیسی بیڑہ کے افسر سے کچھ اَن بن ہوگئی اس لئے وہ آستانہ علیہ کو پلٹ آیا - جہاں سلطان نے اُسے بیلربیگ الجزائر کا معزز عہدہ عطا کیا +

طورغود کے واپس آجانے کے بعد فرانس والے پھر لے یارو یاور رہ گئے اور قریب تھا کہ اُن کے تمام مفتوحہ مقامات دوبارہ دشمنوں کے قبضہ میں چلے جائیں تو پھر شاہ فرانس نے سلطان سے امداد کی درخواست کی، اُن دنوں سنان پاشا اوّل امیر البحر بیڑہ جہازات عثمانیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور بجائے اُس کے پیالہ پاشا کا تقرر ہوا تھا - سلطان نے پیالہ پاشا کو سنہ ۹۶۱ھ میں ساٹھ غراب اور قلیون وغیرہ کے جہازات ساتھ لیکر فرانس والوں کی مدد پر جانے کا حکم دیا اور طورغود کو بھی بغرض مشورہ ہمراہ لینے کا ایماء کیا چنانچہ یہ دونوں افسر فرانس کی طرف چلے رستہ میں اسپین کے امیر البحر انڈریا ڈوریا کے بیڑے نے ترکی بیڑہ کو آتے دیکھا اور جان بچا کر بھاگ نکلا کیونکہ اُسے خیال آیا کہ کہیں پرہ ویزہ کی جنگ کی طرح پھر ترکوں کے ہاتھ سے پٹ نہ جائے سواحل

ایطالیا پر ترکی بیڑہ نے متعدد چھاپے مار کر بہت کچھ اموال غنیمت حاصل کر لینے کے بعد فرانسیسی بیڑہ سے ملنے کے لئے سفر کیا اور پھر دونوں بیڑوں نے ملک اسپین کے اکثر ساحلی مقامات فتح کئے جو فرانس کے قبضہ میں دیدیئے گئے آخر کار ایطالیا کے ایک قلعہ قالیا نامی کے محاصرہ میں ترکی اور فرانسیسی فوج میں کچھ نا چاقی ہو گئی جسکی وجہ سے پیالہ پاشا کو محاصرہ چھوڑ کر اپنا بیڑہ دار الخلافت قسطنطنیہ کی طرف واپس لیجانا ضروری معلوم ہوا پھر اس نے سنہ ۹۶۴ھ میں جزائر بالیار پر چڑھائی کر کے وہاں کے قلعے منہدم کر ڈالے اور بیشمار مال غنیمت حاصل کر کے مظفر و منصور آستانہ علیہ کو واپس آیا ٭

جربہ کی مشہور جنگ

سنہ ۹۶۶ھ میں پیالہ پاشا (۸۸) جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر دار الخلافت سے روانہ ہوا اور دریائے ہسپانجہ میں ایک ایطالین کشتی کو گرفتار کر کے اس کے مسافروں سے دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ سواحل ممالک الجزائر میں ترکی بیڑہ جہازات کی قوت کا اضافہ ہوتے دیکھکر جزیرہ مالٹا کے رہنے والوں کو خوف پیدا ہوا اور انہوں نے دول یورپ سے امداد مانگی تھی چنانچہ بہت کچھ صلاح و مشورہ کے بعد دول یورپ نے انکو مدد دینا منظور کر لیا ہے اور انکا ارادہ ہے کہ ترکوں پر بحری حملہ کر کے انکی قوت برباد کر دیجائے پیالہ پاشا نے یہ خبر فوراً پیشگاہ سلطانی میں ارسال کی اور سلطان نے ”علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد“ پر عمل کر کے پہلے بارہ جہازات پیالہ پاشا کے بیڑہ سے شریک ہونیکے واسطے بھیجدیئے اور پھر جدید جہازوں کی تیاری اور قدیم جہازات کی مرمت کا حکم دیکر پیالہ پاشا کو ہدایت کی کہ سواحل ارنووط میں دشمنوں کی نقل و حرکت کا پتہ لگانے میں سرگرم رہے اور اس طرف کے عثمانی قلعوں کو نہایت مستحکم کر رکھے - پیالہ پاشا نے احکام سلطانی کی بہت عمدگی کے ساتھ تعمیل کی اور جب موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آیا تو چند ہی روز بعد طرابلس الغرب کے حاکم طورغود پاشا نے یہ اطلاع بھیجی کہ عثمانی بیڑہ جہازات کی واپسی کے بعد سے دول متحدہ کے بیڑے جزیرہ جربہ میں آکر

جمع ہو رہے ہیں اور وہاں سے طرابلس الغرب پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ہوتی نظر آتی ہیں چنانچہ غالباً موسم بہار شروع ہوتے ہی غنیم حملہ کردیگا۔ سلطانی احکام پیالہ پاشا کو بحری تیاری کے متعلق ملگئے تو اس نے شب و روز استنبول، اور گلیپولی، کے کارخانہ ہائے جہازسازی میں تیاری جہازات کی نگرانی شروع کردی اور چند ہی دنوں کے عرصہ میں (۱۲۰) جہازات مرتب کرلئے، پھر آٹھویں رجب ۹۶۷ھ کو وہ اس بیڑہ کو لیکر بطریق عجلت سفر کرتا ہوا طرابلس الغرب کی سمت چلا، جب یہ بیڑا جزائر قیوتن کے نزدیک پہنچا تو اُسے طورغود کی مرسلہ ایک کشتی ملی جو ضروری ڈاک لائی تھی اور پیالہ پاشا ان اخبار سے مطلع ہوکر اور تیزی کے ساتھ سرگرم سفر ہوا، اثنائے سفر میں جزیرہ متون کے نزدیک ترکی بیڑہ کے ہراول جہازوں نے جنکا افسر اولوچ علی تھا ایک غنیم جنگی جہاز گرفتار کیا اور اُسکے قیدیوں سے طورغود کی مرسلہ خبریں بالکل صحیح ثابت ہوئیں، پھر پیالہ پاشا کو دو مختصر بیڑے مصطفےٰ بک حاکم مڈیلی اور قورداد غلی احمد بک حاکم روڈس کے بھی اسی سمندر میں ملگئے انکو ساتھ لئے ہوئے وہ آگے بڑھا، چار دن بعد طرابلس کے نزدیک ایک جزیرہ غوزہ نامی میں اسکا قیام ہوا۔ اور اسیروں سے بار دگر حالات دریافت کرنے سے پتا چلا کہ دول متحدہ کا بیڑا جربہ کے سمندر میں لنگرزن ہے اور اس میں (۶۳) گالون کی وضع کی اور اسی قدر کارک کی وضع کی اور (۴۵) گالی وضع کی کشتیاں ہیں اور سب چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات ملاکر دوسو کے قریب جہازات غنیم کے بیڑہ میں ہیں۔ پیالہ پاشا نے یہاں سے اپنا راستہ بدلدیا اور پہلے خلیج سفاقس کی جانب چلا جہاں کرکنہ کے مختصر جزیروں کے سامنے لنگرزن ہوا اور دوسرے دن صبح کو وہاں سے کوچ کرکے ایک دن بعد یوم ثانی کی شام کو جربہ کے مقابل جا پہنچا۔ وہ جزیرہ مذکور سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنگی ہیئت بناکر آگے بڑھ رہا تھا کہ غنیم کا بیڑا کھلے سمندر میں صف بستہ نظر آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امیر البحر انڈریاڈو ترکی بیڑہ کی خبر پاکر آٹھ میل آگے بڑھ کے صف بستہ ہوگیا تھا، مورخین یورپ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں انڈریاڈو کے زیر کمان دوسو جہازات تھے اور وہ جنیوا، فلورنسہ، سسلی، مالٹا، اور اسپین کی حکومتوں کے جہازات سے ملکر مرتب ہوا تھا جسکے علاوہ

جنرل ڈیون الوار کی ماتحتی میں آٹھ ہزار پیدل فوج بھی تھی اور ان دونوں نے دول مذکورہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس فوج تمام شمالی افریقہ کے سواحل کو مملکت مصر تک فتح کر لینگے اور جزیرہ جربہ میں پورے پانچ مہینے ان لوگوں نے مضبوطی کے ساتھ مورچہ بندی میں صرف کر کے اُسے بیحد مضبوط بنا لیا تھا۔ ۱۸ شعبان ۹۶۶ھ کو بوقت فجر ترکی بیڑہ جہاز حملہ کرنے کیلئے بڑھا اور جیسے ہی دونوں بیڑے ایک دوسرے کو نظر آنے لگے جانبین سے صف بندی ہونے لگی، عثمانی جہازوں نے اپنی تیز دم توپوں پر بتی رکھدی اور غنیم کے بہت سے جہازوں کو تباہ کر ڈالا پھر جب غنیم کے بڑے غالون جہاز بیکار ہو کر آتشباری سے رُک گئے تو ترکوں نے موقع غنیمت جانکر اپنی تیز رفتار کشتیوں کا ایک حصہ آگے بڑھا کے دشمن کے جہازوں کو دو حصوں میں منتشر کر ڈالا اور اس طرح غنیم کے چودہ جہاز جربہ کے لنگر گاہ میں جا گھسے اور انڈریا ڈوریا کا ماتحت بڑا حصہ کھلے سمندر کی طرف راہ فرار لیا۔ پیالہ پاشا غنیم کو کہاں دم لینے دیتا تھا اُسنے معًا ایک حصہ اپنے بیڑہ کا جربہ کے سامنے چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بیڑہ کا تعاقب کیا۔ اور (۲۸) غلیون اور (۲۰) ثانیہ قسم کے جہازات گرفتار کر لئے مگر ان جہازوں میں سے بڑا حصہ بوجہ گولہ باری سے بیکار ہو جانے کے غرق ہو گئے، امیر البحر انڈریا ڈوریا بے شمار قیدیوں کو ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا، اسیران جنگ میں بہت سے یورپ کے امیرزادے اور شہزادے تھے جنکو انڈریا ڈوریا بہت کچھ سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ لایا تھا۔ غنیم کا بیڑہ اس طرح برباد کر کے پیالہ پاشا نے جربہ پر حملہ کیا اور خشکی کی جنگ چھیڑ دی جنرل ڈیون لوفار آٹھ دن سے زیادہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور بُری طرح شکست اُٹھا کر بھاگا لیکن راہ فرار بھی بند تھی چنانچہ وہ مع تمام امرائے یورپ کے ترکوں کی قید میں آگیا، عثمانی افواج نے اس فتح عظیم کا مژدہ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا اور خود بہت جلد جزائر جربہ اور طرابلس اور سنا قس کی جنگی قلعہ بندی کر کے آستانہ علیہ کی طرف واپسی کی ٹھیرا دی۔ اس جنگ میں طور غود پاشا نے خشکی کے اندر وہ نمایاں کارگذاری دکھائی تھی کہ دوست و دشمن ہر شخص اسکی جراٴت و بسالت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا اور پیالہ پاشا نے اُس کی

قابل قدر مدح وعزت کرکے اُسے طرابلس وغیرہ کی حفاظت کے متعلق ضروری ہدایتیں کیں پھر وہ دارالخلافت کی طرف چلا گیا +

۲ محرم ۹۶۸ھ کو یہ ظفریاب بیڑہ شہر اسلامبول کے سامنے پہنچا اور سلطان اُسوقت دریا کے کنارہ ایک محل میں بیٹھا ہوا جہازوں کی آمد کا نظارہ دیکھ رہا تھا تمام ارکین سلطنت اور عمائد مملکت اُس کے پاس موجود تھے۔ اور سفراے ممالک یورپ بھی حاضر تھے ترکی بیڑے فتح وظفر کے جھنڈے اڑاتے ہوئے سہانی چال سے آبنائے شاخ زریں میں خراماں آرہے تھے جنکے پیچھے دشمنوں سے چھینے ہوئے جہازات مال غنیمت سے بھرے ہوئے بندھے تھے، پیالہ پاشانے اسپین کا نشان فوج اوندھا کرکے وسط جہاز میں لٹکا رکھا تھا جس سے علامت حزن وملال ظاہر ہو رہی تھی اور اسیران جنگ کو جہاز کے پچھلے حصہ میں ایک نمایاں مقام پر کھڑا کیا گیا تھا، جسوقت عثمانی بیڑہ اس طرح آرہا تھا تو شاہ جرمنی کے سفیر نے اٹھکر سلطان سلیمان کو فتح کی مبارکباد دی اور سلطان نے اس کو خفیف کرنے کیواسطے فرمایا "اگر انسان یہ سوچتا ہے کہ اس عظیم الشان توفیق کو وہ محض عنایت ایزدی سے حاصل کرسکتا ہے تو پھر اُسے فخر وغرور کی کوئی حاجت نہیں رہتی" +

فتحمند ترکی سپاہ کے بشاش چہرے شاخ زریں کے آئینہ نما پانی میں اپنا عکس ڈال رہے تھے اور تمام مخلوق اُنکو دیکھکر مسرت سے باغ باغ ہوئی جاتی تھی جلوس گزر چکا تو امرائے جہازات سلطانی دربار میں حاضر ہوئے اور سلطان نے سب کو علی قدر مراتب انعامات سے سرفراز کیا۔ اور پیالہ پاشا کو خاندان شاہی کی ایک شہزادی سے بیاہ دیا گیا جو بے نظیر عزت تھی +

جزیرہ مالٹا کا محاصرہ

دولت عثمانیہ نے دیکھا کہ جزیرہ مالٹا کے نائٹ اور سینٹ یوحنا کے گروہ والے برابر ترکی جہازات کو ستاتے رہتے ہیں اور زمین کی رعایا کو دق کرنے سے باز نہیں

اور صاحب عزم حکمران تھا، اُس نے دولت عثمانیہ کے نظم ونسق کے لئے ایسے شائستہ قوانین تیار کئے جو نہ اُس سے پہلے تھے اور نہ بعد میں ہوئے، اُس نے قلمرو عثمانیہ کو کئی صوبوں پر تقسیم فرماکر ہر صوبہ میں فوجی چھاونیاں اور حکومت کے علیحدہ علیحدہ دفتر قائم کئے، مالی آمد وخرچ کا حساب مرتب کرایا اور نظام سلطنت کو وہ شایان شان ترقی دی جو تاریخ میں بے نظیر پائی گئی اسی لئے اُسے مورخین نے قانونی کا معزز لقب عطا کیا ہے۔ اس سلطان کی طبیعت بھی آبادی ملک، اشاعت علوم، اور مفید خلائق کاموں سے خاص اُنس رکھتی تھی۔ اُس نے ۹۴۳ھ میں روضۂ نبی صلعم کو از سر نو بنوایا، اور ۹۶۵ھ میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا منبر خانہ کعبہ میں ارسال کیا جو اب تک موجود ہے۔ بہرحال اُس کے اوصاف بے حد و بے شمار ہیں جنکی گنجائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہوسکتی اور بالاختصار یہ کہدینا کافی ہے کہ وہ شاہان آل عثمان میں سب سے مشہور اور زبردست بادشاہ گزرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

---

(۱۱) سلطان سلیم خان دوم*

۹۷۴ — ۹۸۲ھ

سلطان سلیمان خان قانونی نے قلعہ اسکدار کے سامنے وفات پائی اور وزیر اعظم صوقوللی محمد پاشا نے یہ خبر اپنے ایک معتمد حسن چاویش کی معرفت شہزادہ سلیم خان حاکم کوتاہیہ کے پاس ارسال کی تو وہ فوراً آستانہ علیہ میں جا پہونچا اور ۹ ربیع الاوّل ۹۷۴ھ کو اپنے اجداد کے تخت پر جلوس فرما ہوگیا۔ سب سے پہلے شیخ الاسلام ابوالسعود آفندی اور اسکندر پاشا نائب سلطان نے اُس کے ہاتھوں پر بیعت کی اور بعدازاں جملہ وزرا و امرا اور ارکان سلطنت سے بیعت لیگئی، پھر سلطان سلیم خان دوم نے اپنے اجداد کی قبروں پر حاضری دی اور ان امور سے فراغت کرکے بلگریڈ کی طرف چلا جہاں ترکی فوج موسم سرما بسر کرنے کیلئے پڑی تھی اور وہاں وزیر اعظم، فوج، اور باقی امراء نے
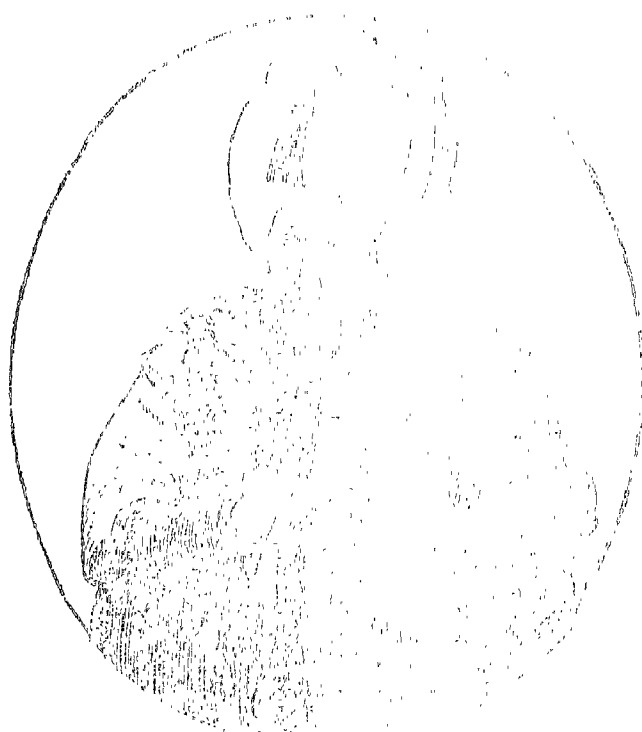
اُس سے بیعت کی ⁂

ینی چری سپاہ حسب عادت انعام جلوس کی خواہاں ہوئی تو سلطان سلیم دوم نے انکار کر دیا، اسپر وہ لوگ بگڑ بیٹھے اور نہائت نا مناسب حرکتیں کرنے لگے، وزیر اعظم اور دیگر وزراء نے سمجھایا بھی کہ صبر کرو، دار الخلافت میں پہنچکر تمہیں حسب معمول عطیات سلطانی دلوا دیئے جائینگے مگر کمبخت او شوخ چشم ینی چری کب مانتے تھے انہوں نے وزرا کی سخت توہین ہی نہیں کی بلکہ وزیر دوم پیرتو پاشا کو قتل بھی کر ڈالا، آخر وزیر اعظم نے سلطان سے عرض کی کہ یہ فتنہ کسی طرح مٹائیے چنانچہ سلطان سلیم خان دوم نے اُن سے خود وعدہ کیا کہ آستانہ علیہ پہنچکر انعامات ملیں گے تب وہ خاموش ہوئے مگر ان کو واپسی دار الخلافت کے بعد اقرار کو سزائیں دی گئیں۔ اور جب کپتان پیالہ پاشا سواحل ایطالیا سے مظفر و منصور واپس آ گیا تو خزانہ سلطنت معمور ہونے پر ینی چری سپاہ کو انعام تقسیم ہوا ورنہ اس سے پہلے خزانہ خالی تھا اور اسی لئے انعام کے عطا کرنے میں تامل کیا گیا تھا ⁂

سلطان سلیم خان دوم دار الخلافت میں آ گیا تو شاہ آسٹریا نے اُس کے پاس ایک خاص سفارت بھیجکر مبارکباد جلوس کہلا بھیجی اور معاہدہ دوستی کی تحریک کی چنانچہ اوائل رمضان ۹۷۵ھ میں اس مضمون کا عہدنامہ تحریر ہوا کہ شاہ آسٹریا ۳۰۰۰۰ ڈیوک سالانہ حسب دستور سابق خراج ادا کرتا رہیگا اور سابقہ روابط برقرار رہینگے، جس کے ساتھ ہی حکومت آسٹریا بنام ٹرینسلوینیا اور افلاق کو دولت علیہ کا ماتحت تصور کریگی اس کے ماسوا شاہ پولینڈ سے بھی معاہدۂ صلح کی تجدید ہوئی جسمیں باب عالی نے پولینڈ کو بغدان کا حلیف مان لیا تھا۔ یہ تمام کارروائیاں صقوللی محمد پاشا وزیر اعظم کی مخلصانہ تدبیر سے انجام پائیں جو سلطنت کی اندرونی خرابی کو درست کرنے کے لئے مہلت کا خواہاں تھا ورنہ اگر خدانخواستہ کسی سے جنگ پیش آ جاتی تو تمام بھرم بگڑ جاتا۔ ان معاہدات سے فراغت حاصل کرکے آستانہ علیہ میں سلطانی حکم سے فتح کا جشن منایا گیا، اور تمام سلاطین ایشیا اور شاہان یورپ کے سفیر مبارکباد جلوس عرض کرنیکو

واسطے دربار عثمانی میں حاضر ہوئے جنہیں طہماسپ شاہ صفوی تاجدار ایران کا سفیر
بھی شامل تھا۔ سلطان سلیم دوم کے تخت نشین ہوتے ہی بصرہ کے عربوں نے اس سے
بغاوت کردی اور اپنے ایک شیخ ابن علیان کی ماتحتی میں شورش برپا کردی چنانچہ
اسکندر بیگ بلربیگ دیاربکر کی ماتحتی میں کافی تعداد کی فوج اس بغاوت کو فرو کرنے
کیلئے ارسال ہوئی اور جانپولاد بیگ سنجق بیگ اور دوسری فوجیں لیکر بحیرہ کے راستہ
سے دریائے فرات میں ہوکر اس کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا۔ جانپولاد بیگ کے ساتھ
پانچ سو یا چھ جہازات اور کشتیاں تھیں غرضکہ کئی ایک خونریز معرکوں کے بعد ترکوں
نے اہل عرب کو زیر بنا لیا اور ابن علیان نے خزانہ بصرہ میں (۱۵۰۰۰) دینار سالانہ
داخل کرتے رہنے کی قرارداد پر ۹۷۶ھ میں امان حاصل کرلی، پھر دوسرے سال
عثمانی افواج سنان پاشا حاکم مصر کی ماتحتی میں ملک یمن کی فتح کا تکملہ، وہاں کی بغاوت
کا خاتمہ، اور پرتگالی قبضہ کر لینے والوں کو وہاں سے بدر کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔
جنہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور شہر صنعا کو فتح کر لیا، یمن کا سلطان شریف
مطہر بن یحیی حکومت عثمانیہ کا ماتحت بنگیا اور سنان پاشا نے اپنے ایک ماتحت افسر
عثمان پاشا نامی کو وہاں کا گورنر مقرر کرنے کے بعد مصر کی جانب مراجعت کی۔

ان واقعات کے بعد سلطان سلیم دوم نے دو جنگی بیڑے پیالہ پاشا اور طرابلس
کی شورش شکنی کیلئے روانہ فرمائے جو اپنی خدمات بخوبی ادا کرنے کے بعد واپس
آگئے اور ان میں پیالہ پاشا کو بحری کمان سے معزول کر کے بجائے اس کے موذن
زادہ علی پاشا کو متعین کیا گیا جو شہید کے نام سے مشہور ہے، اسی زمانہ میں حکومت
فرانس و دولت علیہ کے مابین پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور اس کے قلوب میں رسوخ پیدا کرنے کے
درپے ہوئی تھی اور آخرکار ۹۷۶ھ میں اس نے سلطان سلیم خان دوم سے ان تمام
معاہدوں کی تصدیق حاصل کرلی جو سلطان سلیمان مرحوم کے عہد سے چلے آتے تھے۔ بلکہ
اس پر بعض مفید مطلب اضافے بھی کر لیے مثلاً دربار عثمانی میں فرانسیسی با اختیار سفیر رکھنے
کے علاوہ ان باتوں کا اضافہ ہوا کہ ہر ایک فرانسیسی رعایا کا آدمی شخصی آزادی سے ادا کرے

معاف کر دیا گیا، فرانس کو یہ حق ملا کہ اُس کی رعایا کا کوئی شخص سلطنت عثمانیہ کی علاقہ
میں بحالت غلامی نہ رہنے پائیگا - اور رہے تو آزاد کر دیا جائیگا - فرانس کے جہازات دولت
علیہ کے ماتحت مقامات کے بحری قزاقوں کی دست برد سے محفوظ رہینگے اور اگر
کہیں ایسا واقعہ ہو کہ فرانسیسی جہاز اُن کے قابو میں آجائے تو اُسے رہائی دلوانے کے
سوا اُن لٹیروں کو سزا بھی دی جائیگی، اور اگر دولت علیہ کے ساحلی مقامات میں
فرانسیسی جہازوں پر کوئی آفت نازل ہو تو عثمانی جہازات پر اُن کی امداد کرنا فرض ہوگا
اور جتنے حقوق بندقیہ والوں کو حاصل ہوئے ہیں اُن سب ہی میں فرانس والے مساوی
رہینگے، اس سررشتہ اتحاد میں مزید استحکام پیدا کرنے کیلئے یہ تجویز ہوئی کہ
ہنری دوکا اور شاہ فرانس کا بھائی پولینڈ کا حکمران بنا دیا گیا اور آسٹریا اور روس کے
مقابلہ میں ٹرکی و فرانس کا مددگار رہنا اس پر لازم کیا گیا، اس معاہدہ کی تکمیل سے پولینڈ
کا ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حمایت آگیا اور فرانس نے بحر ابیض متوسط میں اپنی تجارت
کو فروغ دینے کے علاوہ ٹرکی قلمرو کے اُن علاقوں میں جہاں عیسائی آبادی زائد تھی -
مذہبی مشن بھیجکر اپنا اقتدار اور اثر پھیلانا شروع کر دیا تھا کہ ملک شام میں فرانسیسی
اثر بہت ترقی کر گیا - مگر سچ تو یہ ہے کہ ان امتیازات ہی نے حکومت عثمانیہ کی قوت و
شوکت توڑ دی کیونکہ ان باتوں نے ٹرکی عیسائی رعایا کے تعلقات اپنے ہم مذہب اور
قوی شوکت دول یورپ کے ساتھ بڑھا دیئے اور دول یورپ نے آئے دن اپنی
قانسلوں اور سفیروں کی معرفت حکومت کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ڈھنگ
ڈال دیا جسکے لئے وہ انصاف خواہی، رفع مظالم، عدل گستری اور رفع شقاوت و تعصب
مذہب کے فرضی ناموں اور بے معنی لفظوں کی آڑ میں مشرقی سلطنتوں کو عموماً اور
حکومت عثمانیہ کو خصوصاً تنگ کرنا شروع کر دیا اور آج کسی پہلو چین نہیں لینے
دیتیں یہی حقوق تھے جنکی بنا پر دولت علیہ کے مشرقی مقبوضات کی عیسائی رعایا کا
ہر ایک فرقہ کسی نہ کسی یورپین حکومت کے دامن دولت سے وابستہ ہو کر سرکشی
دکھاتا اور آزادی طلب کرنے کیلئے اکثر تیار رہتا ہے اور دول یورپ اُن کی اعانت کو

اپنی بیکاری آری کا ذریعہ بنا رہی ہیں بالخصوص مذہبی مشنوں نے اور بھی ستم ڈھا رکھا ہے کیونکہ جیسا زہریلا مواد ان میکروبوں کے ذریعہ سے قلمرو ترکی کے جسم میں پھیلایا جاتا ہے وہ سخت مضرت رسان اور مہلک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ حکومت کی غفلت نے ایسی خرابی کو اور بھی بڑھا رکھا ہے جو خفیہ فتنہ انگیزیوں کی معقول سرکوبی نہیں کرتی اور اسکا مفصل بیان اپنے موقع پر کیا جائیگا ۔

جزیرہ قبرص کی فتح

یہ جزیرہ بنادقہ کے زیر اثر تھا اور یہاں کے رہنے والے اکثر اوقات خلاف معاہدہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی اور تجارتی جہازوں پر حملے کر بیٹھتے تھے علاوہ ازیں شہزادگی اور حکومت کو نیا کے زمانہ میں سلطان سلیم دوم کو ان لوگوں سے اسقدر تکلیفیں پہنچی تھیں کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ان لوگوں کی خبر لینے والا تھا مگر دوسری الجھنیں مانع آئیں اور اسی اثنا میں اہل قبرص جیدا اور دست درازیاں بھی کر بیٹھے جو بقول کسی "دوسرا تازیانہ" ایک اور تازیانہ ہوا " سلطان سلیم کے بہت جلد انکی سرکوبی پر آمادہ ہوجانیکا باعث ہوئیں اور اس نے (۱۵) ذیحجہ ۹۷۷ھ کو شیخ الاسلام ابو السعود آفندی سے فوجکشی کا فتویٰ لیکر (۳۶۰) جہازوں کا عثمانی بیڑہ کپتان اعظم موذن زادہ علی پاشا کے زیر کمان روانہ کردیا جسپر انا طولیا فوج کا بیشتر حصہ، اکثر حکام ولایات کی فوجیں، اور ینی چری سپاہ کے پانچ ہزار جوان سوار تھے ۔ ینی چری فوج کی کمان سردار وزیر لالا مصطفیٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی " اور وزیر سوم پیالہ پاشا جنگی جہازوں کے ساتھ جزیرہ کا محاصرہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا " تاکہ یورپ سے کسی قسم کی امداد اہل جزیرہ کو نہ پہنچ سکے ۔ یہ فوجیں اور جہازات قبرص کے بندرگاہ طوزلہ میں پہنچ گئیں تو عثمانی سپاہ نے خشکی پر قدم رکھا اور افسروں کی رائے قرار پائی کہ سب سے پہلے نیکوسیا کا قلعہ محاصرہ میں لیا جائے (Nicosia) کیونکہ یہ جزیرہ کا صدر مقام تھا چنانچہ چند روز محاصرہ کے بعد اسے بزور شمشیر فتح کرلیا اور یہاں کے

جنگ انیپختی معروف بہ جنگ لپانٹو:-

سنہ ۹۷۹ھ کے موسم بہار میں (۲۵۰) ترکی جہازوں کا جنگی بیڑہ خلیج قسطنطنیہ سے نکلا، اس بیڑہ کا افسر اعلیٰ کپتان علی پاشا تھا اور دوم افسر سردار پرتو پاشا اور اسپاہ افواج قبرص کے لئے سامان جنگ اور ذخیرۂ رسد بار تھا، چنانچہ اس بیڑہ نے وہ جملہ سامان قبرص میں پہنچایا تو وہاں سے بندرگاہ مدریس میں واپس آیا۔ جو جزیرہ رودس کے سامنے واقع ہے کیونکہ یہ خبر مشہور تھی کہ دشمن ان اطراف میں قبرص والوں کی اعانت کے لئے آگیا ہے یا آنیوالا ہے، پھر جزیرہ قبرص کی فتح کا ہر طرح تکملہ ہو لیا تو یہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی طرف گیا اور اس کے رستے میں الجزائر کے حاکم اولوج علی پاشا کا بیڑہ بیس جہازوں کا بھی اس سے آملا اور یہ مجموعی جنگی طاقت سواحل البانیا کی طرف جا کر کورفو اور کفالونیا "Cephalonie" پر حملہ آور ہوئی جو اہل بندقیہ کی املاک میں داخل تھے۔ عثمانی بیڑہ نے ان دونوں جزیروں کو تباہ کرنے کے بعد اولکون "Dulcigno" اور بار "[illegible]" دونوں شہروں پر بھی قبضہ کر لیا اور کچھ دنوں امن و امان قائم کرنے کیلئے ان اطراف میں ٹھیر کر جب کہیں دشمنوں کے جہازات کا پتا نہ پایا تو خلیج انیپختی میں آکر قیام کیا، اب جاڑوں کا موسم آگیا تھا اور جنگ کا خطرہ نہ تھا اس لئے بعض بحری سپاہی اور ینی چری فوج جہازوں سے اتر کر خشکی میں اپنے وطنوں کو چلی گئی جس کی وجہ سے بیڑہ کی فوجی قوت اور بعض جہازات بھی کم اور ناقص ہو گئے۔

بنادقہ کی امداد پر دول متحدہ کا جنگی بیڑہ انہی دنوں مسینی کے بندرگاہ میں آکر لنگر زن ہو چکا تھا اور اس میں حسب ذیل جہازات تھے:- اسپین کا بیڑہ (۷۰) جہازات کا ماتحتی امیر البحر ڈون جان کے۔ پوپ کا بیڑہ (۱۲) جہازوں کا زیر کپتان امیر البحر مارک انطوان کے۔ سسلی کا بیڑہ (۷) جہازوں کا زیر

کمان امیر البحر جان ڈوکوڈ کے - خاص اہل بندقیہ کا بیڑہ (۱۰۸) جہازوں کا بماتحتی امیر البحر وینیز کے - نابولی کا بیڑہ (۳۲) جہازوں کا، مالٹا کا بیڑہ (۶) جہازوں کا - فرانسیسی بیڑہ تین جہازون کا - جنگی مجموعی تعداد (۲۳۰) جہاز تھی اور اس بیڑہ کا اعلےٰ کمان افسر ایڈمرل ڈیوک جان آسپین کا امیر البحر تھا بندقیہ والوں کے جہازوں میں چھ جہاز غالی وضع کے تھے جنپر بہت بڑے قطر کی بھاری توپیں چڑھی تھیں، اور اسپین کے جہاز اگرچہ زبردست اور مستحکم تھے پھر بھی اُن کے پاس بندقیہ والوں کے ایسے ماعونات نہیں تھے ❊

۷ جمادی الاولیٰ سنہ ۹۷۹ھ کو جب غنیم کا بیڑہ خلیج انیپو بختی کے روبرو نمایاں ہوا تو عثمانی اعلیٰ کمان افسر موذن زادہ علی پاشا نے اپنے ماتحت پرتو پاشا سردار اولوچ علی پاشا حاکم الجزائر، جعفر پاشا حاکم ٹریپولی، اور خیر الدین پاشا زادہ حسن پاشا بحری افسروں اور تقریباً پندرہ حکام ولایات ساحلی کی ایک مجلس منعقد کی اور بہت کچھ بحث ومباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اونکو خلیج کے اندر ہی سے جنگ کرنی چاہئے تاکہ قلعوں کی گولہ باری جہازوں کے آلات اور افواج کی کمی پوری کر سکے، مگر کپتان موذن زادہ نے یہ رائے نہیں مانی اور باوجود اس کے کہ پہلے وہ کسی مشہور بحری جنگ میں افسر کی حیثیت سے نہیں شریک ہوا تھا اپنی دلیری ظاہر کرنے کیلئے کار آزمودہ افسروں کی رائے سے کلیتہً غیر متفق ہوگیا - ماتحت افسروں نے اُس کے کمانڈر انچیف ہونے کے لحاظ سے چار ناچار اُسکا حکم مان لیا اور سلامتی کا پہلو ترک کرکے خطرہ میں پڑنا گوارا کیا جب بیڑہ مقابلہ کے لئے نکلنے لگا تو اولوچ علی پاشا نے موذن زادہ پاشا سے پھر کہا کہ خیر اگر آپکو میدان ہی میں چلکر لڑنا ہے تو بہتر ہوگا کہ خشکی سے دور کھلے سمندر میں چلکر صف بندی کیجے - یہ صلاح بھی بہت مفید تھی کیونکہ بادبانی جہازوں کو پھرنے چلنے کیلئے وسیع میدان میں آسانی ہوتی ہے مگر کپتان موذن زادہ اس بات کو ماننے سے بھی انکار کر گیا - بہرحال ماہ مذکور کی دسویں تاریخ

کپتان اعظم نے بیڑہ کو خلیج سے باہر نکلنے کا حکم دیا اور زوال سے پہلے ہی پہلے تمام بیڑہ باہر آگیا، دول متحدہ کے بیڑے اسوقت خلیج پاٹراس کے اندرونی کنج میں کھڑے تھے جو مملکت موریا کے شمالی حصہ میں جزیرہ کانولاری کے پاس واقع ہے عثمانیوں نے رائج الوقت طریقہ پر اپنے جہازوں کو صف بستہ کرلیا تو دول متحدہ کے بیڑے بھی تیار ہوکر مقابل میں آگئے اور جانبین کے افسروں نے اپنے سپاہیوں کے دل بڑھانے شروع کردیئے اور دونوں طرف سے جہازوں کو بتدریج آگے بڑھایا جانے لگا یہانتک کہ ایک دوسرے کی زد میں آجانے کو ہوں متحدہ بیڑہ کے وسط سے جس جانب ایڈمرل [illegible] کے جہازات تھے دو جہاز باہر آگئے جن پر ایڈمرل [illegible] اور ایڈمرل [illegible] سوار تھے یہ دونوں ایک بیڑہ کے افسر تھے اور انہوں نے عثمانی بحری افسروں سے مقابلہ طلب کیا، چنانچہ عثمانی بیڑہ نے بھی جواب [illegible] دیا اور [illegible] پاشا اور کپتان علی پاشا اپنے جہازات وسط سے نکالکر آگے مقابلہ میں لیچلے تاکہ دشمن پر اپنی شوکت دکھائیں مگر یہ ایک نامناسب حرکت تھی اس لئے ڈون جان نے دوسری چال چلی تاکہ ترکی کمانیر کی جماعت کا خراب اثر پڑ جائے اور وہ چال یہ تھی کہ اس نے اپنے ساتھ کی چھ ماعون کشتیاں قلب سے نکالکر دوسرے جہازوں کے آگے کردیں یہ کشتیاں قلعہ کی شکل بنی ہوئی تھیں اور تمام دوسرے جہازات انکی آڑ میں رہکر مقابلہ کرسکتے تھے، عثمانی کمان افسر جنگی کاروائی سے بالکل غافل رہا لیکن علوج علی پاشا اس کو تاڑ گیا اور اس نے موذن زادہ سے کہلا بھیجا کہ ماعون [illegible] دونوں بازوؤں کی کشتیوں [illegible] زادہ [illegible] ہوا کہ وہ اپنے [illegible] ساخت کی کوئی مصلحت پیش [illegible] اور اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ [illegible] اس بات کو کیونکر گوارا کرسکتا ہوں کہ لوگ عثمانی بیڑہ کو دشمن کے سامنے سے بھاگنے والا پائیں [illegible]

کشتیاں غنیم کے لئے مورچوں کا کام دیتی رہیں اور عثمانی جہازوں کی گولہ باری سے
دشمن کو بہت کم نقصان پہنچا تاہم دشمن کی شدید آتشباری کو جھیلکر عثمانی جہازات
آگے بڑھ گئے اور دشمن پر دونوں بازوؤں کی سمت سے دھاوا کیا۔ کپتان علی پاشا
جہازات غنیم کی صف جنگ توڑ کر اس کے قلب میں گھس گیا اور امیر البحر جان
کے جہاز پر حملہ آور ہوا۔ پھر جان کے ماتحت امیروں کی دو کشتیاں اپنے امیر البحر
کو بچانے کیواسطے بڑھیں تو کپتان علی پاشا کے بھی دو جہاز آگے بڑھ آئے۔ اور
اسوقت ان جہازوں میں ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ دیکھنے والوں کا
زہرہ آب ہوا جاتا تھا۔ دو گھنٹے کامل ایسی ہی لڑائی ہوتی رہی جسکے اثنا میں کپتان
علی پاشا مقتول ہوگیا اور مارکوئس ڈانلیہ اپنا احتیاطی کالم لیکر اس کے جہاز پر قابض
ہوگیا تو اسنے ترکی کماندر کی لاش لی اور اسنے کپتان پاشا کا سر کاٹکر مستول پر لٹکا دیا۔
عثمانی جنگ آور سپاہ اپنے افسر کا اٹھا ہوا سر دیکھکر بدحواس ہوگئی اور اسکا داہنا
بازو بالکل ہزیمت پا گیا۔ عثمانی بیڑہ کا بایاں بازو جسکی کمان اولوچ علی پاشا
کر رہا تھا وہ دشمنوں پر آفت ڈھا رہا تھا اسنے جان انڈریا ڈوریا کے جہازوں کو پراگندہ
کرکے انکا اور بینڈیو والوں کے پندرہ جہاز گرفتار بھی کرلئے تھے، اور ایڈمرل جان
ڈوکوروڈو امیر البحر وینس کا سر اپنے ہاتھوں کاٹا اور اس کے ہمراہی کالم کو بالکل برباد
کر ڈالا تھا۔ وہ ایک بیڑہ کا وہ حصہ جو ترکی دہنے بازو کا مقابلہ کر رہا تھا وہ بھی بہت
کچھ نقصان اٹھا چکا تھا اور اسکا افسر امیر البحر باربریگو مقتول ہوگیا تھا۔ ترکی بیڑہ میں
سب سے زیادہ نقصان ان جہازوں کو پہنچا جو داہنے بازو کے قلب میں تھے +
اولوچ علی پاشا نے داہنے بازو کی بربادی اور کمان افسر موذن زادہ کی
شکست سے ترکی بیڑہ کی بربادی کا معائنہ کیا تو اس نے فوراً اپنے ساتھ کے
چالیس جہازوں کا مثلث بنا کر دشمن سے چھینی ہوئی کشتیاں وسط میں کرلیں اور
غنیم کی جنگی صف کو توڑتا ہوا صاف معرکہ سے نکلتا چلا گیا، اور وہ باقی جہازات جو داہنے
بازو سے بچ رہے تھے ان کے افسروں نے انہیں جزیرہ کے کنارہ لیجا کر ریت میں

دھنسا دیا تاکہ غنیم اُنکو گرفتار نہ کر سکے - اس جنگ میں ترکوں کے دو سو جنگی جہاز تلف ہوئے جنمیں سے (۹۲) غرق ہوگئے اور باقی غنیم کے ہاتھ لگے جنکو دول متحدہ کے بیڑوں نے باہم تقسیم کرلیا، (۲۰۰۰۰) عثمانی سپاہ ضائع ہوئی جنمیں سپاہی اور افسر سب شامل تھے - یورپ کے موٴرخین نے اس عظیم الشان بحری معرکہ کی مفصل کیفیت درج کی ہے اور اُن کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے متحدہ بیڑہ نے (۱۵) غالی جہاز اور آٹھ ہزار سپاہیوں اور افسروں کا نقصان برداشت کیا جنمیں بیشتر یورپ کے امیر اور شہزادے تھے - اور اسپین کے موٴرخ ڈیوتن کارگیزون نے بھی جو خود اس جنگ میں شریک تھا قریب قریب یہی حالات لکھے ہیں جو ہم نے بیان کئے - بہرحال خاتمہ جنگ کے بعد جب دول متحدہ کے بیڑے اپنے ممالک کو واپس گئے تو اُنہوں نے مشہور کردیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سر اُٹھانا غیر ممکن ہے اور آئندہ سمندر میں ہمارا ہی راج رہیگا -

اِدہر ترکوں کی سرگذشت سنئے کہ اولوچ علی میدان رزم سے نکلکر ترکی بیڑہ کی پراگندہ کشتیوں کو جمع کرتا اور ایجزائر کی محافظ کشتیوں کو ساتھ لیتا انہی کشتیوں کے بیڑہ سے آستانہ علیہ کی طرف روانہ ہوا غنیم کے پندرہ جہاز بھی مع اسیران جنگ کے اُس کے ساتھ تھے جب وہ دارالخلافت میں پہنچا تو سلطان سلیم نے اُس کی شجاعت کی قدر افزائی کی اور اُسے کپتان پاشا کے معزز عہدہ پر ممتاز کرکے قلیج علی پاشا کا لقب عنایت کیا، اُن دنوں پیالہ پاشا بھی بقید حیاۃ تھا چنانچہ سلطان نے ان دونوں آزمودہ کار افسروں کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو ترکی بیڑہ کی سابقہ عظمت و قوت قائم کرنیکا سامان کریں، اور اُن دونوں نے کمال مستعدی کے ساتھ چند ماہ کے عرصہ میں دو سو جنگی کشتیاں اور آٹھ جہاز غالی وضع کے تیار کرلئے پھر جہازوں پر کبادی اور بڑے قطر کی توپیں چڑھا کر اُنکو سابقہ جہازوں بلکہ دول متحدہ کے جہازوں سے بھی کئی درجہ زائد طاقتور کردیا -

موٴرخین نے ان تیاریوں کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے [illegible]
موٴرخ جنگ لاپانٹو کے حالات میں لکھتا ہے کہ یورپ کی دول متحدہ [illegible]

بعد خیال کر لیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سنبھلنا محال ہے اسی واسطے انہوں نے
اپنی فتح کے نشہ میں گرجے اور کلیسے بنانے شروع کئے اور سارا موسم سرما اسی طرح کی کاموں
یا عیش و عشرت منانے میں بسر کردیا لیکن ترکوں نے ایام سرما کی چند روزہ مہلت سے
اسقدر قیمتی فوائد حاصل کئے کہ آئندہ بہار میں انکا قوی شوکت بیڑہ سابق سے بھی کہیں زبر
دست بنگیا کیونکہ عثمانی بیڑے نے ابتک کسی جنگ میں ایسا شدید نقصان نہیں
برداشت کیا تھا جسقدر لاپانٹو کے معرکہ میں اسے پہنچا لہذا ترکوں کو اپنی قوت کی
تلافی کا بیحد خیال تھا اور جب انہوں نے دیکھا کہ موجودہ کارخانجات کی عمارت زیادہ
اور بڑے جہازوں کی تیاری کیلئے کافی نہیں ہوسکتی تو مقام خاص باغچہ کی وسیع
اراضی قیمتاً خرید کر کارخانہ کو وسیع کیا اور صدہا جہازات اور کشتیاں ایک ساتھ تعمیر
اور مرمت کرنے لگے، اسکے علاوہ کئی ایک گدام بھی تیار کرلئے جنمیں سامان جنگ بحری
کا فراوان ذخیرہ ہر وقت بھرا رہے، آخرکار ان کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ
سنہ ۹۸۰ھ کے موسم بہار میں قلیج علی پاشا کے زیر کمان (۲۵۰) ترکی جہازوں کا عثمانی
بیڑہ دول یورپ کو اپنی شوکت و شان دکھاتا ہوا بحر ابیض متوسط میں نکل پڑا اور انکو
دنگ بنادیا جب یہ نیا بیڑہ جزیرہ موریا کے قریب ناوارین کی کھاڑی میں پہنچا۔ تو
بنادقہ کے جہازات اسکی شکل دیکھتے ہی بھاگ نکلے، قلیج علی پاشا نے بھاگتے ہوئے
غنیم کا تعاقب نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکی بحری فوج ہنوز غیر قواعد داں ہے اور
اسکا لڑانا مفت میں شکست مول لینا ہے۔ وہ قلیج مذکور اپنی فوج کو مشق کرانے لگا۔ اور
بنادقہ والوں کا بیڑہ اسپین کے بیڑے سے ملکر لڑنے آیا بھی تو ترکی امیر البحر نے خلیج
کے اندر محصور ہوکر جنگ کرنا بہتر خیال کیا جہاں خشکی کے قلعوں سے بھی کافی مدد ملسکتی
تھی اور غنیم یہ حالت دیکھکر واپس چلا گیا۔ قلیج علی پاشا نے تمام موسم سرما فوج کو قواعد جنگ
بحری کی تعلیم اور مشق میں مصروف رکھا اور دوسرے موسم بہار تک اسکو ہر طرح قابل
جنگ بنالیا، علاوہ اسکے اتنے عرصہ میں استنبول کے کارخانہ سے جہاز سازی نے
اور بھی بہت عظیم الشان جنگی جہازات اور سریع السیر کشتیاں بناڈالیں جنکے اضافہ

نے ترکی بیڑہ کی طاقت دوچند کردی ۔

سنہ ۹۸۱ھ کے موسم بہار میں عثمانی بیڑہ جہازات (۲۵۰) جنگی کشتیوں اور جہازوں اور (۱۲) ماعون جہازوں کے ساتھ قلیچ علی پاشا اور پیالہ پاشا کی زیر نگرانی وافری بحر سفید میں پہنچکر ساحل اپالیا پر نہایت پرزور حملے شروع کردئیے، یہ خبریں اطراف عالم میں گونجی ہوئی اُن دول یورپ کے بھی گوش زد ہوئیں جن کے جنگی بیڑے محاربہ لاپانٹو میں شریک تھے لیکن انہوں نے ذرا بھی حس و حرکت نہیں کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب ترکوں کے مقابلہ پر جانا زخمی شیر کا سامنا کرنے سے کم نہیں۔ عثمانی امیر البحر نے دیکھا کہ اعدا کو سانپ سونگھ گیا اور وہ سامنے تک نہیں لیتے تو اس نے بنادقہ کے ساحلی قلعوں پر تاخت آغاز کردی اور ایک سرے سے دوسرے تک تباہ کیا بیسیوں مقامات منہدم اور مسمار کر ڈالے، آخر بنادقہ کی جمہوری حکومت ہار کر صلح کی طالب ہوئی اور طرفین میں حسب ذیل معاہدہ تحریر ہوگیا ۔

(۱) بنادقہ کی جمہوری حکومت تین لاکھ پونڈ تاوان جنگ تین سال کی میعاد میں ادا کریگی ۔

(۲) سوپاٹو کا قلعہ مع تمام توپوں کے جمہوریہ بنادقہ کو واپس کیا جائیگا ۔

(۳) جمہوریہ مذکورہ جزیرہ زانتے پر قبضہ رکھنے کا جو محصول پانچسو ڈوکٹ سالانہ عثمانی حکومت کو دیتی ہے وہ اب پندرہ سو ڈوکٹ تک بڑھا دیا جائیگا ۔

(۴) یہ جمہوری حکومت آئندہ بھی سلطان سلیمان کے عہد کی ان تمام شرائط پر عملدرآمد کریگی جو اسنے قبول کرلی تھیں ۔

(۵) جمہوریہ مذکورہ قبرص کے متعلق جو سالانہ خراج ادا کیا کرتی تھی اب اس سے معاف کیا جائیگی ۔

(۶) البانیا اور ڈلماشیا کے جو شہر جو آزاد ممالک ہیں وہ جانبین کی طرف سے اپنی قدیم حالت پر باقی رکھے جائینگے ۔

(۷) زمانہ جنگ میں دونوں حکومتوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ممالک کے جن تباہی

جہازوں اور اموال کو ضبط کرلیا ہے اُنکی واپسی اور تاوان ادا کرنا چاہئے جو جہازوں کے مالکوں کا حق ہے (ہامیر)

اس معاہدہ کے تحریر ہو جانے پر بندقیہ کی جمہوری حکومت نے فوراً تین لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ کے ترکی بیڑہ کو نذر کئے اور سالانہ خراج گزاری منظور کرلی تو یہ فتحمند بیڑہ آستانہ علیہ کو واپس آیا۔ اور یہ آخری جنگ تھی جو مشہور ترک امیر البحر پیالہ پاشا کی حیات میں واقع ہوئی پھر وہ اس کے چند روز بعد ۸۵ھ میں دار فانی سے رحلت کرگیا اور اپنے ہی بنوائے ہوئے مقبرہ میں جو مسجد پیالہ پاشا واقع محلہ قاسم پاشا میں ہے دفن کیا گیا۔

یوروپین مورخ کریسی اس آخری جنگ بنادقہ کی نسبت نہائت جل بھنکر یوں لکھتا ہے "متحدہ دول یورپ نے بنادقہ کی پیٹھ گرم کرکے صرف ایک معرکہ لاپلانٹو کا ترکوں سے جیتا تھا وہ آخر میں یہ رنگ لایا کہ ترکوں نے تمام بحر متوسط ابیض پر قبضہ کرلیا اور بنادقہ کی حکومت محو کرڈالی حالانکہ لاپلانٹو میں ترکوں نے صرف شکست کھائی تھی اور ان کی املاک کا کوئی حصہ نہیں چھینا گیا تھا"، دول یورپ نے معاہدہ مذکورہ کی خبر سنی تو انہوں نے کہا کہ ترکوں نے لاپلانٹو کا معاوضہ لیلیا، پھر اسپین نے ذاتی طور پر کچھ کر دکھانے کا خیال کیا اور اسکا امیر البحر ڈیون جان اپنے بیڑہ کو سنبھال کر ٹیونس پر حملہ آور ہوا اور کئی ایک شہر اور قلعے وہاں کے فتح کرلئے دولت علیہ کو اس امر کی اطلاع ملی تو سلطان نے فوراً تیاری کا حکم دیا اور اُسکو واپس لینے کا سامان کیا جانے لگا ۹۸۲ھ کا موسم سرما ختم ہونے سے پہلے ترکی بیڑہ ہرطرح تیار ہوگیا۔ نیز اسی اثنا میں بغدان کے حاکم نے سرکشی ظاہر کی اور خراج کا بھیجنا بند کردیا چنانچہ بری افواج نے سخت جنگ وجدل کے بعد اُسکا خاتمہ کردیا اور سلطان نے اُس کے گرفتار ہوکر حاضر دربار کئے جانے پر گردن مارنے کا حکم دیا تاکہ دوسرے سرکشوں کو عبرت حاصل ہو۔

ٹیونس کا عثمانی صوبہ بنالیا جانا:- خیر الدین پاشا باربروس اور سلطان حسن حفصی

کے مابین جو لڑائیاں واقع ہوئیں اُنکا ذکر پچھلے ابواب میں آچکا ہے اور بیان ہو چکا ہے کہ شارلکان شاہ اسپین نے سلطان حسن کو امداد دیکر اپنے آبائی ملک پر قابض بنا دیا تھا۔ اور اِس امداد کے معاوضہ میں اسپین نے کچھ اراضی ٹیونس کی خود بھی لیلی تھی، چنانچہ حلق الوادی کے رہگذر پر اسپین والوں نے ایک مستحکم قلعہ بنا لیا تھا اور وہاں اپنی چار ہزار محافظ سپاہ رکھا کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد سلطان حسن فوت ہوگیا اور اُسکا فرزند سلطان حمید تخت نشین ہوا۔ جو ظلم و ستم میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا، ٹیونس کی رعایا اُس کے ہاتھوں تنگ آچلی تو اُس نے اندرونی طور پر قلیچ علی پاشا سے جو اندنوں الجزائر پر حکمران تھا امداد طلب کی اور اِس نے سلطنت عثمانیہ سے اجازت اور کمک حاصل کر کے ٹیونس کو فتح کرنے کے بعد جعفر پاشا کو وہاں کا حاکم بنا دیا جس کے پاس کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑی گئی مگر حلق الوادی کا قلعہ اسپین ہی کے قابو میں رہا اور ضروری تھا کہ یہ کانٹا کسیوقت خلش کرتا چنانچہ ۹۸۱ھ میں امیر البحر ڈیون جوآن کے آتے ہی جو (۱۵۰) جہازوں کے بیڑہ سے آکر ٹیونس پہ محاصر ہوا تھا جعفر پاشا کو کمی قوت کے باعث شہر قیروآن کی طرف ہٹ جانا پڑا اور سلطان حمید نے دوبارہ تخت حکومت ٹیونس پہ بیٹھکر وہاں کے باشندوں سے انتقام کشی شروع کردی، اسپین والوں نے دیکھا کہ سلطان حمید اُن کے شرائط بھی توڑنے پر آمادہ ہے تو انہوں نے اُس کے بھائی سلطان محمد کو جو سسلی کے ایک مقام سینی نامی میں مقید تھا طلب کر لیا اور بجائے سلطان حمید کے اُسے تخت پہ بٹھا دیا۔ سلطان محمد نے بھائی کو قید کر کے بعد اُس کے مددگاروں کا جتھا توڑ دیا اور اسپین سے ایک معاہدہ کر لیا جسمیں اپنی ماتحتی کا اقرار لکھدیا تھا اور اسبات کو مان لیا تھا کہ آٹھ ہزار اسپین کی سپاہ اُن کے ملک میں بغرض حمایت رہ سکیگی، سلطان سلیم کو اُس کے کارناموں کی خبر ملی تو اُس نے ٹیونس کا صوبہ فتح کر کے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ منضم کر لینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور وزیر سنان پاشا کو بڑی فوج کا افسر متعین کر کے ۲۳ محرم سنہ ۹۸۲ھ کو ترکی بیڑہ استنبول سے روانہ کیا۔ یہ بیڑہ (۲۶۰) جنگی کشتیوں (۱۵) ماعون جہازوں اور (۱۵) فلیون

جہازوں سے مرکب تھا اور قلیج علی پاشا اسکا کمانیر بنا یا گیا تھا۔ عثمانی بیڑہ نے ٹیونس کے سمندروں میں جانے سے پہلے راستہ میں متعدد قلعے اٹلی اور سسلی کے بھی مسمار کر دئیے کیونکہ ان دونوں حکومتوں نے ترکی کے دشمنوں کا ساتھ دیا تھا۔ عثمانی بیڑے کی اس جارحانہ کارروائی سے تمام دول یورپ کے کان کھڑے ہو گئے اور وہ اپنی اپنی جگہ مدافعت کا سامان کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ سنان پاشا داہنے بائیں غیر حکومتوں کے علاقوں پر حملے کرتا بے دھڑک ٹیونس تک چلا گیا اور عثمانی فوجیں خشکی میں اتار دیں۔ سب سے پہلے قلعہ حلق الوادی کا محاصرہ کیا جو (۳۲) دن کے سخت محاصرہ کے بعد قابو میں آسکا۔ ترکی سپاہ نے قلعہ کی محافظ فوج کے چھ ہزار سپاہی قتل اور دو ہزار سپاہی گرفتار کر لئے۔ پانچسو توپیں مع بے شمار سامان جنگ کے مال غنیمت میں ہاتھ آئیں، مگر ترکی کمانڈر نے خیال کیا کہ اس قلعہ کا باقی رکھنا ہی بڑی غلطی ہے لہذا اس نے کئی ایک سرنگیں لگا کر اسے بالکل اڑا دیا اور پھر دوسرے مورچوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرتا شہر ٹیونس میں داخل ہو گیا، فتح اور داخلہ شہر کے بعد اس نے امن عام کی منادی پھروا دی۔ تاکہ رعایا مطمئن ہو کر اپنے کاروبار میں مصروف ہو جائے، اور سلطانی سکہ و خطبہ جاری کر دیا۔ پھر ایک ترک افسر کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ کافی تعداد کی فوج رکھی۔ ملک کے نظم و نسق اور حکومت کے مناسب قوانین تیار کرنے سے فراغت پائی تو سنان پاشا ٹیونس کو طرابلس الغرب وغیرہ کی طرح ایک ترکی صوبہ بنا کر مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ لئے ہوئے آستانہ علیہ کو چلا اور وہاں پہنچ کر انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا۔

سلطان سلیم خاں دوم نے ۹۸۲ھ میں بعمر (۵۲) سال دنیا سے رحلت کی، موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک نہائت خوبصورت اور اعلیٰ درجہ کا نفیس حمام بنوایا تھا ایک دن اس میں ٹہل رہا تھا کہ قدم پھسل گیا اور اس زور سے سنگین فرش پر گرا کہ تمام بدن چور چور ہو گیا، اسی ضرب کے صدمہ سے اس لئے وفات پائی انا للہ

وانا الیہ راجعون ۔ سلطان سلیم دوم نے اپنے فرزند اکبر سلطان مراد خاں سوم کے لئے تاج وتخت کی وصیت کی تھی۔ سلطان سلیم دوم بڑا جوانمرد شجاع، تیز فہم اور صلاح دوست تھا، اس نے حرمین شریفین کی امدادی رقموں میں اضافہ فرمایا، تعمیرات کا شوق اسکو بہت تھا، قصبہ چکچہ میں ایک عظیم الشان پل بنوایا، جامع مسجد ایا صوفیا کی مرمت کرائی اور اس میں متعدد مکانات نئے بنوائے۔ ورنہ جب سے یہ عمارت بنی تھی کبھی اس کی مرمت کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت گرتی بڑتی تھی لیکن وزیر اعظم صقوللی محمد پاشا کی مدبرانہ اور جنگی لیاقتوں نے بہت جلد تمام خرابیوں کو مٹا دیا اور حکومت کی قوت و شوکت اس قدر بڑھادی کہ اس کے تمام دشمن ہیبت سے تھرآنے لگے۔ اسی سلطان کے عہد میں قازان کے باشندوں نے اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے عرض کی تھی کہ دریائے ڈن جو بحر اسود میں گرتا ہے ایک نہر کے ذریعہ سے دریائے والگا میں ملا دیا جائے تو اس بحری راستہ سے ترکی فوجیں بلاد قازان میں بہت جلد اور باسانی آجاسکینگی نیز اس سے تجارت کا بہت بڑا فائدہ ہوگا ورنہ خوف ہے کہ کسی دن روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں نہ لیلے، سلطان نے بھی یہ صلاح مان لی تھی اور قاسم بک پھر کسی حاکم صوبہ کفہ کو مع کافی تعداد کی فوجوں اور جہازی بیڑہ کے اس کام کی انجام دہی پر مامور کیا تھا مگر جب ایک تہائی مسافت کے قریب نہر تیار ہوگئی تو خان کریمیا کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس نہر کی تیاری سے اس کے ملک کو کوئی ضرر پہنچے اور اس نے فتنہ انگیزی شروع کردی، ترکی سپاہ کو اس ملک کی سخت سردی کا خوف دلاکر اس بات پر آمادہ کردیا کہ وہ سرکشی کرکے کام چھوڑ بیٹھی، اور دولت علیہ نے اپنی کثیر رقم سے جو اسوقت تک صرف ہوئی تھی ہاتھ دھوکر فوجیں واپس بلالیں اور اسطرح ایک عظیم الشان مفید کام ہونے سے رہگیا۔
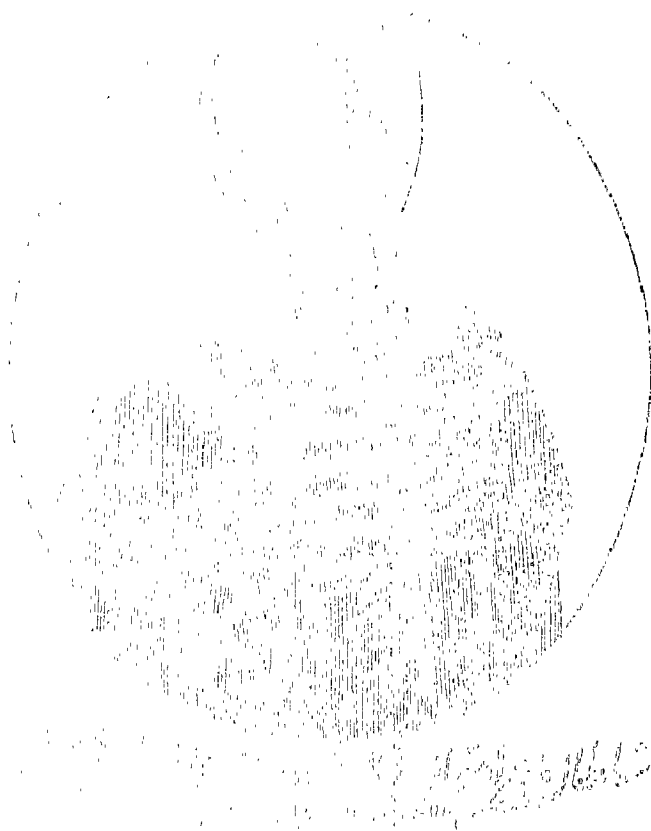
آٹھویں فصل

صقوللی محمد پاشا کی وفات سے سلطان احمد اوّل کی وفات تک کے حالات

۹۸۶ ——— ۱۰۲۶ھ

(۱۲) سلطان الغازی مراد خان سوم ابن سلطان سلیم خان دوم

۹۸۲ ——— ۱۰۰۳ھ

سلطان سلیم خان دوم کی وفات کے وقت سلطان مراد شہر مغنیسیا میں حاکم تھا، وزیر اعظم نے گیارہ دن تک، سلطان کی خبر مرگ مخفی رکھی اور جب سلطان مراد خان سوم آستانہ علیہ میں آکر تخت نشین ہوگیا تو اسوقت یہ خبر چھوٹنے پائی، سلطان مراد سوم کی عمر اسوقت بیس سال کی تھی، اس نے تخت نشینی اور بیعت لینے کے مراسم سے فراغت پائی تو اپنے مرحوم باپ کی لاش نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دفن کی اور اس سے فارغ ہوکر ینی چری سپاہ کا انعام تقسیم کرادیا جسکی مقدار ایک لاکھ دس ہزار پونڈ ہوتی تھی اور اس طرح اس نے ان بےچینیوں کا انسداد کردیا جو ایسے موقع پر تاخیر تقسیم انعام سے پیش آیا کرتی تھیں۔

جنگ وادی السبیل

سنہ ۹۸۶ھ میں یعنی سلطان مراد سوم کے جلوس سے دو سال بعد جان سیبسٹیان شاہ پرتگال نے مملکت فاس (مراکش) پر ایک زبردست حملہ کی تیاری کی۔ اور سلطان فاس شریف عبدالملک کا چچا شریف محمد متوکل شاہ پرتگال کا مددگار تھا جسنے اپنے متعدد جہازوں کو اس کی فوج کے لانے کیلئے متعین کر دیا تھا۔ شریف عبدالملک نے یہ حالت دیکھ کر سلطنت عثمانیہ سے کمک طلب کی اور سلطان مراد سوم نے الجزائر کے حاکم رمضان پاشا کو شریف عبدالملک کی امداد کا حکم بھیجا اور لکھا کہ پہلے تو جنگ ٹالنے اور صلح کرا دینے کی کوشش کرے اور اس طرح کام نہ چلے تو پھر شریف عبدالملک کو معقول امداد دے چنانچہ رمضان پاشا نے پہلے صلح کرا دینے پر زور دیا اور جب یہ تدبیر نہ چلی تو شریف عبدالملک کی سپاہ سے شریک ہو کر شاہ پرتگال اور اس کے جنبہ دار شریف محمد متوکل کی متحدہ فوج پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ و جدل کے بعد اسکو ہزیمت دی شاہ پرتگال اسی واقعہ میں مارا گیا اور پرتگال کی تمام طاقت اسی ایک لڑائی نے برباد کر دی۔ فتح کے بعد شریف عبدالملک نے سلطان کو شکر گزاری کا خط لکھا اور دو لاکھ پونڈ قیمت کا ہدیہ ارسال کر کے اپنی ارادتمندی کا اظہار کیا اور سنہ ۹۸۱ھ میں پولینڈ کا حکمران ہنری دی والو جو شاہ فرانس کا بھائی اور بلاد انجو کا ڈیوک تھا۔ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور حکومت پولینڈ کیلئے کسی نئے حاکم کا انتخاب ضروری ہوا تو سلطنت عثمانیہ نے اہل ملک کو حکم دیا کہ ٹرینسلوانیا کے حاکم ایٹن باتوری کو اپنا حاکم منتخب کرو اور انہوں نے اس کی تعمیل کی جس سے پولینڈ کا ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حمایت آگیا اور اس کے بعد شاہ جرمنی نے سلطان سے آٹھ سال کے لیے التوائے جنگ کا معاہدہ کیا اور اس عہدنامہ میں پولینڈ کو ترکی کے زیر اثر تسلیم کر لیا۔ وزیر اعظم صقوللی محمد پاشا دول یورپ اور سلطنت عثمانیہ کے مابین صلح رکھنے کا خواہاں رہتا تھا اس لئے اس نے سلطنت فرانس اور بندقیہ کے کونسلی امتیازات میں از سر نو اضافے کر دیئے اور ازابیلا ملکہ انگلستان (الزبتھ) کے ملکی تاجروں کو یہ خاص اعزاز دیا گیا کہ ان کے جہازات سواحل دولت علیہ میں برٹش

نشان اُڑا سکیں گے ورنہ پہلے بندقیہ والوں کے جہازات کے علاوہ اور ہر ایک ملک کے جہازات صرف فرانسیسی جھنڈا اُڑاتے ہوئے ممالکت ٹرکی میں آسکتے تھے +

ملک ایران پر حملہ

شاہ طہماسپ صفوی کی وفات کے بعد ایران کے شاہی خاندان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی اور خسرو پاشا صوبہ دار ارض روم نے سلطان کو ان حالات سے مطلع کر کے لکھا کہ یہ موقع ایران پر حملہ کرنے کیلئے بہت موزون ہے چنانچہ سلطان نے لالا مصطفیٰ پاشا فاتح قبرص اور سپہ سالار افواج شرق (ایشیا) کی ماتحتی میں ایران پر ایک زبردست فوج روانہ کردی جو ارض روم پہنچکر ایرانی حدود پر بڑھا اور قلعہ چلدر کے نزدیک ایرانی سپاہ سے دست و گریبان ہوگیا۔ لالا مصطفیٰ پاشا نے ایرانی سپہ سالار طوقمان خان کو بُری طرح شکست دیکر گرجستان کا علاقہ فتح کرلیا اور تفلس میں داخل ہوکر جعفر پاشا کو وہاں کے قلعہ کا محافظ متعین کیا۔ پھر ۹۸۷ھ میں اہل ایران نے چار بعد یہ آدمی کو تیار کر کے ترکوں سے مفتوحہ ممالک واپس لینے چاہے اور عثمان پاشا اور تیمور ترکی سپہ سالار نے اُنکو ہزیمت دیکر ناکام واپس کیا۔ اسی سال لالا مصطفیٰ پاشا کا تقرر صدر اعظم کے عہدہ پر ہوا کیونکہ صقوللی محمد پاشا جسنے پندرہ سال مسند وزارت کو اپنے وجود سے مشرف رکھکر سلطنت اور قوم کی مخلصانہ خدمتیں کی تھیں اور اپنا نیک نام شہرہ دوام کی فہرست میں درج کرا دیا تھا اسی سال مقتول ہوگیا اور اُس کے قتل ہونیکا حال ہم آئندہ تحریر کرینگے مگر نئے وزیر اعظم کو زیادہ دنوں تک اس عہدہ سے تمتع اٹھانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ جنگ ایران کی بعض سخت غلطیوں کے جرم میں اُسے معزول کردیا گیا اور بجائے اُس کے سیاوش پاشا وزیر اعظم مقرر کیا گیا، پھر سلطان نے فرہاد پاشا کو نئی فوج دیکر جنگ ایران کیلئے روانہ کیا لیکن چونکہ اب تخت ایران پر شاہ عباس صفوی جلوس کرچکا تھا اور یہ بیدار مغز حاکم ملک کے تمام نقائص دور کرنے کی فکر میں مصروف

تھا لہذا اس نے دولت علیہ سے صلح کرلی اور شرائط صلح یہ طے پائیں کہ آذربائیجان، شروان، لورستان، اور تبریز، کے علاقے حکومت عثمانیہ کو دیدئیے جائیں گے۔ اور شاہ عباس کا بھتیجا حیدر مرزا بطور یرغمال عثمانی دربار میں حاضر رہیگا۔ چنانچہ ۱۵۹۰ء میں یہ معاہدہ مکمل ہو کر لکھدیا گیا اور فرہاد پاشا شہزادہ حیدر مرزا کو ساتھ لئے ہوئے مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آگیا۔

مذکورہ بالا مدت میں بحری قوت کے حالات

پچھلے چودہ سال کے عرصہ میں بندقیہ کی حکومت متعدد لڑائیاں لڑتے لڑتے بیحد کمزور ہوگئی تھی اور اس کی بے شمار نوآبادیاں ترکی قبضہ میں نکل گئی تھیں اس لئے "قسمت بی بی از بیچادری" والی مثل اس کے حسب حال تھی اور وہ دولت علیہ کے ساتھ معاہدات کی پابندی رکھنے پر مسلوک رہی، اسپین فرانس اور انگلستان سے مصروف جنگ تھا اور ۱۵۸۸ء میں اس نے اپنا مشہور جنگی بیڑہ ارمادہ نامی جس میں (۱۵۰) زبردست جنگی جہازات تھے مذکورہ بالا دونوں حکومتوں کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا لیکن انگریزی بیڑہ نے اس بیڑہ کی دھجیاں اڑادیں اور اسے ایسا برباد کیا کہ ایک جہاز بھی سالم بچکر نہ آیا۔ اسپین نے اس جنگ میں تیس ہزار سے زائد بحری جنگ آزما فوج اور اپنی ساری بحری قوت تلف کردی تھی اس لئے اس میں اتنا دم داعیہ نہ تھا کہ بحر ابیض متوسط میں ترکی کے منہ چڑھنے کی ہمت کر سکتا۔ اٹلی کی حکومت اور پوپ روم اپنی اندرونی لڑائیوں میں ایسے الجھے تھے کہ انکے بیڑے بے حس و حرکت پڑے رہے، ان اسباب سے ترکی بیڑہ بحر ابیض متوسط میں بلا مزاحمت احدے ہر طرف گشت لگانے میں مصروف رہا اور اسے کوئی جنگ نہیں پیش آئی، اس کی طاقت ہر طرح مکمل اور روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے جنگ ارمادہ سے پہلے ترکی بیڑہ سے امداد بھی مانگی تھی۔ تاکہ اسپین سے بحری جنگ کرسکے اور جرمنی مورخ ہتیمر نے جارون لاطینی زبان

کے خط اپنی تاریخ میں بجنسہ شائع کئے ہیں جو ملکہ ممدوحہ نے سلطان آل عثمان کو ارسال کئے تھے اور آن میں امداد کی درخواست تھی۔ پہلا خط وزیر اعظم صقوللی پاشا کے نام ۱۵ / نومبر ۱۵۸۲ء کا لکھا ہوا ہے، دوسرا خط ۷ / نومبر ۱۵۸۷ء کا لکھا ہوا خاص سفیر کے ہاتھوں سلطان کی خدمت میں آیا تھا، تیسرا مکتوب ۳ / جون ۱۵۸۸ء کا لکھا ہے جس میں انگریزی رعایا کے قیدیوں کو رہا کرنے کی استدعا ہے۔ اور چوتھا خط مورخہ ۷ / اپریل ۱۵۸۸ء انگریزی بیڑوں کی خبر فتحیابی پر مشتمل ہے جو جنگ ارمادہ میں اہل اسپین پر حاصل ہوئی تھی۔ دولت عثمانیہ نے انگلش سفیر سے امداد کا پختہ وعدہ کر لیا تھا مگر جنگ ایران کی اُلجھن میں اُس سے یہ وعدہ وفا نہ ہو سکا، تاہم انگریزوں نے اُس مشہور جنگ کی بابت جو نظمیں اور مرثیئے لکھے ہیں اُنہیں ایک ترکی بیڑہ کا انگریزی بیڑوں کی امداد کیلئے آنا بیان کیا ہے چنانچہ اُن کے لحاظ سے ہم بھی بلا شبہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کا ماتحت ایک بحری افسر سنان رئیس نامی چند ترکی جہازوں کے بیڑہ کیساتھ انگلش چینل میں امیر البحر ڈریک، اور امیر البحر ریلی کا شریک رہا تھا اور اُس نے اپنے پندرہ جہازوں کے بیڑہ سے مملکت فاس پر حملہ آور ہونے والے پرتگالیوں کو پسپا کیا تھا، اُس زمانہ کے مورخین نے لکھا ہے کہ پرتگالی حکومت نے فاس کے سمندر میں اپنے کئی جہاز ضائع کئے تھے اور اُنہوں نے ترکوں کی بحری جنگ میں قابلیت اور دلیری مسلم مانی ہے۔ ممالک بربر کے سواحل میں متعدد جہازی بیڑے رہا کرتے تھے جنمیں سے ایک رئیس سنان کا بیڑہ بھی تھا اور ابھی تھوڑی دنوں پہلے تک انکا نام سنا گیا ہے مگر اب اُنکو الجزائر کے بحری لٹیروں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جنکے حالات ناظرین تواریخ سے مخفی نہونگے۔ پروفیسر رانک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ انگریزوں کی بحری ترقی کا زمانہ ملکہ الزبتھ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اسی وقت سے وہ ترکوں پر برتری حاصل کر چلے ... اس سے قبل تمام دنیا میں ترکی بحری قوت بے مثل تھی، واقعی یہ ہے کہ اس مورخ نے نہایت سچی بات کہی کیونکہ ترکوں کی بحری شہرت اور مہارت اور انکی دریائی جنگوں میں ترقی اور

لیاقت پہلے مدتوں بڑھتی رہتی یہانتک کہ ملکہ الزبتھ کا زمانہ آیا اور وجوہ مذکورہ بالا سے ترکی بحری قوت عرصہ دراز تک بے توجہی کے عالم میں پڑی رہی کیونکہ اب بحر ابیض متوسط میں اسکا کوئی رقیب نہیں رہگیا تھا اور بیکاری سستی کی ماں ہے۔ یہ مثل اپنا اثر دکھاگئی۔ جہازوں کی آراستگی اور بحری فوجکی مستعدی میں رفتہ رفتہ فرق آتا گیا یہانتک کہ ایک وہ زمانہ آگیا جبکہ ترکی جہازات شاذ ونادر ہی اپنے دارالصناعت سے باہر نکلتے تھے۔ بخلاف اسکے دول یورپ روزافزوں ترقی کررہی تھیں اور اُن کی جہازات افریقہ اور امریکہ اور سواحل ہند کی تلاش میں خطرناک دریائی سفر طے کرتے اور نوآبادیاں بناتے رہتے تھے، نوآبادیوں کی کثرت اور تارک الوطن اہل یورپ کا اُن میں جاکر آباد ہونا وسائل آمدورفت میں ترقی کرنیکا محرک ہوا اور یورپ میں جہاز سازی اور جہازرانی کا فن ایک وسیع علم بنگیا جسکے مفید نتائج آج ہمارے پیش نظر ہیں۔

صقوللی محمد پاشا صدراعظم کا قتل ہونا۔

جنگ ایران سے تقریباً ایک سال بعد یعنی ۹۸۷ھ میں ایک پاگل اور مجذوب شخص نے صدراعظم صقوللی محمد پاشا کو خنجر کے زخم سے شہید کرڈالا۔ یہ وزیر نہایت مدبر اور صاحب عزم تھا اُسکی رائے صائب اور خلوص نیت نے حکومت عثمانیہ کو اسقدر فوق الجانب بنادیا تھا کہ تمام دشمنوں کے دل اُس کے خیال سے لرزجاتے تھے جزیرۂ قبرص کی فتح، جنگ لاپانٹو کے بعد ترکی جنگی بیڑہ کا سنبھال لینا، اور سلطان سلیمانخان کے بعد سے ابتک نظام حکومت کا درست رکھنا، یہ تمام باتیں اُس کی ملکی سیاسی اور فوجی (جنگی) لیاقت کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ اپنے ملک اور قوم کا سچا خیرخواہ مصلحت اندیش اور بڑا باا ثر شخص تھا اور یہی وجہ ہے کہ بعض مورخین اُس کے قتل کو چند خودغرض ارکان سلطنت کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور اگر درحقیقت ایسا تھا تو یہ نہایت کمبختی کی بات تھی کیونکہ صقوللی محمد پاشا نے جس سلطنت کو مالی، ملکی، فوجی اور بحری کی بیرونی اور اندرونی قوتوں اور خوبیوں کی ترقی سے مالامال چھوڑا تھا

وہ اُس کی وفات کے چند ہی روز بعد خرابیوں اور فسادات کا ڈنگل بنگئی۔ ترک مورخین بجا لکھتے ہیں کہ صقوللی محمدؔ پاشا کی موت نے سلطنت عثمانیہ کا ایک عظیم الشان رکن منہدم کر ڈالا کیونکہ اُس کے بعد جسقدر وزیر اعظم مقرر ہوئے وہ سب باہمی جھگڑوں اور ناچاقیوں کیوجہ سے سلطنت کو نقصان پہنچاتے رہے چونکہ ترک مورخوں نے اس صدر اعظم کی موت کو عثمانی تاریخ کا سب سے بڑا مصیبت خیز واقع قرار دیا ہے اسلئے ہمکو بھی اُنکی پیروی کرنی مناسب معلوم ہوئی۔

جنگ ایران میں طوالت پیدا ہونے اور وزرائے سلطنت کی باہمی جھگڑوں نے ملکی انتظامات میں خلل و فساد پیدا کرنا شروع کر دیا اور ملک میں بےچینی کے آثار عیاں ہونے لگے فوج کی زیادتی نے مالی حالت نازک بنادی اور سپاہ کی تنخواہ اور مصارف رسد میں کمی پڑنے لگی جسکی وجہ سے وزیروں کی ناقص رائے چلن سار سکّہ میں کھوٹ ڈالنے پر مائل ہوئی اور اس طرح بازار والوں اور محکمہ رسدرسانی کے افسروں میں جھگڑا ہو پڑا فوج کے بعض حصے سرکشی پر آمادہ ہوگئے اور حکومت اُنکی گوشمالی نہ کرسکی تو اور بھی خرابی بڑھی۔

ایک نہایت اہم بات یہ بھی پیش آئی کہ صقوللی محمدؔ پاشا کی موت کے بعد وزراے سلطنت کا عزل ونصب اسقدر کثرت اور سُرعت سے ہوا جسکی نظیر کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ملسکتی چنانچہ وزیر مذکور کے بعد سنہ ۹۸۶ھ میں احمد پاشا، پھر سنہ ۹۸۸ھ میں سنان پاشا، زاں بعد سنہ ۹۹۰ھ میں سیاوش پاشا، بعدہٗ سنہ ۹۹۲ھ میں عثمان پاشا، زاں بعد سنہ ۹۹۳ھ میں جانم مسیح پاشا، سنہ ۹۹۴ھ میں دوبارہ سیاوش پاشا، سنہ ۹۹۷ھ میں دوبارہ سنان پاشا، سنہ ۹۹۸ھ میں فرہاد پاشا، سنہ ۱۰۰۰ھ میں سہ بارہ سیاوش پاشا، اور سنہ ۱۰۰۱ھ میں سہ بارہ سنان پاشا، کا صدر اعظم کے عہدہ پر تقرر ہوا۔

اسی زمانہ میں سنہ ۹۹۵ھ میں قلیج علی پاشا دلیر و آزمودہ کار بحری افسر نے رحلت کی اور ہستنبول میں اپنی مسجد کے اندر مدفون ہوا، اُس کی جگہ کپتان ابراہیم پاشا کو دیگئی اور اسی سنہ میں ینی چری سپاہ نے سرکشی کرکے محمدؔ پاشا مہتمم ٹکسال اور محمود آفندی

دفتردار کو قتل کردیا اور محلسرائے سلطانی پر حملہ کر کے سخت شرارتیں اور گستاخیاں کیں، اس سرکشی کی وجہ تنخواہوں میں کھوٹے سکوں کا ملنا تھا مگر باوجود اس کی باقی فوج نے جو زیر اطاعت تھی ینی چری سپاہ کو پسپا کیا اور قریب دو ہزار سپاہیوں کے انہیں سے سزادہی کیلئے گرفتار کر لئے گئے جو سرغنہ تھے، شاہ پولینڈ کو سلطنت عثمانیہ کی ان اندرونی خرابیوں کی اطلاع ملی تو وہ اطراف مملکت پر چھاپے مارنے لگا اور سلطان نے خان کریمیا کو اسکی سرکوبی کا حکم دیا اسی سال سرزمین مغرب سے اولوچ حسن پاشا مشہور بحری افسر آستانہ میں آیا جسکو عثمانی بیڑہ کی کمان سپرد کیگئی اور وہ بیڑہ کو تیار کر کے سواحل بربر کی طرف لیگیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد ۹۹۵ھ میں اس نے دار فانی سے رحلت کی اور قلنج علی پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، اولوچ حسن پاشا کے بعد ترکی بیڑہ کی کمان شغالہ زادہ سنان پاشا کو ملی اور وہ بیڑہ کو لیکر حسب معمول خلیج انیہ بختی کی طرف گیا تاکہ یورپ کی بحری حکومتوں کی جہازات کی حرکت پر نظر کرتا رہے۔ پھر جب ہنگری والوں نے دولت علیہ کے حدود پر شور و شر مچایا تو سلطان نے صدر اعظم سنان پاشا کو افواج قاہرہ کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور اس نے ۱۰۰۲ھ میں اہل ہنگری کو شہر بودین کے اطراف سے پسپا کردیا اور متعدد لڑائیوں کے بعد جنکا تفصیلی ذکر باعث طوالت ہے انپر کامل فتح حاصل کی اور ان کیلئے کئی ایک قلعے چھین لئے۔ پھر ۱۰۰۳ھ میں منجائیل افلاق کے حاکم نے سرکشی پر آمادہ ہو کر ترکی فوجوں کو دریائے ڈنیوب کے اس پار تک ہٹا دیا اور دوبارہ حملہ کر کے جورجوفو کے نزدیک بار دیگر شکست دی اور نیکوپولی کا شہر ترکوں سے چھین گیا۔

جنگ آسٹریا

ینی چری سپاہ کی سرکشی کا برا انجام مملکت کے نظام میں ابتری پڑنا تھا اسلئے وزرائے دولت نے یہ خیال کیا کہ اس وحشی فوج کو جنگ میں مصروف کردیں تاکہ انتظام سلطنت کے لئے وسیع اور خالی میدان ہاتھ آئے۔ چنانچہ حسن پاشا حاکم بلاد

بوشناق کو ملک آسٹریا پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا جسکے حکمران نے اہل ہنگری کو امداد دی تھی، لیکن حسن پاشا جب مملکت کروآسیا میں داخل ہوا تو آسٹریا والوں کی کمینگاہ میں پھنس گیا اور وہ مع اپنی اکثر فوج کے مقتول ہوگیا، بقیۃ السیف ترکی سپاہ نے واپس آکر یہ خبر پہنچائی تو وزیروں میں اب یہ کھچڑی پکنے لگی کہ کیا کرنا چاہیے؟ آیا انتقام کی تیاری کیجائے یا جنگ میں پھنسنے کی خرابیوں سے الگ رہنا بہتر ہے - کثرت رائے کا پلہ مخالفت جنگ کی طرف جھکا ہوا تھا اور شیخ سعد الدین آفندی ترکی سلطان کے اُستاد نے یہ کہکر امتناع جنگ کو قوت دینی چاہی کہ میں ایک تاریخ حکومت عثمانیہ کی مرتب کر رہا ہوں اور ابتک اُس میں یہ واقع درج کر چکا ہوں کہ اس زمانہ میں سلطان کے ایک خادم نے شاہ ایران کے بھتیجے کو پکڑ کر دربار سلطانی میں حاضر کیا ہے اور شاہ آسٹریا نے دو سال کا پیشگی خراج دربار سلطانی میں بھیجدیا ہے" مگر سنان پاشا وزیر اعظم کو یہ خیال تھا کہ فرہاد پاشا فتح ایران کی بازی لیکر اُس سے زائد عزت و مرتبت حاصل کر چکا ہے - اور میں اگر آسٹریا کی فتح سے ناموری نہ حاصل کروں تو اُس سے جھینپنا پڑیگا اس لئے وہ بول پڑا مگر جناب آپ اس قدر واقعات کے بعد یہ بھی تو لکھ سکتے ہیں کہ - اور سلطان کے دوسرے خادم نے شاہ آسٹریا کو دستگیر کر کے حاضر دربار کیا "، غرضکہ اُس نے اپنی بات ور رکھی اور جنگ کی تیاری کرنے لگا - گو موسم خلاف تھا اور سردی خوب زور دکھا رہی تھی تاہم اُس نے فوجوں کو روانہ کردیا اور شہر بلگریڈ پر جاکر دم لیا - اور آسٹریا سے جو لڑائی اس مرتبہ چھڑی اُس نے بہت طول کھینچا اور ایران کی جنگ سے اس کی مدت کہیں زیادہ بڑھ گئی - یہانتک کہ اس جنگ کا خاتمہ سلطان احمد اوّل کے عہد سنہ ۱۰۱۵ھ میں ہوا جبکہ زیدوہ ترک یہ [illegible] " کا معاہدہ تحریر کیا گیا ؂

ہم نے یہ تمہیدی حالات اس لئے بیان کر دئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ سلطان مراد سوم کے عہد میں اس جنگ نے کیا نتائج پیدا کئے ؂

سنہ ۱۰۰۳ھ میں سلطان مراد سوم نے بعمر (۵۰) سال دنیا سے رحلت کی، اور چونکہ

وہ بڑا عشرت دوست واقع ہوا تھا اور عورتوں پر بیحد دلدادہ تھا اس لئے اُس نے ایک سو پندرہ بیٹے اپنی یادگار چھوڑے تھے وہ بعض علوم اور شعرگوئی میں بھی مشغول رہتا تھا۔ عربی، فارسی، اور ترکی میں اُسکی بلیغ نظمیں بہت عمدہ ہیں، تصوّف کی طرف زیادہ رغبت تھی اور علما، و مشائخ کی صحبت کا شوق رکھتا تھا، اور اسکا عہد حکومت عثمانیہ کے قوانین اور نظم ونسق میں خلل آنیکا دیباچہ کہا جا سکتا ہے +

(۱۳) سلطان محمّد خان سوم ابن سلطان مراد خان سوم

۱۰۰۳ ——— ۱۰۱۲ھ

سلطان مراد خان سوم نے وفات پائی تو اوس کا فرزند سلطان محمد خان سوم مغنیسیا کا حاکم اور وہیں موجود تھا، خبر مرگ پدر سنکر آستانہ علیہ میں آیا۔ اور بلا منازعت احدے تخت نشین ہوگیا، اسوقت اُسکی عمر ۲۹ سال کی تھی، بیعت اور جلوس کے دربار سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلے اُس نے اپنے بھائیوں کو جنکی تعداد اُنیس ۱۹ تھی قتل کرادیا اور اپنے باپ کی دس حاملہ بیویوں کو دریا برد کرادیا اِس کے بعد محل سرائے سلطانی کے ملازموں اور عہدہ داروں پر ہاتھ صاف کیا اور اُنکو برباد و متفرق کر ڈالا، ان امور سے اُسکا مقصد فتنہ وفساد کی بیخکنی تھا اور اُسکی عقل یا اُس کے مقرب لوگوں کی دانشمندی کی پرواز اِسی امر سے معلوم ہوسکتی ہے۔ سلطان محمد سوم نے وزیروں کو بھی تبدیل کردیا۔ فرہاد پاشا صدر اعظم بنایا گیا، اور سنان پاشا امیرالبحر کو معزول کر کے بجائے اُس کے خلیل پاشا کا تعین ہوا +

آسٹریا کی لڑائیاں

جن وجوہ سے دولت علیہ اور حکومت آسٹریا کے مابین سلسلۂ جنگ آغاز ہوا تھا

بیان پہلے ہو چکا ہے، اور جب حکومت عثمانیہ نے منجائیل بک حاکم افلاق، اور سجسمونڈ حاکم ٹرنسلونیا کی سرکشی حد سے بڑھتی دیکھی تو زیر کمان سنان پاشا وزیر اعظم کے ایک جرار فوج مامور فرمائی اور سنان پاشا کے فرزند محمد پاشا کو ہنگری کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا تاکہ وہ آسٹریا والوں کی پیش قدمی روکتا رہے۔ لیکن ان تمام تیاریوں سے کوئی نفع نہیں حاصل ہوا اور میخائیل فتح پر فتح حاصل کرتا آگے بڑھتا چلا آیا، اس نے بکرش و "Bucharest" اور ترگوشتہ "Tergovisto" کے دونوں قلعے وہاں کی محافظ سپاہ کو تہ تیغ کرنے کے بعد چھین لئے۔ اگرچہ ترکوں نے ان قلعوں کی آراستگی اور استحکام میں حد سے زیادہ اہتمام کیا تھا لیکن وہ کسی طرح انکو بچا نہ سکے، پھر جب ترکی فوج ان قلعوں سے واپس آرہی تھی تو راستہ میں افلاق کی ایک فوج نے کمین گاہ قائم کرکے اسے اچانک گھیر لیا اور بالکل تباہ کر ڈالا، دوسری طرف جو فوج آسٹریا والوں کے مقابلہ اور انکو روکنے کیلئے گئی تھی اپنے افسروں کی نا قابلیت کے باعث وہ بھی مغلوب ہوگئی اور آسٹریا والوں نے قلعہ اسٹراگون پر قبضہ کرلیا۔ عثمانی افواج کو اس قدر سخت ہزیمتیں لاحق ہوئیں تو ارکان سلطنت کے کان کھڑے ہوگئے اور انہوں نے خیال کیا کہ ایک صدی سے زائد عرصہ تک دول یورپ کو ہزیمتوں پر ہزیمتیں دینے والی بہادر قوم آج ان سے اس قدر ذکیں اٹھا چکی ہے۔ اور آئندہ بھی یہ صورت قائم رہی تو دشمنوں کے دل بڑھ جائینگے اور سارا رعب و داب خاک میں ملجائیگا، پس سنان پاشا صدر اعظم نے مع شیخ الاسلام سعد الدین آفندی کے سلطان سے باصرار کہا کہ اب حضور میدان جنگ میں تشریف لیچلیں ورنہ روباہ صفت اعدا کے حوصلے بلند ہو جائینگے اور دولت علیہ کی شیر دل سپاہ پست و برباد ہو جائیگی، سلطان نے انکی درخواست مان لی اور تیاریاں ہونے لگیں لیکن آغاز سفر سے پہلے ہی سنان پاشا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ ابراہیم پاشا صدر اعظم مقرر ہوا جو فرہاد پاشا کے قتل کی سازش میں بدنام ہو چکا تھا اور لوگ اسے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے

تھے، بہرحال سلطان مع فوج کے آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر بلگریڈ میں پہنچگیا۔ تو سب سے پہلے قلعہ اکری پر " سمعلیعہ صحیح " پر محاصرہ کیا گیا اور بیس دن کے عرصہ میں اُسے فتح بھی کر لیا۔ شاہ آسٹریا اور حاکم ٹرینسلوانیا نے سنا کہ خود عثمانی سلطان میدان جنگ میں آگیا ہے اور فوج کی کمان کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی فوجیں جمع کر کے خود میدان میں نکل پڑے اور عثمانی افواج کی پیش قدمی روکنے کیلئے بڑھے۔ دونوں جانب فوجیں بمقام فلاچ اُوہ " [illegible] " ۱۵۹۶ء میں مقابل ہوئیں اور تمام دن سخت زور سے جنگ ہوتی رہی متفقہ یورپ کی فوج مورچوں کے اندر سے اُسوقت تک نہیں نکلی جبتک اُس نے ترکی سپاہ کو غافل نہیں پایا اور موقع ملتے ہی یکایک اس طرح ترکوں پر ٹوٹ پڑی کہ اونکے بڑھے ہوئے داہنے بازو کو دباتی قلب سپاہ کو چیرتی اور منتفرق کرتی سلطانی خیمہ کی طرف آگئی اور غنیم کا سواروں کا دستہ قریب تھا کہ اُسپر حملہ آور بھی ہوجائے لیکن شاہی باڈی گارڈ نے بڑھکر اُنکو روکا اور امراے دربار اِس بلا کو ٹالنے کی فکر کرنے لگے تاکہ سلطان کو خطرہ سے نجات دلاسکیں، شیخ الاسلام سعدالدین آفندی نے سلطان اور امراء کو صبر و استقلال کی تاکید کرنی شروع کی اور ایسی مؤثر تقریر فرمائی جس سے سب کے دل جوش جرات سے لبریز ہوگئے اور وہ دشمنوں پر ایکساتھ ٹوٹ پڑے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ غنیم فتح کے غرور میں اپنی ترتیب توڑکر بھاگتے ہوؤں کا تعاقب کرنے لگا تھا اور چغالہ زادہ سنان پاشا ہراول سپاہ کا افسر کمینگاہ میں بیٹھا ہوا موقع کا منتظر تھا چنانچہ جب غنیم کی سپاہ سلطانی جمعیت اور کمین میں بیٹھی ہوئی فوج کے وسط میں آگئی تو جانبین سے ایکبارگی اُسپر مار پڑنے لگی اور دم کے دم میں فتح کا پانسہ ترکوں کی طرف پلٹ گیا منتشر دشمنوں کی فوج کا بڑا حصہ میدان میں کھیت رہا اور باقی ماندہ بے حد سراسیمگی کے عالم میں بھاگ نکلا، شاہ آسٹریا اور اُسکے ساتھی حاکم ٹرینسلوانیا کا پتا بھی نہ لگا کہ کہاں گئے اور عثمانی سپاہ نے بیشمار مال و دولت اور سامان حرب بہت ضرب توپیں لوٹ لیا، ایک لاکھ لاشیں [illegible]

غنیم کی میدان میں کھیت رہیں اور سلطان نے فتح و فیروزی کے بعد دلیر و شیر دل امرا کو انعام و اکرام دیا اور بھاگنے والوں کو فوجی خدمت سے معزول کیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس ایک ہی فتح نے سلطنت کی اکھڑی ہوا پھر باندھ دی اور وہی شوکت و صولت جو سلطان سلیمان خان قانونی کے عہد میں اُسے حاصل ہوئی تھی بار دگر عود کر آئی اگر سلطان اس فتح کے بعد ہی دارالخلافت کو واپس نہ چلا جاتا اور موسم سرما حدود مملکت میں بسر کر کے اوائل بہار میں پھر آسٹریا پر فوجکشی کر دیتا تو غالبًا وہ شہر ویانا پر تسلط کر سکتا لیکن اس بے وقت کی واپسی نے آسٹریا کو دوبارہ سنبھالا لے لینے کی مہلت دیدی اور وہ مذکورہ بالا ہزیمت کے نقصانات کی تلافی کر سکی ‌◆

سلطان محمد خاں سوم دارالخلافت میں واپس آگیا تو اُسکی والدہ کی وساطت سے ابراہیم پاشا نے دوبارہ صدر اعظم کا عہدہ حاصل کرنے میں کامیابی پائی مگر وہ تھا بڑا کینہ منش اور خود غرض اسلئے اُسنے صوقللی کے فرزند حسن پاشا کو افواج ہنگری کی سپہ سالاری سے معزول کر کے الگ کر دیا۔ اور ساطورجی محمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کا خطیر عہدہ دیدیا جس میں ذرا بھی جنگی لیاقت نہ تھی چنانچہ جب اُس نے غنیم کے ایک مستحکم قلعہ پاپا کا محاصرہ کیا اور اُس سے کوئی تدبیر حصول فتح کی نہ بن پڑی تو صوبہ ٹرینسلوینیا کی طرف چلا گیا اور شہر وارات ” [illegible] “ کو محاصرہ میں لیلیا تاکہ اس طرح غنیم پر اپنا رعب قائم کر سکے، مگر ابھی وہ آسٹریا کی حدود سے تمام فوجیں ہٹا کر اس شہر کے محاصرہ کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ اہل آسٹریا پیشقدمی کرتے ہوئے شہر بودون پر حملہ آور ہو گئے اور یہاں کی ترکی محافظ سپاہ کو سخت تنگ کرنے لگے گو ترکوں نے بڑی جانبازی کر کے غنیم کو پسپا کرنے میں کامیابی حاصل کی لیکن اُنکی بہت سی فوج اور کئی ایک سردار جنگاہ میں کام آئے اور ابھی دربار سلطانی ان خرابیوں کی رفعداد کی تدابیر ہی سوچ رہا تھا کہ یکایک اُسے دوسری المناک خبر یہ ملی کہ میخائیل نے حافظ احمد پاشا اور اُسکی ہمراہی فوج کو جو شہر نیکوپولی پر متعین تھی قتل کر ڈالا، اور سلطان نے ساطورجی محمد پاشا کی ناقابلیت کیوجہ سے اُسے قتل کرا دیا کیونکہ یہ سب خرابیاں اُسی کی غفلت

سے پیدا ہو رہی تھیں ۔

قنیزہ کی مشہور جنگ

سابق الذکر حالات کے پیش آنے پر صدر اعظم ابراہیم پاشا مجبور ہوا کہ وہ جنگی کمان اپنے ہاتھوں میں لے اور دشمنوں کی سرکوبی کرے، اس میں شک نہیں کہ یہ وزیر بڑا کینہ مزاج اور خود غرض تھا لیکن اسی کے ساتھ اسمیں دلیری، لیاقت اور اقتدار کا بھی اتنا مادہ تھا کہ اس کے مخالفین اس سے دبے رہتے تھے۔ بہر حال ۱۰۰۸ھ میں وہ افواج قاہرہ کے ساتھ آسٹریا پر حملہ آور ہوا اور "قنیزہ" "Kanischa" کا قلعہ فتح کر لیا جو سب سے مستحکم مقام تھا، اس کے علاوہ کوریجہ محمود پاشا سرعسکر دریائے ڈینوب نے آگے بڑھکر میخائیل بک کو ایسی ہزیمت فاش دی جس نے پانچ سال سے دولت علیہ کی فوجوں کو تنگ کر رکھا تھا۔

چونکہ قنیزہ کی فتح سے آسٹریا کو سخت نقصان لاحق ہوا تھا اسواسطے آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ پچاس ہزار سپاہ کی جمعیت سے اس مقام کو واپس لینے کیلئے اٹھا اور تریاکی حسن پاشا نے جو اس قلعہ کا محافظ قرار دیا گیا تھا بڑی خوبی سے اسے دشمن کی دست برد سے محفوظ رکھا، اسی اثنا میں صدر اعظم ابراہیم پاشا فوت ہوگیا اور اسکی جگہ کشیجی حسن پاشا کو ملی جسے جنگی معاملات سے کوئی واقفیت نہ تھی اور کبھی اس نے میدان جنگ میں قدم تک نہ رکھا تھا اسلئے ابھی وہ دشمنوں کی خبریں منگانے میں مصروف تھا کہ غنیم نے اسطول بلگراد کے شہر کو لپیٹ کر لیا لیکن جب وہ دوبارہ قلعہ کنیزہ کا محاصرہ کرنے کو پہنچے تو تریاکی حسن پاشا جو ترکی تاریخ کا ایک ذی عزت اور نامور ہیرو ہے صرف اپنی چار ہزار سپاہ کے ساتھ آرچ ڈیوک فرڈی نینڈ کی پچاس ہزار زبردست فوج کے دھوئیں اڑا ڈالے اور اس کے جنگی ذخائر، خیمہ و خرگاہ، اور توپیں وغیرہ سب چھین لیں یہ فتح ترکی ممالک میں اسقدر مشہور ہوئی کہ جابجا اسپر اظہار مسرت کے جلسے کئے گئے۔ اور سلطان نے تریاکی حسن پاشا کو انعام و اکرام دیکر عہدۂ وزارت پر ممتاز کیا، کشیجی حسن پاشا

وزارت سے علیحدہ ہونے کے بعد اپنی کمی پوری کرنے پر مائل ہوا اور وہ بھی اسلوبی بلگریڈ کو دشمنوں سے واپس لیکر سربلندی حاصل کر سکا جسکی وجہ سے سلطان نے اُس کو صوبۂ بوسینیا کا حاکم متعین کر دیا لیکن چونکہ اُس کے اور دوسرے ترکی افسروں کے مابین کسی قدر اختلاف پڑ گیا تھا لہذا غنیم نے یہ موقع اپنی قوت از سر نو درست کر لینے اور بعض از دست رفتہ مقاموں کے واپس لینے کیلئے غنیمت سمجھکر کچھ کامیابی حاصل کر لی ؛

سنہ ۱۰۱۲ھ میں شاہ عباس صفوی فرمانروائے ایران نے دولت عثمانیہ کو آسٹریا کے ساتھ جنگ میں اُلجھا ہوا دیکھکر اُس معاہدہ کی کوئی پرواہ نہیں کی جو اُس نے فرہاد پاشا سے کیا تھا اور اعلان جنگ کر کے تبریز کو نخجیز قرآن علی پاشا سے چھین لیا۔ اور پھر صوبۂ روان پر حملہ آور ہوا۔ ابھی یہ آفت برپا ہی تھی کہ سلطان محمد خان سوم دنیا سے رحلت کر گیا جسکی عمر ہنوز (۳۷) سال سے زائد نہ تھی۔ یہ سلطان بڑا صاحب عزم عالی حوصلہ، با اقبال، عدل پسند، علماء اور نیک لوگوں کا دوست دار تھا، علوم و دستکاریوں کو ترقی دینے پر اس کی توجہ بہت مائل تھی، اگر جنگ آسٹریا کی طوالت اُسے پریشان نہ کرتی تو وہ ملکی صلاح و فلاح کے لئے بہت کچھ کوشش کر سکتا تھا۔ خاصکر صوبہ اناطولیا کی اندرونی شورش جو قرہ یازیجی اور حسن پاشا نامی دو مفسدہ پرداز حقیقی بھائیوں کی ذات سے برپا ہوئی تھی سخت وقت میں ڈالنے والی رہی یہ دونوں بغداد کے حاکم تھے اور فرقۂ جلالیہ سے تعلق رکھتے تھے شاہ عباس نے انکو بھڑکا کر آمادۂ فساد کر دیا اور دولت علیہ ایک عرصہ تک انکی سرکوبی میں مصروف رہی، پھر یہی چیری سپاہ کی سرکشی، خزانہ کی تباہ حالت، یا ایسی ہی اور باتیں اور کی موجب رہیں اس سلطان کے زمانہ میں ترکی بحری قوت کی حالت اچھی رہی اور اس کے بیڑے زیرکمان کپتان قپودان داده مصطفی پاشا کے سلطنت ... بعض متوسط پا اپنا تسلط بخوبی قائم کئے رہے۔ اس سلطان نے ... کے جہازوں کو ترکی سمندر میں آزادانہ آمد و رفت رکھنے کی اجازت دی ...

انگلستان کی رقابت جوش میں آئی اور اُن سے بھی کوشش کر کے فرانس کے برابر جہازرانی کے حقوق حاصل کر لئے ۔

(۱۴) سلطان احمد خان اول ابن سلطان محمد سوم

۱۰۱۲ ــــــ ۱۰۲۶ھ

چودہ سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا سلاطین آل عثمان میں اس قدر کم عمری میں کسی نے بھی عنان حکومت ہاتھ میں نہیں لی اس کی تخت نشینی کے وقت حکومت کی حالت سخت خطرناک تھی ایک طرف آسٹریا سے اور دوسری طرف ایران کی زبردست حکومت سے جنگ چھڑی ہوئی تھی اور تیسری سمت اندرونی فسادوں کی بھی آگ بھڑک رہی تھی اور اس نے سب سے پہلے وزراء کے مشورہ سے جنگی تیاریوں کو مکمل کیا جو اس کے والد نے ناتمام چھوڑی تھیں ۔

بقیہ حالات جنگ آسٹریا:-

جب فوجی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو لالا محمد پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر سرفراز بنا کر اُسے افواج آسٹریا کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا ، یہ سپہ سالار آغاز جنگ آسٹریا سے اُسی علاقہ کی فوجوں میں شریک رہکر وہاں کے تمام حالات کا پورا واقف کار بنگیا تھا اور جنگی مہارت اور دلیری میں مسلم الثبوت اور بے نظیر شخص پایا گیا تھا ، وہ افواج قاہرہ کو لیکر حدود آسٹریا پر گیا تو سب سے پہلے سرحدی قلعہ جات کی محافظ سپاہ میں اضافہ کیا اور پھر پیش قدمی کر کے قلعہ استراگون پر قبضہ کر لیا جو سب سے
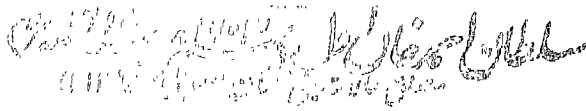
غنیم نے اُسی سے چھینا تھا اس لئے لالا محمد پاشا اس کامیابی سے بیحد مسرور ہوا۔ پھر وہ آور آگے بڑھنے کا عزم رکھتا ہی تھا کہ افلاق، بغدان، اور ٹرینسلونیا کی تینوں ریاستوں نے اُس کے پاس تحریک صلح کے پیام کئے اور وہ بھی پرنس بوسکی (جو میخائیل بک کی ہزیمت یابی کے بعد ٹرینسلونیا کا حاکم منتخب ہوا تھا) کی درخواست مانکر ٹرینسلونیا کی طرف بڑھا تاکہ آسٹریا کی فوجوں کو وہاں کے قلعہ جات سے نکالدے چنانچہ اُس نے ہنگری کا مشہور قلعہ ایوانز "Gran" جو بہت بڑا قلعہ تھا فتح کرلیا۔ اس درخواست صلح کی اصلی علت یہ تھی کہ مذکورہ بالا تینوں یورپین ریاستیں ایک عرصہ سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ محض آسٹریا کی خیرخواہی کے لئے لڑ رہی تھیں اور بار بار ہزیمتیں اُٹھانےسے بالکل بربادی کے قریب آگئی تھیں علاوہ بریں مملکت کریمیا کی سمت سے تاتاری فوجیں انکو پامال کر رہی تھیں اور یہ دونوں طرف کی زد برداشت کرنے سے عاجز تھے ؛

یہ تینوں ریاستیں جو آسٹریا کی زبردست قوت بازو رہی تھیں اُس سے علیحدہ ہوکر دولت عثمانیہ سے صلح کرچکیں تو آسٹریا کو بھی لالا محمد پاشا سے صلح کا پیام دینا ضروری معلوم ہوا ورنہ اب اُس کی خیر نہیں تھی، لیکن پاشائے موصوف کا اسی اثناء میں انتقال ہوگیا اور بجائے اُس کے قبوچی مراد پاشا سرعسکر کے منصب پر متعین ہوا یہ سپہ سالار بھی دس سال سے اسی طرف مصروف جنگ رہتا آیا تھا اور حالات گزشتہ اور موجودہ سے پوری طرح واقف تھا اُسے صلح کا مان لینا مناسب معلوم ہوا تاکہ کسی طرح یہ خونریز جنگ ختم ہو جائے اور دولت علیہ کو دوسری اصلاحات میں منہمک ہونیکا موقع ملے۔ اُس نے علی پاشا محافظ قلعہ بودین، اور وہاں کے قاضی حبل آفندی کو سفیر صلح بناکر روانہ کردیا جو آسٹروی کمشنران مصالحت کے ساتھ مقام اسٹواٹروک "Zsitvatorok" میں ملاقی ہوئے جو دریائے ڈینیوب کے کنارے اور شہر اسٹراگوں اور کامروں کے مابین واقع ہے۔ اور یہیں ۱۰۱۵ھ میں معاہدہ صلح کی شرطیں طے ہوکر عہدنامہ تحریر ہوگیا ؛

اس جنگ میں دولت عثمانیہ کو پندرہ سال تک مبتلا رہنا پڑا اور شہرہائے یانوق، اسٹراگون، اسطونی بلگریڈ، اوربشتہ، کو واپس لینے کے علاوہ اس نے تین نئے ضلعے اکری، قنیزہ، اور ایوار بھی فتح کر لئے ÷

اس جنگ میں جو خاص سرزمین آسٹریا پر ہوتی رہی جنگ آور فریقوں کے وسائل فوجکشی میں بڑا فرق تھا ترکوں کو دور دراز فاصلہ طے کر کے یہاں آنا پڑا تھا۔ اور سامان جنگ، ذخائر رسد، اور تازہ کمکوں کے لئے انکو آستانہ علیہ سے انکا انتظار رہتا تھا۔ بخلاف اس کے غنیم اپنے ملک ہی میں تھا اور ہر وقت اس کی ضروریات بآسانی مل جاتی تھیں۔ دولت علیہ کو اس میں جو کچھ کامیابی ہوئی بظاہر اسے حسن اتفاق کے سوا کچھ اور نہیں کہہ سکتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جو شان و شوکت اور رعب داب اس سلطنت کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے ۴۶ سالہ عہد حکومت میں نصیب ہوا اب اسکا کوئی وجود نہیں رہگیا تھا اور پندرہ سال تک آسٹریا سے لڑتے رہنے میں اسکو بہت کچھ مادی اور اندرونی نقصانات بھی لاحق ہوئے منجملہ ان کے چند باتیں یہ ہیں کہ آسٹریا سے جو تیس ہزار پونڈ خراج ملتا تھا وہ ایک غیر معین رقم نذرانہ کیصورت میں تبدیل ہوگیا، پھر اس طویل جنگ کے دوران میں اناطولیا کے اندرونی بغاوتمیں فرقہ جلالیہ کی سرکشیاں اور ینگچری سپاہ کی شورشیں سخت ضرر رسان بنیں جنکا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ ایران سے جنگ چھڑ گئی، طرفین کے فوجی اور مالی نقصانات بھی بیشمار تھے اور ترکوں کو تاوان جنگ میں صرف دو لاکھ پونڈ یکمشت وصول ہوئے، اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ از روے معاہدہ ترکوں کیلئے شاہنشاہ آسٹریا کو قرال یا شاہ کے لقب سے یاد کرنا غیر جائز قرار پایا بلکہ وہ اسے قیصر روما لکھنے کی پابند بنائے گئے۔ اس جنگ کے بعد ہنگری کا ملک کچھ تو عملی طور سے دولت عثمانیہ کا مقبوضہ بنگیا اور کسی قدر اس کے زیر حمایت رہا ÷

جنگ ایران

سابقہ بیانات سے منکشف ہوچکا ہے کہ شاہ ایران نے دولت علیہ کو آسٹریا کی

ساتھ سرگرم پیکار دیکھکر عہد شکنی کردی تھی اور پیشقدمی کرکے تبریز پر تسلط کر لیا تھا۔ جو
از روئے معاہدہ ترکی حکومت کو مل چکا تھا۔ سلطان احمد اوّل نے تخت نشینی کے بعد
شغالہ زادہ سنان پاشا کو عہدہ امیر البحری سے الگ کرکے ایشیائے ترکی کا عام
سپہ سالار مقرر فرمایا اور تازہ فوجیں اُس کے ہمرکاب کرکے ایرانیوں کی پیش قدمی
روکنے کا حکم دیا، مگر یہ سپہ سالار قلعہ والوں کو غنیم کے محاصرہ سے واگزار نہ کرسکا پھر وہ
مجبور ہوکر کردستان کے علاقہ میں واپس آگیا جبکہ اُس کی حالت نہائت ردی تھی
کیونکہ اُس کے ماتحت فوجی افسروں نے اُس کے احکام ماننے سے انکار کردیا تھا حالانکہ
وہ بعید صائب رائے رکھتا تھا کہ علاقہ قرّہ باغ میں جو میدان جنگ سے نزدیک ہے
موسم سرما بسر کرکے بہار آتے ہی فوراً غنیم پر حملہ کردیا جائے، پھر دوسرے سال وہ
تبریز کو فتح کرنیکے لئے روانہ ہوا تو اسکی فوج کا ہراول جس پر صفر پاشا حاکم ارض روم
افسر تھا شہر سلماس کے نزدیک شاہ عباس کی فوج سے بھڑ گیا اور دونوں میں جنگ
چھڑ گئی، ابھی عثمانی سپاہ بہت پیچھے تھی اس لئے ہراول کی مختصر جماعت کمک نہ ملنے
کے باعث ہزیمت اُٹھانے پر مجبور ہوئی اور اُسکا افسر مارا گیا، اس شکست نے باقی
ترکی فوج کے بھی اوسان خطا کردئیے اور خاصکر کردستان کے امیر اُس سے الگ
ہوگئے، سنان پاشا تھوڑی بہت باقیماندہ سپاہ کو غنیم سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ پاکر
شہروان کی طرف پسپا ہوگیا پھر وہاں سے دیار بکر کو چلا گیا جہاں اپنی ناکامی کی کوفت
میں بیمار ہوکر فوت ہوگیا، اسطرح مشرقی حدود عثمانیہ پر کوئی محافظ سپاہ باقی نہ رہی اور
ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ انھوں نے شروان اور شماخی وغیرہ علاقوں پر قبضہ
کرلیا۔ مشرقی عثمانی قلمرو میں اسکی فوجوں کا اس طرح شکست اُٹھانا دولت علیہ کیلئے نہائت
ناگوار امر تھا اور اسی سے اُس کی مادّی اور اساسی کمزوری پر استدلال کیا جاسکتا ہے،
فوجی سرداروں کا سپہ سالار اعظم کے احکام نہ ماننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ
سلطنت عثمانیہ کی باقاعدہ فوج جو عساکر سپاہیہ کہلاتی اور برسوں سے جاگیروں کی
آمدنی کھاتی رہی تھی ان دنوں نہائت بداخلاق ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے تمام فوج کے

اخلاق و قدرت پر برا اثر پڑا تھا، دولت علیہ نے اس مجبوری کا علاج یہ کیا کہ نئی بے قاعدہ فوج بھرتی کی اور یہ دوسری آفت ثابت ہوئی کیونکہ یہ نئے سپاہی صوبہ اناطولیا میں جلالیہ مذہب کے سرچشمے تھے کیونکہ جب وہ فوج سے نکال دئیے جاتے تو جا سیہ فرقہ سے جا ملتے اور لوٹ مار مچاکر اندرون ملک کے امن و امان کو غارت کردیتے تھے۔

ایک زمانہ تک حکومت کی توجہ جنگ آسٹریا کی طرف رہی اور مملکت کے انتظام کا خیال نہ آیا اُدہر سے معاہدہ صلح کے بعد پیچھا چھوٹا تھا کہ صدر اعظم قیوجی مراد پاشا بذات خاص افواج قاہرہ لیکر فرقہ جلالیہ کی خبر لینے نکلا۔ اور ابن جانپولاد، ابن قلاندر، قرہ سعید اور ار اوزدن حسن، وغیرہ جو اس فرقہ کے شیوخ تھے سب کو انکی شرارتوں کے مزے چکھاکر مظفر و منصور دار الخلافت میں واپس آگیا جس دن وہ پلٹ کر آستانہ علیہ میں آیا ہے اُسکا وہاں بڑا دھوم دھام ہی سے استقبال ہوا اور سلطان نے اُسے بڑے اعزاز و اکرام سے شرف باریابی عطا فرمایا، اس داتا وزیر نے تمام مملکت اناطولیا شریروں کے وجود سے پاک بنادی تھی اور ہزاروں مفسد قتل کرکے انکے بکثرت قیدی اور اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، پھر سنہ ۱۰۱۹ھ میں پاشائے مذکور ایران سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہوا اور اہل ایران کو انکی سرکشی کا مزہ چکھانے میں کامیاب رہا، مگر عمر کی زیادتی اور ضعیف پیری نے ایسی شدید زحمتیں برداشت کرنے سے اُسے بیمار ڈالدیا اور اُس کے حاسدوں میں سے نصوح پاشا حاکم دیار بکر نے اس موقع سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ اپنے معتمد لوگوں کو آستانہ علیہ میں بھیجکر جا بیجا اپنی حسن کارگذاری کی تعریفوں کی راگ گانے کا حکم انکو دیا تاکہ ان چاپلوسیوں سے سلطان کی نظر میں وقعت حاصل ہو اور آخر کار وہ اپنی مراد پا گیا یعنی مراد پاشا مذکور کی وفات کے بعد سنہ ۱۰۲۰ھ میں مسند وزارت اسی کو ملی۔

نصوح پاشا دل سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دولت علیہ اور شاہ عباس کے مابین صلح ہو جائے اور انکی یہ خواہش یہی برآئی اور فرہاد پاشا کے مقرر کردہ شروط پر دوبارہ صلح ہوگئی کہ شاہ ایران تبریز، روان، اور شروان، کے علاقے سلطنت عثمانیہ کو

واپس کردے اور اسکے ماسوا سالانہ دوسو بوجہ ریشمی کپڑوں اور دوسری ایرانی پیداوارن کے بطور خراج پیش کرتا رہے یہ صلح مکمل ہوگئی تو وہ ایک سال کا خراج لیکر آستانہ کو چلا آیا لیکن شاہ عباس کب وعدہ پر قائم رہنے والا تھا اُس نے نہ تو وقت مقررہ پر خراج بھیجا اور نہ سلطانی سفیر مقیم دربار ایران کا دو سال تک کچھ حال معلوم ہُوا کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا، اُس نے نہ اپنی خبر بھیجی اور نہ ایرانی تاجدار کے منصوبوں سے کوئی اطلاع دی چنانچہ سلطان کو ازسر نو ایران پر اعلان جنگ کرنا ضروری ہُوا اور ۱۰۲۶ھ میں اوکوز محمد پاشا مع افواج کے روانہ کیا گیا جسکے بعد پھر خلیل پاشا نامی دوسرے افسر کو بھیجا گیا +

اس زمانہ میں بحری قوّت کیحالت

سلطان احمد اوّل کے زمانہ میں حافظ پاشا اعلیٰ امیر البحر مقرر ہُوا اور اُس نے ایک طرح پر سلطانی توجہ کو ترکی جنگی بیڑہ کی اصلاح کیطرف مائل کرلیا جو پستی کے حالت میں گر رہی تھی۔ جب بیڑہ کی درستی مکمل ہوچکی تو امیر البحر مذکور بلاد مصر کے بندرگاہ اسکندریہ کی جانب روانہ ہُوا تاکہ حسب معمول وہاں کا سالانہ خراج وصول کرلائے اور مصر کو جاتے ہوئے جزیرہ روڈس میں چند جہازات چھوڑتا گیا۔ اُدھر وہ مصر کو چلا گیا تو یہاں روڈس کی کشتیاں بحری لٹیروں نے گرفتار کرلیں اور مع تمام سامانوں کے اُنہیں چھین لے گئے۔ حافظ پاشا استنبول میں واپس آیا تو اُسپر مذکورہ بالا غلطی کے باعث سلطان کا عتاب نازل ہونا یقینی امر تھا چنانچہ اُسے معزول کرکے خلیل پاشا قیصری ۱۰۱۸ھ میں اس عہدہ پر مامور ہُوا اُنئے کپتان نے بحری قوّت میں کوئی نئی اصلاح نہیں کی کیونکہ سلطان کی توجہ اب اسطرف بالکل نہ تھی لیکن اس زمانہ میں بحری لٹیرے سواحل بلاد عثمانیہ پر سخت آفتیں ڈھا رہے تھے اس لئے تمام ولایتوں کے حکام بارگاہ سلطانی میں فریادی ہوئے اور ترکی بیڑہ بحر اسود میں جاکر لٹیروں کی ایک جماعت کو برباد کرنے میں کامیاب بھی ہُوا جو کاسکوں کی قوم سے تھے اور سخت آفت برپا رکھتے تھے اور اسکے بعد وہ پھر استنبول میں واپس آگیا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ اعلیٰ نظم

میں ترکی بیڑہ کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوا انکے جہازات بھاری اور سست رفتار تھے اور لیٹروں کی کشتیاں ہلکی اور سریع السیر۔ اسی وجہ سے وہ تمام عثمانی ساحلی بستیوں پر چھاپے مارا کرتے اور آبنائے باسفرس تک بے دھڑک چلے آتے تھے۔ انہی دنوں یورپ کی حکومتوں نے فن جہاز سازی میں خوب ترقی کر لی تھی اور انہوں نے اپنے جہازوں کی شکل اور وضع بدلکر ان پر گراں ڈیل توپیں چڑھائی تھیں خاصکر اسپین اور انگلستان کی بحری قوت میں بڑا اضافہ ہوگیا تھا، اسپین نے سنہ ۱۵۹۱ء میں ایک عظیم الشان جہاز فلپ نامی بنوایا جسکے تین درجے تھے اور اسپر (۶۶) توپیں چڑھی تھیں۔ اور انگلستان نے برنش نامی ایک بڑا جنگی جہاز سنہ ۱۶۱۱ء میں بنوایا جسکا طول (۱۴۰) فٹ اور عرض (۴۴) فٹ تھا اور اسپر (۶۸) توپیں چڑھی تھیں، پھر اسکے کچھ عرصہ بعد دوسری سلطنتہائے یورپ نے بھی اپنی بحری قوت درست کرنے میں مذکورہ بالا دونوں سلطنتوں کی پیروی کی اور اب جنگی جہازوں کے نام بھی بدل گئے تھے۔ کیونکہ پہلے غالی، غلیون، غراب، اور ثمانیہ، ناموں کی جگہ اب انکو فرویت، قرقاطہ، اور قباق، کہا جاتا تھا ✤

سلطان احمد خان اول نے سنہ ۱۰۲۶ھ میں وفات پائی، وہ چودھواں عثمانی حکمران تھا چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوکر چودہ سال حکومت کی، اسکے مزاج میں نیکی کا احساس غالب تھا، علماء فضلاء اور سادات کے ساتھ ہمیشہ ارادت رکھتا اور بسلوک تمام پیش آتا شوق خدمت حرمین اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ بیت اللہ تمام پر سونا چڑھا دینے کا ارادہ کیا مگر مفتی محمد بن سعد الدین نے اس امر سے باز رکھا تو اس نے خانہ کعبہ کیلئے تین کمرپٹیاں چاندی کی سونے سے گنگا جمنی کی ہوئی بنوائیں تاکہ بیت اللہ کی عمارت منہدم ہونے سے محفوظ رہے اور بیت اللہ شریف اور حجرۂ نبوی صلعم دونوں پر زرکار پردے اور غلاف چڑھوا دیئے، منٰی کے نزدیک مسجد بیعت بنوائی اور شہر مکہ میں بہت سی عمارتوں کا اضافہ کیا، مصر کے دیہات خدام حرمین الشریفین کیلئے بکثرت وقف کئے اور سنہ ۱۰۲۴ھ میں (۱۱) ہیرے جنکی قیمت اسی ہزار پونڈ تھی حجرۂ نبوی صلعم کیلئے بطور نذر روانہ کئے، اور حجرۂ مطہرہ کی جالیوں کو بدلکر چاندی کی جالیاں لگوائیں جنپر سونا چڑھا

تھا اور قدیم جالیاں بطور تبرک منگوالیں تاکہ وہ اُس کی قبر پر رکھی جائیں۔ سنہ ۱۰۲۶ھ میں وفات سے پیشتر احمد پاشا حاکم مصر کو یہ حکم دیا کہ مصری آمدنی کا کچھ حصّہ حرم نبوی کی تعمیر و مرمت کیلئے ارسال کردے، ممالک عثمانیہ میں تنباکو کی کاشت اسی سلطان کے عہد سے شروع ہوئی جسے اہل ہالینڈ لائے تھے اور سنہ ۱۶۰۵ء میں اُنہوں نے اسکی کاشت آغاز کی تھی، اسکی باقیماندہ یادگاریں توپ خانہ کی عمارت اور خود اسکی ایک چھ مناروں والی مسجد ہے جو قسطنطنیہ کی تمام مسجدوں سے زیادہ حسین ہے، اسی کے عہد میں ہنری چہارم شاہ فرانس نے بائی مصطفےٰ پاشا حاکم ٹیونس، اور بائی سلیمان پاشا حاکم الجزائر کی یہ شکایت کی تھی کہ یہ دونوں حاکم بحری قزاقی کے حامی ہیں اور انگریزی جہازوں کے ساتھ ملکر فرانسیسی اور بنادقہ کے جہازوں پر حملہ کیا کرتے ہیں، اور سلطان ممدوح نے دوستانہ تعلقات کی بنیاد پر اس غلط اور بے اصل شکایت کو قبول کر کے اُن دونوں حاکموں کو معزول کردیا اور اُنکی جگہ دوسرے حکام کا تقرر کردیا حالانکہ اگر سلطان تحقیقات سے کام لیتا تو اُسے معلوم ہوسکتا تھا کہ فرانس کے تاجدار نے محض ان دونوں ملکوں کی بحری قوّت مٹانے کیلئے جو اُنہیں دونوں دلیر حکام کے دم سے قائم تھی یہ بے اصل شکائت پہنچائی اور آخر اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا۔ اس سلطان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اُس نے وراثت سلطنت کا اصول اور قانون مرتب کیا جسکے لئے پہلے کوئی مناسب طریقہ نہ تھا۔

نویں فصل (۹)

سلطان احمد اوّل کی وفات سے کوپریلی محمد پاشا کی وزارت تک کے حالات

۱۰۲۶ھ ——— ۱۰۶۶ھ

(۱۵) سلطان مصطفیٰ اوّل ابن سلطان محمد خان

۱۰۲۶ ——— ۱۰۲۷ھ

سلطان احمد اوّل کی وفات کے بعد وزیروں نے حسب وصیت سلطان مصطفیٰ سے بیعت سلطنت کی جسکی عمر بیس سال سے زائد نہ تھی مگر چونکہ اُس نے اتنا زمانہ حرم میں نظر بند رہنے کی حالت میں گزارا تھا۔ اسواسطے اُسکو ملکی اور مالی معاملات حکومت کی ذرا بھی خبر نہ تھی، اور وہ ذرا بھی حکمرانی کی قابلیت سے بہرہ ور نہ تھا، تخت پر بیٹھتے ہی بیہودہ بچپن کی حرکتیں آغاز کردیں اور خزانہ کو اُڑانا شروع کیا، وزیروں اور ارکان سلطنت نے یہ حال دیکھکر اس خوف سے کہ مبادا اندرونی خلل پیدا ہوچلے اسکی معزولی کا خیال ظاہر کیا اور تین ماہ دس یوم کے بعد مصطفیٰ آغا کوتوال شہر نے اُسکو قید کرکے حرم سرا کے اندر ایک علیحدہ مکان میں نظر بند کردیا، اُسی دن شیخ الاسلام نے سلطان مصطفیٰ کی معزولی کا فتوےٰ صادر کردیا تھا جسکے بعد سلطان احمد متوفی کے بڑے بیٹے سے بیعت خلافت کیگئی ٭
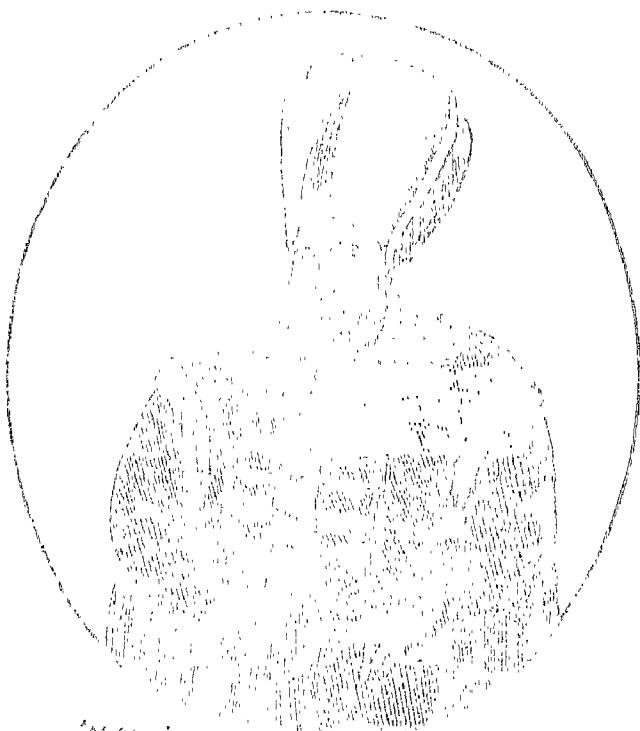
(۱۶) سلطان عثمان خان دوم ابن سلطان احمد خان اوّل

۱۰۲۷ ــــــــــ ۱۰۳۲ھ

تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اپنے سابق تاجدار سے بھی کم یعنی تیرہ سال سے زائد نہ تھی، مگر شجاعت اور عالی حوصلگی کی علامتیں اسی وقت سے اسکے بشرہ میں نمایاں ہو رہی تھیں، اسکی تخت نشینی کے بعد ہی حکومت عثمانیہ نے تمام ممالک یورپ میں سفیروں کو بھیجکر فرانس اور دیگر دول یورپ سے صلح کے معاہدے کئے اور بوہیمیا کا شہنشاہ جرمنی سے جو جھگڑا پڑا ہوا تھا اُسے مصالحت کرا کے طے کر دیا اس سلطان کی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں کپتان چلپی علی پاشا ترکوں کے بیڑوں کو بحر ابیض میں گشت لگا کر واپس لایا اور چھ کشتیاں بحری قزاقوں کی مع دو سو مختلف الجنس قیدیوں اور بہت کچھ سامان و اموال غنیمت کے بھی ساتھ لایا چنانچہ وہ سلطانی عنایت کا مستحق بنا اور خلعت و انعام سے سرفراز کیا گیا +

۱۰۲۸ھ میں ایرانیوں کی چھیڑ چھاڑ اور سرکشیوں سے دق آکر دولت علیہ نے خلیل پاشا صدر اعظم کی ماتحتی میں ایک جرّار فوج روانہ کی اور اس مرتبہ ترکی سپاہ نے شاہ عباس صفوی کو سخت ہزیمت دیکر وہ تمام مقامات چھین لئے جو پچھلی بدنظمی کے عرصہ میں ہاتھ سے نکل گئے تھے اور شاہ عباس نے نصوح پاشا کے معاہدہ کی بنیاد پر دوبارہ صلح کی درخواست کی۔ سلطان عثمان دوم کا خیال تھا کہ سلطنت و عزت کا قیام تلوار کے سایہ میں رہتا ہے اس لئے وہ کمال مستعدی کے ساتھ بحری اور برّی فوجی قوتوں کے اصلاح و تنظیم میں مصروف ہوگیا اور اسکو خوب ترقی دیکر برابر جنگ اور فتوحات کا سلسلہ قائم رکھی +

اتفاقات زمانہ نے اُس کی اس بارہ میں خوب مدد کی کیونکہ ٹرنسلونیا کا حکمران

اس امر کا خواہش مند تھا کہ آسٹریا کے علاقوں کو اپنے ملک میں بذریعہ فتح شامل کرے
سلطان عثمان دوم کو اسکا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اس نے اور بھی اشتعال دیا نہ صرف
زبانی طور سے بلکہ فوجی مدد دیکر اسکی پشت گرم کی، پھر سلطان نے صوبہ پولینڈ کی فتح
کا ارادہ کیا اور اس کے لئے فوجی تیاریاں مکمل کرلیں تو استنبول سے نکلنے کے قبل
اپنے بھائی شہزادہ محمد خان کو قتل کرا دیا تاکہ بعد میں وہ سرکشی نہ کرے مفتی کی اختیارات
گھٹا دیئے پہلے مفتی کو عہدہ داران مملکت کے عزل و نصب کے اختیارات حاصل تھے
اب اس کے پاس صرف فتوے دینے کا کام رہگیا، سلطان کی یہ کارروائی اس
خوف پر مبنی تھی کہ مبادا جس طرح مفتی نے اس سے اگلے حکمران کو فتویٰ دیکر تاج و تخت
سے الگ کردیا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک نہ کرے مگر بقول کسے کہ "تدبیر کند
بندہ تقدیر زند خندہ"، جس امر کی اس نے پیش بندی کی تھی آخر کار وہی اس کے
سامنے آیا چنانچہ آگے چلکر اسکا ذکر آئیگا۔ ان انتظامات سے فارغ ہوکر وہ تین لاکھ
جرار فوج ہمرکاب لیکر پولینڈ کی طرف چلا، خان کریمیا "جانبک گرائی" اور
"بٹلن گابر" حکمران ٹرینسلونیا یہ دونوں بھی رکاب سلطانی میں آکر شریک ہوئے
اور یہ فوج باقاعدہ مارچ کرتی ہوئی شہر شوکزم۔ یا۔ خوتین "Choczim"
کے قریب پہنچگئی تو پولینڈ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی، پولینڈ کی سپاہ وہاں سے نامور
جنرل ولنا کے زیر کمان تھی اور قلعہ بند ہوکر لڑتی رہی تھی اسلئے ترکوں کے حملے بالکل
بے سود ہوتے رہے جس میں زیادہ تر ناکامی کیوجہ ینی چری فوج کی سرکشی تھی کیونکہ
یہ لوگ جنگ کرنے سے باز آنے کی خواہش رکھتے تھے، سلطان نے یہ حالت دیکھکر
خود ہی جنگ بند کردینے کا قصد کیا تھا کہ اتفاقاً دوسری جانب سے بھی سپہ سالار کی
موت نے پیام صلح کی تحریک کرادی اور گو اس فوج کشی سے عثمانیوں کو کچھ فائدہ
نہیں حاصل ہوا تاہم وہ عزت کے ساتھ گھر کو لوٹ آئے۔ سنہ ۱۰۲۹ھ میں سلطان عثمان
دوم دار الخلافت میں واپس آگیا، اور اسی سال وہاں اسقدر سخت سردی پڑی کہ آبنائے
باسفرس برف کیطرح منجمد ہوگئی اور لوگ اسی برف پر پیادہ پا قسطنطنیہ سے اسکی اُس

تک آمد رفت کیا کرتے تھے +

سلطان نے پولینڈ سے واپسی کے بعد دفتردار مصطفیٰ پاشا کو جنگی بیڑہ کا امیر البحر مقرر کیا اور ملک شام و مصر کی طرف جانیکا ارادہ کیا لیکن خبر یہ آ گئی کہ وہ حج کا عازم ہے ینی چری فوج نے سخت غل و شور مچایا اور مفتی کو دق کر کے اُس سے یہ فتویٰ لکھوا لیا کہ سلاطین کو حج سے معافی دیگئی ہے۔ پھر وہ فتویٰ بعض معتبر آدمیوں کے ذریعہ سے سلطان کے پاس بھجوا دیا اور سلطان اُسے دیکھ کر شدت غیظ سے کانپنے لگا، اُس نے کہا کہ میں ہرگز اس بات کو نہ مانونگا اور بدمعاش ینی چری فوجوں کو اُنکے کردار کا مزہ چکھا دونگا، جب ینی چری سپاہ نے یہ خبر سنی تو وہ اَور بھی برہم ہوئے اور ایک افسر نے سلطان عثمان کو معزول کر کے بجائے اُسکے اُسکے سلطان مصطفیٰ کا تخت پر بٹھانا تجویز کیا باقی سپاہ اُس کی ہم خیال ہوئی اور سب نے سلطانی محل پر حملہ کر دیا اور سلطان مصطفیٰ کو قید سے رہا کر کے اُس سے بیعت کر لی۔ علماء نے مصطفیٰ کو مسلوب العقل ہونے کی وجہ سے ناقابل حکومت قرار دیا تو ینی چریوں نے اُنپر بھی ہاتھ صاف کیا اور آخر اُس نے بھی بیعت کرالی، سلطان عثمان دوم نے یہ حالت دیکھکر ندامت کے ساتھ ینی چری سپاہ کو رضی بنانا چاہا مگر وہ شیطان کب مانتے تھے اُنہوں نے اس سلطان کو گرفتار کر کے نہائت اہانت کے ساتھ پا پیادہ اپنے آگے فوجی بارک تک بھگایا اور آخر اُسے وہاں قید کر دیا۔ یہ ۱۰۳۱ھ کا واقعہ ہے پھر اُسکو قلعۂ یدی قلہ میں لیگئے اور وہاں داؤد پاشا کے حکم سے جو اُندنوں صدر اعظم مقرر ہوا تھا اُسے قتل کر دیا۔ ینی چریوں کی ہڑبونگ خوب زور شور پر تھی اور اس زمانہ میں تمام بدمعاشوں اور لٹیروں کی خوب بن آئی تھی، مخلوق خدا قتل و غارت کیجاتی اور شاہی خزانوں کو سخت بے دردی سے لوٹ لیا جاتا تھا، اسکے بعد ایک اَور جماعت نے سلطان عثمان دوم کے خون کا بدلہ لینے پر کمر باندھی اور اُنہوں نے داؤد پاشا کو مع اُن تمام لوگوں کے جو اس بے گناہ تاجدار کے قاتل تھے نابود کر ڈالا +

شاہ عباس کا بغداد پر قبضہ کرلینا:-

مذکورہ بالا گڑبڑ کے دوران میں شاہ عباس کو ترکی قلمرو پر حملہ کرکے اکثر شہروں اور علاقوں کا فتح کرلینا آسان ہوگیا اور انہی دنوں بغداد کی حکومت وزیر یوسف پاشا کو تفویض ہوئی تھی اتفاق سے اسکی اور ایک بڑے فوجی افسر بکر آغا صوباشی کی باہم ناچاقی ہوگئی جسکے باعث دونوں میں جنگ ہوپڑی اور بکر آغا نے یوسف پاشا کو محاصرہ میں لیکر اسکا قلعہ فتح کرلیا اور اسے قتل کردیا پھر وہ بے خطر بغداد پر قابض ہوگیا اور سلطنت کی زار حالت نے اسے مزید سرکشی کا موقع دیا آخر سلطان نے حافظ احمد پاشا حاکم دیار بکر کی ماتحتی میں ایک فوج اسکی سرکوبی پر مامور کی اور بکر آغا کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنی قوّت کمزور پاکر شاہ عباس کو لکھا کہ آئے اور بغداد پر قبضہ کرلے شاہ عباس نے اپنے ایک سپہ سالار کے ساتھ تین سو سپاہیوں کی جماعت قلعہ پر تسلّط کرنے کے لئے ارسال کردی اور بکر آغا کو فرقہ قزلباش کا ایک عمامہ بطور تحفہ بھی ارسال کیا۔ مگر ایرانی وفد کی آمد سے پہلے ہی حافظ احمد پاشا بغداد پہنچگیا اور شہر کو محاصرہ میں لیلیا، بکر آغا نے انجام بد کے خوف سے حافظ احمد پاشا کو ایک خط لکھا جس میں خواہش کی تھی کہ اگر اسے شہر کلس کا حاکم بنادیا جائے تو وہ شہر ابھی خالی کردیگا اور اس بات کا بھی ذمہ دار رہیگا کہ ایرانیوں کو ان حدود پر حملہ نہ کرنے دے، حافظ احمد پاشا نے اس خیال سے کہ شائد یہ دغا بازی کرے اس کی بات نہیں مانی اور جنگ قائم رکھی، شہر بعید مستحکم اور محفوظ تھا، جسکے علاوہ ایرانی کمک برابر چلی آتی تھی اسلئے حافظ احمد پاشا کو دیر تک مقابلہ کرنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ سلطنت کا حال ابتر تھا، اسی اثنا میں ایرانی سفیر نے حافظ پاشا سے کہلا بھیجا کہ بکر آغا شاہ ایران کی اطاعت میں داخل ہوچکا ہے اس لئے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دونوں سلطنتوں میں دوستی قائم رہے تو یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ حافظ پاشا کو اس پیام سے سخت غصہ آیا اور اس نے سفیر ایران کو برا بھلا کہکر واپس کردیا، مگر اسی کے ساتھ موجودہ مشکلات پیش نظر کرنا

ضروری تھا لہذا اُس نے در پردہ بکر آغا کو دغا دینی چاہی تاکہ اسوقت بات ٹالکر آئندہ سمجھ لینے کا موقع رہے چنانچہ اُس نے بکر آغا کو لکھ بھیجا کہ تم بغداد کے حاکم مقرر کئے جاتے ہو اور خود حصار اُٹھا کر وہاں سے واپس چلا گیا۔ بکر آغا صوباشی نے دیکھا کہ جس لئے مَیں نے شاہ عباس سے امداد چاہی تھی وہ تو یونہی حاصل ہو گئی اسلئے اُس نے ایرانی وفد کے لوگوں کو قتل کرڈالا اور اُنکے سر شہر پناہ کے کنگروں پر لٹکوا دیئے اور وہ عمامہ جو شاہ عباس نے اُسے ارسال کیا تھا پیروں تلے مل دلکر پھاڑ دیا۔ شاہ عباس نے یہ حالات سُنے تو وہ مع افواج بغداد پر چڑھ آیا اور مدت تک لڑائیاں کرنے کے بعد بزور شمشیر فتح پانے سے مایوس ہو گیا تو دھوکا کرنے پر آمادہ ہوا اُسنے محمد بن بکر صوباشی کو جو بکر صوباشی کا سوتیلا بھائی تھا سبز باغ دکھا کر اُس سے قلعہ کے دروازے رات کے وقت کھلوا لئے اور شہر میں گھسکر قتل عام مچا دیا پھر بکر صوباشی کو گرفتار کرکے ایک لوہے کے پنجرے میں بند کرایا اور وہ پنجرہ ایک گندھک اور نفط سے بھرے ہوئے صندوق میں ڈالکر جلوا دیا، اس کے تین ماہ بعد نمکحرام محمد بن بکر صوباشی کو بھی قتل کرا دیا۔ اس طرح بغداد ایرانیوں کے قابو میں آگیا +

اباظہ پاشا کی سرکشی

سلطان عثمان دوم کے مقتول ہونے کی خبر قلمرو عثمانیہ میں شائع ہوئی تو ارض روم کے حاکم اباظہ پاشا نے اُسکی انتقام کشی کے لئے کمر باندھی اور تقریباً تیس ہزار سپاہ جمع کرکے قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ رستہ میں جسقدر عثمانی فوجیں اُس کے منہ چڑھتی تھیں سب کو مارتا کاٹتا سیواس میں آگیا اور اس علاقہ کے کئی ایک امیروں کو اپنا ہم خیال بنا کر لوٹ مار مچاتا استنبول میں بزور شمشیر گھس جانیکی صدا لگاتا چلا آتا تھا اُس نے مشہور کر رکھا تھا کہ جتنی فوجیں مقتول سلطان کے قتل میں شریک تھیں جبتک اُنکی قرار واقعی گوشمالی نہ کرلونگا مجھپر آرام و راحت حرام ہے۔ سلطنت عثمانیہ کو اباظہ کی بغاوت سے سخت خوف پیدا ہو گیا اور اُسے یہ فکر ہوئی کہ اسکا عروج بڑھتا ٹھیک

نہیں۔ وزیروں اور ارکان مملکت نے بہت کچھ زور مارے کہ اباظہ کی پیشقدمی روکیں لیکن وہ ناکام رہے اور سلطان نے تین ماہ کے عرصہ میں چار وزیروں کو نالائقی کے الزام میں مسند وزارت سے الگ کر دیا۔ شاہ روس نے دولت عثمانیہ کے دربار میں ایک سفیر ارسال کر کے اُس سے مدد مانگی تھی تاکہ مشترکہ قوت سے پولینڈ کو مغلوب کیا جائے مگر ملک کی اندرونی خرابی نے اِس بات کی منظوری کا موقع نہیں دیا، آخرکار ارکان مملکت اور سپہ سالاران افواج نے اس قابل افسوس حالت کو دیکھکر اپنے فعل پر ندامت اُٹھائی کہ اُنھوں نے شیر دل سلطان عثمان خاں کو کیوں قتل کیا، اور وہ دوبارہ سلطان مصطفےٰ کو معزول بنانے پر آمادہ ہوئے۔ سلطان مصطفےٰ اُن کے اِس عزم سے آگاہ ہوا تو اُس نے خود ہی تخت سے کنارہ کشی گوارا کی اور ایک سال دو ماہ بار دیگر حکومت کرنے کے بعد اپنے بھتیجے سلطان مراد چہارم سے بیعت کر لی۔ سلطان مصطفےٰ نظربند رہنے کی حالت میں بعمر (۴۶) سال فوت ہو گیا ۔

---

(۱۷) سلطان مراد خان چہارم پسر سلطان احمد خان اوّل

۱۰۳۲ ——— ۱۰۴۹ھ

جنگ ایران اور اباظہ پاشا کی بغاوت

یہ سلطان چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ صدر اعظم کمنکش پاشا نے اُسے فتح بغداد کی خبر سے آگاہ نہیں کیا ہے تو اُسے بد دیانت سمجھکر عہدۂ وزارت سے معزول بنا دیا اور بجائے اُس کے چرکس محمد پاشا مسند وزارت پر متمکن کیا گیا، اِس وزیر نے سب سے پہلے اباظہ پاشا کی بغاوت مٹانے

پر توجہ کی اور ایک جرّار سپاہ لیکر بڑھا۔ متعدد میدان داریوں کے بعد اس وزیر نے اباظہ پاشا کی جمعیت توڑنے میں کامیابی حاصل کی اور اُس کے بہت سے ہمراہی افسروں کو من دیگر اپنے ساتھ ملالیا۔ آخر میں اباظہ پاشا نے بھی عفو سلطانی کی درخواست کی اور وہ معافی پاکر بدستور ارض روم کا صوبہ دار بکلر بک مقرر ہوا۔ پھر وزیر چرکس محمد پاشا نے قسطنطنیہ واپس آکر بغداد کے واپس لینے کیلئے فوجی تیاریاں کرنی آغاز کی تھیں کہ یکایک وہ فوت ہوگیا اور اسکے بعد صدر اعظم کا عہدہ حافظ احمد پاشا صوبہ دار دیار بکر کو عطا ہوا جسنے تیاری مکمل کر کے بیس ہزار سپاہ کے ساتھ بغداد پر محاصرہ قائم کیا مگر محاصرہ کا زمانہ زیادہ ہوا تو فوج گھبرا اُٹھی اور حافظ پاشا پر آوازے کسنے شروع کئے جو یہ دعویٰ کر کے چلا تھا کہ بغداد کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں جاتے ہی اُسے فتح کر لونگا۔ پھر سپاہ کے ماتحت افسروں نے متفق ہو کر اُسے بغداد سے باہر ایک قلعہ میں قید کر دیا اور بجائے اُس کے مراد بک کو سپہ سالار بنایا اس شخص سے بھی کوئی صورت فتح کی نہ بن پڑی تو دوبارہ حافظ پاشا کو افسری پر واپس لائے اور تیسری دفعہ پھر اُس کے قتل پر آمادہ ہوئے لیکن یہ آفت اس طرح ٹلی کہ حافظ پاشا نے اُنکو کسی طرح واپسی پر رضامند بنالیا اور اپنے ساتھ کی توپیں وغیرہ وہیں زیر زمین دفن کر کے واپس چلا تھا کہ اسی اثناء میں شاہ عباس نے ایک کمکی فوج بغداد پر روانہ کی اور وہ فوج حافظ پاشا کے تعاقب میں چلی۔ راہ میں حافظ پاشا نے پلٹ کر تعاقب کرنے والی ایرانی سپاہ کو برباد کر ڈالا۔ اور پھر مراد بک کو جو سپاہی فوج کے تمرد کا بانی تھا قتل کر دیا، اور ان امور کے بعد موصل میں آکر مقیم ہو رہا جہاں اُسے یہ سلطانی حکم ملا کہ حلب کو جائے اور وہاں اُسے کمک ارسال ہوگی۔ اور اس حکم کے کچھ ہی عرصہ بعد اُس کی معزولی کا فرمان آگیا چنانچہ اب خلیل پاشا صدر اعظم بنایا گیا*

حافظ پاشا کے پسپا ہونے کے بعد ایرانیوں نے پیش قدمی کر کے قلعہ آخسخہ پر قبضہ اور شہر قارص کا محاصرہ کر لیا تھا۔ خلیل پاشا مقام توقات میں جو فوجی کیمپ تھا آگیا۔ تو اُس نے اباظہ پاشا والی ارض روم کو قلعہ آخسخہ کے واپس لینے پر مامور کیا اور اُسکی

اباظہ پاشا روانگی کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ وزیر اعظم کا دوسرا حکم دوسرے افسر کی
تعیین کی بابت آگیا جس سے اباظہ کو سخت بدظنی پیدا ہو گئی اور اس نے حسین پاشا
دوسرے افسر کو مع اسکے ماتحتوں کے دھوکہ سے قتل کرنے کے بعد سرکشی کی راہ سے
اپنے تئیں ارض روم میں قلعہ بند کر لیا، صدر اعظم خلیل پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن
اس کے پاس سامان رسد کی کمی ہو چکی تھی اس لئے وہ بے نیل مرام واپس گیا خلیل پاشا
اس واقعہ کے چند ہی روز بعد فوت ہو گیا اور بجائے اس کے خسرو پاشا صدر اعظم کی عہدہ
پر متعین ہوا یہ ینی چری سپاہ کا مشہور سپہ سالار اور بڑا مدبر اور صاحب رعب و داب شخص تھا
اسنے فوجی ترتیب میں عمدگی پیدا کر لی اور سرکشوں کو سزائے کامل دی، پھر شریف مکہ
اور والی یمن اور حاکم مصر کی باہمی عداوت مٹا کر ڈیڑھ لاکھ سپاہ کے ساتھ بغداد کا محاصرہ
کرنے کو بڑھا۔ قبل اسکے کہ یہ بغداد پہنچے راستہ ہی سے اپنے ایک کالم فوج جعفر پاشا
حاکم قارص کی ماتحتی میں دیکر اس ایرانی سپاہ کو شکست دینے کیلئے ارسال کی جو اباظہ پاشا
کی کمک پر جا رہی تھی اور جعفر پاشا نے اس فوج کو ہزیمت دینے کے علاوہ اباظہ پاشا
کو بھی اسیر بنا لیا۔ ۱۰۳۸ھ کے آغاز میں خسرو پاشا نے بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر جب اسے
فتح نہ حاصل ہوئی تو موصل میں واپس آکر وہاں بعض فوجی فرقوں کی دعوت کی۔ دعوت
کیا تھی عداوت تھی کیونکہ جیسے وہ سپاہی کھانا کھا رہے تھے تو ایک دوسرا فوجی کالم کمینگاہ
سے نکل کر ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا کیونکہ انہی سپاہیوں نے [illegible] اور سرکشی کی تھی
بغداد کے محاصرہ میں ناکامی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اسکے بعد خسرو پاشا نے سلطان سے
نئی کمک منگا کر بغداد کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور متعدد لڑائیاں لڑتا رہا، آخر اسی اثناء
میں شاہ عباس صفوی (۴۲) سال حکمرانی کر کے فوت ہو گیا اور اس کے پوتے شاہ صفی
نے بجائے شاہ عباس تخت نشین ہوا تھا پچاس ہزار ایرانی سپاہ کی جمعیت زینل خان
نامی سپہ سالار کی کمان میں دیکر حدود ایران کی محافظت پر مامور کی، خسرو پاشا نے
اس فوج کو قلعہ مہربان کے روبرو سخت شکست دی کہ اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی سپاہ
کو قتل کیا اور زینل خان مع اپنے چند ساتھیوں کے امان مانگ کر بچ گیا لیکن بعد میں خسرو پاشا

نے اُسے بھی قتل کر ڈالا۔ شاہ صفی عثمانی افواج کی سطوت سے پراگندہ ہو کر بھاگ نکلا اور خسرو پاشا نہاوند، ہمدان، اور، درگزین، پر ۱۰۴۰ھ میں حملہ آور ہوتا ہوا شہر اصفہان پر حملہ کرنے کو بڑھ ہی رہا تھا کہ اُسے سلطانی فرمان بغداد کے محاصرہ کرنیکا ملا، چنانچہ وہ دارالملک ایران سے قطع نظر کر کے اُدھر روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہوا اور ابھی کوچ نہیں کرنے پایا تھا کہ اُسکی معزولی اور حافظ احمد پاشا سابق صدر اعظم کی بحالی کا حکم ۱۰۴۱ھ میں آگیا۔

اس زمانہ کی بحری قوت کے حالات

محاربہ ایران کے اثناء میں ترکی کارخانہ جہاز سازی اُسی قدیم وضع کی کشتیاں اور جہازات بناتا رہا جو اب تغیر زمانہ کی وجہ سے غیر مفید ہو گئے تھے کیونکہ یورپ کی بحری حکومتوں نے جہاز سازی اور ملاحی کے فن میں بہت کچھ ترقی کر لی تھی اور مزید برآں عثمانی جہازوں کے ملاح ایک عرصہ سے آبنائے باسفورس میں پڑے رہنے کے باعث اپنی مشق قائم نہ رکھ سکے اسپر طرہ یہ ہوا کہ جو مختصر بیڑے ٹونس، الجزائر اور طرابلس الغرب کی حکومتوں میں رہا کرتے تھے اور بوقت ضرورت اُنکی شرکت سے عثمانی بیڑوں کو قوت حاصل ہوتی تھی، اُنکو فرانس، انگلستان، اور، ہندقیہ کی حکومتوں نے بار بار بحری لوٹ مار کے ارتکاب اور اطاعت کا الزام دیکر بیکار کرا دیا تھا اور اُنکے کارکن لوگ بھی بحری جنگ سے کنارہ کشی کر کے تجارت وغیرہ میں مصروف ہو گئے تھے۔ ان اسباب نے عثمانی حکومت کی بحری قوت استقدر کمزور بنا دی کہ بس اُس کا نام ہی نام رہ گیا تھا، وہ لوگ جو عثمانی بیڑوں کے اب وجود مستقل کو بھی تسلیم نہ کرواتے نہیں کرتے تھے اور گو اُنکے جہازوں پر وہ آنہیں کے بھائی بند بحری قزاقی اور لوٹ مار کرتے لیکن بار الزام سے سلطان کو اپنے سر ڈال دیتا تاکہ کسی طرح سے بحری جہازات بھی ترکوں کے پاس نہ رہیں۔ مگر عہد مذکورہ بالا میں دولت علیہ کی کسی قدر آنکھیں کھلیں اور اُسے معلوم ہوا کہ اُسکی بحری قوت مخالفوں کے مقابلہ میں بالکل نا چیز ہو گئی

ہے تو اس نے بھی اپنے بحری افسروں کو جدید شاہ راہ پر چلنے، جہازوں کی درستی، افواج بحری کی اصلاح اور کاردانی کی تعلیم پر مائل کیا۔ بہرحال عثمانی بیڑہ بھی یورپین وضع پر آراستہ ہو چلا، اس میں خاص خاص کپتانوں اور ملاحوں کا تقرر کیا گیا اور ہر جہاز کے اندر ایک مطبخ اُسکے تمام ملازموں کا مشترک کر دیا گیا ورنہ پہلے جداگانہ فرقوں کے الگ الگ باورچی خانے ہوتے تھے اور ہر شخص خود ہی اپنا کھانا پکاتا یا چند آدمی ملکر ایک جا انتظام کر لیا کرتے تھے، اب ترکی بحری قوت کی ایک نئی صورت بن گئی تھی، حکومت نے کئی مدرسے فن جہازرانی اور جنگ دریائی کی تعلیم کے لئے قائم کر دئے، اور اسکا الگ ایک محکمہ کھل گیا جسکے سررشتے اور دفاتر سب دیگر صیغوں سے جداگانہ تھے اور موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اس میں ہر طرح کی اصلاح اور ترقی ہو گئی تھی چنانچہ جب سنہ ۱۲۳۴ھ میں عثمانی بیڑہ بحر اسود میں کاساک بحری لٹیروں کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تو اُن قزاقوں نے دو سو پچاس مشیکہ وضع کی کشتیوں سے اُس پر حملہ کیا، ترکی بیڑہ میں صرف پچاس کشتیاں زیر کمان کپتان رجب پاشا کے تھیں اور وہ بھی ہوا کے سکون کے باعث پوری طرح جنگی حرکات پر قادر نہ تھیں یہی سبب تھا کہ قزاق لٹیرے ترکی جہازوں پر چڑھ آئے تھے اور قریب تھا کہ چند جہاز چھین لیں مگر اسی اثناء میں بادِ مراد چلنے لگی اور ترکی جہازوں نے جنگی داؤں پیچ سے کام لیکر لٹیروں کی تمام کشتیاں تباہ کر ڈالیں صرف پندرہ کشتیاں بچکر نکل بھاگیں ورنہ اکثر غرق اور چند اسیر کر لیگئیں۔ پھر جب سنہ ۱۲۴۱ھ میں رجب پاشا ینگ چری سپاہ کے فتنہ میں مقتول ہو گیا تو چنانچہ حسن چلبی پاشا ترکی بیڑہ کا امیر البحر مقرر ہوا اور جسوقت یہ بیڑہ کو بحر ابیض کی گشت سے واپس لایا تو اُسے معزول کر کے اسکی جگہ جان عولا زادہ مصطفیٰ پاشا متعین کیا گیا اور وہ سنہ ۱۲۴۲ھ میں اسپین کے جنگی بیڑہ سے لڑکر اُس پر فتحیاب ہوا اور ایک جہاز اہل اسپین کا گرفتار کر لایا، اس کے بعد امیر البحر کا عہدہ قرہ مصطفیٰ پاشا کمان کش کو ملا جو سنہ ۱۲۴۸ھ میں وزیر اعظم ہو کر جنگ ایران میں سلطان کے ہمرکاب رہا تھا اور اُسکا حال آگے چلکر بیان ہو گا، پھر اُسکے بعد سنہ ۱۲۴۵ھ میں ولی حسین

پاشا امیر البحر متعین ہوا اور اُس نے قزاق لٹیروں کی شرارت کا مزہ اُنکو چکھا دیا اور انہیں بالکل برباد کر کے مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا ٭

بڑی بڑی بغاوتوں کا حال

خسرو پاشا کی عہدہ وزارت سے معزولی کا حال فوج میں مشہور ہوا تو تمام سپاہ نے بغاوت کر دی اور چلانا شروع کیا کہ ہم خسرو پاشا کے سوا کسی کی ماتحتی نہ کرینگے، سپاہیوں نے سلطانی قاصد پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالنا چاہا تھا مگر خسرو پاشا خود ہی فساد بڑھنے کے خیال سے بیچ میں آپڑا اور یہ کہکر سب کو ٹھنڈا کیا کہ بھائی! احکام سلطانی کے سامنے ہمکو سر تسلیم خم کرنا چاہئے وہ آقا ہیں اور ہم سب اُن کے خادم، پھر وہ توقات ہی میں مقیم ہو رہا اور سلطان نے فوجکو دار الخلافت میں طلب کر لیا۔ جب سپاہ وہاں پہنچگئی تو تمام شہر میں ایکساتھ ہنگامہ برپا کر دیا، اس آتش فساد کی چنگاریاں آستانہ علیہ سے اُڑ کر تمام برانا ضول - قرمان اور سیواس میں پھیل گئیں اور ہر سمت سے شورشوں کا زور ہوا جس سے سلطان اور ارکان مملکت کی جان آفت میں پڑ گئی۔ رجب پاشا جو جو امیر البحر کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تھا اندرونی طور پر شورش کو بڑھانے میں ساعی تھا، سپاہی فرقہ کی فوج نے سلطانی محل پر حملہ کر کے اُسے برباد کر دینے کا ارادہ کیا، سلطان بذات خاص دریچہ میں کھڑا ہو کر اُنکو دھونس دھڑکے دیتا رہا مگر وہاں کون سُنتا تھا باغیوں نے زور باندہ رکھا تھا اور وہ کہتے تھے کہ صدر اعظم حافظ پاشا شیخ الاسلام یحییٰ آفندی، دفتر دار مصطفےٰ پاشا، اور دیگر چودہ ارکان دربار کو اُنکے سپرد کیا جائے تو وہ واپس جائینگے۔ حافظ احمد پاشا وزیر نے یہ حالت ملاحظہ کی تو اُس نے سلطان سے عرض کیا جانم فدائے تو - میں اپنے تئیں انکے حوالہ کرتا ہوں یہ کہکر فوجکے سامنے گیا اور اُن سے دریافت کیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ مگر شریر باغیوں نے وزیر کو زبان تیغ سے جواب دیا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور رجب پاشا کو صدر اعظم منتخب کر لیا یحییٰ آفندی تو روپوش ہو گیا اور بجائے اُس کے حسین آفندی شیخ الاسلام

مقرر ہوا، سلطان مراد اس آفت سے بیحد نا راض ہوا اور اس نے استقلال کیساتھ اپنی سختی قائم رکھی، رجب پاشا کو قتل کرا کے بندگانِ خدا کو اس کے فساد سے نجات دلائی مگر آتش فساد ہنوز مشتعل تھی جسکی تحریک کا بانی خسرو پاشا کہا جاتا تھا اور وہ توقات میں بیٹھا تھا۔ مصطفیٰ پاشا دفتر دار اور ینی چیری سپاہ کا آغا حسین اور سلطانی مصاحبوں میں سے موسیٰ اور چلپی وغیرہ کئی ایک سرآمد شخص اس شور و شر میں مقتول ہوئے، سلطان نے دیکھا کہ اب ذاتی قوت سے کام کرنا بہتر ہوگا اس لئے اس نے محمد پاشا ارناؤدی کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے مفسد سرغناؤں کو چُن چُن کر قتل کر ڈالا اور ینی چری سپاہ اس کے رعب میں آکر نظام سکون کی طرف مائل ہو گئی۔ پھر ۱۰۴۲ھ میں اس وزیر نے صوبہ اناضول، صاروخان، قرمان، اور مرعش، وغیرہ مقامات کو بھی فتنہ و فساد سے پاک کیا، اور جب اِن آفتوں سے نجات مل گئی تو دولت علیہ نے اشراف مکہ کی باہمی نزاع کو دور کر کے وہاں کی رعایا کو آفت سے چھڑایا +

۱۰۴۳ھ میں وزیر اعظم محمد پاشا نے مملکت مشرق کا عزم کیا اور خلیل پاشا نے قلعہ وآن کو ایرانیوں سے واگذار کر لیا، پھر جب صدر اعظم شہر حلب میں پہنچا تو اس نے علی بک ابن المعنی امیر کوہستان لبنان سے۔ جو تیس برس سے برابر بغاوت کرتا آتا تھا اور دولت علیہ دوسری آفتوں میں مبتلا ہونے کے باعث اس کی طرف توجہ نہیں کرتی تھی۔ معرکہ آرا ہوا کئی ایک سخت لڑائیوں کے بعد آخر سلطانی سپاہ نے میدان صفد میں امیر مذکور کی فوجوں کو شکست فاش دی اور اُسے گرفتار کر کے دربار سلطانی میں ارسال کر دیا گیا لیکن سلطان نے اُسے معافی دیکر پھر اس کے وطن کی طرف واپس کر دیا۔ وزیر مذکور نے فخرالدین امیر قبیلۂ دروز سے بھی جنگ کر کے اُسے اسکی بغاوت کا مزہ چکھایا اور مع اس کے دو بیٹوں کے قید کر کے دربار خلافت میں ارسال کیا۔ سلطان نے اس کے ساتھ بھی عنایت فرمائی اور اُسے عزت سے اپنے یہاں رکھا، اسی اثناء میں اس کے کسی عزیز نے فخرالدین ہی کی تحریک سے

شرارت اور بغاوت برپا کی تو سلطان نے اسکو قتل کردیا اور سنہ ۱۰۴۲ھ میں یہ حکم نافذ کیا کہ
کوہ لبنان اور کوہ دروز کو متعدد حصوں میں تقسیم کرکے وہاں ایک عثمانی حاکم مقرر کیا جائے
جو براہ راست آستانہ علیہ کا تابع رہے تاکہ شائد اس طرح آئندہ فسادات کی جڑ کٹ جائے
ابھی ایشیا میں ان مہموں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ یورپ کی طرف سے لیڈسلاس ہفتم
شاہ پولینڈ حدود مملکت عثمانیہ پر حملہ آور ہوگیا اور اُس نے کئی ایک قلعے فتح کرلئے،
سلطان یہ خبر پاکر روانگی کی تیاریاں کرنے لگا تاکہ شاہ پولینڈ کی خوب گوشمالی کردے
اور وہ ہنوز ایڈریانوپل ہی میں تھا کہ اباظہ پاشا نے پہلے ہی سے اپنی قوت فراہم کرکے
تاتاریوں کی ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ اُس پر حملہ کردیا اور تمام پولینڈی قوت منتشر
کرڈالی۔ ہزاروں سپاہی غنیم کے گرفتار کرلئے جس سے شاہ پولینڈ نے مجبور ہوکر
درخواست صلح کی اور ایک گراں رقم تاوان جنگ کی دیکر اپنی جان بچائی۔ اس فتح سے
فارغ ہوکر سلطان مراد چہارم آستانہ علیہ میں آگیا اور مدت کی پریشانیوں کے بعد چند روز
انتظام مملکت میں صرف کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

سلطانی سفر آذربائیجان کی طرف اور شہروان کی فتح

دولت علیہ اور ایران کے مابین سلسلۂ جنگ ایک عرصہ سے جاری چلا آتا تھا۔
اور گو شاہ عباس کی موت یا دوسرے عارضی اسباب نے اُسے چند عرصہ کے لئے کبھی کبھی
ملتوی کیا ہوا تھا تاہم وہ بالکل منقطع نہیں ہوا اس لئے سنہ ۱۰۴۴ھ میں سلطان مراد چہارم
نے بہ ارادہ مصمم کے بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا بغداد کو ایرانیوں سے واپس لے
اور انکو پسپا کرکے تمام ترکی مقبوضات اُنکے چنگل سے واگذار کرلے چنانچہ وہ بیرام پاشا
کو نائب دارالخلافت مقرر کرکے مع افواج قاہرہ سرحد ایران کی طرف روانہ ہوگیا۔
راستہ میں بہت سے جلالی امراء جنکی نسبت دوران جنگ میں بے اعتدالی کرنیکا
ثبوت ملا تھا، کی سزا دیتا ہوا شہروان کو فتح کرنے کے لئے چلا اور بغداد کی فتح ملتوی
رہنے دی۔

سلطان کا ارادہ تھا کہ موسم سرما حدود ایران ہی میں بسر کریگا لیکن مرض نقرس نے اُسے آستانہ علیہ واپس آنے پر مجبور کر دیا اور وہ مرتضیٰ پاشا کو شہر زوان کی محافظت پر چھوڑ کر اور وہاں کے حاکم امیر گونہ کو جو دولت علیہ کا خاشیہ بردار بنگیا تھا ساتھ لیکر سنہ ۱۰۴۵ھ میں دار الخلافت میں واپس آگیا، اُدھر موسم سرما آتے ہی شاہ ایران نے اپنی فوجیں جمع کر کے شہر روان کا محاصرہ کر لیا اور بعد اسکے کہ مرتضیٰ پاشا سخت زخمی ہؤا شاہ ایران اس قلعہ پر قابض ہو گیا، مرتضیٰ پاشا اُسی زخم کاری کے صدمہ سے فوت ہو گیا، اور چونکہ اُسوقت صدر اعظم محمد پاشا مع افواج قاہرہ کے ارض روم میں موجود تھا لیکن اُس نے قصداً مرتضیٰ پاشا کو کمک نہیں پہنچائی جیسا کہ بعد میں تحقیقات سے ثابت ہؤا اسلئے صدر اعظم مذکور کی معزولی اور بیرام پاشا کی اس عہدہ پر ماموری عمل میں آئی، اور سنہ ۱۰۴۶ھ میں بیرام پاشا مسند صدارت پر متمکن ہؤا ❊

بغداد کی واپسی

چونکہ بغداد ایک ضروری مقام تھا اور اُسکا دولت علیہ کے ہاتھ ہی میں رہنا لازم تھا اس لئے سلطان نے عزم کر لیا تھا کہ اُسے ضرور واپس لینا ہے صرف شہر روان کی فتح نے پہلی مرتبہ اسمیں التواء ڈالدیا تھا اب سنہ ۱۰۴۸ھ میں پھر اُسپر حملہ کرنے کی تیاریاں کیگئیں اور سلطان نے ایک لاکھ جرار سپاہ ہمرکاب لیکر مع شیخ الاسلام یحییٰ آفندی اور کپتان قرہ مصطفیٰ پاشا کے سرزمین عراق کی طرف رخ کیا۔ راستہ میں شیخ کامل نامی ایک شخص کو جو مہدی موعود ہونے کا مدعی تھا اُس کی بدکرداری کی سزا دیگئی یعنی علماء کے فتوے لیکر اُسے قتل کرا دیا گیا تاکہ بندگان خدا گمراہ نہوں جسوقت سلطان شہر موصل میں پہنچا ہے تو شاہجہان بادشاہ ہندوستان کے قاصد اُس سے ملے اور سلطان کو اطلاع دی کہ اُنکا تاجدار عنقریب قندہار کی طرف سے مملکت ایران پر حملہ کرنے والا ہے، انہی دنوں وزیر اعظم بیرام پاشا فوت ہو گیا۔ اور اُسکی جگہ طیار محمد پاشا صدر اعظم مقرر ہؤا ❊

سلطان ایرانی سرحدوں کے قریب پہنچلیا تو مملکت اناطولیا کی فوجیں بھی اُس کے ساتھ آملیں اور اب سلطانی سپاہ کی تعداد تین لاکھ ہوگئی۔ اِس عظیم تعداد کے جنگ آوروں نے شہر بغداد کا محاصرہ کرلیا اور چاروں طرف سے نہائت سنگین محاصرہ ڈالا کہ شہروالے گھبرا اُٹھے، شاہ ایران کو سلطان کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ بھی اپنی فوجیں سمیٹ کر تبریز سے چل پڑا اور دریائے دجلہ کے کنارہ پر جانبین کی سپاہ مقابل ہوئی جسمیں سخت خونریزی ہونے کے بعد آخرش ایرانیوں کو شکست فاش اُٹھانی پڑی اور دوبارہ شہر بغداد کا محاصرہ کیا گیا عثمانی سپاہ کی قلعہ شکن توپوں نے تمام بُرج منہدم کرڈالے جنکی تعداد دوسو کے قریب تھی، اور ماہر انجینیروں نے ایک آہنی سُرنگ تیار کرکے پھر اُس میں بارود بھر کر اُسے اُڑایا تو شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ ایک دم میں منہدم ہوگیا۔ اہل بغداد اِس آفت سے گھبرا اُٹھے اور شاہ ایران سے کمک کے فریادی ہوئے ورنہ اُنہوں نے غنیم کی اطاعت مان لینے کا دھڑکا دیا۔ شاہ ایران میں خود ہی تاب مقاومت نہ تھی وہ مجبوراً صلح کا خواہاں ہوا جسے سلطان نے نامنظور کردیا اور محاصرہ کو پہلے سے زیادہ سخت کرکے رات دن متواتر حملوں کا حکم دیا، انہی حملوں میں ترکی صدر اعظم بھی کام آگیا، اور چالیس دن کی سخت کوشش کے بعد بکتاش خان حاکم شہر نے امن مانگ کر شہر بغداد سلطان کے حوالہ کردیا، چنانچہ (۱۰) شعبان ۱۰۴۸ھ یوم جمعہ کو موکب سلطانی شہر بغداد میں داخل ہوا۔ اور ترکوں نے قتل عام مچا کر بیس ہزار ایرانیوں کو تہ تیغ کرڈالا اور اُن کے بہت سے سرداروں کو گرفتار کرلیا۔ سلطان مراد چہارم نقرس کی بیماری سے بہت پریشان ہوگیا تھا اِس لئے وہ قرہ مصطفٰے پاشا جدید وزیر اعظم کو جنگ و صلح کے اختیارات عطا فرما کر اموال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو لئے ہوئے دارالخلافت کی طرف واپس آیا۔ سلطان کی واپسی کا شہر قسطنطنیہ میں نہائت دھوم دھام سے جشن منایا اور بڑی شوکت کے ساتھ سلطانی موکب داخل شہر ہوا، پچاس سرداران ایران اپنے پورے لباس کے

ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے سلطانی جلو میں چل رہے تھے اور سلطان اپنے ہاتھوں میں آلات جنگ کا ایک گٹھہ جیسے چیتے کی کھال چڑھی تھی اسی طرح لئے تھا جس طرح اسکندر اعظم فتح بابل کے وقت اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ سلطان کے شہر بغداد سے واپس آجانے کے بعد شاہ ایران نے وزیر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا سے صلح کی تحریک کی اور کہلا بھیجا کہ شہر بغداد حکومت عثمانیہ کے پاس رکھا جائے اور شہر روان حکومت ایران کو واپس دیکر معاہدہ صلح تحریر کیا جائے۔ چنانچہ وزیر مذکور نے اس شرط پر سلطان کا استمزاج کر کے سنہ ۱۰۴۹ھ میں معاہدہ صلح کی تکمیل کر دی۔ معاہدہ مذکور کے بعد سلطان کا مرض بڑھ گیا اور اسی عارضہ میں اس نے بتاریخ (۱۶) شوال سنہ ۱۰۴۹ھ دنیائے فانی سے دار باقی کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون ۞

یہ سلطان جلال بیگ، دانشمند، شجاع، نڈر، بہت صاحب عزم، اور بڑا طاقتور تھا، قوی سے قوی پہلوانوں کی مجال کیا تھی کہ اس کے سامنے دم مار سکیں اسی واسطے مورخین نے اسے سکندر ثانی کا لقب دیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ عالم تھا کہ چودہ سال کی عمر میں عنان حکومت ہاتھ میں لی تھی اور اس وقت سلطنت کی اندرونی حالت کا کوئی پرزہ ٹھیک نہ تھا لیکن اس نے تمام معاملات کو درست کر لیا۔ مفسدوں اور باغیوں کا قلع قمع کر ڈالا، ینی چری سپاہ کے سرکشوں کو برباد کیا جنہوں نے اس کے بھائی سلطان عثمان دوم کو قتل کیا تھا، ایسے سلطان کو دولت عثمانیہ کا دوسرا بانی کہا گیا ہے کیونکہ اس نے سلطنت کو تباہی کے غار کے کنارہ سے کھینچ کر اسے دوبارہ قوی اور مستحکم بنایا اور بہت سی نئی فتوحات حاصل کیں، حکومت کی مالی حالت اتنی بہتر حالت کو پہنچ گئی کہ خزانے معمور رہنے لگے، اور بہت سے عادلانہ اور مناسب حال قوانین نافذ کئے ۞
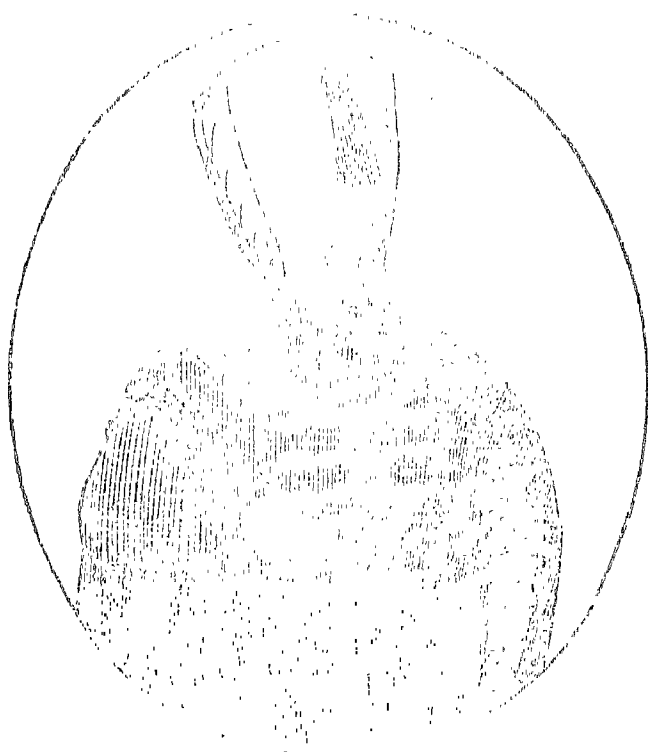
حرم میں معتوب

(۱۸) سلطان ابراہیم خان ابن سلطان احمد خان اول

۱۰۴۹ ——— ۱۰۵۸ھ

سلطان مراد چہارم کی رحلت کے بعد تخت سلطنت کا بجز سلطان ابراہیم خان کے
اور کوئی ایسا وارث نہیں رہگیا تھا جو آل عثمان سے ہو، اس لئے وہی تخت نشین ہوا،
جلوس کے وقت اس کی عمر (۲۵) سال کی تھی دربار جلوس اور بیعت سے فراغت کرکے اسنے
حسب معمول فوجوں کو انعام تقسیم کئے اور جب یہ ابتدائی کارروائیاں ہوچکیں تو سلطان نے
ترقی نسل کے خیال سے عورتوں کی صحبت میں زیادہ وقت گذارنا شروع کیا کیونکہ آل عثمان
کا اب صرف وہی اکیلا یادگار رہگیا تھا مگر بعد میں ترقی نسل کی مصلحت آمیز خیال رفوچکر ہوگیا
اور عیاشی کا رنگ جمگیا یہانتک کہ وہ حرم سرا سے باہر بھی نہیں آتا تھا، کثرت عیاشی کا
اس کی صحت پر بھی اثر پڑا سخت لاغری اور دل کی کمزوری نے آسے اسقدر مغلوب بنالیا
کہ محل کی عورتیں اس سے جو چاہتی تھیں منوالیتی تھیں، بیگمات حرم کی رائے امور سلطنت
میں دخل پانے لگی اور انہی کی سفارش سے حسین آفندی خواجہ جنجی نامی ایک شخص فوج
کا قاضی مقرر ہوگیا اور وہ کاروبار مملکت پر ناواجب دخل دینے لگا، گو صدر اعظم قرہ
مصطفی پاشا بڑا قابل اور مدبر شخص تھا وہ ایسے ناکارہ لوگوں کو کب چھوڑ دیتا تھا اُسنے
کوشش کرکے یہ سب خرابیاں بہت جلد دور کردیں، اور ۱۰۵۱ھ میں سکوں کا مسئلہ
بھی اُسی نے سلجھایا ورنہ انتظام سلطنت مختل ہو چلا تھا، سلطان ابراہیم کی والدہ
ماہ پیکر سلطانہ ایک عالی دماغ اور لائق عورت تھی اُس نے وزیر قرہ مصطفی پاشا کو نظم مملکت
میں قابل قدر مدد دی اور دول یورپ سے معاہدات کی تجدید کی گئی، آسٹریا اور ہنگری
کی حدود کا جھگڑا بخوبی سلجھا کر الگ کیا گیا جس میں طرفین رضامند رہے، ٹرانسلوانیا، اور
دالگوزہ کی مملکتوں سے خراج کی رقم وصول کیگئی، ایران و روس کے سفیر تحائف لیکر حاضر
دربار ہوئے۔ اس زمانہ تک حکومت عثمانیہ میں تمباکو کا استعمال ممنوع تھا اور علماء نے
فتوے دیکر اسے حرام قرار دیا تھا کیونکہ اسکے نقصانات ظاہر ہو چکے تھے، وزیر مذکور نے

بڑی سختی کے ساتھ اس کی روک تھام فرمائی اور تمباکو پینے والوں کے لئے قانونی
سزائیں مقرر کیں اسی واسطے قسطنطنیہ کے محلہ غلطہ میں افیون اور ناس کی فروخت
میں ترقی ہوگئی کیونکہ اسکی ممانعت نہ تھی اور لوگ کسی نہ کسی نشہ یا مخدر چیز کا استعمال کرنے
کی خواہش رکھتے تھے بسنہ ۱۰۵۰ھ میں اس نے اُن بدمعاشوں کو سزا دی جنہوں نے
بروسہ کا گرجا گھر جلا دیا تھا اور ولایت بغداد کے رہزن عرب قبیلوں کی سرکوبی پر ایک
فوج مامور کی جس سے اُن اطراف میں امن و امان قائم ہوگیا +

اس زمانہ میں بحری قوت کے حالات

بسنہ ۱۰۵۱ھ میں سیاوش پاشا کپتان کے عہدہ پر مامور ہوا تو وہ بیڑہ کے ساتھ قلعہ
ازاق کو واپس لینے کیلئے چلا یہ قلعہ بحیرہ ازوف کے شمال میں واقع تھا اور اسپر سلطان
مراد چہارم کے عہد میں قوزاق بحری لٹیروں نے قبضہ کر لیا تھا، مگر یہ کپتان اپنی مہم سے
ناکام واپس آنے کے باعث معزول کردیا گیا اور اسی کوفت میں وہ مر بھی گیا، اس کے
بعد اوزون پیالہ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور اس نے قلعہ ازاق کو واپس لینے میں کامیابی
حاصل کرنے کے علاوہ قوزاق فرقہ کو اُن اطراف سے قلع قمع کر کے بالکل نکالدیا، پھر
مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا بسنہ ۱۰۵۲ھ کے موسم بہار میں اس نے دوبارہ
بحر ابیض میں گشت لگایا اور اس مرتبہ ایک فرنگی بحری قزاق کا جہاز گرفتار کیا مگر اس
مرتبہ وہ آستانہ علیہ میں واپس آیا تو کسی تہمت میں مبتلا ہو کر قتل کردیا گیا اور بعد ازاں امیر البحر
کے منصب پر ابوبکر پاشا حاکم روڈس کا تقرر ہوا اور وہ بسنہ ۱۰۵۲ھ کے موسم بہار میں بحر
ابیض متوسط کا گشت لگانے کیلئے نکلا تو واپسی کے وقت بقضائے الٰہی فوت ہوگیا،
ابوبکر پاشا کے بعد یہ عہدہ یوسف پاشا فاتح خانیہ کو ملا (خانیہ جزیرہ کریٹ کا ایک شہر ہے)
وزیر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا بسنہ ۱۰۵۳ھ میں اس قصور پر معزول بنا دیا گیا کہ خزانہ کی
حالت خراب ہوگئی تھی اور جسکی حقیقی وجہ حرم سرا میں بیشمار لونڈیاں بھر جانے سے مصارف
کی زیادتی تھی مصطفیٰ پاشا کے بعد سلطان زادہ محمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا جو یوسف پاشا

امیر البحر کے ساتھ اختلاف آپڑنے کے باعث معزول کر دیا گیا، پھر صالح پاشا وزیر اعظم ہوا لیکن وہ چند ہی دنوں کے بعد معزول ہوگیا، اور اب ہزارہ احمد پاشا کو مسند وزارت ملی، یہ وزیر ۱۰۵۴ھ میں مقرر ہوا تھا اور چونکہ نہایت کمینہ خصلت اور رشوت خوار تھا اس لئے فوج نے بغاوت کر کے اُسے قتل کر ڈالا +

آغاز جنگ جزیرہ کریٹ

سنہ ۱۰۵۴ھ میں دولت عثمانیہ نے یہ دیکھکر کہ بحر ابیض متوسط کے سواحل کا بہت بڑا حصہ اور خاصکر سواحل افریقہ کا بیشتر حصہ اُس کے قابو میں آگیا اور اس املاک کی حفاظت وحمایت کیلئے جزیرہ کریٹ پر قبضہ کرنا بیحد ضروری ہے اس لئے وہ اس کی فکر میں اور موقع کی منتظر رہتی تھی۔ جزیرہ کریٹ کا جغرافیائی موقع دولت علیہ کے ساحلی مقامات کی حفاظت کیلئے حد سے زائد ضروری اور کارآمد تھا۔ چنانچہ سنہ ۱۰۵۳ھ میں جبکہ جرمنی اور دیگر ممالک یورپ مذہب پروٹسٹنٹ کے شائع ہونے سے باہم مصروف جنگ وجدل تھے اتفاقاً جزیرہ مالٹا کے لٹیروں کی چند کشتیوں نے ایک عثمانی تجارتی جہاز کو گرفتار کر لیا جس پر حاجی لوگ سوار تھے اور سنبل آغا دار السعادت کا آغا (حاکم شہر) بھی اُسی جہاز میں تھا، اُن لٹیروں نے جزیرہ کریٹ میں جاکر مال غنیمت کو باہم تقسیم کیا اور حاکم کریٹ کو بھی لوٹ میں سے حصہ دیا تاکہ وہ اُنکی امداد کر سکے چنانچہ کچھ دنوں اُن لٹیروں نے جزیرہ کریٹ میں قیام کر کے پھر اپنے ملک یعنی جزیرہ مالٹا جانے کا ارادہ کیا اور ترکی جہاز کو بھی اپنے ساتھ لیگئے۔ سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو اُسے سخت غصہ آیا اور اُس نے فوراً تمام کارخانجات جہاز سازی کو حکم دیا کہ بہت جلد نئے جہازوں کی تعمیر اور پُرانے جہازوں کی مرمت کر کے عثمانی بیڑہ کو مکمل اور طاقتور بنائیں، اور صوبہ جات میں فوجی تیاریاں ہونے کا حکم دیا، کپتان یوسف پاشا کو اس بیڑہ کا کمان افسر اور بری سپاہ کا بھی سپہ سالار متعین کر کے سنہ ۱۰۵۵ھ میں (۱۵۰) جنگی جہازوں کا بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فتح کیلئے روانہ کیا جس پر ایک لاکھ پچاس ہزار من بارود، پچاس ہزار گولے، اور پچاس بڑی محاصرہ کی توپیں اور بہت سے

جنگ اور محاصرہ کے دیگر آلات بار تھے ۔

یہ بیڑہ ڈارڈنلز سے باہر نکلکر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ۔ تیس جہاز بندرگاہ سلانیک
کو چلے تاکہ وہاں کی جمع شدہ فوجوں کو سوار کرلائیں اور ساٹھ جہاز بندرگاہ چشمہ کی طرف روانہ
ہوئے کہ وہاں سے فوجوں کو لائیں، اسکے علاوہ پچاس تجارتی جہاز کرایہ پر لئے گئے جن پر
سامان رسد اور آلات حرب بار کئے گئے تھے، چنانچہ اس شان وشوکت کے ساتھ یہ
بیڑہ ناوارین کے سمندر میں پہنچا اور وہاں سے میٹھا پانی اور طرابلس الغرب کے آٹھ
جہازوں کا بیڑہ ماتحتی عبدالرحمن پاشا حاکم علاقت مذکورہ ساتھ لیکر پہلے مالٹا کی طرف رخ
کیا اور پھر کپتان افسر نے سب ماتحت افسروں کو وہ فرمان سلطانی سنا کر جس میں کریٹ پر
حملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان سب کو منزل مقصود کی طرف چلنے کی ہدایت کی ۔ اور
بیڑہ نے جزیرہ مذکور میں پہنچکر ایک مقام میں جسکا نام گرابوسہ ہے فوجوں کو خشکی پر اتار دیا
اسکے بعد یہ بیڑہ شہر کانیہ کے نزدیک پہنچا اور اس سے چار میل کے فاصلہ پر جزیرہ ایا تودوری
جو [illegible] ہے اور کریٹ کے ساحل کے مابین لنگرزن ہوگیا، بیڑہ سے
سے پہلے کوچک حسن پاشا رومیلیا کا بیگلربیگ اپنی فوج لیکر نکلا اور اسی کے ساتھ
مراد آغا کتخدا بھی پہنچ گیا اور انہوں نے بھی اپنی ماتحت فوج کو لئے ہوئے آ اترا انہوں نے خشکی
میں آکر اپنا کیمپ قائم کیا اور دریائے پلاتانیہ کے ساحل پر جم گئے، بیڑہ نے جزیرہ تھیودوری
کے دونوں قلعوں پر تسلط کر لیا اور فوجوں نے شہر کانیہ کا ہر چہار جانب سے محاصرہ کرکے
پچاس دن کے بعد اسے فتح کر لیا، یہ شہر ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۵ھ کو فتح ہوا تھا اسکی
فتح سے چودہ دن بعد بندقیہ والوں کا بیڑہ یہ خبر پاکر ادھر آیا کہ ترکوں نے جزیرہ کریٹ پر
حملہ کردیا ہے اور قلعہ کانیہ کے راستہ سے گزرتا ہوا بندرگاہ سودہ میں چلا گیا جو اسی جزیرہ کا
ایک مقام ہے ۔ یہ بیڑہ بندقیہ کے امیر البحر انتونیو موروسنی [illegible]
کی ماتحتی میں تھا اور وہ جزیرہ کریٹ کے [illegible] رہنے والے جہازوں کو اکٹھا کرتا
ہوا اسکے بیڑہ کے ساتھ [illegible] آ ملا تھا ۔ اگرچہ [illegible] یورپ سے امداد
بھی [illegible] فرانس

دے سپہ دہ کچھ مالی مدد کی تاکہ ترکوں سے معاہدات کی خلاف ورزی کے جرم میں معتوب نہ بن سکیں۔ دوسرے دن صبح کو ترکی امیرالبحر نے بندقیہ کے بیڑہ پر حملہ کرنیکا قصد کیا لیکن ایک سخت طوفانی ہوا مانع آئی اور اس طوفان نے بنادقہ کے بیڑہ کو سخت ضرر پہنچا کر اُسے ایسا بیکار بنا دیا کہ وہ بلا جنگ وجدل خود بخود بھاگ نکلا۔ راستہ میں غنیم کے بیڑہ کو تین عثمانی جہازات ملگئے اور زور شور کی لڑائی کے بعد بنادقہ ایک جہاز پکڑ لے گئے اور دو جہاز بھاگ کر بیڑہ سے آملے۔ کپتان پاشا کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ بسرعت تمام بنادقہ کے تعاقب میں چلا مگر غنیم نکل گیا تھا اور اس کے ہاتھ نہ آسکا، پھر اُسنے قندیہ میں واپس آکر وہاں کے قلعہ کی مرمت اور درستی سے فراغت حاصل کی اور وہاں سامان جنگ اور کافی ذخیرہ رسد رکھکر ایک افسر کو مع کسی قدر فوج کے حفاظت قلعہ پہ مامور بنایا اور خود مع باقی افواج اور بیڑہ کے آستانہ علیہ کو واپس گیا جہاں سلطانی حکم ملا کہ حسین پاشا سابق کپتان کو مع تازہ کمکی سپاہ کے جزیرہ کریٹ لیجائے تاکہ وہاں محافظت کے کام پر متعین رہے۔ وہ اس حکم کی تعمیل کرکے بیڑہ جہازات دوبارہ ایام عید الفطر کے قریب آستانہ علیہ میں آیا تو سلطان نے حکم دیا کہ کپتان یوسف پاشا فوراً قلعہ کیتڑیا پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہو مگر چونکہ کچھ جہازات مرمت طلب تھے اور جاڑوں کا موسم بھی نزدیک آگیا تھا اسلئے امیرالبحر مذکور نے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ موسم بہار میں حملہ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ سلطان اسی بات پر اس کپتان سے ناراض ہوگیا اور اُنکی بدخواہوں نے مزید لگائی بجھائی کرکے غضب سلطانی اسقدر بڑھا دیا کہ آخر اس جوان ہمت کپتان کے قتل کا حکم صادر ہوگیا اور وہ مع کئی ایک دوسرے لوگوں کے مار ڈالا گیا۔ یوسف پاشا کی جگہ وزیر موسیٰ پاشا امیرالبحر مقرر ہوا اور موسم بہار آتے ہی وہ جزیرہ کریٹ کیطرف چلا۔ جزیرہ انفرسورنر [illegible] کے قریب بحری قزاقوں کی کشتیوں سے اسکا مقابلہ ہوا اور [illegible] کے جہاز ضبط کرلے [illegible] جنگ [illegible] اور پاشا مذکور اسی لڑائی میں مقتول ہوگیا [illegible] و قزلدار [illegible] پاشا نے بیڑہ کا کمانڈر [illegible] سلطانی حکم کے مطابق [illegible] اور [illegible] کی فوجیں

[illegible] جزیرہ کریٹ تک پہنچانے پر مامور کیا گیا۔ اس کو اس سفر
میں دشمنوں اور بحری لٹیروں کے جہازات نے سخت دق کیا اور جب وہ انکو ہزیمت
دینے میں ناکام رہا تو سلطان نے اُسے معزول فرماکر فضلی پاشا داماد کو عہدہ امیر البحری
عطا کیا جسنے کریٹ کو کمکی فوجیں اور سامان رسد پہنچانا شروع کیا، مگر ایک مرتبہ راستہ
میں بنادقہ کے بیڑہ سے اسے جنگ کرنی پڑی جو کوئی قابل ذکر نہ تھی چنانچہ واپسی آستانہ
کے بعد یہ بھی معزول کیا گیا اور بجائے اسکے محمد پاشا آغا زادہ ۱۰۵۵ھ میں عثمانی بیڑوں
کا کمان افسر مقرر ہوا +

جزیرہ کریٹ کی جنگی اور تجارتی اہمیت بنادقہ کو اس بات پر آمادہ کر رہی تھی کہ
وہ اس کی فتح میں سلطنت عثمانیہ سے معارضہ کرتے رہیں، اسی واسطے وہ ترکوں کی
کوششیں ناکام بنانے میں ہر طرح جد و جہد سے کام لیتے رہے اور ترکی بیڑوں کو
ستانے میں سرگرم رہے یہانتک کہ ۱۰۵۷ھ میں اُنہوں نے اپنے امیر البحر
طوماس موزورونی کو چوبیس جہازوں کے ایک جنگی بیڑہ کے ساتھ جو قلیون وغیرہ
سے تھے آبنائے ڈارڈنلز کی طرف ارسال کیا تاکہ وہ ترکی حکومت کی اُن کمکی کارروائیوں کا
انسداد کردے جو دولت عثمانیہ کریٹ کی فوجوں کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔ چنانچہ
مذکورہ بالا جنرل نے جزیرہ بوغچہ اطہ کے قلعہ " Tenedos " پر قبضہ کر لیا جو
آبنائے ڈارڈنلز کے بالکل دہانہ پر واقع ہے، اور محمد پاشا ترکی بیڑہ کو لیکر آبنائے
سے نہ نکل سکا کیونکہ اُسپر بزدلی کا غلبہ ہو گیا تھا۔ سلطان کو یہ خبر ملی تو اُس نے پاشا کے
[illegible] کا حکم دیا اور بجائے اُس کے رفیق احمد پاشا کو امیر البحر کا عہدہ عطا کیا
اسی اثنا میں دولت علیہ نے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا بماتحتی حسین پاشا مع بحری
افواج کے اور بھی روانہ کر دیا تھا جسنے تھوڑے ہی عرصہ میں جنرل طوماس مذکور کو
[illegible] بھگا دیا اور جزیرہ قلعہ بھی چھین لیا۔ بنادقہ والوں کا بیڑہ بُری طرح شکست
[illegible] خلیج کی طرف چلا گیا جہاں رفیق احمد پاشا کے بیڑہ نے اُسے
[illegible] جنگ کے بعد بالکل نابود کر ڈالا اور پھر بلا خوف و خطر شہر خانیہ کی محاصرہ کر لی

سپاہ کو فوجی کمک اور سامان رسد پہنچانے میں کامیابی حاصل کی اور کمک پہنچتے
ہی یہ شہر فتح ہوگیا۔ ۱۶۴۵ء میں جزیرہ کریٹ کے دو تین شہر ترکوں نے فتح کرلئے
تو بندقیہ والوں نے اس رشک میں جاکر جزیرہ نما سے موریا کے بندرگاہوں، قسوان
تیراس، اور، قوروں، میں آگ لگادی اور اس طرح اپنے دل کی
بعض مورخین کا بیان ہے کہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے جوش میں
آکر حکم دینا چاہا کہ ترکی قلمرو کی تمام عیسائی رعایا قتل کر دیجائے مگر اسعد زادہ علی سعید
آفندی شیخ الاسلام نے اُسے زبردستی ایسے لغو ارادہ سے باز رکھا۔ واللہ اعلم
بناوقہ کے بیڑہ میں سے جو ایک آدھ جہاز باقی بچگیا تھا وہ بحر ارخبیل جزیرہ
کریٹ کے بندرگاہ "سودہ" میں پہنچکر وہاں کے جہازوں سے مل گیا اور
نے قلعہ "سودہ" کو سامان رسد اور کمکی فوجیں پہنچانا شروع کیا
سے یہ قلعہ فتح کرنے میں دیر واقع ہوئی، اسی اثناء میں سردار محمد پاشا فوت ہوگیا۔
اور اس کے جانشین ولی حسین پاشا نے جسکا تقرر ۱۶۴۶ء میں ہوا تھا مصلحتاً قلعہ
سودہ کا محاصرہ توڑکر دوسرے قلعہ "رسمو" نامی کا محاصرہ کرلیا
ترکی فوجی محکمہ کی حالت خاص دارالسلطنت اور اس کے اطراف میں شورو شر برپا
ہونے کے باعث سخت ابتر ہورہی تھی اس لئے حسین پاشا کو کمک اور ذخائر جنگ
ورسد کیطرف سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی +
دارالخلافت میں جو فتنے برپا تھے انہیں کسی طرح کمی ہی نہیں ہوتی تھی، صدر اعظم
صالح پاشا انہی آفتوں کے مابین پھنسکر مقتول ہوگیا اور آتش
ہر جگہ بیا پھیل گئے کیونکہ وہاں کا حاکم ابراہیم پاشا نہایت سست
شخص تھا۔ سلطان ابراہیم ہر روز کسی نہ کسی وزیر یا رکن سلطنت کو قتل کردینے کے
احکام صادر کیا کرتا تھا تاکہ شاید اس طرح فساد کو فرو کرسکے مگر یہ بات اور بھی اشتعال
نائرہ فساد کی موجب ہوتی تھی، وزیر احمد پاشا جو صالح پاشا کے بعد صدر اعظم بنایا گیا
تھا وہ بھی قتل کردیا گیا، سلطان کی والدہ بھی ہر طرح کوشش کرتی مگر کچھ نفع نہ ہوا

قسطنطنیہ میں بدامنی کی زیادتی ہی ہوتی گئی۔ اور فی الحقیقت اسکے سرچشمہ ینی چری سپاہ کے افسر تھے اسواسطے سلطان نے اپنی ایک بیٹی صدراعظم کے ساتھ منسوب کی تو اُس کی برات کی رات میں اُن افسروں کو ہلاک کرنیکا منصوبہ باندھا کیونکہ وہ لوگ سلطان کے کاموں پر نکتہ چینی کرتے رہتے تھے اور ہمیشہ کار بار حکومت میں بیجا بیجا مداخلت سے باز نہیں آتے تھے ینی چری فوج کے افسروں کو کسی طرح اسبات کی خبر ملگئی اور پھر کیا تھا ،، دیوانہ را ہوئے بس است" اُنہوں نے متفق ہوکر سلطان ابراہیم کو معزول کر دینے کی تجویز کرلی، بعض علماء بھی اُن کے ساتھ ملگئے اور ینی چری اور سپاہی فوجوں کو آمادہ بغاوت بناکر اپنا مدعا حاصل کرلیا یعنی سلطان ابراہیم کو معزول کرکے اُس کے فرزند اکبر محمد خان چہارم کو تخت نشین کردیا اور سلطان ابراہیم قید کردیا گیا۔ ابھی نئے سلطان کی تخت نشینی کو دو ہی چار دن گزرے تھے کہ سپاہی فوج کے لوگ اُس کی کم عمری کیوجہ سے آسے ناپسند کرنے لگے اور دوبارہ سلطان ابراہیم کو تخت پر لانیکا مشورہ کرنے لگے، یہ حالت دیکھکر معزول بنانے والی جماعت کے سرغناؤں کو فکر لاحق ہوئی کہ سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ تو ہماری خیر نہیں اسلئے انہوں نے قرہ علی جلاد کو اپنے ساتھ قیدخانہ میں لیجاکر سلطان ابراہیم کا گلا گھونٹ ڈالا۔ اور اس طرح ۱۰۵۸ھ میں اُس کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ سلطان جنگ سے رغبت نہیں رکھتا تھا لیکن اس کے ساتھ سلطنت کی عزت و حرمت کا اسے بہت کچھ خیال رہتا تھا ؎
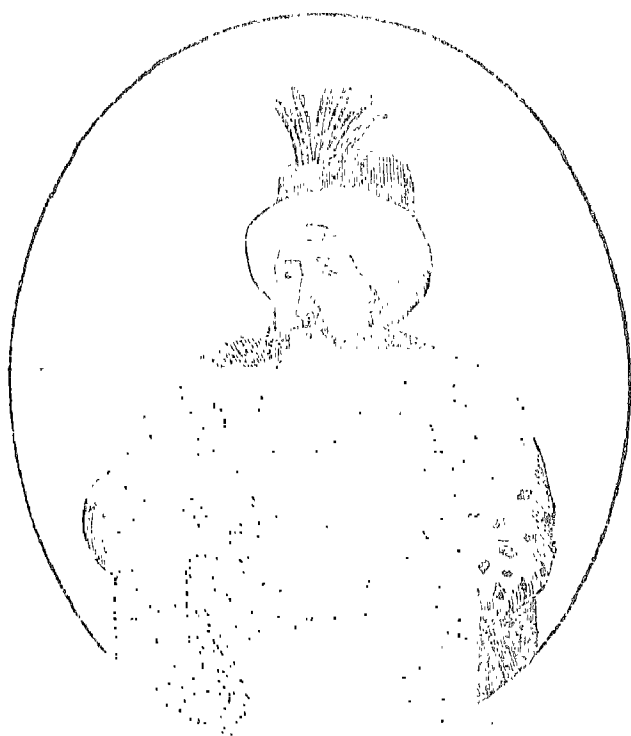
دسویں فصل (۱۰)

کوپریلی محمد پاشا کی وزارت سے معاہدہ قرلوفچہ تک کے حالات

۱۰۶۶ ——— ۱۱۱۰ھ

(۱۹) سلطان محمد خان چہارم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۰۵۸ ——— ۱۰۹۹ھ

یہ سلطان سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور یہی اپنے سب بھائیوں میں بڑا تھا۔ رسوم تخت نشینی سے فراغت پاکر اور انعامات تقسیم کرنے کے بعد وزیروں کے مشورہ سے اس نے عنان حکومت قبضہ میں لی۔ سب سے پہلے فتنہ انگیز سرغنا قول یعنی جی خواجہ اور اس کے ساتھیوں کے قتل کئے جانے کا حکم صادر کیا اور اُن کے املاک کی ضبطی کا فرمان دیا اور اس کی دولت دو ملین پونڈ نکلی۔ تاہم باوجود ان امور کے فوجی سپاہیوں کی سرکشی اور انکا افسروں کے احکام نہ ماننا سخت بدامنی کا موجب ہو رہا تھا۔ وزیر اعظم صوفی محمد پاشا نے باغی سپاہیوں میں سے تین سو کے قریب سرغنا لوگوں کو گرفتار کر کے قتل کرا دیا مگر کچھ نفع نہ ہوا آخر سلطان نے اسے معزول کر کے قرہ مراد آغا ینی چری فوج کے سپہ سالار اعظم کو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور اس نے ینی چری فوج کے افسروں کی ایک نئی کونسل بنا کر انتظام سلطنت پر کمر باندھی

لیکن اُس کو بھی اپنی کمزوری محسوس ہوگئی اور وہ استعفٰی دیکر بوسنیا کی حکومت پر چلا گیا، اور صدر اعظم کا عہدہ ۱۰۶۰ھ میں ملک احمد پاشا کو تفویض ہوا۔ وزیروں کی متواتر تبدیلیاں بھی قیام امن و نظام میں سودمند نہ ہوسکیں اور فساد بدستور قائم رہا آج ینی چری شورش کرتے تھے تو کل سپاہی لوگوں کی باری آتی تھی اور پرسوں رعایا آفت برپا کرتی تھی یہ حالت دیکھکر ملکہ ماہ پیکر سلطانہ سلطان محمد چہارم کی دادی جو بڑی لائق اور مدبر عورت اور چار بادشاہوں کا عہد حکومت دیکھ چکی ہونے کے باعث بیحد تجربہ کار ہوگئی تھی امور مملکت میں دخل دینے پر تیار ہوئی۔ اُس نے سلطنت کی ابتر حالت بہت کچھ سنبھال لی تھی لیکن بدنیت اور انقلاب پسند خودغرض ارکین نے اُسے قتل کرادیا اور اسی کے ساتھ بکثرت ینی چری سپاہ کے افسروں کو بھی قتل کردیا، پھر بعض امرائے مملکت بھی قتل کئے گئے اور شیخ الاسلام کا عہدہ سابق شیخ الاسلام ابی سعید آفندی کو ملا، بعدازاں صدر اعظم کی معزولی اور کورچی محمد پاشا کی اس عہدہ پر بحالی ہوئی اور چند روز بعد یہ بھی مسند وزارت سے الگ کردیا گیا جس کے بعد ۱۰۶۲ھ میں طرخونچی احمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا۔

مذکورہ بالا ایام میں بحری قوت کی کیفیت:۔

ترکی حکومت کے اختلال اور بدنظمی نے بنادقہ کو خوب اچھا موقع دیدیا۔ اور انہوں نے فوراً ایک زبردست بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کو دھمکی دینے کیلئے ارسال کردیا۔ اس بیڑہ سے ترکی بیڑہ نے متعدد لڑائیاں کیں جنکا مفصل حال آگے چلکر لکھا جائیگا مگر ابتدا میں حکومت عثمانیہ نے یہ دیکھا کہ غنیم کے جہازات زبردست اور بڑے ہیں جنکے مقابلہ میں عثمانی جنگی جہازوں کی حیثیت ایک کشتی سے زیادہ نہیں ہوسکتی اس لئے اُس نے حکم دیا کہ کارخانجات جہازسازی میں بہت جلد غلیون کی وضع کے بڑے جنگی جہازات تیار کئے جائیں تاکہ عثمانی بیڑہ بھی کافی طور پر قوی ہو [illegible] زمانہ میں محمد پاشا کی وزارت کا تھا یہ کام بڑی سرگرمی سے [illegible] ہوگیا اور [illegible]

نے ولایات مغرب یعنی طرابلس الغرب، ٹیونس، اور الجزائر کے صوبوں کو بھی مالی امداد
بھیجکر حکم دیا کہ وہ اپنے بیڑوں کو درست اور تیار رکھیں تاکہ آئندہ موسم بہار آتے ہی کریٹ
کو فتح کرنے کی تیاریاں ہو سکیں۔ آخر ١٠٥٥ھ میں عثمانی بیڑہ زیر کپتان ونیق احمد پاشا
کے کریٹ کی سمت چلنے کو تیار ہوا۔ بنادقہ نے یہ خبر پائی تو انکا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز
کی نکاس پر کفرز نامی ایک مقام میں آ ڈٹا۔ اور ترکی بیڑہ نے آبنائے سے نکلتے وقت
اسکا مقابلہ کیا، اس موقع پر سخت جنگ پیش آئی مگر ترکی بیڑہ دشمنوں کا محاصرہ توڑ کر
کھلے سمندر میں صاف نکل گیا جہاں دونوں بیڑوں میں باردیگر جنگ ہوئی اور جب دونوں
فریق ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئے تو یونہیں بے اصول طور پر جانبین سے توپوں
کے فیر ہونے لگے جسکے بعد بنادقہ کا بیڑہ الپروز "[illegible]" کی طرف چلا گیا
اور ترکی بیڑہ قلعہ قوچہ "Romana - Saggina" کے نیچے لنگر ڈالے رہا۔
دوسرے دن صبح کو بنادقہ کے بیڑے نے سہ بارہ حملہ کیا اور یہ حملہ ناگہانی طور پر
کیا گیا تھا اس لیئے سب ترکی جہاز تیار نہ تھے اور صرف کپتان ہی اپنے چند جہازوں
کے ساتھ دشمن کا حملہ روکنے کیلئے بڑھا عین معرکہ کارزار میں غنیم کا ایک جہاز کپتان کی
جہاز پر سیدھا بڑھکر چلا۔ اور اس سے بھڑ گیا۔ ترکی سپاہیوں نے غنیم کو روک لیا
اور اُن کے جہاز میں گھس پڑے جہاں قتل عام مچا دیا ابھی بہادر ترکی سپاہیوں
نے غنیم کی سپاہ کا پوری طرح خاتمہ نہیں کر پایا تھا کہ بنادقہ کے کسی ملاح نے اپنے
جہاز کے بارود کا میگزین اڑا دیا اور وہ جہاز پارہ پارہ ہو کر بکھر گیا جسکے صدمہ سے
کپتان پاشا کے ساتھ کی ایک کشتی ڈوب گئی۔ کپتان پاشا تو ابھی لڑائی میں مصروف جنگ
رہا اور اُدھر غنیم نے پانچ عثمانی جہاز پکڑ لیے جنکو لیکر وہ بھاگ نکلا اور ترکی فوج اپنی
ناتجربہ کاری سے اپنے جہازوں کو بچا نہ سکی، خلاصہ یہ ہے کہ بنادقہ نے اس جنگ میں
اپنے دو بڑے غلیون جہاز ضائع کئے تھے بلکہ پانچ ترکی جہاز چار قسم غلیون
اور ایک غراب گرفتار کر لیئے اور دو ترکی غراب دریا برد ہو گئے۔ یہ لڑائی ختم ہو چکی
تو کپتان پاشا باقی ماندہ جہازوں کے ساتھ جزیرہ کریٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور

راستہ میں تمام عثمانی جزائر کو دیکھتا بھالتا جاتا تھا کہ جزیرہ روڈس میں اُسے تیونس
کا جنگی بیڑہ ملا جسمیں دس غلیوٹ اور اُسی قدر غُراب تھے اور ازاں بعد (۱۸) کشتیاں
سامان رسد لیکر اسکندریہ سے آگئیں وہ سب ایکساتھ ملکر کریٹ کو روانہ ہوئے اور
وہاں کے سپہ سالار کو تازہ کمک اور سامان جنگ آلات حرب پہنچانے میں کامیاب
ہوئے جسوقت ترکی بیڑہ کریٹ ہی میں تھا کاروفیق اللہ پاشا بقضائے الٰہی دریا میں گر کر
ڈوب گیا اور ۱۰۵۹ھ میں بیقلی محمد پاشا اُس کی جگہ مامور ہوکر ترکی بیڑہ کو استنبول سے
کریٹ لیچلا۔ مگر یہ بھی راستہ ہی میں فوت ہوگیا۔ اور اُس کی جگہ حیدر آغا زادہ محمد پاشا
کو بحری افسری ملی جو بیڑہ کو استنبول واپس لایا اور تھا نیہ تک جانے میں کامیاب
نہوسکا، اُس نے واپسی کے وقت بیڑہ کو دستور کے قریب لنگر ڈال کر کے سامان
رسد اور آلات جنگ خشکی پر اُتارنا شروع کیا تھا کہ یکایک دینشیا کی سمت سے بنادقہ کا
بیڑہ آتے دیکھکر بزدلی کے ساتھ بھاگ نکلا اور جزیرہ ڈالکی میں پناہ لینے کا عازم ہوا،
اسی واسطے سلطان نے اُسے معزول کرکے ۱۰۶۰ھ میں خادم کیسہ زادہ علی پاشا کو
امیر البحر کا عہدہ دیا۔ اور انہی دنوں بحر آرکی پیلاگو میں ترکی بیڑے نے مالٹا والوں کا ایک
جہاز گرفتار کیا جو آستانہ علیہ میں آکر جہاز سازی کے کارخانہ والوں کی نظر سے گزرا تو وہ
اُسکی ساخت اور مضبوطی کو دیکھکر متحیر رہ گئے کیونکہ اتنا بڑا ترکی بیڑہ میں کوئی جہاز نہ تھا
اسکے علاوہ اُسپر ستر توپیں چڑھی تھیں، چنانچہ اب اُسی جہاز کو نمونہ قرار دیکر ویسے جہاز
بنانے کا خیال ہوا کیونکہ دشمنوں کے تمام جہازات اسی طرح کے ہوا کرتے تھے، اسوقت تک
میں دولت عثمانیہ کی توجہ بحری قوت کیطرف نہیں لگی تھی وہ اندرونی فسادات کا نشانہ
بنی تھی اور یورپ کی بحری حکومتوں نے جہاز سازی کے فن میں بہت ترقی کرلی تھی، یہی
باعث تھا کہ ۱۰۶۱ھ میں جب ترکی بیڑہ کو حکم ملا کہ وہ کریٹ والوں کے پاس کمک اور
سامان رسد لیجائے تو آبنائے ڈارڈنلز سے باہر آتے ہی [illegible] وینس والوں
(بنادقہ) کے بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بیخبر بیٹھے اور انہوں نے کہا کہ دشمنوں کے جہاز ہمارے
عثمانی جہازوں سے کہیں زیادہ زبردست اور مستحکم ہیں ایسی حالت میں ہم اُن کی

کیا خاک مقابلہ کرینگے۔ مفت جان دینے کا حاصل کیا ہے "، اس کے بعد جب غنیم کا بیڑہ آبنائے سے چلا گیا تب کہیں ترکی جہازوں کو کریٹ والوں کی کمک کرسکنے کا موقع ملا۔ یعنی بحری فوج کا غنیم پر حملہ کرنے سے باز آجانا اور سابق الذکر غلیون جہاز کی گرفتاری ان دونوں معاملات نے دولت علیہ کو بحری قوت کی درستی پر مائل کردیا اور نئی وضع کے قوی اور مستحکم جہازات بنانے کا حکم دارالصناعت کے افسروں کو ملا جنہوں نے بڑی محنت سے جاڑوں کے موسم میں کئی ایک جدید عظیم الشان جہاز بناکر پانی میں اُتار دیئے چنانچہ سنہ ۱۰۶۶ھ میں تیس بڑے غلیون تیس غراب، اور چھ ماعون جہازوں کا بیڑہ پوری طرح تیار ہوکر احمد پاشا بگلربک اناطولیا کے زیر کمان روانگی کے لئے مہیا کیا گیا، اور اس بیڑہ کی آراستگی دیکھکر آستانہ علیہ میں محل بشکطاش کے سامنے خوب دھوم دھام کا جلسہ کیا گیا۔

نقشہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا بیڑہ مسلح ہوکر آبنائے ڈارڈنلز سے نکلکر جزیرہ ساقز "[illegible]" کی آبنائے میں پہنچا تو دوسرے علاقوں کے حاکموں کے بیڑے بھی اُس میں شامل ہوگئے اور اب وہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا۔ راستہ میں جزیرہ نقشہ "[illegible]" کے نزدیک غنیم کا بیڑہ ملا جو جزیرہ ہائے میلو "[illegible]" اور پولیسکنڈرو "Policandro" کے مابین رہگذر میں کھڑا تھا، یہ بیڑہ ساٹھ غلیون جہازوں سے مرکب تھا جانبین سے لڑائی کی ٹھن گئی اور صبح سے شام تک صرف دور کی گولہ باری ہوتی رہی جو نہایت سخت تھی اور دونوں طرف اپنا ضرر پہنچانے میں یکساں رہی۔ شام ہونے پر حسام بک زادہ علی پاشا جزیرہ نقشہ کے کنارے پر واپس چلا آیا اور رات بسر کرکے اپنی ضروری رسد کشتیوں کی درستی اور شیریں پانی کی فراہمی کا انتظام کرتا رہا صبح کو اُس نے بندرگاہ سے باہر قدم رکھا تو غلطی یہ کی کہ بیڑہ کو باقاعدہ نہیں بڑھایا بلکہ بے ترتیبی کے ساتھ نکلا اور غنیم کے بیڑہ کی گولہ باری

قتل کر ڈالی یا اسیر کر لی رہی چہریوں کے دو جہاز بھاگ کر خشکی پر چڑھ گئے اور اُن کے سپاہی
اُتر کر بھاگ نکلے لیکن غنیم نے ان جہازوں کو توڑ دیا اور مفرور سپاہیوں کا تعاقب کر کے
اُنکو ایک ایک کر کے قتل کر دیا ۰

کپتان پاشا نے دیکھا کہ ایسی سقیم حالت سے غنیم کے مقابلہ پر ڈٹا رہنا عبث ہے
تو وہ بھی باقی جہازوں کا جھرمٹ کر کے جزیرہ رودس کیطرف بھاگ گیا جہاں اُس نے
کورٹ مارشل کر کے نمک حرام اور نافرمان افسروں کو سخت سزائیں دیں کتخدا سے
دار الصناعۃ کی بزدلی کا یہ انجام ہوا کہ اُس کے درجے توڑ کر وہ جہاز کی ڈانڈ پھرانے
والوں کے ساتھ کام کرنے کیلئے مقرر ہوا اور اُس کی داڑھی مونڈوا دیگئی جو اُندنوں
اعلےٰ درجہ کی اہانت شمار ہوتی تھی اور اس کے بعد اُس نے تمام واقعات کی مفصل رپورٹ
دربار سلطانی میں ارسال کر کے بیڑہ کو جزیرہ کریٹ چلنے کا حکم دیا اور اہل کریٹ کو تازہ
کمک سامان جنگ اور ذخیرہ رسد وغیرہ پہنچا کر آستانہ علیہ میں واپس آگیا ۰

اوائل ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۲ھ میں کپتان علی پاشا نے پھر عثمانی بیڑہ کو کریٹ
والوں کے لئے سامان رسد اور آلات جنگ پہنچانے کی غرض سے تیار کیا اور جب وہ
چناق قلعہ کے روبرو پہنچا تو بنادقہ کے بیڑہ کو راستہ روکے دیکھکر گھبرا گیا پھر رات کی
تاریکی میں آٹھ جہاز سامان رسد کے بغیر اسکے کہ دشمن کو آگاہی حاصل ہو نکال لیگیا اور
خود خشکی کے راستہ جزیرہ ملی جا پہنچا وہاں سے جہازات مذکورہ بالا پر سوار ہو کر
کریٹ کی جانب چلا لیکن راستہ میں [illegible] جزیرہ [illegible] کی فتح کا خیال
آیا اور کچھ فوجیں خشکی پر اتار دیں [illegible] اُس کے جہازوں کو پراگندہ
کر ڈالا اور [illegible] کہ غنیم کے [illegible] سخت
[illegible] اور سامان رسد
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جزیرہ کریٹ کا رُخ کیا اور وہاں کے ایک قلعہ سلنہ نامی کو بزورِ شمشیر فتح کیا لیکن سردار
حسین پاشا سپہ سالار افواج کریٹ نے دربار سلطانی میں شکایت لکھی کہ چرکس
درویش محمد پاشا نے جو قلعہ فتح کیا ہے وہ پہلے میری اطاعت مانگ خراج گذار بنگیا تھا اور
پاشائے مذکور کے حملہ سے بجز بیکار نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسکے بعد کپتان مذکور
جزیرہ روڈس چلا آیا اور وہاں غنیم کے بیڑہ نے اُسے آگھیرا لیکن وہ غنیم کے مقابلہ میں
نہ آسکا بلکہ قلعہ بند ہوکر بیٹھ رہا اور ایک عرصہ تک محصور رہا۔ سلطان کو یہ خبریں ملیں تو اُسنے
اُسکو امیر البحری سے معزول کردیا اور بجائے اُس کے چاوش زادہ محمد پاشا امیر البحر
متعین ہوا جسنے جزیرہ کریٹ کو رسد وغیرہ پہنچائی اور اس کی واپسی کے بعد امیر البحر کا
عہدہ وزیر مراد پاشا بلک بلوک باشی کو ملا جسنے بڑی توجہ کے ساتھ بحری قوت درست
کی متعدد بڑے بڑے غلیون جہاز بنوائے، بحری فوج کو خوب قواعد سکھلائی اور بہت
سی دوسری وضع کی جنگی کشتیاں بھی تیار کرالیں۔ بحری محکمہ میں جسقدر بدنظمی ہوگئی تھی وہ
سب دور کی اور طرابلس الغرب کے صوبوں میں جنگی بیڑہ تیار کرنے کے احکام ارسال کئے
چنانچہ چند ہی ماہ کے عرصہ میں محمد آغا حاکم طرابلس اپنا بیڑہ جسمیں سات غلیون جہاز تھے
لیکر آستانہ میں آگیا، یہ شخص بڑا تجربہ کار بحری افسر تھا اور اپنے ساتھ کپتان کوچک محمد نامی
ایک دوسرے بحری افسر کو بھی لایا جو بڑا ماہر شخص تھا امیر البحر نے ان دونوں کو اپنی بحری
کونسل کا ممبر بنا کر اپنے تخمینات بحری میں صلاح لینی شروع کی اور سلطان نے
طرابلس الغرب کے افسروں اور سپاہیوں کو بہت کچھ انعامات اور خلعتوں سے نوازا
امیر البحر نے عثمانی بیڑہ کو کئی حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا ایک خاص اور ذمہ دار
افسر مقرر کیا اور تمام موسم سرما قواعد جنگ کی مشق اور چاندماری کی مہارت
میں بسر کیا۔

خرابی یہ تھی کہ اندنوں اندرونی شورشوں کے باعث سلطنت ٹرکی کی مالی حالت
بہت خراب ہوگئی تھی خزانے خالی تھے اور وزیروں کو سخت تردد تھا کہ وہ کیا کریں چنانچہ
صدر اعظم طرخونچی احمد پاشا نے جدید ٹکس لگائے اور مصارف میں تخفیف کرنیکا بندوبست

شروع کیا مگر اُنپر عملدرآمد ہوتے ہی عام شکایت پیدا ہونے لگی، ینی چری فوج نے بغاوت ظاہر کی اور ہر طرف ہنگامے مچنے لگے، اسی اثناء میں پشکہ کا مشہور بحری واقعہ پیش آگیا جو حسب ذیل تھا:-

پشکہ کی بحری جنگ

سنہ ۱۱۸۳ھ کے ماہ جمادی الثانی کی اکیسویں تاریخ سلطانی فرمان کپتان مراد بک کے نام صادر ہوا کہ وہ عثمانی بیڑہ کو ہمرکاب لیکر کریٹ کی ترکی فوجوں کو رسد اور سامان جنگ پہنچائے چنانچہ وہ ساحل آستانہ علیہ سے روانہ ہوا اور جب آبنائے ڈارڈنلز سے عبور کر رہا تھا تو خلیج پشکہ کے ساحل "Beshikbay" میں اہل بندقیہ کا بیڑہ جسکے (۲۶) غلیون جہاز تھے استادہ پایا کپتان پاشا یہ حالت مشاہدہ کرکے وہیں آبنائے میں ٹھٹک گیا اور جب ٹیونس کے چار غلیون اور دوسرے بک لوگونکے جہازات بھی اس سے آملے تو سب جہازوں کا جائزہ لیکر دشمن پر حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ اس نے حسب ذیل صفوف جنگ مرتب کیں جن جہازوں پر صوبوں کی فوجیں سوار تھیں انہیں مع بک لوگوں کے جہازوں کے داہنے بازو پر رکھا۔ طرابلس الغرب اور عثمانی بیڑہ کے غلیون جہازوں کو بائیں بازو میں مقرر کیا، اور ینی چری سپاہ کے ماعون اور غراب نما جہازوں کو قلب میں رکھا، پھر اس ترتیب کے ساتھ بنادقہ کے بیڑہ پر حملہ آور ہوا جو اپنی سابقہ فتوحات کے گھمنڈ میں ابتک بالکل بے حس و حرکت کھڑا تھا اور اسوقت ہوشیار ہوا جبکہ عثمانی جہازوں نے چاروں جانب سے اُسے گھیر لیا۔ اہل بنادقہ کے ہوش گم ہوگئے اور ہاتھ پیر سنسنا اٹھے۔ کپتان پاشا کے ابن قاسم پاشا لی کے غلیون نے بنادقہ کے ایک غلیون پر سب سے پہلے حملہ کرکے اُسے گرفتار کر لیا اور طرابلس کے غازیوں نے ایک دوسرا غلیون غنیم کا پکڑ لیا، اسکے بعد ایک عثمانی ماعون جہاز غنیم کے تیسرے غلیون پر حملہ آور ہوا اور اُسے گرفتار کرنے کے قریب تھا کہ بندقیہ کی سپاہ نے اپنے جہاز کا میگزین اڑا دیا اور جہاز

پھٹکر پارہ پارہ ہوگیا - ترکی ملاحوں نے جہاں تک بن پڑا ڈوبتے ہوئے دشمنوں کو
نکالکر گرفتار کرلیا - پھر اس کے بعد غنیم کے چوتھے غلیون میں بھی آگ لگ اُٹھی - اسی اثناء
میں اسکندریہ کے کپتان محمد بک کی ماتحتی میں جو فرقہ تھا اُس نے بھی غنیم کا پانچواں غلیون
گرفتار کرلیا اور جب ترکی سپاہ اُسپر چڑھ گئی تو غنیم کے کسی سپاہی نے جہاز کا میگزین
اُڑا دیا جس سے وہ پھٹ کر ڈوب گیا اور اپنے ساتھ محمد کپتان کا جہاز بھی لے ڈوبا -
باقی ترکی جہازوں نے دونوں جانب کے ڈوبنے والوں کو بچایا - پھر ترکوں نے
تین جہاز غنیم کے اور گرفتار کرلیئے اور یہ حالت دیکھکر بندقیہ کا امیر البحر بھاگ نکلا جس کا
تعاقب عثمانی بیڑہ نے جزیرہ ایمبروز تک کیا - اس جنگ میں بنادقہ کے آٹھ غلیون
ضائع ہوئے جنمیں سے تین تو جل گئے اور پانچ ترکوں نے سالم گرفتار کرلیئے جنکا
تمام سامان جنگ اور سپاہ بھی اُنکے قابو میں آگئی اسیران جنگ میں امیر البحر جنرل
شیقو کا بیٹا اور اُسکا پرائیویٹ سکریٹری بھی شامل تھے جملہ آٹھ سو قیدی ترکوں نے
گرفتار کرلیئے - اور جنرل شیقو دوران جنگ میں مارا گیا اس کے بعد ترکی بیڑہ نے
جزیرہ تنیدوس میں آکر اپنے مقتولین کو دفن کیا - اور امیر البحر نے کتخدا زادہ یحییٰ آفندی
کو اس جنگ کی رپورٹ لیکر دربار سلطانی میں ارسال کیا جس میں تازہ کمک اور
فنانس کی بھی درخواست کی گئی تھی - جس وقت یہ قاصد دربار سلطانی میں پہنچا ہے سلطان
نے اُسے بیش بہا خلعت عطا فرماکر فوراً حکم دیا کہ کپتان پاشا کی مطلوبہ چیزیں بھی ارسال
کیجائیں - اور جب تمام سامان رسد وغیرہ آگیا تو کپتان پاشا نے جزیرہ ساقز کیطرف
کوچ کیا اور وہاں اُسکو گیارہ غلیون والیس الشریف کے بیڑہ کے آملے اور یہاں سے
وہ اسقوقہ کو گیا - اسی زمانہ میں حکومت عثمانیہ کو اطلاع ملی کہ [illegible]
پیشہ کی شکست کا حال [illegible] (۲۸) غالی اور (۲۱) غلیون جہاز [illegible]
کے لئے ارسال کئے گئے اور وہ بیڑہ [illegible]
وہ جزیرہ [illegible]
[illegible]

کی اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کر لائی ۔

کپتان پاشا کو خبر ملی کہ غنیم کا بیڑہ جزیرہ ڈکرشاکس " [illegible] " میں موجود
ہے تو وہ فوراً اُسکی طرف روانہ ہوا اور دوسرے دن جزیرہ کوچک ڈکرمنالک
" [illegible] " سے نکل کر [illegible] کے نزدیک اُس پر حملہ کر دیا، لیکن دشمن کے جہازات
خوب بچ کے ہوئے تھے اسواسطے دور ہی سے گولہ باری ہوتی رہی اور ہوا کی مخالفت
ترکوں کو دشمن سے قریب ہونے سے روکتی رہی، دن بھر کی گولہ باری کے بعد
شام کو عثمانی بیڑہ جنوبی سرا جزیرہ ساقز کو چلا گیا اور کپتان پاشا نے وہاں غلیون
اور بڑے بڑے جہازوں کو دوجہ کے گھاٹ میں چھوڑ کر پچاس غلیون جہازوں
کو ساحل روم ایلیا کی حفاظت پر مامور کیا اور اپنے پاس انہی غلیونوں کے ساتھ جزیرہ
اغریبوز کی طرف چلا گیا کچھ عرصہ تک بحر الجزائر ایونان کے اطراف میں غنیم کی جستجو کی
اور جب کوئی نہ ملا تو لوٹ گیا اور وہاں کے عثمانی سردار سے ملتا ہوا جزیرہ رودس
اور انابیر و سوزیا کو دیکھتا بھالتا اور اثنائے راہ میں عید کی نماز ادا کرتا ہوا وہیں سے
بکثرت لوگوں کو انکے ملک کی طرف واپس کر کے خود آستانہ علیہ میں چلا آیا - اسیران
جنگ اور اموال غنیمت کی بڑی تعداد سلطانی دربار میں پیش کی جسکی وجہ سے انعام
و خلعت سے سرفراز کیا گیا - چونکہ اس نے سلطان سے گذارش کی کہ جنگی بیڑوں کی
سپاہ کو ایسی مدت سے ہم سپاہ کی تنخواہ نہیں ملی ہے اور یہ درخواست منظور ہو گئی تو اس نے
فوج کو قواعد کی مشق کرانی شروع کی اور بیڑہ میں شوکت عظیم الشان خوبیاں پیدا
کر دیں اب ترکی بیڑہ کے طرح اور اُسکی [illegible] ایسی [illegible] روان ہو گئی کہ آئندہ
پہلے میں کبھی ایک نامی معرکے ہوئے ۔

کورفو کی بحری جنگ

دولت علیہ کو معلوم ہوا کہ شاہ [illegible] کا بیڑہ آ پہنچا ہے اور [illegible] کی اطراف میں آگیا
ہے تو اس نے کپتان مصطفیٰ پاشا اور [illegible] کپتان پاشا کے بعد امیر البحر مقرر ہوا

تھا۔ ترکی بیڑہ کو غنیم کے مقابلہ پر لیجانے کا حکم دیا اور وہ ماہ شعبان کے اوائل میں آبنائے سے باہر گیا، کپتان پاشا نے بنادقہ کا بیڑہ جزیرہ کوز کے روبرو لنگرزن دیکھکر اُسکے اگلے غلیون جہازوں پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا لیکن ہوا کی کمی نے اُسے مدد نہ دی اور پانی کی روانی ترکی جہازوں کو دھکیل کر ساحل رومیلیا کی سمت ہٹا لیگئی اس لئے جانبین سے گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا اور وقت زوال آفتاب سے غروب کے وقت تک برابر طرفین گولہ باری کرتے رہے جس سے دونوں جانب یکساں ضرر پہونچا اور تمام سطح سمندر ٹوٹے ہوئے جہازوں کے تختوں سے بھرگئی ترکوں نے اس جنگ میں ایسی بے نظیر پامردی دکھائی کہ غنیم اُسکا لوہا مان گیا اور اُنہوں نے بنادقہ کے دو غلیون جہاز غرق کردئے جسکے مقابلہ میں بنادقہ نے نو عثمانی کشتیاں تلف کیں اسکے بعد کپتان پاشا اپنا بیڑہ جزیرہ ساقز کو لیگیا اور بنادقہ جزیرہ میلو کو چلے گئے۔ پھر کپتان پاشا کو خبر ملی کہ بنادقہ نے جزیرہ نقشہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ اپنا بیڑہ لئے ہوئے اُنکے سر پر پہنچگیا، مگر غنیم اُس کے دبدبے سے بلا جنگ و جدل پسپا ہوکر بھاگ نکلا، مورخین نے ترکی کپتان کی اس دلیری کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس واقعہ سے ترکوں کی سابقہ ناکامی کی عمدہ تلافی ہوگئی ۔

سنہ ۶۶ھ میں حسین پاشا سپہ سالار افواج کریٹ کی رپورٹ دربار سلطانی میں آئی جسمیں وہاں کی فوجوں کی حالت زار کا اظہار اور اُنکی کمی تعداد دکھاکر لکھا تھا کہ شہر کینڈیا کا فتح کرنا اس قلیل فوج سے ناممکن ہے بلکہ احتمال ہے کہ باقی مفتوحہ مقاموں پر سے بھی قبضہ اُٹھ جائے اور اگر دولت علیہ کو اسی سال جزیرہ کا باقی حصہ فتح کرلینے کی سعی منظور نہیں تو مناسب ہوگا کہ مفتوحہ مقام بھی دشمنوں کو واپس دیدئے جائیں۔ اور یہاں کی فوج واپس بلا لیجائے۔ یہ رپورٹ پڑھکر وزیروں نے ایک خاص مجلس مشورہ منعقد کی اور سوچا جانے لگا کہ کیا کرنا چاہئے تاکہ آخری مناسب تدبیر پر عملدرآمد ہوسکے۔ ادہر یہ سوچا جارہا تھا اور دوسری جانب بنادقہ کو یورپ سے مدد ملگئی جسکے باعث اُنکے جنگی جہاز اسّی کے قریب ہوگئے اور سب اعلیٰ درجہ کے تھے اس لئے اُنہوں نے

آبنائے ڈارڈنلز کا ناکہ روک لیا اور ترکی بیڑہ کا نکلنا غیر ممکن بنا دیا۔ مگر اسی اثناء
میں بناوقہ کے بیڑہ کا ایک کپتان مع تلیش اور سپاہیوں کے ٹوٹ کر آستانہ علیہ
میں چلا آیا اور اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ مصطفےٰ پاشا چتال پاش آبنائے
کے محافظ نے اس کی کارروائی سے واقف ہو کر سلطان سے سفارش کر دی کہ اسکو
بحری فوج میں عہدہ دیا جائے چنانچہ وہ قلیون کا کپتان اور دارالصناعۃ کا نگران
بنا دیا گیا پھر انہی دنوں کپتان مصطفےٰ پاشا جو بڑا تجربہ کار اور لائق بحری افسر تھا
امیر البحری کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور یہ ایسی غلطی تھی جسکا خمیازہ بعد میں بہت بڑا
اٹھانا پڑا ورنہ اس تجربہ کار شخص نے ترکی بحری حالت کو درست رکھنے میں کمال
کر دکھایا تھا اور مصارف بحری کا کوئی حساب یا معاملہ ایسا نہ تھا جو اسکی واقفیت سے
ثابت ہو۔ اس کی جگہ ۱۰۶۶ھ میں عالیجی زادہ مصطفےٰ پاشا کو دیگئی لیکن وہ ایک ضعیف
شخص اور صحبت کا آرام پسند تھا ایسی خطرناک خدمت اس نے منظور نہیں کی تو
پھر مصر کا حاکم مقرر کر کے چرکس کنعان پاشا کو امیر البحر کے خطیر عہدہ پر مامور
کیا گیا۔

چناق قلعہ کا بحری واقعہ

کپتان کنعان پاشا کوئی اعلیٰ درجہ کا بحری افسر اور مشہور دلیر شخص تھا وہ کسی
طرح اپنے منصب کی قابلیت ہی نہیں رکھتا تھا اس صرف معزز القاب کی طمع نے اسے
یہ منصب قبول کر لینے کی ترغیب دلائی اور جب وہ امیر البحر ہو گیا تو اس نے ترکی بیڑہ
کی خراب حالت پر کچھ بھی توجہ نہیں کی کیونکہ اسے خوف تھا کہ اگر زیادہ مصارف
کی درخواست کریگا تو نالائق بنا کر نکال دیا جائیگا۔ بہرحال اس نے بیڑہ کی حالت ویسی
کی ویسی رہنے دی اور جب ۱۰۶۶ھ میں وہ سات غلیون، سات ماعون، اور
پینتالیس خراب جہازوں کا نامکمل بیڑہ لیکر جسپر کافی تعداد کی قواعد دان فوج بھی
نہ تھی آبنائے ڈارڈنلز میں پہنچا اور اناطولیا کے قلعوں کے سامنے لنگرزن ہوا

توبا وقہ کے جہازوں کی منتظم حالت اور اُن کی تیاری دیکھکر ڈر کے مارے سہم گیا،
اُس نے آبنائے کے محافظ خانہ میں ایک جنگی مجلس منعقد کی اور ساتھی افسروں سے
صلاح پوچھی تو سب کی رائے یہی ہوئی کہ عثمانی بیڑہ کی حالت ہرگز اس قابل نہیں
کہ وہ غنیم سے جنگ کرسکے اور بالفرض ہم لڑے تو بجز اسکے کہ سخت نقصانات اُٹھائیں
کوئی صورت مفید نہیں نکل سکتی، پھر ان تمام باتوں کو ایک قرارداد کی صورت میں تحریر
کیا گیا اور کپتان نے جملہ افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس میموریل پر دستخط کردیں تاکہ آسے
آگے بڑھایا جائے مگر سب اس امر سے منکر ہوگئے اور کہنے لگے یہ کپتان کا کام ہے کہ
وہ رپورٹ کرے یا نہ کرے ہمارا کام مفید صلاح دینا تھا وہ ہم نے کردیا اس کے
بعد کچھ سپاہیوں نے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اور کپتان نے جنگ کے بعد تنخواہ دینے
کا وعدہ کیا تو وہ برہم ہوکر نوکری چھوڑ بیٹھے اس سے اور بھی بیڑہ کی حالت ابتر ہوگئی،
کپتان نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور باوجود اس کے کہ رہی سہی سپاہ بھی بیدل
اور جنگ سے روگرداں تھی وہ دشمن پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہوگیا اور چوتھی تاریخ ماہ رمضان
سنہ ۱۰۲۶ھ کی حملہ کے لئے مقرر کی، باقی فوج بھی یہ حکم سنکر نافرمانی پر آمادہ ہوئی اور
اُس نے کہا کہ اس قدر کمزوری کے باوجود ہم لڑکر اپنی جان نہیں دے سکتے بہت
سے لوگ پھر جہازوں کو چھوڑ کر چلے گئے اور بیڑہ کی حالت صدرجہ ابتر ہوگئی۔ کپتان
پاشا اوّل تو ناتجربہ کار تھا دوسرے اُسپر کچھ ایسی شامت سوار تھی کہ وہ خواہ مخواہ دشمن پر
حملہ کرنے کے لئے اصرار ہی کرتا گیا اور رہی سہی ناکافی فوج ہی کو لڑانے کیلئے بڑھایا
سوء اتفاق دیکھیے کہ جب وہ حملہ کے لئے جہازوں کو حرکت دیچکا تو یکایک جنوب
مغربی ہوا نے زور باندھا اور جہازوں کی صفیں درہم وبرہم کردیں اور غنیم کی گولہ باری
شروع ہوگئی اور اُس نے زور شور سے عثمانی جہازوں پر حملہ کردیا جس سے ترکی بیڑہ
اس قدر منتشر اور بے ترتیب ہوگیا کہ اُس کے جہازات خود ہی ایک دوسرے سے
ٹکرانے لگے پانی کی موجیں، غنیم کے حملے، اور ہوا کی مخالفت، ان سب باتوں نے
مل ملاکر عثمانی سپاہ کو بجز فرار اور کسی امر پر قرار نہ لینے دیا کچھ لوگ ساحل کی طرف

بھاگ گئے تاکہ خشکی میں اُتر کر جان بچائیں اور بعض جہازوں نے حملہ کی کارروائی کی۔ کدی
کپتان نے اُن جہازوں کے افسروں کو جنگ کی ترغیب دینے کیلئے چند پنسویاں دو۔
تو وہ بھی غنیم کی آتشباری کو جھیلکر منزل مقصود تک نہ جا سکیں اور اب اُس کے ساتھ کے
جہازوں میں بھی ابتری پڑگئی بھاگے تھپیڑوں نے قریب قریب چھوٹی کشتیوں کا تمام
حصہ برباد کر دیا اور کپتان پاشا مع دوسرے چند جہازوں کے کسی طرح بھاگ کرانا طولیا کی
بحری قلعہ کی پناہ میں پہنچ گیا۔ قلعہ کی محافظ سپاہ نے دیکھا کہ دشمن بڑھتا آتا ہے اور کپتان پاشا
کے جہازوں نے اُس کی شست کو روک کر دشمن پر گولہ باری کر سکنے کا موقع نہیں
رہنے دیا تو وہ کپتان پاشا سے ذرا آگے بڑھ جانے کا خواہشمند ہوا اور بزدل کپتان
ڈر کے مارے آگے جانے سے منکر ہو گیا۔ آخر غنیم کے جہاز بالکل نزدیک چلے آئے اور اُنہوں
دس ترکی غراب گرفتار کر لئے، عبدالرحمن پاشا، اور جعفر بک کتخدایان دارالصناعۃ اور
بیرام بک اور ہمت بک کے جہاز چھین لئے اور اُنکے علاوہ سات غلیون جہازوں
کو بھی پکڑ لیا۔ پندرہ غراب، دو ماعون، اور بیس خالی وضع کے جہاز دشمنوں نے جلا ڈالے
غرضکہ اس افسوسناک جنگ میں ترکوں کے نقصانات کا اندازہ تقریباً ستر جہازوں کا
کیا گیا ہے اور عثمانی بیڑہ میں صرف بک لوگوں کی چند کشتیاں، اور بارہ خالی وضع کے
جنگی جہازات کے سوا کچھ باقی نہیں بچا۔ بنادقہ کا فتحمند بیڑہ عثمانی بیڑہ کو اس طرح مسمار کر کے
جزیرہ بوغچہ آطہ کیطرف چلا گیا اور اُنیس دن کے محاصرہ کے بعد اُسے فتح کر لیا، پھر اُنہوں
جزیرہ لیمنوس کو بزور شمشیر لیکر اُس کے ساتھ ہی جزیرہ ایمروز پر بھی قبضہ کر لیا) اس جنگ
کے بعد کپتان کنعان پاشا کو اُسکی حماقت کی پاداش میں بحکم سلطانی قتل کر دیا گیا اور اب
بجائے اُس کے سیدی احمد پاشا کپتان مقرر ہوا مگر جب وہ آبنائے چناق قلعہ کی محافظت
پر مامور ہوا تو اُس کی عدم لیاقت ظاہر ہو گئی اس لئے وہ بھی پہلے معزول اور پھر قتل
کر دیا گیا اور ۱۰۶۷ھ میں طوپال محمد پاشا کو امیر البحری کا عہدہ ملا +

بنادقہ نے مذکورہ بالا جزائر پر قابو حاصل کر لینے کے باعث ترکی بیڑوں کی
ناک میں دم کر دیا تھا اور دارالخلافت کو بھی دھمکی دیا کرتے تھے اسواسطے سلطان اور

وزراے مملکت سب کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ کسی طرح غنیم کو دروازہ پر سے
ہٹایا جائے چنانچہ جب عثمانی باقیماندہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فوجوں کو کمک اور رسد رسانی
کے کام سے فارغ ہوکر پلٹا تو سلطان نے تمام تر توجہ اُس کی درستی پر مائل کی اور موسم
سرما کے چار مہینوں میں ساٹھ جنگی جہاز تیار کرلئے گئے۔ آئندہ موسم بہار کا آغاز ہوتے
ہی (۳۶) غالی اور غراب، اور چار شاہی جہازوں کا ایک بیڑہ بماتحتی کپتان طوپال
پاشا بنادقہ کے بیڑہ جہازات کو شکست دینے کے لئے ارسال کیا گیا اور وہ ساقز اور
روڈس کے پاس سے ہوتا ہوا جزیرہ انجیرلی [illegible] کے نزدیک وہ
اہل مالٹا کے جہازوں سے مزاحم ہوا جو مصر سے آنیوالے جہازات رسد کی تاک میں
وہاں ٹھیرے تھے، عثمانی بیڑہ نے مالٹا والوں کا ایک غلیون جہاز غرق کردیا اور دوسرا
بھاگ کر نکل گیا لیکن اُسکے بہت سے سوار ترکی سپاہ نے گرفتار کرلئے۔ پھر اس بیڑہ
نے جزیرہ روڈس کے نزدیک ہی چند غنیم کی کشتیاں پکڑلیں ابھی ترکی بیڑہ ان ہی
کارروائیوں میں مصروف تھا کہ دوسری جانب جزیرہ ساقز کے نزدیک بنادقہ کے
بیڑہ نے ظاہر ہوکر مصر سے آتے ہوئے (۱۸) رسد رسانی کے جہاز گرفتار کرلئے اور
اُنکا تمام سامان لوٹ لیا۔ پھر اُس نے جزائر مغرب سے آنیوالے آٹھ غلیون جہازوں کا
بیڑہ بھی تباہ کردیا، یہ خبریں دارالخلافت میں پہنچیں تو وہاں عام ناراضی پھیل گئی اور اب
ترکوں کی بحری وقعت کے عود سے لوگوں کو مایوسی ہوگئی۔ سلطان اور وزرا کو بہت
فکر دامنگیر تھی، کپتان پاشا طوپال محمد کی یہ حالت تھی کہ اُسنے بنادقہ کا زبردست بیڑہ
دیکھکر بندرگاہ روڈس سے قدم نکالنے کی بھی جرأت نہیں کی، جزیرہ کریٹ سے متواتر
وہاں کی فوج کے فاقوں مرنے اور سامان جنگ ختم ہوجانے کی خبریں آرہی تھیں
آخر حکومت عثمانیہ نے دارالصناعت کو ایک دوسرا نیا بیڑہ تیار کرنیکا حکم دیا جسمیں ۱۹
غلیون، دس ماعون، اور بیس تقال جہازات ہوں اور جب یہ بیڑہ مکمل ہوکر آلات جنگ
وغیرہ سے آراستہ کردیا گیا تو [illegible] انکی افسری کے لئے بھی بحری سپاہ کا ایک
افسر قاسم آغا نامی منتخب کیا گیا اور شمسی پاشا [illegible] کپتان پاشا کی کرسی

میں یہ بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوا ۔

کوپریلی محمد پاشا کی وزارت

اس زمانہ میں دولت عثمانیہ کی حالت اس قدر ابتر ہو رہی تھی کہ خزانہ خالی ہوچکا تھا ، بری فوجیں فرقہ بندی اور تمرد کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر بیکار ہو گئی تھیں ، بحری قوت بنادقہ کے حملوں سے برباد ہو چکی تھی ، مجمع الجزائر یونان کے وہ نہایت ضروری اور قابل قدر جزیرے اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اور بنادقہ کا بیڑہ آبنائے ڈار ڈنلز تک آکر پایۂ تخت کو دھمکی دے رہا تھا - اور باوجود ان سب باتوں کے حکومت ایسی غفلت کی گہری نیند میں ڈوب رہی تھی اور ایک خلل مٹاتی تھی تو دس نئے خلل پیدا ہو جاتے ، ایک انتظام کی جگہ بیس بد انتظامیاں پھوٹ پڑتیں آخر خداوند قادر ذوالجلال کو مخلوق کی حالت زار پر رحم آگیا اور اس نے اپنا ایک خاص بندہ ان تمام اختلال کا انسداد کرنے کیلئے مامور فرمایا وہ بندہ خدا فاضل وزیر کوپریلی محمد پاشا تھا جس نے دانشمندی ، قوت انتظام ، عالی حوصلگی ، جرأت ، دوراندیشی ، اور مزید برآں ہمہ اس کی سالہا سال کی تجربہ کاری نے دولت عثمانیہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی ایک دم میں سنبھال لی ، اس نے مسند وزارت کو اپنی قدم سے شرف بخشتے ہی حکومت کے ہر صیغہ میں اصلاح و انتظام کی روح پھونکدی ، یوں تو اس سے پہلے وزیر بھی تدبیر ملکداری میں کچھ کم نہیں تھے لیکن بات یہ تھی کہ کوپریلی محمد پاشا دل سے اصلاح اور فلاح مخلوق کا خواہاں تھا اس لئے اس کی ہر ایک بات پُر اثر ہوتی تھی اور جہاں وہ پہنچتا تھا چل جاتی تھی ، الغرض لائق اور نیک دل وزیر نے چند ہی دنوں میں ترکی حکومت کی ایسی کایا پلٹی کہ سلطنت ضعف و اضمحلال سے اُٹھ کر قوت و ہیبت سے مالا مال کر دیا ، فوجیں پھر سے جرأت و شجاعت دکھانے لگیں ، خزانے معمور اور خلق خدا مسرور ہو گئی ، یہاں تک کہ سلطنت عثمانیہ نے تازہ زندگی اور نئے دور میں قدم رکھا ۔

"قوبرون" کی بحری جنگ

جبکہ حکومت عثمانیہ کی سیاسی اور انتظامی حالت سخت مخدوش ہو رہی تھی اور بنادقہ کا بیڑہ ڈارڈنلز کا محاصرہ کئے ہوئے ترکی بیڑہ کو اُس سے نکلنے نہیں دیتا تھا، اُسوقت صدر اعظم محمد پاشا کو یہ بات سخت شرمناک معلوم ہوئی کہ ترکی سلطنت اعداء سے یوں دبی رہے اور وہ کچھ نہ کرے۔ لہٰذا اُس نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھوں میں لیکر آبنائے کی طرف رُخ کیا اور قلعہ سلطانیہ کو جو دہانہ آبنائے پر واقع ہے اپنا مرکز قرار دیکر رومیلیا کے سواحل پر صو غالی کے مقام میں اور اناطولیا کے ساحل پر مقام کفز میں متعدد استحکامات تیار کرانے کے بعد اُنپر بھاری توپیں چڑھا دیں اور اس طرح پران اطراف میں جسقدر بنادقہ کے جہازات لنگرزن تھے اُنکو یہاں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوا مگر ابھی بنادقہ کا بیڑا دس میل کے فاصلہ پر دریا میں مقام کفز کے سامنے استادہ تھا اور وزیر اعظم کو اُسے بھگانے کا خیال دامنگیر تھا اس لئے وہ بحری جنگ پر آمادہ ہوگیا اور تمام انتظامات مکمل کرکے اُسپر حملہ کر دیا، ایک عرصہ تک دونوں بیڑوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی ترکی بیڑہ غنیم کو پسپا کر دیتا اور گاہے غنیم کا بیڑہ [illegible] بیڑہ کو پسپا ہونے پر مجبور بنا دیتا۔ دونوں طرف کے بہادروں نے وہ وہ جوہر جرأت دکھائے کہ دوست دشمن سب آفرین کہنے لگے۔ آخر میں عثمانی بیڑہ کا ایک ماعون جہاز غرق ہوگیا جو اپنے ہی ساتھ کے دوسرے ہمشکل جہاز کی ٹکر سے مضروب ہوا تھا اور تیسرا ماعون جہاز بنادقہ نے گرفتار کر لیا، ینی چری فوج اس حالت کو مشاہدہ کرکے میدان سے بھاگ نکلی اور اپنے غراب جہازوں کو رزمگاہ سے نکال لیگئی تھیں[۳۰] غراب اور دس ماعون جہازوں کا ایک ساتھ میدان سے نکل جانا معمولی امر نہ تھا، وزیر اعظم نے ہزاروں دھمکیاں دیں مگر ہزیمت اُٹھانے والوں کے قدم نہیں رُکے، صدر اعظم نے دیکھا کہ اب جو کچھ ہوگیا اُس کی تلافی مشکل ہے باقی جہازوں کی حفاظت مقدم رکھنی چاہیئے اس لئے وہ خشکی کے استحکامات جو اناطولیا کے ساحل پر

تھے زیادہ کرنے میں مصروف ہوگیا تاکہ غنیم کو باقی جہازوں پر دسترس نہ ملے۔ اُدھر
بنادقہ نے ترکوں کی شکست کا حال دیکھا تو انہوں نے گولہ باری تیز کر دی اور تین
شبانہ روز عثمانی بیڑہ کے لنگر زن جہازوں اور قلعوں پر گولے برساتے رہے، ترکوں
نے بھی زور شور کی گولہ باری سے انہیں جواب دیا اور برابر مقابلہ میں ڈٹے رہے،
مگر جب غنیم کو گولہ باری سے کچھ نہ حاصل ہوا تو امیر البحر ”طوماس موچینیغو“
Thomas Mocenigo نے آخری تدبیر یہ کی کہ عثمانی بیڑہ کو جو بندرگاہ
قونیتون کے گھاٹ میں استادہ تھا گرفتار کر لینے کو بڑھا، وزیر اعظم یہ کیفیت دیکھکر
سخت پریشان ہوا کیونکہ اس کے جہازات نکمے ہو چکے تھے اور جنگ آور فوج نے
نمک حرامی کی تھی، تاہم اُس نے اپنے حواس برقرار رکھے اور خشکی کے مورچوں میں
جو توپچی تھے انکو ہمت بندھائی اور انعامات کی توقع دلانی شروع کی تاکہ وہ غنیم کے
جہازوں کو توپوں کی زد پر رکھ لیں، چنانچہ ایک توپچی جسکا نام قرہ محمد تھا آگے بڑھا اور
اُس نے اپنی توپ کو بنادقہ کے ایڈمرل کے جہاز کی طرف سیدھ میں لگا کر شست
درست کی اور ایسا بے خطا گولہ رسید کیا کہ اس جہاز کے میگزین میں گرا، العظمۃ للہ
میگزین کا اُڑنا تھا کہ ایک قیامت خیز دھماکے کی صدا آئی اور ایڈمرل کا جہاز پارہ پارہ
ہوکر ہوا میں اُڑ گیا۔ ایڈمرل طامس چینیگو اور اُس کے ساتھ کے ایک ہزار سپاہی
سب ہلاک ہوگئے اور جو جہازات اس کے قریب تھے وہ بھی بالکل بیکار ہوکر رہ گئے،
بس پھر تو بنادقہ کا بیڑا سراسیمگی کے عالم میں پیچھے ہٹا اور ترکوں نے گولہ باری کا تار
باندھ دیا جتنے کہ تھوڑی ہی دیر میں غنیم کے کئی اور جہاز بھی نکمے کر ڈالے۔ ایڈمرل طامس
چینیگو بنادقہ کا نہایت نامور بحری افسر تھا اس نے ترکوں کو پندرہ سال سے تنگ
کر رکھا تھا اور اکثر لڑائیاں فتح کر کے عثمانی بحری قوت پامال کر چکا تھا، وہ امیر البحر
فرانسیسکو موروزینی کا نہایت قریبی رشتہ دار تھا جسنے شہر اتھنیہ پر ترکی قبضہ میں
آجانے کے بعد حملہ کیا تھا۔ اور طامس لنگڑا ایڈمرل مشہور تھا، اس کے قتل ہوتے ہی
بنادقہ کے بحری افسروں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بھاگ کر جزیرہ بدغچہ آلمہ میں

پناہ گزین ہو گئے۔ بھاگتے ہوئے غنیم اپنے چھ غلیوٹ جہاز بھی چھوڑ گیا جن پر عثمانی بہادر
سپاہیوں نے قبضہ کر لیا وزیر اعظم نے اس غیر متوقع فتح پر خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا
صادق الخدمت لوگوں کو انعامات سے سرفراز کیا اور نکموں کو سخت سزائیں دیں،
اور قرہ خواجہ تیمچی کو نہایت گراں بہا خلعت عطا کیا۔ پھر اس نے اپنے جہازوں کی
مرمت اور نئے جہازات کی تیاری کا حکم دیا تاکہ دوسرا بیڑا تیار کر کے غنیم کا مقابلہ
کر سکے۔ چونکہ عثمانی بیڑہ کا بڑا حصہ طوپال محمد پاشا کے ساتھ آبنائے سے باہر تھا اور
اب وہ بھی مع جزائر مغرب کے بیڑوں کے آگیا۔ تیونس، طرابلس اور الجزائر کے بیڑے
حاضر ہو گئے اور طوپال محمد پاشا نے اپنی معذوری کا عذر پیش کیا تو وزیر اعظم نے اسے
معافی دیکر خلعت سے سرفراز کیا اور دوبارہ دم قپودانی عطا کر کے جزیرہ بوغچہ آطہ کی
فتح پر مامور فرمایا جس نے سخت جنگ کے بعد بنادقہ کو وہاں سے نکال دیا اور اس کے
قلعوں کو درست کر کے غنیم کے جہازات آبنائے کے پاس سے دور تک ہٹا دئے
پھر جزیرہ بوغچہ آطہ میں کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑ کر سہراب پاشا کو اسکا افسر بنایا اور
وزیر کی خدمت میں واپس آیا۔ دوبارہ وزیر اعظم نے اس کو پانچ ہزار سپاہ اور ایک نیا
بیڑہ دیکر جزیرہ لیمنی سے غنیم کو نکالنے پر مامور کیا اور دو ماہ کے محاصرہ کے بعد طوپال
محمد پاشا اسکو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ بنادقہ کو آبنائے کے پاس سے ہٹا کر
اور ترکی بیڑہ کا راستہ صاف بنا کے وزیر اعظم کوپریلی محمد پاشا ۱۰۶۷ھ میں آستانہ علیہ
کو واپس آیا اور سلطان کی عنایتوں کا سزاوار بنا۔ اسی سال میں جزیرہ لیمنی فتح ہونے
کے بعد طوپال محمد پاشا عہدہ امیر البحری سے معزول کر کے جزیرہ ساقز کا محافظ مقرر ہوا
مگر چونکہ سلطان اس کی طرف سے خوش نہ تھا اس لئے آخر وہ بد دلی کے جرم میں قتل
کرا دیا گیا۔ طوپال محمد پاشا کے بعد پادشاہ زادہ محمد پاشا عثمانی بیڑہ کی کمان افسری پر
متعین ہوا تھا لیکن چند ہی روز بعد علی حسین پاشا کے آستانہ علیہ واپس آنے
پر اس عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور علی حسین پاشا کو امیر البحری کا منصب مل گیا جو ایک سال
تک اس منصب پر رہکر بالآخر دشمنوں کی سازش سے قتل کر دیا گیا اور سعید پاشا جو اسکے

اُس کا باپ کتخدا علی پاشا ۱۰۶۹ھ میں عثمانی بیڑوں کا کمان افسر بنایا گیا اور کتخدا علی پاشا کے بعد یہ جگہ حسام بن علی زادہ پاشا کو ملی۔

اباظہ حسن پاشا کی بغاوت

۱۰۶۸ھ میں جبکہ حکومت عثمانیہ بنادقہ کو آبنائے ڈارڈنلز سے نکالنے کیلئے بحری جنگ میں منہمک تھی اباظہ حسن پاشا نے جو فوج سپاہی کا ایک افسر تھا اناطولیا میں سخت بغاوت برپا کر دی اور تقریباً پندرہ معزول شدہ پاشا بھی اُس کے ساتھ ملگئے سپاہی فوج کی ایک زبردست جماعت بھی وزیر کوپریلی محمد پاشا کے مواخذہ سے بھاگ کر اُس کی شریک ہوگئی، اور اباظہ حسن نے حکومت عثمانیہ سے وزیر کوپریلی محمد پاشا کی معزولی اور اُسے سزا دینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ طیار زادہ احمد پاشا کو وزیر بنایا جائے کیونکہ یہ شخص اُس کے جتھے کا آدمی تھا، باغیوں کا جتھا ہر روز اس قدر بڑھتا گیا کہ سلطان اور وزراے مملکت سب اُس کے رعب میں آچلے اور سلطان نے مرتضیٰ پاشا والی دیار بکر کی سپہ سالاری میں ایک جرار فوج اُن لوگوں کی سرکوبی کے لئے مامور کر کے وزیر اعظم کو مملکت ٹرینسلونیا سے اپنے پاس مقام ایڈریانوپل میں بلایا تاکہ اُس سے باغیوں کے بارہ میں گفتگو فرمائے، اب کنعان پاشا بروصہ کا حاکم بھی باغیوں کی جماعت میں ملگیا تھا اور اُنکی قوت بہت بڑھ گئی تھی مگر سلطانی سپاہ نے بڑی جرأت دکھا کر اُنکو سخت نقصان کے ساتھ قونیہ کی جانب پسپا کیا۔ علاوہ بریں شیخ الاسلام نے متواتر نصیحت آمیز فتوے باغیوں کو اس ذلیل حرکت سے باز آنے کے لئے ارسال کئے جنکو دیکھکر بکثرت نمکحرام راہ راست پر آگئے۔ اور سلطانی فوج کی پناہ میں داخل ہوئے باغیوں کا زور ٹوٹ گیا تو اباظہ حسن سرغنہ نے بھی مرتضیٰ پاشا کے پاس اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بخشی کے وعدہ پر اطاعت ماننے کو تیار ہوگیا۔

مرتضیٰ پاشا نے شہر حلب میں اس شرط کو منظور کرنے کے بعد اباظہ حسن پاشا کو اپنے قابو میں کرلیا اور پھر اُس نے عہد شکنی کر کے تمام باغیوں کو مع اُس کے قتل کر دیا کیونکہ یہ

کمبخت ہمیشہ بغاوت کیا کرتا تھا۔ جب سنہ ۱۰۶۹ھ میں اباظہ حسن پاشا کا قصہ ہمیشہ کے لئے فیصل کر دیا گیا تو سلطان نے اسماعیل پاشا کو جو استنبول میں اُسکا نائب مقرر تھا اناطولیا کے باقی ماندہ سرکشوں کی سزا دہی پر مامور کیا اور خود شہر بروصہ میں آرہا۔ اسماعیل پاشا نے بڑی خوبی کے ساتھ چند ہی روز کے عرصہ میں فرقہ جلالیہ کے تمام باغیوں کا خاتمہ کر دیا اور سلطنت کو اُنکے وجود سے پاک بنا ڈالا +

دولت علیہ کی شمالی سرحدوں کی لڑائیاں :-

اسی سال یعنی سنہ ۱۰۶۹ھ میں منجائیل شاہ پولینڈ۔ اور شارل گستاف شاہ سویڈن کے مابین سخت لڑائیاں ہو رہی تھیں، شاہ سویڈن نے حکومت عثمانیہ سے درخواست کی کہ وہ جنگ پولینڈ میں اُس کے مددگار رہنے اور اس ملک کو براہ راست اپنے قبضہ میں کر لے مگر سلطان نے اس بات کو منظور نہیں کیا، اور اس کے بعد سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ راکوکسی حاکم ٹرینسلونیا اور قسطنطین اوّل امیر افلاق دونوں شاہ سویڈن کے ساتھ ملکر پولینڈ والوں سے جنگ کرنیکو آمادہ ہوگئے ہیں تو سلطان نے ان دونوں امیروں کو معزول کرنیکا حکم دیا اور [illegible] ایک رومی الاصل شخص کو افلاق کا حاکم مقرر فرمایا مگر راکوکسی نے حکم [illegible]سلطانی سے سرتابی کر کے بغاوت کر دی اور ترکی سپاہ کو لیپا [illegible] کے نزدیک ہزیمت بھی دی جس کے بعد کپتان کوسہ علی پاشا ترکی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور اُس نے پیش قدمی کر کے راکوکسی امیر ٹرینسلو کو اُس کے بیٹے کے ساتھ ملکر مغلوب کر لیا پھر اشانیوس برکسی کو مملکت اردل (ٹرینسلونیا) کا فرمانروا متعین کر کے بعد میں شہر ٹرگو ویشتہ کو جو اُن دنوں افلاق کا دارالصدر تھا برباد کر ڈالا اور تقریباً بیس آدلے بستیاں نئی بسائیں، اور چونکہ یہ لڑائیاں حکومت ہنگری کی سرحدوں پر ہوئی تھیں اس لئے اُن سے تبعاً سلطنت آسٹریا کو بھی کچھ صدمات پہنچے اور اُسکی سرحدی لین میں کچھ خلل آگیا۔ آسٹریا نے اپنے سفیر کی معرفت سلطنت عثمانیہ سے اس معاملہ میں مناسب فیصلہ کی درخواست کی تو

[illegible]

قلعہ دارات [illegible] کو بھی آسٹریا والوں سے چھین لیا جو آسٹریا نے سنہ ۱۰۰۰ھ سے حکومت عثمانیہ کے ہاتھوں سے واپس لے لیا تھا۔ ان واقعات کے ایکسال بعد حکومت سنیہ نے صوبہ ٹرنسلونیا پر ایک نیا حاکم اباقی میخائیل نامی مقرر کیا جو وہیں کا ایک ذی رتبہ امیر تھا اور یہ آخری قرال تھا جسکو دولت علیہ نے اپنی معرفت مملکت ٹرنسلونیا کا حاکم بنایا۔ اس شخص نے برابر بیس سال حکومت کی اور محاصرہ ویانا کے بعد اسکا بیٹا اس ملک کا حاکم ہوا۔ نیز اسی اثنا میں سلطنت عثمانیہ کو چند ایسے کاغذات ہاتھ لگے جن سے معلوم ہوا کہ جزیرہ کریٹ کو ترکی قبضہ میں داخل ہونے سے بچانے کیواسطے حکومت فرانس نے بنادقہ کو درپردہ آلات جنگ سے مدد دی تھی، یہ کاغذات مسیو دی لاہی فرانسیسی سفیر آستانہ علیہ کے پاس آئے تھے اور وزیر اعظم کوپریلی محمد پاشا کے ہاتھ لگ گئے، چنانچہ اسی بنا پر حکومت علیہ نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں سفیر فرانس کے بیٹے کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایکسال محبوس رکھا پھر وزیر کوپریلی محمد پاشا (۲۶ر) ربیع الاول سنہ ۱۰۷۲ھ میں بمقام ایڈریانوپل بعمر اسی سال فوت ہو گیا۔ یہ فاضل وزیر بڑا مدبر اور تجربہ کار سیاسی تھا اور سب سے بڑی خوبی جو اس میں پائی گئی وہ صدق نیت اور خلوص کی بے مثل صفت تھی، اس کے زمانہ میں حکومت کی داخلی اور خارجی حالت بہت بہتر ہو گئی اور متعدد لڑائیاں بھی فتح ہوئیں، اسکے بعد سلطان نے اس کے فرزند فاضل احمد پاشا کو وزیر بنایا جس کی عمر بیس سال سے زائد نہ تھی مگر لیاقت اور معاملہ فہمی کے لحاظ سے وہ اپنے باپ کا مثل تھا علاوہ ازیں کوپریلی محمد پاشا نے اس کو ایک عرصہ تک اپنے ساتھ کام کرنے کے اصول خوب سکھائے تھے اور مرتے وقت اسے تمام نشیب و فراز کی وصیت کر دی تھی جس سے اسکو ایک بنا بنایا راستہ ملگیا اور اسی پر چلکر اس نے بھی ناموری حاصل کی۔

جنگ آسٹریا۔ فتح ایوار۔ اور جنگ سان گوتارد۔

آسٹریا نے بہت کچھ حد سے باہر قدم نکالے تھے اور مملکت ٹرنسلونیا کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا تھا جبکہ ترکی حکومت نے اباقی میخائیل کو اس ملک کا حکمران بنا دیا

تو آسٹریا نے اس کی مخالفت میں اپنی طرف سے ایک امیر کیانوس "Kosmaka" نامی منتخب کرکے اس ملک پر حکمرانی کیلئے ارسال کیا۔ یہ حالت دیکھکر سر عسکر کوسہ علی پاشا اُسپر حملہ آور ہوا اور کومیانوس کو قتل کرنے کے بعد آسٹروی سپاہ کو حکومت ٹرنسیلونیا کے علاقہ سے نکالدیا، پھر اُس نے حکومت علیہ سے درخواست کی کہ وہ مملکت آسٹریا کی سرحد کا وہ قلعہ جو امپرالمور لیوپولڈ دوم نے بنوایا ہے اور جسکا نام زہ ریغوار ہے منہدم کرنے کی تحریک فرمائی اور حکومت آسٹریا اور بنادقہ کی جمہوری حکومت کے معروضات صلح پر ہرگز توجہ نہ فرمائی دولت علیہ نے حکومت آسٹریا سے قلعہ مذکور کے منہدم کر دینے کا مطالبہ کیا اور اُس نے تعمیل حکم میں تامل کیا تو اِدھر سے اعلان جنگ دیدیا گیا۔ چنانچہ ۱۰۷۳ھ میں آسٹریا سے فوج کشی شروع ہوگئی اور سلطان نے ایڈریانوپل میں آکر وزیر اعظم احمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کے منصب پر متعین فرمایا پھر ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اُس کی ماتحتی میں دیکر اُسے آسٹریا کی سمت روانہ کیا۔ احمد پاشا "اوسک بودین" اور "اسٹراگون" کے راستہ سے پیش قدمی کرتا ہوا قلعہ ایوار "Neuhausel" پر پہنچگیا اور اُسکا محاصرہ کرلیا۔ ترکوں نے پہلے بھی ۱۰۱۲ھ میں یہ قلعہ ایک مرتبہ فتح کرلیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ پھر آسٹریا کو واپس ملگیا۔ ابھی عثمانی سپاہ اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہی تھی کہ اُنکے پاس ایک عظیم الشان کمکی فوج زیر ماتحتی خان احمد کرائے حاکم کریمیا کے فرزند کے آگئی جسکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور اسمیں صرف بیس ہزار کے قریب قزاق فرقہ کے سپاہی تھے چنانچہ ایک ماہ کامل شہر کا سخت محاصرہ کرنے کے بعد یہ شہر مطیع ہوگیا اور ۱۰۷۴ھ میں وزیر اعظم احمد پاشا فاتحانہ حیثیت سے اسمیں داخل ہوا۔ اسکے بعد وزیر مذکور نے دریائے ڈینیوب پر پل بندھوا کر اُسے عبور کیا اور اسٹراگون کی سمت سے دریا کے پار جاکر آسٹروی سپاہ سے مقابل ہوا جو ماتحتی جنرل مونٹیکوکولی "Montecuculi" اُس سے جنگ کرنے کو آئی تھی۔ عثمانی سپاہ نے اس فوج کو نہائت بُری طرح ہزیمت دی۔ اسی ہزار صرف جنگی قیدی گرفتار کئے اور مال غنیمت تو اس کثرت سے ہاتھ لگا جسکا شمار مشکل ہے شاہنشاہ آسٹریا یہ دردناک خبر سُنکر سُن ہوگیا اور اب اُس کو دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ عثمانی سپاہ اُس کے دو صوبوں

ہوا دیا اور سیلیزیا میں پھیل گئی تھی اور اس نے نو ویگراڈ [illegible] اور اس کے
تمام اطراف کو فتح کر لیا تھا اس مرتبہ شاہنشاہ آسٹریا کے ایسے اوسان خطا ہوئے کہ اب سے
نصف صدی پیشتر سلطان سلیمان قانونی کے عہد میں اس کے بزرگوں کو بھی اتنی پریشانی
نہیں لاحق ہوئی تھی حالانکہ سلطان مذکور نے بارہا مملکت آسٹریا کو پامال کر کے اس کے دارالسلطنت
پر حملہ کر دیا تھا اس غیر معمولی گھبراہٹ کی وجہ یہ تھی کہ دول یورپ اپنی جگہ پر ترکی حکومت کی اندرونی
کمزوریوں کا حال سنکر اسے سخت ضعیف و نزار سمجھ بیٹھی تھیں اور خیال کرتی تھیں کہ معاہدہ
زیتوا توروک کے بعد سے اسکا یورپ میں دوبارہ سر اٹھانا تقریباً محال ہے۔ بہرحال شاہنشاہ
آسٹریا کو ترکوں کی چیرہ دستی دیکھکر اسقدر خوف آیا کہ وہ پوپ روم سے مستدعی ہوا کہ
شاہ فرانس کو اس کی امداد پہ آمادہ بنا دیا جائے تاکہ دونوں ملکر عثمانی حکومت کے حملوں کا
انسداد کریں۔ پوپ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اس کے کہنے سے شاہ فرانس بھی رضامند
ہوگیا چنانچہ اس نے بماتحتی کونٹ دی کولینی "[illegible]" ایک فوج آسٹریا کی طرف
روانہ کی۔ آسٹریا تو اس تیاری میں مصروف تھا۔ اور ترکی وزیر اعظم موسم سرما قریب آجانے کے
باعث بلگریڈ کو واپس چلا آیا جہاں سے اس نے حاکم ٹرنسلوانیا اور دیگر سرداران عساکر
کو انکے ملک کی طرف واپس کر دیا۔ ابھی موسم سرما ختم نہیں ہوا تھا کہ آسٹروی جنرل زرینی
نے جسکو ترکی مورخین غادوق الحدیدی کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ قلعہ قنیزہ کا محاصرہ کر لیا
اور صدر اعظم یہ خبر پاکر بلگریڈ سے فوراً چل پڑا، ابھی موسم سرما باقی تھا اور سردی کا زور فوجکشی
میں مانع لیکن بہادر ترکوں نے اسکی مطلق پرواہ نہیں کی اور یلغار کرتے دشمن کو روکنے کیلئے
روانہ ہوگئے۔ جنرل زرینی "[illegible]" یہ خبر سنکر کہ ترکی سپاہ آرہی ہے فوراً محاصرہ
چھوڑ کے پسپا ہوگیا۔ ترکوں نے غنیم کے بے لاگ نکلجانے پر جھنجلا کر قلعہ جات زنیوار
کو جو متنازع فیہ تھے تاکا اور انپر قبضہ کر کے سبکو ایک سرے سے منہدم کر ڈالا پھر جب عثمانی
سپاہ دریائے مور "[illegible]" کو عبور کر رہی تھی انکو غنیم سے مقابلہ کرنے کی نوبت آگئی
اور اس جنگ میں آسٹریا کا کمانیر جنرل [illegible] اسٹرزی ترکوں کی تلوار کا لقمہ بنا۔
جس سے شہنشاہ آسٹریا کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ اپنی کامیابی سے نا امید ہوگیا، انہی

فوراً ترکی صدر اعظم کو پیام صلح بھیجا اور کہا کہ معاہدہ زیدہ توروک کے شرائط پر صلح کر لیجیے
اور اُس کے علاوہ تیس ہزار پونڈ سالانہ خراج بھی لینا قبول فرمائیے۔ صدر اعظم نے اس پیام
کو ایک عرصہ تک کھٹائی میں ڈال رکھنا مناسب تصور کیا اور قلعہ یانیق کی طرف اُسے فتح
کرنے کی نیت سے پیشقدمی کردی، ابھی عثمانی سپاہ دریاے راب سے Raab
سے عبور کر ہی رہی تھی کہ آسٹروی فوج زیر کمان سپہ سالار اعظم جنرل مونٹیکوکولی کے اُس
سے مقابل ہوئی اور پورے ایک دن کی سخت خونریز جنگ کے بعد ١٠٧٥ھ میں ترکوں
نے آسٹروی سپہ سالار کو ہزیمت دی، یہ لڑائی نہایت سخت تھی اور ترکوں کے
دس ہزار جوان اسمیں کام آئے، آسٹرین فوج کے ساتھ اس جنگ میں کونٹ کولینی
فرانسیسی جنرل بھی مع چھ ہزار فرانسیسی سپاہ کے شریک تھا اور فرانس والوں کی یہ کمک
آخر کار اُنکے اور ترکوں کے مابین عداوت پڑنے کی باعث ہوئی جسکا ذکر آگے چلکر
آئیگا۔ اس جنگ کا نام سینٹ گوٹار کی جنگ کے ساتھ مشہور ہوا کیونکہ یہ لڑائی اسی نام کے
ایک کنیسہ کے نزدیک ہوئی تھی۔ ترکی صدر اعظم نے غنیم کو ہزیمت دینے کے بعد اپنی
باقی ماندہ سپاہ قصبہ واسوار میں فراہم کی جہاں دونوں حکومتوں
کے مابین شرائط صلح طے پائے اور ١٠٧٥ھ میں معاہدہ تحریر کیا گیا جسکا ماحصل یہ تھا کہ
آئندہ حکومت آسٹریا کبھی ٹرینسلونیا کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیگی اور اپافی میخائیل
کو وہاں کا حکمران تسلیم کریگی، زہ زنیوار کا قلعہ منہدم کردیا جائیگا اور پھر اُسے کبھی تعمیر نہ کیا
جائیگا۔ اور دو لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ دیا جائیگا، علاوہ اس کے کہ ایوارہ اور نوویگراڈ
کے دونوں قلعے حکومت عثمانیہ کے قبضہ میں رہینگے۔ مملکت ہنگری کے چار صوبے بھی دولت
عثمانیہ کے پاس رہنے دئے جائینگے اور اب سے پیشتر جانبین میں جتنے معاہدے ہوچکے
ہیں آئندہ اُن سبھوں کی پابندی لازم سمجھی جائیگی ❊

فتح کینڈیا اور ایک چھوٹی سی بحری لڑائی

١٠٥٩ھ سے ابتک یعنی ١٠٧٥ھ تک بیس سال کامل جزیرہ کریٹ پر قبضہ کرنیکی

کوشش جاری ہوئی گزر گئے تھے اور باوجود اس کے دولت علیہ کو اندرونی کمزوریوں کے باعث اسے پوری طرح فتح کرنیکا آج تک موقع نہیں حاصل ہوا تھا، بحری قوت کی بربادی، اور اناطولیا اور یورپ کے علاقوں میں بغاوتوں کا زور اُسے کریٹ کی طرف کامل توجہ کرنے سے روکتا ہی گیا لیکن جب اس طرف سے ایک طرح اطمینان ہو لیا تو دولت علیہ نے کریٹ کی خبر لی، وہاں کی جنگ آور سپاہ کا افسر بدلا گیا اور ۱۰۷۶ھ میں عنکبوت احمد پاشا کو سپہ سالار افواج کریٹ بنایا گیا جسے پوری کوشش سے کام لینے کا حکم ملا اور تازہ کمک اور سامان رسد کا ذخیرہ اُسے پہنچایا جانے لگا۔ کپتان علی پاشا ابن حسام الدین بک کو حکم ملا کہ جنگی بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط میں نکلے مگر جبکہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گیا تو اُس کی جگہ کپتان عبدالقادر پاشا کو ملی یہ سردار بھی چند روز سے زائد اپنے عہدہ پر نہیں رہا، اور اب قرہ علی پاشا حاکم دیار بکر بحری افسری کے منصب پر ممتاز کیا گیا، سلطنت عثمانیہ نے حکومت ٹرینسلونیا کا انتظام مکمل کر دیا تو اُس کی نیت کریٹ کی فتح کا تکملہ کرنے پر مائل ہوئی اور فوجوں کی روانگی شروع کر دی گئی، صدر اعظم احمد پاشا کریٹ کی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور ۱۰۷۷ھ میں وہ اُس طرف روانہ ہوا، اور عثمانی بیڑے بھی بماتحتی کپتان مصطفےٰ پاشا روانہ کیے گئے، وزیر اعظم نے کریٹ پہنچکر قلعہ کینڈیا کے فتح کی تدبیریں کیں اور اسی اثنا میں مصری بیڑہ جو عثمانی بیڑہ کی شرکت کو لیے آ رہا تھا راستہ میں بنادقہ کے بیڑہ سے دوچار ہو گیا اور جانبین سے جنگ ہو پڑی مصری بیڑہ ہزیمت پا کر بھاگ نکلا اور بنادقہ نے اُس کے کمان افسر رمضان بک کو گرفتار کر لیا۔ اِدھر صدر اعظم نے کینڈیا کا محاصرہ سخت کیا تو بنادقہ دول یورپ سے فریادی ہوئے اور دول نے اُنکو امداد دینے کا وعدہ بھی کر لیا دوسری جانب سلطان نے یہ دیکھا کہ ترکوں کو جزیرہ کریٹ میں پوری کامیابی نہیں ہوتی تو وہ بنفسِ نفیس وہاں جانے کیلئے آمادہ ہو گیا اور یہ خبر افواج کریٹ نے سُنی تو اُنکو سخت غیرت دامنگیر ہوئی کہ سلطان کو ایک جزوی معاملہ کیلئے اتنی زحمت دیجائے۔ وہ نہایت مستعدی کے ساتھ سرگرم جنگ ہو گئے، وہاں آستانہ عالیہ میں بنادقہ، فرانس اور آسٹریا کے سفیروں سے

عزم سلطانی ملتوی کرانے کیلئے زور لگانا شروع کیا تاکہ اسی اثناء میں وہ کینڈیا والوں کو مدد پہونچا سکیں، چنانچہ سلطان نے افواج کریٹ کے سپہ سالار صدر اعظم کو تاکیدی احکام ارسال کئے کہ جس طرح ممکن ہو کینڈیا کو جلد تر فتح کرلے ۱۰۸۰ھ میں سلطان کا ارادہ جزیرہ کریٹ جانے کا سنکر بنادقہ نے ایک جنگی بیڑہ مجمع الجزائر یونان کے سمندر میں ارسال کردیا تاکہ وہ ترکی حکومت کو اس طرف الجھالے چنانچہ اس بیڑہ کا ترکی بیڑہ سے تو مقابلہ نہیں ہوا لیکن مصری بیڑہ اسکی زد میں آگیا اسکے علاوہ جبکہ بنادقہ کا بیڑہ ان اطراف میں پہنچا۔ تو طرابلس الغرب کے چھ جنگی جہازوں کا بیڑہ جو کینڈیرہ اور سلانیک کے سمندروں میں ان دونوں مقامات کی حفاظت کیلئے گشت کر رہا تھا اس سے دوچار ہو گیا، بنادقہ کے بیڑہ میں تین غلیون اور سترہ قد قامت جہازات اور کشتیاں تھیں اور اس کی کمان جنرل جو روچی کر رہا تھا طرابلس کے بیڑہ سے اور اس سے جنگ شروع ہوئی تو کپتان قپلان مصطفیٰ پاشا جو اسی وقت بحر ابیض میں ترکی بیڑہ لیکر آیا تھا طرابلس والوں کی کمک پر آپہنچا عثمانی بیڑہ میں پچیس مختلف قد و قامت اور قسم کے جہازات تھے، بنادقہ عثمانی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بھاگ چلے مگر ترکی کپتان نے انکی واپسی کا راستہ مسدود کردیا اور چند گھنٹوں کی جارحانہ کارروائی کے بعد بنادقہ کے دو غلیون جہاز چھین لئے، اور باقی جہازات نکل گئے گرفتار شدہ غنیم کے جہازوں میں ایکسو چار مسلمان جنگی اسیر بھی تھے جنکو ترکی بیڑہ نے رہائی بخشی ترکی مورخین نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بنادقہ کا امیر البحر بھی اس جنگ میں مقتول ہو گیا تھا مگر یورپ کے مورخین اس سے منکر ہیں۔ اس جنگ کے بعد ایک اور بحری جنگ قلعہ کینڈیا کے سامنے بھی بنادقہ اور ترکوں کے بیڑہ میں ہوئی، ترکی بیڑہ میں صرف بارہ کشتیاں تھیں جو بندرگاہ کینڈیا کی نگاہداشت پر مامور تھیں، اس جنگ میں ترکی بیڑہ نے شکست اٹھائی مگر ان واقعات نے صدر اعظم کو پرلی احمد پاشا کے حوصلوں کو ذرا بھی پست نہیں ہونے دیا بلکہ وہ بدستور شدت کے ساتھ شہر اور قلعہ پر حملے کرتا رہا، ایک خرابی یہ تھی کہ دریا کی سمت سے شہر کا محاصرہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس لئے محصورین کو ایک یورپین بیڑے نے امداد پہنچا دی، یہ چھ ہزار فرانسیسی فوج تھی جسمیں بکثرت وہاں کے معزز لوگ شریک تھے اور یہ لوگ محض

ڈیوک دی نوائل "Noailles" اہل کینڈیا کی امداد کو ۱۰۸۰ھ میں آئے تھے پھر چند روز بعد پوپ روم، مالٹا، اور، ڈلماسیا، والوں کی طرف سے بھی چند جہاز تازہ کمک اور سامان رسد لیکر پہنچ گئے جس سے محصورین کا بازو قوی ہوگیا، ترکوں کا حوصلہ شہر والوں کو کمک ملتے رہنے سے پست ہونے کی جگہ اور بڑھ گیا تھا، اور اب وہ بڑے زور شور سے حملے کیا کرتے تھے، شہر پناہ اور فصیلیں بڑی بڑی سرنگوں کے ذریعہ سے اڑا ڈالی تھیں اور محصورین کی محافظ سپاہ کو تباہ کر دیا تھا، غرضکہ جب شہر کی محافظ سپاہ میں صرف چار ہزار شخص باقی رہ گئے تو وہاں کے بندقی افسر جنرل موروزینی نے قوت مدافعت نہ پاکر اطاعت اختیار کرلی اور یکم جمادی الاولی ۱۰۸۰ھ کو وزیر اعظم کوپریلی احمد پاشا فاتحانہ طمطراق سے شہر کینڈیا میں داخل ہوا۔ اور جنرل موروزینی نے بحیثیت نائب جمہوریہ بندقیہ ہونیکے جزیرہ کریٹ کو ماسوا تین بندرگاہوں، یعنی کرابوسہ "Cara busa" سوڈا "Suda" اور اسپنالونگہ "Sipna Longa" کے ترکوں کو سپرد کر دیا۔ اور شرائط تسلیم جانبین میں پہلے ہی طے ہوگئی تھیں۔ وزیر اعظم نے اس فتح کا مژدہ خاص اپنے قلم سے لکھکر دربار سلطانی میں ارسال کیا اور کینڈیا کے قلعوں کی شکست و ریخت درست کرانے کے بعد وہاں کے انتظام حکومت وغیرہ سے فارغ ہوکر استنبول واپس آگیا اور سلطانی انعام و مہربانی سے سرفراز ہوا،

جنگ کریٹ کے اثناء میں فرانس کی حکومت بلاد مغرب یعنی ٹیونس، الجزائر، اور طرابلس الغرب، کے بیڑوں سے جنگ کرنے کیواسطے اپنے جنگی بیڑے بماتحتی ایڈمرل بیوفور "Beaufort"، ایڈمرل ڈیوکسن "Duquesne"، ایڈمرل ڈسٹری "D, Estree" اور ایڈمرل ٹوردیل "Tourville" وغیرہ کے متواتر بھیجتے رہے اور اسکا دعوی یہ تھا کہ ان ملکوں کے بیڑے فرانسیسی جہازوں پر چھاپے مارا کرتے ہیں، پھر آخر میں فرانس کے حکمران لوئی چہاردہم نے ایک فوجی مہم الجزائر کے ساحل پر جیجلی نامی ایک مقام کو فرانسیسی قبضہ میں لے لینے کی نیت سے ارسال کیا تو حکومت عثمانیہ یہ خبر پاکر سخت غضبناک ہوئی یہاں تک کہ جسقدر فرانسیسی تاجر سلطنت

عثمانیہ کے بندرگاہوں میں موجود تھے وہ اپنی حکومت کے اس طرز عمل سے بیحد خوف زدہ ہوکر اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے اور اظہار نارضامندی کرنے لگے،

مذکورہ بالا سبب اور نیز اس سبب سے کہ فرانس نے بنادقہ کو مدد دی تھی دولت علیہ فرانس سے ناراض ہوگئی تو مسیو کولبیر وزیر فرانس اس خفگی کو دور اور پھر سابقہ دوستی قائم کرنے کیلئے کوشاں ہوا اور اُس نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو جسکا نام مسیو دی لاہی تھا تعلقات کی کشمکش دور کرنے میں کوشاں ہونیکا حکم دیا۔ مگر جب سفیر مذکور نے وزیر اعظم کوپریلی احمد پاشا سے اس بارہ میں گفتگو چھیڑی تو اُس نے سفیر کو ڈانٹ بتا کر خاموش کر دیا۔ اور جب اس سفیر کے بنائے کوئی بات نہ بنی تو شاہ فرانس نے ایک دوسرا سفیر مارکوئس دی نوانٹل "مارکوئس دی نوانٹل" نامی سنہ مطابق سنہ ۱۶۷۰ء میں ارسال کیا جسکے ساتھ چار جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ بھی تھا تاکہ شائد اس طرح حکومت عثمانیہ پر اپنا رعب جما سکے، اور اُس نے اپنے نئے سفیر کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر سلطان تیری بات کو منظور نہ کریں تو سفارت اور فرانسیسی رعایا میں سے جو لوگ یہاں آنے کو تیار ہوں سب کو انہی جہازوں پر سوار کر کے لے آنا۔ وزیر اعظم نے اس سفیر کی درخواست پر بھی کوئی توجہ نہیں کی اور قریب تھا کہ دونوں حکومتوں میں جنگ ٹھن جائے لیکن مارکوئس دی نوانٹل نے کولبیر وزیر اعظم حکومت فرانس کی ہدایت کے مطابق ایسی نرمی اور خوشامد سے کام لیا کہ آخر اُس نے سلطان کو رضامند بنا کر دونوں گورنمنٹوں کے مابین دوستانہ تعلقات از سر نو قائم کرا دیئے۔ اور سنہ ۱۰۸۲ھ میں کامیابی کے ساتھ معاہدہ تحریر کرا لیا۔

جنگ پولینڈ اور معاہدۂ بوجاش:-

سنہ ۱۰۸۳ھ میں قزاق کے دو گروہ جنمیں سے ایک کا نام صاری قامش اور دوسرے کا نام زاپوروگ مشہور تھا آپس میں سرگرم جنگ ہو پڑے، اوّل الذکر فرقہ علاقہ اوقرین میں رہتا تھا، اور دوسرا گروہ اُس علاقہ میں سکونت رکھتا تھا جو شہر اوزی [illegible] اور دہانہ دریائے بوغ کے مابین ہے، ان دونوں گروہوں کے لوگوں نے خان کریمیا

سے امداد طلب کی اور آخرکار صاری قامش فرقہ سلطنت عثمانیہ کی جانب میں داخل ہوگیا جس سے قلمرو عثمانیہ کی وسعت بڑھگئی اور علاقہ مذکورہ اُس کے زیر اثر آگیا، پولینڈ کے حاکم میخائیل نے اس بات کو دیکھکر دعویٰ کیا کہ اوکرین " Ukraine " کا صوبہ اُس کے ملک کا ایک حصہ ہے اور مذکورہ بالا قوزاق فرقہ کا حاکم ڈورو زینسکو Doroczenko مفسد لوگوں کا سرغنہ ہے چنانچہ اُس نے قوزاق کے اس گروہ پر فوجکشی کردی اور حکومت عثمانیہ کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ اس میں اُسکی حق تلفی واہانت تھی، چنانچہ اُس نے بھی ۱۰۸۳ھ میں پولینڈ پر اعلان جنگ کردیا اور بہ نفس نفیس فوجکی کمان کرتا ہوا ایساقچی کے علاقہ سے دریاے ڈینوب کو عبور کرکے مملکت لہستان یعنی پولینڈ میں داخل ہوگیا سلطان خوتین " Chocim " کے رستہ سے گیا تھا اور اُس نے سب سے پہلے قلعہ قامینجہ " Caminiec " پر محاصرہ ڈالکر اُسے فتح کیا پھر پوڈولیا کے علاقہ میں گھسکر ایلبو " Lemberg " اور لوبلن " Lublin " نامی دو شہروں پر قبضہ کرلیا جو اس صوبہ کے مشہور مقام تھے اور اُس زمانہ کی عادت کے موافق ترکی سپاہ نے ہر طرف لوٹ مار شروع کردی پھر تو شاہ پولینڈ کو صلح کی درخواست کرنیکے سوا کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ اُس نے ان شرائط پر صلح کی درخواست کی، اوکرین کا علاقہ صاری قامش قوزاق کو دیدیا جائیگا اور پوڈولیا کا صوبہ حکومت عثمانیہ کو اور اُس کے ماسوا دو لاکھ بیس ہزار پونڈ سالانہ خراج نذر ہوتا رہیگا۔ اور سلطان نے یہ شرائط منظور کرکے بوجاشش " Buczacz " کا معاہدہ لکھدیا۔ پھر سلطان ایڈریانوپل کو واپس آگیا اور سلیم کرائے خان کریمیا کو اُس کے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت دی جو ان لڑائیوں میں سلطان کے ہمرکاب رہا تھا میخائیل کے مرنے کے بعد پولینڈ کی حکومت بذریعہ انتخاب ہنری سوبیسکی کو ملی اور اُس نے شرائط صلح پر عملدرآمد نہیں کیا تو دولت علیہ نے دوبارہ پولینڈ پر فوجکشی کردی، اس مرتبہ جنگ کیحالت یہ رہی کہ کبھی ترک فتحیاب ہوتے تھے اور گاہے پولینڈ والے غالب رہتے ۱۰۸۷ھ تک برابر سلسلہ جنگ و جدل جاری رہا جس میں کبھی خوتین، اور قامینجہ کے شہر اور پوڈولیا اور اوکرین کے صوبے تاتار لوگ

اور عثمانی ترکوں کے قابو میں آجاتے اور گاہے پولینڈ والے انکو واپس لے لیتے پھر آخر کار سنہ ۱۰۸۷ھ میں سلیم گرائے خان کریمیا نے متوسط بنکر صلح کرادی اور بوجاش کے معاہدہ کو ادائے خراج کی شرط نکالکر ازسر نو تازہ کرادیا ؀

سنہ ۱۰۸۷ھ میں وزیر اعظم احمد فاضل پاشا نے (۴۲) سال کی عمر میں دنیا سے رحلت کی یہ لائق اور مخلص وزیر پندرہ سال تک اپنے بزرگ باپ کے بعد نہایت عمدگی سے دولت علیہ کی خدمت میں انجام دیتا رہا تھا اور اسقدر ہر دلعزیز بنگیا تھا کہ اسکی وفات پر سلطان اور ارکان دولت کو بیحد رنج والم ہوا اور واقعی یہ ہے کہ اس ستودہ خصال وزیر نے اپنے عہد میں دولت عثمانیہ کی پژمردہ حالت ازسر نو سنبھال دی تھی اور سیاست ملکی میں تمام دول یورپ سے بازی لیگیا تھا - وفات سے چند ہی روز قبل سلطان نے اُسے پولینڈ اور آسٹریا کی جنگ پر جانیوالی فوجوں کی کمان کرنے کا حکم دیا تھا جنکے اسباب بعد میں بیان ہونگے، اس نامور وزیر کے بعد وزارت کا منصب اُس کے بہنوئی قرہ مصطفے پاشا کو دیا گیا مگر یہ شخص علاوہ اسکے کہ اپنے لائق سلف کا ہمپلہ نہ تھا بڑا نامعقول اور حکومت کیلئے باعث بربادی نکلا کیونکہ اس نے بددیانتی کرکے عہدوں اور معاہدوں کی تجارت کرنی شروع کردی، اس کی بدنظمی سے تاتاریوں نے بغاوت برپا کردی اور صوبہ اوکرین میں آتش جنگ مشتعل ہوگئی، تاتاریوں نے یہ دیکھکر کہ وہ تنہا دولت عثمانیہ سے کبھی مقابلہ نہیں کرسکتے حکومت روس سے امداد مانگی اور روسی حکومت جو ترکوں سے دولت عثمانیہ کی ترقی پر خار کھائے بیٹھی تھی اور دلمیں حسد کی آگ سے جل رہی تھی یہ موقع پاتے ہی سنہ ۱۰۸۹ھ میں ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ تاتاریوں کی مدد ومعاون بنی اور قلعہ چہرین "Tcherine R" کو فتح کرلیا جسکا انجام یہ ہوا کہ روس حکومت عثمانیہ اور اہل تاتار کے مابین جنگ چھڑ گئی اور بہت عرصہ تک قائم رہکر معاہدہ راڈزین پر ختم ہوئی جسکا ذکر آگے چلکر آئیگا ؀

ولایات مغرب کے بحری قزاقوں سے فرانس کی جنگ :-

فرانس کے جہاز رانوں اور ولایات مغرب کے بحری قزاقوں کے مابین یوں تو ہمیشہ ہی چھیڑ چھاڑ

چلی جاتی تھی مگر ۱۰۹۱ھ میں ایک فرانسیسی جنگی بیڑہ ایڈمرل ڈوکسن Duquesne کی کمان میں جزیرہ ساقز کے گھاٹ میں آیا جہاں طرابلس الغرب کے غلیون جہازوں کی مرمت جاری تھی فرانسیسی بیڑہ میں آٹھ غلیون جہاز تھے جو شہر ساقز پر گولہ باری کرنے لگا اور طرابلس الغرب کے جہازوں کو جلا دینا چاہا، یہ ناگہانی دست درازی عثمانی بیڑہ جہازات کے عام افسر کپتان قرہ ابراہیم پاشا کے سامنے کیگئی جو تیس عثمانیہ کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے وہاں موجود تھا، اور اُس نے دیکھا کہ فرانس والوں کی گولہ باری سے طرابلس الغرب کے بیڑہ کو بیحد نقصان پہنچا۔ خیر جب یہ خبر دار الخلافت قسطنطنیہ میں پہنچی تو حکومت عثمانیہ نے مارکوئس گلیروگ Marquis Guilleragues سفیر فرانس کو سخت ڈانٹ بتائی اور کہا کہ ابھی نکو اور تمام فرانسیسی رعایا کو حدود مملکت سے نکال باہر کر دیا جائیگا۔ ورنہ اس نقصان کا ہرجانہ دینے اور شریروں کی سزادہی کا انتظام کرو۔ سفیر مذکور کے ہوش گم ہوگئے اور اُسے یہ کہتے ہی بنا کہ واقعی یہ حرکت معاہدات کے بالکل خلاف ہے اور اُس نے عذر کیا کہ غالباً فرانسیسی بیڑہ کی یہ جسارت حکومت فرانس کی لاعلمی کی حالت میں ہوئی ہے گورنمنٹ عثمانیہ مجھے اس قدر مہلت عطا کرے کہ میں اپنی حکومت سے اسکی بابت دریافت کرلوں۔ بہرحال اسکو چند دنوں کی مہلت دی گئی اور اُس نے جواب منگوالیا جسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت فرانس اس بیجا اعتدالی سے محض ناواقف ہے اور وہ عنقریب شریروں کو اُنکی کرتوت کی سزا دیگی جسکے ساتھ ہی دولت علیہ سے بہت کچھ معذرت کیگئی تھی اور سفیر مذکور نے وزیروں کو تحائف دیکر سلطان کی خدمت میں اپنی سفارش کرائی تب جاکر اُس کی خطا معاف ہوئی اور سلطان نے اُسے حاضری دربار کا موقع عطا کیا۔ اس واقعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ فرانس کے دلمیں الجزائر کے بحری قزاقوں کی طرف سے کس قدر آتش عداوت بھڑک رہی تھی اور اگر اُسے دولت علیہ کا خوف نہوتا تو غالباً وہ انکو پیس کر رکھدیتا ٭

یورپ کا فاضل مورخ کریسی اپنی تاریخ میں سولہویں صدی عیسوی کے آخری زمانہ میں ممالک مغرب کی حکومتوں کے جہازی بیڑوں کی نسبت جو الجزائر، ٹیونس، اور ٹیپولی

کے تابع تھے حسب ذیل حالات تحریر کرتا ہے :- " اندنوں یہ بیڑے بہت زبردست طاقت رکھتے تھے اور انکا فرض تھا کہ بوقت جنگ دولت علیہ کو اپنے جنگی بیڑوں کے ایک معقول حصہ سے امداد دیں اور یہ حکومتیں ہر سال دولت علیہ اور اس کے وزیروں کو بیش بہا تحائف بھی ارسال کیا کرتی تہیں جسکے مقابلہ میں حکومت عثمانیہ انکو سامان جنگ اور آلات جہاز سازی عطا کیا کرتی مملکت الجزائر کے جہازات ان بحری قزاقوں کے جہازوں میں سب سے زائد قوی تھے اور وہ نہ صرف عیسائی ممالک کے اُن سواحل پر چھاپے مارا کرتے جو بحر ابیض متوسط کے کناروں پر واقع ہیں بلکہ آبنائے جبل الطارق کو عبور کر کے جنوبی اور شمالی سواحل اسپین، جزائر ماڈیرہ، اور انگلستان کے سمندر کے مغربی ساحل پر بھی حملے کرتے رہتے، اُنہوں نے متعدد برسوں تک جزیرہ آئرلینڈ کو اپنا تاراجگاہ بنا رکھا تھا اور نہایت جرأت و جسارت کے ساتھ انکی لوٹ مار کا سلسلہ جزائر آئس لینڈ اور اسکنڈی نیویا تک ممتد ہوتا چلا جاتا تھا، الجزائر کے بحری قزاقوں کی لوٹ مار بحر ابیض متوسط کے سواحل پر بالکل ویسی ہی ہوتی تہی جس طرح ایک نارمنڈی نے اطلانتک اوشن میں آفت برپا کر رکھی تھی، حیرت کی بات یہ ہے کہ الجزائر کے قزاقوں کی کشتیاں باوجود نہائیت چھوٹی اور تیز رفتار ہونے کے ایک ایک کشتی تین، اور چار سو تک جنگ آوروں کو اپنے اوپر سوار کر سکتی تہی اور چالیس سے پچاس تک توپیں اُنپر چڑہی رہتی تھیں، اور جن عیسائی قیدیوں سے وہ ان کشتیوں پر ڈانڈ چلانے کا کام لیا کرتے تھے اُنکی تعداد دس ہزار سے بیس ہزار تک اندازہ کیگئی ہے، الجزائر والوں کے مقابلہ میں ٹیونس اور طرابلس کی بحری قوت بہت کم تہی، سنہ ۱۰۶۵ھ مطابق سنہ ۱۶۵۵ء میں ایڈمرل بلاک ایک انگلش جنگی بیڑہ کو لیئے ہوئے شہر الجزائر کے سامنے آیا اور وہاں کے حاکم سے انگریز قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس نے بلا چون وچرا تمام انگلش قیدی چھوڑ دیئے مگر ٹیونس والوں نے اس بات کو سیدہی طرح منظور نہیں کیا حالانکہ اُنکی بحری قوت بہ نسبت الجزائر والوں کے بہت کم تہی، آخر انگلش ایڈمرل نے اُن تمام جہازوں کو جلا دیا جو ٹیونس کے قلعہ کے روبرو لنگر زن تھے جسکے بعد قلعہ کے روبرو لنگر زن تھے جسکے بعد قلعہ پر گولہ باری کی۔ تب جاکر ٹیونس کے لوگوں نے انگریزی رعایا کے قیدی آزاد کیئے، الجزائر کے قزاقوں پر مختلف اوقات

میں ایڈمرل ڈیوتر یٹر ہالینڈی اور ایڈمرل بوریو فرانسیسی نے اپنے اپنے بیڑوں کے ساتھہ
بغرض انتقام کشی حملے بھی کئے مگر اہل الجزائر نے نہائت جرأت سے انکا مقابلہ کیا اور اپنی قوت
قائم رکھکر اسوقت تک بحری لوٹ مار میں نام آور رہے جبکہ آخرکار انگریزی بیڑہ نے زیر کمان
لارڈ ایکسموتھ کے انکو برباد کر ڈالا،،

چھرین کی جنگ

جب ۱۰۸۹ھ میں دولت علیہ پر واضح ہوگیا کہ صادی قامش کے تاتاری قبیلہ کا
رئیس محض تھالی کا بیٹگن ہے، اور باوجود اس کے کہ دولت علیہ نے اسے پولینڈ کی حکومت
سے آزادی دلاکر اسپر احسان کیا تہا لیکن اب اس نے محسن کشی پر کمر باندہی اور روسی
حکومت سے سازباز کرکے اپنا پائے تخت شہر چھرین اسے حوالہ کردیا اس لئے سلطان نے
خفا ہوکر خان کریمیا اور سرعسکر شیطان ابراہیم پاشا مع افواج قاہرہ کے اس کی سرکوبی
پر مامور فرمایا، لیکن یہ دونوں شکست کھاکر پسپا ہوآئے، پھر سلطان بذات خاص اس
سمت کو چلا اور صدر اعظم کو بطور ہراول روانہ کیا جس نے شہر چھرین پر پہنچکر تاتاریوں اور
روس کے متحدہ افواج کو شکست دی اور شہر چھرین پر قبضہ کرکے شہر سلسٹرہ پر حملہ آور ہوا
جہاں سخت خونریز لڑائی کرنی پڑی اور آخرش صدر اعظم نے یہاں بھی فتح حاصل کی مگر چونکہ
یہ شہر حدود مملکت عثمانیہ سے بہت دور تہا اس لئے اسپر قبضہ رکھنا بے سود سمجھکر یہاں کے
جنگی استحکامات منہدم کرنے کے بعد ۱۰۹۰ھ میں واپس چلا گیا۔ سلطان نے ان فتوحات
کو کافی نہیں سمجھا اور قصد کرلیا تھا کہ روسیوں کو قرار واقعی سزا دینی ضروری ہے تاکہ آئندہ
وہ کسی عثمانی ماتحت حاکم کو بغاوت کی حالت میں مدد نہ دیسکیں لیکن روسی سفیر طلب صلح
کے لئے حاضر دربار ہوگئے اور سلطان نے ارکان سلطنت سے مشورہ کرنے کے بعد اس
شرط پر صلح کرلی کہ جانبین کے حدود مملکت اس حالت پر باقی رہینگے جیسے جنگ سے پہلے
تھے، اس معاہدہ کا نام معاہدہ رڈزین Radzin ہے اور یہ ۱۰۹۱ھ مطابق
۱۶۸۱ء میں خان کریمیا کی کوشش سے ہوا تھا،

آسٹریا کی لڑائیاں ۱۰۹۳ھ سے ۱۱۱۰ھ تک۔ اور شہر ویانا کا محاصرہ

یہ صدر اعظم مرزیفونی قرہ مصطفےٰ پاشا اگرچہ فاضل احمد پاشا مرحوم کے ساتھ ہر طرح کی تعلیم و تربیت پاتا رہا تھا اور مدتوں اس کی زیر نگرانی سلطنت عثمانیہ کی مختلف خدمتیں بھی انجام دے چکا تھا۔ مگر اسکا غرور اور اس کی خود رائی اور نادانی اکثر کاموں میں اُسے ناکام رکھنے کی موجب ہوا کرتی تھی، اسی کے ساتھ وہ حد درجہ کا فضول خرچ تھا کبھی روپیہ اس کے ہاتھ میں قرار نہ لیتا اسی وجہ سے وہ رشوت اور تحائف لینے کی علت میں مبتلا تھا، دول یورپ کے سفیروں سے اسقدر نامناسب برتاؤ کرتا کہ معمولی آدمیوں سے بھی ویسا برتاؤ نہ کیا جاتا اس لئے خارجی تعلقات میں سخت ابتری پیدا ہوگئی اور حکومت عثمانیہ کی دول یورپ کے ساتھ جو دوستی تھی اس میں بہت کچھ فرق آگیا، اُدھر یورپین ممالک میں شاہ آسٹریا لیوپولڈ اوّل نے تیس سالہ جنگ کے بعد ملک ہنگری کو بھی اپنے قلمرو میں شامل ہی کرلیا اور بکثرت وہاں کے امیروں اور نامی آدمیوں کو قتل کر ڈالا، لیوپولڈ کا یہ قبضہ بالکل غاصبانہ تھا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ اس نے اعیان ملک کے ساتھ اس طرح کا برا سلوک کیا کہ انکو قتل اور جلا وطن کرنے پر کمر باندھ لی تو یہ حالت دیکھکر ملک ہنگری میں عام بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی اور ہنگری کا ایک نوجوان امیر جسکا نام "ایمرک ٹیکلی" (emeric Comte Tekely) تھا باغیوں کا سرغنہ بنگیا تاکہ آسٹریا کی حکومت سے رہائی حاصل کرنیکی سعی کرے، اس نے حکومت آسٹریا سے چند زور شور کے معرکے کرنے کے بعد اپنے قاصد دربار عثمانی میں ارسال کرکے اس سے بھی مدد مانگی اور ٹرانسلوانیا کا حاکم اپافی بھی اس کے ساتھ شریک ہوگیا۔ چونکہ دولت علیہ اور آسٹریا کے مابین جو معاہدہ ولیسوار کا ہوا تھا اس کی مدت بھی قریب الاختتام تھی اس لئے دولت عثمانیہ کو اعلان جنگ کا موقع ملگیا اور بودین کا حاکم اوزون ابراہیم پاشا آسٹریا پر حملہ آور ہونے والی افواج کا سپہ سالار مقرر

کیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ امرک توکلی، حاکم ٹرینسلوینیا، اور مذکورہ بالا ترکی سپہ سالار تینوں نے
ملکر سرحد آسٹریا میں پیش قدمی شروع کردی اور وہاں کے شہروں پر حملے کرکے آسٹروی سپاہ
سے لڑنا شروع کیا، یہ کارروائی ۱۰۹۳ھ میں آغاز ہوئی تھی اور اس حملہ میں سلطنت عثمانیہ نے
امرک توکلی مذکور کو وسط ممالک ہنگری یا صوبہ قرص کا حاکم بھی مقرر کردیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ
بعد وزیر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا مع افواج عثمانیہ کے بلگریڈ کو گیا اور وہاں سے دریائے ڈینوب
عبور کرتا ہوا دریائے راب تک جا پہنچا جہاں اس نے ایک جنگی کونسل قرار دیکر لڑائی کے
بارہ میں دیگر افسروں سے مشورہ کیا، اوفن ابراہیم پاشا کی رائے تھی کہ حدود آسٹریا سے
آگے بڑھکر لڑنا ٹھیک نہوگا اس لئے یہیں سرحدی علاقہ ہی پر تاخت وتاراج کرنا زیادہ مناسب
ہے مگر وزیر اعظم نے اس رائے صائب سے مخالفت کرکے شہر ویانا دارالسلطنت آسٹریا
پر حملہ کرنا ضروری قرار دیا اور ابراہیم پاشا کو جھڑک کر خاموش کردیا، خلاصہ یہ ہے کہ آخر
وہ شہر ویانا کی طرف بڑھا اور اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ (۱۹) رجب ۱۰۹۴ھ کو ویانا کا محاصرہ آغاز
ہوا اور دو ماہ تک برابر قائم رہا جسکے عرصہ میں ترکوں نے شہر مذکور کے تمام آگے کی سمت
والے قلعوں پر قبضہ کرلیا اور گولہ باری اور سرنگوں کی مدد سے شہر کی فصیل منہدم کرڈالی
قریب تھا کہ چند روز کے عرصہ میں وہ شہر کو بھی فتح کرلے کہ یکایک پولینڈ کا بادشاہ ہنری سوبیسکی
مع سیکس اور بویریا کے منتخب لوگوں کے اہل ویانا کی مدد پر آگیا، یہ کمک پوپ روم
کی تحریک سے آئی تھی اور دینی جوش سے سرشار، اس نے آتے ہی ترکی سپاہ پر نہایت زور
شور کا حملہ کیا۔ رمضان کا مہینا تھا اکثر ترک سپاہی روزہ دار تھے جدید کمک کے پرجوش
عیسائیوں کا حملہ انہوں نے بہت کچھ روکا لیکن کبتک، آخر انکی قوتیں مضمحل ہوچلیں اور ان
دشمنوں سے سخت مقابلہ کرتے رہنے کے بعد شام کے قریب وہ پسپا ہوچلے، ترکی سامان جنگ
اور ذخیرہ رسد، اور توپیں وغیرہ جملہ سامان چھوٹ گیا اور وزیر اعظم مع منتشر سپاہ کے بحال
تباہ قلعہ یانوق میں پہنچا جہاں اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کرنے میں مصروف ہوا، ابراہیم پاشا
جس نے پہلے ہی اس امر کی مخالفت کی تھی کہ ویانا پر حملہ کرنا نامناسب ہے اسپر وزیر اعظم
نے اپنا تمام غصہ اسی پر جھاڑا اور اس بدنما شکست کا تمام الزام اسی بیچارہ کی گردن پر ڈالدیا

جس کے باعث وہ بحکم سلطان مراد چہارم قتل کر دیا گیا اور ابراہیم خان کرائے حاکم کریمیا بھی اپنے عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ ہنری تسوبلیسکی نے یورپ میں اس واقعہ کے بعد حامی دین عیسوی کا لقب حاصل کیا کیونکہ اُس نے شہر ویانا کو اسلامی تسلط سے بچایا تھا جو اُن دنوں ممالک یورپ کی کنجی شمار کیا جاتا تھا اور اگر ترکوں نے اُس پر قبضہ کر لیا ہوتا تو اٹلی، فرانس، اور جرمنی کے ممالک بھی اُنکی زد سے بمشکل بچ سکتے،

وزیر قرہ مصطفیٰ شکست کی خفت مٹانے کیلئے واپسی میں تمام بستیوں اور آباد مقاموں کو منہدم کرتا، جلاتا، پھونکتا اور لوٹ مار کرتا بودین اور وہاں سے بلگریڈ پہنچا، سلطان اس ہزیمت سے اتنا رنجیدہ ہوا تھا کہ وہ تمام راحت و آرام بھول گیا مگر پھر بھی وزیر اعظم سے اُس نے کوئی مطالبہ نہیں کیا بلکہ اُسے بوقت ملاقات مرصع تلوار عطا کی اور اُس کے رتبہ میں بھی اضافہ فرمایا۔ مگر جبکہ فتحمند دشمن نے ترکی فوج کے تعاقب میں بڑھکر قلعہ اسٹراگون پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا محافظ ترکی افسر غضنفر پاشا دشمن کے دھکے میں مقتول ہوگیا اور اُسکی ہمراہی فوج بھی جوش جرأت دکھاکر میدان ہی میں کھیت رہی یہ خبر سلطان مراد چہارم کو ملی تو اُسے وزیر اعظم کی بدلیاقتی کا پورا یقین ہوگیا اور اُس نے غضبناک ہو کر اُسے قتل کرا دیا جسکے بعد مسند وزارت ۱۰۹۵ھ میں قرہ ابراہیم پاشا کو تفویض ہوئی +

دولت عثمانیہ کے دشمنوں کا اتفاق اور ترکی افواج کا شکست اٹھانا :-

مذکورہ بالا شکست کے بعد جو ترکی سپاہ نے بمقام ویانا اُٹھائی، سلطنت عثمانیہ کے یوروپین اعداء نے ایکا کر کے اُس پر حملوں کی تیاریاں کر دیں، اس اتفاق میں بنادقہ، پولینڈ، پوپ، مالٹا کے راہب، روس، قزاق، اور ٹوسکانا، وغیرہ سب آسٹریا کے ساتھ ملکر ایکدل اور یکدست بنگئے اور اس اتحاد کا نام اتحاد مقدس Sainte Alliance رکھا گیا، ان سب لوگوں کی اکیلی اور بے یار و مددگار سلطنت عثمانیہ پر چڑھائی تھی، اعداء

کی فوجیں ہر سمت سے ترکی حدود پر امنڈ آئیں تو صدر اعظم قرہ ابراہیم پاشا نے اس کے
انجام بد سے بچنے کیلئے یہی مناسب سمجھا کہ خود دار الخلافت سے باہر نہ جائے اور جنگی تیاریوں
کا اہتمام بالکل اپنے ہی ہاتھ میں رکھے، اُسنے تکفور طاغی مصطفے پاشا کو افواج ہنگری کا سپہ سالار
مقرر کر کے سلیم گرائے خان کریمیا کو پولینڈ پر حملہ آور ہونیکا حکم بھیجا اور قائم مقام سلیمان پاشا
کو بھی اُس کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا، بنادقہ جنہوں نے جزیرہ نمائے موریا پر حملہ کیا تھا انکی روک
تھام کیلئے خلیل پاشا کا تقرر عمل میں لایا گیا، ابھی گورنمنٹ عثمانیہ انہی انتظامات میں مصروف تھی
کہ دوسری طرف آسٹریا کے مشہور سپہ سالار ڈیوک لورین نے Duc de Lorraine
ویگراڈ اور ویچزین کے شہروں سے ترکی افواج کو نکال کر صوبہ ویچزین اور پشتہ پر قبضہ کر لیا
پھر اُس نے شہر بودین کا محاصرہ کیا جسکا محافظ قرہ محمد پاشا جنگ میں مقتول ہوا اور دوسرا افسر
شیطان ابراہیم پاشا غنیم کو پسپا کرنے اور اس سے قلعہ بودین کو واپس لینے میں کامیاب ہوا
اس حسن کارگزاری کے صلہ میں شیطان ابراہیم پاشا کو سرعسکر بنا دیا گیا اور تکفور طاغی
مصطفے پاشا سے یہ عہدہ چھین لیا گیا، پھر سنہ ۱۰۹۶ھ میں شیطان ابراہیم پاشا سرعسکر کے
ہاتھوں دشمن نے قلعہ ویچزین سے بھی زک اُٹھائی اور یہ قلعہ دوبارہ ترکوں نے فتح کر لیا
خرابی یہ تھی کہ اندنوں ترکی سپاہ متعدد سمتوں میں منتشر ہو رہی تھی اسواسطے شیطان ابراہیم
پاشا کی کارروائیاں کوئی فائدہ نہ دے سکیں، اور آسٹروی سپاہ نے مملکت ہنگری پر حملہ کر کے
اُسے پامال کرنا شروع کیا، تو تکلی بک نے مدافعت میں سستی کی اس لئے وہ معتوب ہو کر
عہدہ امارت سے معزول اور محبوس کیا گیا، پھر سپہ سالار ابراہیم پاشا بلگراد [illegible] مقام
[illegible] سلطانی قتل کیا گیا اور بجائے اس کے سلیمان پاشا [illegible]
پولینڈ میں جنگی انتظامات اور کامیابیوں کا فخر حاصل کیا اور سنہ ۱۰۹۷ھ میں وہاں کے اندرونی
انتظامات سے فارغ ہو کر مملکت ہنگری کی طرف رخ کیا جہاں ڈیوک لورین مع اپنی فوجوں
کے داخل ہو کر بودین کا محاصرہ کئے تھا اور پرنس اوجین ڈی ساوو بھی اُس کے ساتھ
تھا۔ ان دونوں نے شہر بودین کا نہایت سخت محاصرہ کر رکھا تھا اور محصورین کی حالت
نازک تھی، صدر اعظم بر وقت انکو کمک نہ دے سکا اور قبل اس کے کہ وہ بودین تک پہنچے

دشمنوں نے اُس پر قبضہ پالیا تھا، بودین کا محافظ عبدی پاشا اور چار ہزار ترک سپاہی
بڑی بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑ کر مارے گئے اور غنیم کو اس قدر سخت نقصان
پہنچایا کہ بودین کی فتح اُسے بہت گراں پڑی۔ صدر اعظم نے یہ خبر سُنی تو اب بودین جانا
ملتوی کر کے اُس قرب وجوار کی فوج کو سمیٹنے میں مصروف ہوا اور ساٹھ ہزار کی جمعیت
بہم پہنچا کر ستّر توپوں کے ساتھ غنیم کی متفقہ افواج کے ساتھ میدان مہاج اور ادسک میں
۲۹ شوال ۱۰۹۸ھ کو معرکہ آرا ہوا۔ اسمیں شک نہیں کہ اس میدان میں ترکوں نے خوب
داد شجاعت دی لیکن غنیم کی بے شمار سپاہ کا بوجھ اُن سے نہ سنبھل سکا اور آخر بہت سی
جانیں ضائع کر کے وہ بھاگ نکلے۔ غنیم کی متفقہ قوت نے ترکوں کو اس شکست دینے کے بعد
تمام ممالک ٹرانسلوینیا پر تسلط حاصل کر لیا اور اب اس علاقہ سے ترکی حمایت کا سایہ
بالکل اُٹھ گیا۔

مذکورہ بالا مدت میں بحری لڑائیوں کے حالات

جس وقت بنادقہ نے گورنمنٹ عثمانیہ سے قرارداد صلح کی مخالفت کر کے دول یورپ
کے ساتھ اتحاد مقدس میں شرکت کر لی تو انہوں نے جنرل موروزینی کی ماتحتی میں ایک
فوج اور جنگی بیڑہ دیگر ترکی علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے ارسال کیا، جس نے جزیرہ نمائے
موریا کے قلعہ ناورد پر چند روزہ محاصرہ کے بعد تسلط کر لیا، ترکی حکومت کی فوجیں آسٹریا سے
سرگرم کارزار تھیں اور اُس کے ساتھ متحد ہونے والی حکومتوں کا مقابلہ کر رہی تھیں اس لئے
کچھ تو سابقہ ہزیمتوں کی کمزوری اور کچھ موجودہ مصروفیت نے دولت علیہ کو بنادقہ سے
تعارض کرنے کا موقع نہیں دیا اور وہ اُنکو معاہدات سابقہ سے خلاف ورزی کرنے کی کچھ سزا
نہیں دے سکی۔ آخر سبب بنادقہ کی شرارت سے بہت تنگ آ کر [illegible]
مصطفیٰ پاشا کو ۱۰۹۵ھ میں ترکی بیڑہ کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور اُسے جنگی تیاری کا حکم دیا۔
دولت علیہ نے اسی زمانہ میں دس بڑے جہازات از قسم غلیون تیار کرائے تھے جنمیں سے
دو جہازوں کا طول (۵۰) ذراع یعنی (۱۱۰) فٹ اور باقی آٹھ جہازوں کا طول (۴۵) ذراع

تھا، ان جہازوں کی تیاری سے ترکی بیڑہ میں غنیم سے مقابلہ کرنے کی کافی طاقت پیدا ہوگئی
تھی، یہ بیڑہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ کی افسری ابراہیم پاشا کو ملی اور دوسرے حصہ کا
کمانیر یا باحسن پاشا مقرر ہوا، جو دونوں ان جہازوں کی تیاری کے نگران رہے تھے، پھر
ان ہر دو افسروں کو حسب ضرورت سپاہی، اور ملاح اور ماتحت افسر دئے گئے تاکہ
بیڑہ کو آراستہ اور مکمل بنا سکیں اور جب یہ بیڑہ خوب عمدگی کے ساتھ آراستہ اور مسلح
ہوگیا تو اسکی روانگی عمل میں آئی،

سنہ ۱۲۹۰ھ میں قلمرو عثمانیہ کے چند متمول شخصوں نے حکومت سے درخواست کی کہ
انہیں آنریری بحری افسر مقرر کیا جائے اور وہ اس اعزاز کے مقابلہ میں اپنے پاس سے
ایک ایک بڑا جنگی جہاز بنواکر عثمانی بیڑہ میں شریک کرینگے۔ سلطنت نے انکی عرض منظور
کرلی تو ان لوگوں نے کئی ایک عظیم الشان جنگی جہازات بنوائے اور حکومت کو تھوڑی ہی
عرصہ میں ایک طاقتور بیڑہ مفت مل گیا جسمیں ساٹھ سے جنگی جہاز تھے اگرچہ ان متمولوں
میں سے بعض شخصوں کو دوران تعمیر جہازات میں سخت مالی مشکلات کا بھی سامنا ہوا لیکن
انہوں نے جس طرح ہوسکا اپنی خواہش پوری کرلی اور قرض دام سے کام چلالیا، اور وہ
لوگ جو پہلے [illegible] تھے [illegible] مقروض ہوگئے، بہرحال یہ جملہ
جہازات مکمل اور مسلح ہوچکے تو کپتان [illegible] پاشا بیڑہ کو ساتھ لیکر جزائر آرکی
پیلاگو کا گشت کرنے کی نیت سے روانہ ہوا، موسم بہار آغاز ہوچکا تھا اور ہوا موافق تھی تا
بیڑہ [illegible] قلعہ اور جزیرہ ساقز کے تعمیر شدہ قلعوں کی دیکھ بھال اور انکی آراستگی
کا انتظام کرتا ہوا جزیرہ روڈس کی طرف چلا کہ ان مصری جہازوں سے ملے جو سامان رسد
لیکر آرہے تھے کیونکہ کپتان پاشا کو خوف تھا کہ مبادا یونانی بیڑہ مصری جہازوں کو ضرر
پہنچائے [illegible] جب وہ [illegible] جزیرہ ساقز کے متصل پہنچا
تو وہاں یونانی بیڑہ کا ایک دستہ جزیرہ [illegible] پہنچا ہوا تھا اور اس کی کمان کپتان
پاؤلوس کے ہاتھ میں تھی جو بحری قزاقوں کا بڑا نامور فرد گنا گیا ہے، کپتان پاؤلو نے ترکی
بیڑہ کی صورت دیکھی تو وہ غرق دریا سے متحیر ہوگیا کیونکہ ایک مدت سے وہ سمندر کا گشت

لگاتا تھا اور کبھی اُس نے اتنا بڑا ترکی بیڑہ نہیں دیکھا تھا ابھی وہ اسی حیرت میں مبتلا تھا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز اُسپر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور کپتان پا دلو لوک دم بھاگ نکلا۔ ترکی بیڑہ کے دو افسر عبدالقادر پاشا "داچا" اور سلیمان پاشا نے اُسکا تعاقب بھی کیا مگر چونکہ انہوں نے پوری چستی سے کام نہیں لیا تہا اسواسطے وہ غنیم کے بیڑہ کو نہ پا سکے جو ہوا کے موافق اور زور آور ہونے کے باعث صاف نکلگیا، چنانچہ کپتان پاشا نے ان دونوں افسروں کو کاہلی کے جرم میں کورٹ مارشل کرکے سزا بھی دی۔ پھر ترکی بیڑہ سواحل موریا کی طرف گیا جہاں بنادقہ نے اہل ملک کی اعانت سے موڈن اور قرون کے دو قلعوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور عبدالقادر پاشا سابق امیرالبحر باقیماندہ بیڑہ کو ساتھ لیکر استنبول کو چلاگیا،

۱۰۷۰ھ میں ترکی بیڑہ کا کمان افسر مصرلی زادہ ابراہیم پاشا مقرر ہوا جو پہلے طرابلس المغرب کے بیڑہ میں ایک غلیون جہاز کا "ربان" ناخدا رہچکا تھا اور بحری اور جنگی امور میں نہایت ہوشیار اور لائق شخص مانا جاتا تھا، کپتان مقرر ہونے کے بعد سلطان نے اسکو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا، اس نے دارالصناعت کے آلات جہاز سازی کی ایجاد میں بہت کچھ اپنی قابلیت کا اظہار کیا جسکی وجہ سے اسکی شہرت بہت ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو بحری افسری پر مامور کرنا "وحق بحقدار بخشیدن" کا مصداق تھا،

بنادقہ سے دولت علیہ نے کوئی روک ٹوک نہ کی تو انکی قوت وشوکت بہت بڑھگئی اور بحر مجمع الجزائر یونان میں انکا خوب سکہ جما انہوں نے اناپولی اور آتنہ کے دو قلعوں پر اور بھی قبضہ کرلیا، مگر قلعہ اغری بوز کے مقابلہ میں انکو ہزیمت اُٹھانی پڑی اور نہ صرف ہزیمت بلکہ نقصانات بھی بے اندازہ تھے،

مصاحب مصطفےٰ پاشا جو بحری افسری سے الگ ہوکر بنائے وارڈنلز کے قلعۂ سدالبحر کا محافظ متعین ہوا تھا ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوگیا تو اُس کی جگہ اسمٰعیل پاشا سردار افواج موریا مقرر کیاگیا، اور اس سردار نے بنادقہ سے جنگ کرکے وہ سب قلعے دوبارہ واپس لینے چاہے جنپر بنادقہ پچھلے دنوں قابض ہوگئے تھے، نیز اسی سال کپتان مصرلی زادہ عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر سفید میں گشت لگاتا پھرا، مگر چونکہ بڑی جنگوں میں عثمانی سپاہ کو متواتر

ہزیمتیں مل چکی تھیں اس نئے ملک میں ہر طرف بدانتظامی اور بے چینی نمودار ہو چلی اور سلطان نے ان خرابیوں کی جڑ صدر اعظم سلیمان پاشا کی ذات کو تصور کر کے اُسے معزول کردیا تاکہ شاید اس سے کسی قدر سکون پیدا ہو جائے اور عہدہ وزارت سیاوش پاشا کو دیا گیا جسے سپاہ نے اپنی خوشی سے انتخاب کیا تھا اور کوپریلی زادہ فاضل مصطفٰے پاشا کو قائم مقامی کا عہدہ ملا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ تدبیریں بھی بے سود ہوئیں اور ملک کی انتظامی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے تو وہ ایسی آفتناک زندگی سے پریشان ہو کر تخت سلطنت سے اُتر گیا اور گوشہ نشینی کی زندگی پسند کرلی، اور بعض روایتیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ فوج والوں نے اُسے تخت سے اُتار دیا۔ بہرحال کسی صورت سے بھی ہو وہ تخت سے الگ ہو گیا اور ۱۰۹۹ھ میں اُسکا بھائی سلیمان دوم تخت نشین کیا گیا۔ سلطان محمد چہارم تخت سے الگ ہونے کے بعد صرف پانچ سال زندہ رہا اور اسکے بعد فوت ہو گیا۔ یہ سلطان بڑا نیک دل، صاحب کرم، اور انصاف دوست، تھا اسے شکار کا شوق حد سے بڑھا ہوا تھا، اسی لئے لوگوں نے اُسے صیاد کے لقب سے ملقب کردیا اور وہ اکثر اوقات شہر ایڈریانوپل میں قیام رکھتا جہاں جنگلوں کی بہتات ہے +

(۲۰) سلطان سلیمان خان دوم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۰۹۹ ——— ۱۱۰۲ھ

بدانتظامی اور فسادات کی زیادتی

اس سلطان سے اسکے بھائی کے بعد (۴۷) سال کی عمر میں بیعت خلافت کی گئی اور اس نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ فوج اور دیگر عہدہ داروں کو

معمولی انعام فوراً تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ شاید یہ امر فوجکی بغاوت مٹا دینے کا موجب ہو، اُن دنوں حکومت عثمانیہ کو دو سخت آفتوں کا سامنا تھا، بیرونی دنیا میں آسٹریا اور بنادقہ سے جنگ چھڑ رہی تھی اور اندرونی عالم میں ینی چری فوج کی شورش نے دارالخلافت میں بدامنی پھیلا رکھی تھی بدنہاد ینی چری سپاہیوں کی گستاخی اور شرارت کا یہ حال تھا کہ وہ خواہ مخواہ امور مملکت میں دخل دیتے اور جس عہدہ دار کو چاہتے برقرار رکھتے اور جسے چاہتے معزول بنا دیتے، قائم مقام فاضل مصطفیٰ پاشا جو آتش فساد فرو کرنے میں تہ دل سے کوشاں تھا ینی چریوں نے اُسے دارالخلافت سے نکال لینے کی یہ تدبیر کی کہ اُنکو آبنائے باسفرس اور ڈارڈنلز کا محافظ مقرر کر دیا، دباغ زادہ محمد آفندی شیخ الاسلام کو شہر بدر کر دیا، کپتان عثمان پاشا کو صدر رومیلیا کا عسکر بنایا اور صدر اعظم سیاوش پاشا کو قتل کر کے اُسکا گھر لوٹ لیا اور جب سیاوش پاشا کے بعد اسمٰعیل پاشا رعشی وزیر اعظم مقرر ہوا تو اُسکی کوششوں سے باشندگان شہر نے مسلح ہو کر ینی چریوں کو قتل کیا اور چند عرصہ کیلئے بلا ہر اُن کمبختوں کی شرارت رُک گئی کیونکہ فتنہ و فساد کی پوری بیخکنی اب بھی نہیں ہوئی تھی، اسی اثناء میں عثمانی بیڑہ استنبول میں واپس آ کر آبنائے میں داخل ہوا اور سلطان نے اُس کے افسروں کو خلعت و انعام عطا فرمایا، پھر کپتان پاشا کو اغریبوز کا محافظ مقرر کر کے امیر البحری کا عہدہ کپتان قلاکلی احمد پاشا کو دیا گیا جو بیڑہ کو جزیرہ اغریبوز کی طرف لے گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔ ترکی سلطنت کی اندرونی بدنظمیوں اور شورشوں سے آسٹریا نے خوب فائدہ اُٹھایا متفقہ یورپ کی افواج صلیبی جھنڈا بلند کئے پے در پے ترکی علاقوں کو فتح کرتی بڑھی چلی آتی تھیں۔ آسٹریا والوں نے قلعہ پاشا اکری، اپوار، استونی بلگریڈ، اور ورادین کو فتح کر لیا تھا پھر وہ معمولی جنگ کے بعد بلگریڈ میں بھی داخل ہو گئے تھے، صدر اعظم نے یہ حالت دیکھکر اہل آسٹریا سے صلح کر لینی چاہی مگر غرور فتح نے آسٹریا کا دماغ اسقدر بڑھا دیا تھا کہ وہ صلح پر راضی نہ ہوئی، اور صدر اعظم اسمٰعیل پاشا معزول ہو کر اُس کی جگہ تکفور داغلی مصطفیٰ پاشا کو ملی، پھر اُس کا جانشین حاجی رجب پاشا ہوا، یہ وزیر نہایت ہی نالائق اور نااہل تھا در سلطنت کی کشتی کو

آسٹریا کی پیش قدمی نہ روک سکے جیسے قلعہ جات سمندرہ نیش، اور وڈین، پر تسلط کر لیا تھا۔ ازاں بعد اُس کی فوجیں اسکوپ، اور شہر کوئی، کی سمت سے صوفیا کی جانب بڑھیں اور بناوقہ نے ایتھنز پر قبضہ کر لیا جو یونان کا علاقہ تھا۔ نیز بناوقہ کا قابو پوسینیا کے علاقوں بناوقہ اور اینڈرنیک پر تسلط کر لیا۔ یہ حالات ترکی سلطنت کی مزید کمزوری اور وزراے دولت کی بدلیاقتی کے نتائج تھے اور سلطان ان باتوں سے بیحد متاثر ہوا تھا آخر اُس نے شہر ایڈریانوپل میں دیوان کا اجلاس کر کے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے اور اب رائے قرار پائی کہ کوپرلی زادہ مصطفےٰ پاشا کو وزیر بنایا جائے جو اپنے دادا اور باپ کے وقت سے سیاسی اور جنگی مہارت کا وارث چلا آتا ہے، اور یہی وجہ تھی کہ اس فاضل وزیر نے دولت عثمانیہ کو تباہی کے غار میں گرنے سے بچا لیا۔

کوپرلی فاضل مصطفےٰ پاشا کی کامیابی

اس وزیر نے مسند صدارت پر جلوہ فرما ہوتے ہی اپنی موروثی لیاقت اور ذاتی سے کام لیکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہیں بیباق کر دیں اور عہدہ داران سلطنت کو بھی اُنکے مشاہرے دیکر اندرونی نظام کو درست کرنا شروع کیا اور جب ہر طرف کے تمام کیل کانٹے درست کر چکا تو ایک جرار فوج تیار کی اور خود اُس کی کمان کرتا ہوا شہر کوئی کی طرف بڑھا اور وہاں سے آسٹریا کی افواج کو مارتا نکالتا، نیش، وڈین، سمندرہ اور بلگریڈ، ان سب شہروں کو اُن سے واپس لیتا ہوا اہل آسٹریا کو دریائے ڈینوب کے دوسرے جانب تک پسپا کر دیا، وزیر اعظم تو اس طرف مصروف تھا اور دوسری جانب روسی حکومت نے سلیم گرائے خان کریمیا پر چڑھائی کر دی مگر خان مذکور نے روس والوں کو فاکرمن اور کیو کے قریب سخت جنگ کے بعد ہزیمت دی، چرکس احمد پاشا جو تورنکا کے ساتھ رہا تھا مملکت ٹرینسلونیا کی طرف ارسال کیا گیا تھا اُسنے بھی اپنی ماتحت افواج سے آسٹریا کی سپاہ کو شکست دی اور قوجہ خلیل پاشا حاکم جزیرہ نماے موریا نے وہاں کی رومی عیسائی رعایا کو جیسے کیتھولک

مذہب رکھنے والے بنادقہ[ل] کی حکومت سے سخت متنفر ہو رہے تھے۔ اپنے ساتھہ ملا کر اولونیہ اور چند دوسرے مقامات کو بنادقہ سے واپس لیلیا، یہی متواتر عثمانی سپاہ کی کامیابی کی خبریں تمام ترکی عساکر کے دل میں ایک نئی روح جرأت پہونکدینے کی باعث ہوئیں اور پھر تو کسی معرکہ میں اُنکے قدم پیچھے نہیں ہٹے، ۱۱۰۲ھ میں سلطان سلیمان خان دوم بمقام ایڈریانوپل رہگرائے عالم بقا ہوا اور اپنی خوش نصیبی کا یہ ثبوت دیگیا کہ اگلے وزیروں کی ناقابلیت سے حکومت عثمانیہ اہل یورپ کی نگاہ میں جسقدر سبک ہوگئی تہی وہ تمام خفت دور کرکے از سرنو اُس میں قوت و شوکت پیدا کردی۔ یہ سلطان نہایت پرہیزگار اور نیک نہاد تہا اور اسکے چندروزہ عہد حکومت میں مملکت عثمانیہ کی بگڑی ہوئی حالت بالکل درست ہو گئی تھی ✤

---

(۲۱) سلطان احمد خان دوم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۱۰۲ — ۱۱۰۶ھ

جنگ صلان کیمان اور کوپریلی مصطفیٰ پاشا کی شہادت

یہ سلطان (۵۰) سال کی عمر میں تخت آل عثمان پر جلوس فرما ہوا اور مقام ایڈریانوپل میں رسوم تخت نشینی ادا ہوچکیں تو اسنے وزیر اعظم مصطفیٰ کوپریلی کو بحال رکھنے اور ہر ایک سلطنت کو بہی اپنی حالت پر قائم رکھنے کا فرمان صادر کیا، صدر اعظم اُندنوں آسٹریا کا

[ل] بنادقہ کا نام - اور بندقیہ کی جمہوری حکومت کا ذکر اس تاریخ میں بکثرت آیا ہے اس لئے یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ عرب مورخین کے نزدیک یہ نام "وینس" کی جمہوری حکومت کا ہے ✤ مترجم

فوج سے مقابلہ کرنے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا، چنانچہ وہ بلگریڈ سے نکلکر دریائے ساوہ کو عبور کرنے کے بعد غنیم کی سپاہ سے مقابل ہوا جو شہزادہ آدین سے بماتحتی جنرل لوئس ڈی باد آرہی تھی، جانبین کا سامنا سالان کمین " Salan Kamen " نامی ایک مقام میں ہوا اور ترکی سپاہ نے غنیم پر بشدت تمام حملہ کر دیا، فریقین خوب زور شور سے لڑ رہے تھے اور ترکوں نے دشمنوں کے قدم اکھاڑ دئیے تھے اب وہ بڑھکر غنیم کے قلب فوج پر حملہ کر رہے تھے اور فتح و ظفر اُنکے سروں پر سایہ فگن ہو رہی تھی کہ یکایک وزیر اعظم مصطفیٰ کوپرلی دشمنوں کی ایک گولی آ لگنے سے شہید ہوکر گرا، وزیر کی خبر مرگ کا پھیلنا تھا کہ ترکی سپاہ کے اوسان بگڑ گئے اور جیتا ہوا میدان اُنکے ہاتھوں سے نکل گیا، وہ بدحواس ہوکر بھاگنے پر تیار ہو گئی تھی مگر وزیروں نے بہت جلد اپنے جرگہ میں سے خلیل پاشا دوم وزیر کو سپہ سالار بناکر فوج کو سنبھال لیا اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ اُسے بلگریڈ کی طرف ہٹالائے، آسٹریا والوں نے اس جنگ میں ترکوں سے زیادہ نہیں تو اُنکے برابر ضرور نقصان اُٹھایا جسپر طرہ یہ ہوا کہ میدان جنگ سے چھ گھنٹوں کی مسافت پر دریائے ڈنیوب میں اُنکے بہت سے جہازات کا بیڑہ لنگر زن تھا جسے ترکی بیڑہ نے حملہ آور ہوکر بالکل جلادیا، سلطان کو وزیر اعظم کے شہید ہونے کی خبر ملی تو وہ بہت ملول ہوا اور اب اُس نے عربہ جی علی پاشا کو وزیر اعظم مقرر فرمایا اور خلیل پاشا سپہ سالار اعظم مقرر ہوا، دولت علیہ نے اس شکست سے ہمت نہیں ہاری اور وہ پھر از سر نو فوجی تیاری کرکے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے مستعد ہوگئی۔

بنادقہ (اہل وینس) نے ہزار زور لگایا کہ ترکوں کو کسی طرح کریٹ سے نکال دیں مگر وہ اس بارہ میں مطلق کامیاب نہیں ہوسکے، اور ترکوں کی متواتر فتوحات نے بنادقہ کے حوصلے پست کر دئیے یہانتک کہ بندقیہ کے کپتان نے جب اپنے ملک سے کوئی مدد آتی نہ دیکھی تو اُس نے انہیں شرائط پر جو کینڈیا کے حوالہ کرنے میں کیگئی تھیں سنہ ۱۱۰۳ھ میں گرابوسہ " [illegible] " کا قلعہ بھی ترکی وزیر علی پاشا محافظ خانیہ کے حوالہ کر دیا، یہ قلعہ جزیرہ کریٹ کا بہت اہم مقام تھا اور اسکی فتح سے کریٹ میں آئندہ دشمنوں کی توجہ تا بقع ہوسکنے کا اندیشہ مٹ گیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے دولت علیہ نے اس کپتان کو اچھی حفاظت

آستانہ علیہ میں آنے کے بعد بہت بھاری خلعت عطا فرما کر ضروری سامان جنگ بھی حوالہ کیا اور اسکی بہت کچھ عزت افزائی فرمائی اگرچہ اس واقعہ کے بعد بھی وینس (بندقیہ) والوں کا ایک جنگی بیڑہ مع بری فوج کے کریٹ میں آکر دو ماہ تک شہر خانیہ کو گھیرے رہا لیکن خانیہ کے شیر دل محافظ نے اہل بندقیہ کو بری طرح شکست دیکر بھگا دیا اور اُنکی سب توپیں اور سامان جنگ جیسے وہ چھوڑ گئے تھے اپنے قبضہ میں کرلیا - ان واقعات کے بعد دولت علیہ نے اپنے جنگی بیڑے بحر اسود اور دوسرے ترکی سمندروں میں چند ضروری باتوں کے لئے ارسال کئے اور سنہ [illegible]ھ میں کپتان یوسف پاشا جو سال گذشتہ میں امیر البحر مقرر ہوا تھا باقی غلیون جہازوں کو لیکر بحر ابیض متوسط کا معمولی گشت لگانے کیلئے جاکر بخیریت واپس آیا۔

سلطان نے ایڈریانوپل ہی میں فراہمی افواج کا حکم دیدیا اور بقلی مصطفےٰ پاشا سپہسالار متعین ہوا جسنے اوسیجق کی طرف قصد کیا - اور سلطان نے سلیم گرائے خان کریمیا کو بھی لکھا کہ آسٹریا والوں سے جنگ کرنے کیلئے افواج عثمانی کے ساتھ آکر شریک ہو، کیونکہ غنیم اسوقت مملکت ٹرینسلونیا میں آفت برپا کر رہا تھا، آسٹریا کے جنرل نے افواج عثمانی کی آمد کی خبر سنی تو وہ شہر بلگریڈ کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور خان کریمیا اُس کے تعاقب میں بڑھتا ہوا طمشوار، اور کیولہ، کے دو قلعوں پر قابض ہوگیا جو آسٹریا کی مملکت میں واقع تھے، اس سلطان کے عہد میں ملک شام میں بھی ایک سخت بغاوت برپا ہوئی تھی جسکو ترکی سپاہ نے ہی فرو کیا، اور دار الخلافت قسطنطنیہ میں سخت آگ لگی جو ایازمہ قپوجی کی سمت سے بڑھتی ہوئی اُن قپان اور آیت بازار تک پھیلگئی، اس آتش زدگی میں بہت سے مکانات، اور ... پاشا کے محل، اور سلطان سلیمان خاں کی مسجد وغیرہ جل گئیں۔

سنہ [illegible]ھ میں سلطانی سپاہ نے شہر وارڈین کا محاصرہ کیا، اور اسی سال بوسینیا کی ترکی سپاہ نے بناوقہ سے گبلہ کا قلعہ واپس لیا اور اُنکی فوج کو برباد و منتشر کرکے بوسینیا کے علاقہ سے نکالدیا۔ اور تاتاری فوجوں نے مملکت ٹرنسلونیا میں اہل آسٹریا کو خوب ہی شکست فاش دی،

بناوقہ کی حکومت تنہا تو ترکوں سے کبھی لڑ نہیں سکتی تھی لہٰذا پوپ روم یا دوسری

یورپین حکومتوں کی پشت گرمی سے وہ سلطنت عثمانیہ کے منہ چڑھا کرتی، مگر کبھی ایسا موقع بھی ہوتا کہ پوپ سپ والے اپنی ہی آپا دھاپی میں گرفتار ہوکر اُسے کچھ امداد نہ دے سکتے تو وہ خاموش بیٹھی رہتی، اب پھر پوپ روم نے اُسے امداد دی اور مالٹا کے راہبوں نے اپنا بیڑہ بھیجدیا تو وہ پھر جزیرہ ساقز پر چڑھ آئی اور سنہ ۱۱۰۵ھ میں اسپر اپنی فوجیں اُتار دیں، سلطان نے بھی یہ خبر پاکر فراہمی افواج کا حکم دیا اور ترکی بیڑہ کی آراستگی کا فرمان صادر کیا، تمام موسم سرما اسی تیاری میں بسر ہوا اور ترکی دار الصناعت نے متعدد نئے جہازات بھی بنوالئے، بیڑہ تیار ہوگیا تو چند بحری افسروں نے کپتان یوسف پاشا کی شکایت کردی کہ جسوقت بنادقہ کا متفقہ بیڑہ جزیرہ ساقز میں پہنچا ہے کپتان مذکور عثمانی بیڑہ لئے ہوئے وہیں قرب وجوار میں موجود تھا اور اہل جزیرہ کو مدد دے سکتا تھا لیکن یہ عمداً چشم پوشی کرگیا، سلطان نے تحقیقات کی تو الزام مذکور کسی قدر سچ نکلا اسواسطے کپتان مذکور معزول کرکے جزیرہ مڈللی کی طرف جلاوطن کردیا گیا اور وزیر ممو جہ زادہ حسین پاشا جو ڈارڈ نلز کے قلعہ سد البحر کا محافظ تھا عثمانی بیڑوںکا محافظ اور کپتان مقرر کیا گیا، اس جدید افسر نے بیڑہ کو نہائت توجہ کے ساتھ درست کرنا شروع کیا تھا کہ اسی اثناء میں سلطان احمد خان دوم کا بھی پیام اجل آن پہنچا اور وہ سنہ ۱۱۰۶ھ میں بمقام ایڈریانوپل دنیا سے رحلت کرگیا۔ اور اسکو اُسی کی مسجد میں جو اُس نے باغچہ قبوسی کے بازو میں بنوائی تھی دفن کیا گیا،

۱۱۱۰ ——— ۱۲۰۴م

(۲۱) سلطان مصطفےٰ خان دوم ابن سلطان محمد خان چہارم

۱۱۰۶ ——— ۱۱۱۵م

بائیس سال کی عمر میں سلطان احمد خان دوم کی وفات کے بعد تخت نشین ہؤا اور
ہ کے دوسرے ہی دن ایک سخت عبارت کا فرمان نافذ کیا جسمیں تحریر تھا کہ "میرے
رو سلاطین کی عیش پسندی نے نظام مملکت میں جو کچھ خلل پیدا کر دیا ہے اس کے دفعیہ
، مجھے بذات خاص ہر امر کی نگرانی اور خود فوج کی کمان لینے کا خیال ہے"، چنانچہ اُس
فوراً بری اور بحری فوجوں کی درستی کا حکم صادر کیا اور ینی چریوں نے اپنا معمولی انعام
بس طلب کیا تو اُنکو خزانہ میں روپیہ نہ ہونے کے عذر پر چند روز صبر کرنیکا ایما کیا جسے
ں نے خلاف عادت منظور کر لیا اور پھر سلطان نے یہ دانشمندی کی کہ بیشتر ینی چری
ہ کو اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ بہت جلد جزیرہ ساقز کو دوبارہ فتح کر لیا جائے۔

ساقز کی جنگ

سلطان مصطفےٰ دوم نے دانائی اور بیدار مغزی کے ساتھ دولت علیہ کے قدیم شرف
سر نو بحال کرے اور دشمنوں سے تمام وہ مقامات واپس لے جو گزشتہ پچاس
ں کے عرصہ میں اُنہوں نے دولت علیہ سے چھین لئے ہیں بحکم سلطانی ترکی بیڑہ جسمیں
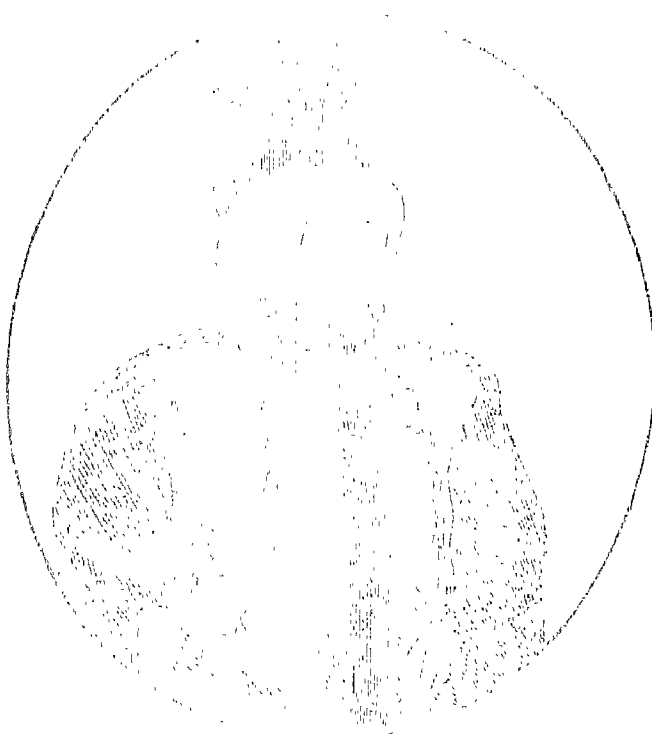
بیس غلیون اور چوبیس غراب جہاز تھے بماتحتی کپتان پاشا عموجہ زادہ حسین پاشا کی جسو
ساتھ حسین پاشا الجزائری نائب کپتان کے عہدہ پر مامور تھا۔ روانہ ہوا حسین پاشا الجزائر
اہل فرنگ منیزہ مورتو کے نام سے یاد کرتے ہیں، عثمانی بیڑہ پر کافی تعداد کی سپاہ موجو
ی اور وہ ہر طرح مسلح و آمادہ جنگ ہوکر جارہا تھا۔ تیسرے دن بیڑہ نے کھلے سمندر میں ق
تھا اور جزیرہ قیون آطہ " Spalmatore " بنادقہ کے بیڑہ سے دوچا
ہوا جسے بوجہ سکون ہوا کے چھوٹی کشتیاں کھینچکر چلارہی تھیں بنادقہ کے بیڑہ میں بیس غلی
ریچھ ماعون جہاز تھے ترکی بیڑہ کے کمان افسر نے اپنی طرف کے ستر۲۰ غلیون جہازوں
بنادقہ کے غلیون جہازوں پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور باقی چار غلیون جہازوں سے دشمن
ماعون جہازوں پر بڑھنے کا فرمان صادر کیا، کپتان پاشا عموجہ زادہ نے اپنے ماتحت
سرداروں کو ہدایت کردی تھی کہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ جنگ کرنا اور جنگی نظام و ترتیب
اتھ سے نہ جانے دینا۔ غرضکہ کپتان منیزہ مورتو نے بنادقہ کے امیر البحر کا جہاز تاک
اس طرح اپنے پہلو کی توپیں سرکیں کہ غنیم کے جہاز کی متعدد توپیں بیکار ہوگئیں اور سا تھ
اس کے جہاز کا ایک بڑا تختہ اڑ گیا جسنے ایک سو سے زیادہ دشمنوں کو اپنی لپیٹ میں
سے بے جان بنادیا، ابھی غنیم کے سپاہی اسی آفت کی پریشانی سے نہیں سنبھلے تھے
یک دوسرے ترکی افسر عبد الفتاح نے اپنا جہاز بڑھا کر غنیم کے جہاز پر نفط اور تار
کے آتشگیر مادہ میں لت کئے ہوئے گولے پھینکنے شروع کردئیے جسنے اس کے پچھلے حصہ
آگ لگ گئی اور دشمن اسے فرو کرنے میں مصروف ہوگئے بلکہ انکا ایک دوسرا جہاز
ایڈمرل کے جہاز کی مدد پر آگیا لیکن آگ کب فرد ہوتی تھی وہ بڑھتے بڑھتے میگزین
جا لگی پھر کیا تھا، العظمۃ للہ ایک ہیبتناک دھماکا ہوا، اور ایڈمرل کا جہاز مع دوسرے
ون جہاز کے صاف ہوا میں اڑ گیا، ان جہازوں پر جسقدر دشمن تھے اکثر تو ہلاک ہوگئے
باقی ماندہ پانی میں کود پڑے جن کو ترک سپاہیوں نے ایک ایک کرکے چن لیا اور
رفتار کر لیا۔ عبد القادر پاشا زادہ جو غنیم کے ماعون جہازوں پر حملہ آور ہوا تھا اس نے
بڑی چرب دستی سے کام لیکر پہلے دشمن کی توپیں بیکار کردیں اور پھر جانبین سے

گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا، توپوں سے جو دہواں نکلتا تھا اس نے تمام روی آسمان پر ابر کیطرح چہا کر اندہیرا کر دیا جسمیں فیر کی صدا گرج اور دہمک کا اُڑنا چمک کا منظر دکھاتا تھا تاریکی میں جہازوں کا نظر آنا مشکل ہوگیا تھا اور یونہیں بے ہول طور پر گولے سر کئے جاتے تھے، آخرکار غنیم کو میدان جنگ چہوڑنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ملا اور دوپہر سے غروب آفتاب تک جنگ کرنے کے بعد وہ بھاگ نکلا دشمن کے متعدد غلیون جہاز شکست اور غرق ہوگئے جنکے مقابلہ میں عثمانی بیڑہ کا بہت کم نقصان ہوا تھا، یہ فتح ترکی فوج کی حوصلہ افزائی میں بہت کام آئی اب اُس کی ہمت بڑھگئی تہی اور وہ دشمن پر ٹوٹ پڑنے کیلئے بے چین تھی، کپتان پاشا اس جنگ سے فارغ ہوکر ساحل اناطولیا کی طرف ہٹ آیا اور وہاں جہازوں کی مرمت وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے دوبارہ ۴ رجب سنہ مذکورہ میں دشمن کو پوری طرح تباہ کرنے کی نیت سے پھر آگے بڑھا، چنانچہ جب ترکی بیڑہ جزیرہ ساقز کے نزدیک پہنچا تو بنادقہ کے چھبیس (۲۶) غلیون اُس سے مقابلہ کرنے کیلئے گھاٹ سے باہر نکلے، جنگ شروع ہونے سے قبل ترکی امیرالبحر نے اپنا بیڑہ اس طرح مرتب کیا کہ وائس ایڈمرل کو چھ جہازوں کے ساتھ خلیج ساقز کے ابتدائی مخرج پر متعین کردیا جہاں ہوا کا زور تھا۔ اور باقی جہازوں کو اپنے تحت میں لیکر خلیج کے دوسرے مخرج پر جہاں کم ہوا تھی رُک رہا، دشمن کا بیڑہ خلیج مذکور سے نکلتے ہی دو طرف سے سخت گولہ باری میں پہنسگیا اور اُسے معلوم ہوگیا کہ ایسے جدید نظام جنگ کا زبردست حملہ روکنا اُس کی قوت سے خارج ہے اس لئے اُس نے بیکار شدہ جہازوں کو بندرگاہ میں دہکیل دینے کے بعد باقی چودہ غلیون کار آمد اپنے ساتھ لئے اور لڑتا بھڑتا بھاگ نکلا، مگر ترکی بیڑہ انکو کب سلامت جانے دیتا تھا اُس نے تعاقب کیا اور گولہ باری سے ذرا بھی مہلت نہ دی، رمضی زادہ محمد نامی ایک افسر کے جہاز نے غنیم کے ایک جہاز کا میگزین تاک کر ایسا گولہ رسید کیا کہ وہ فوراً اُڑ گیا اور جہاز کے ٹکڑے بکھر گئے یہ چھبیس توپوں کا بڑا جہاز تھا اور اسنے غنیم کے دوسرے جہازوں کو بھی صدمات پہونچائے تھے یہ پہلی لڑائی ہی میں پہلا ترکی [illegible] جہاز جو غنیم کے آٹھوں جہازوں کی خبر لینے پر مامور [illegible] [illegible] [illegible] کار [illegible]

اور بنادقہ کے جہازوں کو بیکار بنا کر انہیں بڑی آسانی سے گرفتار کر لیا، بنادقہ نے اس جنگ میں بے اندازہ نقصانات اُٹھائے اور اُنکے بقیۃ السیف جہازات بھاگ کر نکل گئے، اس کے بعد ترکی امیرالبحر کا جہاز نشان فتح اُڑاتا ہوا بندرگاہ ساقز میں داخل ہوا جہاں آسنے ایک بنادقہ کا بیکار شدہ ماعون جہاز اور گرفتار کیا اسپر سولہ تانبے کی توپیں، اور چھ ہاوزر توپیں ملیں جنکے علاوہ پانچ ہزار بندوقیں بکثرت گولی بارود، اور (۲۸۰) سپاہی ملے پھر عثمانی بیڑہ نے قلعہ اور بندرگاہ ساقز پر تسلط کیا جہاں اُسکو غنیم کے چار بار برداری کے جہاز اور چار بڑے غلیون جنگی جہاز سامان جنگ و رسد سے بھرے ہوئے آ بہی دستیاب ہوئے، ترکی فوجیں بلا روک ٹوک قلعہ میں داخل ہوگئیں اور وہاں بھی سولہ توپیں، اسّی ہزار گولے اور بیشمار پیپلے بارود کے اُسے دستیاب ہوئے جو بنادقہ یہاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ یہ جنگ اس طرح فتح و ظفر کے ساتھ ختم ہوچکی اور کپتان مصطفیٰ زادہ قلعہ ساقز آئی ورستی اور وہاں کافی سپاہ بغرض حفاظت متعین کر کے اہتمام کر کے آستانہ علیہ میں واپس آیا اور سلطان نے اُس کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر قائم مقام کے معزز منصب پر سرفراز کر دیا، پھر کپتان میزہ مورتو حسین پاشا الجزائری کو امیرالبحر کا منصب دیا گیا جسنے اپنی خداداد بحری لیاقت اور تجربہ کاری کا بہت اچھا ثبوت دیا یعنی تھوڑی ہی مدت میں بہت سے جنگی جہاز نئی وضع کے بنوا لئے اور بحری سپاہ اور ملاحوں کو بہت اعلیٰ درجہ کا قواعد دان بنا کر ترکی بحری قوت پھر مکمل کر لی۔

آسٹریا کی لڑائیاں اور زانٹا کی شکست

سنہ ۱۱۰۷ھ مذکورہ بالا بحری فتحیابی کے بعد خود سلطان مصطفیٰ خان دوم نے اردوی سلطانی کو ہمرکاب لیکر سنہ ۱۱۰۷ھ میں دریاے ڈینوب عبور کیا اور بانچوہ میں پہنچکر صحراے طمشوار میں اپنا کیمپ قائم کیا۔ اس حملہ میں سلطان ممدوح نے قلعہ لیپوہ "مع لپوہ کے" کو مع تمام اتفاق جنگی ذخیرہ کے جو وہاں موجود تھا چھین لیا، پھر لگوس مقام کے پاس کی خونریز جنگ ہوئی [illegible] فتح کی اور [illegible] آسٹریا کا کمانڈر [illegible] مقتول ہوا

ہوا کیونکہ سلطانی سپاہ نے اسکی فوج کو شکست دیکر اُسے گرفتار کرلیا تھا اور پھر بحکم سلطانی اسکی گردن ماردی گئی۔ ان فتوحات کے بعد سلطان مصطفٰے خان بلگریڈ میں واپس چلا آیا۔ تاکہ جاڑوں کا موسم وہاں بسر کرکے موسم بہار آتے ہی پھر دشمن پر جا پڑے۔ مگر کچھ ضرورتیں ایسی آپڑیں کہ سلطان کو آستانہ علیہ جانا لازمی ہوگیا اور اُس نے فوجوں کو بلگریڈ ہی میں ہنچ دیا۔ آسٹریا والوں کا دل ابھی شرارت سے آسودہ نہیں ہوا تھا کیونکہ مذکورہ بالا فتوحات سے اُنکی پوری سرکوبی نہیں ہوسکتی تھی اس لئے وہ سلطان کے واپس ہوتے ہی پھر آمادۂ سرکشی ہوگئے اور ۱۱۰۸ھ میں بار دیگر حدود مملکت عثمانیہ پر حملہ آور ہوکر اُنہوں نے طمشوآر کا محاصرہ کرلیا، سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ بھی فوراً آستانہ سے چل پڑا اور میدان جنگ میں آتے ہی دشمنوں کو قلعہ طمشوآر کے گرد سے ہٹا دیا، اس کے بعد سلطان نے آسٹریا والوں کی ایک عظیم الشان سپاہ کو جو اُسی اطراف کی کسی پہاڑی گھاٹی میں شہر اولاش [illegible] کے نزدیک منتخب ساکن فریڈرک کے زیرکمان ٹھہری ہوئی تھی مغلوب بناکر اُسے منتشر کردیا۔ ان متواتر فتوحات سے عثمانی سپاہ کے حوصلے اسقدر بڑھ گئے کہ وہ دشمنوں کو خیال میں بھی نہ لاتی تھی اور ہروقت نشۂ جوش جرأت سے سرشار رہتی تھی۔

اب سلطان ان کامیابیوں کے بعد قلعہ طمشوآر کی حفاظت و پائداری کا مکمل انتظام کرکے ایڈریانوپل کو واپس چلا آیا اور حدود پر بکثرت مستحکم قلعے تعمیر کئے جانے کا فرمان دیا، خارجی دشمنوں کی قرار واقعی گوشمالی ہوچکنے سے سلطان کو چند روز تک دم لینے کی مہلت ملی تو وہ ہمہ تن ملکی اور مالی انتظام پر جھک پڑا اور فوجی و مالی حالت سدھارنے میں بخوبی کامیاب ہوا جن دنوں سلطان مصطفٰے آسٹریا سے سرگرم جنگ تھا، اُنہی دنوں روس والوں نے ۱۱۰۷ھ میں شہر ازاق [illegible] کا محاصرہ کرلیا تھا اور خان کریمیا نے عثمانی محافظ سپاہ کے ساتھ مل کر اُنہیں شکست بھی دی تھی اور تیس ہزار سے زائد روسی سپاہ کاٹ کر رکھدی تھی مگر ۱۱۰۸ھ میں دوبارہ پیٹر اعظم شہنشاہ روس نے ساٹھ ہزار فوج سے اس قلعہ پر چڑھائی کی، چونکہ حکومت عثمانیہ کو ان دنوں جزیرہ نمائے موریا، بوسنیا، ہنگری، اور پولینڈ کے علاقوں میں لڑائیاں درپیش تھیں اس لئے وہ شہر ازاق کو کمک نہ پہنچا سکا اور پیٹر اعظم اس شہر پر

قابض ہوگیا چنانچہ اُس نے اس شہر کو بحر اسود پر ایک مستحکم بحری بندرگاہ بنا لیا جہاں قزاق کے قبائل اُسے پہنچنے سے روکتے تھے۔ ۱۱۰۹ھ میں سلطان خود بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا آسٹریا سے جنگ کرنے چلا اور بلگریڈ میں پہنچکر اُسنے دیوان کا جلسہ کیا تاکہ حملہ کی سمت تجویز کی جائے، اکثر ارکان کی یہ رائے ہوئی کہ فوجکو طمشوار کی طرف بڑھایا جائے جدہر سے اگلے دو سالوں میں برابر فوجکشی ہوا کی ہے چنانچہ ترکی سپاہ دریائے ڈنیوب کو عبور کرتی ہوئی پانچوہ اور وہاں سے شہر زانتا Szenta تک جا پہنچی۔ یہ شہر دریائے ٹیس کے کنارہ پر واقع ہے، سلطان نے حکم دیا کہ دریائے مذکور پر پل بناکر فوج کو پار اُتارا جائے مگر جسوقت فوج پل پر ہوکر دریا کو عبور کر رہی تھی یکایک آسٹرین سپہ سالار پرنس یوجین دی ساؤ ترکی سپاہ پر حملہ آور ہوگیا۔ یہ سپہ سالار Eugene de Savoie نہایت مشہور آسٹروی افسر اور آسٹریا کی سپاہ کا کمانڈر انچیف تھا ترکی سپاہ کو غنیم کی مدافعت کرنیکا موقع ہی نہ مل سکا اس لئے اُسے شکست ہوگئی اور فوج دو حصوں میں بٹ گئی غنیم کا حملہ بڑی شدومد کے ساتھ ہوا تھا، اگرچہ بہادر ترک بڑی ثابت قدمی سے لڑے لیکن کیا ہوسکتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی عثمانی سپاہ کٹ کر رہگئی جنمیں افسر اور نفر ہر قسم کے لوگ تھے۔ صدر اعظم الماس محمد پاشا، مصرلی زادہ ابراہیم پاشا حاکم اناطولیا جعفر پاشا محافظ طمشوار، فضلی پاشا حاکم اطنہ، بالطہ زادہ محمود پاشا۔ افسران افواج ینی چری دس کے قریب یک لوگ اور پندرہ ہزار چیدہ ترکی سپاہ اس لڑائی میں غارت ہوئی جنمیں سے کچھ دشمنوں کی لڑائی میں اور کچھ دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوئی تھی، خیریت یہ ہوئی کہ سلطان ابتک دریا کے دوسرے ہی کنارہ پر تھا ورنہ وہ بھی دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوجاتا۔ اس شکست سے حکومت علیہ کو نہایت سخت صدمہ پہنچا اور تمام وہ قلعے جو ممالک ہنگری [illegible] کے پاس تھے سب اُنکے ہاتھوں سے نکل گئے اور اس کے علاوہ آسٹریا والوں نے [illegible] وغیرہ پر بھی تسلط کر لیا۔ سلطان مصطفیٰ دوم بڑی [illegible] پاشا عہدہ سے ہٹا کر دارالخلافت میں واپس چلا آیا اور یہاں اُس نے کوپریلی [illegible] پاشا کو مسند صدارت پر متمکن کیا۔

معاہدہ قرلوفچہ:-

سنہ ۱۱۰۹ھ - جدید صدر اعظم جو مشہور خاندان کوپریلی کا لائق ممبر تھا اور جسکے بیدار سے علے کوپریلی اعظم محمد پاشا کے عہد سے ابتک کئی شخص عہدہ وزارت کی جلیل خدمات نہایت لیاقت وخلوص کے ساتھ ادا کرچکے تھے - عنان انتظام ہاتھ میں لیتے ہی نظم ونسق مملکت میں مشغول ہوگیا اور چند دنوں کے عرصہ میں مالی حالت کی اصلاح میں کامیابی حاصل کرلی، خزانہ کا معمور ہونا تمام مشکلات کی کنجی تھا پھر تو ایسا نظر آیا کہ ہر ایک کام خود بخود درست ہوگیا، نئی فوجیں بھرتی ہوئیں اور صرف تین چار ماہ کے عرصہ میں پچاس ہزار پیدل، اور چالیس ہزار سوار فوج علاوہ توپخانوں کی متعدد پلٹنوں اور رسالوں کے تیار ہوگئیں سلطان اس جرار سپاہ کی کمان کرتا ہوا اہل آسٹریا سے سابقہ شکست کی کسر نکالنے چلا اور پرنس یوجین کو ترکی دیگر صوبہ بوسنیا سے باہر نکال دیا، جب پرنس یوجین ہزیمت اٹھاکر دریائے ساوہ کے پار اتر گیا تو سلطان کا ارادہ ہوا کہ اور آگے بڑھکر بلغراد وہ ممالک اہل آسٹریا سے چھین لے جو انہوں نے پچھلے سالوں میں ترکوں سے فتح کرلئے ہیں - مگر شاہنشاہ آسٹریا کو ایک مدت دراز سے مصروف جنگ رہنے کے باعث اشد پریشانی اور نیز بار لاحق ہوگئی تھی کہ وہ اب طالب صلح کیلئے آمادہ ہوگیا اور اس نے لوئس چہاردہم شاہ فرانس کو متوسط بناکر صلح کی سلسلہ جنبانی کردی - مگر شاہ فرانس نے دولت علیہ پر یہ بھی زور ڈالا کہ وہ معاہدہ ریسویک Ryswick میں شریک ہو جو ستمبر ۱۶۹۷ء کو فرانس اور اسپین، ہالینڈ اور انگلستان کی حکومتوں کے مابین ہوا تھا اور جسکا مدعا یہ تھا کہ اسپین کو اپنی از دست رفتہ املاک دوبارہ واپس ملجائے دولت علیہ نے فرانس کی یہ استدعا اس لئے نامنظور کی کہ یہ دول یورپ اس کے مقابلہ میں گروہ بندی سے کام لیا کرتی تھیں اور اسکا اقتدار مٹانے کے درپے رہتی تھیں - بہرحال ایک مدت کی خط وکتابت کے بعد حکومتہائے آسٹریا، روسیا، بنادقہ، اور پولینڈ نے دولت علیہ کے معاہدہ قرلوفچہ کی شرطیں قطعی طور پر تسلیم کیں اور سنہ ۱۱۱۰ھ میں یہ صلح نامہ مکمل ہوسکا جسکا نام معاہدہ قرلوفچہ "Carlowitz" ہے"

ہے۔ اسکی اہم شرطیں یہ تھیں۔ آسٹریا بیس سال کی مدت تک ٹرکی سے کوئی جنگ نہ کریگی، صوبہ طمشوار سہ۔۔۔۔۔ دولت علیہ کے پاس رہیگا اور مملکت ٹرینسلوانیا اور ملک ہنگری کا مفتوحہ حصہ آسٹریا کو ملگیا، اس اعتبار سے دونوں حکومتوں کی سرحدی لین دریاے ماروش، ٹیس، ڈنیوب، اور صاوہ، رہینگے، اسی طرح حکومت پولینڈ سے بھی ایک معاہدہ التوائے جنگ کا ہوگیا جسکی میعاد بھی بیس سال تھی جسمیں شرط تھی کہ پولینڈ صوبہ بغدانسکا مفتوحہ حصہ ٹرکی کو واپس دیگی اور قدیم حدود علیٰ حالہا رہینگی، پولینڈ کو پوڈولیا، اوکرین، اور قامینچہ، کے صوبے دیدئے جائینگے اور جو خراج اُسے خان تاتار کو ادا کرنا پڑتا تھا وہ معاف ہوجائیگا، دولت عثمانیہ جزیرہ نمای موریا اور صوبہ ڈلماتیا، وینس، والوں کو دیدیگی، اور آسٹریا وغیرہ یورپ کے ممالک دولت علیہ کی خراج گزاری سے آزاد ہوجائینگے چونکہ اس معاہدہ کی گفتگو جاری ہونے کے وقت روس کا ایلچی اختیارات کامل نہیں رکھتا تھا اس لئے اُس سے صرف تین سال کے لئے ایک التوائے جنگ کا معاہدہ ہوا جسمیں یہ شرط تھی کہ روسی حکومت قلعہ ازاق پر قابض رہیگی اور ۱۱۲۳ھ میں دونوں حکومتوں کے مابین پھر اس معاہدہ کی تجدید ہوئی جو عرصہ دراز تک قائم رہی یہانتک کہ دونوں فریقوں میں دائمی صلح کا یہی معاہدہ سبب قرار پایا،

مذکورہ بالا مدت کی بحری لڑائیاں

روسی حکومت نے ۱۱۱۰ھ میں قلعہ ازاق پر قبضہ کرلیا تو سلطانی حکم دارالصناعت کے نام صادر ہوا کہ بہت جلد جنگی جہازات تیار کرکے ترکی بیڑہ کی قوت میں اضافہ کیا جاوے اور بحیرہ اسود، دریاے ڈنیوب، اور بحرابیض متوسط تینوں جگہ کے لئے تین بیڑے الگ الگ تیار رہیں، کپتان میزہ مورتو حسین پاشا نے بڑی سرگرمی سے کام لیکر فرمان سلطانی کی تعمیل کردی اور طرابلس الغرب کا بیڑہ بھی عثمانی بیڑہ کی شرکت کیلئے آگیا جسمیں پانچ فلیملن جہاز تھے، اسی اثناء میں جبرلٹر کے جزائر مغرب سے بیڑہ نے بناوقہ داخل وینس،

کے تین جنگی جہاز گرفتار کر لئے ہیں۔ غرضکہ جب ترکی بیڑہ کی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو انکی حسب ذیل رپورٹ مرتب ہوئی، بحرابیض متوسط کا بیڑہ بیس غلیون جہازوں کا چھ بحری افسروں کی ماتحتی میں جسکے ساتھ چند فرقاطہ اور شانیہ وضع کی کشتیاں ہیں۔ بحیرۂ اسود کا بیڑہ جدید اضافوں کے بعد بیس غالیتہ جہازوں سے مرتب ہوا ہے جو مقام سنیوب کے بحری کارخانہ میں تیار اور درست ہوئے ہیں اسکے ساتھ مقام روتجق کی بنی ہوئی پچیس کشتیاں، پندرہ قطیرہ اور پانچ غلیون جہاز بھی شامل کئے گئے ہیں۔ دریاے ڈنیوب کے بیڑہ میں تشیکہ وضع کی بارہ کشتیاں مقامات وینسکوپولی، اوسچق، سلسٹرہ، اور، بلگریڈ، واقع ساحل دریاے ڈنیوب کی بنی ہوئی ہیں جنکے ساتھ اسماعیل، ایساقچی، اور، قرین، کی بنی ہوئی چند کشتیاں [illegible] سے کل بیڑہ دس غالیتہ جہازوں (۳۳) فرقاطہ کشتیوں (۲۹) صندلوں، اور ایک سو اوسٹی[1] اچق کشتیوں سے مرکب ہوا ہے۔ ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۱۱۰۵ھ کو عثمانی بیڑہ زیر کمان کپتان میزہ مورتو حسین پاشا کے آبناے ڈارڈنلز کے باہر آیا اور بنادقہ کے بیڑہ پر جو جزیرہ بوزجہ اطہ کے پاس استادہ تھا حملہ آور ہوا۔ بنادقہ نے ہزیمت اٹھائی اور ترکوں نے اُن کے تین جہاز پکڑ لئے پھر بنادقہ کے دو غلیون جہاز اور بھی بیکار ہو گئے جنکو بوقت جنگ ضرر پہنچا تھا اور وہ انہیں ساحل کی طرف ریت پر چڑھا کر چھوڑ گئے، اب عثمانی بیڑہ بحر مجمع الجزائر یونان میں بلا مزاحمت گشت لگاتا پھرا اور موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا۔ دوبارہ ۱۱۰۶ھ میں ترکی بیڑہ بحرابیض کا گشت اور معائنہ کرنے گیا تو اس نے بنادقہ کے بیڑہ کو آبناے چناق قلعہ کے جہات عابرین اور مارین پر قابض پایا یہ حالت دیکھکر کپتان پاشا سخت غضبناک ہوا اور اس نے اس زور شور کے ساتھ غنیم پر حملہ کیا کہ وہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلا مگر کپتان پاشا نے اسکا تعاقب نہیں چھوڑا یہانتک کہ جزیرہ ذلّی کی نزدیک راس زیتون نامی ایک راس پر اسے جا پکڑا اور دن بھر کی سخت گولہ باری سے غنیم کے اکثر جہازات برباد کر دئے۔ رات نہ ہو جاتی تو وہ خاتمہ ہی کر کے دم لیتا مگر بنادقہ کی قسمت کچھ اچھی تھی کہ وہ تاریکی میں جان بچا کر بھاگ نکلے۔ ان فتوحات نے ترکی بحری قوت کا

[1] کشتیاں سپاٹ اور اوپر سے کھلی ہوئی ہوتی تھیں۔

رعب از سر نو تمام دنیا پر بٹھا دیا اور کپتان حسین پاشا کا نام آسمان شہرت پر آفتاب بنکر چمکا، یورپ کے نامی نامی لوگوں نے اُس کی تعریف کی اور مورخین یورپ نے عزت کے ساتھ مشہور بحری افسروں میں اُسکا نام درج کیا، کپتان مذکور کی عمر نے وفا نہ کی اور آخر وہ ۱۲۳۱ھ میں عالم فانی سے دار باقی کو سدھار گیا، اُس کے بعد عبد الفتاح پاشا امیر البحر ہوا مگر وہ بھی ایکسال ہی زندہ رہکر فوت ہوگیا زاں بعد بحری افسری آشجی محمد پاشا کو تفویض ہوئی اور اُس نے بحیرہ اسود میں بیڑہ کی کمان بہت خوبی کے ساتھ کی +

اندرونی اصلاحیں

معاہدہ قرلوقچہ کے مکمل ہوجانے کے بعد سلطان ایڈریانوپل سے آستانہ علیہ کو چلا آیا اور سفراے دول یورپ کو دربار میں بلاکر اُس نے مختلف معاملات پر گفتگو کی پھر وہ ملک کے اندرونی انتظامات پر مائل ہوا اور وزیر اعظم عموجہ زادہ حسین پاشا نے مدت دراز کی لڑائیوں سے ملکی نظم ونسق میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اُنکے رفع دفع کرنے پر کمر باندھی، زائد محصولوں اور ٹکسوں کے بوجھ سے رعایا کو سبکدوش کیا اور معمولی خراج میں بھی حسب مصلحت کمی کردی، مفسدوں اور شورش پھیلانے والوں کو جو فوج یا دوسرے محکموں میں بہت کثرت سے گھسے ہوئے تھے ایک ایک کرکے نکالا اور اُنکے سرغناؤں کو قتل اور جلا وطن کیا، عام رعایا کو زراعت اور دستکاری کی ترقی کا خیال دلایا کیونکہ ملکی ترقی اور خوشحالی کے سرچشمے یہی ہیں،، وزیر اعظم اِنہی اصلاحوں میں مصروف ہی تہا کہ اُس کے اور شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کے مابین کچھ ناچاقی پیدا ہوگئی، فیض اللہ آفندی سلطان مصطفےٰ ثانی دوم کا اُستاد تہا اور سلطان اُس کے مشورہ پر عمل کیا کرتا تھا وزیر کو یہ سخت ناگوار ہوا کہ شیخ الاسلام کا منصب ملکی امور میں مداخلت کرنیکا نہیں ہے پھر وہ کیوں دخل در معقولات دیتا ہے، کپتان مزہ مورتو حسین پاشا اپنے ایام حیات میں ان دونوں عہدہ داران حکومت کا اختلاف رفع کرتا رہا تھا لیکن جب اُسکا انتقال ہوگیا تو اُنکی اَنْ بَنْ کو ترقی ہوئی اور شیخ الاسلام کی خود رائی وزیر اعظم سے برداشت نہو سکی لہذا

اس نے ۱۱۱۱ھ میں استعفا پیش کرکے اپنی جاگیر میں تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا
ارادہ کیا لیکن وہ استعفا دینے کے سترہ دن بعد بقضائے الٰہی فوت ہوگیا جہاں سے
اسکا لاشہ قسطنطنیہ میں لاکر اس کے بنوائے ہوئے مشہور مدرسہ میں دفن کیا گیا +

جنگ ایڈریانوپل

وزیر حسین پاشا نے استعفا دیدیا تو سلطان نے بجائے اس کے دل طپان
مصطفیٰ پاشا کو مسند وزارت پر متمکن فرمایا اور نئے وزیر نے بالکل شیخ الاسلام
کی رائے پر عمل کرنا اپنا اصول قرار دے لیا، علاوہ ازیں اس وزیر کو طبعاً جنگ و جدل
کا بہت شوق تھا اور اگرچہ وہ زمانہ دولت علیہ کو اندرونی انتظامات کی درستی اور ملک کی
حالت سدھارنے کیلئے امن و امان کی زندگی بسر کرنیکا حکم دیتا تھا تاہم اس نے خواہ
مخواہ لڑائیاں مول لینے کا سامان کرنا شروع کیا جسکا انجام یہ ہوا کہ اندرونی حالت پھر
بگڑ چلی اور بیرونی تعلقات میں بھی اسقدر کشیدگی پیدا ہو چلی کہ عنقریب دول یورپ سے
پھر جنگ چھڑ جانے کا خوف دامنگیر ہوا، اب سلطان اور دیگر وزیروں کو دل طپان مصطفیٰ
پاشا کی حکمت عملی کا نامناسب ہونا ظاہر ہوا اور وہ پہلے معزول، پھر قتل کر دیا گیا مگر یہ وزیر
چونکہ ایک مشہور دلیر اور بہادر جنگجو افسر تھا اس لئے فوجی حلقہ میں اس کے قتل سے سخت
ناراضی پھیل گئی جس سے کچھ ہنگامے بھی برپا ہوئے، دل طپان پاشا کے بعد صدارت
عظمیٰ کا عہدہ رامی محمد پاشا کو ملا جو صلحنامہ قرلووچہ میں دولت علیہ کا سفیر با اختیار رہا تھا اور
اس وجہ سے وہ ملکی و مالی انتظامات کے اصول سے خوب واقف کار ہوگیا تھا اس نے
اپنی مستعدی اور معاونت شیخ الاسلام کی مدد سے بہت جلد تمام خرابیاں رفع دفع
کر دیں مگر چونکہ شیخ الاسلام کا خیال یہ تھا کہ سلطنت کے تمام کام اسی کے حسب منشا
ہوا کریں اور وزیر اعظم یہ چاہتا تھا کہ شیخ اپنے منصب کی حد سے آگے نہ بڑھے
اسلئے وہ اسی تدبیر میں مصروف ہوا کہ کسی مناسب طریقہ سے شیخ کا دخل در معقولات
ہونا بند کیا جائے [illegible] شیخ الاسلام [illegible] اور اسی [illegible] اندرونی [illegible]

فوج کے سپاہیوں اور افسروں کو بھڑکا دیا اور فوج برسر شورش ہو کر آفت بر پا
کرنے لگی - اور آخر یہ فتنہ شیخ الاسلام کے قتل ہونے سے فرو ہوا، سلطان مصطفےٰ
دوم ان دنوں شہر ایڈریانوپل میں مقیم تھا کیونکہ اُسے بھی شکار کا بیحد شوق تھا اُسے خبر ملی کہ
فوج اور ارکان سلطنت اسکو معزول کرنے کی فکر میں ہیں تو وہ اپنے بھائی سلطان احمد
خان کے پاس گیا اور تمام واقعات سے آگاہ کر کے عہدۂ سلطنت سپرد کر دیا جسکے بعد خود
گوشہ نشین ہو رہا - اور اسطرح ۹ ربیع الاول ۱۱۱۵ھ کو اُس نے اپنا عہد حکومت ختم کر دیا جسکے
ایکسو چالیس دن کے بعد وہ دنیا سے بھی چل بسا، سلطان مصطفےٰ دوم بڑا دلیر شخص تھا اُسکو
فاتح بننے کے شوق میں اپنے دادا سلطان سلیمان خان کی پیروی کرنا بہت پسند آتا تھا
اُس نے تین بڑی لڑائیوں میں بنفس نفیس فوج کی کمان کی تھی، اسی کے ساتھ وہ بڑا
تیز فہم، رحمدل، منصف مزاج، اور علم دوست تھا - اس جنگ اور شورش کو واقعہ ایڈریا
نوپل کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان اُن دنوں اسی شہر میں تھا اور مفسد
استنبول سے وہاں کا ارادہ کر کے چلے تھے +

(۲۲) سلطان احمد خان سوم ابن سلطان محمد خان رابع

۱۱۱۵ ———— ۱۱۴۳ھ

اپنے بھائی کے تخت سے کنارہ کش ہو جانے پر یہ سلطان تیس سال کی عمر میں آل عثمان
کے اورنگ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا - ابتدائے آغاز حکمرانی میں فساد کی آگ کہ جو بہ زور سے بھڑک رہی
تھی اور سلطنت کی بنیاد [illegible] شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی کا بڑا بیٹا قتل
ہوا اور [illegible] گرفتار کیا گیا اور [illegible] بہت سے گرفتار ہو کر
سپرد کئے اور [illegible] جو وزیر اعظم کے منصب

پر فائز ہو گیا تھا پھر اس کے بعد قوذا احمد پاشا نے وزیر اعظم اور شیخ الاسلام امام محمد
آفندی وغیرہ ارکان مملکت کو بھی معزول کر دیا کیونکہ سلطان اس خوف سے کہ مبادا خود
غرض مفسدوں کو مرکز سلطنت کے متزلزل کرنے کا موقع مل جائے باغیوں کے ساتھ عمداً
تساہل برتتا تھا مگر آخر کار سلطان نے وزیروں کی امداد سے مفسدہ پردازوں کے
سرغناؤں کو گرفتار اور جلاوطن کر پایا اور اسوقت تو یہ تمام آفتیں مسدود ہو گئیں۔

جبکہ آستانہ میں یہ ہنگامے برپا تھے اسی زمانہ میں حجاز کے بدویوں نے حاجیوں کے
قافلے قتل و غارت کرنے شروع کئے اور سلطان نے یہ خبر پا کر طرابلس، شام، بیروت،
کوہ عجلون، اور بیت المقدس کی چھاونیوں سے ترکی سپاہ روانہ کی جس نے باغی اور شریر
عربوں کو کیفر کردار کا مزہ چکھا کر سرزمین عرب میں امن و امان قائم کیا، مگر اس واقعہ
میں دولت علیہ نے باوجود اس بات کا قطعی ثبوت مل جانے کے کہ شریف سعد امیر مکہ
بدوؤں کے ساتھ غارتگری میں شریک تھا اُسے بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ یہ واقعہ
۱۱۱۶ھ کا ہے۔

ابھی عرصہ میں سلطان کو محسوس ہوا کہ روسی حکومت بحر اسود کے اطراف میں اپنا
اقتدار بڑھانے کی سرگرم کوشش کر رہی ہے تو اس نے ممالک ایشیا کو شرِ روس کے
دو سے بچانے کیلئے، باطوم، بغداد چک، اور طرق میں مستحکم قلعہ جات تعمیر کرائے،
سلطان نے وزیر اعظم داماد احمد پاشا کو جو ایک لائق اور کاردان وزیر تھا معزول کر دیا،
کیونکہ اُس سے اور اوزون سلیمان آغا آغائے دارالسعادت سے کچھ ناموافقت پیدا
ہو گئی تھی، یہ وزیر بڑا لائق اور منتظم تھا اُس نے اپنے زمانہ میں دارالصناعت کا بہت
عمدہ انتظام کیا اور اس کے علاوہ بکثرت مدارس اور بننے کے کارخانے بھی کھولے۔ اسکے
بعد قلائلی قوذا احمد پاشا وزیر مقرر ہوا مگر وہ بھی زیادہ دنوں تک اس عہدہ پر قائم نہیں رہا۔

اس عہد کے بحری حالات

سلطان احمد خان سوم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اصلاح نظم و نسق کی نہال

سے وزارت میں تبدیلی کی تو آشجی محمد پاشا کو بھی امیر البحری سے معزول کر کے صرف
قلیون جہازوں کا کپتان رہنے دیا کیونکہ اس افسر نے بحری قوت کا عمدہ انتظام نہیں کیا
تھا۔ اسکے بعد امیر البحری کا منصب کوچک عثمان پاشا کو ملا جس نے بڑی توجہ سے عثمانی
بحری طاقت سنبھالنے کا اہتمام کیا اور متعدد بحری مدارس قائم کرنے کے علاوہ دارالصناعت
استنبول کو بھی تمام نقائص سے پاک کر دیا۔ اس امیر البحر کے زمانہ میں جسقدر نئے
جہازات تیار ہوئے وہ بہترین قسم کے تھے اور پرانے جہازوں کی بھی مرمت کر کے
انہیں نیا بنا لیا۔ جب بیڑہ ہر طرح پر مکمل ہو گیا تو کپتان پاشا اسے بحر اسود کی طرف لیچلا
کیونکہ حکومت عثمانیہ کو روسی گورنمنٹ کے ارادوں کی خبر ملگئی تھی کہ وہ بحیرہ اسود کو اپنا بحری
مرکز بنانے کی فکر میں ہے اور ان دنوں جبکہ دول یورپ اسپین میں حقوق وراثت ثابت
کرنے کیلئے مصروف جنگ ہیں روس کو لڑائی چھیڑنے کا اچھا موقع ہے لیکن روسی
گورنمنٹ حکومت عثمانیہ کے چوکنے ہونیسے دیکر خاموش رہگئی اور بحیرہ اسود کی طرف بڑھنے
کی کارروائی موقوف کر دی۔ حکومت عثمانیہ نے کپتان پاشا کو حکم دیا تھا کہ مقام اقندی
بدون میں ایک مستحکم قلعہ بحیرہ اسود کے ساحل پر تیار کرے جو روسی حملوں کی مزاحمت
کے لائق ہو۔ یہ قلعہ تعمیر ہی ہو رہا تھا کہ ایک طوفانی ہوا کے زور نے ترکی بیڑہ کی نو
کشتیاں تلف کر دیں اور جب یہ کپتان پاشا [illegible] استنبول کو واپس آیا تو غفلت کے الزام
میں اسے عہدہ امیر البحری سے معزول [illegible] کا حاکم بنا دیا گیا۔ اب امیر البحری
کا منصب [illegible] پاشا کو ملا مگر یہ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا بلکہ احمد پاشا کی جگہ
وزیر اعظم ہو گیا اور بحیرہ اسود کے بیڑہ کی کمان کپتان فرنک عبدالرحمن پاشا کو تفویض ہوئی
جو حکم سلطانی قلعہ اقندی [illegible] ۱۱۱۱ھ میں بحیرہ اسود کی طرف
روانہ ہوا [illegible] زور کو
[illegible] کپتان پاشا [illegible] مذکورہ بالا
قلعہ تیار [illegible] ایک
دوسرا جنگی بیڑہ [illegible] ارسال

کیا جس نے بحری قزاقوں کی کشتیوں سے مقابلہ کرکے اُنکو برباد کرڈالا اور اُن کے
تین غلیون جہاز اور دو مختصر کشتیاں چھین کر آستانہ علیہ کو پلٹ آیا، فرنک احمد پاشا آستانہ
علیہ میں آگیا تو اُس کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد دارالصناعت کے لکڑی کے گدام میں آگ
لگ گئی اور یہ امر فرنک احمد پاشا کی غفلت کا نتیجہ شمار کیا گیا چنانچہ کورٹ مارشل ہونے پر
اُسکو سزائے قتل دیگئی اور وہ مشہور بحری سپہ سالار پیالہ پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، فرنک
احمد پاشا کے بعد امیر البحر کا منصب ولی پاشا کے ہاتھ میں پہنچا اور یہ جدید افسر موسم سرما گزرنے
کے بعد آغاز موسم بہار ۱۱۰۸ھ میں چھ غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط کی نگرانی کے
لئے روانہ ہوا۔ اسی عرصہ میں خان کریمیا کی عرضداشت آنے سے معلوم ہوا کہ حکومت روس
عہد شکنی پر آمادہ ہے اور عثمانی قلمرو کے علاقوں پر حملہ کرنا چاہتی ہے، اس لئے سلطان نے
کپتان ولی پاشا کو معہ بیڑہ ہائے جہازات بحرہ اسود کی طرف جاکر قلعہ آزوی کو کمک پہنچانے کا
حکم فرمایا اور وہ (۱۷) کشتیوں، چار غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر اُدھر گیا اور اپنی خدمت بوجہ
احسن ادا کرنے کے بعد واپس آیا تو انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا۔ پھر سلطان نے حکم دیا
کہ بحیرہ اسود کے سواحل پر بمقام کوپلی اغزی چھ بڑے حجم کے (۵۲) سے لیکر (۵۵) ذراع
تک طول والے غلیون جہاز تیار رہیں، محمد آفندی ساکن بوسنیا کو جہاز سازی کا کام سپرد
ہوا اور یہ شرط قرار پائی کہ جب وہ ایک جہاز تیار کردے تو دارالصناعت سے اُس کو چالیس
ہزار قرش کی رقم دی جائے، اسی طرح ہر جہاز کی تیاری پر قیمت ملتی رہے۔ اسی عرصہ میں چند
خود غرض بدخواہوں نے ولی پاشا کی شکایتیں کرکے اُسے قتل کرادیا اور بجائے اُس کے
کپتان ابراہیم پاشا امیر البحر مقرر ہوا جو ۱۱۰۹ھ میں بحری بیڑہ لیکر بحر ابیض متوسط میں گشت
لگا کر واپس آیا اور واپسی کے بعد حسب معمول سلطان نے اُس کو مع اُس کے ماتحت افسران
کے خلعت و انعام عطا کیا، زاں بعد دوسرے سال بھی یہی امیر البحر گشت پر گیا اور خریف کے
موسم میں واپس آیا مگر اس واپسی کے بعد ایک سخت غلطی یہ ہوئی کہ کسی جہاز میں سے بارود
کا انبار نکالکر میگزین میں داخل کرنا فراموش ہوگیا، اور قضا و قدر سے اُس جہاز میں آگ لگ
گئی، بارود کا اُڑنا تھا کہ جہاز کے پرزے پرزے بکھر گئے اُس کے سپاہی اکثر تو مرگئے اور

باقی سخت زخمی ہوئے دارالصناعت کی عمارت، اور اُن تمام مکانوں کو بھی بہت نقصان
پہنچا جو قنارا اور باتلطہ آسکلہ کے نزدیک واقع تھے۔ اسوقت تک ترکی بحری کارخانہ میں
جہازوں کی "دمخاطیف" انگلستان سے منگوائے جاتے تھے مگر اسی اثناء میں ایک
گولسار کاریگر نے معلوم کیا کہ مخاطیف کا بنانا بہت آسان ہے اور افسروں کو اس خیال
سے آگاہ کیا جنہوں نے براہ قدردانی اسکو ہمت دلا کر ایک نمونہ تیار کرنے کا حکم دیا اور
جب اُس نے نمونہ بنا دیا تو پھر بہت سے کاریگروں کو یہ کام سکھا لیا گیا تاکہ اب آئندہ اس چیز
کی کافی مقدار خود ہی تیار کر لیا کریں۔ کپتان حاجی ابراہیم پاشا بیڑہ کو سفر سے واپس
لانے پر مصر کا حاکم مقرر ہو گیا اور اُس کے بعد امیر البحری کا منصب محمد پاشا ابن کوسج
علی پاشا ساکن اغریبوز کو ملا، اور اسی سال یعنی ۱۲۱۱ھ میں نائب امیر البحر جانم خواجہ
حاجی محمد پاشا ۲۵ غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر ابیض متوسط کی نگرانی کو گیا اور اسی گشت کے
مابین اُس کے بیڑہ نے جزیرہ مالٹا کے قزاقوں کا ایک بڑا غلیون جہاز گرفتار کر لیا جس پر
(۴۱) توپیں چڑھی تھیں، اور جب یہ بیڑہ قسطنطنیہ کو آیا تو اُسکے ساتھ سات غلیون جہاز
اور ایک کشتی تھی جنکو اس بیڑہ نے بحری قزاقوں سے چھینا تھا، اور اسی کپتان جانم خواجہ
نے دو اور جہاز بھی گرفتار کئے تھے ایک بنادقہ کا تھا اور دوسرا مالٹا والوں کا یہ دونوں
جہاز بحری قزاقی کیا کرتے تھے اور عثمانی تاجروں کے جہازوں کو ستایا کرتے تھے۔

صدر اعظم شارل دوازدہم، اور بالطہ جی محمد پاشا

حالات جنگ پروت

سلطان احمد ثالث کے تخت نشین ہونے کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ کی دو
سلطنتیں سویڈن اور روس باہم جنگ میں مصروف تھیں، شارل دوازدہم شاہ
سویڈن جسکو ترکی مورخ تیمورباش (آہنی سر) لکھتے ہیں اپنی جرأت بیجا کے ساتھ
روسی افواج کو شکست دیتا اُس کے ملک میں بڑھتا چلا جاتا تھا، آخر اُسے میدان جنگ

ناروے Narva میں روسی فوج کو سخت ہزیمت دیکر سیکسونی اور اہل پولینڈ کی
متفقہ قوت بھی توڑ دی اور برگ، اور، وارسون کے شہروں پر قابو کر کے اپنے ایک
فوجی افسر اسٹانسلاس لیزنسکی Stanislas Leczinski نامی کو لہستان
(پولینڈ) کا حاکم بنا کر خود وہاں کے سابق بادشاہ آگسٹس دوم کا تعاقب کیا۔ یہانتک کہ
وہ سیکسون پر حملہ آور ہوا اور اس سے پولینڈ کے استحقاق کا باز دعویٰ لکھا کر صلح کر لی
روسی حکومت معاہدہ قرلوفچہ کے بعد سے بحیرہ ازاق اور حدود داغستان اور بندر کے
اطراف میں بہت سے قلعہ بات بنواتی رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دولت
علیہ کو نقصان پہنچانے کی تیاریاں کر رہی ہے مگر حکومت عثمانیہ اس نئے دشمن کی حرکتوں
سے غافل بیٹھی تھی کیونکہ ترک اس نوخیز دشمن کو حقیر سمجھ رہے تھے اور اسکی طرف سے بالکل
بے پرواہ تھے، پھر جب پیٹر اعظم شاہنشاہ روس اور شارل دوازدہم شاہ سویڈن میں
جنگ شروع ہوئی تو دولت عثمانیہ نے اس خیال سے کہ شارل کے ہاتھوں اس نئے غنیم کا
سر کچلوانا بہتر ہوگا اندرونی طور پر اسکو روس سے جنگ کرتے رہنے کی ترغیب دیتی رہی اور
یہ بھی وعدہ کیا کہ خان کریمیا کو اس کی مدد کا حکم دیگی مگر اسوقت جبکہ شارل کی فوجیں روس کے
اندرونی علاقہ میں داخل ہوئیں سلطان نے شارل کی مدد کے ساتھ ایک خفیہ عہدنامہ عمل آوری
اور مرافقت میں شریک ہونے کا کرنے پر تیار رکھا لیکن وزیر اعظم چورلیلی علی پاشا جسکو حکومت
عثمانیہ اور دولت روس کے مابین معاہدہ کے شرائط کا ڈر تھا بہت خیال تھا اس امر سے
مانع آیا اور اس نے دوران جنگ میں الگ تھلگ رہنے کی حکمت عملی پر ہی مناسب تصور
کیا۔ پھر جب پیٹر اعظم نے میدان پلٹاوہ " Poltava " میں شارل کی فوج کو
شکست فاش دی تو شارل بھاگ کر سلطنت عثمانیہ کے علاقہ میں چلا آیا اور یوسف پاشا نے
سلطان سے عرض معروض کر کے اسکو شہر بندر میں رہنے کی اجازت دلوا دی۔ روسی افواج
کی فوج جو شارل کا تعاقب کرتی آتی تھی ازی اور ریفدان کی سمت سے سلطنت عثمانیہ کے
حدود میں بھی دست درازی کی مرتکب ہوئی، اور اس سے پہلے بھی روسی حکومت نے فرقہ
قزاق کو اپنا ماتحت بنا کر سلطان کے مقابل جنگی استحکام قائم کر لئے تھے اور ایک

طرح کی دہمکی دے رکھی تھی۔ تو سلطان کو روس سے جنگ چھیڑنے کا حیلہ شرعی ہاتھ آگیا اور
اُس نے روسی سفیر کو قلعہ ایدی قلہ میں قید کر دیا، اُسوقت یہ قاعدہ جاری تھا کہ سلطنت عثمانیہ
جس ملک سے جنگ کرنا چاہے وہاں سے ترکی رعایا اور تاجروں کو بخیریت واپس بلانے
کیواسطے اُس ملک کا سفیر بطور یرغمال گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ اس کارروائی کے بعد دولت
علیہ نے پیٹر اعظم کو اعلان جنگ دیدیا اور ۱۱۲۲ھ میں ترکی صدر اعظم بالطہ جی محمد پاشا
ایک لاکھ سے زائد جرار سپاہ کی کمان کرتا ہوا دریائے ڈنیوب کی سمت بڑھا۔ ۱۱۲۳ھ
کے اوائل میں اُس نے آبنائے اینا قچی کو عبور کر کے صحرائے قاتال میں جا نکلا جہاں اُسکو
خبر ملی کہ چالیس ہزار روسی سپاہ بغدان کے حدود پر پہنچ گئی ہے۔ اس لئے عثمانی فوج نے
بڑھکر قریۂ فالچی کے نزدیک دریائے پروت کے کنارہ جو دلدل تھی وہاں روسی فوج کا
ہر طرف سے محاصرہ کر لیا پیٹر اعظم مع اپنی سپاہ کے ترکوں کے پنجہ میں بری طرح پھنسا تھا اُن
رسد اور جنگی ذخیرہ بھی ختم ہو چکا تھا اور دشمن کی زبردست سپاہ ہر جانب سے گھیرے ہوئے
تھی اب اُس سے بجز صلح کوئی تدبیر بن نہ آئی، پیٹر اعظم کی بیوی کیتھرائن جو بڑی چالاک
عورت تھی اسوقت اُسکے بہت کام آئی ورنہ روسیوں کو ترکوں کے سامنے بلا شرط
ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا یا فاقوں مرکر جان دیتے کیتھرائن نے اپنے
تمام قیمتی زیوروں اور دوسرے سرداران فوج کی بیویوں کے زیورات جمع کرکے کسی
قدر زر نقد کے وزیر اعظم بالطہ جی محمد پاشا کے پاس بطور نذرانہ بھیجدیا اور اُس سے
صلح کی درخواست کی، کمینہ خصلت وزیر نے باوجود شارل دوازدہم کے وکیل کی مخالفت
کے صلح مان لی اور یہ شرط کی کہ روس قلعہ ازاق کو مع تمام توپوں اور سامان جنگ
کے ترکوں کے حوالہ کر دیں اور اپنے تمام وہ نئے قلعے منہدم کر دیں جو اُنہوں نے حدود
ممالکت عثمانیہ پر بنائے ہیں، آئندہ کبھی قوزاق لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں اور
شارل دوازدہم کو اُس کے ملک میں واپس جانے کے لئے نہ ستائیں، معاہدہ صلح لکھدیا
اور روسی فوجکو محاصرہ سے چھوڑ کر واپس چلا آیا۔ اگرچہ یہ صلح نہایت عزت کی صلح اور
ترکوں کے واسطے بہت اچھی تھی لیکن نمک حرام وزیر نے رشوت کھا کر روسیوں کو

پنپ جانیکا موقع دیا اور اپنی قوم و حکومت سے یہ سلوک کیا کہ اُس کے ایک قوی
دشمن کو باوجود موقع ملنے کے کچل نہ ڈالا بلکہ سلامت چھوڑ دیا تاکہ وہ ہمیشہ اُس کے ملک
و قوم کو ستاتا رہے ورنہ اس موقع پر روسیوں کو کچل دیا جاتا تو آئندہ اُنکو سر اُٹھانیکا
موقع نہ ملتا - اور یہ معاہدہ صلحنامہ فلکزن Falksen کے نام سے موسوم ہوا، شارل
دوازدہم شاہ سویڈن نے یہ خبر پائی تو اُس نے سر پیٹ لیا اور اُس نے نہایت غضبناک
ہو کر سلطان کے وزیر اعظم کی کور بختی کا تمام حال کہلا بھیجا پھر خان کریمیا نے جو اس جنگ میں ترکی
افواج کے ساتھ تھا اُس کی تصدیق کی اور ان اقوال کی مزید تصدیق یوں بھی ہو گئی کہ روسی
قائم مقام نے معاہدہ کی بعض شرطیں پوری کرنے میں لیت و لعل سے کام لینا شروع کیا
چنانچہ سلطان نے بالطہ جی محمد پاشا کو وزارت سے برطرف کر کے اُسے جزیرہ لیمنی کی
طرف جلا وطن کر دیا اور اُسکی جگہ علی یوسف پاشا کو وزیر اعظم بنایا لیکن یہ وزیر بھی بالطہ جی
کے معاہدہ کا حامی تھا اس لئے چند روز بعد اسے بھی معزول کر کے اسکی جگہ سلیمان پاشا کا تقرر
ہوا اور خود سلطان روس سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہوا چنانچہ وہ موسم سرما میں ایڈریا
نوپل چلا گیا، سلیمان پاشا صدر اعظم بھی جنگ کا حامی نہ نکلا تو اُسے بھی معزول کیا گیا اور اُسکی
جگہ کپتان خواجہ ابراہیم پاشا کو سنہ ١١٢٤ھ میں وزیر اعظم کا منصب ملا - ترکوں نے معاہدہ فلکزن
کے بعد قلعہ ازاق پر بلا جنگ و جدل قبضہ کر ہی لیا تھا اور اب ترکی روسی سرحد پر زبردست
عثمانی سپاہ تیار تھی کیونکہ سلطان پیش قدمی کا قطعی ارادہ کر چکا تھا لیکن انگلستان اور
ہالینڈ کی حکومتیں جنکو اس جنگ میں اپنی تجارت کی بربادی نظر آتی تھی خواہ مخواہ وسط میں
پڑ کر بیچ بچاؤ کرنے لگیں جسکا انجام یہ ہوا کہ ایڈریانوپل کا معاہدہ سنہ ١١٢٥ھ میں منعقد ہو گیا -
اس معاہدہ کی اہم شرط یہ تھی کہ روسی قبضہ بحیرہ اسود سے بالکل اٹھا دیا جائے یہاں تک
کہ اُسکا کوئی بندرگاہ اس بحیرہ میں نہ رہے اور نہ اُس کی بحری قوت یہاں رہنے پائے - دوسری
شرط یہ تھی کہ بحیرہ اسود کا قبضہ چھوڑنے کے معاوضہ میں اُن کو اُس خراج سے معاف کر دیا
جائے جو وہ ہر سال خان کریمیا کو دیتا رہتا تھا - اسی زمانہ میں سلیمان پاشا سابق امیر
البحر کو ترکی بیڑہ جہازات کی کمان سے معزول کر کے اُسکے بعد خواجہ عثمان پاشا امیر البحر

مقرر ہوا اور خواجہ ابراہیم پاشا سے بوجہ سیاسی معاملات میں نالائق ثابت ہونے کے عہدۂ وزارت لے لیا گیا اور داماد علی پاشا اُس کے بعد وزیر بنایا گیا، اور شارل دوازدہم شاہ سویڈن جو چھ سال تک دولت عثمانیہ سے امداد حاصل کرنے کیلئے ترکی علاقہ میں پڑا تھا اپنی آرزوؤں کا یوں خون ہوتے دیکھکر وہ بھی اپنے وطن کو واپس چلا گیا ✦

اس زمانہ میں بحری قوّت کا کیا حال تھا:-

امیر البحر مینرہ مور تو حسین پاشا نے ترکی بحری قوت میں جسقدر ترمیم و صلاح اور مفید اضافے کئے تھے اُنکا نتیجہ ایسا اچھا نکلا کہ ترکی بحری قوّت پچاس ساٹھ سال کمزوری میں مبتلا رہنے کے بعد از سر نو عروج شباب پر آگئی اور اعدائے دولت اُس کے بیڑہ سے خوف کھانے لگے۔ جانم خواجہ محمد پاشا سنہ ۱۱۲۶ھ میں کپتان عام مقرر ہوا تو بحری افسروں اور سپاہیوں نے اسکی عام خوشی منائی کیونکہ یہ پہلا افسر تھا جو بحری سپاہ میں سے ترقی کرتا ہوا امیر البحری کے منصب پر فائز ہوا تھا، چونکہ سلطان کو اپنے از دست رفتہ بحری مقاموں کے دوبارہ واپس لینے کا بہت کچھ خیال تھا اور سب سے زیادہ جزیرہ موریا کے واپس لینے کی فکر دامنگیر تھی جسے معاہدہ قرلوفچہ کے مطابق بنادقہ نے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

مذکورہ بالا بری لڑائیوں کے اثناء میں دولت علیہ ہمیشہ بحری قوت کے اضافہ، جہازوں کی تیاری اور بحری سپاہ کی مشق قواعد وغیرہ پر کافی توجہ کرتی رہی اس عرصہ میں عثمانی دار الصناعت نے تین بڑے غلیون جہاز تیار کئے اور جب اُنکو پانی میں تیرانے کا وقت آیا تو بڑی دھوم کے ساتھ جلسہ کیا گیا جسمیں خود سلطان بھی شریک تھا اور اُس نے صدر اعظم اور کپتان پاشا کو خلعت گرانمایہ عطا کئے، پھر دولت علیہ نے آٹھ جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مجمع البحر الیونان کو بنادقہ کے دستبرد سے بچانے کیلئے ارسال کیا اور اسی بیڑہ نے ابن ماتیات کا پوپٹیکیٹ (فرقاطہ) جہاز گرفتار کر لیا جسپر ساٹھ آدمی تھے اور یہ کمبخت ڈاکو جو بنادقیہ (وینس) کا باشندہ تھا مدت سے بحر آرکی پیلیگو میں ترکی تجارتی جہازوں کو ستاتا تھا اُسکی گرفتاری سے وہاں بہت کچھ امن و امان ہو گیا کپتان پاشا نے اس سفر سے واپسی

سمت سے مدد پہنچائی اس لئے آٹھ دن کے عرصہ میں اسپر بھی تسلط ہوگیا ازاں بعد ترکی فوج
یکے بعد دیگرے شہرہا سے متون، قورون اور کرودن، سنٹوریس وغیرہ
بہت جلد فتح کر لئے اور بیڑہ نے جزیرہ چوقہ سوموسی پر تسلط کر لیا، یعنی ڈیڑھ
مہینے کے عرصہ میں تمام جزیرہ موریا پر ترکی قبضہ میں آگیا اور اس کے آس پاس کے جزیروں
پر بھی ترکی نشان اُڑنے لگا حکومت علیہ نے اس مرتبہ وہاں باقاعدہ حکومت قائم
کر دی اور نہایت استحکام کے ساتھ ہر ایک جگہ قلعہ بندی کر لی تاکہ آئندہ بنادقہ کو اس طرف
آنے کی جرأت نہ ہو۔ ادہر سے فراغت ہوئی تو سلطان نے وزیر محمد پاشا محافظ قلعہ خانیہ
اور امیر علی پاشا محافظ قلعہ کینڈیا کو یہ حکم بھیجا کہ جزیرہ کریٹ کے تین باقیماندہ قلعے بھی بنادقہ
سے چھین لو اور انہوں نے بخوبی اس فرمان کی تعمیل کر دی یعنی قلعہ جات سودہ، اسپر لونگہ
اور کورابوزہ جو ابتک بنادقہ کے ہاتھوں میں رہنے کے باعث بحری قزاقوں کی جائے پناہ
تھے فتح کر لئے اور اس طرح جزیرہ کریٹ بالکل دولت علیہ کے قابو میں آگیا، اور اُن اطراف
میں بحری لوٹ مار کا خطرہ موقوف ہوگیا، ترکی بیڑہ ان فتوحات کے بعد مظفر و منصور آستانہ
علیہ میں واپس آیا اور صدر اعظم سلطان کی زیارت کے ارادہ سے ایڈریانوپل کی طرف
روانہ ہوا۔

جنگ آسٹریا، محاصرہ کورفو، اور جنگ وارادین

وزیر اعظم سلحدار علی پاشا جزیرہ موریا کو فتح کر کے واپس آگیا [illegible]
سے بنا اس نے ملک کے اندر [illegible]
جنگی بیڑہ جزیرہ کورفو کی فتح کیلئے بھیجا [illegible]
بھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شاہنشاہ جرمنی وینس والوں کی امداد پر آمادہ ہوگیا اور اُس نے گورنمنٹ عثمانیہ کو پیام بھیجا کہ وہ اپنا ایک با اختیار سفیر حدود ہنگری پر بھیجدے تاکہ اُس سے وینس والوں کے بارہ میں گفتگو کیجائے اور تم جنگ کو روکدو اور جزیرہ موریا وینس والوں کے حوالہ کردو، اور اگر تم ان باتوں کو منظور نہیں کرتے ہو تو اسی پیام کو اعلان جنگ تصور کرنا چاہئے۔ شاہنشاہ جرمنی کا قاصد دربار عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے تمام وزیروں اور اعیان مملکت سے صلاح کی کہ اس پیام کا کیا جواب دینا چاہئے؟ سب نے باتفاق رائے یہی کہا کہ شہنشاہ جرمنی کا اعلان جنگ تسلیم کرلینا چاہئے مگر اُس کی خواہشیں ناقابل منظوری ہیں بس اسی وقت سے سلطان نے جنگی تیاریوں کا حکم دیدیا۔ تاکہ آسٹریا سے بھی وہ مقامات اُگلوالئے جائیں جو اُس نے معاہدہ کرلوفچہ کے رو سے لئے ہیں۔ جنگی بیڑہ تو کپل کا نٹے سے درست ہی تھا اُسکا جائزہ لیکر سلطان کو بیحد مسرت ہوئی اور ۱۱۲۸ھ میں کپتان ابراہیم پاشا دریاے ڈنیوب کا بیڑہ ساتھ لیکر روانہ ہوا جسمیں پندرہ غالیہ، (۲۵) فرقاطہ، دس قانجہ باش کشتیاں اور آٹھ ابریق کشتیاں تھیں، اسکے بعد دولت علیہ نے آسٹریا کو اعلان جنگ دیدیا اور عثمانی سپاہ نے قلعہ وارآدین پر پیش قدمی آغاز کردی جانبین کی فوجوں میں ہلکی ہلکی لڑائیاں ہونے لگیں یہانتک کہ عثمانی سپاہ شہر قرلوفچہ سے آگے بڑھکر وارآدین کے نزدیک جا پہنچی۔ وزیر اعظم اس فوج کی کمان کر رہا تھا۔ وارآدین کے نزدیک پرنس یوجین آسٹروی جنرل مع جرار فوج کے ناگہاں ترکی سپاہ پر آپڑا جو کہیں گھات میں لگا تھا، ترک غافل چلے جارہے تھے اور گو وہ سنبھلکر لڑنے لگے لیکن جنگی نظام اور صف بندی مکمل نہونے سے اُنکو غنیم کے سامنے بہرحال دبکر لڑنا پڑتا تھا، لڑائی نہایت زور پر تھی اور دونوں فوجیں بالکل گتھم گتھا کر لڑ رہی تھیں کہ وزیر اعظم علی پاشا شہید ہوکر گرا اور اسی کے ساتھ چند دوسرے نامی افسر بھی مارے گئے جس سے ترکی سپاہ کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ بلگریڈ کی طرف پسپا ہوگئی، آسٹروی سپاہ پیش قدمی کرتی شہر طمشوار پر حملہ آور ہوئی اور اُس کے محافظ مصطفےٰ پاشا کو ہزیمت دیکر اُسپر قبضہ کرلیا، اس کے بعد وہ ۱۱۲۹ھ میں صوبہ بغدان کا بڑا حصہ فتح کرکے بلگریڈ پر چڑھ آئی، بلگریڈ کا محافظ خلیل پاشا شہید علی پاشا کے بعد وزیر

اعظم بنا دیا گیا تھا وہ بھی غنیم کے سامنے نہ تھم سکا اور آسٹریا والوں نے بلگریڈ کا شہر بھی فتح کر لیا۔

جنگ امبروز، اور پساروفچہ کا معاہدہ:-

جب شہر بلگریڈ ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر آبنائے گلیپولی میں آیا اور وہاں اُسے یہ خبر ملی کہ بنادقہ کا بیڑا جس پر دس ہزار سے زائد آسٹروی فوج ہے آبنائے ڈارڈنلز پر قبضہ کرنے کیلئے آرہا ہے اور اُس نے جزیرہ امبروز کے گرد چکر لگایا ہے تا کہ وہاں اپنی فوجیں اُتار سکے، کپتان پاشا نے فوراً ایک حصہ بیڑہ کے جہازوں کا دشمن کی خبر لانے کیلئے روانہ کیا، ان جہازوں نے دوسرے دن صبح کے وقت دشمن کے جہازوں کو دیکھا تو فوراً آگے بڑھکر اُن پر گولہ باری شروع کر دی، غنیم تاب مقاومت نہ لایا اور بھاگ نکلا ترکی جہازوں نے تعاقب کر کے دو مرتبہ اُسے پھر ٹوکا اور گولہ باری کر کے ہر دفعہ ہزیمت دی، اب عثمانی سپاہ کا حوصلہ اسقدر بڑھ گیا تھا کہ اُنہوں نے اپنی کمی اور اصل بیڑہ سے علیحدگی کی کچھ پرواہ نہیں کی بلکہ مزید تعاقب کر کے اناپولی (واقع یونان) کے نزدیک تیسری مرتبہ پھر غنیم کو جا گھیرا اور اُس پر نہایت زور شور سے حملہ آور ہوئے اسدفعہ بھی بنادقہ کا بیڑا تاب مقاومت نہ لا سکا اور سخت نقصان اُٹھا کر جزیرہ کورفو کی طرف بھاگ گیا ان لڑائیوں میں کپتان اعظم جانم خواجہ سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئیں کہ وہ معزول کر کے قلعہ یدی قلہ میں قید کر دیا گیا اور وزیر حاجی ابراہیم پاشا کپتان پاشا کے عہدہ پر مامور ہوا۔ اسی سال ترکی بیڑہ نے دریائے ڈینوب میں مقام تیمور قپو کے نزدیک آسٹریا کے جنگی بیڑہ کو سخت جنگ کے بعد شکست دی اور اُس کے (۱۶) جہاز چھین لئے اور پھر وہ عثمانی فوجیں جو علاقہ ٹرینسلوینیا کی طرف گئی تھیں ایڈریانوپل کو واپس چلی آئیں، خلیل پاشا بلگریڈ میں ہزیمت اُٹھانے کے باعث عہدہ وزارت سے معزول کیا گیا اور اب داماد ابراہیم پاشا مسند صدارت پر متمکن ہوا جسکے وزیر ہوتے ہی گفتگوئے صلح آغاز ہو گئی کیونکہ بحر آرکی پیلیگو میں بنادقہ کے بیڑہ کی تین بار کی شکست نے اُنکے ہوش درست کر دیئے تھے اور اُن کے

سے مقابلہ کی تدبیر کرنے لگا لیکن چونکہ شاہ طہماسپ کے پاس اسوقت اس قدر قوت نہ تھی کہ وہ غنیم کو نقصان پہنچا سکے اس لئے افغانوں کو مشرقی ایران پر بے غل وغش قابض رہنے کا خوب موقع ملگیا اور ملک کا اس قدر وسیع حصہ ہاتھ سے نکلجانے پر دولت صفویہ کا تمام عروج خاک میں ملگیا، سلطنت عثمانیہ نے یہ حالت دیکھی تو ایران کے مختل حالات سے خود بھی کچھ فائدہ اٹھانا چاہا اور فوجیں بھیجکر علاقہ جات گرجستان، اور کردستان کو فتح کرلیا اور وزیر حسن پاشا والی بغداد اور کوپریلی زادہ عبداللہ پاشا حاکم شہروان نے بھی پیش قدمی کرکے بآسانی تمام علاقہ جات کرمانشاہ، اردلان، اور خوئے، پر تسلط جما لیا، افغانوں اور ترکوں کو ایرانی علاقوں پر اس طرح تصرف کرتے دیکھکر پیٹر اعظم شاہ روس نے بھی سلطنت صفویہ کا کچھ حصہ غنیمت میں حاصل کرنا چاہا اور وہ کوہستان قوقاز سے جو دکھن کی جانب اس کے اور مملکت ایران کے مابین حد فاصل تھا اتر کر طاغستان، قلعہ جات دربند، اور مغربی باکو پر قبضہ کرکے شاہ طہماسپ سے ایک معاہدہ کرلیا کہ اگر وہ روس کو بحیرہ خزر، گیلان، مازندران، اور استرآباد کے علاقے حوالہ کردے تو روسی سپاہ افغانیوں کو مشرقی ایران سے خارج کردیگی۔ مگر یہ معاہدہ ترکی حکومت کو ناگوار تھا اس لئے قریب تھا کہ روس اور ترکی میں باہم جنگ چھڑ جائے لیکن پیٹر اعظم بخوبی جانتا تھا کہ وہ عثمانی سپاہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور جنگ چھڑ گئی تو نہایت مشکل بلکہ یوں کہئے کہ بربادی کا سامنا ہوجائیگا اس لئے اس نے مسیو ڈیوبس سے جو سلطنت فرانس کا سفیر آستانہ علیہ میں متعین تھا درخواست کی کہ بیچ میں پڑکر اس کی اور دولت عثمانیہ کی مصالحت کرادے اور سفیر مذکور اس بات میں کامیاب ہوا چنانچہ ۱۱۳۶ھ میں ایک معاہدہ روس اور ترکی کے مابین اس مضمون کا ہوگیا کہ دونوں سلطنتیں ایران کے ان علاقوں پر قابض رہیں جو ابتک انہوں نے فتح کرلئے ہیں، اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ اسطرح انکا جھگڑا تو فیصل ہوگیا اور ایران کی جان بچ گئی، مگر ۱۱۳۸ھ میں پیٹر اعظم کی وفات ہوگئی اور اسکی بیوی ملکہ کیتھرائن نے آسٹریا کے ساتھ ایک نیا معاہدہ کرلیا تو حکومت عثمانیہ کو ضروری معلوم ہوا کہ وہ اپنی مشرقی حدود کے ان قلعوں کو زیادہ مستحکم بنالے جو گذشتہ معاہدہ کی تقسیم سے

خاص ہو گئے تھے اس لئے بحکم سلطانی ترکی سپاہ وزیر اعظم ابراہیم پاشا کے زیر کمان پیش قدمی کر کے تین سال میں صوبہ جات ہمذان، روان، تبریز، اردبیل، لورستان، قرہ باغ، مراغہ، اور، گنجہ، اور، آرمینیہ، وغیرہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئی، ترکی مورخین لکھتے ہیں کہ گو یہ فتوحات بکثرت تھیں لیکن ان سے دولت عثمانیہ کے اعزاز و شوکت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ بلکہ الٹی شورشیں اور پریشانیاں بڑھ گئیں جنکا نتیجہ حد سے زیادہ ضرر رساں نکلا۔ کیونکہ ایرانیوں نے اپنے ملک کے اس طرح حصے بخرے ہونا پسند نہ کیا۔ جس سے انکی نامردی اور بزدلی کا ثبوت ملتا تھا پس وہ متفق ہو کر ترکوں کی روک تھام کے لئے بڑھے اور چونکہ انکے پاس آتشبار اسلحہ کی کمی تھی اس لئے باوجود شجاعت و مردانگی دکھانے کے وہ ناکام ہی رہے۔ اسکے بعد شاہ اشرف اصفہانی اور شاہ طہماسپ ساسانی کے آپس میں چل پڑی اور شاہ اشرف نے ۱۱۴۱ھ میں سلطنت عثمانیہ کے ساتھ یہ قرار داد کر لی کہ مفتوحہ ایرانی علاقہ جات ٹرکی کے پاس رہیں مگر سلطنت سنیہ اسے شاہ ایران تسلیم کر لے ؂

شاہ اشرف مرگیا تو اب شاہ طہماسپ کے لئے میدان خالی ہوا اور اس نے دوبارہ اپنے ہاتھ سے نکلی ہوئی املاک واپس لینے کا ارادہ کیا، وہ (۴۵) ہزار سپاہ کے ساتھ اردبیل پر حملہ آور ہوا مگر ناکام خراسان کی طرف پسپا ہو گیا، پھر اس نے افغانیوں کی خبر لینی چاہی اور انکو اصفہان سے نکال کر یہ شہر فتح کر لیا، جب وہ آبائی دار السلطنت پر قابض ہو چکا تو اسے فوجوں کی فراہمی میں بڑی آسانی ہو گئی اور بہت جلد فوج بہم پہنچا کر اس نے تبریز کی طرف پیش قدمی کر دی اس حملہ کے آغاز میں اسنے ۱۱۴۲ھ میں ایک سفارت دربار عثمانی کیجانب [illegible] کی اور پیام دیا کہ سلطان اس کے تمام مفتوحہ علاقہ جات واپس دیدے کیونکہ اب ایرانی سلطنت کا وارث جائز وہی ہے اور اس کو ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا کہ ایرانی علاقے دوسروں کے قابو میں رہیں۔ سلطان احمد خان سوم کی صلح پسند طبیعت کا مقتضا بھی یہی تھا کہ اس قضیہ کو بآسانی اور مناسب طریقہ سے فیصل کر دیا جائے چنانچہ اس نے مشورہ کیلئے وزیروں کی مجلس مرتب کی اور ابھی مشورہ

تمام نہیں ہوا تھا کہ ایرانی سپاہ کے حدود زنجان سے آگے بڑھ آنیکی خبر ملگئی۔ سلطان نے فوراً تجاویز مصالحت کو روکدیا اور مقابلہ کی تیاری کردی مگر ہنوز ترکی فوجیں روانہ نہیں ہوئی تھیں کہ متواتر ایرانیوں کے تبریز، ہمدان، اور کرمان شاہ، پر تسلط کرلینے کی اطلاع آئی اور ینی چری سپاہ نے وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا کو غفلت اور خیانت سے متہم کرکے سرکشی آغاز کردی، پاترونا خلیل نامی ایک ینگچری افسر مع بیس اپنے ہم مرتبہ ساتھیوں کے اپنی ماتحت فوجوں کو لئے ہوئے بازاروں کو لوٹتا کھسوٹتا سرائے سلطانی تک آگیا اور اُس نے سلطان سے منجانب افواج ینی چری وزیر اعظم اور اُس کے طرفداروں کے قتل کا پیام دیا۔ یہ لوگ وزیر اعظم اور اُس کے داماد مصطفےٰ پاشا امیر البحر مشہور بہ قپاق، یا، آتلجی، اور دوسرے داماد کتخدا محمد پاشا ان تینوں کو قتل کرنا چاہتے تھے چنانچہ آخر ینی چری سپاہی سرائے سلطانی میں گھس گئے اور ان تینوں کو قتل کرکے اُنکے لاشے دریا میں بہادئیے۔ شیخ الاسلام عبداللہ آفندی اسی فساد کے دوران میں معزول کرکے جلاوطن کردیا گیا۔ مگر فساد ابھی فرو نہیں ہوا یہانتک کہ سلطان احمد خان سوم کو تخت سے اُتار کر اُس کے بھتیجے محمود خاں اوّل کو اُس کی جگہ پندرھویں ربیع الاوّل ۱۱۴۳ھ کو سلطان بنایا گیا۔ سلطان احمد سوم معزولی کے بعد کئی سال تک بقید حیات رہا اور آخر کار ۱۱۴۹ھ میں رہگرائے عالم بقا ہوا۔ یہ سلطان نہایت نیکدل، اور حق پسند تھا، اس کے زمانہ میں بہت سی نئی مفید باتیں جاری ہوئیں، سب سے پہلے مملکت عثمانیہ میں مطبع کا وجود اسی کے عہد میں ہوا اور شہر اسکی دار میں پہلا مطبع قائم کیا گیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ چلپی محمد آفندی سفیر مقرر ہوکر پیرس دار الملک فرانس کو گیا اور وہاں اُس نے مطبع کے فوائد ملاحظہ کئے تو اُس کے بیٹے محمد سعید آفندی نے جو باپ کے ساتھ تھا قلمرو عثمانیہ میں بھی مطابع کا اجرا ضروری تصور کرکے فن طبع کی معلومات بہم پہونچائی (یہ شخص سلطان عثمان خان سوم کے عہد میں درجہ وزارت پر بھی ممتاز ہوا تھا) پھر سفیر مذکور قسطنطنیہ میں واپس آیا تو اُس نے اجرائے مطبع کی بابت ابراہیم آفندی مجری سے ۱۱۳۹ھ میں گفتگو کرکے بشرکت باہمی سلطنت سے اجازت حاصل کی اور پہلا پریس قائم کیا چند علما کتابوں کی تصحیح اور
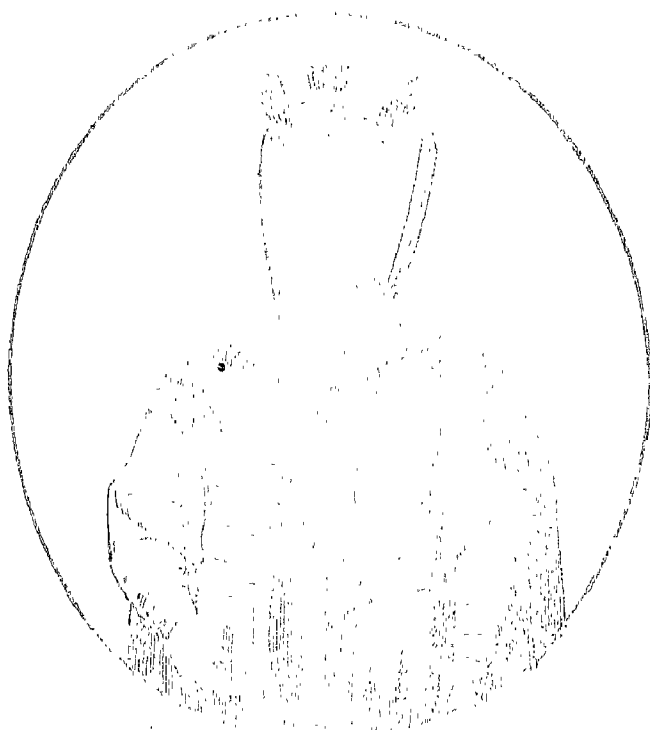
نگرانی پر ماموہوئے اور سب سے پہلے صحاح جوہری وغیرہ کتب تواریخ اور ادب کا ترجمہ شائع کیا گیا۔ کتابوں کی اشاعت سے قوم میں وسعت معلومات کی ترقی ہوئی اور سلف کے کارناموں کی اطلاع نے عام روشن دماغی اور تمدن یورپ کی پیروی کا جوش پھیلا دیا بہت سے لائق مدبر اور امور سیاست کے ماہر افراد تھوڑی ہی مدت میں پیدا ہوگئے مطبع کو عام ہردلعزیزی حاصل ہوئی تو شیخ الاسلام عبداللہ آفندی ساکن ینی شہر سے اس کے جواز کا فتویٰ لیا گیا اور پھر یہ کام ترقی کرنے لگا کیونکہ اس ذریعہ سے اشاعت علوم میں مدد ملتی تھی۔ اسکے علاوہ وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا نے بھی اندرونی اصلاحوں کے ضمن میں متعدد کارخانے پارچہ بافی، کاغذسازی، وغیرہ کے قائم کئے تھے، اور بہت سے مدرسے اور کتبخانے شہر میں کھولدئیے تھے، اس نے آگ بجھانے کا عملہ مقرر کیا تھا، اور آبنائے باسفرس کے کناروں پر بہت سی سیرگاہیں اور خوشنما مکانات بھی تعمیر کئے تھے، اس سلطان کے عہد میں کئی ایک مشہور ترکی شاعر اور انشا پرداز بھی پیدا ہوئے جنہوں نے قوم کی لٹریری زندگی کو بارونق اور پُرلطف بنایا +

---

(۲۴) سُلطان محمود خان اوّل ابن سُلطان مصطفیٰ خان دوم

۱۱۴۳ ــــــــــ ۱۱۶۸ م

اپنے چچا کی معزولی کے بعد (۳۵) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا جبکہ ینی چیری سپاہ کی اندرونی شورش اور جنگ ایران کے بیرونی نقصانات سے سلطنت کی حالت سخت ابتر ہو رہی تھی، اس سلطان نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی طوپال عثمان پاشا کو وزیر اعظم اور چاہین محمد پاشا کو امیر البحر کے عہدہ پر مامور کیا، اور نئے وزیر [illegible] پندرہ ہزار [illegible]

سزائیں دیکر اندرونی شورش کا خاتمہ کرلیا اور اندرون مملکت میں امن وامان قائم ہوگیا۔ تو ضروری انتظامات کی نگرانی کیجانے لگی ؛

جنگ ایران

داخلی انتظامات سے بہت جلد فراغت حاصل کرکے سلطان نے جنگی اہتمام پر توجہ فرمائی اور ایران کے حدود پر فوجیں روانہ کیجانے لگیں، احمد پاشا حاکم بغداد ایرانیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے بڑھا اور جسوقت شاہ طہماسپ مقام ہمدان کو واپس لینے کیلئے پیش قدمی کررہا تھا صحرائے قوریجان میں ترکی افواج اس کی سدراہ ہوئیں طرفین سے سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں گروہوں کے بہادروں نے جوش جرأت دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی لیکن فتح وظفر ترکی سپاہ کے حصہ میں رہی اور شاہ طہماسپ ہزیمت اٹھاکر بھاگ گیا۔ اسکے بعد علی پاشا نے تبریز اور آرمینیہ کو دوبارہ فتح کرلیا۔ آخر ۱۱۴۴ھ میں شاہ طہماسپ اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور سرعسکر احمد پاشا ترکی نے بطور خود یہ شرط کرکے کہ تبریز، اور، ہمدان، کے صوبے دولت ایران کو دیکر، روان اور شروان کے صوبے دولت علیہ عثمانیہ کے ماتحت رکھے جائینگے صلح مان لی، سلطان کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اسے سخت غصہ آیا کہ سرعسکر نے اسقدر خود رائی کیوں کی حالانکہ اس کے امکان میں تھا کہ مغلوب ایرانیوں سے زائد نفع اٹھائے اور وہ خود اپنے مفتوحہ ممالک بھی دے بیٹھا۔ اسی ناراضی میں سلطان نے سرعسکر مذکور اور باقی وزیروں کو بھی معزول کردیا اور حکیم اوغلی علی پاشا صدر اعظم اور عبدی پاشا کو وزیر بحر بنایا گیا۔ عبدی پاشا تھوڑی ہی مدت کے بعد فوت ہوگیا تو وزیر بحر کا عہدہ پھر جانم خواجہ محمد پاشا کو ملا جو زمانہ سابق میں یہ خدمت بہت عمدگی سے ادا کرچکا تھا، اسی زمانہ میں ایران میں وہاں کا ایک امیر نادر قلی جو بعد میں نادر شاہ افشار اور دنیا کا مشہور فاتح کہلایا ہوا بہت زور پکڑ رہا تھا اس نے شاہ طہماسپ کی جگہ شاہ عباس سوم کو تخت نشین کرکے اور خود اسکا وکیل بنکر ملک عراق پر حملہ کردیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کرلیا سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکر وزیر طوپال عثمان پاشا کو سپہ سالار
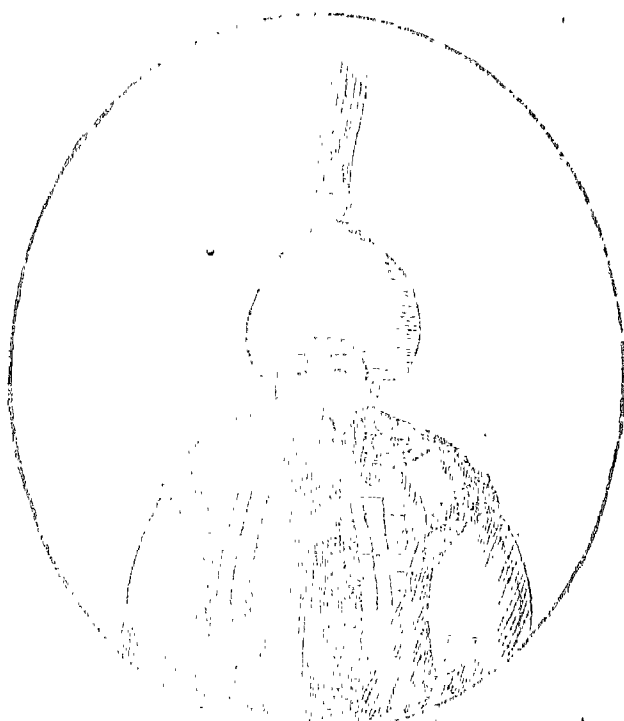
بناکر ایک زبردست فوج کے ساتھ روانہ کیا جسنے جاتے ہی نادرقلی کو شکست فاش
دی نادرقلی زخمی ہوکر ہمدان کیطرف ۱۱۴۶ھ میں پسپا ہوگیا۔ مگر اس نے دوبارہ اسی
سال میں پھر اپنی جمعیت فراہم کرکے طوپال عثمان پاشا پر حملہ کیا، سرعسکر مذکور ان دنوں بیمار
تھا اور ضعف و علالت کے باعث صاحب فراش اس نے اپنے آپ کو فوج کی کمان
کرنے کے لائق نہ پایا تو ایک ماتحت افسر کو اپنا نائب بناکر غنیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، یہ نائب
نادرقلی کے مقابلہ پر ثابت قدمی نہ دکھا سکا اور ہزیمت اٹھاکر بھاگا۔ سرعسکر طوپال عثمان
پاشا اسی معرکہ میں کام آگیا اور تمام ترکی سپاہ برباد و منتشر ہوگئی دوسرے سال دولت
علیہ نے ایک اور فوج کوپریلی زادہ عبداللہ پاشا کی ماتحتی میں نادرقلی کا مقابلہ کرنے کے
لئے ارسال کی اور اس نے بھی شکست کھائی ردان کے نزدیک جانبین کا مقابلہ ہوا تھا
اور یہ جنگ ارپہ چاپی کے نام سے نامزد ہوئی اور سرعسکر کوپریلی زادہ مذکور میدان جنگ میں
کام آیا جس سے ۱۱۴۸ھ میں ایران کے جملہ مفتوحہ مقامات دولت علیہ کے ہاتھ سے
نکل گئے، اور نادرشاہ نے تخت ایران پر جلوس کرکے اپنی حکومت قائم کرلی۔ دولت علیہ
نے اس سے صلح کرلینا مناسب تصور کیا، چنانچہ ۱۱۴۹ھ بمقام تفلس اس شرط پر کہ
سلطان مراد خان چہارم کے عہد میں جو حدود دونوں ملکوں کے مقرر تھے وہی اب بھی
قائم رہینگے جانبین نے معاہدہ صلح لکھدیا۔

جنگ روس اور معاہدہ بلگریڈ۔

دولت عثمانیہ پر یہ بات ظاہر ہوگئی تھی کہ ایران اور پولینڈ کی بابت روسی حکومت کی
نیت بخیر نہیں ہے تو اسی اثنا میں اگسٹس دوم شاہ پولینڈ فوت ہوگیا اور اسکا سابق حکمران
استنالاس۔ لوئیس پانزدہم شاہ فرانس کی بیٹی سے منسوب تھا اس لئے حکومت فرانس
نے امرائے پولینڈ پر زور ڈالکر ۱۱۴۶ھ میں پھر استنالاس کو بدستور وہاں کا حکمران
منتخب کرادیا مگر روس اور آسٹریا نے اپنے اتفاق رائے سے اگسٹس سوم کو جو
سکسونیا کا امیر تھا پولینڈ کا بادشاہ منتخب کیا اور انہوں نے خاص ملکی باشندوں کی رائے

کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا، روسی ملکہ اینی نے اس مسئلہ میں کچھ ایسی مغرورانہ روش اختیار کی کہ فرانس کو سخت بُرا معلوم ہوا اور اُس نے روس و آسٹریا دونوں حکومتوں کو اعلان جنگ دیدیا اسی کے ساتھ اُس نے اپنے سفیر دربار عثمانیہ مارکوئس دی ویلینوف "[illegible]" کو یہ کہلا بھیجا کہ جہانتک ممکن ہو دولت عثمانیہ کو بھی اس جنگ میں فرانس کا شریک و ہمدم بناؤ۔ سفیر مذکور نے دولت علیہ کو اشتعال دلانا شروع کیا اور اُس سے ظاہر کیا کہ روس کی بڑھتی ہوئی قوّت سلطنت عثمانیہ کے حق میں مضر ہے اور بعد میں جاکر اُسکا بُرا اثر ظاہر ہوگا چونکہ وزیر اعظم حکیم اوغلی علی پاشا بھی روسی سیاست کا یہ بھید بخوبی جانتا تھا اس لئے اُس نے بھی سلطان کو روس سے جنگ کرنے پر آمادہ کرلیا۔ اور باب عالی نے تیاری کا حکم صادر کردیا۔ آسٹریا نے دیکھا کہ فرانس ٹرکی کو اُبھار کر مجھے پسواڑا لیگا تو وہ خوف سے دبکر فرانس کو رضامند بنانے کے لئے تیار ہوگئی اور ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء میں بمقام ویانا اُس سے ایک مفید مطلب صلحنامہ کرکے اُسے تو الگ تھلگ کردیا اور خود روس کے ساتھ ساز کرکے دولت عثمانیہ کے مقابلہ کا سامان کرنا شروع کیا، روس نے کچھ آسٹریا کے بھروسہ میں آکر اور کسی قدر اپنی خباثت سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور ۱۱۴۸ھ میں جبکہ جنگ ایران کا آخری وقت تھا۔ قپلان گرائے خان کریما کی فوجوں کو داغستان اور قبارطائے کے علاقہ میں ہوکر صوبہ شروان میں ترکوں کی مدد پر جانے سے روکدیا۔ روس کا دعویٰ یہ تھا کہ مذکورہ بالا علاقے روسی املاک میں شامل ہیں اور کوئی غیر سلطنت اپنی سپاہ کو بغیر شاہ روس کی رضا حاصل کئے نہیں گزار سکتی۔ سلطنت ٹرکی نے اسپر اعتراض کیا تو روسی سفیر استنبول مسیو نیپلویاف نے اُلٹی سیدھی دلیلیں لاکر اپنی حکومت کا دعویٰ صحیح ٹھیرانے کی کوشش کی مگر حکومت عثمانیہ نے اُس کی باتوں پر توجہ نہ کرکے فوجی تیاری کا حکم دیا اسی عرصہ میں ایران سے صلح ہوگئی اور سلحدار محمد پاشا عثمانی وزیر اعظم مقرر کیا گیا، تو روسی حکومت نے فیلڈ مارشل منیخ کی ماتحتی میں ایکسو نبیس ہزار فوج ترکی حدود پر بھیجدی جسمیں سے ایک کالم قلعہ آزاق پر حملہ آور ہوا اور لیشی کی ماتحتی میں دوسرا کالم منیخ کے اوچاکوف پر حملہ آور ہوکر ...

کریمیا پر حملہ کی دہمکی دینے لگا، اور تیسرے کالم نے کیلبرون کے قلعہ پر حملہ کر دیا ہے [illegible]
اب دولت عثمانیہ نے بلا تامل روس کے مقابل میں اعلان جنگ کرکے جدید صدر اعظم کو
اردوے عثمانی کا سپہ سالار بنا کر بابا طاغ کی جانب روانہ کیا، حکومت آسٹریا ابتک
لڑائی کے واسطے تیار نہ تھی اور تنہا روسی قوت ترکوں کی روک تھام کیلئے ناکافی لہذا اُسنے
یہ چال چلی کہ اپنے سفیر مسیو طلمان کو جو استنبول میں رہتا تھا حکومت عثمانیہ کے ساتھہ
گفتگوے انسداد جنگ چھیڑ دینے کی ہدایت کر دی تاکہ اس طرح ترکی فوجکشی کچھہ دنوں تک
رکی رہے اور ہم جنگ کیلئے لیس ہو جاؤں۔ سفیر نے صدر اعظم سے بابا طاغ کے کیمپ ہی
میں ملکر اپنی گفتگو کا ڈہنگ ڈالدیا اور ایک مہینے تک اُسے اُلجہائے رہا، اس عرصہ میں
آسٹریا نے اپنی قوت مکمل کرکے نیش اور شہر کوئی کے قلعوں پر چڑھائی کردی اور صوبہ بوسنیا
میں بھی کچھہ فوج بڑہادی، ترکی افواج بھی یہ حالت دیکھکر بڑھیں اور صدر اعظم حکیم اوغلی
علی پاشا صوبہ بوسنیا سے آسٹریا والوں کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا سنہ ١١٤٩ھ سے سنہ ١١٥١ھ
تک کے عرصہ میں بالکل باہر کر آیا نیز اسی اثناء میں کوپریلی حافظ احمد پاشا نے نیس، اور
شہر کوئی کو آسٹروی سپاہ سے چھین کر بلگریڈ کی جانب بغرض ویسرودی معاودت کی اور
ویدین کے سرعسکر عوض محمد پاشا نے دونوں مذکورہ بالا ترکی سپہ سالاروں کی کمک سے
آسٹریا کی تیسری فوج کو شکست دی جو ویدین پر پیش قدمی کر رہی تھی، ترکوں نے قلعہ
ایزابیت کے سامنے دریاے ڈنیوب میں آسٹریا کے سات جنگی جہاز جلا دئیے اور
پھر عساکر عثمانیہ دریائے مذکور سے اُتر کر علاقہ پانچوہ، مہادیہ [illegible] اور
صوبہ طمشوار پر بھی قابض ہوگئے اور آسٹروی سپاہ کی جملہ توپیں اور سامان جنگ چھین لیا
صدر اعظم یکن محمد پاشا نے اورسوہ ،، [illegible] ،، فتح الاسلام، قلعہ اطہ،
اور سمندرہ، کو سنہ ١١٥١ھ میں علی التواتر ایک دوسرے کے بعد آسٹریا سے چھین لیا۔ اب
آسٹریا کے ہوش ٹھکانے ہوگئے اور اُسے ترکی سے بگاڑ کرنیکا خوب مزہ ملگیا چنانچہ اُس نے
ہار مان کر صلح کی درخواست کی اور سنہ ١١٥١ھ میں فرانس، ہالینڈ، اور سوئیڈن کے
سفیروں نے متوسط بنکر صلح کی تحریک ماننے پر زور دینا شروع کیا، ادہر یہ گفتگو ہو ہی

رہی تہی کہ عثمانی سپاہ نے کروسکا ” Krotzka “ کے میدان جنگ میں کونٹ واللیس ” [illegible] “ آسٹروی سپہ سالار کو ۱۱۵۲ھ میں فاش ہزیمت دیکر استوار کا محاصرہ کرلیا، اور اگر صدر اعظم اس لڑائی میں تہوڑی احتیاط سے بہی کام لیتا تو وہ دشمن کی تمام سپاہ کو بڑی بے بسی کے ساتھ محاصرہ میں ڈالکر گرفتار یا فنا کرسکتا تہا دوسری جانب اسی سال میں ترکی سپاہ نے دریائے پروت کے کنارہ پہ اور خاکنائے اورقیو میں روسی فوجوں کو سخت زکیں دیں، اور ترکی جنگی بیڑہ نے بحیرہ اسود میں زیر کمان کپتان سلیمان پاشا کے بحیرہ آزاق کا روسی بیڑہ برباد کرڈالا۔ غرضکہ ایسی نمایاں فتوحات کا جلد جلد حاصل ہونا، یورپ کی پاورس کے سخت خوف زدہ ہوجانے کا موجب ہوا اور اسی وجہ سے ۱۱۵۲ھ کے آخر میں معاہدہ بلگریڈ کی تحریر سے حکومت عثمانیہ سے بہت کچھ فوائد حاصل کئے یعنی آسٹریا نے شہر بلگریڈ سے دست برداری کے علاوہ تمام وہ علاقہ جات اور ممالک جو دریائے ساوہ اور ڈنیوب کے داہنے کنارہ پر واقع تہے، اور جنپر معاہدہ پسارو فچہ کے رُوسے اُسے قبضہ دلایا گیا تہا مع آرضی اورسوہ اور اُس صوبہ کے جسکو آسٹروی افلاق کہا جاتا تہا ترکوں کو واپس دیئے، اور سلطنت عثمانیہ نے بانجوہ اور طمشوار کے مفتوحہ علاقے آسٹریا کو واگذار کردیئے۔ اور (۲۷) سال تک جانبین میں صلح قائم رکہنے کی قرارداد ہوگئی، اُدہر روسی حکومت سے یہ طے پایا کہ ملکۂ روس انا ایوانا نے قلعہ ازاق کو منہدم کردینا منظور کیا اور بحیرہ ہائے اسود، اور، ازاق میں اپنا کوئی جنگی یا تجارتی جہاز لانے سے دست برداری داخل کی اسی کے ساتھ تمام مفتوحہ مقامات ترکی کو سپرد کردیئے، اور یہ اقرار کیا کہ آئندہ بحیرہ اسود یا بحیرہ ازاق میں روسی مال تجارت دوسرے ممالک کے جہازوں پر بار ہوکر آیا کریگا۔ جب یہ صلح مکمل ہوکر معاہدات لکہدئیے گئے تو حکومت عثمانیہ نے روسی حکومت کے برخلاف مملکت سوئیڈن کے ساتھ ایک مخالفت کا اقرار کیا جسمیں حملہ اور مدافعت دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کی شرکت و مساعدت کا اقرار تہا اور یہ پیمان مسیو ویلنیو سفیر فرانس کی وساطت سے کیا گیا تہا۔ اسی طرح حکومت سپاشائن کے ساتھ معاہدۂ تجارت کی تجدید کیگئی۔ اور ۱۱۵۳ھ میں فلورنس کی حکومت سے معاہدۂ تجارتی

کی تجدید کرکے اُسے کچھ نئی آسانیاں عطا کیں۔ پھر ۱۱۵۳ھ مطابق ۱۷۴۰ء میں شارل ششم شاہنشاہ آسٹریا و جرمنی فوت ہوگیا تو اُس کی جگہ اُس کی بیٹی ماریا تریزہ تخت نشین ہوئی اور فرانس نے چند یورپین حکومتوں کے ساتھ سازباز کرکے اس ملک پر حملہ کردیا تاکہ اُسکی املاک باہمی طور پر سب میں بانٹ لیجائے اس حملہ کا باعث وہ عداوت تھی جو مدّتوں سے دونوں ممالک کے حکمران خاندانوں کے سینہ میں دبی چلی آتی تھی۔ اور فرانس کو ہمیشہ آسٹریا کے کمزور رکھنے کی دُھن لگی رہتی تھی، چنانچہ اسوجہ سے فرانس اور آسٹریا کے مابین وراثت کیلئے لڑائی ہوپڑی اور مدّت دراز تک اُسکا سلسلہ ممتد ہوتا گیا یہانتک کہ آخر آسٹریا کی کامیابی پر اُسکا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا جنگ کے اثنا میں فرانس اور اُس کے طرفداروں نے دولت عثمانیہ کو بھی اپنا شریک بنانا چاہا اور کہا کہ تم آسٹریا سے لڑکر ہنگری اور دیگر ملکوں پر جو سلطان سلیمان قانونی کے عہد میں ترکی املاک تھے پھر فتح کرلو اور اُسکا ایک مفید اثر یہ بھی ہوگا کہ آئندہ تم روسی سازشوں کو بے اثر بنا سکوگے مگر سلطان محمود خان نے اپنی صلح جو پالیسی بدلنے سے انکار کردیا اور ہمیشہ آسٹریا کے ساتھ مصالحانہ برتاؤ قائم رکھا۔ حالانکہ اگر سلطان اُسوقت دول یورپ کی صلاح مان جاتا تو اُسے بہت بڑا نفع پہونچنے کی توقع تھی۔

مذہب جعفری کیوجہ سے ایران کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہونا

۱۱۵۶ھ سے ۱۱۵۹ھ۔ معاہدہ بلگریڈ کے بعد چار سال تک دولت علیہ کے قلمرو میں ہرطرف امن وامان رہا اس زمانہ میں اندرونی اصلاحات جاری تھے اور بیرونی جنگوں کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا کہ یکایک نیا فتنہ برپا ہوگیا یعنی نادرشاہ افشار شاہ ایران نے مذہب جعفری کو حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی چار فرقہ ہا سے اہل سنت

والجماعت کے ساتھ ایک پانچواں فرقہ بنانے کی نیت کرکے حرم نبوی صلعم میں اسکا
بھی ایک خاص مصلے قائم کرنا چاہا اور اسی غرض سے ایک پُرشوکت سفارت دربا
ہمایوں میں ارسال کی تاکہ سلطان سے اسکی منظوری حاصل کرکے اپنا ارادہ پورا کرسکے اور
یہاں سے اسکو کوئی قطعی جواب اثبات یا نفی میں نہیں ملا تو وہ جھلّا کر ۱۱۵۶ھ میں
اچانک صوبہ عراق پر حملہ آور ہوگیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کرکے مقام کرکوک کو فتح
بھی کرلیا پھر وہ موصل کی طرف بڑھا دولت علیہ نے متواتر تین معزول شدہ وزیروں
شہید احمد پاشا، یکن محمد پاشا، اور حکیم اوغلی علی پاشا کو سپہ سالار افواج بناکر نادرشاہ
کے مقابلہ میں ارسال کیا اور تین سال تک برابر لڑائیاں ہوتی رہیں جس کے بعد افواج
عثمانیہ نے کرکوک کو ایرانی سپاہ سے واپس لے لیا اور یکن محمد پاشا نے شہر روان کے
نزدیک نادرشاہ کو اسقدر تنگ کیا کہ وہ پریشان ہوگیا مگر اتفاق دیکھئے کہ سپہ سالار مذکور
اسی اثنا میں تپ محرقہ کا شکار ہوکر فوت ہوگیا اور افسر کی موت نے فوج میں ایسا خلل
ڈالا کہ ۱۱۵۸ھ میں شکست اُٹھا کر پسپا ہوگئی۔ نادرشاہ فتحیاب ہوکر ارض روم کی
طرف بڑھ آیا اور اس نے دولت علیہ سے صوبہ جات وان، بغداد، موصل، اور بصرہ،
کو طلب کرکے صلح کرلینی چاہی، ترکی حکومت نے اسے تو کوئی جواب نہیں دیا اور خود
صوبجات روم ایلیا اور اناطولیا کی فوجیں فراہم کرکے شروان، داغستان، قموق، اور قیتاق
کے خوانین سے کمک منگائی۔ نادرشاہ یہ تیاریاں دیکھکر ٹھنڈا ہوا اور اس نے اپنا اگلا
مطالبہ ترک کردیا پھر کچھ ہلکی سی شرطیں پیش کرکے صلح چاہی چنانچہ سلطان مراد چہارم کی
شرائط جانبین سے فیصلہ کرلیا اور ۱۱۵۹ھ میں معاہدہ صلح لکھدیا ؎

مذکورہ بالا عہد کی بحری حالت:-

سلطان محمود خان اوّل نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی دارالصناعۃ عثمانیہ کو حکم دیا
کہ بحری بیڑہ کی تقویت کا سامان کیا جائے اور دریا انبار کی وضع کے تین جنگی جہاز
بحکم سلطان بنائے جانے لگے اور سلطان نے یہ بھی حکم دیا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز خاص خاص

ناموں سے موسوم کئے جائیں ورنہ اب سے پہلے ہر ایک جہاز اپنے افسر کے نام سے مشہور
ہوتا تھا غرضکہ اس حکم کے مطابق ۱۱۶۲ھ کے تیار شدہ غلیون جہاز کا نام پر تحجری رکھا گیا
اور جو جہاز ۱۱۶۱ھ میں بنا تھا اسے ناصر بحری کے اسم سے موسوم کیا گیا - زاں بعد جو جہاز
دارالصناعت میں بنتا اسکا خاص نام رکھدیا جاتا اور یہ قاعدہ ابتک جاری ہے جن دنوں
دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین آخری لڑائی ہوئی ہے اُن دنوں ترکی بیڑہ کی
کمان پر چار کپتان ایک دوسرے کے بعد متعین ہوئے - اوّل شاہسوار زادہ مصطفیٰ پاشا
اس کے بعد راتب احمد پاشا ، پھر صاری مصطفیٰ پاشا ، اور اس کے بعد صوغان یمنز محمود
پاشا کو کپتان کے عہدے ملے ۱۱۶۲ھ میں دولت علیہ کا بیڑہ صوغان یمنز محمود پاشا
کی کمان میں بحر ابیض متوسط کا گشت لگانے نکلا مگر اس کپتان کا راستہ میں انتقال ہو گیا
تو بجائے اسکے طورق محمد پاشا کپتان عام مقرر ہوا جس نے بحری قزاقوں سے سخت جنگ
کی اور انکے قبضہ سے بکثرت مسلمان اسیروں کو رہائی دلائی ، یہ بحری قزاق ممالک ایطالیا
میں پناہ لینے کو جا رہے تھے کہ راستہ میں عثمانی بیڑہ نے انکو جا گھیرا اور تباہ کردیا -
طورق محمد پاشا بیڑہ کو استنبول میں واپس لانے کے بعد معزول کردیا گیا اور اب اُسکی
جگہ ملک محمد پاشا کپتان عام متعین ہوا یہ کپتان دوبارہ بیڑہ کو بحر ابیض متوسط میں لیگیا
اور گشت لگا کر بخیریت واپس لایا ۱۱۶۳ھ میں دولت علیہ کو فرقہ دلّیہ کی بغاوت
فرو کرنے کے واسطے بحری اور بری دونوں قسم کی فوجی قوت سے کام لینا پڑا اور
اسکے بعد والے سال میں کردوں نے بغاوت برپا کی جو ارکان دولت کے حسن تدبیر
سے بلا جدال و قتال رد ہو گئی ، کردوں میں سکون ہو گیا - تو اشراف مکہ کے مابین
ایک اختلاف پھوٹ پڑا جسکی علت یہ تھی کہ جب محمد بن عبداللہ بن سعید اپنے متوفی باپ
عبداللہ بن سعید کے بعد امیر مکہ ہوا تو ۱۱۶۵ھ میں اُس کے اور [illegible]
مابین کچھ اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ [illegible] جنگ [illegible]
جسمیں بہت کچھ کشت و خون ہو چکنے کے [illegible] ۱۱[illegible]ھ میں [illegible]
دونوں کے درمیان صلح کرا دی [illegible]

دربار سلطانی میں پیش ہوئی اور سلطان نے اُسے رفع دفع کرادیا ؛

اسی سلطان کے عہد میں اکس لاشاپیل کا مشہور معاہدہ ہوا تھا جسنے یورپ کی ترقی اور تمدن کا سنگ بنیاد نصب کیا اور اُسکی تجارت تمام دنیا میں پھیلنے لگی یورپ کی سرزمین شروفساد سے پاک ہوکر امن وامان کا گھر بنی اور لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ اب یہ صلح دائمی صلح ہوگی یورپ کے سکون سے دولت عثمانیہ کو بھی بہت کچھ نفع پہنچا کیونکہ سلطان اور وزراے سلطنت کو رعایا کے امن وراحت کا سامان مہیا کرنے کی خوب مہلت ملی اور نو سال تک بآرام اصلاح امور مملکت کی کارروائی کیجاتی رہی جس سے ملک میں عام سرسبزی اور بحالی پیدا ہوچلی - اسکے بعد ایک دن جمعہ کو جبکہ سلطان محمود خان اوّل نماز سے فارغ ہوکر حرم سراے شاہی کی طرف واپس آرہا تھا وہ ناگہانی مرگ کا شکار ہوا - یعنی گھوڑے پر سواری کی حالت میں محلسراے شاہی کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی جان بحق تسلیم ہوگیا - اسکی وفات ۱۱۶۸ھ کے ماہ صفر میں واقع ہوئی تھی، اسنے پچیس سال حکومت کی اور اسکا زمانہ تاریخ سلاطین عثمانیہ کے بہترین ایام میں شمار ہوتا ہے کیونکہ سلطنت نہایت شان وشوکت پر تھی اور ملک آباد، رعایا شاد، اور خزائن معمور تھے - چونکہ سلطان محمود خان اول کے سفیر بکثرت شہر پیرس کو جایا کرتے تھے اور وہاں مدبرین یورپ سے اُنکو ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے اور نیز اس باعث سے کہ آستانہ علیہ میں تمام دول یورپ کے سفیر رہا کرتے تھے اُنکے میل جول سے بھی ارکان دولت عثمانیہ کو سیاسی معاملات میں بہت کچھ درک پیدا ہوگیا یہانتک کہ اُن لوگوں میں سے جو اشخاص منصب وزارت پر فائز ہوئے اُنکی پولٹیکل چالیں غضب کی ہوتی تھیں - یہی وجہ ہے کہ ترک مورخین سلطان محمود اوّل کا زمانہ تاریخ عثمانیہ کے ممتاز ایام میں شمار کرتے ہیں جس میں پولیٹکل سائنس اور امور ملکداری کی معلومات نے خوب ترقی پائی، سلطان موصوف نہایت مستقل مزاج اور عالی حوصلہ شخص تھا اسے تمدن وتہذیب کی ترقی سے خاص اُنس تھا، شہر قسطنطنیہ میں اُسنے چار عظیم الشان کتبخانے قائم کئے تھے اور ہر ایک کتبخانے کے ساتھ ایک عام درسگاہ بھی کھولدی تھی وہ اپنے ہمعصر بادشاہوں کی نگاہ میں بہت کچھ عزت رکھتا تھا،
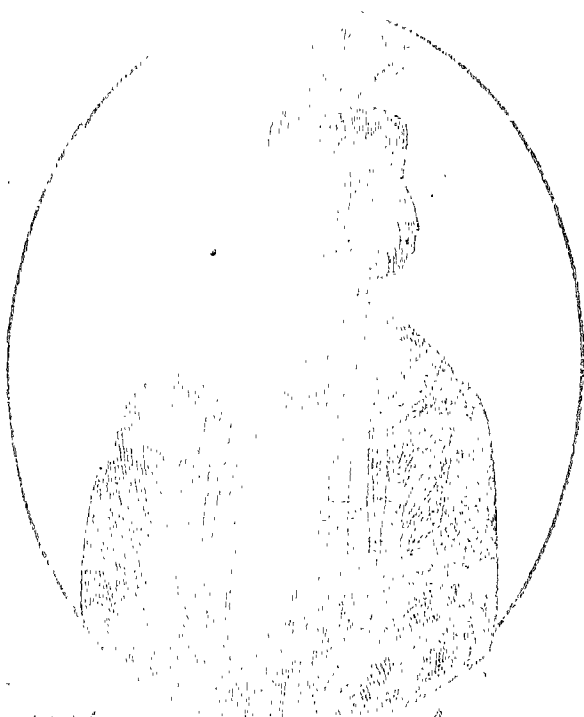
اس کے عہد میں دار السعادۃ کا آغا (حاکم شہر) حاجی بشیر آغا نہایت مشہور دانشمند اور معاملہ فہم شخص ہوا ہے جس سے سلطان ہر ایک امر میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ سلطان محمود اول کی وفات کے بعد اسکا بھائی سلطان عثمان خان تخت سلطنت پر متمکن ہوا +

(۲۵) سلطان عثمان خان سوم ابن السلطان مصطفیٰ خان دوم +

۱۱۶۸ — ۱۱۷۱ھ

اس سلطان نے (۵۸) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا، رسم شمشیر بندی معمولی طور پر ادا ہو چکی تو دول یورپ کے سفیر مبارکباد عرض کرنے کیلئے حاضر دربار ہوئے اس نے صرف تین سال حکومت کی اس عرصہ میں کوئی بیرونی جنگ یا اندرونی شورش نہیں ہوئی کیونکہ اس بادشاہ کو امن پسندی کا خیال غالب تھا، اس نے ملک کے اندرونی انتظام پر بہت بڑی توجہ فرمائی، اور سرائے سلطانی کے حاشیہ نشینوں میں سے بہت سے اس قسم کے لوگوں کو نکالدیا جو سازشوں اور بدامنی پھیلانے کیلئے مشہور تھے اس لئے سلطان عثمان ثالث کا عہد گہری سازشوں کے وجود سے پاک رہا، اسکو پابندی احکام شرع کا بڑا خیال تھا اس لئے کوئی خلاف شرع بات اسکے زمانہ میں نہو سکی، حرم کی بیگمات جو لباس فاخرہ کے ساتھ بازاروں اور سڑکوں پر نکلا کرتی تھیں انکو اس حرکت سے باز رکھا گیا۔ اسکی حکمرانی کے دوسرے سال کنیسہ بیت لحم میں لاتینی اور رومیوں کے مابین کچھ فساد ہو پڑا جسکی وجہ سے چند بیرونی دقتوں کا سامنا ہو گیا مگر سلطان نے بڑی دانائی سے اسے رفع دفع کر دیا اور اس کنیسہ کے سیٹرو پولیٹ کو ملک بدر کرا دیا جو شرارت کا بانی تھا +

سنہ ۱۱۶۹ھ میں اس نے وزارت میں تبدیلی کر کے سعید محمد پاشا کو وزیر مقرر کیا۔ جو

پیرس سے واپسی کے وقت مطبع کے آلات ہمراہ لایا تھا اور اس نے استنبول میں مطبع قائم کیا مگر یہ وزیر کچھ مخفی اسباب کے باعث قتل کر دیا گیا اور بجائے اسکے کوسہ ماہر مصطفیٰ پاشا دوبارہ وزارت کے منصب پر سرفراز ہوا۔ سلطان عثمان خان سوم نے اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے سال میں بھی وزارت کا تغیر کیا تھا اور تین وزیر معزول کر دئیے تھے جو کوسہ مصطفیٰ پاشا حکیم اوغلی علی پاشا اور نائلی عبداللہ پاشا نامی تھے پھر انکے بعد ایک اور وزیر ینقلی علی پاشا بھی معزول کیا گیا۔ اس کے عہد میں بحری افسری پر کپتان قرہ باغلی سلیمان پاشا متعین ہوا تھا اسی عرصہ میں ترکی صوبہ جات مغربی افریقہ کے جنگی بیڑوں اور حکومت نابولی (ایطالیا) کے جنگی جہازوں سے لڑائی ہو پڑی جسے سلطان مذکور نے دوستانہ طریقہ پر بند کرا دیا۔ کردوں کے بعض قبیلوں نے شورش برپا کر کے قلعہ جات موش، تبلیس، ملاس، اور، مونشتان، وغیرہ میں قلعہ بندی اختیار کر لی تھی جنکی سرکوبی کے لیئے صوبہ ارض روم کا حاکم متعین کیا گیا اور اس نے انہیں سیدھا کر لیا۔ ینی چری سپاہیوں نے شہر بلگریڈ میں شورش برپا کر کے حسب معمول قتل و غارت پر کمر باندھی اور کوپریلی زادہ احمد پاشا حاکم بلگریڈ شہر چھوڑنے پر تیار ہو گیا تو سلطان نے دوسری فوجیں بھیجکر ینی چریوں کی گوشمالی کی اور انہیں اطاعت ماننے پر مجبور کیا سنہ ۱۱۶ھ عیسوی میں قرہ عثمان اوغلی کو قتل کی سزا دیگئی جسنے صوبہ آیدین میں آفت برپا کر دی تھی اور اس کے مال و دولت کو ضبط کر لیا گیا۔ ان واقعات کے بعد صدر اعظم کوسہ ماہر مصطفیٰ پاشا کی معزولی عمل میں آئی اور اسکی جگہ مشہور مدبر اور صاحب الرائے محمد راغب پاشا وزیر اعظم بنایا گیا جو بڑا سیاسی شخص تھا اور بلگریڈ کا معاہدہ اسی نے تحریر کیا تھا کیونکہ اُن دنوں وہ میر منشی کے عہدہ پر تھا اس معاہدہ کی ترتیب نے اُسے یورپ والوں کی چالبازیوں سے خوب واقف بنا دیا تھا اور اس سے پہلے ایرانی معاہدہ صلح کی گفتگو میں وہ دولت علیہ کا کمشنر رہا تھا اور مصر کی حکومت پر پہنچ چکا تھا۔ غرضکہ اس وزیر باتدبیر نے حکومت عثمانیہ کی نہایت قابل قدر خدمتیں کی تھیں [illegible] اسکو آخر میں سخت ضرر پہنچا یعنی ابو وقوف احمد آغا سے دار السعادت کی شکایت پر سلطان نے اسے معزول کر دیا

تو ۱۶ صفر ۱۱۷۱ھ کو خود سلطان عثمان خان سوم ہی ناگہاں اسیر پنجہ اجل ہو کر دنیا سے چل بسا ورنہ دشمن اس وزیر کے قتل کی تدبیر کر چکے تھے۔ سلطان مذکور صلح پسند حکمران تھا اس نے اپنے زمانہ میں وہ مسجد مکمل کرائی جسکی تعمیر اسکے بھائی سلطان محمود خان نے آغاز کی تھی اور اس مسجد کا نام "نورعثمانیہ" رکھا۔ سلطان عثمان خان سوم کے ابتدائے عہد جلوس میں یورپ کی وہ مشہور اور خونریز جنگ شروع ہو چکی تھی جو ہفت سالہ جنگ کے نام سے موسوم ہے ؂

(۲۶) سلطان مصطفیٰ خان سوم ابن سلطان احمد سوم

۱۱۷۱ ——— ۱۱۸۷ھ

۴۲ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور چونکہ اسکو انتظام مملکت میں خلل ہونیکا پورا پورا علم تھا اس لئے وزیر اعظم قوجہ راغب پاشا کو جو نہایت کاردان شخص تھا عہدۂ وزارت پر قائم رکھا۔ اس دانشمند وزیر نے بڑی محنت سے تمام نظم ونسق درست کیا اور ملک شام کے عرب قبائل کی بغاوت فرو کی جنہوں نے حاجیوں کے قافلوں کا گزرنا مشکل کر رکھا تھا۔ سلطان مصطفیٰ خان سوم کو روسی حکومت کی بدنیتی اور شرارت کا بھی پوری طرح علم تھا اور اس کی نیت تھی کہ اس سے جنگ کرے لیکن وزیر اعظم کی دانشمندی اسے روکتی رہی کیونکہ وزیر نے اسباب کو بخوبی سمجھ رکھا تھا کہ ترکی ینی چری سپاہ جس نے شورش اور سرکشی کرنا اور افسروں کے حکم کو نہ ماننا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے ہرگز یورپ کی باقاعدہ اور فنون حرب وضرب سے ماہر افواج کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس نے سلطان کو تو اس امر کی خبر نہیں ہونے دی لیکن یہ کہکر اسے جنگ سے باز رکھتا تھا کہ ذرا آپ تامل فرمادیں میں فوجی اور جنگی

نظام کو مکمل کر لوں تو آپ کو اُس سے کام لینے کا اختیار رہے، اس وزیر نے اپنی سیاسی مہارت سے ایک اہم کام یہ لیا کہ پروشیا کی نئی اور نوخیز یورپین سلطنت سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ بوقت ضرورت روس و آسٹریا کے مقابلہ میں مدد و معاون رہنے کا معاہدہ کرلیا، اس وزیر کا خیال تھا کہ جس طرح ممکن ہو بحری اور بری تجارت کا دائرہ وسیع کرے اسی لئے اُس نے ایک رپورٹ تیار کی تھی جسمیں دولت علیہ کو ایک خلیج کھدوا کر دریائے دجلہ کو آبنائے باسفرس سے ملا دینے کا خیال دلایا تھا اور قدرتی دریاؤں سے اس خلیج کو جہاز رانی کے قابل رکھنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ اس طرح ترکی ولایات سے آستانہ علیہ میں سامان رسد اور خوراک کا لانا آسان ہو جائے اور اس سے تجارت کو بھی ترقی ہو۔ لیکن موت نے اُس کی یہ آرزو دلکی دل ہی میں رہنے دی اور ۱۱۷۶ھ میں اس لائق و فائق وزیر نے دنیا سے رحلت کی، یہ وزیر شاعری، زباندانی، اور فلسفہ میں اپنے زمانہ کا یکتا تھا مورخین نے اسکی بہت کچھ تعریف لکھی ہے اور اسکی خیر خواہی غیر تمندی اور علم و کمال کو بہت کچھ سراہا ہے ترکی مورخ وصف آفندی اسکو "صدر الوزراء" اور "سلطان الشعراء اور انسان الکامل" کے القاب سے یاد کرتا ہے، مشہور کتاب سفینۃ الراغب اسی علامہ کی تصنیف ہے، اس وزیر کے بعد توقیعی حمزہ حامد پاشا صدر اعظم مقرر ہوا اور اُس کے بعد کوسہ مصطفےٰ باہر پاشا ۱۱۷۷ھ میں وزیر اعظم بنایا گیا جو ایک سال تک اس عہدہ پر رہا اور بعد ازاں ۱۱۷۹ھ میں محسن زادہ محمد پاشا مسند وزارت پر متمکن ہوا۔

مدت مذکورہ میں بحری اعمال کی حالت

۱۱۷۴ھ میں عبدالکریم پاشا ترکی بیڑوں کا کمان افسر متعین ہوا تو وہ حسب معمول سالانہ بحر ابیض متوسط کا گشت لگانے چلا اور جس وقت وہ جزیرہ استانکوئی میں پہنچا تو ایک عجیب آفت زا واقعہ پیش آیا یعنی جمعہ کا دن تھا اور کپتان پاشا یا اُس کے چند ہمراہیوں کے علاوہ جو کسی عذر سے جہاز پر رہ گئے تھے باقی تمام سپاہی نماز جمعہ پڑھنے کے لئے شہر چلے گئے ادہر جہازوں کے عیسائی قیدیوں نے جو جہازات کے چلانے کی خدمت پر مامور

تھے باہم ملکر اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور کپتان پاشا کو اس کے معدودے چند ہمراہیوں
سمیت قتل کر ڈالا، رہے سہے فوجی سپاہیوں نے انکا مقابلہ کیا تو وہ بھی کچھ قتل اور
باقی گرفتار کر لئے پھر ان سب کو سیلوں اور زنجیروں سے جکڑ کر ڈالدینے کے بعد کپتان
پاشا کا جہاز لیکر وہ سب قیدی جزیرہ مالٹا کو بھاگ گئے یہ وحشتناک خبر آستانہ علیہ میں
پہنچی تو ۱۱۷۳ھ میں میر آخور مصطفے پاشا کپتان پاشا کے عہدے پر مامور کیا گیا لیکن وہ
پانچ ماہ بعد معزول کیا گیا اور ۱۱۷۴ھ میں اس کے بعد کتخدا محمد پاشا کپتان کے عہدہ پر
متعین ہوا۔ ازاں بعد یہ عہدہ سنگ مصطفے پاشا کو ملا جو ایک سال بعد فوت ہو گیا پھر دوبارہ
قرہ باغلی سلیمان پاشا کپتان کے عہدہ پر سرفراز ہوا۔ وہ بھی ۱۱۷۶ھ میں معزول کیا گیا اور
اس کی جگہ طوسون محمد پاشا کو ملی۔ پھر ۱۱۸۱ھ میں حسین حسنی پاشا قپودان پاشا مقرر کیا گیا
اور عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر ابیض میں گیا تاکہ ان بحری قزاقوں کی سرکوبی کرے جو اس سمندر
میں لوٹ مار مچا کر مخلوق کو ستا رہے تھے پھر اسکے بعد ۲ شخص اور بھی اس عہدہ پر مقرر ہوئے
جنکے بعد حسام الدین پاشا قپودان بنایا گیا۔

جنگ روس

پیٹر اعظم کے پوتے پیٹر سوم کی بیوی کیتھرائن دوم نے اپنے شوہر پیٹر سوم کو قتل
کرنے کے بعد تخت روس پر جلوس کیا تو اسی زمانہ میں آگسٹس دوم شاہ پولینڈ بھی فوت ہو گیا
اور ملکہ کیتھرائن دوم نے یہ کوشش شروع کی کہ اس ملک کا اساسی قانون تبدیل کر کے
وہاں اپنے معشوق اسٹانسلاس پونیاتوسکی کو حکمران بنائے یہ حالت دیکھکر پولینڈ کی خود
مختاری قوی چاہنے والی جماعت [illegible] جوش میں آئی اور
اس نے انگلستان و فرانس سے مدد طلب کی مگر ان دونوں نے انکی دادرسی سے
[illegible] کیتھرائن دوم کو اس کے ارادوں میں کامیابی [illegible]
پونیاتوسکی کو [illegible]
[illegible]

حکومت فرانس بھی دولت علیہ روس کے ساتھ اعلان جنگ دینے کے لئے ابھار رہی تھی کیونکہ کیتھرائن دوم کا پولینڈ کے اندرونی معاملات میں دخل دینا فرانسیسی حکمت عملی کیلئے مضرت رساں تھا، وزیر اعظم محسن زادہ محمد پاشا تو یہ چاہتا تھا کہ جبتک عثمانی روسی سرحد کے تمام قلعہ جات رسد اور جنگی ذخائر سے پوری طرح بھر کر مستحکم نہ کر لئے جائیں اُسوقت تک جنگ کا ٹال لیجانا زیادہ مناسب ہے بلکہ ضروری لیکن دوسرے وزیروں نے اُس کی رائے پسند نہیں کی اور اس قدر گڑ بڑ مچا یا کہ یہ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا اور اُس کی جگہ سلحدار ماہر حمزہ پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا گیا یہ وزیر روس سے جنگ کرنیکا شائق تھا اور ۱۱۸۲ھ میں قلمدان وزارت ہاتھ میں آتے ہی اُس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ روسی سفیر اوبرشقوف کو گرفتار کر کے حسب معمول یدی قلہ کے قلعہ میں قید کر دیا جائے پھر حکومت علیہ نے کریم گرائے خان کریمیا کو حکم بھیجا کہ مخاصمت کا دروازہ کھولنے کی تدبیر کرے اور جنگ کی چھیڑ نکالے چنانچہ اُس نے روسی افواج کی چند خلاف معاہدہ حرکتوں پر استناد کر کے لڑائی چھیڑ دی کیونکہ انہیں دنوں قزاق کا ایک جتھا پولینڈ کے چند بھاگنے والوں کا تعاقب کرتا ہوا شہر بلطہ میں داخل ہو گیا تہا اور اُس نے شہر پر قبضہ کر کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا تھا خان کریمیا کو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اُس نے ایک زبردست سپاہ کے ساتھ روسی علاقہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا پھر مظفر و منصور وہاں سے پچیس ہزار قیدیوں کو لیکر واپس آیا وہ دوسرے حملے کی بھی تیاری کر رہا تھا لیکن موت کے حملہ سے خود اُسکو نجات نہ ملی اور اُس کی جگہ دولت گرائے خان مسند امارت پر متمکن ہوا تو اُس نے اپنے سلف کا ارادہ پورا کیا یعنی روسی علاقہ پر چھاپہ مار کر بہت کچھ مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ لایا اب تو روسی حکومت کے بھی کان کھڑے ہوئے اور اُس نے بھی ایک زبردست فوج سرحد کی حفاظت اور خان کریمیا کی گوشمالی کے لئے ارسال کی بس جنگ کا دروازہ کھلگیا اور صدر اعظم سلحدار ماہر حمزہ پاشا شاہی عثمانی افواج کو لیکر سرحد کی جانب روانہ ہو گیا اس مقام پر اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس قدیم کشتی کے وقت دولت علیہ کی حالت

بیحد ردی تھی، خزانہ بالکل خالی تھا، فوج مدتوں سے مصروف جنگ رہنے کے باعث
تھکی ماندی تھی، جنگی بیڑہ بالکل کمزور ہوگیا تھا، ارکان دولت میں کوپرلی یا دیگر لائق
وزیروں کے ایسے کارکن افراد کا پتا بھی نہ تھا، غرضکہ حکومت سنیہ نے اسوقت سے پیشتر
کبھی ایسے برے حال کے ساتھ لڑائی کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ کبھی اُس کی اندرونی
حالت اسقدر ابتر ہوئی تھی، مزید برین ایشیا کے اکثر علاقے صرف برائے نام سلطان کے
تابع رہگئے تھے، کوہ لبنان اور ملک شام کی حالت مستقل اور خودسر حکومتوں سے ملتی
جُلتی تھی، اور یہاں سے سلطنت کے خزانہ میں جوکچھ نام کے لئے تھوڑا سا خراج آتا بھی
تھا اُسکا وصول کرنا کوہ کندن وکاہ برآوردن کا مصداق تھا، اسکا سبب یہ تھا کہ حکومت
نے کبھی اس ملک کو عملی طور پر اپنا ماتحت بنانے اور یہاں کا باضابطہ انتظام کرنے کی
جانب توجہ ہی نہیں مائل کی اُس کو لڑائیوں کی مصروفیت کب چھوڑتی تھی کہ ملکی نظم و
نسق پر توجہ کرے، پھر حکام عہدہ دار خیانت اور رشوت خواری کے سوا کوئی بات
نہیں جانتے تھے۔ سلطان کو ان امور کی بخوبی واقفیت تھی اور وہ کبھی جنگ کیلئے
راضی نہوتا لیکن شائق جنگ ارکان مملکت کی جماعت اُسپر غالب آئی اور وہ ملکی اور
مالی امور پر قابض بنکر یہ کارروائی کرگذری۔ تاہم ایسی سقیم حالت کے ساتھ بھی صدر
اعظم نے قلعہ خوتین [illegible] کو [illegible] کے حملے سے بچا لیا [illegible]
معجزہ کہنا بجا ہوگا۔ [illegible] پہلا تو گیا تھا [illegible]
عبارت آپ کی [illegible] اس لئے کچھ ایسی [illegible]
دستے گئے اور وزیر [illegible] سالار [illegible] بھی [illegible] پاشا
[illegible] بعض ہوتے [illegible]
میں روسی فوجوں نے دریائے ڈنسٹر [illegible] عبور کرکے
شہر [illegible] علی پاشا [illegible] کی
فوجوں نے پسپا کردیا۔ [illegible] اُس پر کی بدانتظامی
اور خیانت کی شکایت کی اس لئے وہ [illegible] اور اُسکا سر دربار [illegible]

سلطانی میں بھیجا گیا، جہاں سے مولدوانی علی پاشا کے نام سنہ ۱۱۸۲ھ میں فرمان صدارت
آیا، یہ افسر نہایت جوانمرد نیک نیت اور اپنے پیشرو سے کہیں زیادہ لائق و فائق تھا
مگر اسی کے ساتھ قسمت میں اسکا مساوی نکلا کیونکہ اسنے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے
دریائے طورلہ پر پل بندواکر اس سے عبور کرنے کا سامان کیا تھا کہ یکایک دریا میں
طغیانی کے آثار نمایاں ہو چلے اور فوج نے اس خوف سے کہ مبادا پانی کا زور پلوں
کو توڑ دے جلد پار اُتر جانے کیلئے اُسپر سے گزرنا شروع کیا اور اسقدر ہجوم کیا کہ دونوں
پل اُلٹ گئے۔ پناہ بخدا پھر تو جسقدر فوج اُسپر پہنچ گئی تھی وہ سب دریا میں آ رہی اور بیشتر
لوگ ڈوب گئے کچھ ڈوبتے اُچھلتے کنارہ پر آ لگے سپہ سالار نے چھ ہزار سپاہ
دریا کے دوسرے کنارہ پر پلوں کی حفاظت کیلئے مامور کر رکھی تھی تاکہ دشمن اُنکو کاٹ
نہ دے وہ سب روسیوں کی تلواروں کی نذر ہو گئے اور ایک فرد بھی اُنمیں کا زندہ
نہ بچا سرعسکر نے یہ حالت پیش آنے پر قلعہ خوتین کو خالی کر دیا اور تمام سامان جنگ وہاں
سے نکال لیا جسکے بعد روسی سپاہ اس قلعہ پر بآسانی قابض ہو گئی۔ یہ خبر دربار عثمانی میں
پہنچی تو مولدوانی علی پاشا کی معزولی کا حکم آ پہونچا، اور سرعسکری کا عہدہ عوض زادہ
خلیل پاشا کے نام ہوا، اُدھر روسی حکومت نے اپنے عام سپہ سالار مارشل گالیچن
[illegible] کو معزول کرکے اُس کی جگہ دوسرا مارشل مانزوف متعین کیا
یورپ کے علاقوں میں ترکی سپاہ کی بربادی کا حال تو یہ تھا جو اب تک تحریر ہوا۔ مگر
دوسری جانب ایشیائی سرزمین پر بھی روسی سپاہ چیرہ دست رہی اور اُس نے
"قبارطائے، گرجستان،، اور ،، ارمنستان،، کا ایک بڑا حصہ سنہ ۱۱۸۳ھ میں فتح کر لیا۔

چشمہ کی بحری جنگ اور واقعہ قرتال کی شکست

قبل اس کے کہ حکومت علیہ روس پر فوج کشی کرے اپنے بہت سے ایجنٹ یونان،
موریا، جبل اسود، اور دیگر عثمانی علاقہ جات میں جہاں آرتھوڈکس عیسائی رعایا بکثرت
بھیجکر انہیں آمادہ بغاوت و فساد کرنا شروع کیا تھا تاکہ دولت علیہ کو صرف خارجی

لڑائی ہی کا تردد نہ رہے بلکہ اندرونی قلبجان کا زخم کاری بھی اس کو اس بات پر مجبور
بنائے کہ وہ ایک ہاتھ سے اپنے زخمی جسم کا مداوا کرے اور دوسرے ہاتھ سے بیرونی دشمن
کا وار روکے، حیرت تو اس بات سے ہوتی ہے کہ روسی حکومت نے ترکی کے
مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ یہی چال چلی اور اسکا یہ گر نہایت مفید و کارآمد
ثابت ہوا، روسی ایجنٹ ترکی عیسائی رعایا کو صرف زبانی تشویق و ترغیب وغیرہ
پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ نقد انعامات اور سامان جنگ کی امداد بھی بشمار دیا کرتے
جس سے شروع شروع میں تو انکو کامیابی ہوگئی لیکن جسوقت ترکی سپاہ نے ان
علاقوں میں پہنچکر باغیوں کی سرکوبی کردی تو یہ آفت خود بخود مٹ گئی تاہم حکومت علیہ
کو یہ وقت ضرور پیش آئی کہ اسے ان علاقوں میں ہر وقت کافی تعداد محافظ سپاہ کی
موجود رکھنی پڑی اور میدان جنگ کو کمک دینے میں دقت کا سامنا ہوا اور چونکہ روسی
حکومت سابقہ معاہدہ کی پابندی سے بحیرۂ اسود کو اپنی بحری طاقت سے خالی کرچکی تھی
اور اب یہاں اسکا ایک بھی جنگی یا تجارتی جہاز موجود نہ تھا جو ترکی بیڑے کے مقابل آتا
اس لئے روس نے بحیرۂ بالٹک سے ایک طاقتور جنگی بیڑہ عثمانی بیڑہ سے جنگ آور
ہونے کے لئے روانہ کیا اور اسی کے ساتھ انگلستان، بندقیہ، اور ہالینڈ سے چند جنگی
جہازات عاریت لیکر اپنے بیڑہ میں شریک کرلئے اور اسپر کام کرنے کیواسطے نئے افسر
اور ملاح دوسری بحری حکومتوں سے باجرت بیش قرار طلب کئے تھے - یہ بیڑہ آبنائے
جبل الطارق سے نکلکر بحر ابیض متوسط میں آگیا، اسکی کمان ایڈمرل الگزنڈر اورلوف کے
ہاتھ میں تھی - اس بیڑہ کا گذر پہلے جزیرہ موریا کے ساحل پر ہوا جہاں اسنے باغیوں
کو اسلحہ اور نقد امداد دیکر ترکی حکومت سے جنگ کرنے پر آمادہ بنایا - باغی سرغنہ
پاپاس اوغلی اور بناخی Benaki دونوں نے خوب سر اٹھا رکھا تھا مگر دولت علیہ
نے خبر پاتے ہی محسن زادہ محمد پاشا کو سردار افواج موریا بنا کر نئی کمک کے ساتھ وہاں
ارسال کیا جس نے بڑی جد وجہد اور نقصانات اٹھانے کے بعد آخر باغیوں کو گرفتار
کر پایا اور شورش فرو ہوگئی +

حکومت فرانس کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ترکی حکومت روس سے مغلوب ہو کیونکہ یہ صورت اُس کے سیاسی فوائد کے لئے مضر تھی لہذا اُس نے باب عالی سے اپنی خواہش اعانت ظاہر کی اور ساتھ ہی اسپین کو بھی اپنے ساتھ گانٹھ لیا، پھر جب روسی بیڑہ بحر ابیض میں پہنچا تو فرانس کو اور بھی خلش پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ایک نامور افسر ترکی انجینیروں کو اصلاح و درستی قلعہ جات میں مدد دینے کیلئے بھیجا جسکا نام "بیرن ٹوٹ" تھا۔ باب عالی نے اسپین و فرانس کی اعانت اسلئے منظور نہیں کی کہ یہ دونوں حکومتیں کچھ تجارتی امتیازات مانگ رہی تھیں، ترکی وزیروں کو صلح کی بہت خواہش تھی لہذا انہوں نے حکومت آسٹریا کو متوسط بنانا چاہا تاکہ کسی طرح صلح ہوجائے اُن دنوں ترکی افواج میں ایک خرابی یہ بھی تھی کہ اُس کے توپچی جو پہلے تمام یورپ میں فرد اور اعلیٰ درجہ کے ماہر قادر انداز مانے جاتے تھے اب محض ناکارہ ہوگئے تھے اور اسکے ماسوا وہ ابتک زمانہ قدیم کے پتھر کے گولے ہی استعمال کیا کرتے تھے لیکن بیرن ٹوٹ فرانسیسی افسر نے بڑی کوشش کے بعد ترکی وزیروں کو آہنی گولوں کے استعمال پر راضی بنایا اور اُس زمانہ کے مطابق لوہے کے گولے بنوانے شروع کئے،

(۲۰) صفر ۱۱۸۴ھ کو عثمانی بیڑہ بماتحتی قپودان حسام الدین پاشا خلیج قسطنطنیہ سے روانہ ہوا، اسیں (۳۹) جہازات مختلف وضع اور قد و قامت کے تھے ترکی بیڑہ جزیرہ ساقز کے نزدیک پہنچکر ساحل اناطولیا کے ایک مناسب مقام میں لنگر انداز ہوا اور پھر اپنی تیاری مکمل کرکے روسی بیڑہ سے معرکہ آرا ہوا جو ایڈمرل الگزنڈر آورلوف کے زیر کمان تھا اور دس غلیون، اور دس فرقاطہ جہازات اور چند چھوٹی کشتیوں سے مرکب تھا۔ ابتدا میں ترکی بیڑہ کے دوم کپتان (وائس ایڈمرل) حسین پاشا الجزائری نے بحری جنگ کے کرتب دکھاکر روسی بیڑہ کو زچ کرڈالا اور ایسے داؤ پیچ کئے کہ روسی ایڈمرل کے ہوش اُڑ گئے۔ پاشائے مذکور نے پیش بندی کی راہ سے ساحل اناطولیا کی خشکی پر بھی بہت سے مورچے بنوالئے تھے تاکہ بوقت ضرورت اُنکے سایہ میں پناہ لیکر دشمن کا حملہ رد کیا جاسکے، عین گرمی کارزار میں حسین پاشا نے اپنا غلیون جہاز

روسی ایڈمرل کے جہاز سے بھڑا دیا اور اُسے اسقدر دبایا کہ قریب تھا کہ اُس پر قبضہ کرلے، روسی ایڈمرل سے اور کچھ تو بن نہ آیا وہ جھٹ پٹ اپنے جہاز کے میگزین بارود میں فتیلہ ڈالکر خود دوسرے جہاز پر چلا گیا بارود کے ڈھیر میں آگ لگتے ہی روسی جہاز اُڑا اور حسین پاشا کے بہت سے سپاہی کام آگئے خود حسین پاشا کو کئی ایک گہرے زخم لگے، کپتان پاشا حسام الدین یہ حالت دیکھکر حسین پاشا کے قریب آگیا اور اُسے لئے ہوئے خشکی کی طرف چلا تاکہ اُس کی مرہم پٹی کرے، کپتان پاشا چلا گیا اور روسی بیڑہ بھی جنگ موقوف کرکے ٹھیر گیا تو جعفر بک ناخدا نے ترکی بیڑہ کے افسروں سے کہا کہ بیڑہ کے جہازات چشمہ کے بندرگاہ میں لیچلنا مناسب ہوگا اور اسی رائے پر عمل کیا گیا حسین پاشا کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ باوجود زخموں کی تکلیف دہی کے حسام الدین پاشا کمان افسر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ یہ کیا غضب کرتے ہو بیڑہ کو ایسے تنگ بندرگاہ میں رکھنا جہاں کوئی جنگی حرکت نہیں کیجا سکتی بربادی کا موجب ہے خدا کے لئے جہازات کھلے سمندر میں رہنے دو، مگر کپتان پاشا نے اُس کی رائے صائب پر عمل کرنے سے انکار کردیا اور اُسکا خمیازہ خود ہی بھگتا جیسا کہ آئندہ بیان سے ظاہر ہوگا +

روسی حکومت نے جن غیر ملکی بحری افسروں کو بطور اجیر اپنے بیڑہ پر تعینات کیا تھا اُنہیں تین انگریز افسر بھی تھے۔ ایک انگلش افسر جسکا نام الفنسٹن تھا۔ ترکی بیڑہ کو بندرگاہ چشمہ میں داخل ہوتے دیکھکر روسی امیر البحر سے کہنے لگا کہ فوراً بندرگاہ کا دہانہ محصور کرلو تاکہ غنیم کا مخرج بند ہوجائے اور پھر اسی انگریز افسر کے حسب ہدایت چند جہازوں کو مرتب کرکے اس کام کی انجام دہی کیلئے ارسال کردیا گیا، غرضکہ اُن جہازوں نے اپنے اپنے موقع پر استادہ ہوکر گولہ باری شروع کردی +

دوسرا انگریز افسر عام روسی بیڑہ کے توپچیوں کی نگرانی پر متعین ہوا، اور تیسرا انگریز افسر جسکا نام داغدل تھا آتش گیر مادوں کے پھینکنے کے کام پر نگران بنایا گیا عثمانی بیڑہ سخت آفت میں پھنسا کہ ایک طرف غنیم کی گولہ باری اور دوسری طرف اُس کے

آتشین مادوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اور ترکی جہازات بندرگاہ کی تنگی کے باعث کوئی
حس و حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر تمام بیڑہ جلکر خاک ہو گیا اور صرف دو فرقاطہ جہاز
جنپر چالیس چالیس توپیں چڑھی تھیں اور پانچ چھوٹی کشتیاں اس طوفان آتش سے
بچکر بندرگاہ کے باہر نکل گئے مگر وہ بھی بعد میں روسی بیڑہ نے پکڑ لئے۔ جرمنی مورخ
مسٹر بلوز اس جنگ کے حالات بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ روسیوں کی اس
بے نظیر کامیابی کے موجب مذکورہ بالا تینوں انگریز افسر ہوئے ورنہ وہ کبھی ترکی بیڑہ
کو اس طرح تباہ نہیں کر سکتے تھے ؎

ملکہ کیتھرائن سوم فرمانروائے روس کو اس فتح کی خبر ملی تو وہ بیحد خوش ہوئی
اور اس نے روسی امیرالبحر کو یادگار اس لاثانی فتح کے چشمکی کا معزز لقب عطا
کیا۔ غرور فتح کا نشہ انگریز افسروں کے دماغ کو اسقدر گرما چکا تھا کہ انہوں نے روسی
ایڈمرل سے آبنائے چناق قلعہ میں داخل ہو کر قسطنطنیہ پر دھمکی دینے کی
تحریک کردی مگر روسی ایڈمرل الپی جو آبنائے [illegible] کرنے سے پہلے کسی قدر دبا اور پھر
بڑا ہی تو منہ کی کھا کر الٹے پیروں واپس آیا۔ دولت عثمانیہ بیڑہ کی بربادی کا حال
سنکر سخت دل گرفتہ ہو گئی تھی اور اس نے براہ پیش بندی مولدوانی علی پاشا
کو روملیا سے طلب کر کے افواج کے ساتھ آبنائے ڈاردنلز کے قلعوں کی تحصین
پر مامور کر دیا تھا فرانسیسی افسر بیرن ٹوٹ بھی اس کے ساتھ تھا۔ پاشا سے مذکور
نے قلعوں کی حالت نہایت [illegible] پائی [illegible] طلب پایا اور [illegible] مرمت کے
لئے ایک عرصہ درکار تھا اس نے اس سے باہر کی طرف سے [illegible] اور [illegible]
سفیدی پھروا کر ایسا بنا دیا کہ [illegible] شدہ [illegible] اور بیرن ٹوٹ
کے [illegible] ساحل روملیا
[illegible] قلعوں پر [illegible]
[illegible] آبنائے سے گزرنا
[illegible]

پہنچایا کہ اُسے بھاگتے ہی بن پڑی لیکن اُس نے یہاں سے ناکام جانے کا بدلہ یوں نکال
لیا کہ جزیرہ لیمنی کو فتح کرکے اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا حسین پاشا الجزائری زخموں سے صحت
یاب ہوگیا تو وہ آستانہ علیہ میں واپس آیا اور اُس نے وزیر اعظم سے اجازت مانگی کہ مجھ
جزیرہ لیمنی کو دشمن سے چھین لینے کا حکم عطا ہو۔ میں جنگی جہازات یا سپاہ کچھ بھی نہیں چاہتا
صرف اتنی مدد دی جائے کہ کسی قدر اہل شہر کو میں اپنے ساتھ لینے کی پروانگی پاؤں۔ وزیر اعظم
نے مفت کرم داشتن سمجھکر یہ بات مان لی اور حسین پاشا نے چار ہزار اہل شہر کو اپنے زیر نشان
فراہم کرکے اُنہیں بندوقوں سے مسلح کر دیا پھر بسرعت تمام اُنکو لیکر جزیرہ مذکورہ کی طرف چلا۔

فرانسیسی سفیر نے یہ خبر پائی تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ حسین پاشا کی مجنونانہ حرکت
بالکل رائگاں جائیگی، آپ اپنی سپاہ ناحق تلف کراتے ہیں۔ وزیر اعظم نے اُسے جواب دیا
کہ بیشک حسین پاشا کی کارروائی محض اصول جنگ کے خلاف ہے مگر وہ کامیاب ہو تو ازیں
چہ خوشتر، اور ناکام رہے تو کم از کم چار ہزار شہر کے شورہ پشتوں کی بلا ہمارے سر سے ٹلیگی
جو امن عام میں مخل رہتے ہیں، اُدھر حسین پاشا اپنی چھوٹی سی جماعت کو منتشر ڈونگیوں
اور صندل کشتیوں پر جو اُس نے ملاحوں سے کرایہ پر حاصل کی تھیں، سوار کراکے بیخبری
کے عالم میں داخل جزیرہ ہوگیا اور دشمن کو اُس کے آنے کی خبر تک نہو سکی۔ پھر اُس نے
۱۰ اکتوبر ۱۷۷۰ء کو بوقت صبح روسی فوج پر ناگہاں حملہ آور ہوکر اُنکو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا
روسیوں نے تاب مقاومت نہ دیکھی تو وہ بھاگ نکلے اور جہازوں میں سوار ہوکر چلے گئے حسین
پاشا جزیرہ پر قابض ہوگیا جہاں غنیم نے سامان جنگ اور رسد کا ذخیرہ بھاگتے ہوئے چھوڑا
تھا۔ اس کے بعد روسی فوجیں [illegible] حالت میں بھی ناکامی
سے [illegible]

ذلت کی شکستوں اور پریشانیوں کے بعد [illegible] فتح و نصرت کی نسیم آئی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بیڑہ کا اعلیٰ کپتان متعین فرمایا جسکے ساتھہ وہ چناق قلعہ کی آبنائے کا محافظ بھی قرار دیا گیا تھا۔
اس نامور افسر نے امیرالبحری کے منصب پر مامور ہوتے ہی دارالصناعۃ کا جائزہ لیا اور جسقدر
بیکار یا مرمت طلب جہازات پڑے تھے اُن سب کے واسطے ایک ساتھہ درستی کے لئے حکم
نافذ کیا، جب وہ جہازات درست ہو گئے تو اُن میں چند غلیون جہازوں کو شامل کیا اور بیس
باربرداری کی کشتیاں سامان جنگ اور فوجوں کیلئے ہمراہ لیکر ایک معقول تعداد کا بیڑہ
بنا لیا جو اگرچہ جنگی اصول کے مطابق ٹھیک نہ تھا لیکن کاردان افسر نے اُسکو ایسا مفید بنایا کہ
روسی باقاعدہ جنگی بیڑہ کے دانت کھٹے کردیئے غرضکہ کپتان حسین پاشا نے سلطان سے
اجازت لیکر جزیرہ لیمنی کی طرف رُخ کیا اور روسی بیڑہ کو لوٹ کر اسقدر تنگ کیا کہ ایڈمرل
اورلوف بھاگ نہ نکلتا تو غالباً حسین پاشا اُس سے عثمانی بیڑہ کی تباہی کا پورا انتقام لے لیتا
اور ایک روسی جہاز بھی سلامت نہ بچتا۔ روسیوں نے تو اس جنگ کی بابت بھی اپنے
ملک میں بہت افواہ اُڑائی کہ وہ مظفر و منصور رہے لیکن یورپین مورخ ہیمر نے بوثوق
تمام حسین پاشا کی کامیابی تحریر کرکے روسیوں کی دروغ بیانی آشکارا کردی ہے،
روسیوں نے اس جنگ کے اثنا میں بھی اپنی معمولی چال نہیں چھوڑی تھی اور سلطنت
ترکی کی عیسائی رعایا کو آمادہ بغاوت کرنے کے علاوہ عرب شیوخ کو بھی شورش برپا کرنے کا
دست آلہ بنالیا تھا مگر عثمانی سپاہ نے ان سب کانٹوں کو پامال کرکے اپنا راستہ صاف
کرلیا چنانچہ مقام عکا کے عربی باشندوں کے شیخ شیخ ظاہر نے چار سو روسیوں کی مدد
آنے پر جو ترکی تلواروں کے شکار ہوئے بغاوت برپا کردی تھی اور سنہ ۱۱۸۴ھ میں جنود عثمانیہ
نے اس کے ہوش ہمیشہ کے لئے ٹھکانے کردیئے سنہ مذکورہ کے پہلے نصف حصہ کے
بعد روسی فیلڈ مارشل مانزوف پیش قدمی کرکے حدود عثمانیہ پر بڑھا اور صدراعظم عوض زادہ
خلیل پاشا نے بابا طارغ کی چھاونی سے متواتر تین فوجیں اُس کی روک تھام کیلئے روانہ کیں،
پہلا کالم بماتحتی خان کریمیا، دوسرا کالم زیرکمان عبدی پاشا سرعسکر بغداد، اور تیسرا کالم قپو
قیران محمد پاشا آغائے افواج ینی چری کی ماتحتی میں بھیجا۔ مگر چونکہ فوجی انتظام کی حالت ابتر تھی
اور بعد میں ان کالموں کے لئے تازہ کمک بھیجتے رہنے کا معقول انتظام نہو سکا پھر جا بجا دلی سے کا

موسم آگیا اس لئے بھی کچھ تاخیر ہوئی اِن اسباب و بواعث سے یہ فوجیں کچھ کامیابی نہ حاصل کرسکیں، موسم بہار آتے ہی وزیر اعظم مذکور خود بھی مع باقی سپاہ کے دریا میں چلنے والی لمبی کشتیوں کے ذریعہ سے بمقام ایساقچی " ISAKTCHI " دریائے ڈنیوب کی پار اتر کر صحرائے قارتال میں پہنچ گیا اور روسی فوج سے معرکہ آرا ہوا مارشل مانزوف نے بھی عثمانی سپاہ کو آمادۂ جنگ پاکر لڑائی چھیڑدی اور آٹھ گھنٹوں تک طرفین سے خوب شمشیر زنی ہوتی رہی لیکن آخر میں ترکی سپاہ کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ اپنی توپوں اور سامان جنگ کا بڑا حصہ میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ اسوقت سلطنت ٹرکی کے پاس دریائے ڈنیوب کی سمت چالیس ہزار سے زائد فوج باقی نہیں رہگئی تھی اور اُس میں سے زیادہ تعداد کی سپاہ نئی بھرتی شدہ تھی جسکو پوری طرح جنگی اصول سے لڑنا نہیں آتا تھا۔

مذکورہ بالا بحری جنگ یعنی واقعہ چشمہ میں ترکی بحری طاقت کی پامالی کے بعد جب اِدھر خشکی میں بھی عثمانی سپاہ کو ہزیمت ملی تو روسی فوج کے سیلاب کا روکنا غیر ممکن ہوگیا اور اُس نے بڑھکر کئی مقامات سے عثمانی سپاہ کو پسپا کرتے ہوئے قلعہ جات اسمٰعیل، کلی، بندر، اور لق کیرمان، وغیرہ پر تسلط کرلیا۔ حکومت سنیہ نے یہ رنج افزا خبریں پاکر پھر فوج کی فراہمی شروع کردی اور اسی اثناء میں آسٹریا نے متوسط بنکر ٹرکی اور روس میں صلح کرادینی چاہی کیونکہ اُس نے روسی حکومت سے مملکت پولینڈ کو آدھا بانٹ کرلینے کا معاہدہ کرلیا تھا مگر روسی گورنمنٹ اُس کے متوسط بننے سے منکر ہوگئی اور براہ راست صلح کی گفتگو شروع کی روسی مطالبات بہت سخت ہونے کی وجہ سے دولت علیہ نے اُس کی درخواست رد کردی اور جنگ جاری رکھی، بعد ازاں روسی فوجوں نے ماچین، طولچی، اور ایساقچی، کے قلعہ جات چھین لئے اور وہ مملکت کریمیا میں داخل ہوکر قلعہ جات طمان، کریچ، قفہ، اور کنبورن وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ایک نیا حاکم اپنی معرفت سے انتخاب کرکے مقرر کردیا، یہ حالت دیکھکر [illegible] خان ملک چھوڑ کر ترکی علاقہ اناطولیہ میں آ رہے۔

مملکت کریمیا کا ہاتھ سے نکل جانا :-

سنہ ۱۱۸۵ھ جسوقت طورلہ (جسکو وادی ڈینسٹر بھی کہتے ہیں) افلاق اور بغدان پر روسی قبضہ مستحکم ہوگیا تو اُس نے ایک فوج بماتحتی پرنس دول گورکی DOLGOROUKI کریمیا کے ملک پر بھی روانہ کی مگر اس علاقہ کے ترکی سپہ سالار سلحدار ابراہیم پاشا نے روسی سپاہ کو روکنے اور خاکنائے اورقپو کے نزدیک سنہ ۱۱۸۴ھ میں اُسے پسپا کر دینے میں کامیابی حاصل کی۔ روسیوں کو کریمیا میں اس طرح قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی تو انہوں نے اپنا وہی چلتا ہوا منتر یعنی خفیہ ایجنٹوں کی معرفت رعایا کو ظالم ترکی سلطنت کے چنگل سے رہا اور روسی سلطنت کی حمایت میں داخل ہوکر امن وامان کی برکتوں سے مستفید ہونے کی تحریک و ترغیب شروع کردی اور اُنکو یہ پٹی پڑھائی کہ تم لوگ دنیا کے مشہور فاتح چنگیز خاں شاہنشاہ تاتار کی نسل سے ہوکر اپنی حکومت و سلطنت کیوں کھو بیٹھے اور عثمانی سلطنت کے کس لئے غلام بنگئے، اگر تم روسی حکومت کا دامن تھام لوگے تو وہ تمہیں مدد دیکر اس ذلت و غلامی کی حالت سے آزادی دلادیگی اور تم پھر اپنی گزشتہ شان و شوکت کے مالک بنجاؤ گے بہت سے تاتاری امرا اس جال میں پھنس گئے اور گروہ بندی کا نامبارک اثر پھیلنے لگا جس نے اسلام کی قوت توڑنے میں روز اوّل سے نمایاں کارگذاری دکھائی ہے، چنانچہ جب سنہ ۱۱۸۵ھ میں بار دیگر روسی سپاہ اس ملک پر حملہ آور ہوئی تو باوجود اس کے کہ ترکی سرعسکر مذکور نے حسب سابق بہت کچھ کوشش سے کام لیا اور روسیوں کا حملہ روکنے کیلئے زور لگایا مگر چونکہ سلیم گرای خان کریمیا نے اُسکا پورا ساتھ نہیں دیا اسلئے وہ ناکام رہا اور روسیوں نے ملک کریمیا کو فتح کرلیا۔ اسی اثناء میں حکومت آسٹریا، اور حکومت پروشیا نے متوسط بنکر روس و ٹرکی میں صلح کرا دینی چاہی اور جب دونوں طرف کے جنگ آور لڑنے سے تھک گئے تو پہلے گفتگوئے صلح کیلئے مملکت افلاق کا ایک شہر فوکشان "FOKSANY" تجویز کیا گیا، جہاں دولت علیہ کی جانب سے میر منشی عبدالرزاق آفندی اور روسی حکومت کی جانب سے مسیو ابریشقوف کو سفیر صلح قرار دیا گیا

ان دونوں سفیروں نے بخارسٹ میں مجتمع ہو کر مجلس تصفیہ صلح منعقد کی (۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء) روسی یادداشت کے بنیادی امور یہ تھے کہ ملک کریمیا خود مختار کیا جائے۔ کرتش اور ینکی قلعہ نامی دونوں قلعے جو بحیرہ آزاق کے مدخل پر واقع ہیں روس کو حوالہ کئے جائیں، روسی تجارتی جہازات بآزادی تمام جملہ عثمانی ساحلی مقامات اور بندرگاہوں میں جاتے رہیں بحیرہ اسود میں بھی اُس کو جہازرانی کا حق دیا جائے، اور روسی حکومت ٹرکی علاقہ میں رہنے والی آرتھوڈکس چرچ کی تابع عیسائی رعایا کی حامی تصور کیجائے، حکومت علیہ نے ان تمام شرطوں کو اپنی حق تلفی کا موجب دیکھکر مسترد کر دیا اور از سرنو جانبین میں لڑائی چھڑ گئی، اُدہر سے جنرل رومانزوف اپنی سپاہ لیکر بڑھا اور اِدہر سے صدر اعظم محسن زادہ محمد پاشا جو ۱۱۸۵ھ میں پھر وزیر اعظم مقرر ہوا تھا علاقہ ڈنیوب کی سپاہ کو ساتھ لیکر اُس کے مقابل ہوا ۱۱۸۷ھ کے آغاز میں صدر اعظم مذکور نے بزارجق اور وارنہ کے معرکوں میں روسیوں پر فتح حاصل کی اور دوسری طرف شہر رستجق کے مقابل میں علی پاشا داغستانی نے روسی سپاہ کو ہزیمت دی، اسی طرح سلسترہ کے سرعسکر غازی عثمان پاشا نے تیسری روسی سپاہ کے پرزے اُڑا دئے اور نو ہزار روسیوں کو میدان جنگ میں قتل کر کے ڈال دیا پھر تو روسیوں کے ایسے چھکے بگڑے کہ وہ بدحواس ہو کر تمام اپنی توپیں اور سامان جنگ چھوڑ بھاگے جو فاتح ترکوں نے لوٹ میں حاصل کیا، جنرل ریتیین اسی جنگ میں گرفتار کر لیا گیا، اور دوسرا جنرل وائسمان سخت زخمی ہوا کہ اُس صدمہ سے جانبر نہو سکا۔ روسیوں نے بھاگنے کی حالت میں بھی کچھ کم شرارت نہیں کی وہ قرہ صو، اور بازارجق، کے مقامات کو ترکی افواج سے خالی پاکر وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر گئے اور سارا مال و اسباب لوٹ لیگئے۔

کریمیا کے تاتاریوں نے پہلے تو روسی حکومت سے ساز کر لیا تھا لیکن اب خود اُن کے حامی کی یہ رنگت دیکھی تو وہ بھی اپنی کرتوت پر پچھتائے نادم ہوئے اور دولت عثمانیہ کے سایہ میں پناہ لینے کو دوڑے جس سے دولت [illegible] خان سابق اور [illegible] حاجی علی پاشا دونوں سردار [illegible] افواج کے ساتھ کریمیا کے [illegible] لیتے پر [illegible] ترکی سپاہ سے [illegible]

پہنچکر بازآرچق پر حملہ کیا جہاں روسی فوج موجود تھی اور روسی سپاہی ترکوں کیصورت دیکھتے ہی بدحواس ہوکر بہاگ گئے چنانچہ جب عثمانی سپاہ شہر اور قلعہ میں داخل ہوئی ہے تو اُسکو گوشت کی دیگچیاں چولہے پر چڑہی ہوئی ملی تہیں اور یہ بات یورپ کا مورخ ہیمر لکھتا ہے جسکی راست بیانی میں شک نہیں ہوسکتا - اوراس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی سپاہی ترکوں سے کسقدر خائف ہوگئے تھے - ان واقعات کے بعد سلطان مصطفے خان سوم خود بنفس نفیس فوج کی کمان ہاتھ میں لینے کی تیاری کر رہا تہا کہ یکایک ۱۱۸۷ھ میں پیام اجل آپہنچا اور وہ دنیا ہی سے چل بسا - یہ سلطان بڑا ذی ہمت اور محنتی تاجدار تہا اسمیں ذاتی طور پر حکومت کرنے کا بہت اچّہا مادہ تہا، علم و علماء کی قدر دانی اسکا شیوہ تہا اور اس نے کئی ایک عمدہ عمارتیں اپنے وقت میں بنوائیں اور مرمت کیں اسکدار میں مسجد ایازمہ اسی کی یادگار ہے اور سلطان محمد فاتح کی مسجد جو زلزلہ وغیرہ سے خراب ہوگئی تہی اسی نے درست کرائی +

(۲۷) سلطان عبدالحمید خان اوّل ابن سلطان احمد خان سوم

۱۱۸۷ ———— ۱۲۰۳ھ

یہ سلطان پچاس سال کی عمر میں اپنے مرحوم بہائی کے بعد تخت آل عثمان پر جلوہ افروز ہوا - چونکہ اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی مالی حالت نازک تہی اسواسطے اُسنے فوج کو انعامات نہیں دیئے اور وزیر اعظم اور دیگر اراکین سلطنت کو بہت سے اُنکے عہدوں پر بحال رہنے دیا - روسی حکومت نے دیکہا کہ نئے سلطان کی تخت نشینی سے دولت علیہ کی حالت مختل ہے اس لئے یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہئے اور اُس نے فوراً ایک زبردست فوج جنرل سواروف [illegible] کی ماتحتی میں مارشل رومانزوف
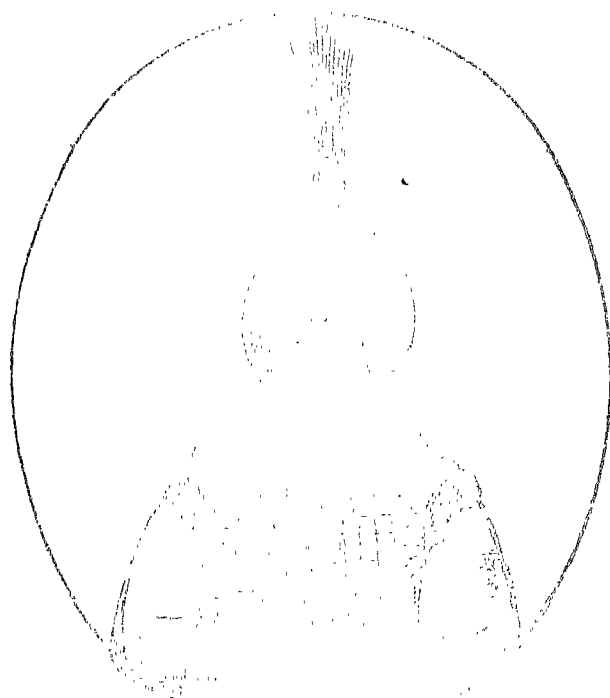
سپہ سالار اعظم کی کمک کیلئے ارسال کردی اور اُسے قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا، سلطان نے بھی وزیر اعظم محسن زادہ کو ترکی افواج کے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور روسی سپاہ دریائے ڈنیوب کو عبور کرکے وارنہ کی طرف آرہی تھی راستہ میں اُسکا ترکی ہراول دستہ سے مقابلہ ہوا جو ماتحتی یکن محمد پاشا آغائے فوج ینگچری اور عبدالرزاق باہر آفندی میرمنشی کے صدر اعظم نے مقام شمنی سے روانہ کی تھی۔ قوزلیجہ نامی ایک جگہ میں دونوں فوجیں معرکہ آرا ہوئیں اور بڑی دیر تک جنگ ہونے کے بعد آخر ترکی سپاہ قلت کی وجہ سے شکست اُٹھا کر پسپا ہوگئی۔ ہراول دستہ کی شکست نے باقی عثمانی سپاہ پر بھی ہراس طاری کردیا اور جب تھوڑی ہی دیر بعد روسی فوج کا ہراول جو راستہ کے اہم مقاموں پر قبضہ کرتا آرہا تھا ظاہر ہُوا تو بجز بارہ ہزار سپاہیوں کے کہ وہ صدر اعظم کے ساتھ ہی رہے تھے باقی تمام ترکی فوج سرکشی اور نافرمانی کا اظہار کرکے میدان جنگ سے بھاگ گئی، اب بھلا کیونکر ممکن تھا کہ اتنی قلیل تعداد کی سپاہ کے ساتھ جنگ کیجا سکے اس لئے صدر اعظم نے مارشل رومانزوف Romanzoff سے گفتگوئے صلح کیلئے التوائے جنگ کی درخواست کی اور اپنی طرف سے دو سفیر صلح احمد رسمی آفندی ممبر دیوان سلطانی، اور میر منشی ابراہیم آفندی قریہ کوچک قینارجہ واقع علاقہ بلغاریا میں ارسال کردیئے چنانچہ آٹھ گھنٹوں کے عرصہ میں شرائط طے پاکر معاہدہ صلح لکھدیا گیا (۲۱ جولائی ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء) جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں:

(۱) کریمیا کے تاتاری حکام مستقل اور خود سر بنادئیے جائینگے۔ اور قوبان اور بوجاق کے تاتاریوں کو بھی خودمختار کیا جائیگا تاہم خلافت اور دینی امور کی خصوصیتیں بدستور باقی رہینگی ۔

(۲) کیرچ ، اور ، ازاق ، کے قلعے مع انکی اراضی کے ، اور دریائے اوزی " [illegible] " اور آق صو " Bug " کے مابین کا علاقہ ، اور قلعہ کلبوان " Kilburn " حکومت روس کے حوالہ کردئیے جائینگے ۔

(۳) روسی حکومت بلاد گرجستان ، منگریلیا " [illegible] " اور ایمرٹین(?) " [illegible] " اور " بوجاق " " Bessarabie " کو

چھوڑ دیگی✤

(۴) روسی اور عثمانی قلمرو کے مابین سرحدی لین دریاے آق صو ہیگا✤

(۵) روس کو بحیرہ اسود اور بحیرہ ابیض متوسط میں جہازرانی اور تجارت کی آزادی دیجائیگی✤

(۶) روسی حکومت اپنا جنگی بیڑہ بحر ابیض متوسط سے واپس بلالیگی✤

(۷) دولت عثمانیہ (۱۵۰۰۰) کیسہ تاوان جنگ ادا کریگی✤

(۸) روسی حکومت بحر ابیض متوسط کے مفتوحہ جزیرے ٹرکی کو واپس دیدیگی✤

(۹) علاقہ ملکتین کا امتیاز بڑہا دیا جائیگا✤

(۱۰) اسیران جنگ کا تبادلہ✤

غرضکہ اس معاہدہ نے سب سے زیادہ کانٹے یہ بوئے کہ روس کو ٹرکی حکومت کی عیسائی رعایا پر حق حمایت حاصل ہو جانے سے آخر ۱۸۷۷ء کی خونریز جنگ واقع ہوئی جس کا بیان آگے چلکر آئیگا۔ اور روس نے یہ بہی منوالیا کہ حکومت عثمانیہ مملکت پولینڈ کے تقسیم کرلینے کو تسلیم کریگی۔ اس معاہدہ کی شرطیں جیسی سخت ہیں وہ صاف عیاں ہیں لیکن دولت علیہ مغلوب تہی اور چار و ناچار اسے یہ سب باتیں ماننی پڑیں اور جنگ کا خاتمہ ہوگیا، روسی حکومت نے اپنی دیرینہ آرزو بخوبی حاصل کرلی تو چونکہ یہ یا اس سے اگلی لڑائیاں تمامتر مملکت پولینڈ ہی کے لئے ہوئی تہیں اسواسطے روس و آسٹریا نے اُسے اپنے مابین حصہ بانٹ لیا (۱۷۷۲ء) اور یہی پہلی تقسیم تہی جو ۱۸ ستمبر ۱۷۷۳ء کو ملک پولینڈ کی بابت مشتہر کیگئی✤

مصالحت ختم ہو جانے کے بعد صدر اعظم مع بقیہ فوج کے دار الخلافت کی طرف واپس چلا مگر وہ نہایت دل شکستہ تہا چنانچہ قمرین آباد کے نزدیک اسی غم میں یکایک فوت ہوگیا، اور اس کی لاش استنبول میں لائی گئی اسکے بعد وزارت کا عہدہ ۱۱۸۸ھ میں عزت محمد پاشا

سلہ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۵۱) (۱) آق صو ملک روس کا ایک دریا ہے جسکا قدیم نام HYPENIS تہا۔ (۲) انگریلیا۔ صوبہ قوقاز کا ایک حصہ ہے جو کوہستان قاف کے جنوبی دامن میں واقع ہے اس کے مغرب میں بحیرہ اسود اور شمال میں گرجستان کی اراضی ہے۔ یہاں کے حاکم نے ۱۸۰۳ء میں یہ ملک روسی حکومت کے سپرد کردیا اسکا قدیم نام [illegible] تہا✤

کو ملا اور حکومت علیہ نے ملک کے اندرونی انتظام پر توجہ مائل کی، قپودان حسین پاشا الجزائری نے جنگی جہازات بنوانے شروع کئے تاکہ دوبارہ ترکی بحری قوت مکمل کرلے ورنہ اگلی جنگ میں عثمانی بیڑہ تو بالکل تباہ ہوچکا تھا - روسی جنگ ختم ہوگئی تو کپتان حسین پاشا بیڑہ کو مع بری افواج کے دجنیرابوالذہب محمد بک ایک مصری افسر کمانیر مقرر ہوا تھا ساتھ لیکر ملک شام کی طرف شیخ ظاہر عمر کی بغاوت فرد کرنیکیلئے گیا اور شہر عکا کا محاصرہ کرلیا - ابوالذہب دوران جنگ میں مقتول ہوگیا مگر کپتان پاشا نے شیخ مذکور کو گرفتار کرپایا اور اسکا سر کاٹ کر آستانہ علیہ کو روانہ کردیا +

جنگ ایران

سنہ ۱۱۸۹ھ میں نادر شاہ افشار قتل کردیا گیا تو ایران کے امیروں میں باہم تیل پڑی اور مدت تک خانہ جنگی سے ملک غارت ہوتا رہا انہیں دنوں علاقہ شیراز میں خاندان زاند کا ایک امیر عبدالکریم خان نامی خود مختار بن بیٹھا اور بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بنا کر اس نے کچھ ایسی چالیں چلیں کہ سارا ملک ایران اسی کا دم بھرنے لگا اور وہ شاہ ایران ہوگیا، اب اسے اور بہی دور کی سوجھی مملکت ایران کی تاجداری ہی پہ صبر نہ کیا گیا بلکہ مزید نام پیدا کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی اور یہ دیکھکر کہ متواتر خارجی لڑائیوں نے دولت عثمانیہ کا حال ابتر کردیا ہے وہ بہی اسی طرف چڑہ دوڑا بغداد و بصرہ کو تاک کے عراق میں لوٹ مار کرتا بصرہ تک آگیا اور پہلے اسی کا محاصرہ کیا - دولت علیہ نے جدید حاکم بغداد سلیمان پاشا کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج اس کی سرکوبی کے لئے مامور کی اور اس سے مالی

[illegible] اپنی جنگی قابلیت سے بہت تھوڑے عرصہ میں ایرانیوں کو حدود عثمانیہ سے باہر نکال دیا - اسی واقعہ کے بعد ۱۱۹۰ھ میں وزیر اعظم درویش محمد پاشا چند [illegible] کو [illegible] معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ پر دراندلی محمد پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا +

(۱۷۷۱ء) کریمیا کی تاتاری امرا کو خودسر کرا دینے کا مطلب ہی یہ تہا کہ آخر روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں لا سکے، چنانچہ ٹرکی سے مصالحت ہوتے ہی روسی ایجنٹ علاقہ کریمیا میں پہیل گئے اور ملکی امیروں کو باہم لڑانے کی تدبیریں کرلیں۔ ادہر خانہ جنگی آغاز ہوئی اور دوسری طرف سے روسی سپاہ بحیلہ امداد قیام امن گھس آئی۔ دولت کرائے سابق خان کریمیا روسی سپاہ کی آمد سے بہاگ نکلا تو اہل ملک نے روسیوں کی تجویز و اعانت سے شاہین کرائے کو خان کریمیا بنالیا (۱۷۹۱ء) شاہین کرآے خان مدتوں سینٹ پیٹرسبرگ میں رہکر وہیں تعلیم پاتا رہا تہا اُس میں روسی اُمرا کی عادتیں اثر کرگئی تھیں شراب نوشی، عیاشی، لباس، وضع قطع سب روسی امیروں کی طرح، یہ باتیں تاتاری قوم کو سخت ناگوار تہیں اور اُنکی نفرت نئے حاکم سے روز بروز بڑہتی ہی گئی خاصکر جب اُس نے اپنے تئیں روسی حمایت میں مان لیا تو قوم کو اور بہی ناگوار ہوا اور جب ملکہ کیتہرائن کی طرف سے شاہین کرائے کو خلعت اور تمغہ جات ملے تو اُس نے بہت سے روسی افسروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا غرضکہ ان باتوں نے تاتاری قوم کو اس قدر برافروختہ کیا کہ وہ حاکم مذکور سے متنفر ہوکر اُسے معزول کرنے کو تیار ہوگئی اور بالفعل ہی اس کی مرتکب ہوبیٹھی روسی حکومت اسی کی منتظر تہی۔ روسی جنرل پٹمکن Potemkin زبردست فوجوں کے ساتہ سرحد کریمیا پر موجود تہا اور بظاہر اپنا قیام شاہین کرائے کی حمایت کے ارادہ سے بتاتا تہا اُس کی معزولی کا سراغ ملتے ہی فوراً ستر ہزار سپاہ کے ساتھ ملک میں گھس آیا اور کریمیا پر تسلط کرکے اُسے روسی علاقہ بنالیا۔ اور روسی حکومت کی یہ حرکت پھر ٹرکی سے جنگ چھڑ جانے کی سبب ہوئی۔

جنگ روس و آسٹریا

روسی حکومت کا کریمیا پر قبضہ کرلینا سراسر معاہدہ قینارچہ کے خلاف تہا کیونکہ معاہدہ مذکور میں کریمیا کا ملک ٹرکی کی ماتحتی سے الگ کرکے بالکل خود مختار بنادیا گیا تہا نہ یہ کہ وہ روسی حکومت کا ماتحت کردیا گیا ہو۔ دولت علیہ کو اس امر سے جو پریشانی اور رنج لاحق ہوا اُسپر مزید ترکی قوم کی ناراضی اور عام پبلک سے لیکر تمام اراکین دربار تک کا جوش میں آنا اور

بھی آفت برپا کر رہا تھا، باب عالی نے فوراً دول یورپ سے خط کتابت شروع کر دی تاکہ وہ سب روسی حکومت کو اُس کی حد پر قائم رکھیں۔ اور اس عرصہ میں سلطان نے متواتر سات وزیروں کو معزول کر کے آخرالامر عہدہ صدارت عظمیٰ قوجہ یوسف پاشا (سنہ ۱۲۰۰ھ) کو تفویض کیا۔ جو بڑا غیرت مند صاحب حیثیت اور بہادر تھا، یہ وزیر باوجود اس کے کہ بالکل اَن پڑھ تہا لیکن اچھے اور صائب الرائے مشیروں کی صلاح پر بڑی عمدگی سے عمل کیا کرتا، اسکو روسی حکومت سے جنگ کرنیکا خیال تہا جس نے نہ صرف ملک کریمیا کو اپنے تسلط میں لے لینے پر اکتفا کی تہی بلکہ سنہ ۱۱۹۷ھ میں بعض ترکی علاقوں پر بہی دست درازی کر کے انہیں فتح کر لیا تہا اور مملکت پولینڈ کو اپنے اور آسٹریا اور پروشیا کے مابین حصہ بانٹ کر لیا تہا۔ دولت عثمانیہ نے حکومت ہائے یورپ سے بہت کچھ خط و کتابت کی کہ وہ کسی طرح مصالحہ طور پر روسی دست درازیوں کو روکدیں۔ مگر وہاں کون سنتا تہا۔ فرانس جو اُندنوں آمریکا والوں کو مدد دینے کیوجہ سے خود ہی انگلستان کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہو رہا تہا اُسنے بہی اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے یہی کہلا بہیجا کہ کسی طرح بنے اسوقت جنگ کا خیال نہ کرو کیونکہ کیتہرائن دوم مدت سے جنگی تیاریوں میں مصروف تہی اور اُس نے شہنشاہ یوسف دوم سے شہر کرسون Kherson میں ملاقات کرنے کیوقت اُس کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ بہی کر لیا تہا جسکا مقصد یہ تہا کہ دولت علیہ کے مقابلہ میں دونوں شریک رہینگے اور آسٹریا روسی حکومت کو اس بارہ میں مدد دیگی کہ وہ اُس کی سرحد پر ایک نئی سلطنت قائم کرے جو ترکی آسٹروی علاقہ کے مابین حد فاصل کا کام دے اور یہ حکومت صوبجات افلاق، بغدان، اور بسارابیا کو باہم ملا کر بنائی جائیگی جسکا ایک آرتھوڈکس مذہب رکھنے والا تاجدار مقرر ہوگا پھر اس کے بعد روسی و آسٹریا باہمی طور پر ترکی کا یورپین علاقہ بانٹ لینگی اس معاہدہ کی گفتگو سیاسی جلسوں میں بوثوق تمام صحیح قرار پاگئی تہی اور اب روسی حکومت کا ناگوار برتاؤ قابل برداشت نہیں رہگیا تھا۔ خاصکر جبکہ گورنمنٹ روس نے بندرگاہ سواستوپول کی قلعہ بندی اور بندرگاہ کرسون میں ایک عظیم الشان کارخانہ جہاز سازی کو کہولنا شروع کیا، اور بحیرہ اسود میں جدید طرز کے جنگی جہازوں کا ایک [illegible] اعظم

پر کھل گیا کہ یہ ساری کارروائیاں ٹرکی کے دھمکانے کیلئے اور اُسپر ناواجب دباؤ ڈالنے کے واسطے کی جا رہی ہیں، انگلش سفیر نے بھی دولت علیہ کو روس سے جنگ چھیڑنے پر ابھارنا شروع کیا اور اُسے یقین دلایا کہ گورنمنٹ برطانیہ اُس کی معین و یاور ہوگی اور اپنا تمام جنگی جہازوں کا بیڑا عثمانی بیڑہ کی امداد کے لئے بھیجیگی اس کے علاوہ وہ پولینڈ اور سوئیڈن کی حکومتوں کو بھی ٹرکی کا ساتھی بنانے میں کوشاں ہوگی کیونکہ آجکل وہ بھی روس سے خار کھائے بیٹھے ہیں گورنمنٹ عثمانیہ نے اسقدر حوصلہ افزا امیدیں دلائے جانے پر اعتماد کرلیا اور فوراً روسی سفیر مقیم آستانہ مسیو پوتیاقوف کے نام ایک یادداشت ارسال کی جسمیں اُسے ہدایت کی تھی کہ وہ فوراً اپنی سلطنت سے حسب ذیل ترکی مطالبات کی منظوری حاصل کرے۔ افلاق کا امیر مورد کراڈو جو بغاوت کرکے روسی علاقہ میں پناہ گزین ہوگیا ہے وہ ٹرکی حکام کو سپرد کیا جائے، روسی حکومت صوبہ کرج کی حمایت سے باز رہے کیونکہ یہ ملک قلمرو عثمانیہ میں شامل ہے۔ بعض روسی کانسل جو رعایائے ٹرکی کو آمادہ فساد بناتے رہتے ہیں معزول کئے جائیں، ٹرکی کے کانسل جنرل بحیرہ اسود کے بندرگاہوں میں رکھے جائیں، اور آئندہ جس قدر روسی تجارتی جہاز آبنائے باسفورس اور ڈاردانلز میں ہوکر گذریں اُنکی تلاشی اور تفتیش کا ٹرکی کو حق دیا جائے،، روسی سفیر نے اپنی حکومت سے دریافت کرنے کے بعد ان امور کو نامنظور کردیا تو حکومت عثمانیہ نے فوراً اُس کے حسب معمول گرفتار کرلئے جانیکا حکم صادر کردیا اور وہ قلعہ ہفت برج میں مقید کردیا گیا۔ پھر تو روس سے اعلان جنگ ہوگیا۔ فرانس درپردہ روسی حکمت عملی کا جانبدار تھا مگر حکومت سوئیڈن اور اہل پولینڈ اور سلطنت پروشیا نے دولت علیہ سے معاہدہ شرکت کرلیا اس لئے کہ گوسٹاف سوم شاہ سوئیڈن تو خود ہی سے چاہتا تھا کہ کسی طرح ترکوں اور روسیوں کے مابین جنگ چھڑ جائے اور اُسکو اپنا ازدست رفتہ علاقہ روسی حکومت سے واپس لینے کا موقع ملے۔

چونکہ پوٹمکن کا اکثر کریمیا میں رہنا ضروری تھا اس لئے اُس نے ملکہ کیتھرائن دوم کو اپنے کریمیا میں رہنے کا نتیجہ ٹھیک نہ نکلنے کا حال لکھکر اُس سے اجازت مانگی کہ اُسے یہاں سے چلے آنے کا حکم دیا جائے لیکن زارینہ نے اس بات کو نہیں مانا بلکہ اُلٹے اُسکو بندر اور اوزی کو

دونوں شہروں کو فتح کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا جسکی جنرل مذکور نے تعمیل کی اور شہر اوزی کا محاصرہ کرلیا - اور حکومت آسٹریا روسی گورنمنٹ کے ساتھہ ملی ہوئی تھی اُس نے بھی ترکی پر اعلان جنگ کردیا اسطرح دولت عثمانیہ کو دو زبردست حریفوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور اُسپر بہت بار پڑگیا - غازی حسین پاشا الجزائری بیڑہ عثمانیہ کا عام قبودان اپنی خدمات سے فارغ ہوکر استنبول میں واپس آیا اور اُسے اعلان جنگ کی خبر ملی تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ آپنے ایسے نازک وقت میں اعلان جنگ کرنے میں نہایت سخت غلطی کی ہے بھلا سلطنت سنیہ اسوقت ایسی عظیم الشان لڑائی کا بار سنبھال سکیگی جسمیں روس کی نوخیز حکومت اور آسٹریا کی زبردست طاقت دونوں پوری قوت سے ایک اکیلی ترکی سلطنت پر بڑھ رہے ہیں مگر اب تو جو ہونا تھا ہوگیا - ان باتوں کا موقع ہی کیا تھا آخر صدر اعظم نے شہری فوج کی کمان ہاتھ میں لی اور وہ سنہ ۱۲۰۲ھ میں روس و آسٹریا کی سپاہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا - اسی اثناء میں زارینہ کیتھرائن بذات خاص اپنی فوجوں کو ساتھ لیکر ملک کریمیا میں آگئی اور شہنشاہ جوزف دوم شاہ آسٹریا بھی اپنی فوجیں لئے ہوئے بلگریڈ کی طرف ترکی حدود پر بڑھا اور جنگ شروع ہوگئی - کپتان حسین پاشا الجزائری نے عثمانی بیڑہ کی کمان ہاتھہ میں لی اور چونکہ اُس کے پاس جہازوں کے نقصانات کی تلافی کرنے کیلئے کافی وقت نہیں تھا اس لئے اُس نے بیڑہ کے جہازوں کے تمام ناخدا لوگوں کو اپنے مکان میں بلوایا اور جسوقت وہ سب جمع ہوگئے تو اُنکو مخاطب کرکے یہ تقریر کی :-

"پیارے دوستو ! آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے ایک مدت دراز سے باوجود اپنی کم استعدادی کے عثمانی بحری قوت کی کس قدر خدمتگذاری کی ہے اور میں فخر سے نہیں بلکہ شکر گذاری ادا کرنے کی نیت سے کہتا ہوں کہ مجھے اپنے تمام منصوبوں میں ابتک کامیابی ہی حاصل ہوتی رہی - صاحبو! آج میرے سر پر ایک دوسری عظیم الشان خدمت کا بار گراں رکھا گیا ہے اور حکم ملا ہے کہ پیش آنیوالی جنگ میں مجھے اور آپ لوگوں کو دولت علیہ کی نیکنامی کا دامن داغ بدنامی سے بچانے کی کوشش کرنی ہوگی - حق نمک بھی اسی کا مقتضی ہے کہ خود میں اور میرے محترم دوست و بازو یعنی آپ حضرات اس امتحان کے موقع پر پیچھے نکہ جلال

اور ملک وملت کے سچے جان نثار ثابت ہونگے اور خدا ہمیں ایسی ہی توفیق دے - بھائیو! یہ معاملہ جاہ طلبی کا نہیں - یہ جنگ ایک دینی مقدس فرض کی بجا آوری ہے اس میں غزا کا ثواب حاصل ہوگا، ولی نعمت کے حق نمک کا پاس نہ کیا جائے تو اپنے پروردگار کی رضامندی چاہنے کا خیال ضروری ہے سنو! میں آج اپنی تمام بیویوں کو طلاق دیکر اُنکے حقوق خود معاف کرتا ہوں اور اپنی تقصیرات اُن سے معاف کرائے لیتا ہوں - اولاد، احباب، اعزہ، سب سے رخصت ہوتا ہوں، اگر اس قیامت خیز معرکہ سے زندہ وسلامت پھرا تو سب سے اسی دنیا میں پھر مل لونگا ورنہ روز محشر لوائے احمدی کے زیر سایہ خونی کفن میں شگفتہ روئی کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کرونگا - یہ تمام کارروائیاں صرف اس لئے کی گئی ہیں کہ مجھے تعلقات دنیاوی سے آزادی رہے اور اپنے ظاہری آقائے نعمت اور خداوند کے تعمیل احکام کا بخصوص نیت موقع ملے، آپ لوگ ترکی بحری قوت کی جان اور میری کوششوں کے سرسبز ہونیکے ارکان ہیں آپکو بھی آئندہ خدمت کے اخلاص وسچائی کے ساتھ ادا کرنے پر تیار رہنا مناسب ہے، اگر کوئی عذر ہے تو اسوقت کر لیجئے میں اسکی تلافی کرونگا اور جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سے عرض کرونگا وہ آپکی شکایتیں سنیں گے، مگر جب دشمن کا سامنا ہوگا اور معرکہ کارزار گرم ہو پھر آپ کی کوئی شکایت نہ سنی جائیگی - اور اگر وہاں آپ سے کچھ بھی خیانت ظاہر ہوئی تو آپ نہ صرف اپنے افسر کے سامنے بلکہ خدا کے روبرو، اُس کے رسول پاک کی جناب میں، امیرالمومنین کی نگاہوں میں اور قوم وملت کی نظروں میں سُبک ہونگے، منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے اور جزائے عمل کے مستوجب بنیں گے - لیکن اس کے برعکس عمدہ طور پر بصدق وراستی ہر ایک خدمت ادا کریگا اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی صلہ پائیگا اور بارگاہ خداوندی کے اجر عظیم کا تو میں کیا بیان کر سکتا ہوں کہ کیا ملیگا - ہاں ان سب باتوں کے بعد میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میری دعوت مانتے ہیں تو حلف اُٹھائیے کہ اسپر ثابت قدم رہینگے - اور اس طرح سب کو اطمینان ہو جائیگا"

تقریر کا تمام ہونا تھا کہ حاضرین کے سینے جوش جرأت سے لبریز ہوگئے - اور وہ بل کر سکے دشمن کا مقابلہ کرنے پر تیار تھے سبھوں نے حلف اُٹھایا کہ انشاءاللہ وہ پوری جانبازی سے کام

لیکر اپنے معزز افسر کے احکام کی تعمیل کرتے رہیں گے - اس طرح اپنے ماتحت افسروں میں جوش پھیلا کر اس نے تمام افسروں کو جہازات پر جانیکا حکم دیا اور دوسری ہی دن تیاری کر کے آستانہ علیہ سے روانہ ہوگیا +

اوزی کی بحری جنگ

سلطانی احکام بیڑہ کے نام جنگ پر جانے کیلئے صادر ہوتے ہی کپتان پاشا نے شہر آوزی کی جانب رُخ کیا جہاں اسوقت روسی جنرل پوٹمکن محاصرہ ڈالے تہا ۱۲۰۲ھ کے اندر ہی وہ شہر اوزی کے سامنے پہنچگیا تو اس نے اپنی چھوٹی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو زیر آب چٹانوں سے بچکر بخوبی جنگ کرسکتا تہا اُس روسی جنگی بیڑہ سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا جو راس قیل کے سامنے لنگرزن تہا اور اُس میں بہی ویسی ہی چھوٹی جنگی کشتیاں اور صالون موجود تھے، جانبین سے لڑائی چھڑی تو روسیوں کی ایک صالون کشتی ڈوب گئی جسپر ایک سو سپاہی تھے - اور ترکوں کی بہی ایک چھوٹی صال غرق ہوئی جسپر محض سترہ سپاہی سوار تھے - یہ لڑائی اتنی ہی رہی اور پہر دونوں طرف چند روز سکوت رہا، آخر پانچویں یا چھٹے دن دوبارہ معرکہ آرائی ہوئی جسمیں روسی بیڑہ بہت کچھ نقصانات اُٹھا کر پسپا ہوا اور ترکی بیڑہ کو نہایت خفیف ضرر پہنچا جو بیان کرنے کے قابل بہی نہیں - ازاں بعد تیسرا حملہ ہوا، اس مرتبہ روسی جہازات پتھریلی چٹانوں پر نشانیاں قائم کرکے ساحل سے نزدیک چلے گئے اور نشانات اس لئے نصب کئے تھے کہ اُنکی باقی کشتیاں بہی بآسانی اور سرعت کے ساتھ چلی آسکیں عثمانی بیڑہ نے اُنپر حملہ کرکے روسیوں کو راس قیل سے بالکل ہٹا دینے کی کوشش شروع کی اور وہ کامیابی بہی حاصل کرلیتے لیکن اسی اثناء میں روسی جنرل سوارٓوف اپنی فوجوں کے ساتھ آگیا اور روسیوں کو کمک پہنچادی، اگرچہ ترکوں نے اس موقع پر بڑی دلیری سے کثیر التعداد غنیم کا مقابلہ کیا - لیکن آخر اُسے سخت نقصانات اُٹھا کر پسپا ہونا پڑا، جسوقت ترکی سپاہی کشتیوں پر سوار ہوکے پسپا ہونے لگے تو روسی نوتعمیر قلعہ سے جو راس قیل پر بنا تہا اُنپر آتشباری کیجانے لگی اور دوسری دقت یہ پیش آئی کہ واپسی میں ترکوں نے یہ دیکھا کہ روسی نشانات جو دریا

میں چھپی ہوئی چٹانوں پر قائم تھے اکھڑ گئے ہیں اس لئے وہ اپنی کشتیاں باسانی نکال کر نہ لیجا سکے
بہت سی ترکی کشتیاں چٹانوں میں پھنسکر رہ گئیں اور قلعہ کی آتشباری نے انکو تباہ کر ڈالا۔
یہ آفت تو برپا ہی تھی کہ اسی اثنا میں پرنس ناسیجن "Nassau Siegen"
روسی افسر مقام نکولائف سے چند چھوٹی جنگی کشتیاں لیکر آپہنچا جو بام بوٹ، گنبوٹ، اور
صنادل، کی وضع کی تھیں اور ترکی بیڑہ پر حملہ کر دیا۔ اس حالت میں ایسی سخت لڑائی ہو رہی تھی
کہ اسے دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا۔ بہت سے ترکی سپاہی مردانہ وار لڑکر شہید ہوئے
اور انہوں نے چند روسی کشتیوں کو بھی غرق کر دیا، عثمانی بیڑہ کی چند شالوپہ کشتیوں نے
بڑی محنت کے ساتھ اپنے ڈوبتے ہوئے سپاہیوں کو بچایا جو ٹوٹنے والی کشتیوں پر سے
دریا میں گر رہے تھے، اور اس لڑائی میں ترکوں کی تمام ہلکی جنگی کشتیاں تلف ہوگئیں۔ کپتان
پاشا نے یہ حالت دیکھکر حکم دیا کہ پانچ چھوٹی کشتیاں جو بچ رہی ہیں محفوظ رکھی جائیں اور بیڑہ کو
جزیرہ بیرہ زان میں ہٹا لایا تاکہ وہاں سے واقعات جنگ کی رپورٹ استنبول کو روانہ
کر سکے +

ییلان اطہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا جنگ کے بعد دسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ ۱۲۰۲ھ کو ایک ترکی گشتی جہاز
جو بیسیدی چوکی پر مامور تھا آکر کپتان پاشا سے مخبر ہوا کہ روسی جنگی بیڑہ بندرگاہ سیواسٹوپول
سے نکلکر جزیرہ ییلان اطہ کی طرف آرہا ہے، کپتان پاشا نے اس غیر متوقع بیڑہ کے سرنکالنے
کا حال سنکر فوراً اس سے مقابلہ کرنے کیواسطے روانگی کا حکم دیا، وہ متحیر تھا کہ بحیرہ اسود میں
آجتک کوئی روسی بیڑہ نہیں تھا آخر یہ نیا بیڑہ کدہر سے نکل آیا۔ بات یہ تھی کہ پرنس ناسیجن

سلہ مذکورہ بالا اوزی کی بحری لڑائی کے بعد روسی جنگی بیڑہ کی کمان [illegible] ترکی بیڑہ
کے مقابلہ کا شائق ہوا اور سیواسٹوپول کے بندرگاہ کا نو تعمیر بیڑہ لیکر چلا تھا۔ کپتان غازی حسن
پاشا روسی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی مقابلہ پر آمادہ ہوگیا [illegible]
[illegible]

کشتیوں اور پانچ غلیون جہازات دیگر غنیم سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ پیلاتن اطہ [illegible] " کے نزدیک غنیم کو ٹوکے - پھر اُس نے اپنے جہازوں کی صف بندی کر کے ہر ایک بحری افسر کے ماتحت آٹھ آٹھ غلیون جہاز رکھے اور اُنکو ہدایت کر دی کہ خبردار ایک دوسرے کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا پھر خود اُس نے بڑھکر غنیم پر گولہ باری آغاز کر دی اور اُس کے کئی جہاز تباہ کر ڈالے ترکی امیر البحر کی فتحیابی کا شگون بہت اچھا ہوا اور اُس کی ہمت و جرأت اپنا رنگ دکھا گئی وہ اور بھی زور شور سے دشمن کے جہازوں پر گولے برسانے لگا مگر ابتک صرف ایک ہی سمت سے جنگ کا بار تھا کہ اسی اثناء میں جزیرہ پیلاتن اطہ کی سمت سے بطروند پاشا اپنا ماتحت بیڑہ لیکر بڑھا اور ایک روسی غلیون جہاز گرفتار کر لینے کے علاوہ اُس کے کئی ایک فرقاطہ جہازات غرق کر دئے، ابتک ترکی بیڑہ کے باقیماندہ کئی حصے بہت پیچھے اور شریک جنگ نہیں تھے - روسی امیر البحر ترکی بحری طاقت اور اُس کے بحری افسروں کی مہارت دیکھکر ایسا گھبرایا کہ اُسے بھاگتے ہی بن آئی اور ترکوں نے بندرگاہ سیواسٹوپول تک تعاقب کر کے مزید نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی یہانتک کہ جب روسی بیڑہ بحالت تباہ بندرگاہ میں گھسکر قلعہ کی گولہ باری کے سایہ میں پناہ گزین ہوگیا تو عثمانی کپتان پاشا اپنے جہازوں کو بندرگاہ سولینہ Sulina کی طرف مثالی آیا جو دریائے ڈنیوب کے دہانہ پر واقع ہے - اور یہاں اُس سے ایک کورٹ مارشل کا اجلاس کر کے اُن بزدل اور نکحرام افسروں کا محاکمہ کیا جنہوں نے شریک جنگ ہونے میں تقصیر کی تھی ورنہ غالبًا وہ روسی بیڑہ کو تمام تر فنا کر سکتا - چنانچہ اُس نے سب کو سخت سزائیں دیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور کارگذار افسروں کی ترقی کیلئے باب عالی میں رپورٹ کی اور روسیوں سے چھینے ہوئے جہاز کا نام خدا دیردی (عطیۂ الٰہی) رکھا - اور کپتان عمر پاشا ماکرن کریٹ کو اُسی کے جہاز کے اگلے حصہ پر سولی دینے کا حکم دیا گیا - خلاصہ یہ ہے کہ گو کپتان پاشا نے اوزی کی بحری جنگ میں اپنی ہلکی جنگی کشتیوں کا بیڑہ غنیم کے ہاتھوں تباہ کرا کے سخت نقصان اُٹھایا تھا لیکن اس جنگ میں اُس نے عظیم الشان روسی جنگی بیڑہ کو بُری طرح ہزیمت دیکر اور اُسے آئندہ کیلئے اسقدر بیکار بنا کے کہ پھر وہ کبھی ترکی بحری قوت کے منہ نہ پڑ سکے اپنے

خسارہ کی تلافی بھی کرلی۔ یہ جنگ ختم ہو چکی تو کپتان غازی حسن پاشا کو عثمانی بیڑہ کی
جہازوں کی درستی اور اُنکی کمی پوری کرنیکا خیال پیدا ہوا اور اُس نے آستانہ علیہ سے تازہ
فوجی کمک اور نئے جنگی جہاز طلب کئے جو ہلکی وضع کے ہوں۔ روسی جنرل سواروف نے
انہی دنوں قیل برون کے نزدیک بہت سے مورچے تیار کرلئے تھے اور روسی ہلکی کشتیوں کا
جنگی بیڑہ نکولائیف سے آکر زیر ماتحتی پرنس ناسوشن کے قلعہ اوزی پر دوبارہ حملہ آور
ہوگیا جس پر ترکوں کا قبضہ تھا تو غازی حسن پاشا نے بارگاہ سلطانی میں ہلکی جنگی کشتیوں
کے ارسال کرنے کی بابت دوبارہ عرضداشت بھیجی اور لکھا کہ جبتک کشتیاں نہ آجائیں
وہ قلعہ بند ترکی فوج کو کچھ بھی امداد نہیں دے سکتا۔ مگر ادھر جاڑوں کا موسم نزدیک آگیا
تھا اور اُس طرف اوزی کی قلعہ بند فوج قلت رسد سے پریشان ہو رہی تھی اس لئے غازی
حسن پاشا نے جس طرح بن پڑا قلعہ والوں کو پانچ ہزار سپاہ سے مع سامان جنگ و ذخیرہ رسد کے
امداد دی اور اس طرف سے مطمئن ہو کر خود مع بیڑہ کے آستانہ علیہ کو واپس گیا تاکہ جہازوں
کی مرمت و اصلاح سے فراغت حاصل کرے۔

ادھر بحری لڑائیوں میں عثمانی بیڑہ کی کامیابی کا حال تو معلوم ہو چکا اب خشکی میں جو
لڑائیاں ہوئیں اُنکی بھی مختصر کیفیت سنئے کہ صدر اعظم تو مع افواج کے ایڈریانوپل کی
طرف روانہ ہوا۔ اور دریائے ڈنیوب کے اطراف میں غنیم کو روکنے کی خدمت مدینہ اسمٰعیل
کے سرعسکر سابق صدر اعظم شاہین علی پاشا کو تفویض کیگئی۔ صدر اعظم نے دیکھا کہ وہ خرابی
موسم کی وجہ سے اپنی سپاہ اوڈین کی جانب نہیں بڑھا سکتا تو اُس نے ایڈریانوپل ہی سے
اپنے ماتحت لشکر کو کئی کالموں میں بانٹ کر ایک ایک کالم اوزی، خوتین، اور بندر کے
ترکی کمانڈ افسروں کے پاس بطور کمک ارسال کردیا۔ آسٹریا نے آبنائے مہادیہ میں بلگریڈ
کا محاصرہ کرنے کی غرض سے کئی ایک مورچے تیار کرلئے تھے اور وہ اُسپر حملہ آور ہونے کی فکر
کر ہی رہی تھی، صدر اعظم یوسف پاشا یہ حالات دیکھکر وڈین اور بلگریڈ کے علاقوں میں
ہوتا ہوا دریائے ڈنیوب کو عبور کرگیا اور شاہنشاہ یوسف دوم کی فوج کو شکست فاش دیکر
آبنائے مہادیہ پر قابض ہوگیا۔ اس جنگ میں صدر اعظم نے شہنشاہ یوسف دوم کو بھی گرفتار

کرلیا ہوتا لیکن وہ ایک جنگی چال کر کے نکل گیا تاہم ترکی وزیر نے بانچوہ کا تمام علاقہ فتح کرلیا اور تقریباً اسی توپیں اور بہت سا اسباب جنگ غنیم سے چھین لیا۔ (۱۲۰۲ھ)

شہنشاہ یوسف دوم اپنی فوجوں کی شرمناک ہزیمت سے اس قدر پریشان ہوا کہ میدان میں نہ ٹھیر سکا اور جنرل لودین کو سپہ سالار افواج آسٹریا بنا کر خود تختگاہ کی طرف چلا گیا۔ یہ زمانہ جس میں عثمانی سپاہ آسٹریا والوں پر فتوحات حاصل کر رہی تھی روسیوں کے ترکی بیڑہ پر فتحیابی کا ہم عصر تھا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے پھر روسی سپاہ نے پیش قدمی کر کے بہت سا ترکی علاقہ بھی فتح کرلیا اور یہ سب حالتیں امداد کا وعدہ کرنے والی یورپین حکومتیں خاموشی کے ساتھ بیٹھی ہوئی دیکھتی ہی رہیں نہ کسی نے امداد دی اور نہ روسی حکومت پر اعتراض کیا، ترکی قلمرو کی عام مسلمان رعایا اس بات سے بےحد رنجیدہ تھی اور خود سلطان کو ایسی کوفت لاحق ہوگئی تھی کہ وہ اسی رنج و غم میں ۱۲ - رجب ۱۲۰۳ھ کو دنیا سے سفر آخرت کر گیا۔ یہ سلطان عبد الحمید خان اول نہایت پرہیزگار، نیک چلن، رعایا پرور اور صلاح امور حکومت کا خواہاں تھا اکثر اوقات اپنے امکان کے موافق وزیروں کو رعایا سے عمدہ برتاؤ کی تاکید کیا کرتا اور خود بھی انکو حسب طاقت امداد دیتا تھا۔ اسکے بعد اسکا بھتیجا سلطان سلیم خان سوم تخت نشین ہوا۔

(۱۲) بارھویں فصل

سلطان سلیم خان سوم کی تخت نشینی سے فرمان گلخانہ کے صادر ہونے تک کے حالات

۱۲۰۳ ——— ۱۲۵۶ھ

(۲۸) سلطان سلیم خان سوم ابن سلطان مصطفیٰ خان سوم

۱۲۰۳ ——— ۱۲۱۲ھ

یہ سلطان بیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا اور پہلے ہی مرتبہ جو کام شروع کیا وہ برّی فوج کی درستی اور بحری فوج کی اصلاح تھی۔ اُس نے ایک حکمنامہ تحریر کیا کہ جہانتک ممکن ہو ہر ایک اقلیم سے فوجوں کی فراہمی عمل میں آئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ فوج شہر صوفیا میں جمع ہوگئی، مگر چونکہ اسوقت سیاسی حالات میں سخت برہمی واقع ہو رہی تھی اور دولت علیہ اور حکومت روسیہ کے مابین نہایت شدت سے جنگ جاری تھی اس لئے گو سلطان نے فراہمی سپاہ میں اسقدر کوشش سے کام لیا لیکن جنگ آور سپاہ کی ناموافق [illegible] تبدیل نہ ہوسکی اور بہت سے سپاہیوں نے اُن مرکزوں کو چھوڑ دیا جہاں وہ بغرض حفاظت و مدافعت مامور کئے گئے تھے۔

اس زمانہ میں ترکی بیڑہ کی حس و حرکت

کپتان حسین پاشا الجزائری نے موسم سرما کے زمانہ میں ترکی بیڑہ کو ہر طرح چاق چوبند بنالیا تو یکایک وہ امیر البحری کے منصب سے معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ کپتان حسین پاشا ساکن کریٹ کو دیگئی۔ حسین پاشا الجزائری امیر البحری کے عہدہ سے ہٹاکر سلسٹرہ کی چھاونی کا کمان افسر بنایا گیا جہاں اس نے بحری لڑائیوں سے بڑھکر اپنی قابلیت جنگی کا ثبوت دیا۔ اگرچہ ترک مورخین نے اسکی امیر البحری سے معزولی پر بہت کچھ رائے زنی کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ کسی الزام کی وجہ سے ہٹایا گیا تہا لیکن ہمکو اس کے ماننے میں اس لیے تامل ہے کہ بعد میں اسکی ذات سے جو اعلیٰ خدمات متعلق ہوئیں وہ اس الزام کے منافی پڑتی ہیں۔ اور جودت پاشا ترک مورخ لکھتا ہے کہ :۔ حسین پاشا الجزائری نے سر عسکری سلسٹرہ پر مامور ہونے کے بعد ایسی بے نظیر خدمتیں انجام دیں کہ اس کے گذشتہ زمانہ کی کارروائیاں بہی اُن کے سامنے ہیچ پڑگئیں اور آخر وہ صدر اعظم کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوا جبکہ ۱۲۱۳ھ میں یکایک سفر آخرت کرجانے سے دولت علیہ کا ایک مخلص کارکن عہدہ دار اس کے ہاتھوں سے ضائع ہوا ؎

جن دنوں ترکی جنگی بیڑہ بحیرہ اسود میں مصروف جنگ تہا انہیں دنوں بحر مجمع الجزائر یونان روسی دریائی قزاقوں کے جہازات کا جولانگاہ بنا ہوا تہا اور یہ کمبخت جزیرہ موریا کے عیسائی اور بغاوت پسند باشندوں کو زر نقد اور سامان جنگ سے مدد دیکر انہیں شورش برپا کرتے رہنے پر آمادہ بنایا کرتے تھے، اسکے علاوہ انہوں نے ترکی رعایا کو بہی تنگ کر رکھا تہا تجارتی جہازات کو لوٹ لینا اور مسافروں کو ستانا انکا معمولی کام تہا۔ یہ کیفیت دیکھکر ۱۲۰۲ھ میں عثمانی بیڑہ جسمیں (۱۸) جہازات تھے بحر ابیض متوسط کی طرف بھیجا گیا اس بیڑہ پر کوسہ مصطفےٰ پاشا کے ماتحت بڑی فوج اور مشہور کپتان سید علی جسکی شجاعت و دلیری مسلّم تہی بحری سپاہ کا افسر بناکر ارسال کیا گیا تہا اور یہ بہی ٹیونس اور مغربی افریقہ کے جزیروں سے آیا تہا، اس بیڑہ نے سب سے پہلے جزیرہ مرتدیر ہاتھ صاف کیا کیونکہ وہ بدمعاش لوٹیروں کا مرکزی مقام تہا۔ اور اسکے چند روز بعد غنیم کے جہازوں کو جا گھیرا جو سات گھنٹے تک خوب لڑتے رہے اور آخر

الجزائری بیڑہ کی بے نظیر دلاوری کے سامنے اُن کے حوصلے پست ہوگئے پھر مذکورہ بیڑہ نے
غنیم کے تمام جہازات گرفتار اور برباد کردئے اور باغیوں کا کپتان امیرو اپنے جہاز الجزائری
بیڑہ والوں کی گولہ باری سے تباہ وغرق ہوتے دیکھکر ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہوکے بھاگ گیا
جسکے بعد غنیم کی بچی کھچی کشتیاں بھی مفرور ہوگئیں، اب عثمانی بیڑہ نے آگے بڑھکر جزیرہ مرتد
کے قلعہ پر حملہ کیا اور اُسے منہدم کرکے وہاں سے تمام جنگی ذخائر اور توپیں لیلیں، اسی جزیرہ کے
بندرگاہ میں دو غنیم کے جہاز سامان جنگ اور آلات حرب وضرب سے بھرے ہوئے ہاتھ آئے
جنکو قبضہ میں کرکے فروخت کرڈالا اور اُس کی نقد قیمت بیڑہ کے سپاہیوں اور افسروں کو
تقسیم کردیگئی ❊

شخل برون کی بحری جنگ

وسط ماہ رجب سنہ ۱۲۲۳ھ میں کپتان حسین پاشا مکو پچاس چھوٹی بڑی کشتیوں کا بیڑہ
لیکر بحر اسود میں گیا اور جب بندرگاہ سولنیہ میں پہنچا تو چھوٹے جہازوں کو وہاں چھوڑتا ہوا اقام
کیرچ "[illegible]" کی طرف بڑھا جو "شخل برون" کے نزدیک واقع تھا، اسجگہ عثمانی بیڑہ
اور روسی بیڑہ کا باہم مقابلہ ہوا۔ روسی بیڑہ میں پانچ گلیون، اور (۱۶) قرقاطہ جہازات
تھے، لڑائی شروع ہوئی، ترکی توپچیوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ دم زدن میں چار
روسی قرقاطہ جہازوں کو بیکار بنادیا گو پھر بھی سات گھنٹوں تک جانبین میں زور شور کے
ساتھ گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہا، دونوں طرف کے نقصانات بہت زائد تھے آخر رات
پڑگئی اور روسی بیڑہ جان بچاکر بندرگاہ [illegible] کو چلا گیا تو عثمانی بیڑہ بھی سولنیہ کی بندرگاہ
میں پلٹ آیا اور بہت جلد ضروری مرمت جہازوں کی درست کرکے ماہ ذی القعدہ سنہ الیہ
کی آخری تاریخوں میں پھر غنیم کی جستجو کرتا ہوا نکلا، جب عثمانی بیڑہ اوڈیسا کے سمندر میں پہنچا تو ایک
ترکی قرہ قول جہاز نے اسے خبر پہنچائی کہ اس نے (۲۸) جنگی جہازوں کا روسی بیڑہ راس
قیل سے [illegible] کی سمت کو آتا ہوا دیکھا ہے۔ یہ سنکر عثمانی بیڑہ جو کہ تیار ہو رہا، اسوقت ہوا بڑے
زور شور کی چل رہی تھی اور خرابی یہ تھی کہ غنیم کے حق میں موافق اور ترکوں کے لیے مضر تھی کیونکہ

ترکی جہازات آگے نہیں بڑھ سکتے تھے اور غنیم کے جہازات فراٹے کے ساتھ بڑھے آرہے تھے۔ عثمانی امیرالبحر نے فوراً اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ بادلوں کو گرادیں اور ساحل سے دور ہوکر کھلے سمندر میں آجائیں۔ آخر تھوڑی ہی دیر زوال آفتاب سے پہلے روسی بیڑہ بھی آپہونچا اور دونوں کا مقابلہ ہوگیا دور سے گولہ باری کا مبادلہ کرکے جنگ شروع ہوئی اور کپتان حسین پاشا نے کئی ایک روسی جہازوں کو سخت ضرر پہنچایا، اسکے علاوہ روسیوں کے دو فرقاطہ جہاز غرق ہوگئے شام تک لڑائی اسی ایک انداز پر قائم رہی اور تاریکی ہوجانے پر دونوں بیڑے الگ ہوگئے رات کو طوفانی ہوا کے زور نے روسیوں کو اس قدر پریشان کیا کہ انہیں بھاگ جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ملا اور وہ ایک نزدیک کے بندرگاہ میں جاکر پناہ گیر ہوئے لیکن ترکی بیڑہ کی ترتیب خراب ہوگئی اور اس کے جہازات جدھر ہوا کا زور تھا اُس جانب منتشر ہو چلے۔ دوم کپتان کا اکیلا جہاز میدان معرکہ کارزار میں رہ گیا جیسے صبح ہوتے ہی روسیوں نے حملہ کردیا، اکیلا ایک ترکی جہاز جسے غنیم نے ہر طرف سے حلقہ میں لیلیا تھا اس موقع پر کیا کرتا؛ غالباً کوئی بزدل افسر ہوتا تو ہتھیار ڈالکر غنیم کے قید میں چلا جانا غنیمت سمجھتا لیکن اس دلیر افسر نے آخری وقت تک سخت مقابلہ کیا اور اپنا شرف قائم رکھکر آخرکار ایک گولہ کے زخم سے شہید ہوگیا۔ اُس کی ساتھی سپاہ بھی افسر کی جانبازی اور نمک حلالی سے متاثر ہوکر لڑتی رہی اور جب صرف چند آدمی باقی رہ گئے تو انہوں نے دشمن کی قید بھگتنے سے بعزت مرجانے کو ترجیح دیکر بارود کے ڈھیر میں آگ لگادی بارود کا اُڑنا تھا کہ جہاز کے پرزے پرزے ہوکر بکھر گئے اور وہ اپنے پاس کے ایک روسی جہاز کو ساتھ لیکر دریا برد ہوگیا قریب کے دیگر روسی جہازات بھی اس صدمہ سے سخت مضروب ہوئے، اب عثمانی بیڑہ کپتان دوم کی امداد کو آگیا تھا لیکن فاصلہ پر ہونے کے باعث وہ کچھ نہ کرسکا آخر ہوا کی مخالفت اور کپتان دوم کے جہاز کی بربادی پر تاسف کرتا ہوا کپتان حسین پاشا مع بیڑہ کے کلیکرا ڈکو چلا گیا اور ساحل کے نزدیک لنگرزن ہوکر دربار سلطانی میں جنگ کی رپورٹ ارسال کی جس میں ظاہر کیا تھا کہ بیڑہ کے جہازات بہت خستہ ہوچکے ہیں اور غنیم کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس لئے اجازت ہو تو آستانہ علیہ واپس آکر انکی مرمت سے فراغت حاصل کروں چنانچہ اسکی منظوری موصول ہونے پر وہ آستانہ کو واپس گیا +

۱۲۰۵ھ میں دوبارہ عثمانی بیڑہ بحر اسود میں داخل ہوا اور روسی بیڑہ سے بمقام اناپا دوچار ہوکر اُسپر حملہ آور ہوا، روسی بیڑہ میں ۴۲ جہازات تھے اور وہ سیواسٹوپول کو جارہا تھا، اُسنے ترکی بیڑہ کو آمادہ جنگ پاکر فرار پر قرار کرلیا اور بندرگاہ سیواسٹوپول میں گھس گیا، بعد میں معلوم ہُوا کہ روسیوں نے پہلی مرتبہ محض اس لئے طرح دی تھی کہ اُن کے چند غلیون جہاز زیر مرمت تھے اور جب وہ بنکر آگئے تو پھر روسی بیڑہ جنگ کے لئے بڑھا، کپتان حسین پاشا نے غنیم کو اپنی جانب آتے دیکھکر اُسکا خیر مقدم کہنے سے درگذر نہیں کیا، یہ دن عید اضحی ۱۲۰۵ھ کا پہلا دن تھا غنیم کا بیڑہ سامنے آتے ہی بطروند سید علی پاشا جو نہایت دلیر افسر تھا اپنے ماتحت جہازوں کے ساتھ حملہ آور ہوکر دشمن کے قلب میں جا پہنچا، کپتان حسین پاشا نے اس افسر کو منع بھی کیا کہ اُس کی یہ حرکت جنگی اصول کے خلاف ہے مگر اُس نے نہیں مانا اور باوجود اس کے کہ وہ صرف چند جہازوں سے بالکل دشمنوں کے نرغہ میں پھنس گیا تھا اُس نے روسیوں کے ہوش اُڑا دیے اور اُنہیں بےحد نقصان پہنچایا اِدھر باقی ترکی جہازوں نے بھی اپنے ایسے دلیر افسر کو یوں ورطۂ ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچانے پر کمر باندھی اور وہ دوجانب سے روسی بیڑہ پر حملہ آور ہوئے غنیم کی توجہ اِدھر بٹی تو سید علی کے جہازات صاف نرغہ سے بچکر نکل آئے، لیکن ہوا کی مخالفت نے ترکی بیڑا کا بڑا حصہ شرکت جنگ سے الگ رکھا گیا تھا اور صرف پندرہ جہاز روسیوں کے مکمل بیڑہ کا مقابلہ کررہے تھے اسی واسطے ترکوں کو زائد نقصان پہنچا مگر روسیوں کا خسارہ بھی اِن سے کسی طرح کم نہیں تھا شام ہونے پر دونوں بیڑے جدا ہوئے اور ہر ایک نے اپنے بیکار شدہ جہازوں کو ساحل پر لا ڈالا۔ تمام رات میں جہاں تک ہوسکا اُنکی ضروری مرمت کرلی اور دوسرے دن پھر لڑائی کا تہیہ کیا گیا تو بطروند سید علی پاشا نے اپنے جہازوں کی خرابی کے باعث شرکت جنگ سے انکار کرکے استنبول کی طرف رُخ کیا۔ کپتان پاشا اُسے روکنے کو چلا لیکن وہ نکل گیا اور ہاتھ نہ آیا غنیم نے ترکی بیڑہ میں اختلاف پڑنے کا تماشا دیکھا تو اپنی کامیابی کا یقین کرکے وہ ایک محفوظ راس کے نزدیک چلے گئے تاکہ اپنے بیڑہ کے ضرر رسیدہ جہازوں کی قرار واقعی مرمت اور اصلاح کرکے پھر مقابلہ کریں۔ یہاں اُنہوں نے اُن غلیون جہازوں کو جلا دیا جو کسی طرح قابل جنگ نہیں رہگئے تھے کپتان حسین پاشا نے اس عرصہ میں بہت زور مارا کہ روسیوں

پر کسی طرح ایک حملہ کر سکے لیکن ہوا کی مخالفت اُسے مجبور کرتی رہی اور پھر وہ بھی استنبول کو واپس چلا۔ قسطنطنیہ میں بیڑا کی ناکامیاب واپسی پر ایسا جھگڑا پھیلا کہ سلطان نے بیڑہ کے وہاں نہ آبنائے پر روک دیئے جانے کا حکم صادر کیا اور کپتان حسین پاشا حاضر دربار ہوا تو اُسے نہائت سخت لعنت ملامت کی کہ کیوں اس تباہ حالت کے ساتھ میرے پاس آیا؟

برّی لڑائیاں اور معاہدۂ یاش

وزیر اعظم یوسف پاشا نے اُن روسی فوجوں کے مقابلہ پر شکست اٹھائی جو بغدان کے صوبہ پر قابض تھیں اور اپنا بہت کچھ سامان جنگ غنیم کے لئے چھوڑ دیا تو سلطان نے اُسے معزول کر کے سنہ ۱۲۰۴ھ میں کتخدا حسن پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا اور یہ وزیر فوجوں کو فراہم کرنے کے بعد غنیم سے قلعہ اسماعیل کے نزدیک معرکہ آرا ہوا۔ یہ روسی فوج جنرل پوٹمکن کی ماتحتی میں تھی، وزیر حسن پاشا نے جنرل پوٹمکن کو سخت شکست دی اور اس سے ترکوں کی پہلی شکست کا معاوضہ لے لیا۔ مگر اسی عرصہ میں دوسری روسی فوج آق کرمان پر حملہ آور ہو کر اُسے فتح کر لینے میں کامیاب ہوئی اور دوسری جانب آسٹروی فوجوں نے بلگریڈ اور کئی ایک دیگر مقامات فتح کر لئے تو وزیر حسن پاشا بھی نالائق بنا کر الگ کر دیا گیا اور صدر اعظم کا منصب مشہور بحری افسر حسین پاشا الجزائری کو تفویض ہوا[1]۔ جس نے میدان جنگ میں جاتے

---

[1] حسین پاشا اُن ترکی قبائل کی نسل سے تھا جو حدود ایران پر آباد ہو گئے ہیں، یہ جنگی قیدیوں کے گروہ میں قسطنطنیہ لایا گیا تھا اور بچپن سے مقام تکفور طاغ میں ایک رئیس کے گھر پرورش پا کر جوان ہوا ہوش سنبھالنے کے بعد اسے دریائی سفر کا شوق محرک ہوا کہ ایک تاجر کے جہاز پر ملازمت کرے اس ذریعہ سے یہ بلاد مغرب کے صوبہ الجزائر میں پہنچا اور وہاں اپنے کچھ ایسے جوہر جرأت دکھائے کہ حاکم الجزائر اسکے ہونہار ہونے کو تاڑ گیا اور اس نے اس کو اپنی خدمت میں لے لیا۔ پھر تو اس نے یوماً فیوماً ترقی کی اور چند روز کے عرصہ میں بندرگاہ الجزائر کا رئیس مقرر ہو گیا جو اُن دنوں بہت اہم اور عالیشان عہدہ تھا، پھر اس سے اور الجزائر کے بعض بہادروں سے کچھ ناچاقی ہو گئی اور وہ بخوف جان ایطالیہ کو بھاگ گیا وہاں سے آستانہ علیہ پہنچا، یہاں آ کر بحری فوج میں داخل ہوا اور ایسی کارگزاریاں کیں

ہی پہلے بندر داق کرمان اور دیگر مقامات کے سرداروں کو انکی غفلت ولاپروائی سے جنگ کرنے کی بابت معقول سزائیں دیں اور غنیم کو کامیابی پیش قدمی سے روکا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۹) کہ امیر البحر کا اعلیٰ منصب حاصل کر سکا اور ارکان دولت اور سلطان سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ جنگ چشمہ میں اس کی کامیابی اور پھر جزیرہ لیمنی کا عجیب جرأت کے ساتھ فتح کرنا اسکی ناموری میں چار چاند لگانے کا سبب ہوا اور آخر وزیر اعظم کے اعلیٰ عہدہ پر ممتاز ہوا۔ اس نے وزارت بحری کے رتبہ کو اپنی ذات سے مشرف کر کے ترکی بحری قوت میں اس قدر ترقی کردی کہ وہ پھر محسود اقران بنگئی پہلے بحری صیغہ کے قوانین اور اصول بالکل منضبط نہ تھے اس نے سزا وجزا کے قوانین تیار کئے اور باوجود اس کے کہ یہ کوئی بڑا تعلیم یافتہ اور بحری علوم و فنون کا ماہر نہ تھا اس نے بہت سی ایسی باتیں ایجاد کیں جو بعد میں دول یورپ کو بحری ترقی کی جانب رہبر ہوسکیں۔ بحری مدارس اسی کی ایجاد سے تھے جہاں ساحلی مقاموں کے باشندے تعلیم پاتے تھے اور پھر ترکی بیڑوں کی عمدہ خدمت ادا کر سکتے تھے جنگی جہازوں کی بناوٹ میں ترقی کرنیکا بنیاد ڈالنا پھر اسی عالی دماغ شخص نے رکھا جس پر آج یورپ کی ترقی یافتہ قوم نے شاندار اور فلک فرسا عمارت بنائی ہے۔ اپنی زیر نگرانی اس نے بہت سے لائق بحری افسر پیدا کر دیئے جو بعد میں حکومت عثمانیہ کے کام آتے رہے بحری فوج کی خاص وردی تجویز کی اور اس فرقہ کے لئے ہر قسم کا ضروری سامان باقاعدہ طور پر بڑے انتظام کے ساتھ ایک ہی صیغہ میں فراہم کر دیا۔ ایک انگریز بحری کاریگر کو دار الصناعۃ میں ملازم رکھکر اُس سے بتجویز خود اس طرح کے جہازات بنوائے جو تیزی کے ساتھ چلنے کے علاوہ اندر اور باہر دونوں جانبوں سے دیکھنے میں سبک اور خوشنما نظر آتے تھے۔ ان جہازوں کے بادبان اسقدر ہلکے ہوتے تھے کہ وہ بڑی آسانی کے ساتھ چڑھائے اور اتارے جاسکیں اور جنگی نیلون جہاز بکثرت تیار کئے یہاں تک کہ اپنے زمانہ میں چالیس ایسے جہاز تیار کرا چکا تھا اور پورے ایکسو جہاز بنوانے کی منظوری لیلی تھی تاکہ انکے ذریعہ سے عثمانی سواحل کی بخوبی حفاظت کیجا سکے۔ بحری خدمت پر چن چن کر ایسے مغربی، الجزائری، رومی، اور ترکی لوگوں کو ملازم رکھا تھا جنکے تجربات بہت وسیع تھے اور وہ کار کردہ بھی تھے پھر انہیں لوگوں سے نئے رنگروٹوں کو تعلیم دلوائی۔ ان لوگوں کی رہائش کیلئے اُس نے ایک خاص چھاؤنی اور بارکیں قاسم پاشا کے محلہ میں بنوائی تھیں۔ پھر ہر ایک موسم بہار میں بیڑہ کو گشت کے لئے لیجایا کرتا تھا اور کامیابی واپس لاتا۔ ایک عظیم

ناموربہادر اور بےنظیر مدبر یکایک دنیا سے چل بسا اور پھر وہی ابتری پھیل گئی جو اس کے تقرر سے
پہلے تھی۔ اس کے بعد صدارت کا عہدہ حسن پاشا اوستجقی کو ملا۔ اور اسی سال روسی حکومت
اور گورنمنٹ سوئیڈن کے مابین صلح ہوگئی کیونکہ گسٹاف سوم شاہ سوئیڈن نے روس کو ٹرکی
سے مصروف جنگ ہوتے دیکھکر خود ہی اس سے اعلان جنگ کر دیا تھا اور روسی حکومت نے
یہ سوچکر کہ ایک ساتھ دو دشمنوں سے الجھنا خلاف مصلحت ہے اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ ٹرکی
حکومت نے ایک امداد کا وعدہ کرنے والے کو اس طرح اپنے قدح کی خیر مناکر الگ ہوتے دیکھا
اور سمجھ لیا کہ اہل یورپ سے کوئی بھلائی کی توقع رکھنا سراسر جہالت ہے تو "قہر درویش بر
جان درویش" اس طرح بنا اپنے ہی بل بوتے پہ کام کرنا شروع کیا اور روس و آسٹریا کے دو
زبردست خصموں کا مقابلہ کرنے کیلئے باوجود مفلسی اور اندرونی خرابیوں کے فوجیں جمع کرنی
شروع کر دیں واقعی یہ وقت حکومت عثمانیہ کے لئے نہایت نازک تھا مگر جسکو خدا رکھے اسے
کون چکھے غیب سے اسکی بہبود کا یہ سامان ہوگیا کہ شاہنشاہ جوزف دوم فرمانروائے آسٹریا
مرگ ناگہانی کا شکار ہوگیا، اور اس کے بعد اسکا بھائی لیوپولڈ ڈیوک آف ٹوسکانا فرمانروائے
آسٹریا ہوا۔ نئے شہنشاہ نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے کارروائی یہ کی کہ اپنے پیشرو کی
حکمت عملی سے روگرداں ہوکر دولت عثمانیہ سے سنہ ۱۷۹۱ء میں بہت عجلت کے ساتھ صلح کر لی یہ
صلح شہر زشتوہ میں کیگئی تھی اور باب عالی اس امر سے نہایت حیران تھا کہ فاتح فریق نے کیوں
اسپر اتنا کرم کیا ہے۔ لیوپولڈ نے نہ صرف صلح کی بلکہ صوبہ اورسوہ اور ان مقاموں کے علاوہ
جنکی حدبندی دریائے یونا "[illegible]" کرتا ہے تمام وہ علاقے جو اس کی فوجوں نے فتح
کرلئے تھے سب ٹرکی کو واپس بھی دیدئے اور محض شہر خوتین اس مدت تک کے لئے اپنے
قابو میں رکھا کہ دولت علیہ روسی حکومت سے بھی صلح کر لے۔ لیوپولڈ بغرض ایسی صلح کیوں کرنے
لگا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ ٹرکی ایک مشت استخوان ہے اس سے پھر بھی سمجھ لیا جا سکتا ہے سردست
یورپ کے اہم معاملات میں اپنا فائدہ تلاش کرنا ضروری ہے کیونکہ ان دنوں فرانس کا ملک اپنے
بادشاہ لوئس شانزدہم کیلئے سولی تیار کر رہا تھا اور وہاں سخت تہلکہ برپا تھا۔ اس واقعہ کے بعد
یورپ نے روس و ٹرکی کے مابین بھی صلح کرا دینے کی کوشش کی لیکن زارینہ کیتھرائن دوم

ایک بات نہیں مانتی تھی اُس نے جنگ جاری رکھی - جنرل سوآروف نے بڑھکر ٹرکی علاقہ کا مستحکم قلعہ اسماعیل محاصرہ میں لے لیا - اس قلعہ میں تیس ہزار ترکی سپاہ موجود تھی - روسی سپاہ نے چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر کے کمک اور سامان رسد کی آمد روک دی اور پھر ہجوم کر کے بزور شمشیر شہر میں داخل ہوگئے بیشتر تعداد کی ترکی سپاہ اس جنگ میں قتل ہوگئی اور ساتھ ہی روسیوں نے نہایت وحشیانہ طور پر قتل عام مچا کر تین شبانہ روز برابر شہر کے باشندوں کو ذبح کیا - ٹرکی دارالخلافت میں اس واقعہ کی خبر پہنچی تو وہاں بڑی بددلی پھیل گئی اور لوگوں نے وزیر اعظم اور سپہ سالار عساکر رومیلیا کو غفلت کا ملزم ٹھیرا کر اُس کے قتل کرنے پر زور دیا آخر وہ مقام شمنی میں قتل کر دیا گیا اور یوسف پاشا دوسری مرتبہ وزارت کے عہدہ پر بلایا گیا - نئی فوجیں جمع کی جانے لگیں اور سامان جنگ بھی فراہم ہونے لگا - اب روسی دریائے ڈنیوب کو عبور کر کے رومیلیا میں آگئے تھے اور ترکوں کو ہٹاتے ہوئے برابر بڑھتے آتے تھے کہ یکایک یورپ کی دو زبردست سلطنتیں انگلستان اور پروشیا متوسط بنکر روسی حکومت پر صلح کیلئے دباؤ ڈالنے لگیں اور اُس نے مجبوری درجہ صلح مان لی چنانچہ ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء میں معاہدہ صلح تحریر ہوگیا اور یہ معاہدہ شہر یاشی " Jassy " میں لکھا گیا تھا - اس کی شرطوں میں ضروری باتیں حسب ذیل تھیں :-

روسی حکومت اپنے مفتوحہ مقامات میں سے اوزی ذیا - اوکزاکوف ، اور اس اراضی کے جو بگ اور ڈنیسٹر کے دو دریاؤں کے مابین واقع ہے باقی تمام مقامات ٹرکی کو واپس دے اور ٹرکی حکومت ملک کریمیا ، جزیرہ نمائے طمان ، صوبہ کیوبان ، اور صوبہ بسارابیا ، روس کو حوالہ کرے - اور یورپ کے خطہ میں آبنائے سینہ دونوں حکومتوں کے علاقوں میں حد فاصل رہے - اور سلطان سلیم خان سوم نے چودھویں جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۰ ماہ جنوری سنہ ۱۷۹۲ء کو اس معاہدہ پر دستخط کئے -

بحر ابیض متوسط میں ترکی بیڑہ :-

مذکورہ بالا لڑائیوں کے دوران میں ایک کمبخت مفسد صوتیری نامی جو روسی حکومت کا

مفسدہ انگیزی کے لئے ایجنٹ بہی تہا۔ جزیرہ نمائے موریا میں نہایت آفت برپا کر رہا تہا، رومیوں اور روسیوں کی مالی اعانت سے اس نے بارہ جنگی جہاز شہر ٹرلیسٹ میں بنوا لئے تھے اور اُن پر جزائر آرکی پیلیگو کے رومی باشندوں کو بطور جنگی سپاہ کے بھرتی کیا، اُس نے اس بیڑہ پہ مشہور بحری ڈاکو لامبرو کو کمان افسر بنایا تہا اور اس طرح وہ بڑی بیباکی کے ساتھ عثمانی قلمرو کے ساحلی مقامات پر چہاپے مارنے میں سرگرم رہتا تہا۔ روسی حکومت سے مصالحت ہوچکی تو سلطان نے کوچک حسین پاشا قپودان عام کی ماتحتی میں ترکی بیڑہ اس شریر گروہ کی بیخکنی کے لئے ارسال کیا اور کپتان مذکور نے مقام جا لیچہ کے نزدیک لامبرو کے جہازوں کو پکڑ پایا مگر غنیم نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ وہ ترکی بیڑہ کو دیکھتے ہی ساحل کی طرف چلا گیا اور اپنے جہازات چٹانوں میں الجہا کر خود مع سپاہیوں کے خشکی میں اترتا ہوا بہاگ نکلا، کپتان پاشا نے تیزدستی سے کام لیکر کچہہ لوگ گرفتار اور قتل کئے اور جہازوں کو جس قدر نکل سکے نکالکر باقی سب برباد کر ڈالے، اسکے بعد عثمانی بیڑہ جزیرہ موریا کے ساحلی مقامات میں جو ہنگامے برپا تھے اُنکو فرو کرتا رہا اور آخرکار راس ماتنیہ کے نزدیک اُس نے لامبرو کے جہازوں کا دوسرا بیڑہ بہی پالیا، ترکوں نے ان سب جہازوں کو گرفتار کر پایا اور اسپر کے سپاہی خشکی میں نہیں اترنے دئے۔ چونکہ جزیرہ نمائے موریا کی شورشیں دیگر دول یورپ کو بہی نقصان پہنچا رہی تہیں اس لئے اُنہوں نے باب عالی سے اصرار کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ آفت فرو کیجائے اور دولت علیہ نے بہت کچہہ جد و جہد کے بعد بالآخر ان مقاموں میں جلد تر امن و امان قائم کر لیا ؎

اندرونی انتظامات

سلطان سلیم خان سوم نے تخت سلطنت پر قدم رکہتے ہی حکومت کے ابتر شدہ حال کی اصلاح اور اس میں جدید تمدن و ترقی کے اجزا شامل کرنے پر کمر باندہی، اُس نے دولت عثمانیہ کو گوشۂ خمول سے نکالکر مفید نئے طریقوں اور کارآمد خوبیوں کے میدان میں لا کھڑا کیا، اور یورپ کے اصول ترقی کو سلطنت عثمانیہ کے سنبہالنے میں استعمال کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام نہایت خطرناک اور دشوار تہا اور خاصکر ایسے ملک میں جسنے تمدن یورپ کا کوئی منظر ہی نہیں دیکھا

تھا۔ اسی وجہ سے وہ کچھ بھی نہ کر سکا بلکہ اُس کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سلطنت سے معزول ہوا اور آخر میں قتل بھی کر دیا گیا۔ سب سے پہلا کام جو اس حکمران نے کیا وہ یہ تھا کہ رعایا کے ساتھ شفقت و عنایت برتی اور ہر ایک محکمہ میں انصاف و عدل کو عام کیا چنانچہ رعایا میں اُنکو بہت ہردلعزیزی حاصل ہوئی، رعایا ایک خوش اخلاق ستودہ صفات سلطان کو تخت سلطنت پر جلوہ فرما دیکھکر پھولے نہیں سماتی تھی اور اُنکی ذات سے بہت کچھ آئندہ صلاح و فلاح کی متوقع تھی۔ آسٹریا سے مصالحت ہوتے ہی اُس نے کوچک حسین پاشا کو امیرالبحر کے منصب پر مامور کیا یہ شخص نہائیت لائق اور نظم بحری سے کار بحری واقف تھا، اکثر یورپ کے مورخ اسکی مدح و ثنا کرتے ہیں اور اس نے سب سے پہلا کام اپنی ماموری کے بعد یہ کیا کہ روس کے فتنہ پرداز کارندوں کو بحر مجمع الجزائر یونان اور بحیرہ ابیض متوسط کے اطراف سے نکال باہر کیا، پھر ان مقامات کے قلعوں کو مستحکم اور مسلح کر کے وہاں کافی تعداد کی فوجیں مقرر کیں سامان حرب و ضرب بقدر ضرورت ہر جگہ جمع کر دیا گیا، کئی ایک انجنیر سوئیڈن اور فرانس سے بلوا کر جنگی بیڑہ کی تقویت اور درستی پر توجہ مائل کی، مدرسہ بحری کی ترتیب بدلی، توپچیوں کی تعلیم پر فرانسیسی افسروں کو متعین کیا بہت سی معتبر کتابیں فرانسیسی زبان سے ترجمہ کرائیں اور انہیں چھپوایا۔ یہ کتابیں جنگی اور دیاضتی علوم میں تھیں۔ ایک کتبخانہ خاص جنگی تصانیف کا قائم کیا جسمیں چار سو فرانسیسی اعلیٰ ماہرین فن جنگ کی تصانیف موجود تھیں، فرانسیسی زبان کو بحری مدرسہ اور جنگی تعلیم گاہ کے نصاب میں شامل کیا، بحری کارخانوں کے متعلق متعدد عمارتیں بنوائیں، جدید وضع کے جنگی جہازات بنائے گئے، گولوں کی وضع بدلکر ویسے گولے استعمال کرنے شروع کئے جیسے روس والے استعمال کرتے تھے۔ محکمہ بحری کے نئے اور خاص قوانین اور انتظامات مرتب کئے جو بہت باقاعدہ تھے، ہر ایک بڑے جہاز کا ایک خاص کپتان اور چھوٹی کشتیوں کے جدا جدا افسر مقرر کئے جنکی معزولی بغیر کسی خطا کے عمل میں نہیں آسکتی تھی، افسروں کی ترقی اور اُنکے تقرر کی شرطیں مقرر کیں جسمیں قدیم الخدمت اور قابلیت ہونے کا لحاظ ضروری تھا نیز اُنکی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ دارالصناعۃ کی تقسیم کر کے کوئی حصہ گودام بنایا، کسی حصہ میں آلات رکھے اور کسی میں کوئی کام ہونا متعین کیا۔ ہر حصہ کے ملازم اپنے کام

کے ذمہ دار تھے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی سروکار نہ تھا، تقسیم تنخواہ اور راشن بانٹنے کا یہ اہتمام کیا کہ کم از کم ششماہی تنخواہیں یکمشت سب کو ملجایا کریں اور سپاہیوں کو یہ حق دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے ماہوار کا کچھ حصہ اپنے کنبہ والوں کے واسطے خاص کر دیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سنہ ۱۲۰۹ھ کے آنے سے پہلے دولت علیہ کا جنگی بیڑہ نہایت طاقتور باقاعدہ اور مستحکم و عظیم الشان جہازوں پر مشتمل بنگیا جسکی توپیں سب نئے طرز کی تھیں اور ہر طرح کی مفید اصلاح انمیں ہو چکی تہی*

حکومت فرانس نے دولت عثمانیہ کو جنگی نو ایجاد اصول اپنی سپاہ میں داخل کرنیکا شائق دیکھا تو اس کے سفیر میسو اوبیرڈی بایٹ Aubert du Bayet نے استنبول آتے وقت بہت سے فرانسیسی کاریگر اور افسر و انجنیر وغیرہ فرانس سے ساتھ لے لئے اور انکو لاکر سلطان کی خدمت میں پیش کیا، سفیر مذکور جدید وضع کی توپیں مع انکی گاڑیوں کے بھی ساتھ لایا تہا اور کچھ فرانسیسی فوج ترکی سپاہ کو یورپین طرز جنگ کی تعلیم دلانے کیلئے۔ چنانچہ گورنمنٹ عثمانیہ نے فرانسیسی اُستادوں کے ذریعہ سے آٹھ سو توپچیوں کی ایک فوج تیار کرلی اور ایک رسالہ سواروں کا بھی تیار کرلیا جو یورپین طرز کی جنگی قواعد سے ماہر تہا، اور یہی گروہ نئی ترکی سپاہ کی بیخ و بنیاد بنا جو سنہ ۱۲۱۱ھ میں بھرتی ہوئی اور انگریز مصطفی پاشا اسکا کمان افسر متعین کیا گیا جو دراصل انگلستان کا باشندہ تھا۔ روسی حکومت ان باتوں کو حسد اور غصہ کی نگاہ سے دیکھکر یہ فکر کر رہی تہی کہ کسی طرح پاشا کے معاہدہ میں کچھ خلل پڑے۔ سلطان اور وزیر اعظم تو ان اصلاحوں میں مصروف تھے اُدہر ایک مشہور اور افسر پازوند اوغلی عثمان آغا نامی نے بغاوت برپا کردی اور بہت سے مفسدوں کو اپنا شریک بنا کے حاکم یودین پر حملہ کرکے یہ شہر فتح کرلیا آخر سنہ ۱۲۱۲ھ میں سلطان نے بہاتچی کوچک حسین پاشا ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے ارسال کی اور طرفین میں کئی معرکے ہونے کے بعد بالآخر قبودان حسین پاشا ظفر یاب ہوا، مگر سلطان نے پازوند اوغلی کو معافی عطا کرکے اُسے یودین کا محافظ بنادیا*

اس کے بعد پھر سلطان جدید اصلاحوں کو رواج دینے میں مصروف ہوگیا اور ہر محکمہ میں نئے اصول داخل کرنے شروع کردئیے۔ لیکن صدر اعظم حافظ اسمٰعیل پاشا جو یوسف ضیا پاشا کے بعد وزیر مقرر ہوا تھا بظاہر ان تبدیلیوں کا حامی اور بباطن ان سے سخت مخالفت رکھتا تھا اس لئے مخالف اصلاح فرقہ کی قوت بڑھ گئی اور ایڈریانوپل کا وہ جھگڑا برپا ہوا جسکی تفصیل آگے چلکر بیان ہوگی۔ اس ہنگامہ کا سبب یہ ہوا کہ جسوقت حکومت علیہ نے یہ اصلاحات صوبہ روملیا میں بھی جاری کرنی چاہیں تو عبدالرحمن پاشا حاکم قونیہ کو جو قاضی کے نام سے مشہور تھا وہاں بھیجکر بظاہر یہ حکم دیا کہ سردیا کے مفسدوں کی سرکوبی کرے اور درپردہ ہدایت کردی کہ ان اصلاحوں کو وہاں بھی نافذ کرنا روملیا کے امیروں اور معزز لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ متفق ہوکر ایڈریانوپل میں جمع ہوگئے تاکہ اجراے اصلاحات کی روک تھام میں قوت اور زور سے کام لیں، سلطان نے یہ حال سنا تو عبدالرحمان پاشا کی واپسی کا حکم نافذ کردیا۔ لیکن یہ سخت غلطی تھی کیونکہ گو اُسوقت فتنہ دبگیا تاہم آئندہ کیلئے مفسدوں کے حوصلے بڑھ گئے، اس کے بعد مفسدوں کی جماعت بھی پراگندہ ہوکر اپنے اپنے مقام پر چلی گئی۔ اور یہ واقعہ ایڈریانوپل کا دوسرا واقعہ مشہور ہوا۔

نپولین بوناپارٹ کا مصر پر حملہ آور ہونا

(۱۲۱۳ھ)

فرانس کی جمہوری حکومت نے انگلستان کی ہندوستانی تجارت کا رستہ روکنے کیلئے مصر پر تسلط کرنا ضروری دیکھا تو اُس نے اپنے نامور جنرل بوناپارٹ کو ہدایت کی کہ وہ خفیہ طور پر اس کارروائی کو انجام دے تاکہ انگلستان کو اسکی خبر نہ مل سکے، نپولین جو فرانسیسی پارلیمنٹ میں اس امر کا محرک ہوا تھا اپنے حسب منشا حکم پاکر سرانجام خدمت کے لئے فوراً آمادہ ہوگیا کیونکہ اس امر سے فرانس کو بہت بڑا فائدہ ہونے کی توقع تھی۔

نپولین کو جنگی بیڑہ کی تیاری میں مصروف دیکھکر دول یورپ کے کان کھڑے ہوئے کہ یہ بے محل تیاری کیسی؟ آخر کدہر کی تیاریاں ہیں جو اتنا عظیم الشان بیڑہ ترتیب کیا جا رہا ہے غرضکہ پتا لگانے سے معلوم ہوگیا کہ جہازات پر عربی دان لوگوں کا متعین کیا جانا سرزمین مصر کی طرف فوجکشی پر دلالت کرتا ہے اور فرانس کے پولیٹیکل سفیر مقیم آستانہ کی حرکتیں اور بھی اس امر کی مؤید تھیں، دولت عثمانیہ نے "علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد" پر عمل کر کے فرانس کی مخالف حکومتوں سے مدد لینے کی تدبیر کرلی اور جسوقت سنہ ۱۷۹۸ء میں فرانسیسی بیڑہ بندرگاہ طولون سے نکلا تو اُس نے سب سے پہلے جزیرہ مالٹا پر تسلط کیا، عثمانی کپتان شرمت بک کریٹی جو چند ترکی جہازات کے ساتھ فرانسیسی بیڑہ کے حرکات و سکنات کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا باب عالی میں نپولین کی اس کارروائی کی اطلاع ارسال کی اور لکھا کہ نپولین کا مدعا اتنے بڑے جنگی بیڑہ سے صرف فتح مالٹا کا کام لینا ہی نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ اس مقام کو راستہ میں اپنی ایک چوکی بنا کر مصر پر حملہ کرنیکا عزم کر رہا ہے۔ دولت عثمانیہ اُندنوں نہایت پریشانی میں مبتلا تھی اندرونی شورشیں ایک طرف اور یونان و سرویا کی خواہش خودمختاری دوسری طرف اُس کے حق میں باعث تردد تھی ہی کہ حکام صوبجات بھی بگڑ چلے اور دول یورپ نے سمجھ لیا کہ بس اب دولت عثمانیہ خدانخواستہ فنا ہو جائیگی۔ انگلستان جو نپولین کے مصر پر حملہ آور ہونے کی زد میں آیا جاتا تھا اُس نے دیکھا کہ فرانس اور سلطنت عثمانیہ کے قدیم روابط دوستی اگر منقطع ہو سکتے ہیں تو اُسکی کوشش کا یہی وقت ہے اور اُس نے اپنی کارروائی شروع کردی، فرانسیسی سفیر مقیم آستانہ جسکا نام مسیو روفین Ruffin تھا باب عالی کو کسی ایسے ذریعہ سے قائل نہ بنا سکا کہ وہ انگلستان کی استدعا مسترد کردے۔ اس لئے وزرائے دولت نے فرانس کو اعلان جنگ دیدیا اور مسیو روفین مذکور حسب معمول گرفتار ہو کر قلعہ یدی قلہ میں قید کر دیا گیا، ترکوں نے وہ تمام تجارتی گودام اور دکانیں تباہ کردیں جو ممالک شام، اور اناطولیا میں فرانسیسی بیوپاریوں نے بنا رکھے تھے اور سب فرنچ تاجروں کو گرفتار کرلیا، اُدہر انگلستان نے فرنچ بیڑہ کی روانگی معلوم کرتے ہی اپنے نامور امیرالبحر نلسن کی ماتحتی

میں چودہ جنگی جہازوں کا بیڑہ نپولین کی حرکات کی نگرانی پر مامور کر دیا۔ نلسن نے دیکھا۔ کہ فرانسیسی بیڑہ نے مالٹا پر قبضہ کر لیا ہے تو اُسے سخت تردد لاحق ہؤا کیونکہ یہ مقام بحیرۂ روم متوسط میں بحری تجارت کا اہم مرکز اور بہت ضروری مقام ہے۔ دولت عثمانیہ نے اپنی قلمرو میں حکم بھیج دیا تھا کہ انگریزی بیڑہ کی رسد رسانی کا نہایت عمدہ انتظام کیا جائے اور جہاں سے جو چیز اُسے مطلوب ہو فوراً بہم پہنچائی جائے۔ بارہویں ماہ محرم ۱۲۱۳ھ کو ایڈمرل نلسن اپنا بیڑہ لئے ہوئے اسکندریہ میں پہنچ گیا اور وہاں فرانسیسی بیڑہ موجود نہ پاکر اسکندریہ کے حکام کو ہدایت کی کہ وہ ہوشیار رہیں فرنچ بیڑہ مصر کو فتح کرنے کیلئے آرہا ہے اور ہم تمہاری امداد کے لئے موجود ہوں، اسکندریہ کے حکام یہ سمجھے کہ انگریز انکو دھوکا دیتے ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے اسکی کوئی پرواہ نہیں کی، اسکے بعد ایڈمرل نلسن سواحل شام کی طرف فرنچ بیڑہ کی جستجو میں نکل گیا۔

مذکورہ بالا مہینہ کی سترہویں تاریخ کو فرنچ بیڑہ بھی بندرگاہ اسکندریہ میں آگیا، کپتان ادریس جو عثمانی پورٹ کیپٹ کروزر کا افسر اور مصری سواحل کی نگرانی پر مامور تھا اس بیڑہ کے قریب گیا۔ تو نپولین نے اُس سے کہا، میں یہاں کسی کو ضرر پہنچانے نہیں آیا ہوں بلکہ میرا قصد مملکت ہندوستان کو فتح کرنیکا ہے اور اپنے دشمن انگریزوں کو وہاں سے نکالنے کا۔ میں مانتا ہوں کہ بذات خود میں تمام دنیا کا دشمن ہوں لیکن مجھے ترکوں کے ساتھ دلی محبت ہے۔ اور اسی واسطے میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ خبردار! میری روک تھام کا بیکار خیال کبھی نہ کرنا، عقل اس بات کو کب قبول کر سکتی ہے کہ تم چار سو جنگی جہازوں کے زبردست بیڑہ سے مقابلہ کر سکو گے" ترکی کپتان یہ بات سنکر دم بخود واپس چلا آیا اور اس نے نپولین کو کوئی جواب نہیں دیا اسکی واپسی کے بعد نپولین کو خبر ملی کہ اس سے تین دن پہلے یہاں انگریزی بیڑہ آیا تھا تو اُس نے بہت جلد اپنی سپاہ خشکی پر اُتارنے کا انتظام کیا، بندرگاہ اسکندریہ پر قوانین نے اس خوف سے قدم نہیں رکھا کہ شاید ترکوں سے کہیں باقاعدہ جنگ ہو اور مدافعت پیش آئے مگر جب نہیں اور رات کے وقت پانچ ہزار فرانسیسی فوج خشکی پر آ گئی صبح ہوتے ہی شہر پر حملہ کر دیا جہاں بہت ہی معمولی جنگ کے بعد اُس نے قبضہ کر لیا۔

فرانسیسی بیڑہ تیس ہزار سپاہ کو بار کئے ہوئے یونہیں کھڑا رہا جسے نپولین نے
شہر پر قابو پالینے کے بعد یہ حکم دیا کہ تمام چھوٹے جہازوں کو بندرگاہ میں لے آئے اور بڑے
جہازات جنکا قیام گہرے پانی میں ہوتا ہے وہاں سے بیس میل تک بندرگاہ ابوقیر میں لنگرانداز
رہیں پھر تمام فرانسیسی سپاہ خشکی میں اتار لیگئی اور شہر کو بخوبی مستحکم کر لیا گیا۔ فرانسیسی بیڑہ
نے بندرگاہ اسکندریہ میں داخلہ کیا تو وہاں ایک یونانی تجارتی جہاز بھی موجود تھا اور وہ جنگ
کی لپیٹ میں آجانے کے خیال سے اپنا قیام نامناسب سمجھکر چلدیا، واپسی میں جزیرہ روڈس
کے نزدیک اس جہاز کو ایک ترکی جنگی جہاز نے دیکھ لیا جو اس عثمانی بیڑہ کا جہاز تھا جسے بغرض
نگرانی حرکات نپولین آستانہ علیہ سے بھیجا گیا تھا اور ترکی جہاز نے یونانی جہاز کے مسافروں
سے بندرگاہ اسکندریہ کی سرگذشت سنکر اپنے کمانیر کپتان کو اطلاع دی جس نے فوراً
آستانہ علیہ کو مفصل رپورٹ ارسال کی۔ اس زمانہ میں ترکی امیرالبحر اور وزیر بحر کوچک حسین
پاشا، ودین کے باغی سرغنہ پاسبان اوغلی کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور شہر ودین کے
سامنے پڑا تھا۔ آستانہ علیہ میں فتح اسکندریہ کی خبر پہنچی تو وہاں سخت اضطراب پھیل گیا۔
ماہ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ کی پہلی تاریخ کو ایڈمرل نلسن دوبارہ بندرگاہ اسکندریہ میں واپس آیا
اور یہ معلوم کر کے کہ فرینچ بیڑہ خلیج ابوقیر میں لنگرزن ہے اس طرف چلا۔ فرینچ بیڑہ چودہ
غلیون جہازات اور چار پورٹ فریگیٹ کروزر جہازوں سے مرکب تھا جو بماتحتی وائس ایڈمرل بروئیس
[illegible] ہر طرح تیار کھڑا تھا۔ ایڈمرل مذکور نے اپنے جہازوں کی صف بندی
اس طرح کر رکھی تھی کہ ہر ایک جہاز ایک ایک فرلانگ کے فاصلہ سے ایک ہی صف دو میل
تک پھیلا رکھی تھی اور جزیرہ ابوقیر کی طرف سب کا رخ تھا۔ نلسن اپنے بیڑہ کو اس کے قریب
لے گیا اور اپنے ساتھ کے بارہ غلیون اور [illegible] پورٹ فریگیٹ جہازوں کو بھی جنگی صف بندی کے ساتھ
اس طرح پھیلا دیا کہ ہر ایک انگلش جہاز غنیم کے ایک جہاز کے مقابل میں رہے پھر وہ خود اپنا جہاز
بڑھا کر فرنچ امیرالبحر کے نشان بردار جہاز کی طرف بڑھا جسکا نام "[illegible]" تھا اور وہ
[illegible] کی قسم کا جہاز تھا [illegible] جہاز کا نام "[illegible]" بھی لکھا ہے فرنچ
والوں نے دیکھا کہ انگلش بیڑہ نے بڑی پھرتی کے ساتھ اپنی صف بندی مکمل کر لی [illegible]

گھبرا گئے اور نہایت اضطراب کے عالم میں مخالف پر گولہ باری شروع کر دی دوسری طرف سے بھی جواب میں توپوں کے منہ کھلے اور دو ہزار توپیں جانبین سے متواتر آگ اگلنے لگیں، گرج کی صدا سے آسمان پھٹا پڑتا تھا اور زمین کا کلیجہ شق ہوا جاتا تھا دو گھنٹہ کی کامل گولہ باری کے بعد ایڈمرل نلسن کے سر میں خفیف سا زخم آیا جس پر اُس نے پٹی باندھ لی اور بیہوشی دور ہوتے ہی پھر اپنی جگہ پر آ جا۔ انگلش بیڑہ غنیم پر چیرہ دست ہو چلا تھا اور کئی ایک فرنچ جہاز اُس نے برباد کر دئیے تھے غروب آفتاب کے بعد آٹھ بجنے کے قریب فرانسیسی جہازوں میں آگ لگ گئی اور رات کی تاریکی شعلوں کی روشنی میں دن سے مبدل ہو گئی۔ فرنچ ایڈمرل بروئیس جنگ شروع ہونے کے ایک ہی گھنٹہ بعد دو زخم کھا چکا تھا اور پھر جبکہ وہ کپتان کی سطح سے کوارٹر کی سطح پر اُتر رہا تھا ایک انگریزی گولہ نے اُس کے پورے دو ٹکڑے کر دئیے۔ اسی طرح دوسرا فرانسیسی کمانیر افسر کا نا ابیانکا casa bianca نامی بھی کاری زخم کھا کر فوت ہو گیا، انگریزی بیڑہ کی گولہ باری نے بہت سے فرنچ جہازوں کو سخت مضروب کر دیا تھا اُنکے مستول ٹوٹ گئے تھے بادبان پارہ پارہ ہو گئے تھے غرضکہ ہر طرح کے شدید نقصانات پہنچے تھے۔ فرنچ جہاز اوریان میں آگ لگ چکی تھی اور جب وہ بارود کے میگزین تک پہنچی تو ایک ہولناک صدا کے ساتھ اُس کے پُرزے بکھر گئے نلسن نے اپنے ماتحت سپاہیوں کو حکم دیا کہ فرانسیسی ملاحوں کو جو ڈوب رہے ہیں بچانے کی کوشش کریں مگر باوجود کوشش کے صرف چند آدمیوں کی جان بچائی جا سکی، اس لڑائی میں فرانس والوں کا بے حد و شمار نقصان ہوا انگریزوں نے اُنکے نو غلیون جہاز گرفتار کر لئے، ایک غلیون، دو فرقاطہ، اور چار جہاز قریب وضع کے بھاگ کر نکل گئے اور باقی بیڑہ بالکل تباہ ہو گیا۔ فرنچ بیڑہ کی بربادی اور انگلش بیڑہ کا اسکندریہ پر محاصرہ قائم کرنا نپولین اور اُسکی ہمراہی سپاہ کو مصر میں معلوم ہوا (یعنی قاہرہ دار السلطنت مصر میں)، تو اُسپر نہایت اضطراب طاری ہوا۔ فرانسیسی افسروں نے کپتان ادریس ترکی دو فرقاطہ جہازوں کے افسر سے نہایت اصرار کیا کہ وہ اپنے جہازوں پر فرانسیسی نشان اُڑائے مگر اُس نے نہیں مانا تو آخر کار اُسپر یہ زور ڈالا کہ بندرگاہ اسکندریہ سے نکل جائے اور وہ مع تیس ترکی تجارتی جہازوں کے وہاں سے چلا گیا۔ انگلش جنگی جہازوں

نے مصری سواحل کا محاصرہ کر کے نپولین کے پاس کمک اور رسد کا آنا بند کر دیا، اور نپولین کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اُسکا انجام کیا ہونیوالا ہے۔ نئی کمک نہ ملیگی تو اس حملہ کا فائدہ رائگان ہو جائیگا، اور سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ وہ مصر سے باعزت اور سلامتی کے ساتھ کیونکر نکل سکتا ہے۔

دولت علیہ کو فرانس والوں کی بربادی اور اُنکے بیڑہ کی تباہی کا علم ہوا تو اُس نے ایڈمرل نلسن کو مبارکباد کہلا بھیجی اور پھر انگلش سفیر مقیم آستانہ نے واقعات جنگ ابی قیر کی مفصل رپورٹ پیش کی تو سلطان نے اُسے حسب معمول ایک بیش قیمت سمور کا پوستین عطا کیا اور ایڈمرل نلسن کو جواہرات کا کنٹھا بھیجا، نیز دو ہزار ترکی پونڈ انگریزی بیڑہ کے سپاہیوں کو بطور انعام ارسال کئے۔ ایڈمرل نلسن کو عثمانی تحفہ ملا تو اُس نے کنٹھے کو گلے میں پہنکر اپنی تصویر کھنچوائی اور وہ تصویر بارگاہ سلطانی میں بطور یادگار پیش کی جو اب تک خزینہ عثمانی میں بحفاظت رکھی ہوئی ہے۔ انگلش باتصویر اخبار گریفک نے بھی یہ تصویر اپنے سنہ ۱۸۸۹ء کے کسی ایڈیشن میں شائع کی ہے۔

ان لڑائیوں سے قبل جسوقت فرانس نے آسٹریا کی حکومت سے کامپو فورمیو[1] کا معاہدہ سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۷۹۷ء میں منعقد کر کے بندقیہ (وینس) کی جمہوری حکومت کا خاتمہ کر ڈالا تھا تو اُس نے بحر ایڈریاٹک کے سات یونانی جزیرے اور پانچ دوسرے ساحلی مقامات پر وغیرہ، کوملنیچہ، برگہ، ونیچہ، اور، پوٹرنیٹو، پر بھی تسلط کر لیا تھا اور آسٹریا کو بھی بنادقہ کے بعض ممالک ملگئے تھے، اس لئے جب فرانس والوں نے مصر پر تسلط کر لیا تو دولت عثمانیہ نے تپہ دلنلی علی پاشا حاکم یانیہ کو حکم دیا کہ وہ مذکورہ بالا مقامات فرانس والوں سے چھین لے اور اُس کو اس بد دیانتی کا مزہ چکھا دے جو اُس نے ترکی علاقہ مصر پر قبضہ کرنیسے ظاہر کی ہے روسی اور انگلش سفیروں نے بھی فرانس پر حملہ کرنے کے بارہ میں دولت عثمانیہ سے موافقت

---

[1] Campo Formio علاقہ اٹلی کا ایک شہر ہے جو صوبہ بندقیہ (وینس) میں واقع ہے یہیں فرانس نے حکومت آسٹریا کے ساتھ وہ مشہور معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے بلجیم اور دریائے رین اور شہر مانس فرانس کو مع جزائر یونان کے ملگیا تھا اور باقی حصہ یعنی ملک ڈلماتیا وغیرہ بندقیہ کے علاقے آسٹریا کے حصہ میں آئے ۱۲

ظاہر کی اور اُسکا ساتھ دینے پر تیار ہوئے، حکومت سنیہ نے فوراً ایک ہلکا جنگی بیڑہ جو ترکی اور روسی جہازوں سے مرکب تھا مرالیہ زادہ حسین پاشا روڈسی کے ماتحت اسکندریہ کی طرف روانہ کیا تاکہ بندرگاہ اسکندریہ کے مختصر فرنچ بیڑہ کا مقابلہ کرے اور اس سے پہلے دو فرقاطہ جہاز اُس انگلش بیڑہ کی ہمراہی کے لئے بھی روانہ کئے تھے جو اسکندریہ کے نزدیک موجود تھا +

روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کے ساتھ ملکر روانہ ہوا جسمیں ۲۰ جہازات تھے اور اسکے ترکی کمانیر قدری بک نے روسی ایڈمرل اوشاکوف کے ساتھ یہ امر طے کر لیا تھا کہ وہ جزائر یونان میں جنگی حرکات کس طرح شروع کرینگے۔ اس متحدہ بیڑہ نے بحر مجمع الجزائر یونان میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جزیرہ چوقہ پر قبضہ کیا جسکے بعد جزائر زانطہ اور کفالونیہ کے باشندوں نے خود ہی اپنے یہاں کی فرانسیسی فوجوں کو گرفتار کر کے تپہ دلنلی علی پاشا حاکم یانیہ کے سپرد کردیا اور اس طرح دولت علیہ نے ان تینوں جزیروں پر بلا کسی مزید مدد سر کے قبضہ پالیا، پھر یہ دونوں متحدہ بیڑے جزیرہ کورفو کی طرف گئے۔ اسی اثنا میں تپہ دلنلی علی پاشا مقام دلونیہ کے نزدیک فرانس والوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوا اور اس نے اپنے فرزند مختار بک کو بطور ہراول دستہ کے چھ ہزار سواروں کی کمان دیکر آگے بڑھایا جسکے پیچھے خود پیدل سپاہ کی کمان کرتا ہوا چلا اور دونوں نے اُس فرانسیسی سپاہ پر حملہ کیا جو مقام پریویزہ کے گرد جمع تھی اور اسکو شکست دیکر بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کو مع کئی افسروں کے گرفتار کرلیا،

سلطان نے اس کامیابی پر مطلع ہوکر علی پاشا کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ازاں بعد ترکوں نے پے درپے پریویزہ، وونیچہ اور بوترنتو کے قلعہ جات فتح کرلئے۔ صرف کورفو کا قلعہ چند ماہ تک مقابلہ کرتا رہا اور آخر وہ بھی ترکوں نے لے لیا، ترکی اور روسی متحدہ بیڑوں نے جزیرہ کورفو کو بھی فتح کرلیا تھا اور اس طرح یہ تمام مقامات دولت علیہ کے قبضہ میں جیسا کہ سابق تھا واپس آگئے تھے، یونان کے ساتوں جزیرے روسی اور ترکی دونوں حکومتوں کے زیر اثر رہے اور انکی بابت دونوں سلطنتوں میں ایک معاہدہ مقرر ہوگیا (۱۸۰۰ء) مگر بعض جزیروں کے باشندوں نے صرف روسی حمایت میں رہنے کا مطالبہ کیا تو دولت عثمانیہ نے [illegible] کو منظور کرکے ان پر سے اپنا قبضہ ہٹالیا ٭

نپولین اعظم کا ملک شام پر چڑھنا

نپولین نے دیکھا کہ مصر میں اُس کے قبضہ کی حالت ٹھیک نہیں رہی تو اُس نے سوچا
کہ ملک شام پر قبضہ کرلینا اس بلا سے خلاصی دلاسکیگا اور پھر مصر کو بھی دوبارہ قابو میں کر لینا
آسان ہوگا کیونکہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے سے متصل ہونے کے باعث ایسے واقع
ہوئے ہیں کہ جو شخص ایک پر تسلط کرلے وہ دوسرے کو بھی لے سکتا ہے۔ آخر وہ ماہ رمضان
سنہ ۱۲۱۳ھ (سنہ ۱۷۹۹ء) میں تیرہ ہزار سپاہ ہمرکاب لیکر قاہرہ سے نکل پڑا اور پہلے عریش
پھر غزہ پر بلا کسی قسم کی لڑائی کے قابض و متصرف ہوگیا، ازاں بعد اُس نے یافا پر محاصرہ
ڈالا اور سات دن کے بعد اسے بھی فتح کرلیا، یہاں اُس نے دو ہزار ارنؤدی ترک سپاہی
گرفتار کئے جنہوں نے بڑی جوانمردی کے ساتھ فرانسیسی سپاہ کا مقابلہ کیا تھا اور نپولین نے
اُن سب کو گولیوں کا نشانہ بنا ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ ایک ایک جماعت اُنکی شہر سے باہر
لاکر قتل کیگئی۔ اس خونی منظر کا تصور کرسکتے جو اس زمانہ کے جنگی قوانین سے بالکل الگ
اور خلاف انسانیت ہے اُس زمانہ کی لڑائیوں کا طریقہ بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے اور معلوم
ہوسکتا ہے کہ مہذب یورپ کے آغاز شباب کا کیا عالم تھا۔ پھر یافا سے نپولین نے شہر عکا پر
پیش قدمی کی اور خشکی کی سمت سے اسکا محاصرہ کرکے قلعہ شکن توپوں کی مدد سے اس کے
بہت سے برج منہدم کر ڈالے۔ اور سوراخ ڈال دیئے۔ قریب تھا کہ فرانسیسی اس شہر پر
تسلط کرلیں۔ کہ اسی اثناء میں دو انگریزی فریگٹ جہازات جو ساحل کی نگرانی اور
گشت پر مامور تھے ایک فرانسیسی باربرداری جہاز کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے
جس پر بہت کچھ سامان جنگ بار تھا اور وہ سب شہر عکا کی محصور سپاہ کو پہنچا دیا گیا۔ اسلئے
ترکی سپاہ کا بازو پھر قوی ہوگیا اور وہ غنیم کا مقابلہ کرنے لگی۔ پھر اسی واقعہ سے چند روز
بعد فرانس والوں کے پاس تازہ کمک آ پہنچی اور وہ کوہ طابور کے نزدیک شامی سپاہ کو
شکست دینے میں کامیاب ہوئے اور عکا کی محصور سپاہ تک کمک اور سامان رسد پہنچانیکا
راستہ بھی روک سکے، ازاں بعد نپولین نے عکا پر پے در پے حملے کرنے شروع کردیئے اور

آخر وہ شہر میں داخل ہی ہوگیا لیکن ترکی سپاہ نے اس پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ فرانس والوں کو اپنی تمام توپیں اور سامان جنگ چھوڑ کر پسپا ہوتے ہی بن آئی۔ اسی عرصہ میں عثمانی بیڑہ ستر جہازوں کا بماتحتی مرابط زادہ حسین پاشا بارہ ہزار ترکی نظام سپاہ لیکر آگیا اور عکا والوں کو کمک پہنچادی پھر تو تازہ دم شجاعان ترک نے نپولین کی سپاہ کو اسقدر دبایا کہ وہ ہٹتے ہٹتے اپنے مورچوں میں گھس گئی۔ اس محاصرہ میں اہل فرانس نے ۱۳ مرتبہ شہر پر حملہ کیا تھا اور ترکوں نے انپر تیرہ حملے کئے جنمیں دونوں طرف کی سپاہ نے نہایت دلیری اور جرأت کا ثبوت دیا تھا آخر کار نپولین شکست کھاکر مع اپنی فوجوں کے عریش کی طرف پسپا ہوگیا۔ اُس نے شہر عکا کے محاصرہ میں اپنی دس ہزار سپاہ ضائع کی تھی، اور ترکی سپاہ نے حدود مصر تک نپولین کا تعاقب کیا۔ اسکے بعد سلطنت عثمانیہ نے ایک تازہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی بماتحتی کوسہ مصطفےٰ پاشا مصر کی طرف خشکی کے راستہ سے ارسال کی اور اسی کے ساتھ ترکی بیڑہ خلیج ابوقیر کی طرف ارسال کیا گیا جہاں ترکی سپاہ نے خشکی میں نکل کر قلعہ پر تسلط کرلیا۔ نپولین اعظم یہ خبر سنکر خود بذات خاص ترکوں کے مقابلہ پر آیا، اور اپنی سواروں کی فوج سے انپر حملہ آور ہوا، یہ ناگہانی حملہ ترکوں کے لئے سخت مضر پڑا کیونکہ گو انکے پاس سپاہیوں کی کمی اور توپوں کی قلت نہ تھی اور انکے توپچی بھی بہت اچھے اور ماہر فن تھے لیکن سواروں کی فوج نہ ہونے سے غنیم کا برابر سے مقابلہ کرسکنا دشوار تہا۔ مصطفےٰ پاشا یہ حالت دیکھکر سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہئے آخرالامر پہلے یہ تجویز نکالی کہ اپنے کمپ کے گرد خندق کھدواکر فرانسیسی سواروں سے اچانک حملہ کا انسداد کرلیا، نپولین نے حملوں کا تار باندہ دیا تہا مگر سرعسکر مصطفےٰ پاشا نے بھی بڑی مستعدی اور استقلال کے ساتھ اُس کی مدافعت پر اڑا رہا اور ترکی بیڑہ کی گولہ باری بھی اُسکی مدد کرتی رہی چنانچہ نپولین پسپا ہونے پر مجبور ہوا اور ترکی سپاہ اُس کے تعاقب میں خندق عبور کرکے بڑھی لیکن کمان افسر کے زخمی ہوجانے سے انکی جنگی ترتیب میں فرق آگیا تھا اس سبب نپولین انکی حالت سے مطلع ہوکر دوبارہ پلٹ پڑا اور ترکوں نے ہزیمت اٹھائی اور فرانسیسی سواروں نے ترکی کمپ پر قبضہ کرکے زخمی

سر عسکر کو گرفتار کر لیا جو اپنی گرفتاری کے ایکسال بعد قید ہی میں فوت ہو گیا +

اس واقعہ کے بعد مدت تک نپولین مصر میں مقیم رہا اور پھر یکایک خفیہ طور سے بغیر اسکے کہ کسی کو اُس کے جانیکا علم ہو وہاں سے چلا گیا - نپولین کے جانیکا سبب فرانس کی تاریخ میں تفصیل مذکور ہے یہاں اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں - وہ اپنے بعد اپنے ایک ماتحت افسر جنرل کلیبر کو اپنا قائم مقام کر کے اُسے یہ اختیار دیگیا تھا کہ جیسی مصلحت دیکھے ویسا کرے یعنی مصر میں رہنا ممکن ہو تو رہے ورنہ فرانس کو واپس چلا آوے جسوقت نپولین نے مصر کو چھوڑا ہے اُسوقت ترکی سپاہ ملک شام کیطرف سے مصری حدود پر بڑھ رہی تھی اور اُسکا سپہ سالار سردار یوسف ضیا پاشا تھا چنانچہ اُس نے مقام عریش پر تسلط کر لینے کے بعد فرانسیسی سپہ سالار جنرل کلیبر کو خلو مصر کا پیام بھیجا جسے بظاہر جنرل مذکور نے قبول کر کے (۲۸) شعبان ۱۲۱۴ھ کو یوسف پاشا سے معاہدہ کر لیا اور ملک مصر سے نکل جانیکی شرطیں بھی طے کر لیں - مگر درحقیقت یہ اُس کا فریب تھا کیونکہ اُس نے معاہدہ کی شرطیں پوری نہیں کیں اور از سر نو اُسکی اور ترکی فوجوں میں لڑائی شروع ہو گئی جسمیں کبھی فرانسیسیوں کو شکست ہوتی تھی اور گاہے ترک پسپا ہو جاتے تھے +

۱۲۱۵ھ میں روسی بیڑہ بحر ابیض متوسط سے واپس آکر خلیج استانبول میں ہوتا ہوا بحیرہ اسود میں چلا گیا - دولت عثمانیہ کو خوف تھا کہ فرانسیسیوں کی فتح کہیں ملک مصر میں اُنکے قدم نہ جما دے اس لیئے اُس نے انگلستان کی شرکت سے ایک جنگی بیڑا اور بڑی افواج کو تیار کیا تا کہ مصر کا مسئلہ قطعی طور پر فیصل کر لیا جائے - کپتان حسین پاشا مع فوجی قوت کے انگلش امیر البحر کے ساتھ متفق ہو کر مصر کی طرف روانہ ہوا - انگلش ایڈمرل نے پندرہ ہزار انگریزی فوج باتحتی جنرل ابر کرومبی Ralph Abercromby مقام ابوقیر میں خشکی پر اُتار دی جو رحمانیہ کی طرف بڑھی اور سردار یوسف پاشا عثمانی سپہ سالار مشرق کی سمت سے قاہرہ پر پیشقدمی کرتا ہوا چلا فرانسیسی جنرل منو انگریزی فوج سے لڑنے کو نکلا تھا مگر وہ ہزیمت اُٹھا کر

اسکندریہ میں قلعہ بند ہونے کے ارادہ سے چلا گیا اور انگریزوں نے ابی قیر کا بند کاٹ دیا جو سمندر کو مصری سرزمین کے برباد کرنے سے روک رہا تھا - بند کا کٹنا تھا کہ تمام شہر کے گرد پانی پھیل گیا اور جنرل منو شہر اسکندریہ میں محصور ہو کر رہ گیا - یہ جنرل منو جنرل کلیبر کی وفات کے بعد مصر میں نپولین کا وکیل مقرر ہوا تھا اور کلیبر کو سلیمان حلبی نامی ایک مسلمان شخص نے قتل کر دیا تھا +

اسکے بعد عثمانی اور انگریزی متحدہ فوجیں قاہرہ کی طرف بڑہیں اور محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر میں گھس گئیں، فرانسیسی جنرل بلیار اور اسکی ماتحت فوج نے مدافعت میں کمی نہیں کی لیکن جب اس نے دیکھا کہ اسکی کمک وغیرہ کچھ نہیں آتی تو آخر وہ شہر حوالہ کر دینے کی شرطیں پیش کر کے وہاں سے نکل گیا اور اس طرح قاہرہ کی فرانسیسی فوج مقام رشید سے جہازوں پر سوار کر کے وطن کی طرف روانہ کر دیگئی، جنرل منو کچھہ دنوں تک مقابلہ کرتا رہا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ اسے بہی صلح کرتے ہی بنی اور اس نے (۲۲) ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۶ھ کو انگریزی امیر البحر کیتھ Keith اور ترکی وزیر اعظم یوسف پاشا سے صلح کرنے کے بعد انگلش جہازوں پر فرانس کا رخ کیا - فرانسیسی فوج مصر سے نکلی ہے تو روتی اور اپنی بدبختی پر آنسو بہاتی جاتی تہی - انکے جانے کے بعد انگریزی سپاہ ایک سال تک بندرگاہ اسکندریہ میں مقیم رہی گویا کہ فرانسیسیوں کے اسقدر جلد مصر سے نکالدیئے کے بعد ترکی حکومت کی کمزوری اور مصری سرزمین کی آبادی اور تمول دیکھکر انکے منہ میں پانی بھر آیا تھا اور وہ بجائے فرانس کے مصر کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے - مگر فرانس والے جو انگلستان کے ہاتھ سے تازہ زخم کھا چکے تہے اس حالت کو کب دیکھہ سکتے تہے انہوں نے فوراً سیاسی گفتگو کا سلسلہ ترکی اور انگلستان دونوں سے آغاز کر دیا اور آخر انگریزی سپاہ کو مصر سے نکلوا کر دم لیا - اگرچہ (۲۳) صفر سنہ ۱۲۱۷ھ کو انگلش فوج نے مصر کی سرزمین سے قدم نکال لیا - تاہم انکے دل میں مصر کے قبضہ کا خیال باقی رہا اور پھر وہ موقع سے یہاں آنے کے منتظر رہے - نپولین اعظم نے ان واقعات کے بعد ازاں باب عالی سے صلح کر لی اور پھر بدستور سابق دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش

کی تاکہ یہ دوستی بوقت ضرورت کام آئے اور یہ امر انگلستان فرانس میں باہم عداوت پڑجانے کا سبب ہوا کیونکہ انگریزوں کی حکمت عملی ٹرکی اور فرانس میں مناقشہ قائم رہنے کی خواہاں تہی اور اسکی وجہ نپولین بوناپارٹ کے وہ پولیٹکل منصوبے تھے جو اس نے انگلستان کی ضرر رسانی کے متعلق باندھے تھے ٭

وہابیوں کی شورش

جن دنوں دولت علیہ مسئلہ مصر کی اُلجھن میں مبتلا تہی اُنہیں دنوں ملک عرب کے علاقہ نجد میں حنبلی مذہب کے عالموں میں سے ایک شخص جو شیخ نجدی کے لقب سے مشہور اور محمد عبدالوہاب نام رکھتا تہا بڑی زبردست شورش کا بانی ہوا یہ شخص مشرقی علاقہ کے قبیلہ بنی تمیم کا ایک فرد تہا، اسکی ولادت ۱۱۱۲ھ میں ہوئی تہی ابتدائی عمر میں مدینہ منورہ میں طالب علمی کرتا رہا تہا اسکا باپ نہایت نیک چلن آدمی اور زبردست عالم تہا اور اسی طرح اسکا بڑا بھائی شیخ سلیمان بھی علم و کمال کی صفات سے متصف تہا، عبدالوہاب کا باپ اور اسکا بھائی دونوں اس کی حالت اور اسکے رنگ ڈھنگ دیکھہ کر خیال کرتے تہے کہ یہ ہونہار نوجوان کسی زمانہ میں بڑی عزت وشہرت حاصل کریگا۔ کیونکہ ابتدا ہی سے عبدالوہاب کے اقوال و افعال اور اسکا بہت سے دینی مسائل میں معاصرین اور سلف کے خلاف رائے رکہنا یہ باتیں معمولی دل و دماغ کے آدمی کا کام نہیں تھیں۔ اسکی خودرائی کیوجہ سے اکثر باپ و بہائی اُسے ملامت ہی کیا کرتے اور لوگوں کو اس کی باتوں پہ کان رکہنے سے مانع آتے مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ باپ و بہائی نے عبدالوہاب کی نسبت جو رائے قائم کی تہی وہ بالکل صحیح نکلی کیونکہ عبدالوہاب نے اپنا نیا مشرب چپکے چپکے بہت سے لوگوں میں پہیلا کر آخر سر اٹھایا اور ائمہ دین کے اقوال کی سخت مخالفت کرنے لگا اس کے شاگردوں میں بہی نئی سنت کی روح ایسی پھونک گئی تہی کہ وہ اس کی ہر بات کو بلا تامل عمل میں لانے کیلئے تیار تہے۔ عبدالوہاب ... قبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برا بتاتا تہا اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی زیارت

اور اُن سے وسیلہ چاہنے کا بھی منکر تھا، اُس نے بہت سی حدیثوں اور آیتوں کے نئے معنے اپنی جانب سے تراش لئے تھے جو اقوال سلف کے بالکل خلاف تھے، پھر اُس نے علماء حرمین کے عقائد بھی متزلزل کرنیکا ارادہ کیا اور اپنے شاگردوں کو اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ اُن سے بحث کرکے خواہ مخواہ اُنکے دل میں شکوک پیدا کریں اور اُنہیں اپنے راستہ پر لانے کی کوشش کریں، حرمین کے علماء نے اُن لوگوں کے قول رد کردئیے اور اُنپر کفر کا فتوے صادر کیا، پھر کیا تھا عبد الوہاب کی قوت بسرعت بڑھ چلی اور اُس کے چیلوں نے ہنگامہ آرائی شروع کر دی، عبد الوہاب نے امیر مکہ شریف غالب بن مساعد ابن سعد پر بھی (سنہ ١٢٠٥ھ میں) فوجکشی بھی کردی اور طرفین سے کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا، وہابیوں کا فتنہ ملک عرب میں بھی پھیل گیا اور اب اُنکی طاقت روز بروز بڑھتے بڑھتے اس درجہ پہنچ گئی کہ سنہ ١٢١٧ھ میں اُنہوں نے طائف پر چڑھائی کردی اور اُسپر قابض ہوکر قتل عام مچادیا، پھر حج کے بعد شہر مکہ پر بھی تسلط کرلیا۔ شریف مکہ پسپا ہوکر جدہ چلا گیا، پھر وہابیوں نے جدہ پر بھی فوج کشی کی لیکن وہاں توپوں کی گولہ باری نے اُنہیں کامیاب نہونے دیا، ترکی فوجیں مدت تک اس باغی گروہ سے لڑتی رہیں، حج کا راستہ بند ہوگیا اور سنہ ١٢٢٦ھ سے ملک عرب میں ہر طرف اسی شورش کا جلوہ نظر آنے لگا، وہابیوں کا زور کسی طرح گھٹتا ہی نہ تھا، یہانتک کہ آخرکار سلطان محمود خان دوم کے عہد میں محمد علی پاشا اعظم گورنر مصر نے اس گروہ کا بالکل قلع قمع کر پایا اور دنیا کو اس شریر جماعت کے فساد سے نجات ملگئی اسکے مفصل حالات تاریخ مصر میں بیان ہونگے۔

اس زمانہ میں بحری قوت کی حالت

مشہور بحری افسر کپتان حسین پاشا الجزائری کے فوت ہونیکے وقت سنہ ١٢١٨ھ میں دولت علیہ کی بحری قوت حسب ذیل تھی:-

اوسط اندازہ کی وضع کے تین جہاز جنپر فی جہاز ایکسو توپیں چڑھی ہوئی تھیں، بیس غلیون جنگی جہاز جنپر فی جہاز ستر سے لیکر نوّے توپوں تک چڑھائی گئی تھیں۔ بیس فرقاطہ

ہر ایک پر پچاس یا ساٹھ توپیں - اور پندرہ جہاز فرقیت وضع کے تھے +

حسین پاشا مرحوم کے بعد قپودان عام کا منصب محمد قدری پاشا کو ملا یہ افسر بحری فوجوں اور مدارس سے تعلیم پاکر نکلا تھا مگر اسکا طرز عمل بہت خراب ثابت ہوا - خصوصاً جبکہ ۱۲۱۹ھ میں اسکو شہر عکا جاکر وہاں کا فساد مٹانے کے لئے حکم ملا تو اسکی نالائقی کا راز بالکل طشت از بام ہوگیا اور سلطان نے اسکو فوراً معزول کرکے حافظ اسمٰعیل پاشا کو وزیر بحر مقرر فرمایا +

جنگ روس اور استنبول پر انگریزی بیڑہ کی چڑھائی

۱۲۲۱ھ نپولین بونا پارٹ نے جنرل سبستیان کو جدید فرانسیسی سفیر مقرر کرکے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کرتے ہوئے اس امر کی ہدایت کردی کہ جہانتک ممکن ہو دولت عثمانیہ اور حکومت فرانس کے دوستانہ تعلقات بدستور سابق قائم کرنے کی کوشش کرے چنانچہ اس سفیر کی خوش تدبیری اور کچھ خود دولت عثمانیہ کی دلی خواہش نے مل ملاکر فرانس و ٹرکی کے قدیم دوستانہ رابطے از سر نو مستحکم کردئیے - اسی اثنا میں سلطنت عثمانیہ نے افلاق اور بغدان (والیشیا - اور - مالڈیویا) کے گورنروں کو اس خیال سے معزول کردیا کہ وہ دونوں روسی سازشوں کے حامی تھے اور بجائے اُنکے اپنے معتمد اور مخلص لوگوں کا تقرر کیا، روسی حکومت کو ٹرکی کی اس کارروائی سے سخت غصہ آگیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ سب امور ٹرکی اور فرانس کی دوستی کے نتائج ہیں چنانچہ روسی حکومت نے بغیر اسکے کہ اشتہار جنگ دے فوراً والیشیا اور مالڈیویا کے دونوں ٹرکی صوبوں پر قبضہ کرلیا اور کہا کہ یہاں کے سابق حکام کا معزول ہونا اُسکی حکمت عملی کیلئے مضر ہے لہذا وہ ٹرکی کے اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوسکتا - سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو روس کی گستاخانہ حرکت سے آزردہ ہوکر اس نے بھی فوراً باقاعدہ اعلان جنگ کردیا - انگریزوں کا خیال تھا کہ اُنکا زبردست اور جانی دشمن نپولین اعظم اگر کسی یورپین سلطنت سے دب سکتا

ہے تو وہ صرف روسی حکومت ہے اور روس کو ٹرکی کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہونے سے سخت کمزوری لاحق ہونیکا اندیشہ ہے بلکہ یقین- اس لیئے انگریزی حکومت نے اس لڑائی کو ٹالنے کیلیئے بہت کچھ زور لگایا- اگرچہ ٹرکی کا اعلان جنگ دینا محض اس نیت سے تھا کہ روسی فوجیں اُس کی سرحد پر سے ہٹ جائیں ورنہ اسکو موجودہ زمانہ میں کسی یورپین طاقت سے بگاڑ کرنیکا ہرگز خیال نہ تھا یہانتک کہ جب انگلش حکومت نے محمد علی پاشا کبیر والی مصر کے معزول کر دیئے جانے کی استدعا کی تو سلطان اس امر پر راضی ہوگیا تھا لیکن مصر کے عائد اور علماء و مشائخ کا محضر محمد علی پاشا کو بحال رکھنے کی خواہش میں آگیا تو سلطان انگریزوں کی بات پوری نہ کرسکا +

خلاصہ یہ ہے کہ کچھ تو ٹرکی حکومت کے فرانس کی دوستی پر مائل ہونے اور کسی قدر مصر کے حاکم کی معزولی نہ ہونے سے انگریزوں کو ترکوں کے ساتھ عداوت پڑگئی اور وہ روسی حکومت کے شریک ہوکر ٹرکی حکومت پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگے +

انگلش سفیر سر آرتھر نائٹ [illegible] باب عالی کو فرانس کی دوستی سے باز نہ رکھ سکا تو اپنی تندخوئی کے باعث انگلش حکومت سے ٹرکی پر اعلان جنگ کا محرک ہوا اور گورنمنٹ برطانیہ نے ایڈمرل ڈیوک ورتھ [illegible] کی ماتحتی میں ایک جنگی جہازوں کا بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کی سمت ارسال کردیا اور انگریزی سفیر رات کے وقت خفیہ طریقہ پر آستانہ علیہ سے بھاگ گیا- صبحکو اُس کے مفرور ہوجانیکا حال کُھلا تو ارکان دولت عثمانیہ کو سخت تشویش پیدا ہوئی کیونکہ اب انکو روس کے ساتھ انگریزوں کی شرکت کا بھی یقین ہوگیا- تردد بڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ آبنائے ڈارڈنلز کے قلعے اور مورچے پوری طرح مستحکم نہیں تھے، گو فرانسیسی سفیر اور اس کے ہمراہی افسر مدتوں سے دولت علیہ کو ان قلعوں کی درستی پر متوجہ کر رہے تھے لیکن انگریزی سفیر نے ٹال بال بتاکر اور آخر میں بلاجنگ و جدل صلح ہوجانیکا خیال دلاکر استحکام قلعہ جات کی تیاری روکدی تھی- اور اب بھی وہ آستانہ سے بھاگ جانے کے بعد جزیرہ بوغچہ آئلہ میں جاکر ٹھیر گیا اور وہاں سے پھر سلسلہ گفتگو جاری کردیا تاکہ دولت عثمانیہ بدستور غافل ہی رہے اور انگریزی بیڑہ کو آبنائے کے قلعوں کی کمزوری

سے فائدہ اُٹھانے کا پورا موقع مل سکے چنانچہ اُس کی یہ تدبیر بھی خوب اچھی طرح کارگر ہوئی اور گو سلطان نے فرنچ سفیر کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے ماتحت ہوشیار انجنیروں سے قلعوں کی درستی اور استحکام کا انتظام کرے لیکن صدر اعظم اور دیگر ارکان سلطنت نے غیروں سے کام لینا غیر ضروری تصور کر کے اِس تجویز کو کھٹائی میں ڈالدیا +

انگریزی سفیر کی دوبارہ گفتگوے صلح کی سلسلہ جنبانی وزراے سلطنت کو اور بھی سستی کرنے میں اعانت دیتی تھی اور انگلش جنگی جہازوں کا بیڑہ آبنائے کے قریب ہی اس تاک میں لگا کھڑا تھا کہ ہوا موافق ملے تو آبنائے کے اندر گھس پڑے۔ دولت عثمانیہ نے بھی اپنا بیڑہ چھ جنگی جہازوں کا بماتحتی قبودان حاجی صالح پاشا امیر البحر دہانہ آبنائے پر ارسال کر دیا تھا تاکہ وہ غنیم کے جہازوں کو آبنائے میں آنے سے روک سکے۔ اتفاق سے ۱۲۲۱ھ کی عید اضحیٰ کے دن ٹھیک صبح کیوقت جبکہ مسلمان لوگ مصروف نماز تھے انگلش بیڑہ باد مراد چلتے دیکھکر آبنائے میں داخل ہونے کو مڑا، اس بیڑہ میں پانچ قپاق، دو فرقاطہ، دو حراقہ اور دو قرویب جہازات تھے جنپر چھ سو آٹھ توپیں چڑھی تھیں۔ آبنائے ڈارڈنلز کے دونوں اگلے قلعے سد البحر۔ اور قوم قبود۔ اسوقت محافظ سپاہیوں سے بالکل خالی تھے کیونکہ تمام سپاہی نماز پڑھنے کو چلے گئے تھے اس لئے انگلش بیڑہ بے روک ٹوک آگے بڑھ گیا اور جب وہ قلعہ جات "کلید وریا" اور "چناق قلعہ" کے سامنے پہنچا، تو وہاں مذکورہ بالا ترکی بیڑہ اُسکا مزاحم ہوا اور اُس نے گولہ باری آغاز کر دی، مگر انگلش بیڑہ نے اپنی چال نہیں روکی وہ لڑتا بھڑتا بچتا اور مارتا بہت سرعت کے ساتھ آبنائے میں گذر کر ایسے موقع پر آپہنچا کہ ترکی بیڑہ سے جنگ کر سکتا تھا۔ اب یہ مشکل آپڑی کہ ترکی جہازوں پر معدودے چند توپچیوں اور فرنچ افسروں کے سوا بحری سپاہ کا نام تک نہ تھا وہ سب نماز پڑھنے چلی گئی تھی غرضکہ باقی ماندہ فوج کچھ بھی نہ بنا سکی اور انگریزی بیڑہ نے ترکی بیڑہ کو بالکل غارت کر دیا۔ صرف ایک چھوٹی کشتی بچکر آستانہ علیہ پہنچی اور اس ہزیمت کی نامبارک خبر پہنچا سکی۔ سلطان نے جب یہ سُنا کہ چھ ترکی جنگی جہازوں میں چار غرق اور دو غنیم کے ہاتھوں میں اسیر ہو گئے ہیں یہ سب میر بحر کی غفلت اور نامردی کا نتیجہ ہے تو دیوان نے امیر البحر کو معزول کر کے

اس کی تمام جائداد ضبط کرلی اور دوسرے افسر کو بھی جو قلعہ کا محافظ تھا قتل کی سزا دی - مگر اب کیا ہو سکتا تھا کیونکہ انگریزی بیڑہ شہر کے سامنے کھڑا ہوا گولہ باری کی دھمکی دے رہا تھا - اور انگلش ایڈمرل ڈیوک ورتھ نے حسب ذیل اعلان جنگ ۲۴ گھنٹوں کی مہلت کا باب عالی میں بھیجکر جواب کا مطالبہ شروع کر دیا تھا:-

جنرل سبسٹان فرانسیسی سفیر کو ابھی آستانہ علیہ سے نکالدیا جائے - باب عالی روس وانگلستان سے معاہدہ اتحاد کرلے - اپنے تمام جنگی جہازات انگلش حکومت کو تفویض کردے جو اختتام جنگ تک اس کے پاس رہینگے اور آبنائے ڈارڈنلز کے استحکامات پر بھی انگریزی قبضہ رہیگا - روس کو افلاق اور بغدان کے دونوں صوبے واپس کر دئیے جائیں - اور فرانس سے اعلان جنگ کر دیا جائے - ترکی وزیروں نے فوراً مجلس مشورت منعقد کرکے انگلش سفیر کو نامنظوری شرائط کا جواب بھیجدیا اور مدافعت کی تیاری شروع کردی - فرنچ سفیر جنرل سبسٹان کو شہر کے استحکام و حفاظت کا مہتمم مقرر کیا گیا، شہر کے باشندے وزرائے دولت اور خود سلطان سب کو ایکساں جوش سے غنیم کی بیجا گستاخی پر غیرت آگئی تھی اور وہ تیار تھے کہ آخری دم تک شہر کی حفاظت کرینگے مگر غنیم کے سخت مطالبات کبھی نہ مانینگے رات دن شہر کی فصیلوں پر سامان مدافعت چڑہانے کا کام بسرعت تمام جاری تھا - وزرائے سلطنت تو ہر ایک مورچہ پر نگرانی کرتے پھرتے ہی رہتے تھے لیکن خود سلطان سلیم خاں سوم بھی بنفس نفیس ہر روز ایک مرتبہ جملہ موقعوں کا معائنہ کرآتا، پانچ دن کے قلیل عرصہ میں شہر کو ہر طرح مستحکم اور مدافعت کے قابل بنا لیا گیا اور تمام برجوں پر بارہ سو توپیں چڑہا دی گئیں - اِدہر تو یہ تیاریاں ہو رہی تھیں دوسری جانب دائرہ خاصہ کے دارغہ دربانان سید علی بک الجزائری نے سلطان سے عرض کی کہ اگر مجھے ترکی بیڑہ کی کمان پر مامور کیا جائے تو وہ اپنی بحری وسیع معلومات سے کام لیکر غنیم کے بیڑہ کو نیچا دکھا سکیگا، سلطان اسکی دلیرانہ گفتگو سنکر بہت خوش ہوا اور اسے خلیج آستانہ میں ایستادہ بیڑہ کا امیر البحر وکمان افسر متعین کر دیا جو بیس مختلف قد و قامت اور شکل و وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب تھا، چونکہ انگریزوں کی گستاخانہ حرکت سے تمام ترکی رعایا اور اہل شہر بیحد برافروختہ تھے لہذا ایک ہی دن میں سات ہزار

ہزار یا پانچسو شخصوں نے بحری فوج میں شریک ہونے کی درخواست کی اور اُن کے نام درج رجسٹر کر کے اُنہیں جہازوں پہ مامور کر دیا گیا۔ دولت علیہ نے اسی اثناء میں فرنچ انجنیروں کی امداد سے آبنائے ڈارڈنلز کے قلعوں کی بھی درستی اور مضبوطی مکمل کر لی تھی ترکی رعایا کا جوش اسقدر بڑھ گیا تھا کہ ہر سمت سے جوق در جوق آدمی شہر میں آتے جاتے تھے اور بہت عظیم الشان جمعیت فراہم ہو گئی تھی کچھ لوگ جزیروں میں جو شہر سے قریب تھے اس غرض سے چلے گئے کہ وہاں انگریزی کشتیوں کو جو میٹھا پانی لینے آتی ہیں روکنے اور گرفتار کرنے کی تدبیر کریں اور ان لوگوں کو کامیابی بھی ہوئی چنانچہ اُنہوں نے انگریز ایڈمرل کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ اور جب ان لوگوں کو سلطان نے انعام سے سرفراز کیا تو اور بھی بہت سے ماہی گیروں نے موقع پا کر انگریزی رسد رسانی کی کشتیوں کو ضرر پہنچایا لیکن وہ اس ارادہ میں کامیاب نہو سکے کہ انگریزی بیڑہ والوں کو جزیرہ قنالی سے پانی نہ لینے دیں۔ نئے ترکی امیر البحر نے ارادہ کیا کہ وہ غنیم کے بیڑہ پر حملہ آور ہو تو ماتحت تجربہ کار افسروں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ ہماری فوج بالکل نئی اور ناتجربہ کار انگریزی بحری سپاہ کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتی جنکو فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کی مشق و مہارت ہے اسلئے ہمیں خود حملہ کرنا کچھ بھی مفید نہو گا۔ ہاں مدافعت کیلئے تیار رہنا چاہئے اور یہی صورت احسن ہے۔ انگریزی بیڑہ نے اتنی جلد تیاریاں ہوتے دیکھکر خیال کیا کہ وہ زیادہ توقف کریگا تو اپنے تئیں سخت خطرہ میں مبتلا کر دیگا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حکومت عثمانیہ اُس کے مطالبات ماننے پر رضی ہو اسلئے وہ بہت جلد جان بچا کر بھاگ جانے کو غنیمت سمجھا چنانچہ وہ ماہ ذی الحجہ سنہ کی بائیسویں تاریخ اتوار کے دن آستانہ کے قریب سے روانہ ہوا اور بندرگاہ گلیپولی کے نزدیک دو دن ٹھیر کر وہ دونوں ترکی جہازات جو اگلی جنگ میں گرفتار کئے تھے چھوڑتا ہوا آبنائے سے باہر نکل گیا۔ راستہ میں سواحل آبنائے کے جدید مورچوں نے گولہ باری کر کے غنیم کے بیڑہ کو بہت نقصان پہنچایا اُس کے دو فرسٹ کلاس وضع کے جنگی جہاز غرق کر دئیے اور چھ سو کے قریب سپاہیوں کو ہلاک کیا آخر جب انگلش بیڑہ ان آفتوں کو جھیلکر جزیرہ بوغچہ آطہ کے نزدیک پہنچا تو وہاں اپنے نقصانات کی تلافی کرنیکا ارادہ کیا اور اس جزیرہ

پر تسلط کرکے جہازوں کی مرمت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا اہتمام کرنے لگا - اب روسی بھی ماتحتی ایڈمرل سینیاوین Seniavin یہاں آگیا تھا اور اس نے انگلش بیڑہ کو اپنے ساتھ لیکر دوبارہ آبنائے میں داخل ہونیکا عزم کیا لیکن انگریزی ایڈمرل نے روسی ایڈمرل کو روکدیا اور کہا کہ اب آبنائے میں جانا اپنے پیروں موت کے منہ میں جا پہنچنا ہے، بس بہتر یہی ہے کہ اس جزیرہ میں پڑے ہوئے ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرتے رہو*

مذکورہ بالا واقعات کو پڑھکر غالباً اسبات کا سچے دل سے اعتراف کیا جائیگا کہ ترکوں نے اس موقع پر اپنا نام اور اپنی عزت وعظمت قائم رکھنے کیلئے لاثانی جرأت سے کام لیا ورنہ اُنکی غفلت وسستی نے اُنہیں اغیار کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا دینے میں کوئی کسر نہیں رہنے دی تھی - ترکی باقیماندہ بیڑہ کا حملہ آور نہونا بھی بڑی مصلحت کی بات ہوئی تھی اسلئے کہ انگریزی بیڑہ کے زبردست جہازوں کا مقابلہ آن چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سے سخت خطرناک ثابت ہوتا جنکی بحری سپاہ بھی نئی اور ناتجربہ کار تھی*

انگلش بیڑہ کی گولہ باری اسکندریہ پر

جسوقت انگریزی بیڑہ جزیرہ پونچہ آطہ میں لنگر زن ہوکر ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار وغارت کر رہا تھا اور آبنائے ڈارڈ نلز کو دھمکی دیتا تھا، اسی زمانہ میں اُسکو دوسری بات سوجھی یعنی وہ ماہ محرم ۱۲۲۲ھ میں یکایک مصر کی جانب چلدیا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ انگریزوں کو اس حملہ میں ناکامی سے جو شرم لاحق ہوئی تھی اُسکی کسر نکالنے کیلئے گورنمنٹ برطانیہ نے (۲۱) جہازوں کا جدید کمکی بیڑہ بھیجکر اُس کے ایڈمرل کو شہر اسکندریہ پر قابو کرلینے کا حکم دیا تھا چنانچہ یہ بیڑہ دسویں ماہ محرم ۱۲۲۲ھ کو اسکندریہ پہنچا اور وہاں کے قلعوں پر جو کچھ یونہی سی خراب وخستہ حالت میں تھے گولہ باری کرکے بماتحتی جنرل فریزر Fraser انگلش فوج خشکی پر اُتار دی جنہنے اسکندریہ پر تسلط کرلینے کے بعد چند روز ٹھیرکر آگے بڑھنے کا ارادہ کیا

اور مقام رشید کی طرف قدم بڑھایا - رشید کے محافظ افسر علی بک نے معلوم کیا کہ انگریزوں کی فوج اس کی جانب آرہی ہے تو وہ بھی باوجود قلیل تعداد فوج اپنے پاس رکھنے کو مقابلہ پر آمادہ ہوگیا اور اس نے شہر کے باشندوں کو جمع کرکے انہیں ہدایت کی کہ استقلال و پامردی سے کام لیں اور بالکل پوشیدہ ہوکر بیٹھے رہیں پھر جب انکو ایک اشارہ کیا جائے تو ایک دم سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں، علی بک نے اپنی تجویز مکمل کردی اور سارا شہر ایسا ویران ہوگیا کہ گویا اسمیں کوئی متنفس رہتا ہی نہ تھا، انگریز سپاہی بے دھڑک اور بلا مزاحمت شہر میں داخل ہوکر تمام گلی کوچوں میں پھیل گئے جو محض سنسان پڑے تھے، وہ تو یہ سمجھے کہ شہر کے لوگ انکی آمد آمد سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور یہ خبر نہ تھی کہ ہمارے سر پر قضا کھیل رہی ہے شیر کچھار کے اندر موجود ہیں ہمنے اندر قدم رکھا اور انکے پنجوں میں گرفتار ہوئے، خیر وہ لوگ یوں میدان خالی پاکر تھکن مٹانے اور راحت حاصل کرنے کیلئے ہر طرف بے ترتیب ہوکر پھیل گئے کمریں کھولدیں اور آرام کرنیکے لئے بستر لگائے کہ یکایک عین غفلت کی حالت میں چاروں طرف سے اہل مصر کے غول انپر درندہ شیروں کی طرح ٹوٹ پڑے اور قتل و غارت کا بازار گرم کردیا، انگریز سپاہیوں کے ایسے ہاتھ پیر پھولے کہ وہ سب چوکڑیاں بھول گئے اور مصری دلیروں نے تمام فوج کو قتل و اسیر کرلیا - جملہ سامان حرب اور توپیں غنیمت میں حاصل کیں کچھ لوگ بمشکل جان بچا کر بھاگ سکے وہ اسکندریہ تک افتاں و خیزاں پہنچے جس سے اس بربادی کی خبر اور لوگوں کو بھی ملی - گرفتار شدہ لوگوں کو دارالسلطنت قاہرہ کی طرف روانہ کیا گیا جہاں اہل مصر نے انگریز قیدیوں کو دیکھکر نہایت مسرت ظاہر کی، انکے دل اس غیر متوقع کامیابی سے باغ باغ ہوگئے تھے اور محمد علی پاشا والی مصر نے فوراً فوجی قوت کے ساتھ مقام دمنہور کی طرف کوچ کردیا تاکہ اسکندریہ کو انگریزوں سے خالی کرالے ❁

باب عالی کو اطلاع ملی کہ انگریزوں نے اسکندریہ پر تسلط کرلیا ہے تو اس نے انگلستان پر اعلان جنگ کردیا مگر دقت یہ تھی کہ روسی بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کے دہانہ پر راستہ روکے کھڑا تھا اس لئے بڑی فوج دریا کے راستے سے بھیجی نہیں جا سکتی تھی - آخر مقام [illegible] کی

حاکم اور کنج یوسف پاشا گورنر شام دونوں کو حکم بھیجا گیا کہ وہ ملک شام سے مصر کو فوجی کمک ارسال کریں، مگر درحقیقت محمد علی پاشا والی مصر کو کسی مدد کی ضرورت نہیں تھی خود اس کی ذاتی ہمت کافی تھی چنانچہ اس نے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا تو انگریزوں نے اپنے آپ میں قوت مقابلہ نہ پاکر صلح کی درخواست کی اور اس شرط پر کہ محمد علی پاشا انگریز قیدیوں کو چھوڑ دیں اور انگریز انکے چار جنگی جہازوں اور انکے ملاحوں کو رہا کردیں جو بندرگاہ اسکندریہ سے انہوں نے گرفتار کئے ہیں اور وہ اپنے قیدیوں کو لیکر مصر سے چلے جائیں ÷

غرضکہ ان شرائط کے تکمیل کے بعد سنہ ۱۲۲۲ھ ہی کے ماہ رجب کی وسط تاریخوں میں انگریزی بیڑہ اسکندریہ خالی کرکے وہاں سے روانہ ہوگیا اور اسی کے ساتھ چونکہ انکی حکومت کو دولت عثمانیہ سے بھی ان بن رکھنا باعث نقصان معلوم ہوتا تھا لہذا انگریزی جہازات بحر ابیض متوسط سے بھی واپس کرلئے گئے اور بحر مجمع الجزائر یونان بھی انگلش جہازوں سے خالی کردیا گیا۔

سید علی قبودان پاشا کو معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑہ آبنائے کے سامنے سے ہٹ گیا ہے تو اس نے تنہا روسی بیڑہ پر حملہ کردیا اور گو اسے آخر میں پسپا ہونا پڑا لیکن اس کی فوج نے ایسی جرأت و دلیری سے جنگ کی تھی کہ روسیوں کے دانت کھٹے ہوگئے اور روسی بیڑہ کو بھی اتنا ضرر پہنچا کہ وہ مجبور ہوکر جزیرہ کورفو کی طرف ہٹ گیا ÷

محمد علی پاشا کا والئ مصر بننا

عثمانی تاریخ کا ایک قابل ذکر واقعہ محمد علی پاشا کا والی مصر مقرر ہونا تھا جسکی صورت یہ ہوئی کہ کوچک حسین پاشا امیر البحر عثمانی سلطانی بیڑہ کو لیکر فرانس والوں کو مصر سے نکالنے کیلئے روانہ ہونے لگا تو اس نے شہر قوالہ کے چودہاجی حسین آغا سے اسکی ماتحت سپاہ جہازوں پر کام دینے کیلئے طلب کی چنانچہ اس نے دو سو جوان اپنے داماد محمد علی آغا کی ماتحتی میں ارسال کئے اور کپتان کوچک حسین پاشا نے انکو ساتھ لیکر ملک مصر کا رخ کیا۔ ملک مصر کی فتح مکمل ہوچکی تو اکثر وہ فوجی جماعتیں جو صوبجات ارنؤد اور رومیلیا سے یہاں آئی تھیں مصر ہی میں رہ گئیں اور محمد علی آغا بھی انہی لوگوں میں تھا، محمد علی آغا فطری

طور پر افسری اور انتظام کی قابلیت اور حکومت وملک رانی کی قوت سے بہرہ ور ہونے کے باعث ہمیشہ عزت وجاہ حاصل کرنیکا شائق رہتا تھا اور ایسی مناسب تدابیر عمل میں لاتا کہ روز بروز اپنے حلقہ اثر کو بڑہاتا جاتا آخرکار وہ تہوڑے ہی عرصہ میں اپنی نمایاں کارگذاریوں کے باعث سرچشمہ کے معزز منصب پر پہنچگیا جو باشی بزوق فرقہ کی عام افسری تہی - انہی دنوں مصر کا حاکم قوجہ خسرو پاشا ملک کے نظم ونسق کی تدابیر میں مصروف اور اس فکر میں مستغرق تھا کہ کسی طرح باشی بزوق سپاہ کو وہاں سے رخصت کردے جو اپنی شرارتوں اور لوٹ مار کی عادت سے امن عام میں مخل رہتی ہے - چنانچہ جب اُس نے اس سپاہ کے افسروں کو اطلاع دی کہ اب تم لوگوں کے اپنے ممالک کی طرف واپس جانے کی ضرورت ہے تو اُنہوں نے بے تامل یہ حکم قبول کرلیا مگر چونکہ خسرو پاشا اُنکی چڑہی ہوئی تنخواہیں پورے طور سے ادا نہیں کرسکا تو اُنہوں نے بغاوت برپا کرکے دفتردار جائی آفندی کو قتل کردیا اور خسرو پاشا کو مجبوراً بھاگنا پڑا ، بس یہ واقعہ خسرو پاشا اور محمد علی آغا کے مابین عداوت ونا اتفاقی پیدا ہونیکا پہلا موقع تہا - خسرو پاشا کے مفرور ہوجانے کے بعد محمد علی آغا اپنا رسوخ بڑہانے میں کوشاں ہوا ، ایک طرف تو وہ مملوکوں کی قوت محو کرنے کیلئے زور دے رہا تہا اور دوسری طرف حکومت مصر کی ہوس پوری کرنیکا اہتمام کرتا تہا مگر ہنوز اُسے کامیابی کا چہرہ نہیں نظر آیا تھا کہ دولت علیہ کی طرف سے خورشید پاشا مصر کا حاکم مقرر ہوکر مع اپنے اسٹاف کے قاہرہ میں آپہنچا ◆

ترکی حکومت کا منشاء یہ تہا کہ مصر میں مملوک لوگوں کی قوت توڑ دیجائے تاکہ پھر اُن کی حکومت نہ قائم ہوسکے ، چونکہ محمد علی آغا مملوکوں پر غالب آرہا تہا اس لئے جدید حاکم خورشید پاشا نے پہلے تو اُس کی خوب حوصلہ افزائی کی لیکن بعد میں جب اُسپر محمد علی آغا کے ارادوں کا حال کھلا تو وہ اُسے مصر سے نکال باہر کرنے کی کوشش میں مصروف ہوا اور محمد علی آغا کو شہر جدہ کی حکومت مع رتبہ وزارت دلواکر وہاں بھیجدیا - باشی بزوق سپاہ محمد علی آغا کی روانگی کے ساتھ ہی بگڑ کھڑی ہوئی اور اُس نے خورشید پاشا کا محاصرہ کرلیا جو قاہرہ کے قلعہ میں بند ہوکر بیٹھ رہا ، آخر یہ خبر آستانہ علیہ میں پہنچی اور وہاں مصر میں دائمی فتنہ وفساد رہنے کے انجام پر نظر کرکے وزرائے سلطنت نے یہ تدبیر سوچی کہ دو فرمان تیار کئے - ایک

خورشید پاشا کے حاکم مصر رہنے کا اور دوسرا محمد علی پاشا کے والی مصر بنائے جانیکا اور صالح بک نامی ایک سلطانی مصاحب کو دونوں فرمان دیکر مصر روانہ کیا گیا، اُسکو ہدایت کر دی گئی تہی کہ بچشم خود ملک کی حالت دیکہکر جیسا مناسب سمجہنا انہیں سے ایک شخص کی حکومت کا فرمان سُنا دینا اور دوسرے کو دبا ڈالنا۔ سلطانی سفیر نے مصر میں پہنچکر محمد علی آغا کی ہردلعزیزی اور دوسرے حاکم سے لوگوں کا تنفر دیکہا تو سرکاری طور پر محمد علی پاشا کے حاکم مصر ہونیکا فرمان صادر کر دیا اور اُسی دن سے یہ عظیم الشان مدبر اپنے مدعا پر فائز ہو کر مصری حکومت کی باگ اپنے قابو میں لایا۔ اور ملک میں ہر طرف امن و امان قائم کر لیا اس عالی حوصلہ شخص کے مفصل حالات تاریخ مصر میں دیکہنے چاہئیں ورنہ یہاں جستہ جستہ حالات کے سوا زائد نہیں لکہے جا سکتے تہے جو اپنے موقع پر بیان ہونگے +

دولت علیہ میں جدید اصلاحوں کا رواج اور بغاوت کا زور

جن دنوں ٹرکی اور روس میں سخت جنگ ہو رہی تہی اُنہیں ایام میں ولایت بوسنیا کا حاکم اپنی سپاہ کو ساتہہ لیکر صوبہ سرویا میں داخل ہو کر وہاں کے مفسدہ پردازوں کو روسی سپاہ کے ساتہہ ملجانے سے روکنے میں کامیاب ہو گیا تہا۔ پہر ۱۲۲۱ھ میں شہر اسماعیل کے محافظ قاسم پاشا نے روسی سپاہ کو ہزیمت دیکر آگے بڑہنے سے روکدیا۔ کپتان سید علی پاشا جو عثمانی بیڑہ لیکر روسی بیڑہ سے جنگ کرنے کو نکلا اور آخر شکست کہا کر پسپا ہوا تہا اُس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، اس حملہ میں کپتان مذکور کی ناکامی کا باعث اُس کی وہ قدیم طریقۂ جنگ کی پابندی تہی جو الجزائر کے بحری قزاق عرصہ دراز سے برتتے آتے تہے مگر اُس نے بدبختی سے اپنی ماتحت بحری افسروں پر احکام کی پابندی نہ کرنے اور حملہ آوری میں ڈہیلی کر جانیکا ملزم ٹہرا کر اُنہیں بے جرم سزائے قتل دلوا دی اور خود سرخرو بنا رہا، بیچارہ شرمنت بک سوم افسر فوج بحری جو ایک تجربہ کار

اور لائق شخص تھا کپتان پاشا کی خباثت کا شکار ہوگیا، اگرچہ یہ شکست ترکی بیڑہ کے حق میں مضر ہوئی لیکن اسی کے ساتھ بہادر ترکوں نے روسی بیڑہ کو بھی اسقدر بیکار کردیا تھا کہ وہ ابنائے ڈارڈنلز کا محاصرہ توڑ کر ہٹ گیا اور یہی سبب ہے کہ جودت پاشا ترک مؤرخ نے اس شکست کو فتح کے موازی تصور کیا۔

اِن واقعات کے بعد سلطانی سپاہ داؤد پاشا کے صحرا میں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جمع ہوئی خورشید احمد پاشا صوفیا کی جانب والے علاقہ کا سرعسکر مقرر ہوا۔ اور رومیلیا کی ولایت بھی اسی کے زیر حکم رکھی گئی جسکے ساتھ شہر بلش کی محافظت پر بھی اسی کا تعین ہوا تھا۔ وارڈین کا محافظ ادریس پاشا کو قرار دیا گیا، جزیرہ نمائے موریا کی حکومت ولی الدین پاشا کو تفویض ہوئی۔ محمد پاشا کو شہر قارص کی حکومت دیگئی اور باقی فوجیں مع سامان جنگ کے بماتحتی صدر اعظم مصطفےٰ چلپی پاشا بیرقدار دریائے ڈنیوب کے کنارہ پر ارسال کیگئیں۔ مارشل میکلسن روسی جنرل پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ شہر بخارسٹ پر بڑھا اور جنگ چھڑ گئی ترکوں نے بڑی پامردی دکھا کر روسیوں کو حدود عثمانیہ میں بڑھنے سے روکدیا اور اپنا پلّہ بھاری رکھا۔ میدان جنگ کی تو یہ کیفیت تھی اور اندرون مملکت کی یہ حالت کہ سلطان سلیم خان سوم بڑی سرگرمی سے جدید یورپین وضع کی سپاہ تیار کر رہا تھا تاکہ اُسکی درستی اور تکملہ کے بعد ینی چری فوج کو برطرف کردے، چونکہ یہ اصلاحیں ینی چریوں کے حق میں سم قاتل تھیں اسلئے وہ بھی اپنی پوری قوت سے انکو برباد کرنے اور ناکام بنانے کیلئے زور لگا رہے تھے۔ اُنہوں نے پایۂ تخت قسطنطنیہ کو قتل و غارت کا اکھاڑا بنا رکھا تھا۔ شہر باشندوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت سے ارکان سلطنت جنکو نئی یورپین وضع مشابہت نصاریٰ کی خلاف امور دین کی پابندی معلوم ہوتی تھی بدمعاش ینی چریوں کے طرفدار اور درپردہ انکو شرارت پر اکساتے رہتے تھے شیخ الاسلام عطاء اللہ آفندی اور صدر اعظم کا نائب یہ دونوں افسر بھی اصلاحات کے مخالف اور سلطنت کی ترقی کے مانع تھے آخر مخالف اصلاح جماعت کی قوت نے سر اُٹھایا اور خلاف دین باتوں کو جو اُن کے خیال میں طریقۂ اسلام کے برعکس تھیں مٹانے پر کمر باندھی، جن ارکان دولت اور وزیروں کی کوشش سے

یہ اصلاحات جاری ہوئی تھیں ان کو بھی خبر ہوا سے خفیہ طور پر قتل

صلاح کا کام چل رہا تھا ینی چری اُنکے جانی دشمن بنگئے اور شیخ الاسلام سے ایسے لوگوں کے نام دریافت کرکے اُنہیں قتل کرنا شروع کردیا۔ سترہ ارکان سلطنت اُن کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے کہ باقی اشخاص نے رُوپوش ہوکر جان بچائی، ینی چری سپاہی اسی حد پر رُک جاتے تو بھی غنیمت تھا مگر نہیں وہ اپنے آپے سے گذر چکے تھے آخر اُنہوں نے سلطان سلیم کو معزول کرنیکا مطالبہ کیا اور برسرِعام اُس کے حق میں حقارت آمیز باتیں کہنی شروع کردیں مثلاً وہ کہتے تھے " اے احمق سلطان! تو جو اِن فاسد باتوں کے جال میں پھنس کر اسلام کو کفار کے طریقہ سے مشابہ کرنا چاہتا ہے کیا تجھے یہ نہیں یاد رہا کہ تو امیرالمؤمنین ہے اور تجھے صرف خدا پر توکل کرنا چاہیئے جو اپنی قدرت کاملہ سے دشمنوں کی بڑی بڑی فوجیں تباہ کردیتا ہے " یا ایسی ہی اَور باتیں۔ پھر اُنہوں نے شیخ الاسلام عطاءاللہ آفندی کو سلطان کے پاس بھیجکر اُسے تخت سے کنارہ کشی کرنے پر آمادہ بنانا چاہا اور خاموشی کے ساتھ اپنے اس جبریہ حکم کو مان لینے کا ایماء کیا۔ شیخ الاسلام مذکور بڑی عاجزی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے سلطان کے سامنے پہنچا اور کہنے لگا، حضور والا: مَیں جہاں پناہ کی خدمت میں ایک رنجیدہ پیام لیکر حاضر ہؤا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اُسے مان کر اس آفت کو رفع دفع فرمائینگے، جہاں پناہ اس بات کو سُن چکے ہونگے کہ تمام ینی چری سپاہ نے آپ کے چچازاد بھائی سلطان مصطفٰے کو اپنا حکمران تسلیم کرلیا ہے اور آپ ہرگز اُنکی روک تھام نہیں کرسکتے اس لیے بہتر ہے کہ خدا کی مرضی کو تسلیم کرلیجئے اور یہی صورت اسوقت مناسب ہے۔ سلطان سلیم ثالث نے بلا اظہار کسی رنج و ناراضی کے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ باغیوں کی درخواست مان لی اور اُنتیس (۲۹) ربیع الاوّل ۱۲۲۲ھ کو تخت سے اُتر کر اپنے جانشین کیلئے جگہ خالی کردی +

یہ سلطان بڑا متحمل مزاج، نیک طبع، خوش اخلاق اور علم و ہنر کا قدردان تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے انداز پر اپنے تمام قلمرو میں اشاعت علوم کا سلسلہ قائم کرے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی قوت و شوکت کا مدار اسی جدید رفتار زمانہ کی پیروی پر ہے۔ چنانچہ اُس کی ناکامی نے دولت علیہ کی ترقی کو اَور بھی نصف صدی پیچھے ہٹا دیا +

(۲۹) سلطان مصطفیٰ خان چہارم ابن سلطان عبدالحمید خان اوّل

۱۲۲۲ ———— ۱۲۲۳ھ

یہ سلطان (۲۹) برس کی عمر میں تخت پر جلوس فرما ہوا اور چونکہ اُس وقت دارالخلافت میں سخت بدامنی اور ابتری پھیلی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنے پیشرو کے بنائے ہوئے راستہ سے بالکل بیگانہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا اور بگڑی ہوئی سپاہ کو خوش و امن پسند بنانے کے واسطے اس نے اپنی چودہ ماہ کی قصیر مدت حکومت میں یہ کارروائی کی کہ تمام اصلاحات پر پانی پھیر گیا۔ مگر یہ ایسی غلطی تھی کہ اس سے فوجوں کو مطیع نہ رہنے کے علاوہ ایک دوسری خرابی یہ بھی پیدا ہوگئی کہ شریر اور نالائق فوجی افسروں نے امور سلطنت میں دخل دیکر تمام انتظامات کی مٹی پلید کردی بالکل طوائف الملوکی کی حالت ہو رہی تھی فوج کا ایک ایک سپاہی سلطان وقت تھا۔ اور ان کے حامیوں یعنی نائب وزیر اور شیخ الاسلام کی خوب چڑھ بنی تھی، نائب وزیر موسیٰ پاشا نے بغاوت میں قتل شدہ امیروں کی دولت خود ہی ہضم کر لی تھی مگر یہ راز کھل گیا اور وہ عتاب سلطانی میں گرفتار ہو کر عہدہ سے برطرف اور "[illegible]" کو جلاوطن کر دیا گیا۔ پھر اس کے دس دن بعد سلطان نے شیخ الاسلام عطاء اللہ آفندی کو بھی معزول کر دیا کیونکہ باغیوں کو بھڑکانے میں اُس کا ممبر سب سے بڑھا ہوا تھا مگر اس کی معزولی سے فوج کو دوبارہ برانگیختہ کر دیا اور وہ شیخ الاسلام مذکور کو پھر اس کے منصب پر لاکر خاموش ہوئی۔ شیخ الاسلام نے اتنی شہ پائی تو وہ پہلے سے کہیں حد بڑھکر آفت برپا کرنے لگا اور سلطنت کی حالت ابتر سے بدتر ہوگئی۔ سلطان سلیم ثالث کے تخت سلطنت سے معزول کئے جانے کی خبر جب پاشا اعظم کو اسوقت ملی جبکہ وہ [illegible] سے معاہدہ کر چکا تھا۔

[illegible] فتح پاکر [illegible]

[illegible] سلطان محمود خان ثانی کو اس کی کچھ بھی خبر ہوا سے خفیہ طور پر قتل [illegible]

اور اُس نے روس و ترکی کے مابین بھی متوسط بنکر صلح کرادی تھی جس کی وجہ سے جانبین کے لشکر سرحدوں سے واپس چلے گئے تھے اور سلطانی سپاہ ایڈریانوپل کو واپس آگئی تھی کیونکہ اس معاہدہ التوا ے جنگ نے ایک دائمی صلح کی شکل اختیار کرلی تھی لیکن نپولین اعظم سلطان سلیم ثالث کا تخت سے الگ کردیا جانا سنکر اپنی اگلی حکمت عملی سے پلٹ پڑا اور اُس نے دربردہ روسی حکومت سے ایک نیا معاہدہ کرلیا جس کی رو سے وہ دونوں ٹرکی مقبوضات کو آپس میں یوں تقسیم کرچکے تھے کہ بوسینیا، البانیا، یانیا، موریا، تھسلی، اور مقدونیا، کے علاقے فرانس لیگا اور افلاق، بغدان، بلغاریا، اور رومیلیا کے علاقہ جات روس کو ملینگے، اور سرویا کا صوبہ آسٹریا کو حوالہ کیا جائیگا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو دولت علیہ نے محب آفندی نامی ایک معتمد امیر کو نپولین کے دربار میں ارسال کیا تاکہ وہ اُس سے گفتگو کرکے اُس کا عندیہ دولت عثمانیہ کی نسبت معلوم کرسکے ✦

سلطان سلیم خان کی وفات

مصطفےٰ پاشا بیرقدار جسکا ذکر پہلے آگیا ہے اگرچہ محض ان پڑھ اور جاہل شخص تھا مگر اُس کی دلیری، عقلمندی، خوش اخلاقی، اور ملکی غیرت لاثانی تھی، اُس نے پچھلی روسی جنگوں میں ایسے کارنمایاں کئے کہ اُسکا نام دنیا کے مشہور لوگوں کی فہرست میں درج کرنے کے قابل ہوگیا اور سلطان سلیم سوم نے اُسے وزارت کے رتبہ پر فائز کرکے صوبہ سلسترہ کی حکومت اُس کو تفویض فرمائی۔ مگر چونکہ ابتری اور بدنظمی سلطنت کے وقت اچھے لوگوں کی قدر و منزلت نہیں کیجاسکتی بلکہ اکثر حالتوں میں حاسد اور فتنہ انگیز لوگ اُنکو ضرر پہنچانے پر آمادہ ہوجاتے ہیں اسی لئے لوگوں کی لگائی بجھائی نے بیرقدار مذکور اور وزیر اعظم چلپی پاشا کے مابین ان بن کرادی تھی جو بعد میں پھر باہم صفائی کرکے ملگئے اور دونوں ساتھ ہی ملکر آبیچی کو واپس آئے اور جب استنبول سے ان دونوں افسروں کی طلبی آئی تاکہ یہ سلطان مصطفےٰ سے بیعت کریں تو انہوں نے

اس بات کو نہیں مانا بلکہ پھر سلطان سلیم کی تخت نشینی کا مطالبہ کیا کیونکہ انکو سلطان سلیم کی حکمت عملی بہت پسند تھی۔ سلطان مصطفےٰ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے خفیہ طور پر چند آدمیوں کو بھیجکر سلطان سلیم کو گردن دباکر مار ڈالنے کا حکم دیا اور چند دوسرے اشخاص ایسی ہی کارروائی اپنے بھائی شہزادہ محمود کے ساتھ بھی کرنے پر مامور کیے۔ مگر مصطفےٰ پاشا بیرقدار نے اس معاملہ کی فکر بخوبی کر لی اور امیر محمود کو اپنے پاس بلالیا تاکہ اُسے ہر ایک مفسد کی شرارت سے محفوظ رکھیں اور پھر انھوں نے سلطان سلیم سوم کے نام سے حکومت کا انتظام کرنا چاہا لیکن انکو فوراً سلطان مذکور کے فوت ہو جانے کی اطلاع ملگئی تو بیرقدار مذکور نے اپنے چند آدمیوں کو بھیجکر سلطان مصطفےٰ کو گرفتار کرالیا اور اُسے تخت سے معزول کر کے شہزادہ محمود کو تخت نشین کر دیا۔

---

(۳۰) سلطان محمود دوم ابن سلطان عبدالحمید اوّل

۱۲۲۳ ———— ۱۲۵۵ھ

بیرقدار کا وزیر ہونا اور ینی چریوں کی بغاوت

سلطان محمود خاں دوم (۲۴) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بٹھایا گیا اور بیعت سلطنت لیتے ہی سب سے پہلا حکم بیرقدار مصطفےٰ پاشا کے صدر اعظم بنائے جانے کا دیا اور عرب زادہ عارف آفندی کو شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز کیا۔ چونکہ دیوان شمدنی کی رائے میں سلطان مصطفےٰ چہارم کا زندہ رہنا ایک خطرناک امر تھا لہذا انہوں نے بلا اس کے کہ سلطان محمود خاں دوم کو اس کی کچھ بھی خبر ہو اسے خفیہ طور پر قتل

کرا دیا پھر تو صدر اعظم نے سلطان سلیم کے قاتلوں اور اُن کے طرفداروں کو ایک ایک کر کے ڈھونڈھ نکالا اور سب کو قتل کر دیا اور شیخ الاسلام سابق عطا اللہ آفندی اور اُس کے ہم خیال وہم آہنگ فوجی قاضیوں کو بھی شہر بدر کرا دیا +

اِس کے بعد وزیر مذکور نے اپنے دشمنوں کی خبر لی اور اُنکو بھی تباہ و برباد کر چکا تو ہر طرف خالی میدان پا کر عنان حکومت اپنے قابو میں لی، اُس نے وزارت کی مجلس ایسے لوگوں سے معمور کی جو اخلاص وصداقت میں بارہا آزمائے جا چکے تھے اور پورے اُترے تھے اور اُس کے ہم خیال بھی تھے۔

جب اِن امور کا تکملہ ہو لیا تو اُس نے ینی چریوں کی خرابی اور کجی نکالنے کا اہم کام چھیڑا جو اِس قدر خطرناک اور دشوار تھا کہ اُس سے پہلے کئی ایک لائق وزیر اُسی کی قربانی چڑھ چکے تھے۔ مصطفیٰ پاشا بیرقدار نے اِس سخت اور پرخار راہ میں قدم رکھنا چاہا تو پہلے اُس نے تمام پاشاؤں اور امرائے مملکت کو ایک جلسہ میں مدعو کیا اور جس وقت سب لوگ آرام سے بیٹھ چکے تو اُس نے کھڑے ہو کر ایک طول طویل تقریر کی جس میں ینی چریوں کی پہلے دل کھولکر تعریف کی اور اُنکو بڑی عزت کے ساتھ یاد کیا، اُنکے گذشتہ کارناموں کا ذکر سنایا اور پھر اِس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ جو طاقتور فوج دولت عثمانیہ کی قوت بازو اور دول یورپ کی ملک الموت تھی آج اُس کی یہ حالت ہے کہ نہ اُس کے افراد میں جنگ وجدل کی قابلیت باقی رہگئی ہے نہ وہ کسی قانون کی پابند ہے نہ فوجی ترتیب کو جانتی ہے، ینی چری سپاہ کی بارکیں بجائے اس کے کہ شیردل جوانمردوں اور غازیان دین کے مسکن تھے آج اُس میں روباہ صفت لچوں اور بدمعاشوں کا جمگھٹا رہتا ہے جو بقول کسے کہ "نامرد ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے" جب آنکھیں دکھاتے یا تلوار اُٹھاتے ہیں تو اپنی ہی قوم وملت پر، اگر یہ بہادر سپاہ حاجی بکتاش کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتی رہتی تو آج اِن میں ایسی بزدلی اور بداخلاقی کبھی نہ پیدا ہوتی کہ اُن میں سے ایک فرقہ بھی جنت مکان سلطان سلیمان قانونی کے اصول پر مرتب نہیں مل سکتا پہلے وظائف اور جگہیں مستحق لوگوں کو ملتی تھیں لیکن اب

سندیں فروخت کرکے غیر مستحق لوگوں کے ہاتھ میں دیدیجاتی ہیں!!! دہی ینی چری جو کبھی عثمانی رعایا کے سچے محافظ وحامی تھے آج انکو ہر وقت لوٹتے اور قتل کرتے رہتے ہیں وہ محافظ امن ہونے کے بجائے اب مخل امن وامان بن گئے ہیں۔ صاحبو! شرم و غیرت کا مقام ہے کہ ایک دن خود مجھکو اس معزز فوج کی ماتحتی پر فخر تھا لیکن آج میں سو مرتبہ اس کی جانب اپنی نسبت کرنے پر لعنت بھیجنے کو تیار ہوں۔ کیا خرابی ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے کبھی ملک و ملت کی کوئی خدمت نہیں کی مختلف وظیفے اور جاگیریں لے رہا ہو اور وہ غازی مرد جو میدان جنگ کے سامنے سینہ سپر کرتے اور ملک و دولت کو بچاتے ہیں بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہمیں غیرت آنی چاہئے کہ ہماری لائق سپاہ ینی چری کے بعض بلکہ کل افسر سپاہیوں کے روزینوں کے کاغذات سود خوار یہودیوں کے ہاتھ بیچڈالتے ہیں اور بہادر سپاہیوں کو سود در سود کی آفت کا متحمل بنا دیتے ہیں، افسوس ایک سربازسپاہی کو حکومت کی طرف سے اپنی جان فدا کردینے کا جو معاوضہ ملتا ہے وہ اس غریب کے حلق میں نہیں پہنچتا کہ دوسرے انگلی ڈالکر اس سے اگلوا لیتے ہیں۔ ہمارے آقا سلطان جنکی تمام تر توجہ سلطنت کی سابقہ عزت وعظمت واپس لانے پر مائل ہے اس بات کو ضروری اور بیحد ضروری تصور کرتے ہیں کہ قدیم جنگی نظامات از سرنو زندہ کئے جائیں اور میں انکی جانب سے آپ کو اس امر میں معین ومددگار بننے کی تکلیف دیتا ہوں ۔

پھر وزیر اعظم نے ممبران مجلس کو حسب ذیل تجویز قابل نفاذ سنائیں:-

(۱) عہدوں کی فروخت کا انسداد کیا جائے۔

(۲) تمام ینی چری سپاہیوں کو بارکوں ہی میں رہنے کی تاکید کیجائے۔

(۳) روزینے صرف انہیں ینی چریوں کو دئے جائیں جو فی الحال بارکوں میں موجود اور ادائے خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۴) روزینہ کی سندوں کا بیچنا ممنوع کیا جائے مگر خاص خاص حالتوں میں اسکی اجازت رہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرے اُسے سخت سزائیں دیجائیں۔

(۵) وہ تمام تنخواہیں اور مشاہرے وغیرہ کی رقمیں جو ینی چریوں کو خزانہ سے ادا

کیجاتی ہیں اُنکی ایک مکمل فہرست تیار کی جائے اور باقاعدہ نقشۂ حساب مرتب ہو۔

(۲) ینی چریوں کو جبراً اُن قواعد اور ورزشوں کی مشق کرائی جائے جو سلطان سلیمان مرحوم نے اپنے عہد میں بنائی تھیں اور اُن کو لحاظ عمدہ نظام کے سامنے سرنگوں رکھا جائے

(۳) فی الفور اُنکو جدید اسلحہ جنگ استعمال کرنے کا حکم دیا جائے اور اُس طریقۂ جنگ کا پابند بنایا جائے جسے تمام یورپ کی فوجیں برتتی ہیں اور یہ ایک ایسا امر ہے جسپر جواز کا فتوے مفتیوں کی طرف سے مل چکا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ چونکہ موجودہ خرابیوں اور نقصانوں کو یکایک روک کر قدیم نظام کا ایکدم سے قائم کر دینا بھی سخت خطرناک کارروائی ہے اس لئے حضور سلطان نے یہ رائے قرار دی ہے کہ ابتدائً ینی چری سپاہ میں سے اچھے تنومند جوانوں اور دیگر مسلمان نوجوانوں کو جو فوجیں داخل ہیں منتخب کرکے ایک کافی مقدار کی سپاہ اہل فرنگ سے لڑنے کے لئے تیار کیجائے جو سابق ینی چری فوج کے نظام پر رکھی جائیگی اور مشق قواعد، صف آرائی قتال، اور بارکوں میں رہنے کی بابت اُسکو اُسی جدید نظام کا پابند بنا پڑیگا جو زمانہ حال میں یورپ کی فوجوں کے لئے قرار پاچکا ہے اور فن جنگ میں اُسکی پابندی ضروری مان لیگئی ہے۔

مجلس نے بڑی خوشی سے اِن باتوں کو پسند کیا اور اپنی تصدیق تحریر کردی۔ شیخ الاسلام نے بھی بلا کسی دشواری ڈالنے کے یہ سب باتیں مان لیں اور ان کے جواز و پابندی کا فتوے دیدیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام امور بیرقدار کی حسب مرضی چل پڑے اور سلطنت کا اندرونی انتظام بہت جلد سنبھل گیا لیکن بیرقدار کو نشۂ کامیابی نے اسقدر آپے سے باہر کردیا۔ کہ وہ اپنی بات رکھنے کے سوا کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور خواہ مخواہ ہر شخص پر رعب اور دباؤ قائم رکھنا اپنا شیوہ بنالیا تھا اسکا انجام یہ ہوا کہ خود اُس کے حامی اور طرفدار، فوج، علماء، اور ینی چری سپاہ سب اُسی کے دشمن جان بن گئے اور موقع کے منتظر رہے یہانتک کہ جب بیرقدار کی ساختہ پرداختہ فوج جسپر وہ بل کیا کرتا تھا زیادہ تر آستانہ علیہ سے باہر چلی گئی اور بہت قلیل تعداد کے لوگ اُس کے پاس رہگئے تو ینی چریوں نے فرصت غنیمت جان کر ماہ رمضان ۱۲۲۳ھ میں شورہ پشتی پر کمر باندہ لی اور وہ سلطان مصطفےٰ خان چہارم کے

محل کی طرف چلے تاکہ اُسے رہائی دلا کر تخت پر بٹھا دیں۔ بیرقدار نے یہ کیفیت دیکھکر انکا مقابلہ کیا لیکن وہ تاب مقاومت نہ لاسکا۔ اور جب سمجھا کہ عنقریب زیر ہو کر بدمعاش ینی چریوں کے مطالبات ماننے پڑینگے تو سلطان محمود خاں دوم کے ایسے عادل و اصلاح پسند سلطان کی معزولی سے ڈر کر اُس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ سلطان مصطفےٰ چہارم کو قتل کر کے اُس کی لاش ینی چریوں کے سامنے ڈالدی کیونکہ سلطان مصطفےٰ نے یہی کاروائی اپنے پیشرو سلطان سلیم کے ساتھ کی تھی مگر ینی چریوں نے سلطان کی لاش دیکھکر اور بھی زیادہ شور و شر مچایا اور محل سلطانی پر حملہ کر کے اُس کے اطراف میں آگ لگادی۔ صدر اعظم نے اپنے آپ کو باغیوں کے ہاتھ میں حوالہ کر دینے سے مر جانا مناسب خیال کیا اور اسی آگ میں جلکر مر گیا، اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ اُس نے بارود کے میگزین میں گھسکر اُسے شتابہ دکھادیا اور اس طرح اُس کے ساتھ خود بھی اُڑ گیا۔ ینی چریوں نے بیرقدار کے طرفدار اور اصلاح پسند لوگوں کو بھی ہزیمت دی مثلاً سپہ سالار عبدالرحمان پاشا، اور رامز پاشا امیر البحر کو شکست دیکر پسپا کیا، سلطان محمود خاں دوم نے ینی چریوں کی شورش اور آفت توشے کی کیفیت دیکھکر آخر انکی باتیں مجبوراً مان لیں اور اس نافرمان سپاہ کی بربادی اور سزا دہی کسی آئندہ موقع کے لئے ملتوی رکھی +

اس زمانہ میں بحری قوت کا حال

سید علی پاشا امیر البحری کے منصب جلیل سے معزول کر کے مدبردسہ ،، کو جلاوطن کر دیا گیا اور اُس کی جگہ سید عبداللہ رامز پاشا امیر البحر متعین ہوا جو بیرقدار کی جماعت کا ایک رکن تھا تو اُس نے دارالصناعت کے اخراجات میں جس قدر فضول خرچ تھے سب کو اُڑانا اور بحری سپاہ کی نالائق حرکتوں کو روکنا شروع کیا، اُس نے قلیونجی طریقہ کے بداخلاق و غارتگر لوگوں کو جو غریب رعایا کی دل آزاری کرتے رہتے تھے نہائت تنگ پڑ کر انمیں سے بہت لوگوں کو قتل کی سزائیں دیں، اور ایک قہوہ خانہ کے مالک کو جسکا گھر بدمعاش بحری سپاہیوں کا اڈا تھا قتل کرادیا تو ان کارروائیوں سے رعایا کا دل بیحد خوش ہوا اور وہ

نئے امیرالبحر کو دعائیں دینے لگی۔ یہ سزاؤں کے احکام بیرقدار ہی نے صادر کئے تھے۔
کیونکہ امیرالبحر کو دوسرے کاموں کی مصروفیت اس طرف متوجہ ہونے کا موقع نہیں دیتی
تھی۔ بحری فوج کے قلونجی سپاہی اور ملاح لوگ ان حالات کو دیکھکر لرز اٹھے، اور بہت
سے ینی چری سپاہی جو بحری فوج میں بھرتی تھے اور اپنی خبیث ظالمانہ عادت کے باعث
اکثر اوقات تجارتی جہازوں پر دست درازیاں کیا کرتے تھے انکو بھی معقول سزائیں دیگئیں
جس سے بظاہر تو وہ دب گئے لیکن دل میں بھرے بیٹھے رہے اور موقع کے منتظر تھے
تاکہ وزیراعظم اور اسکی ہم آہنگ جماعت سے سمجھ لینگے چنانچہ بغاوت کرنے اور اس لائق
وزیر کو قتل کر دینے کا اصلی سبب یہی ہوا۔ وزیر مذکور نہایت رعب و جلال کا آدمی تھا۔
جب وہ قتل ہوگیا تو بدمعاشوں میں سے محمد آغا نامی ایک اعلیٰ درجہ کے مفسد اور بدچلن شخص
نے سر اٹھاکر بحری سپاہ کو آمادۂ شرارت کیا اور چونکہ یہ شخص کپتان سید علی الجزائری کے
چیلوں میں سے تھا اس لئے بحری سپاہ بہت جلد اس کی جانب مائل ہوگئی اور اس نے
دارالصناعۃ پر حملہ کرکے تمام جنگی جہازوں پر قبضہ کرلیا۔ توپخانہ بھی اپنے قابو میں کرکے ایسی
آفت برپا کی کہ شہر کے اندر تک ہر طرف اس کے ساتھیوں نے لوٹ مار مچادی پھر ینی
چری مفسدوں کا جرگہ بھی اس کے ساتھ مل گیا اور کریلا نیم چڑھا ہوگیا۔ بیچارہ آنز پاشا
اپنے سرپرست بیرقدار کی موت کے باعث کچھ بھی ان فتنوں کا تدارک نہیں کرسکا اور آخر
وہ استعفا دیکر عہدہ امیرالبحری سے الگ ہوگیا۔ ادھر مفسد محمد آغا نے سید علی کو پھر سے بلواکر
امیرالبحری پر قائم کردیا اور سلطان کو بھی چاروناچار اس ناقابل مگر مفسد اور بدنام شخص کو امیرالبحر
رکھنا پڑا جس نے بحری قزاقوں کے طرز پر عامل ہونے کے باعث ترکی بحری قوت کا قلع
قمع کرڈالا وہ سلطان کے حسب منشا کسی جدید نظام پر عمل ہی نہیں کرتا تھا اور پہلے اس کی لڑائی
میں شکست کھاکر بھاگنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ نااہل اور نادان ماتحت افسروں کی رائے سے
مخالفت کرکے یہ خود بلا میں جا پھنسا تھا اور جب ان بیچاروں نے جان جوکھم اٹھاکر اسے
قتل ہونے سے بچایا تو اس نے انہیں کو مجرم ٹھیراکر سزائے موت دلوادی مگر آخرکار ایسے
شیطان سیرت نے ۱۲۲۲ھ میں اپنی کرتوت کی پوری سزا پائی اور معزول کرکے قلعہ حصار کو

جلاوطن کر دیا گیا جس کے بعد بحری محکمہ کو اس خبیث اور اس کے مفسد یعنی چرچی چیلوں کے وجود سے بالکل نجات مل گئی۔ اور پھر چرخہ جی علی پاشا قایم مقام صدر اعظم منصب امیر البحری پر ممتاز ہوا جو در اصل ایک مصری امیر الفی بک کے غلاموں میں سے تھا اور یوسف ضیا پاشا ترکی سپہ سالار کے ساتھ مصر سے آستانہ علیہ کو آیا تھا۔ جن دنوں اسکو ترکی بیڑہ کی کمان سپرد ہوئی ہے اُن دنوں روسی بیڑہ نے سواحل بحیرہ اسود پر آفت نازل کر رکھی تھی اور ترکی تجارت کو نہائت سخت نقصانات پہنچا کر تباہی کے قریب پہنچا دیا تھا۔

۱۲۲۲ھ میں ایک انگلش جنگی بیڑہ چار جہازوں کا آیا جس نے آبنائے ڈارڈ نلز سے باہر لنگر ڈالا اس بیڑہ پر صلح کرنے کے لئے انگلش سفیر آئے تھے اور جب اُنہوں نے معاہدہ صلح کی سلسلہ جنبانی کی تو وزرائے دولت نے طول طویل مباحثہ کے بعد یہ خیال کر کے " کہ صلح کے طلبگار سے جنگ کرنا بڑی غلطی ہے " آخر میں ایک معاہدہ کر لیا جسمیں بارہ دفعات قائم کی گئی تھیں اور اُسکا ماحصل یہ تھا کہ تبادلہ اسیران جنگ ہو جائے اور انگلستان تمام ترکی علاقوں کو جنپر اُس نے قبضہ کر لیا ہے خالی کر دے اور وہاں جسقدر سامان جنگ ہے اُسے بھی چھوڑ دے، چنانچہ اس معاہدہ پر جانبین کے دستخط ہوگئے اور پھر تجارتی تعلقات بدستور سابق قائم ہوگئے ✦

دولت علیہ اور روس کی مابین دوبارہ جنگ کا شروع ہونا

۱۲۲۴ھ میں امیر البحر چرخہ جی علی پاشا عثمانی بیڑہ کو لیکر بحیرہ اسود میں اس نیت سے گیا کہ روسی جنگی جہازوں کو وہاں سے نکال دے۔ اس بیڑہ میں تیرہ مختلف وضع وجسامت کے جنگی جہاز تھے مگر خرابی یہ تھی کہ امیر البحر مذکور اور اُس کے دیگر ماتحت افسر سب بحری جنگ کے قواعد سے بالکل نابلد اور کورے تھے نہ فوج ہی قواعد دان تھی کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں قابل افسروں کو سید علی پاشا سابق امیر البحر کی نظر عنائت نے ہلاک کر دیا

تھا اور رہے سہے لوگ فتنوں اور شورشوں کے دوران میں ہلاک و برطرف ہو گئے اب تو جسقدر فوج یا افسر جہازوں پر مامور ہوئے تھے سب بالکل اَنپڑھ اور جاہل محض تھے جب کسی کو پڑھنا لکھنا ہی نہیں آتا تھا تو علم ہیئت و ہندسہ اور علم نجوم وغیرہ کی کیا خاک مہارت ہوتی جس پر جہازرانی کا دارومدار ہے۔ بہرحال جب یہ بیڑہ مقام کستنجہ میں پہنچا تو تین روسی جنگی جہاز غیر ملکی نشان اُڑاتے ہوئے اسکے ملے اور راستے انہیں نکل جانے دیا چنانچہ وارنہ پہنچکر اُسے معلوم ہوا کہ ابھی تین روسی جہاز اس بندرگاہ میں سے گئے ہیں جو یہاں سے دو ترکی جہازوں کو جلا کر اور آنپیر کے سپاہیوں کو گرفتار کر لیگئے ہیں۔ غرضکہ کپتان کی نادانی اور افسروں کی ناقابلیت نے یہ رنگ دکھایا کہ ایک روسی جنگی جہاز جو ہواسے مخالف کے تھپیڑوں میں پھنسکر ترکی بیڑہ کے حلقہ میں آ پھنسا تھا وہ بھی ان سے گرفتار نہ کیا جاسکا اور صاف بچکر نکل گیا چنانچہ جب اسطرح ناکام و بےنیل مرام یہ بیڑہ آستانہ علیہ میں واپس آیا تو سلطان نے چیر غہ جی کو معزول کر کے اُس کی جگہ حافظ علی پاشا کو امیرالبحر کے منصب پر مامور کیا۔

سنہ ۱۲۲۵ھ مطابق سنہ ۱۸۱۰ء میں ترکی بیڑہ دوسری مرتبہ بحیرہ اسود میں گیا اور اُس نے ایک روسی جنگی جہاز گرفتار کر لینے کے علاوہ مقام وارنہ کو روسی سپاہ کے نرغہ سے نجات دلائی جو اُس کے محاصرہ کے لئے آئی تھی مگر چونکہ ان دنوں ترکی بیڑہ کی حالت بہت خراب تھی اور روسی بحری قزاق راستہ میں اُس سے آمادہ جنگ ہو کر لڑتے رہتے تھے چنانچہ ان مشکلات کو جھیل کر وہ فصل خریف ہی میں آستانہ علیہ کو واپس آ گیا اور کوئی کارنمایاں نہ کر سکا۔ بعد ازاں سنہ ۱۲۲۶ھ میں قرہ عثمان پاشا امیرالبحر مقرر ہوا اور اُس کی وفات کے بعد خسرو محمد پاشا اس منصب پر فائز ہوا۔ یہ شخص گرجی نسل کا تھا اور سنہ ۱۲۲۷ھ میں عثمانی بیڑہ کو بحیرہ اسود میں لیگیا۔ ان دنوں روسی بیڑہ گرجستان کے سواحل پر گشت لگاتا تھا اس لئے ترکی بیڑہ سنیوپ اور سواحل بحیرہ باسفورس پر گشت لگاتا رہا۔ اور دونوں بیڑوں میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ترکی بری سپاہ کی کارگزاریاں اور معاہدہ بخارسٹ

سنہ ۱۲۲۷ھ ترکی بحری قوّت نے جو کچھ کیا اُسکا حال تو آپ پڑھ چکے اب بری قوّت کے حالات ملاحظہ کیجیے کہ اُس نے روسیوں کے مقابلہ پر کیسے ہاتھ دکھائے مصطفیٰ پاشا بیرقدار کی وفات کے بعد صدر اعظم کا عہدہ یوسف ضیا پاشا کو ملا تھا اور وہی اس جنگ میں عساکر عثمانیہ کا سپہ سالار تھا مگر وہ روسی سپاہ کو آگے بڑھنے سے روک نہ سکا چنانچہ روسیوں نے شہر اسمٰعیل اور سلسترہ پر قبضہ کرلیا اور علاقہ جات اوسجق، نیکوپولی، بزارجق، اور ہزار گروڈ پر بھی سنہ ۱۲۲۵ و سنہ ۱۲۲۶ھ کے عرصہ میں تسلط حاصل کرلیا، ان متواتر ناکامیابیوں نے یوسف ضیا پاشا کو عتاب سلطانی کا مستوجب قرار دیا اور عدم تعاون کی علت میں کورٹ مارشل کرکے معزول بنایا گیا پھر اُس کی تمام جائداد ضبط کرکے اُسے دیمتوقہ کی جانب جلا وطن کردیا گیا۔ اور وزارت عظمیٰ کا منصب لاز احمد پاشا کو تفویض ہوا جس نے صوبہ روتیلیا میں ترکی افواج کی کمان ہاتھ میں لیکر ساٹھ ہزار کی جمعیت سے روسیوں پر حملہ کیا اور اُنکو سنہ ۱۲۲۷ھ میں شکست دیکر پسپا ہونے پر مجبور بنا دیا روسیوں نے مقام اوسجق کو ویران کرنے اور شہر میں آگ دیدینے کے بعد خالی کردیا اور اسی اثناء میں فرانس نے متوسط بنکر صلح کرا دینی چاہی مگر سلطان محمود خان نپولین کے اُس معاہدے سے بیحد ناراض تھا جو اُس نے حکومت روس کے ساتھ تقسیم مملکت عثمانیہ کے لیے کیا تھا اسواسطے سلطان نے فرانس کی بات نہیں مانی اور جنگ کو باوجود اس کے کہ فتوحات سے بھی کچھ نفع نہیں ملتا تھا جاری رکھا۔ یہ انجام بد کا ڈر کا دہلا دینے والی حالت سخت خطرناک تھی مگر خداوند کریم نے یکایک اس مشکل کو اپنی عنایت سے اس طرح حل کر دیا کہ دولت علیہ کو بہ نسبت فرانس کے توسط مان لینے کے بہت کچھ فائدہ رہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ روسی حکومت کی نپولین سے بگڑ گئی۔

کیونکہ روس نے معاہدہ ٹلسیٹ کی چند شرطیں پوری نہیں کی تھیں جنکا مدعا یہ تھا کہ روسی حکومت اپنے بندرگاہوں سے انگریزی تاجروں کو نکالدے اور جب روسی حکومت نے اس پر کچھ بھی عملدرآمد نہیں کیا تو نپولین نے جھنجلاکر ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۲ء میں دوبارہ روس پر حملہ کر دیا اور نہائت زبردست فوج کے ساتھ اُس کی سرحدوں پر آگیا۔ روسی حکومت کو اس موقع پر بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ دولت عثمانیہ سے صلح کر کے اپنی تمام طاقت نپولین کے مقابلہ پر صرف کرے اور اُدھر سے صلح کی تحریک ہوتے ہی دولت علیہ نے بھی غالب آفندی کتخدا صدر اعظم کو مع دیگر معتمد افسروں کے با اختیار سفیر صلح بنا کر ارسال کیا اور شہر بخارسٹ میں معاہدہ صلح لکھدیا گیا جس کی شرطیں دولت عثمانیہ کے لئے بہت ہی مفید تھیں۔ اس معاہدہ کے حسب منشا جو (۱۷) جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ کو مکمل ہؤا تھا، افلاق اور بغدان کے دونوں صوبے ٹرکی کے ماتحت ہو گئے اور حسب سابق اُسی کی اطاعت میں آگئے، اور صوبہ سرویا کو بھی چند حقوق کے ساتھ باب عالی کا ماتحت رہنا پڑا صلح ہو چکنے کے بعد بڑی فوجیں اور جنگی بیڑے سب استنبول میں واپس آگئے اور سلطان محمود دوم نے یہ موقع غنیمت سمجھکر بغداد اور اَیدین کے صوبوں کی اندرونی بغاوت فرو کرنے اور سلطان سلیم سوم کے شروع کئے ہوئے مفید کاموں کو انجام تک پہنچانے پر کمر باندھ لی کیونکہ ینی چریوں کی بغاوت اور روسی جنگ نے اُن باتوں کو التوا میں ڈالدیا تھا۔

ٹرکی مورخین کی رائے عثمانی بحری قوت کی بابت

مشہور ترک مؤرخ اور مصنف چلپی[1] اپنی کتاب "تحفة الکبار فی اسفار البحار" میں ایک پُرجوش عثمانی کی طرح جو اپنے ملک وملت کا دلی ہواخواہ اور حامی ہو دولت علیہ کی

[1] کاتب چلپی - ایک مشہور ترک مورخ اور عالم ہے اس نے ۱۰۶۸ھ میں وفات پائی، اسکی مشہور تاریخی کتابیں اور دیگر علمی کتابیں اعلیٰ تصنیفات میں شمار ہوتی ہیں۔ کشف الظنون اور جہان نما وغیرہ اسکی بہت عمدہ تصانیف ہیں

بحری قوت کی نسبت بہت زبردست مضمون لکھا گیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ بحری قوت ہی وہ رکن اعظم ہے جس کے استحکام پر دولت علیہ کو اپنی توجہ اور طاقت صرف کرنا چاہئے کیونکہ اگر اس بات کا خیال نہ بھی کیا جائے کہ سلاطین آل عثمان کے ساتھ سلطان البرین وخاقان البحرین کا معزز لقب منضم ہوتا ہے تو اس بات کا پاس رکھنا بیحد ضروری ہے کہ اُس کے اکثر محروسہ ممالک جزیروں اور ساحلی مقاموں کا مجموعہ ہیں خاصکر دارالخلافت قسطنطنیہ دو دریاؤں کے مابین واقع ہونے کے باعث اس امر کا محتاج ہے کہ اُسکی حفاظت کے لئے ہر وقت ایک زبردست جنگی بیڑہ جہازات اُس کی حراست کرتا رہے اور اُس کی بحری قوت تمام دنیا پر فائق ہو۔ یہی وجہ تھی کہ سلف کے سلاطین عظام ہمیشہ بحری قوت کی درستی اور برتری کو مقدم تصوّر کرتے اور اسے اپنی کامیابی کا گر سمجھتے رہے پس یہ امر نہایت مذموم ہے کہ اس طرف سے توجہ ہٹا لیجائے بلکہ ضروری اور اشد ضروری ہے کہ اس قوت کو ہمیشہ مکمل اور زبردست رکھنے کی کوئی امکانی کوشش ترک نہ کیجائے دوسرا ترک مورخ شانی زادہ[۵۱] بھی کاتب چلپی ہی کے قدم بقدم چلا ہے اور اس بارہ میں لکھتا ہے "میں اس بات کو دیکھکر سخت متاسف ہوتا ہوں کہ قوم کے اکثر ممتاز اور سربرآوردہ لوگ اپنی مجلسوں میں دولت علیہ کی بحری قوت کو فضول قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدت سے جنگی جہازوں کا بیڑہ کوئی فائدہ دینے کی جگہ لاکھوں روپے ماہوار مصارف کا بار خزانہ عامرہ پر ڈال رہا ہے۔ افسوس جن لوگوں کو یہ کہنا چاہئے۔ کہ خلیفۃ الاسلام کو اپنے لقب خاقان البحرین کی عظمت قائم کرنے کیلئے اُسپر فرض ہے۔ کہ اپنی ساری طاقت جنگی جہازوں کی تکمیل و اضافہ میں صرف کرے تاکہ اُس کی بحری قوت کا پایۂ اعتبار بڑھے۔ وہی لوگ اُلٹے جنگی بیڑہ کو معدوم اور دارالصناعۃ کے مصارف کو بند کردینے کی رائے دیتے ہیں۔ مگر الحمدللہ کہ سلاطین آل عثمان نے ان بُری راؤں کو ہرگز نہیں سُنا اور وہ ہمیشہ بحری قوت کی درستی پر مائل رہے" جو لوگ دولت علیہ پر

---

[۵۱] اسکا نام محمد عطاء اللہ آفندی تھا۔ اور ترک مورخین میں شمار ہوتا ہے۔ بحالت جلاوطنی ۱۲۴۲ھ میں فوت ہوا۔ علم طب میں اس کی نادر تصانیف بہت اعلےٰ درجہ کی ہیں +

ایسی لغو نکتہ چینی کرتے ہیں شاید انہوں نے دولت برطانیہ عظمیٰ کے حالات بچشم غور نہیں دیکھے
کہ وہ محض اپنی بحری قوت کے بل بوتے پر آج دنیا کی زبردست ترین حکومت بنی ہے
اور اپنے مختصر جزیرہ کی حفاظت کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے زرخیز ملکوں کی مالک ہوگئی
ہے اور چونکہ اس کی عظمت و رفعت کا حقیقی باعث بھی بحری قوت ہے اس لئے اس کے
اہل قلم اور مورخین ہمیشہ سلطنت و قوم کو اس قوت کی زیادتی پر مائل کرتے رہتے ہیں۔
خداوند کریم مورخ چلپی کی روح پر رحمت نازل کرے جس نے اپنی شیریں بیانی اور
قوت تحریر کے ذریعے سے ایسی کارآمد حقیقت کا انکشاف کیا اور ایسی مفید و کارآمد
رائے تحریر کر گیا جو آج تمام دنیا کی نظر میں وقعت پا سکتی ہے۔ فی الواقع بڑی ضرورت
ہے کہ ہماری پیاری حکومت عثمانیہ اپنی بحری قوت اور جنگی بیڑہ کی حد سے زیادہ محتاج ہے
اور جب تک اس کا تکملہ نہ ہوگا وہ کبھی اپنے قلمرو کے ساحلی مقامات اور ان کثیر التعداد جزائر کو
جو بحر سفید، بحر احمر، خلیج فارس، اور بحیرہ اسود، میں واقع ہیں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔
سلطان محمود خان دوم سے ایک صدی قبل جب سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت عین شباب
کے عالم میں تھی اور اس میں کوئی سستی یا کاہلی نہیں پیدا ہوئی تھی تو نہ صرف آستانہ علیہ
کے دار الصناعۃ میں جہاز سازی کا کام جاری رہتا تھا بلکہ اکثر ساحلی مقاموں میں ایسے کارخانے
موجود تھے جنمیں عمدہ جنگی جہازوں اور کشتیوں کی تعمیر و مرمت کا عمل جاری تھا۔ بحر آرکی پیلگو
میں جزیرہ آستانکوئی کے روبرو بدروم کے گھاٹ میں غلیون کی وضع کے جنگی جہازات
بنتے تھے، ایشیائے کوچک کے ساحل کرمیدان اور اکثر بحیرہ اسود کے ساحلی مقاموں
میں فرقاطہ جہازوں کی تیاری کے کارخانے موجود تھے مگر اسکے بعد ایک عرصہ تک یہ کارخانے
بالکل بند پڑے رہے لیکن ۱۲۲۳ھ میں سلطان نے امیر البحر ایچ ایلی احمد پاشا کو جو
محمد خسرو پاشا کے بعد وزیر بحر مقرر ہوا تھا حکم دیا کہ دونوں مذکورہ بالا مقاموں کے کارخانوں
سے جہازات تیار کرائے چنانچہ ان دونوں کارخانوں نے تھوڑے عرصہ کے اندر ایک
غلیون اور دو فرقاطہ جہاز بنا کر تیار کر دیئے اور انپر ملاحوں اور سپاہیوں کا تعین کیا گیا۔
پھر ۱۲۳۶ھ میں یعنی جن دنوں حسین پاشا امیر بحر مقرر ہوا تھا استنبول کے دار الصناعۃ

میں بہت سے جنگی جہاز بنکر تیار ہوئے اور شہر سنیوب میں بھی دو فرقاطہ جہاز بنے، انکے علاوہ ایک بڑا غلیون جہاز بھی اسی مقام میں بننا آغاز ہوا اور فرمان سلطانی صادر ہوا اسکہ جہاز سازی کے قابل لکڑی بکثرت جنگلوں سے کٹوا کر منگائی جائے پھر سنیوب کے کارخانہ جہاز سازی کو دو اور جدید فرقاطہ جہازوں کی تیاری کا حکم ملا۔ غرضکہ اس طرح بہت کم عرصہ میں دولت علیہ کی بحری قوت از سر نو درست و مستحکم بنگئی +

سلطان محمود دوم کا وہابیوں کی بغاوت فرو کرنے پر متوجہ ہونا:۔

فرقہ وہابیہ کے ظہور اور اُن کے سرزمین عرب میں آفت برپا کرنے کے حالات ہم پہلے لکھہ چکے ہیں اور جب سلطان محمود نے دیکھا کہ اس جماعت کیوجہ سے مسلمانوں میں نا اتفاقی کا زور ہو رہا ہے تو اُس نے عزم مصمم کرلیا کہ اس خبیث جماعت کو برباد کرکے دم لیگا۔ لیکن سلطنت کی موجودہ حالت اُسکو ترکی عساکر کی کافی مقدار سرزمین عرب کی جانب روانہ کرسکنے سے مانع آئی تو اُس نے مرحوم محمد علی پاشا حاکم مصر کو ۱۲۲۲ھ میں فرمان بھیجا کہ وہ وہابیوں سے لڑکر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو اُن سے واپس لے، اور خدیو موصوف نے بخوشی اس فرمان کی تعمیل پر کمر باندھی چنانچہ اُنہوں نے بولاق کے کارخانہ جہاز سازی کو نئے جہازات تیار کرنیکا حکم دیا اور جب جہازات تیار ہوگئے تو بندرگاہ سوئز سے اُسپر فوجوں کی روانگی کا اہتمام کیا گیا۔ محمد علی پاشا کو ایک تردد اس موقع پر اور بھی تھا وہ یہ کہ اُمراے ممالک کی حالت مخدوش تھی اور خدشہ تھا کہ اُس کی غیر حاضری میں یہ لوگ بغاوت و فساد برپا کرکے ملک کو تباہ کرینگے لہذا اُس نے ایک حیلہ سے تمام مملوک امیروں کو قلعہ قاہرہ کے ایک جلسۂ عام میں طلب کیا اور جسوقت اُنکی تعداد مکمل ہوگئی۔ تو ایک دم سے اُنہیں قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔ فوج پہلے ہی سے تیار کر رکھی تھی جو غافل اور بدقسمت مملوک امیروں پر گولیاں برسانے لگی اور چشم زدن میں وہ سب مر کر ڈھیر

ہوگئے صرف دو شخص اُن میں سے زندہ بچے ایک احمد بک ابراہیم بک کبیر کا داماد اور دوسرا امین بک جو پیچھے سے آیا تھا اور قلعہ کے اندر سے بندوقیں چلنے کی آواز سُنکر ہوشیار ہوگیا اس لئے بھاگ نکلا اور ملک شام کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۵ صفر ۱۲۲۶ھ کو ہوا تھا۔ محمد علی پاشا اس کارروائی کے بعد حکومت مصر کی جانب سے اپنا اطمینان کرکے ملک عرب پر حملہ کرنے کو تیار ہوگیا اور اپنے فرزند توسن پاشا کی ماتحتی میں مصری سپاہ کی کافی تعداد ارسال کی جس نے پہلے مدینہ منورہ کو وہابیوں کے ہاتھ سے چھین لیا اور پھر مکہ مکرمہ کی جانب بڑھا۔ لیکن طائف کے قریب وہ وہابیوں کے نرغہ میں پھنس گیا، محمد علی پاشا کو یہ حال قاہرہ میں معلوم ہوا تو وہ فوراً ماہ شعبان ۱۲۲۷ھ میں مکہ مکرمہ جا پہنچا اور شریف غالب امیر مکہ کو گرفتار کرکے پہلے اُسے ملک مصر کی طرف روانہ کردیا جہاں سے وہ سلانیک کو بھیجا گیا اور وہیں تا دمِ مرگ نظربند رہا۔ پھر محمد علی پاشا نے شریف یحییٰ بن سرور کو شریف غالب کی جگہ امیر مکہ بنا کر پھر وہابیوں کی خبر لی اور کئی معرکوں میں اُنہیں شکست دیکر اُن کے ہاتھ سے متعدد مقامات چھین لئے۔ (۱۹) ربیع الثانی ۱۲۲۹ھ کو وہابیوں کا سرغنہ سعود فوت ہوگیا اور اسوجہ سے وہابیوں کی قوت ٹوٹ گئی جس سے حج کا راستہ مامون ہوگیا اور اس سال بہت سی خلق خدا نے حج کا فریضہ بآرام تمام ادا کیا۔ خود محمد علی پاشا نے بھی مع اپنی تمام سپاہ کے حج کرلیا اور اس کے بعد ماہ رجب ۱۲۳۰ھ میں وہ مصر کو واپس آگیا۔

جس اثناء میں محمد علی پاشا مکہ مکرمہ سے وہابیوں کو نکال رہا تھا اور اُنکی قوت و شوکت توڑ کر اُنہیں پسپا کرتا جاتا تھا اسی عرصہ میں اُس کے فرزند توسن پاشا نے صوبہ نجد پر حملہ کردیا اور شہر درعیہ جو وہابیوں کا مرکزی مقام تھا فتح کرلینا چاہا توسن پاشا نے شہر رس پر تسلط کرکے وہابیوں کو کئی ایک زبردست شکستیں دیں تو وہ گھبرا گئے اور اُنکے جدید سرغنہ عبداللہ بن سعود نے جو سعود کی وفات کے بعد باپ کی مسند پر متمکن ہوا تھا صلح کی درخواست پیش کی توسن پاشا نے یہ شرط پیش کی کہ وہابی لوگ اُن تحائف کو واپس کردیں جو وہ حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لوٹ لائے ہیں اور شہر درعیہ کو خالی کردیں تو صلح منظور ہے اور

ایک تحریر محمد علی پاشا کی بھی آگئی جسمیں لکھا تھا کہ ابن سعود کو استنبول جا کر سلطان سے اظہار اطاعت کرنے کی تاکید کیجائے ورنہ بصورت انکار تلوار کو حَکَم قرار دینا چاہئے مگر ابھی ان شرائط کی منظوری طرف ثانی سے نہیں آئی تھی کہ خاص ملک مصر کی شورش نے طوسن پاشا کو وہاں جانے پر مجبور کر دیا اور یہ معاملہ جوں کا توں رہگیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد محمد علی پاشا نے باتحتی اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کے ایک زبردست فوج شوال سنہ ۱۲۳۱ھ میں ارسال کی جس نے بندرگاہ ینبع سے نجد کی طرف پیش قدمی کر کے وہابیوں کو پسپا کرنا شروع کر دیا اور بزور شمشیر شہر درعیہ میں داخل ہو کر سنہ ۱۲۳۳ھ میں وہ سب شرطیں پوری کرالیں جو طوسن پاشا نے اب سے ایک سال قبل منوانی چاہی تھیں، حجرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب تحائف وہابیوں سے واپس لیلئے گئے، جنمیں تمام مرصع بجواہر چیزیں اور وہ اعلیٰ درجہ کا موتی بھی تھا جسکو کوکب دری کہا جاتا تھا چنانچہ یہ سب تحائف پھر بدستور روضہ مطہرہ میں داخل کر دیئے گئے اور عبداللہ بن سعود آستانہ علیہ کو بھیجدیا گیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا اسی طرح وہابیوں کی بیخکنی ہو کر ملک حجاز میں امن و امان قائم ہوگیا۔ ابراہیم پاشا ان امور سے فراغت پا کر مظفر و منصور سنہ ۱۲۳۵ھ میں مصر کو واپس آیا اور جس دن وہ شہر قاہرہ میں داخل ہوا ہے اُس روز بڑی شان و شوکت کا جلسہ منایا گیا تھا۔

درۂ بکلر کا استیصال اور تپہ دلنلی علی پاشا کا قتل کیا جانا۔

سنہ ۱۲۳۶ھ و سنہ ۱۲۳۷ھ۔ دولت علیہ کو روسی جنگ کی الجھن اور فتنہ وہابیہ کی آفت سے خلاصی ملگئی تو اُس نے جاگیردار امیروں کا اقتدار مٹانے کی طرف توجہ کی جنکی ذات سے آئندہ سخت خرابیاں پیدا ہونیکا احتمال تھا ان امراء کو درۂ بکلر کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا سلطان نے پہلے تو کئی امیروں کو قتل کر دیا اور اس بارہ میں اُسے کوئی سخت دقت کا سامنا نہیں ہوا لیکن یانیہ کا حاکم تپہ دلنلی علی پاشا جو ارنؤد (البانوی) ترکوں کا ایک شریف خاندان امیر اور بڑا مدبر و دلیر بھی تھا اُس کی بربادی مشکل نظر آئی کیونکہ اول تو وہ اس صوبہ

پر چالیس سال کے عرصہ سے حاکم رہتا آیا تھا دوسرے یہ کہ اُس نے یانینہ کی شہر، سلانیکا
اور مناستر، وغیرہ مقامات میں بہت کچھ جائداد واملاک بنالی تھی جسکی وجہ سے وہ دولت وثروت
کے علاوہ عزت وقوت کا مرکز بنگیا تھا جنوبی رومیلیا میں اُسکا رسوخ اتنا بڑھا ہوا تھا کہ کوئی اُسکے
مقابلہ پر سر نہیں اُٹھا سکتا تھا پچھلی روسی جنگ میں اور فرانس کے مصر پر قابض ہو جانے کے
وقت اُس نے دولت علیہ کی نمایاں خدمتیں بھی انجام دی تھیں جسپر خوش ہوکر سلطان نے
اُس کو اور اُس کے بیٹوں کو حسب لیاقت رتبے اور نشانات بھی مرحمت کئے تھے اور جزیرہ
نمائے موریا کے اضلاع مع اُس کے قرب وجوار کی اراضیوں کے اُسے بطور جاگیر عطا کر دئے
تھے اسمیں شک نہیں کہ سیاسی امور کی حیثیت سے اس پاشا نے دولت علیہ کی نہایت
قیمتی خدمتیں انجام دی تھیں اور جو کچھ اقتدار اُسکو ملا وہ اُسکا حقیقی مستحق تھا لیکن اسی کے
ساتھ وہ اپنی رعایا پر سخت جور وستم کیا کرتا جو ایک ناپسندیدہ بات تھی۔ اُس نے اپنی جاگیر کا
علاقہ سرسبز وآباد بنانے کی کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑی تھی، سڑکیں نکالنا، نہریں بنوانا،
زراعت اور تجارت کو فروغ دینا، یہ سب امور ہمیشہ اُس کے مدنظر رہتے تھے اُس نے
ایک باقاعدہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی بطور خود مرتب کر رکھی تھی اور اسی طرح موریا
کے مفسد یونانی باشندوں کا دم بند کر رکھا تھا کہ وہ کبھی سر نہ اُٹھا سکتے۔ حکومت علیہ بھی ان
شائستہ خدمات کی قدر فرماتی اور ہمیشہ اس پاشا کے ساتھ نرمی اور سلوک سے پیش آتی یہاں تک
کہ علی پاشا کا کتخدا پاشو بک اُس کے پاس سے بھاگ کر آستانہ علیہ میں آگیا اور اُس نے
وہ مخفی راز سلطان پر ظاہر کر دئے جو اُس کے آقا علی پاشا اور حالت آفندی کتخدائے وزارت
اور اُس وقت سب سے بڑے بارسوخ رکن دربار کے مابین تھے چنانچہ اب سلطان کی
نگاہیں علی پاشا کی طرف سے پھر گئیں اور اسی کے بعد علی پاشا بھی کچھ ایسا حد سے بڑھ چلا کہ وہ
خود مختاری کی ہوس میں صوبۂ یانینہ، جزیرہ نمائے موریا، علاقہ ترحالہ، ایپرس، اور ساتوں
یونانی جزیروں کا مستقل حاکم بننے پر آمادہ ہو گیا۔ اُس نے اس بارہ میں نپولین بوناپارٹ
سے امداد طلب کی اور اپنے آپ کو اُس کی اعانت میں سرگرم رہنے کا خواہاں ظاہر کیا۔
یہ خبر سلطان کو ملی تو اُس نے فوراً جزیرۂ موریا کے حاکم خورشید پاشا کو سپہ سالار بنا کر اوائل

سنہ ۱۲۳۶ھ میں ایک جرار سپاہ تپہ دلنلی علی پاشا کی سرکوبی پر مامور کی اور اس سپاہ نے اُسے چاروں طرف سے گھیر کر قلعہ یانیہ میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ جب علی پاشا قلعبند ہوگیا تو سرعسکر خورشید پاشا نے اس کے حالات کی رپورٹ باب عالی میں ارسال کی اور وہاں سے قطعی حکم آگیا کہ اس باغی کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ ابھی اثنا میں علی پاشا نے سرعسکر کے پاس پیام صلح بھیجا اور اطاعت ماننے پر آمادہ ہوگیا اور جب وہ حسب الطلب سرعسکر کے پاس آیا تو سرعسکر نے اُس کے قتل کا حکم دکھا کر فوراً اُسے گرفتار کرالیا اور پھر اُسکا سر کاٹ کر آستانہ علیہ کو روانہ کیا۔ مگر اب ایک نئی خرابی پیدا ہوگئی یعنی موریا کے مفسد یونانی باشندے علی پاشا سے اسقدر ڈرتے تھے کہ اُسے "دیا نیا کا بڈھا شیر" کہا کرتے تھے۔ اُنکو اس کے قتل کر دیئے جانے کی خبر ملی تو انہوں نے عام بغاوت برپا کر دی جسکا حال آگے بیان ہوتا ہے +

یونانی بغاوت اور موریا کی لڑائیاں

یونانی ممالک کے پہاڑی اور غیر آباد مقامات ہونے کے باعث شورہ پشتی اور قتل و غارت وہاں کے باشندوں کی گھٹی میں پڑگئی تھی اس مرتبہ بھی انہوں نے دولت علیہ کے مقابلہ پر آنے کی نیت کی تو اُن کے سرغناؤں نے پہلے باہمی سازش سے متحدہ قوت فراہم کی اور پھر بارہویں صدی ہجری کے آخری زمانہ میں دول یورپ کی شہ پاکر ۱۲۰۳ھ میں اُنہوں نے عام شورش برپا کر دی۔ مگر یہ زمانہ دولت علیہ کی قوت میں ایسی کمی ہو جانے کا نہ تھا کہ وہ ان باغیوں کی سرکوبی سے عاجز آجاتی اُس نے بھی محسن زادہ محمد پاشا کو حاکم موریا بنا کر انکی سرکوبی کا حکم دیا اور محسن زادہ کے بعد حسن پاشا الجزائری یہاں کا حاکم مقرر ہوا یہ دونوں سردار بڑے دلیر اور لائق تھے اس لئے بہ بیلا شورہ پشتوں کو دبا لینے میں کامیاب ہوگئے اور رومیوں کو بجز سکون وصلاحیت اختیار کرنیکے اور کچھ نہ بن آیا پھر اسکے بعد انہیں اطراف میں تپہ دلنلی علی پاشا کا سکہ جم گیا اور اس نے رومیوں کی نکیل ایسی کڑی کر دی کہ وہ تمام سرکشی بھولے رہے، شاید ابھی قوم کی بدوعاؤں کا

اثر تھا کہ علی پاشا نے مدت تک دولت علیہ کی مخلصانہ خدمت ادا کرنے کے بعد آخر عمر میں ایسا باغیانہ منصوبہ گانٹھا جو اُس کی تمام خواہشوں کو زمین کے اندر دفن کرا دینے کا باعث بنا اور باغی رومیوں کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ علی پاشا کا قتل ہونا تھا کہ جزیرہ نمائے موریا میں اس سرے سے اُس سرے تک ایک آگ فساد و بغاوت کی مشتعل ہو پڑی اور اُن کی فری میشنری خفیہ انجمن "هیٹریا"[1] Heteria اس آگ کو اور بھی بھڑکاتی تھی اس انجمن کا مرکز شہر "ویانا" تھا اور اس کی سرپرستی روسی حکومت کرتی تھی اس کے ممبر بظاہر یونانی نوجوانوں کو تعلیم و تربیت دینے کے بہانے سے اُنکو درپردہ پولیٹکل چال کی کامیابی کیلئے فتنہ و فساد برپا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور وہ ممبر بڑے بڑے مذہب کے رومی امراء اور پادری تھے جنکی سکونت روسی ممالک اور والیشیا کے علاقوں میں تھی اور ترکی قلمرو کے باشندے بھی انہیں شامل تھے اس انجمن نے آتش فساد کا پہلا شعلہ والیشیا (ملکتین) کے صوبہ میں بھڑکایا جسمیں "ایبقو پاشا" اتفاق سے کا حاکم قتل ہوا اور یہ بات ۱۲۳۶ھ میں پیش آئی ۔

پھر جسوقت دولت عثمانیہ نے علاقہ ملکتین کی شورش مٹانے پر توجہ کی تو یکایک جزیرہ موریا کے تمام یونانی باشندے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہاں کے مسلمان باشندوں نے بھاگ کر شہر و دیہات سے قلعوں میں آکر پناہ لی - باغیوں کا زور بڑھا اور خارجی اعانت نے اُنکو اسلحہ اور سامانِ جنگ سے بے فکر بنا دیا تو وہ ترکی قلعوں کا محاصرہ کرکے بہت سے

---

[1] یہ نام جس کے معنے "اتحاد و اخوت" ہیں دو انجمنوں پر بولا جاتا تھا اور دونوں یونانی تھیں مگر پہلی انجمن جو شہر ویانا میں قائم ہوئی تھی اُسکا مقصد یونان کی قدیم عمارتوں کی تلاش اور اُنکا تحفظ تھا اور آخر میں اسکا صدر مقام شہر "ایتھنز" قرار پایا - اور دوسری خفیہ انجمن تھی جو اس مقام پر ہماری مقصود ہے اُسکا مدعا تھا کہ یونان والوں کو ترکوں کی ماتحتی سے آزادی دلائی جائے اور تمام شاہان، شہزادگان و امراء یورپ اُسکے سرپرست تھے شہزادہ روس اُسکا صدر انجمن اور حامی تھا اور اس کے ممبروں سے سخت قسم لیجاتی تھی کہ وہ اپنا تمام زر و مال انجمن کو دیکر اپنی جان اُس کی تعمیل مقصد پر قربان کر دینگے اور کبھی اُسکا راز ظاہر نہ کرینگے اسکی ایک شاخ خاص قسطنطنیہ میں بھی تھی اور تمام ترکی قلمرو میں یہ خفیہ کارروائی روز

چھوٹے چھوٹے مورچوں پر قابض بھی ہوگئے۔ باغیوں نے علاقہ جات طرابلیہ، اناپولی، اور، کردوس، کا اپنی شورش کی تمام مدت تک محاصرہ قائم رکھا اور ارکان سلطنت عثمانیہ کو اسوقت تک تخفی انجمن ہیٹیریا کی کارروائیوں کا مطلق علم نہ تھا یہانتک کہ خورشید پاشا نے جزیرہ موریا سے علی پاشا کا مقابلہ کرنے کیلئے یانیہ کی جانب کوچ کیا تو وہ اپنے خاندان اور گھر کے لوگوں کو صوبہ کے صدر مقام طرابلیہ میں ہی چھوڑ گیا تھا اور غلطی سے اُس نے وہاں محافظ سپاہ کی کافی مقدار اور سامان جنگ و رسد بھی نہیں رہنے دیا تھا اس لئے طرابلیہ کا قلعہ محفوظ نہ تھا۔ ابتدائے بغاوت میں ترکی حکام کی غفلت اور سہل انگاری نے باغیوں کو کئی معرکوں میں کامیاب ہو جانے دیا تو اُن کے دل بڑھ گئے اور پھر تو جن مقاموں میں بغاوت کی آگ دبی پڑی تھی وہ بھی شعلے مارنے لگی۔ مفسد یونانی مسلمان باشندوں کو بڑی بیدردی سے قتل و غارت کر رہے تھے، عورتیں، بچے، بوڑھے، اور معذور لوگ بھی اُنکی بے دردی اور ظلم کے شکار بنتے تھے۔ جزائر آرکی پیلیگو اور جزیرہ آتنہ، فارلی ایلی، اور تر حالہ تک بھی شورش کی آگ پھیل گئی تھی، کوسہ محمد پاشا اور بہرام پاشا دونوں یکے بعد دیگرے جزیرہ نمائے موریا کی گورنری پر مامور ہوئے اور بغاوت کو ذرا بھی فرو نہ کر سکے۔ بندرلی علی پاشا کی تدبیریں بھی ناکام رہیں، پھر حالت آفندی کی کوشش سے سید علی پاشا سابق وزیر اعظم جزیرہ موریا کا سرعسکر مامور ہوا لیکن اُس کی تمام فوج راستہ ہی میں کٹ کر برباد ہوگئی اور وہ اپنے مقام ماموریت تک بھی پہنچ نہ سکا۔ اس امر سے بغاوت کی آگ اور تیز ہوگئی اور باغیوں کے حوصلے حد سے زیادہ بڑھ گئے، اُنہوں نے محصور قلعوں کو دبانا شروع کیا اور آخر کار طرابلیہ پر قبضہ کر کے خورشید پاشا اور کوسہ محمد پاشا کی بیویوں اور بچوں کو جو وہاں موجود تھے گرفتار کر لیا۔ باغی یونانیوں نے شہر مذکور میں تین دن تک بڑی سنگدلی کے ساتھ قتل عام جاری رکھا اور بلا تمیز عورت و مرد، بچوں اور بوڑھوں، سب کو قتل کر کے گھروں کو لوٹ لیا۔

خورشید پاشا اس عرصہ میں یانیہ کا مسئلہ طے کر چکا تھا اور علی پاشا کے قتل کر دینے سے اُس کو حکومت کی نگاہوں میں بہت کچھ عزت و منزلت حاصل ہو چکی تھی، چونکہ وہ حالت آفندی کا ہمخیال تھا اس لئے وہ بھی تپہ دلنلی علی پاشا کی بابت وہی رائے رکھتا تھا جو اُس کی نسبت

حالت آفندی نے قائم کی تہی مگر خورشید پاشا کو یہ دیکھکر کمال مایوسی ہوئی کہ اُس نے اور
اُس کے یار وغار حالت آفندی نے تبہ دلنلی علی پاشا کے جن بے شمار خزانوں کی امید باندہ
رکھی تھی وہ محض خام خیالی تہی۔ علی پاشا کے خزانوں میں صرف اسقدر زر نقد ملا جو موریا کی
فوج کے صرف دو ماہ کا خرچ ہو سکتا تھا۔ سید علی پاشا اپنی ناکامی کے باعث سرعسکر کے
منصب سے الگ کر دیا گیا اور وہ درامہ لی محمود پاشا کے ماتحت رہا جو اُس کے بعد افواج
موریا کا سرعسکر متعین ہوا تھا، محمود پاشا نے ماہ شعبان ۱۲۳۷ھ میں پچیس ہزار سپاہی
ساتھ لیکر موریا کی جانب سفر کیا جہاں پہنچکر چند روز بعد ہی اُسکا انتقال ہو گیا اس لئے وہ کوئی کام
نہ کر سکا۔ ۱۲۳۸ھ کے ماہ رجب میں ساقز کی بحری جنگ پیش آئی جسکا بیان بحری حالات کے
ضمن میں کیا جائیگا اور ۱۲۳۸ھ میں اناپولی کا ضروری بحری قلعہ دشمنوں کے قابو میں چلا گیا۔
مورخین لکھتے ہیں کہ اس بغاوت میں ابتدا سے ابتک جتنی ہزیمتیں ترکی افواج کو اُٹھانی پڑیں
اور دولت علیہ کو جسقدر زحمتیں پیش آئیں یہ سب حالت آفندی کی خباثت کا نتیجہ تھا کیونکہ اُسنے
اپنے دشمن تبہ دلنلی علی پاشا کو جلد تر تباہ و غارت کرنے کے خیال سے بلا اندیشہ انجام ہر طرف
سے فوجوں کو سمیٹکر اُس کے مقابلہ پر روانہ کر دیا تھا اور اسی وجہ سے جزیرہ نمائے موریا کی
بغاوت روکنے کا انتظام جیسا چاہیئے ابتدا میں نہو سکا اور وہ بڑہتی چلی گئی حالانکہ حالت آفندی
کے امکان میں تہا کہ وہ بغاوت کو بہت جلد فرو کرا دیتا اور اُن مقاموں کی سپاہ جہاں بغاوت کا
دورتہا نہ ہٹاتا۔ لیکن مرضی الٰہی میں کیا چارہ ہونے والی بات ہو کر رہی۔ تاہم چونکہ خداوند کریم
عادل و قہار ہے اس لئے وہ اپنے بندوں پر دنیا میں ظلم کرنے والوں یا اُن کے حقوق تلف
کرنے والوں کو بہت جلد سزا دیدیا کرتا ہے چنانچہ اُس نے حالت آفندی کی اس غفلت و
خود غرضی سے ناخوش ہو کر صدر اعظم حمد اللہ پاشا کو اُس کی سرکوبی کیلئے مامور کیا اور اس وزیر نے
حالت کو بحالت تباہ قونیہ کی طرف جلاوطن کر دیا پھر سلطان سے اُس کے قتل کا فرمان لیکر اُسی
طرح اُسکا سر کٹوا ڈالا جس طرح اُس نے تبہ دلنلی علی پاشا کا سر کٹوا دینے میں سلطان کو بھڑکا کر
حکم حاصل کیا تہا۔ حالت آفندی کے قتل کئے جانے کی خبر خورشید پاشا کو ملی تو وہ اس قدر پریشان
اور خائف ہوا کہ اُسی روز بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور ینگی شہر میں ماہ ربیع الاول ۱۲۳۹ھ

خورشید پاشا حالت آفندی کا گہرا دوست اور اُسکا رازدار تھا اور ان دونوں کی ملی مار نے سلطنت کا سخت نقصان پہنچا کر بندگان خدا کی جانین تلف کی تھیں اس لئے اُنکو اپنے کئے کی سزا مل گئی - خورشید پاشا کی وفات کے بعد اُس کی جگہ جلال پاشا حاکم بوسنیا کو سرعسکر افواج موریا متعین کیا گیا مگر وہ بھی اُدہر جاتے ہوئے راستہ ہی میں مرگیا، اُدہر وارسہ لی محمود پاشا کی بھی وفات ہو چکی تھی - اس لئے موریا کی فوج کے ماتحت افسروں نے دفع الوقتی کے طور پر صدور احکام سلطانی کے وقت تک احمد ادیب پاشا کو قائم مقام سرعسکر منتخب کر لیا مگر خدا کی قدرت دیکھیئے کہ وہ بھی دو دن بعد ہی سخت بخار میں مبتلا ہوکر دنیا سے سفر کر گیا، غرضکہ اب موریا میں کوئی سپہ سالار باقی نہیں رہگیا تھا اور بغاوت بدستور برپا تھی - آخر دولت علیہ نے کئی ایک نئی فوجیں اور متعدد سپہ سالار پے در پے روانہ کئے جنکی وجہ سے حدود یونان پر بہت سے سپہ سالار اور نامور افسر جمع ہوگئے اور گو اُن سبھوں نے ہمت و شجاعت سے کام لیا لیکن بغاوت کی آگ ذرا بھی فرو نہوئی اس لئے کہ اُس کے شعلے بسرعت تمام ملک کے ہر گوشہ میں بھڑکتے جاتے تھے - ایک جگہ ذرا دہیمی ہوتی تو دوسری جگہ ترقی پکڑ جاتی اور اُسپر طرہ یہ تھا کہ ینگچری سپاہ کے فرقے جو باغیوں کے مقابلہ پر بھیجے گئے تھے عین جنگ و پیکار کے موقع پر افسروں کے احکام نہیں مانتے تھے [illegible] پر آمادہ ہو جاتے تھے - انہی وجوہ سے ایتھنز اور سیلونکی کے دونوں شہر بھی باغیوں کے قبضے میں چلے گئے اور موریا کی حالت بدستور ابتر و غیر مامون بنی رہی - یہانتک کہ سنہ ۱۲۳۹ھ میں غالب پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا - یہ شخص بڑا مشہور مدبر اور بہادر تھا عہدہ وزارت پانے سے قبل مدتوں میر منشی رہ چکا تھا اور اسوجہ سے اُسکو سلطنت کے دخلی اور خارجی امور کی پوری واقفیت حاصل تھی - اُس نے عنان وزارت ہاتھ میں لیتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام فرمان صادر بھیجا کہ بہت جلد مصری سپاہ کو ممالک یونان کی طرف ارسال کرے، محمد علی پاشا نے فرمان سلطانی کی فوراً تعمیل کی اور دولت علیہ نے اُس کے فرزند رشید ابراہیم پاشا کو جو وہابیوں کے قلع قمع کرنے میں نام پا چکا تھا موریا کی فوجوں کا سپہ سالار مقرر فرمایا - (سنہ ۱۲۳۹ھ) اور رشید محمد پاشا کو سنہ ۱۲۴۰ھ میں رومیلیا کا سپہ سالار بنایا گیا یہ شخص پہلے خورشید پاشا کے

ساتھ بھی رہ چکا تہا اور علاقہ تہسالہ کے باغیوں کی سرکوبی میں کامیاب ہوا تھا۔ اس سپہ سالار نے اپنی سپاہ کو مقام کی شہر میں درست کرنے کے بعد پیش قدمی کرکے شہر سیولونکی کا محاصرہ کرلیا اور یہ تو ادہر مصروف تھا دوسری جانب ابراہیم پاشا مصری فوجوں اور جنگی بیڑہ کے ساتھ ستون اور ناوارین کے دو بحری قلعوں کو غنیم سے واپس لیکر اس بات میں کامیاب ہوا کہ اپنی سپاہ قورون اور قلاماطہ کے بندرگاہوں میں خشکی پر اُتار دے اور اس کے بعد اُس نے چند ہفتوں ہی کے عرصہ میں تمام صوبہ موریا باغیوں کے ہاتھ سے واپس لے لیا۔ پھر وہ خشکی کے راستہ سے شہر پالیہ بادرہ کی جانب چلا اور سرعسکر رشید محمد پاشا سے جا ملا جو سیولونکی کا محاصرہ کئے تھا۔ ابراہیم پاشا کے آچکنے کے بعد امیر البحر خسرو پاشا بھی عثمانی جنگی بیڑہ لیکر ایپسرہ اور سیسام، کے دو جزیروں پر حملہ آور ہوا جہاں کے باشندوں نے باغیوں کی اعانت کی تھی اور ۱۲۴۱ھ میں انکو سزائیں دیکر سیولونکی کی طرف متوجہ کیا جسکا محاصرہ خشکی کی طرف سے ابراہیم پاشا اور سرعسکر رشید محمد پاشا کر رہے تھے اور اس نے بیڑہ کے ساتھ دریا کی سمت سے محاصرہ ڈالدیا غرضکہ ان تینوں وزیروں کی قابل تعریف کوششوں سے سیولونکی کا مستحکم شہر اوائل ۱۲۴۱ھ میں فتح ہوگیا اور اب تمام جزیرہ موریا سے بغاوت کی قطعی بیخکنی ہوگئی +

سیولونکی کے فتح ہونے تک ان تینوں مذکورہ بالا افسروں میں بہت اعلےٰ درجہ کا اتحاد قائم تہا مگر اس کی فتح ہوتے ہی چونکہ خسرو پاشا امیر البحر محمد علی پاشا حاکم مصر کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا تھا اور اسوقت سے اُسکا دشمن چلا آتا تھا لہذا اب اُس نے محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کے ساتھ بُرائی کرنے اور انتقام لینے کی تدبیر شروع کی اور ہر بات میں اُس کی مخالفت کرنے کے ذریعہ سے اُس کی کوششوں کو ناکام بنانے پر تُل گیا۔ ابراہیم پاشا بھی اُس کی مخالفت دیکھکر اُسی طرح پیش آتا رہا اور اب یہ صورت ہوگئی کہ دونوں کی رپورٹیں ایک دوسرے کے خلاف باب عالی میں پہنچا کرتی تہیں۔ سلطان کو خوف پیدا ہوا کہ دونوں افسروں کی باہمی ناچاقی کہیں پھر آتش بغاوت بھڑک اُٹھنے کی موجب نہو اور تمام کی کرائی ہوئی محنت برباد جائے لہذا اُس نے اپنا ایک معتمد افسر دونوں کو باہم مصالحت کرا دینے کیلئے روانہ کیا۔ مگر اسی عرصہ میں خسرو پاشا نے مصری جہازوں کو سامان رسد لانے سے روک کر ابراہیم پاشا کو دق کر رکھا تہا اور

یہ خبر محمد علی پاشا نے سُن لی تھی چنانچہ اُس کی درخواست خسرو پاشا کی شکایت میں سلطان کے پاس پہنچی اور سلطان نے اسکا یہ انتظام کیا کہ خسرو پاشا کو موریا سے واپس طلب کر کے آبنائے ڈارڈنلز کی محافظت پر مامور کر دیا تاکہ وہ آستانہ کے نزدیک موجود رہکر سلطان کو ینی چری سپاہ کی سرکوبی کرنے میں مدد دیسکے اور ابراہیم پاشا کو بہیں ترکی جہاز عطا فرما کر موریا کی برّی اور بحری فوجوں کا سپہ سالار اعظم بنا دیا۔ اِس کے بعد بڑھ کر رشید محمد پاشا نے مقامات قارنی ایلی، اینہ بختی، اور، لیواڈیا، کو بھی فتح کر کے شہر ایتھنز کا محاصرہ کر لیا، اور اُس میں بزور شمشیر داخل ہو کر یونان کی آتش بغاوت سرد کر دی اِس فتح سے کریٹ میں جو شعلے بغاوت کے اُٹھ رہے تھے وہ خود بخود دب گئے اور ترکوں کو عام مسرت حاصل ہوئی کہ اب یونانی شورش کا خاتمہ ہو کر امن و امان قائم ہو گیا ہے خاصکر انکی مسرت اِس لئے اور بھی زیادہ ہو رہی تھی کہ ۱۲۴۱ھ میں سلطان محمود دوم نے ینی چری سپاہ کو تباہ و ہلاک کر کے نیا فوجی سسٹم قائم کیا اور اِس طرح اہل [illegible] دست ظلم سے چھڑا دیا تھا جسکا حال آگے چلکر بیان ہوگا ÷

بغاوت یونان کے زمانہ میں بحری لڑائیاں

قدیم زمانہ میں یونانیوں کو بحری لوٹ مار اور رہزنی میں بڑی شہرت حاصل تھی [illegible] شاطر اور ایسے اعلیٰ درجہ کے ملّاح تھے کہ ایک نامی بحری افسر نے انکی بابت کہدیا کہ در [illegible] ملک بربر کے ساحلی مقامات سے بھی کہیں دربہ بڑھکر بحر آرکی پیلیگو میں جہاز رانی کرنا مشکل [illegible] ہے۔ اِس سمندر کے سواحل پر جہازوں کا قیام کرنا اور پھر صحیح سلامت بچے جانا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ پہاڑی چٹانوں کے اوٹ میں بحری قزاقوں کی کشتیاں گھات لگائے رہتی ہیں اور جہاں اُنہوں نے تجارتی جہازوں کو آتے دیکھا فوراً اُنپر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ ان بحری قزاقوں نے جزیروں کے رہنے والے لوگوں سے بھی میل کر رکھا تھا اور اُن کو مال غنیمت کا حصّہ دیتے رہتے تھے جسکے باعث وہ کوئی شکار دیکھتے ہی خاص نشانات کے ذریعہ سے اُن قزاقوں کو خبر کر دیتے کہ مال لیتا جانے نہ پائے۔ اور بعض اوقات جب

بن لیٹروں کو مدد کی حاجت ہوتی تو یہی چند علامتوں کے ذریعہ سے اہل جزائر کو اپنی اعانت
کیلئے طلب کر لیا کرتے تھے، یونانی قزاق کسی جہاز کو پکڑ پاتے تو اُسے دور دراز کے کسی جزیرہ
میں لیجا کر اُس کے تمام مسافروں کو اکثر قتل کر دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو اُنکی حرکتوں پر آگاہی
نہ حاصل ہو سکے اور بعض اوقات قید کر لیا کرتے یا جو چاہتے کرتے۔ ایک عرصہ دراز تک یہی
حالت قائم رہی تو یورپ میں ایک تہلکہ مچگیا اور آخر کار ۱۸۲۷ء میں حکومتہائے انگلستان،
فرانس، اور روس نے اپنے بحری افسروں کو حکم دیا کہ وہ جس یونانی جہاز کو پائیں بجز اُن
جنگی جہازوں کے جو حکومت کے ماتحت ہوں اور سب کو بلا تامل گرفتار کر لیں +

بغاوت کے زمانہ میں یونانیوں کو بحری فتوحات میں اس لئے اور بھی کامیابی ہوئی کہ
دولت علیہ کے پاس لائق بحری افسروں کا توڑا تھا اور ترکی جنگی جہاز بڑے بڑے اور بھاری
تھے جو کھلے سمندر کے سوا تنگ گھاٹوں اور اوچھے پانی میں جنگی حرکت نہیں کر سکتے تھے اور
یونانی قزاقوں کے جہازات بلکہ اُنکی مختصر کشتیاں سریع السیر تھیں اور تنگ سے تنگ
بندرگاہ میں ہر طرح کی پلٹ پھرت دکھا سکتی تھیں کیونکہ اُنکی ساخت ہی اس لئے ہوئی تھی کہ
اُن سے بحری لوٹ کا کام لیا جائے +

حقیقت یہ ہے کہ یونانیوں نے اس بغاوت میں ایسی جرأت وہمت کا اظہار کیا جو
اُنکے کارناموں کو دوامی یادگار رکھے قابل بنا گئی۔ گو یورپ نے اُنکی دستگیری کی تھی اور
تمام سرزمین یورپ سے اُن کے لئے چندہ، اسباب جنگ، اسلحہ، اور جہازات آتے
رہتے تھے لیکن پھر بھی جانبازی کرنا اور اپنے آپکو غیر حکومت کے چنگل سے آزادی دلانے
کیلئے جان پر کھیل جانا یونانیوں ہی کا کام تھا۔ بہت سے یورپ اور امریکہ کے امیر اور حکام
یونانیوں کی مدد کیلئے اور اُنہیں باقاعدہ لڑانے کیلئے آگئے تھے اور آتش زبان شاعروں
اور مقرروں نے یورپ کے دولتمندوں سے بڑی بڑی رقمیں یونانیوں کیلئے جمع
کر لی تھیں۔ ہٹیاریا کی خفیہ انجمن کے ممبر باغیوں کی مالی امداد کیلئے تیار رہتے تھے اور اُنہیں
ہمت کی روح پھونکتے جاتے تھے۔ اس بغاوت سے پہلے ہی یونان والوں کے پاس
بکثرت تجارتی جہاز موجود تھے اور اُن کے جہازوں کی آمد و رفت بحر ابیض متوسط کی ہر ایک

بندرگاہ میں رہتی تھی اور فرانسیسی تجارت کی اہمیت اُنکے مصر سے نکل جانے کے بعد سے
یونانی تجارت کا حصہ بنگئی تھی، پھر جسوقت انگلستان نے نپولین اعظم کی مخالفت پر کمر
باندہی تو اُسوقت بہی یونانی تاجروں کو خاص طور پر نفع حاصل ہوا چنانچہ ۱۸۱۵ء میں
یونان کے صرف دو جزیروں ہیڈرہ، اور، اپسرہ، کے لوگ چھ سو جہازوں کے
مالک تھے جنپر تیس (۳۰۰۰) ہزار ملاح کام کیا کرتے تھے ؛

جن دنوں ترکی فوجوں نے علی پاشا کے مرکزی مقام یانیہ کا محاصرہ کیا ہے اُنہی
دنوں علی پاشا کے خاص سولہ (۱۶) جنگی جہاز بندرگاہ پریوزہ میں لنگر انداز تھے جنکو ترکی بیڑہ کے
خوف سے بحکم ولی پاشا فرزند علی پاشا اُن کے کپتان نے دہانۂ بندرگاہ پر غرق کرکے ترکی
جہازوں کی آمد کا راستہ بند کر دیا تہا - علی پاشا کا جھگڑا ختم ہوگیا تو بغاوت یونان کا
شعلہ بھڑک اُٹھا اور حکومت عثمانیہ کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا باغی اُن غرق شدہ جہازوں کو
نکالکر اپنے کام میں لائیں اس لئے نصوح زادہ علی بک ترکی بیڑوں کے ناخدا نے اُن کو
نکالنا چاہا اور اپنی فوج کے لوگ اس کام کے لئے کافی نہ پاکر باشندگان شہر سے مدد
لیکر اُنکو ایک ہی رات میں نکلوالیا جو بعد میں درست کر کے بیڑہ میں شامل کر دئے گئے - مجمع الجزائر
یونان کے بڑے حصہ میں گڑبڑ پھیل جانے کے باعث ضروری تہا کہ وہاں بغاوت کا
زور ہونے کے قبل ہی انسداد کا انتظام کر دیا جائے اور ترکی جنگی بیڑے بحر ابیض میں حفاظت
راہ پر مامور کئے جائیں لیکن اندرونی خرخشے اس طرح پیچھے پڑے تھے کہ دولت علیہ کو اس
طرف توجہ کرنے کی مہلت ہی نہ ملی - ترکی مورخین لکھتے ہیں کہ اسی وقت افلاق اور بغدان
کے صوبوں میں روسی حکومت کی تحریک سے بغاوت پھوٹ پڑی اور دولت علیہ اُن کی
اصلاح میں اُلجھہ گئی جس سے مجمع الجزائر یونان کی آتش فساد کو خوب اچھی طرح بھڑک اُٹھنے کا
موقع ملگیا مگر جب [illegible] کی بغاوت فرو ہوچکی تو اُسے موقع ملا کہ نصوح
زادہ علی بک کی ماتحتی میں ایک جنگی بیڑہ ساحل ایشیا کی جانب روانہ کرے اور اُسکو ہدایت
کی گئی کہ یونانی قزاقوں [illegible] کے زبردست جنگی انگلش وغیرہ
کے جہازوں سے بہت ہوشیار رہے جو چانلیجہ، صولیجہ، اور [illegible]

ہیں پھر دولت علیہ کو ان یونانی جہازوں کے سواحل اناطولیا پر بدیں غرض آجانیکا حال معلوم
ہوا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو ملکی فوجیں لیجانے سے باز رکھیں اور تجارتی جہازوں پر ڈاکے
ڈالتے رہیں *

علی بک کے ساتھ جسقدر جہازات تھے وہ سب ہلکی وضع کے تھے اس لئے میر بحر کو خوف
پیدا ہوا کہ یہ بیڑا یونانیوں کے بیڑے پر غالب نہ آسکیگا اور اسوقت دولت علیہ نے محمد علی پاشا
حاکم مصر کو لکھا کہ وہ مصری جنگی بیڑہ ترکی بیڑہ کی امداد کیلئے جلد روانہ کرے اور چند جہاز جزائر
روڈس اور ساقز کے گرد گشت لگا کر حفاظت راہ کی خدمت ادا کرتے رہنے پر بھی مامور کیے
یہ انتظامات زیر تجویز ہی تھے کہ پونچہ آلہ اور ساقز کے دونوں جزیروں کے لوگوں
کی ایک درخواست آئی جسمیں انہوں نے کچھ فوج اپنے جزیروں کو ان یونانی جہازوں
کی دست برد سے بچانے کیلئے طلب کی تھی جو ہڈرا، سپیزیہ، اور ایپسرا وغیرہ جہازوں کے
مابین گشت لگاتی رہتی تھی - اور دولت علیہ نے ان کے پاس کافی تعداد کی سپاہ
ارسال کی امداد اور اسکے بعد ترکی بیڑہ بارہ چھوٹے بڑے جنگی جہازوں کا ماتحتی توپیک
زادہ علی بک روانہ ہوکر بحر ابیض کی طرف گیا - جزیرہ سیسام میں بغاوت کی ہوا چل
پڑی اور اس کو بھی بڑھکر جزیرہ قوش آلہ تک پہنچی تو دولت علیہ نے وہاں بھی ایک فوج
ارسال فرمائی اور اسمٰعیل پاشا حاکم سنجق نیکدہ کو اس سپاہ کا افسر مقرر کیا - سیسام کے
کے باغی ترکی تجارتی جہازوں کو راستہ میں لوٹ کر انپر جسقدر مسافر اور ملاح ہوتے
سب کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس طرح انہوں نے سیسام اور ساقز کے مابین دریائی
راستہ بند کر دیا تھا - اس کے علاوہ بحر ابیض کے تمام جزیروں میں شورش کی اشاعت
دولت علیہ کو موریا کے قلعوں تک فوجی کمک اور سامان جنگ وغیرہ بھیج سکنے سے مانع
تھی اور یہ دقت بڑی مشکل میں ڈال رہی تھی لہذا پہلے اس بات کا انتظام کیا گیا کہ اناطولیا
سے فوجی قوت طلب کرکے رومیلیا کے سواحل پر مامور کیجائے اور اس طرح خشکی کے
راستہ سے موریا تک رسد رسانی کا انتظام قائم ہو اور اس کے بعد دار الصناعۃ کو بہت
جلد عثمانی بیڑہ کی آراستگی کا حکم دیا گیا اور اس بیڑہ کی روانگی کا اہتمام کرنے کیلئے حمد اللہ

پاشا وزیر بحر کی صدارت میں جو بحری مجلس منعقد ہوئی اُس نے یہ تجویز قرار دی کہ بجائے بڑے
جنگی جہازوں کے جو غلیون کی قسم سے ہیں صرف چھوٹے جنگی جہازات از قسم فرقاطہ، قرویت
اور، ابارِیق، کو اناطولیا کے سواحل سے فوجیں لانے کی خدمت سپرد کیجائے۔ کیونکہ
باغی یونانیوں کے جہازات اس قسم کے عثمانی بیڑہ سے مقابلہ نہیں کرسکتے اور پہلے جسقدر واقعات
پیش آئے اُنکا تجربہ بھی بتاتا ہے کہ یونانی جہازات ترکی جنگی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بھاگ نکلے
ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکے پاس ہلکی وضع کی کشتیاں ہیں جو بآسانی ساحل کے نزدیک تک
جاسکتی ہیں اسلئے جب عثمانی بیڑہ میں بھی ایسی ہی ہلکے جہاز ہونگے جو مفرور باغیوں کا تعاقب
کرکے ساحل تک اُنکی خبر لے سکیں تو وہ ایسے بیڑہ سے بہت گھبراتے ہیں، اس مجلس نے
اسپر بھی غور کیا تھا کہ آیا جزائر مغرب کے بیڑہ سے بھی اس جنگ میں کام لیا جاسکیگا یا نہیں لیکن
آخری رائے یہی قرار پائی کہ اُن سے کام لینا فضول ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ جدید فنون حرب بحری
سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے ترک تاجروں کے تجارتی جہازات باربرداری وغیرہ کیلئے
اس جنگی بیڑہ کے ہمراہ کئے گئے اور حاکم رودس، والی مصر اور جزائر غرب کے بحری افسروں کو
بھی حکمنامے ارسال ہوئے کہ وہ اپنے بیڑے ترکی بیڑہ کی اعانت کے لئے جلد تر ارسال کریں۔ ترکی
دار الصناعت نے ایک نیا جنگی بیڑہ بنانا شروع کیا جسمیں تین فرقاطہ، اور تین ابریق، کشتیاں
بحر ابیض میں گشت لگانے کی غرض سے شامل تھیں، ابھی یہ سب انتظامات جاری ہی تھے۔ کہ
نصوح زادہ علی بک کماندر بیڑہ جہازات متعینہ سواحل موریا کی رپوٹیں اس مضمون کی آگئیں کہ
اب یہاں بغاوت کا زور ہورہا ہے اسلئے جلد تر جنگی جہازوں کی کمک آنی چاہیئے اور سامان
رسد کی باربرداری کے جہازات بھی جنگی جہازوں کی حراست میں ارسال ہوں ورنہ راستہ میں یونانی
دریائی لٹیرے انکو سلامت نہ آنے دینگے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا کہ اب میں نے اپنے جملہ ماتحت
جہازوں کو اس خوف سے اکٹھا کرلیا ہے کہ متفرق رہنے کی حالت میں انکو دشمنوں کے ہاتھ
پر پہنچنے کا خوف تھا اور جملہ قوت انبہ بختی کے بندرگاہ میں فراہم کرلی ہے ایسی حالت میں دوسرے
مقامات کی حراست کیا کرونگا۔ سرعسکر خورشید پاشا کی رپوٹیں بھی اسی مضمون کی آئی تھیں اور
بغاوت کا زور پر ہونا ظاہر کرتی تھیں۔ یونانی جہازوں نے ترکی تجارتی جہازات پر قتل و غارت کا

سلسلہ شروع کر دیا تھا یہانتک کہ چند یونانی جہازوں نے ایک مصر سے آنے والے جہاز کو پکڑ لیا جسپر سید محمد سعید آفندی قاضی مصر آرہے تھے اور اُنکو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور اُن کے بہت سے ساتھی بھی قتل ہوگئے - یہ واقعہ وسط شعبان ۱۲۳۶ھ میں پیش آیا اور سلطان اس خبر کو سنکر بہت رنجیدہ ہوا، پھر اُس نے ایک فرمان کے ذریعہ سے کئی ایک تازہ جنگی جہاز اُس بیڑہ کی تقویت کیلئے ارسال کرنیکا حکم دیا جو بحر آرکی پیلیگو میں مجمع الجزائر یونان کی نگرانی پر مامور تھا اور محکمہ وزارت بحری نے اس حکم کی تعمیل میں بہت جلد آٹھ تجارتی جہازوں کو جنگی جہازات کی شکل میں تبدیل کرکے کارآمد بنا دیا ۔

اسی عرصہ میں ایک ترکی تجارتی جہاز کریٹ سے آتا ہوا آٹھ یونانی جہازوں کے نرغہ میں پھنس کر بربادی کے قریب ہوگیا تھا کہ قدرت آلہی سے والی مصر کا بھیجا ہوا بارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ بماتحتی داماد محرم بک آپہنچا اور اُس نے یونانی جہازوں کو پراگندہ کرکے اُنمیں سے دو جہاز گرفتار بھی کر لیئے - آستانہ علیہ میں اس بات کی اطلاع پہنچی کہ حاکم مصر نے دوسرا بیڑہ بھی اٹھارہ جنگی جہازوں کا ارسال کر دیا ہے تو عثمانی بیڑہ کو روانگی کا حکم ملا تاکہ وہ مذکورۂ بالا مصری بیڑہ سے ملکر دونوں ایک ساتھ بندرگاہ پرویزہ کی طرف جائیں اور اُس عثمانی بیڑہ کو غنیم کے محاصرہ سے آزادی دلائیں جو بماتحتی نصوح زادہ علی بک کے وہاں بیکار پڑا ہے - عثمانی جنگی بیڑہ روانہ ہوگیا تو وہ آٹھ تجارتی جہاز جو اب جنگی جہاز کر لئے گئے تھے مع ایک فرقاط جہاز کے اُس کے بعد روانہ ہوئے - اسی مہینہ میں یونانیوں نے ایک ترکی جہاز قپاق کی وضع کا گرفتار کر لیا تھا اور اُسپر جسقدر سپاہی اور ملاح تھے اُنمیں سے اکثر لوگوں کو قتل کرڈالا تھا - اسکا قصہ یہ ہے کہ وہ جہاز جزیرہ مڈللی کے مختصر بندرگاہ میں پھنس گیا اور دشمنوں نے اسکو ہر طرف سے محصور کرکے برباد کرڈالا - جزیرہ جوندہ پر جو ترکی سپاہ اور بیڑہ ارسال کیا گیا تھا اُس کے افسر سید علی بک نے رپورٹ ارسال کی کہ جزیرہ کے باشندے مقابلہ پر آمادہ ہوکر فوج کو خشکی میں اُترنے نہیں دیتے مگر چونکہ اس افسر کو پہلے ہی یہ حکم دیدیا گیا تھا - کہ سرکشی ظاہر کرنے والوں کو سزا دینے میں تامل نہ کرنا اور پھر دشمن سے بیجا خط و کتابت میں وقت ضائع کیا لہذا وہ اپنے ماتحت بیڑہ کی کمان سے معزول کر دیا گیا اور اُس کی جگہ بطرونہ

مختار بک کو دی گئی جسکی کمک کے لئے دو غلیون اور ایک فرقاطہ جہاز اور بھی ارسال کئے گئے +

ایک خرابی اور بھی تھی وہ یہ کہ بادبانوں اور اُن کے متعلق جس قدر چیزیں درکار ہوتی ہیں اُنکا بنانا یونانیوں کی ایجاد تھی اور وہ اس بارہ میں تمام بحری قوموں پر فوقیت لیگئے تھے۔ اس لئے دولت علیہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر ان لوگوں نے وقت پر کام چھوڑدیا تو بڑی دقت پیش آئیگی چنانچہ اُس نے پیش بندی کی راہ سے پہلے ایطالیا کے لوگوں کو اس خدمت پر مامور کیا اور پھر اس سے بھی مناسب تدبیر یہ کی کہ مسلمانوں کو یہ کام سکھایا جانے لگا اور تمام عثمانی سواحل میں بذریعہ فرمان بھی حکم بھیجدیا گیا کہ آئندہ اس کام پر محض مسلمانوں کا تعین ہوا کرے۔ غرضکہ اس طرح پر دارالصناعۃ نے بہت کم عرصہ میں حسب ضرورت مسلمان کاریگر تیار کر لئے بلکہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سواحل عرب کے ملاح یورپ کے ملاحوں سے بھی کہیں بڑھکر ماہر ہوتے ہیں لہذا ترکی بیڑہ پر اسی گروہ کے لوگوں کو مامور کیا گیا اور پھر ترکی بیڑہ بلا خوف وخطر بحر ابیض متوسط کی نگرانی کرنے کے لئے روانہ ہوا +

محمد علی پاشا حاکم مصر نے نجیب آفندی قپو کتخدائے مصر کو لکھدیا تھا کہ سردست ۲۳ شوال ۱۲۳۹ھ کو اٹھارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ بندرگاہ اسکندریہ سے طپوز اوغلو قپوچی باشی محمد آغا کی ماتحتی میں عثمانی جنگی بیڑہ کی شرکت کے لئے بجانب روڈس ارسال کردیا گیا ہے اور دوسرا بیڑہ اور تیار ہو رہا ہے جو مکمل ہوتے ہی بعد میں ارسال ہوگا۔ ترکی بیڑہ جو آستانہ علیہ سے روانہ ہو چکا تھا جزیرہ سیسام کے نزدیک پہنچا تو یونانی جہازات اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ نکلے اور لطرونہ مختار پاشا اس بیڑہ کے کمان افسر نے فوراً اپنے ساتھ کے تجارتی جہازوں کو خشکی پر فوجیں اُتارنے کا حکم دیا تاکہ وہ جزیرہ کے باغیوں کو سیدھا بنا سکیں، ابھی فوجیں اُتر رہی تھیں کہ مختار بک کو امیرالبحر کا یہ حکم پہنچا کہ بہت جلد کپتان علی بک کے بیڑہ سے جا ملو۔ اور مختار بک نے اپنے ماتحت افسروں کو وہ حکم سُنا کر اُنہیں فی الحال لنگر اٹھا دینے کا حکم دیدیا۔ غلطی یہ ہوئی کہ اُس نے جدید تجارتی جہازوں کی نگرانی اور امداد کے لئے ایک بھی جنگی جہاز باقی نہ چھوڑا اور نہ اسکا انتظار کیا کہ فوج اتر جائے تو اُن جہازوں کو بھی ساتھ لے لے اسواسطے جب وہ چلا گیا تو یونانی جہازوں نے دوبارہ واپس آکر ان تجارتی جہازوں کو

گھیرلیا اور سخت لڑائی کے بعد بوجہ اس کے کہ ان جہازوں کے ملاح اور سپاہی ناتجربہ کار اور نئی بھرتی کے لوگ تھے آخر انکو گرفتار کرلیا اور جہازوں کو جلا دیا - اور یہ نقصان مختار بک کی ناعاقبت اندیشی سے ہوا - مختار بک کو راستہ میں مصری بیڑہ بھی ملگیا اور وہ دونوں ملکر جا رہے تھے کہ آستانکوئی کے نزدیک اُنکو ایک سو بادبانی کشتیاں ملیں مختار بک نے اپنے اور مصری بیڑہ کے ساتھ اُنکو بتمام بدقدم محاصرہ میں لیلیا اور جب یونان والوں نے دیکھا اب خلاصی مشکل ہے اوّل مرنا اور آخر مرنا تو اُنہوں نے ایک مایوسانہ حملہ کرکے چند ترکی جہازوں کو ہٹادیا اور اپنا راستہ نکالکر بھاگ نکلے - ورنہ سب پکڑ لیئے جاتے - ترکوں نے تعاقب اس لئے نہیں کیا کہ وہ بہت جلد بیرہ جزیرہ کو جانا چاہتے تھے - پھر جب مختار بک مقام بادرہ ہی میں علی بک کے ساتھہ جا ملا تو اُس نے ایک حصہ اپنے بیڑہ کا اُن یونانی جنگی جہازوں کے مقابلہ کیلیئے ارسال کیا جو بندرگاہ قالہ ایکسندری میں لنگرزن تھے اور ترکی بیڑہ نے اُن کو جلاکر اٹھارہ توپیں اور بہت سا اسباب حسب غنیمت میں حاصل کیا - مورخین نے اس فتح کا سہرا یوسف پاشا متصرف بادرہ کے سر باندھا ہے مگر دولت عثمانیہ نے باوجود اس قدر جنگی جہازوں کی موجودگی کے اُن سے کوئی قابل ذکر نفع نہیں اُٹھایا اور یہ سب اسوجہ سے تھا کہ اُس نے مدتوں سے بحری قوت کی طرف توجہ نہیں کی تھی اور صرف برّی سپاہ پر اپنی جنگی قوت کا دارمدار رہنے دیا تھا - پھر ماہ صفر سنہ ۱۲۳۷ھ میں دولت علیہ نے نصوح زادہ علی بک کو قپودان عام ذا امیرالبحر او روزیر بحر مقرر فرماکر اُسے مملکت الجزائر کا حاکم بھی متعین کیا اور محمد پاشا کو بحرابیض کا محافظ اور سپہ سالار افواج بناکر دونوں کو بغاوت فرو کرنے کیلئے جزیرہ نمائے موریا کی طرف جانیکا حکم دیا*

پچھلے بیانوں سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ یونانیوں کے پاس بکثرت جہازات موجود تھے - اور اسی کے ساتھ اُنکو جہازرانی میں بھی نہایت اعلےٰ درجہ کی مہارت حاصل تھی چنانچہ انہیں اسباب سے وہ عثمانی جنگی بیڑوں اور تجارتی جہازوں کو دبا لینے میں کامیاب ہوئے اور کئی ایک ساحلی قلعے بھی فتح کرسکے سنہ ۱۲۳۷ھ کے ماہ جمادی الثانی میں یونانیوں کے ساٹھ جہاز مع ساٹھ ہزار سپاہیوں کے مقام سیسام سے جزیرہ ساقز پر حملہ آور ہونے کے لئے

آئے اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا جس نے اٹھائیس دنوں تک قلعہ ساقز کا محاصرہ رکھا
اور اس عرصہ میں متعدد مرتبہ حملے کر کے قلعہ لے لینا چاہا لیکن بہادر ترکوں نے مدافعت میں
جان لڑا دی اور اعداء کو ناکام رکھا مگر ایک دقت یہ پیش آگئی کہ قلعہ کی محافظ سپاہ کے پاس
گولی بارود کا ذخیرہ گھٹ چلا اسوقت ترکوں پر بالکل مایوسی چھا گئی تھی اور قریب تھا کہ
باغی کامیاب ہو جائیں لیکن رحمت الٰہی نے ترکی زبردست بیڑہ مع کمکی سپاہ کے بر وقت
بھیج دیا جسکو دیکھتے ہی باغیوں کے جہاز بھاگ کر جزیرہ ساقز کے پیچھے روپوش ہو گئے [illegible]
بیڑہ نے محاصر باغیوں پر گولہ باری کر کے انہیں منتشر کر دیا اگرچہ اس جنگ میں باغیوں
نے بھی ایک ترکی جہاز کو جو ساحل سے بہت نزدیک تھا جلا دینے میں کامیابی حاصل کی تھی
تاہم جب انکی قوت منتشر ہو گئی تو نصوح زادہ علی بک قبودان عام نے آٹھ سو سپاہی
مع کثیر سامان حرب و ضرب کے خشکی پر اتار دئیے اور قلعہ کے محصور سپاہیوں کو کمک
پہنچا دی جس سے وحید پاشا محافظ قلعہ ساقز کو از سر نو قوت حاصل ہو گئی اور باغیوں کے
جہازوں کو ہٹا ہوا دیکھ کر وہ ترکی سپاہ جو جزیرہ چشمہ کے ساحل اناطولیا پر مجتمع ہو رہی
تھی کشتیوں کے ذریعہ سے جزیرہ ساقز میں آپہنچی اور بہت جلد اس جزیرہ کو باغیوں
کے وجود سے پاک کر کے یہاں امن و امان قائم کر سکی۔ ابھی دونوں قبودان پاشا اور
وحید پاشا محافظ جزیرہ کے مابین کسی قدر ناچاقی پیدا ہو گئی جسکی وجہ یہ تھی کہ وحید پاشا ترکی جنگی
بیڑہ کو جزیرہ ساقز ہی میں رکھنا چاہتا تھا اور قبودان پاشا کہتا تھا کہ اگر میں اس طرف
مصروف رہا تو جزیرہ موریا کی بغاوت فرو کرنیکا کام یونہی پڑا رہ جائیگا، چنانچہ جسوقت یہ
دونوں سردار باہمی اتفاق کے ساتھ جزیرہ اپسیرہ کی بغاوت کا بھی خاتمہ کر چکے تو دونوں
نے اپنی رپورٹیں الگ الگ باب عالی میں ارسال کیں اور دولت علیہ نے قبودان پاشا
کی وجہ اور دلیل غالب پا کر اسی کی بات مانی اس لئے وحید پاشا نے اپنے منصب سے
استعفاء چاہا اور اس کی جگہ عبدی پاشا نامی ایک دوسرا سردار متعین ہوا۔ ابھی اثناء راہ میں
قبل اس کے کہ وحید پاشا جزیرہ [illegible] سے روانہ ہو اور اسکا جدید قائم مقام وہاں پہنچے
قبودان پاشا پر ایک ایسا سانحہ وارد ہوا جس نے اُس کی جان ہی لے لی اور وہ [illegible]

حادثۂ ساقز

یوم سہ شنبہ ۲۸ رمضان ۱۲۳۷ھ کو جس حالت میں کہ عثمانی بیڑہ بماتحتی نصوح زادہ علی بک بندرگاہ جزیرہ ساقز میں استادہ تھا ایک غیر ملکی جنگی جہاز جس پر آسٹریا کا نشان اُڑ رہا تھا بندرگاہ میں داخل ہوا اور عثمانی بیڑہ سے فاصلہ پر لنگر ڈالکر اُسکا کپتان ترک امیرالبحر سے ملنے کے لئے آیا جو آئندوں بحری قوانین کے لحاظ سے ضروری تھا، علی بک قبودان پاشا نے اُسکو اپنے جہاز پر بلوا کر اُس سے ملاقات کی اور آسٹروی کپتان نے دوران گفتگو میں کہا کہ وہ ایک دن آرام لیکر دوسرے دن چلا جائیگا - خیر وہ تو ملکر چلا گیا لیکن اُس کے جانے کے بعد ہی قبودان پاشا کے ہمراہی انجنیروں نے اُس کے پاس آکر کہا کہ ہمیں اس آسٹروی جنگی جہاز کی شکل وصورت پر کچھہ اور شبہ گذرتا ہے اس لئے آپ حکم دیں تو ہم بحری اصول کے مطابق اس کی جانچ کرلیں کیونکہ دورانِ جنگ میں قانون ہمکو اجازت دیتا ہے کہ جس جہاز پر شبہ ہو اُس کی تلاشی لے لی جائے - مگر کپتان پاشا نے اُن کے کہنے پر ذرا بھی توجہ نہیں کی - پھر اُسی دن غروب آفتاب کے وقت وہ آسٹروی جنگی جہاز ایک مرتبہ لنگر اُٹھا کر چلتا بنا حالانکہ یہ امر اُس کے کپتان کی زبانی گفتگو کے بالکل مخالف تھا، اس بات کو دیکھکر اُن انجنیروں نے اور دیگر ماتحت افسروں نے پھر قبودان پاشا سے کہا کہ آپ بیڑہ کو تیار رہنے کا حکم دیدیجئے تاکہ کسی ناگہانی آفت کا بروقت مقابلہ تو کیا جا سکے مگر علی بک کی کچھہ ایسی شامت آئی تھی کہ اُس نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہا تم لوگ سخت ڈرپوک ہو اجی اگر دشمن آگرسکا پتلا بھی ہوتا تو اپنے اندازہ ہی تک ہلا سکیگا ہم کیا ایسے ترنوالہ ہیں کہ وہ ایکدم سے نگل ہی جائیگا - وہ لوگ خاموش تو ہو رہے لیکن انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ جہاز یونانی تھا اور صرف عثمانی بیڑہ کی حالت کا پتا چلانے کو آیا تھا کہ کون کون جہاز کہاں کہاں کھڑا ہے کپتان پاشا کی غفلت اور ناعاقبت اندیشی کا اثر دوسرے افسروں پر بھی ہوا اور گو اُنکو کھٹکا ہو گیا تھا تاہم اُنہوں نے کسی قسم کی تیاری نہیں کی بلکہ بدستور بے فکری کے ساتھہ آرام

کرتے رہے یہ لوگ اسی طرح غافل پڑے تھے کہ یکایک چھ گھنٹے رات گذرنے کے بعد
یونانیوں کے "حراقہ" جہازوں نے عثمانی بیڑہ کو گھیر کر آگ برسانی شروع کردی اور
کپتان پاشا ہی کے جہاز کو تاک کر گھیر لیا، دوسرے ماتحت افسروں پر ایسا خوف چھایا
کہ انھوں نے کمان افسر کو یونانیوں کی آتش باری سے بچانے کی ذرا بھی جرأت نہیں کی
اور خاموشی کے ساتھ جنگ کی سیر دیکھتے رہے۔ کپتان کے جہاز میں آگ لگ گئی تھی اور اسکے
قریب ہی ہوا کے رخ پر جو دوسرا جہاز کھڑا تھا وہ بھی جلنے لگا تو کپتان پاشا نے ایک چھوٹی
کشتی پر سوار ہو کر بھاگنے کا سامان کیا لیکن اسی اثنا میں آگ کا اثر میگزین تک جا پہنچا
اور اس کے اڑتے ہی جہاز پاش پاش ہو کر اڑ گیا۔ ایک ٹکڑا اس کشتی پر بھی پڑا جو کپتان
اور اس کے ہمراہیوں کو ساحل کی طرف لیجا رہی تھی اور وہ سب مع کشتی غرق ہو گئے۔
صبح کے وقت کپتان پاشا کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی پائی گئی جو زبان حال سے اپنی غفلت
وحماقت آمیز ضد کی سزا پر پہنچ جانے کا اظہار کر رہی تھی اور اسکو نکال کر ساحل جزیرہ میں
دفن کیا گیا۔ اس حادثہ میں کپتان پاشا اور کئی ایک لائق انجینیروں کی جان جانے کے
علاوہ ایک زبردست ترکی جنگی جہاز بھی غارت ہوا اور دوسرا جہاز غرق ہو گیا۔ خسرو مع
زادہ علی بک کے بعد وحید پاشا نے نامزد و بحکم سلطانی مختار بک کو قپودان عام کے
منصب پر مامور کر دیا۔ پھر بعد میں باب عالی سے قرہ محمد پاشا کو امیر البحری کا عہدہ ملا جو بالو
بادرہ کے علاقوں میں گشت لگانے والے جہازات کی افواج کا سپہ سالار تھا اور مختار بک
کو مصری جہازوں کی مع جہازات جزائر مغرب کے کمان پر مامور کر کے یہ حکم دیا گیا کہ وہ
عثمانی بیڑہ کو بالوبادرہ کے سمندر تک پہنچا دے اور اسے جدید کپتان پاشا کے سپرد کر دینے
کے بعد خود جزیرہ کریٹ کی طرف رخ کرے۔ مگر قرہ محمد پاشا اسقدر نالائق افسر ثابت ہوا کہ
اس نے امیر البحر مقرر ہونے کے بعد نہ تو ان علاقوں کی طرف کوئی توجہ کی جہاں بغاوت
کا زور تھا اور نہ قلعہ انابولی کو ضروری کمک پہنچائی جس سے وہ اپنی حفاظت کے قابل رہتا
بلکہ وہ سب کو یونہیں چھوڑ کر مع بیڑہ کے آبنائے ڈارڈنلز کی طرف چلا آیا۔ سلطان نے
اس کی کمینہ حرکت سے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور ۱۲۳۸ھ میں خسرو پاشا کو

طرابزونی کو امیر البحر مقرر فرمایا ٭

سال مذکور کے ماہ شعبان میں خسرو پاشا پچاس فرقاطہ اور قرویت وغیرہ کے جنگی جہازوں کا بیڑہ ساتھ لیکر بحر ابیض کی طرف روانہ ہوا اور اُس کے بعد ہی ایک دوسرا عثمانی بیڑہ ایک اوچ انبارلی، چار قپاق، اور بیس فرقاطہ جہازوں کا بحیرہ اسود کی آبنائے کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا۔ کاش اگر دولت علیہ ان تمام جہازوں کو ایک ساتھ ہی سواحل یونان کی طرف بھیج سکتی تو اس میں شک نہ تھا کہ یونانی باغیوں کا پچھلی بچانے میں قلع قمع ہو جاتا۔ خسرو پاشا سواحل موریا پر پہنچکر یہ دیکھنے کے بعد کہ باغیوں نے مندمن اور کوزل حصار کے علاقوں کو برباد کر ڈالا ہے اپنے چند جہازوں کی درستی اور سامان رسد وغیرہ لینے کے واسطے مصری سمندر کا رُخ کیا۔ جسکا ذکر لطفی آفندی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ پھر سنہ ۱۲۳۹ھ میں سلطان نے ایک فرمان ابراہیم پاشا فرزند اکبر محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام اس مضمون کا صادر کیا کہ وہ با اختیار افسر کی حیثیت سے موریا کی بغاوت آکر فرو کرے یعنی اُسکو کسی کارروائی میں سلطان سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بر سر موقع جو مناسب نظر آئیگا اُسی کے مطابق کر گذریگا۔ یہ حکمنامہ ایک ترک بحری افسر حسین بک کی معرفت اسکندریہ کو بھیجا گیا اور اُس کے ساتھ چند جنگی جہازوں کا بیڑہ بھی تھا۔ اور دوسرا حکمنامہ اُس بیڑہ جہازات کے نام جاری ہوا جو حسینہ لی خلیل بک کی ماتحتی میں بالوریادہ کے سمندر میں موجود تھا۔ کہ وہ ابراہیم پاشا کی ماتحتی اور ہمراہی میں رہے۔ غرضکہ فرمان سلطانی موصول ہوتے ہی ابراہیم پاشا مع ایک زبردست جنگی بیڑہ اور جرار مصری سپاہ کے بندرگاہ اسکندریہ سے روانہ ہو گیا، اُس کی روانگی ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۳۹ھ میں ہوئی تھی۔ راستہ میں آسے قبودان خسرو پاشا کا بیڑہ بھی بدرم کے نزدیک ملگیا جسکے سواحل موریا تک پہنچنے میں تاخیر کا سبب یہ ہوا تھا کہ جزیرہ سیساموس کے نزدیک باغیوں کے جہازوں نے اُسپر حملہ کر دیا تھا اور خسرو پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر اُن کے کئی جہاز تباہ اور بہت سے گرفتار کر لئے تھے اور جب باغی یونانیوں نے انتقام کی غرض سے دوبارہ ۸۰ حراقہ، جہازوں کے ساتھ ترکی بیڑہ پر حملہ کیا تاکہ وہ اُسکو

جلادیں تو خسرو پاشا اور اُس کے ماتحت افسروں کی ہوشیاری اور مستعدی نے کام دیا اور یونانی اپنے "حراقہ" جہازوں کو تلف کرا کے بھاگ نکلے۔ خسرو پاشا نے دیکھا کہ مصری بیڑہ بماتحتی ابراہیم پاشا کے آگیا ہے تو وہ چند جہازوں کا مختصر بیڑہ ساتھ لیکر بعض ضروری امور کی انجام دہی کے لئے آستانہ علیہ کو چلا گیا اور باقی جہازات بماتحتی مختار بک ابراہیم پاشا کی ہمراہی میں چھوڑ دئے۔ ابراہیم پاشا بدروم سے موریا کی طرف بڑھا تو جزیرہ ساقز کے نزدیک یونانی جہازات اُس سے بھی مقابل ہوئے مگر اُس نے سخت جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست دیدی اور یونانیوں نے پیٹھ دکھانے کے سوا کوئی نفع نہیں اُٹھایا +

ابراہیم پاشا ناموافقت ہوا کے باعث آگے بڑھنے سے مجبور تھا اس لئے پہلے وہ بندرگاہ سودہ کو چلا گیا، اسی طرح چار مہینے کامل بسر کرکے آخر ماہ رجب سنہ ۱۲۴۰ھ میں بندرگاہ سودہ سے موریا کی طرف چلا۔ ابراہیم پاشا کے ساتھ چھ ہزار پیدل اور چھ سو سوار فوج تھی، چنانچہ وہ جزیرہ نمائے موریا کے ساحل پر پہنچا اور قلعہ متون کے نزدیک آیا تو اپنی سپاہ خشکی پر اُتار دی، باغی لوگ جو قلعہ ہائے متون اور قورون کا محاصرہ کئے ہوئے تھے مصری سپاہ کو دیکھتے ہی بھاگ نکلے۔ ابراہیم پاشا کا آگے بڑھنا اس لئے ملتوی رہا کہ اُس کے باربرداری کے جہازات پیچھے رہ گئے تھے چنانچہ جب وسط ماہ رمضان میں وہ سب جہاز اُس سے آملے تو اُس نے موسم بہار کو قریب آتا دیکھکر تمام اُن مقاموں میں جہاں بغاوت پھیلی تھی ایک ساتھ جنگی کاروائی آغاز کردی ابراہیم پاشا اپنے ساتھ کی بڑی فوج لئے ہوئے ناوارین پر خشکی کی طرف سے بڑھا اور مصری اور ترکی بیڑوں نے دریائی سمت سے اُسکا محاصرہ کرلیا، دونوں طرف سے دباؤ پڑنے کے بعد باغیوں نے بہت کچھ لڑ بھڑ کر آخر قلعہ ناوارین کو چھوڑ دیا اور مصری سپاہ نے اُس میں داخل ہوکر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ سنہ ۱۲۴۱ھ کے ماہ شعبان میں محمد رشید پاشا سرعسکر رومیلیا نے شہر میسولونگی کا محاصرہ خشکی کی طرف سے کرلیا تھا اور امیرالبحر خسرو پاشا اٹھارہ نو تعمیر جہازوں کا بیڑہ لئے ہوئے محمد رشید پاشا کو سامان جنگ اور خزانہ پہنچانے کے لئے آرہا تھا کہ اُسے ابنائے اندیرہ سے گزرتے وقت چند باغیوں کے جہازات ملگئے اور اُس نے حملہ کرکے اُنکو پراگندہ کردیا لیکن اس جنگ میں خسرو پاشا نے خود بھی نقصان

اُٹھایا یعنی باغی جہازوں نے اُس کے بیڑہ کا خزانہ بردار جہاز پکڑ لیا۔ غرضکہ اس مخمصہ سے بچکر ترکی بیڑہ بندرگاہ مسیولونگی میں آگیا تو سامان رسد وغیرہ محاصر سپاہ کو پہنچا کر کپتان پاشا نے ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت بھی کر لی اور پھر وہ مصری جنگی بیڑہ سے جا ملا جسکا کمان افسر محرم بک محمد علی پاشا کا داماد تھا اور اب دونوں ساتھ ملکر جزیرہ مسیولونگی کی طرف بڑھے۔ دوسری جانب ابراہیم پاشا اپنی فوجکو لئے ہوئے مقام بادرہ میں آگیا تھا اور اُس نے سرعسکر پاشا سے اتفاق رائے کر کے خشکی کی طرف سے مسیولونگی پر محاصرہ قائم کرنے کی تجویز طے کر لی تھی چنانچہ اُس نے بہت جلد یہ کارروائی مکمل کر لی اور اب خشکی میں مصری و ترکی افواج بماتحتی ابراہیم پاشا اور سرعسکر محمد رشید پاشا کے محاصرہ پر تلی ہوئی تھیں تو دریا میں مصری اور عثمانی جنگی بیڑوں نے قلعہ مسیولونگی کو گھیر رکھا تھا اور اس طرح محصور باغیوں کے پاس کمک اور رسد آنا بند ہو گئی تھی، یونانی جہازوں نے دو مرتبہ ناخنوں تک زور لگا کر چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑوں کا محاصرہ توڑ کر کسی طرح محصورین کو کمک پہنچا دیں لیکن وہ ہر بار زک اُٹھا کر پسپا ہوئے پھر اسکے بعد تیسری مرتبہ چار یونانی جنگی جہاز پندرہ حراقہ کشتیوں کے ساتھ آئے اور انہوں نے چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑہ پر حملہ کر کے قلعہ بند باغیوں کو سامان جنگ پہنچا دیں مگر اس مرتبہ بھی انکو ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا اور کئی یونانی جہاز برباد ہو گئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ان یونانی جہازوں میں ایک دخانی جہاز بھی تھا۔ اور اس قول کی صحت کچھ بعید از قیاس نہیں ہو سکتی کیونکہ اُنونوں دخانی آلات کی ایجاد مکمل ہو چکی تھی اور بحری دنیا میں بھی انکا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ مگر ہنوز خال خال ہی دخانی جہاز بنے تھے اور انکی اشاعت بکثرت نہیں ہوئی تھی +

مسیولونگی ملک یونان کا سب سے بڑھکر مستحکم اور دشواری سے فتح ہونے والا قلعہ تھا جغرافیائی موقع اسکو ایسا نصیب ہوا تھا کہ شاذ و نادر ہی کسی مقام کو ملیگا۔ خشکی کی طرف سے اُس کے تینوں جانب بڑے بڑے پانی سے لبریز تالاب اور تیرائی کے مقامات تھے۔ اور بحری ساحل پر ایک دریائی میل کی مسافت تک کیلئے چٹانوں کا سلسلہ سطح سمندر کے نیچے چھپا ہوا تھا، اور پھر اُس کے چاروں جانب بہت سے جزیروں کا جھرمٹ تھا جنمیں سے

ایک چھوٹا سا جزیرہ اسپلموز نامی کئی ایک زبردست مورچوں سے قلعبند کرلیا گیا تھا، بہرحال مجموعی حیثیت سے اس قلعہ پر حملہ کرنا اور اس کی فتح کا خیال دل میں لانا "رہی تھی سے گنگے مانگنے" کا مصداق تھا۔ ترکوں نے اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ تو اُنکے سپہ سالار نے سب سے پہلے جزیرہ اسپلقوز کے مورچوں کا لینا ضروری تصور کیا اور اسی وجہ سے اُنہوں نے بہت سی چھوٹی کشتیوں کا ایک جنگی بیڑہ تیار کرکے اُسے مسلح بنایا اور چیدہ چیدہ بہادر بحری سپاہی اور ملاح اُسپر مامور کئے۔ اس ہلکی اور تیز رفتار بیڑہ پر تیز چلنے والی توپوں اور منجنیقوں کی کافی مقدار رکھی گئی تھی اور حشمت حسین بک ایک تجربہ کار بحری افسر اسکی کمان پر مامور ہوا تھا جس نے بڑی ہوشیاری اور آراستگی کے ساتھ اپنا بیڑہ بڑھانا شروع کیا پانی کا اندازہ لیتا اور چٹانوں کے ضرر سے بچتا ہوا یہ ترکی بیڑہ جزیرہ سے قریب ہوگیا تو باغی یونانیوں نے جان پر کھیل کر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن ترکوں کا پلہ دلیری میں غالب رہا اور وہ (۱۵ رمضان سنہ ۱۲۴۱ھ) کو بارہ بجے دن سے پہلے ہی پہلے اُس جزیرہ پر قابض ہوگئے چونکہ مسیولونگی یونانی علاقجات کا سب سے مستحکم اور ناممکن الفتح قلعہ تھا اسواسطے باغی یونانیوں نے اپنا تمام قیمتی ساز و سامان اور اپنے بال بچوں کو بھی اسی قلعہ میں رکھا تھا اور یہی سبب ہے کہ ترکوں نے اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد بیشمار مال غنیمت حاصل کیا غرضکہ رفتہ رفتہ ترکی سپاہ نے تمام چھوٹے چھوٹے جزیروں کے یونانی مورچے چھین لئے اور رفاص شہر کا محاصرہ شروع کردیا۔

یونانیوں کے تمام قیمتی ذخیرے اور اُن کے بال بچے اسی قلعہ میں تھے اس لئے اُنکو ترکوں کے اسپر اتنا شدید محاصرہ قائم کرنے سے بڑی آفت کا سامنا ہوگیا تھا اور وہ ہزاروں طرح اسکا محاصرہ توڑنے کے لئے زور لگاتے تھے۔ بحری راستہ سے قلعہ والوں کو کمک دینا ممکن نہ ہوا تو انہوں نے دولت علیہ کے متعدد بندرگاہوں مثل قبرص، بیروت، اور عکا، وغیرہ پر حملے کرنے آغاز کردئے، اُنکا خیال تھا کہ ترکی بیڑے اس طرف ہماری روک تھام کے لئے چلے آئینگے اور ہم بخوبی قلعہ والوں کو مدد دے سکینگے مگر اُنکا یہ خیال خام نکلا وہ شکست اُٹھاکر پسپا ہوئے اور قلعہ مسیولونگی ترکوں نے فتح کرلیا، اس قلعہ کے فتح ہونے کی خوش خبری ساتویں دن دربار خلافت میں پہنچی اور عام مسرت کا اسپر اظہار ہوا۔ مسیولونگی کی فتح

کے بعد ابراہیم پاشا اور خسرو پاشا کے مابین نا اتفاقی پیدا ہوگئی تو دولت علیہ نے اس اختلاف کے برے نتائج سے ڈر کر خسرو پاشا کو آستانہ علیہ میں بلا لیا اور نوجوان سردار ابراہیم پاشا نہایت خوش تدبیری سے بغاوت فرو کرتا اور باغیوں کا قلع قمع کرتا رہا۔ اس نے فتح میسولونگی سے فراغت پا کر بیس عثمانی جنگی جہازوں کے ساتھ جالیجہ اور صولیجہ دونوں جزیرے بھی فتح کر لئے جو باقی ماندہ باغی یونانیوں کی جائے پناہ رہ گئے تھے اور ترکی و مصری فوجیں برابر فتح و ظفر حاصل کرتی رہیں حتیٰ کہ سنہ ۱۲۴۲ھ کے خاتمہ سے پہلے ہی دولت علیہ نے تمام ایتھنز کے علاقے جو باغیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے واپس لے لئے اور آفت فساد کا بھی قلع قمع ہو گیا اور یہ سب دلیر و جوانمرد ابراہیم پاشا کی خوش تدبیری اور مصری سپاہ کی لیاقت کا نتیجہ تھا اگرچہ اب یونانی علاقوں پر ترکوں نے دوبارہ کامل تسلط کر لیا تھا اور اندرون ملک سے بغاوت کا اثر زائل ہو چکا تھا تاہم یونانیوں کے جہازات ترکی جہازوں کو ستاتے رہتے تھے اور انکا پُر خطر سفر کرنا بند کر رکھا تھا سلطان نے یہ حالت ملاحظہ فرما کر محمد علی پاشا حاکم مصر کو بذریعہ فرمان شاہی جزیرہ نمائے موریا اور جزیرہ کریٹ کا بھی حاکم مقرر فرما کر یہ حکم دیا کہ بحر سفید کے جزیروں کو باغیوں کے وجود سے پاک بنائے اور سنہ ۱۲۴۳ھ میں یہ فرمان محمد علی پاشا کو پہنچ گیا جسکی تعمیل پر اس نے کمر باندھی۔ پھر اسی سال خسرو پاشا امیر البحری کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر عزت پاشا امیر البحر متعین ہوا اور جنگل اوغلی طاہر پاشا البطرونہ اس بیڑہ کا کمان افسر مامور ہوا جو جزیرہ نمائے موریا کے سمندر میں موجود تھا اور وہ اس بیڑہ کو ساتھ لیکر بندرگاہ ناوارین کی سمت چلا۔ اور جب طاہر پاشا وہاں پہنچ گیا تو اس کے چند روز بعد محرم بک محمد علی پاشا کا داماد بھی مصری جنگی بیڑہ کو لئے ہوئے وہاں آ گیا اور دونوں بیڑے ملکر جہازات ملکر (۱۵) جنگی جہازوں کا زبردست بیڑہ بن گیا جو ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں رکھا گیا تھا اور اس نے بیڑہ کو جزائر صولیجہ اور جالیجہ کی طرف جانیکا حکم دیا۔ اسی اثناء میں بہت سے یونانی جہازات نے جزیرہ سولیون پر حملہ آور ہوئے جو دراصل یونانی قلعہ تھا اور ترکوں نے ان سے چھین لیا تھا ابراہیم پاشا نے یہ خبر سنکر اپنے بیڑہ کا ایک حصہ انکو ڈنڈ دینے کیلئے روانہ کیا۔ جس نے یونانیوں کو [illegible] سے ہٹا دیا اور یونانیوں کی اس شکست کے بعد بھی

دول یورپ کی مداخلت اور ناوارین کا قابل افسوس واقعہ پیش آیا جسکا ذکر آگے چلکر موقع سے آئیگا +

آق کرمان کی شرطیں :-

حکومت روس نے دولت علیہ کے ساتھ بخارسٹ کا معاہدہ ایسے وقت میں کیا تھا کہ نپولین اعظم اپنی فوجیں لیکر روسی سرحد پر آدھمکا تھا اور روسی حکومت کو بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ٹرکی سے صلح کر کے اس نئے دشمن کا مقابلہ کرنیکو آمادہ ہو - اس معاہدہ کی بعض شرطیں ایسی گول مول تھیں کہ انکی وضاحت اور تفسیر بہت ضروری تھی اور حکومت روس اس بات کے لئے وقت اور موقعہ کی منتظر تھی جیسے ہی دولت علیہ بغاوت یونان کے خرخشہ میں مبتلا ہوئی اور بڑا زار الگزینڈر جس کے فاتحانہ حوصلے پست ہو گئے تھے فوت ہوگیا تو اس کے نوجوان جانشین زار نکولس اول نے یہ موقع معاہدہ بخارسٹ کی ترمیم و توضیح کیلئے مناسب پاکر اپنے سفیر کو ہدایت کی کہ وہ باب عالی سے اس معاہدہ کے از سر نو تحریر کرنے کی تحریک کرے پہلے تو باب عالی نے روسی سفیر کی درخواست مسترد کردی لیکن جب وہ آستانہ علیہ سے روانگی پر تیار ہوگیا تو دیوان نے اس خیال سے کہ یونان کی بغاوت ہی کا مسئلہ کیا کم باعث خلجان ہے جسپر نئی خلش روس سے بگاڑ لینے کی بھی اضافہ کی جائے روسی حکومت سے معاہدہ کی ترمیم پر گفتگو کرنا منظور کرلیا اور اپنی طرف سے دو سفیر ہادی آفندی ناظر محاسبجانہ اناطولیا اور ابراہیم آفندی عفت ایک مصاحب خاص کو بنام آق کرمان بھیجدیا تاکہ وہ روسی قائم مقام سے گفتگو کر کے مناسب فیصلہ کردیں - چنانچہ بہت کچھ رد و بدل اور بحث و مباحثہ کے بعد بابین نے معاہدہ بخارسٹ کے بعض دفعات میں توسیع و تشریح کردی - جو سرحد اناطولیا کی سرحدوں اور افلاق، و بغدان کے دو صوبوں اور مملکت سرویا کے خاص حقوق سے تعلق رکھتی ہیں . افلاق و بغدان کے صوبوں کی نسبت فیصلہ ہوگیا کہ اُن کے حکام ملک کے معزز لوگوں میں سے سات سال کیلئے مقرر ہوا کرینگے اور اُن کے عزل و نصب کے وقت روسی حکومت کو رائے دینے کا

حق ہوگا، وہ دونوں پھر دولت عثمانیہ کو مقررہ خراج دیتے رہینگے اور روسی حکومت کو ان مسلمان باشندوں کے بارہ میں کچھ دخل دینے کا حق نہوگا جو قلعوں کے اندر رہتے ہیں ورنہ وہ ان دونوں صوبوں کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت کریگی اور روسی حکومت کو بحیرۂ اسود میں جہازرانی کی آزادی دیجائیگی۔ یہ ترمیم ۱۸۲۶ء میں ہوئی تھی +

ینی چری سپاہ کی بربادی اور جدید فوج کی تیاری

سلطان محمود خان دوم کو اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور تباہی کی اصلی علت ینی چری سپاہ کی سرکشی اور انکا دائمی اصلاحات جدیدہ ہونا ظلم وستم، نافرمانی حکام اور دیگر طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرنا ہے اور جبتک یہ فوج موجود رہیگی ممکن نہیں کہ کسی طرح بھی سلطنت کی حالت درست ہو سکے یا آئندہ زمین کو ترک فوج کے بار سے سبکدوش بنجائے - لہذا اُسکو سنہ ۱۲۴۱ھ ہی سے یہ فکردامنگیر رہتی تھی اور اسی واسطے اُس نے جدید یورپین وضع پر فوج تیار کرنی شروع کردی تھی - سلطان محمود دوم کا ارادہ روز بروز قوی ہوتا گیا اور جب وہ وقت نزدیک آیا کہ ینی چریوں کو اُنکے اعمال کی واقعی سزا دیجائے تو پہلے اُس نے ایک فرمان صادر کیا جسمیں ینی چریوں کی بداعمالیاں گنواکر اُنکی سابقہ خدمات کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرکے دکھایا تھا کہ اب یہ فوج بجائے سلطنت کی محافظ رہنے کے اُس کی بیخ کنی پر آمادہ رہتی ہے، ینی چریوں نے اُس فرمان کا حال سنا تو وہ سرکشی پر تل گئے اور تمام شہر میں پہیل کر سلطان، وزراء اور علماء کو قتل کرنے کے درپے ہوئے اور ہر ایسے شخص کو جو نظام جدید کا حامی تھا مٹا دینے پر تیار رہتے تھے انہوں نے سلیم پاشا وزیر اعظم کا گھر لوٹ لیا اور رعایا کے گھروں کو لوٹ اور جلاکر آفت برپا کردی صدر اعظم بھاگ کر سلطان کی خدمت میں پہنچا اور تمام حالات گذارش کئے سلطان تو پہلے ہی سے تیار تھا اُس نے فوراً حکم دیا کہ توپخانہ کو جمع کیا جائے اور علم مقدس کھولکر سرائے سلطانی کے سامنے نصب کردیا پھر منادی کی گئی تاکہ لوگ علم کے زیر سایہ آکر جمع ہوں اور باغیوں کو سزا دیں ہزاروں مسلمان جنمیں علماء فوجی افسر سپاہی

عام باشندگانِ شہر اور اہلِ دربار شریک تھے خلیفہ کے زیرِ نشان جمع ہوگئے اور سلطان نے
اُنکے سامنے ایک مؤثر تقریر کرکے بدسرشت ینی چریوں کی سرکوبی اور اُن کے ہلاک
کئے جانے کی ضرورت بیان فرمائی جسے سب نے بجان و دل پسند کیا، سلطان نے
عَلَمِ مقدس شیخ الاسلام قاضی زادہ طاہر آفندی کے حوالہ کردیا اور اگرچہ وہ خود باغیوں
کے مقابلہ پر جانے کو تیار تھا لیکن وزیروں نے اُسے روک دیا۔ ینی چری اپنی بارکوں کے
سامنے مقابلہ کیلئے تیار کھڑے تھے اور وزیر اعظم ساٹھ ہزار سے زائد مسلح لوگوں کو مع
توپخانہ لیے ہوئے آگے بڑھے اور ینی چریوں پر حملہ کردیا جو بڑی دلیری سے بڑھتے آتے
تھے سلطانی توپخانہ نے نمک حرام ینی چریوں پر گولہ باری کرکے اُنکے پرخچے اُڑا دیئے
اور اُنکی صفیں کی صفیں چشم زدن میں غارت ہوگئیں تو وہ گھبرا کر اپنی بارکوں میں گھس گئے
اور وزیر اعظم نے بارکوں کا محاصرہ کرکے گولہ باری سے اُنکو منہدم کرڈالا، آخر بارکیں
جلنے لگیں اور بہت سے سپاہی اُنکے اندر جلکر رہ گئے کچھ بھاگ کر پراگندہ ہوگئے سلطان
نے حکم دیدیا کہ جہاں ان کمبختوں کا وجود پایا جائے سب کو ہلاک کردیا جائے اور اس
طرح بیشمار ینی چری قتل کردئے گئے اور انکو سلطنت کی اس ظالم سپاہ کی شرارت سے نجات
ملگئی۔ پھر چونکہ بکتاشی[1] فقیروں کا [illegible] طرفداروں میں تھا کیونکہ
ینی چری زیادہ تر انہیں کے مرید و معتقد تھے اس لئے سلطان نے اس منحوس گروہ

[1] سلطان مراد اول بانی فوج ینی چری کے زمانہ میں "حاجی بکتاش" ایک مشہور درویش
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک خاص [illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
[illegible]

کی بربادی کا بھی حکم صادر کیا اور اُن کے تمام تکئے جو بد اعمالی کے مرکز تھے کھدوا کر خاک سے برابر کرا دئیے، یہ کارروائی نہ صرف خاص دارالخلافت میں کیگئی بلکہ سلطانی قلمرو میں جہاں جہاں اس خانوادہ کے لوگ تھے سب کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا +

چونکہ سلطان محمود کو اپنے قلمرو اور اپنی سلطنت کے کاروبار میں مناسب موقع یورپین وضع و آئین کا داخل کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا تھا اور اب سب سے بڑی مانع جماعت ینی چری یعنی کی بھی برباد کردی گئی تھی اس لئے اُس نے فوج کا لباس یورپین وضع پر تبدیل کردیا اور عمامہ کی جگہ طربوش (ترکی ٹوپی) کا استعمال جاری کیا - اور وہ سلاطین آل عثمان میں سے پہلا سلطان ہے جس نے نظام فوج میں تبدیلی کی +

جنگ یونان کا باقی ماندہ حال اور ناوارین کی بحری جنگ کے حالات

بغاوت یونان کے زمانہ میں تمام یورپ کی عجیب حالت تھی صدہا انجمنیں قائم ہوگئی تھیں جو مفسد یونانیوں کو امداد دیتے رہنے کے علاوہ حکمرانان یورپ پر زور دے رہی تھیں کہ وہ یونان کے عیسائیوں کی اعانت کے لئے ٹرکی پر زور ڈالیں اور اُس کو لڑائی سے روک کر یونانیوں کو آزادی دلائیں - پھر جب عثمانی سپاہ نے مسیولونگی اور ایتھنز کے دونوں شہر مع دیگر مقامات کے باغیوں کے ہاتھوں سے واپس لے لئے اور غربی حصہ یونان کی بغاوت کا بالکل خاتمہ کردیا - نیز ابراہیم پاشا نے موریا کا ملک بھی بڑے حصہ تک سطیع و منقاد بنالیا تو خود یونانیوں اور اُنکی حمایتی اہل یورپ کی دلخوش آئندہ امیدیں جو یونان کو خود مختاری دلانے کی بابت قائم ہورہی تھیں مضمحل ہوچلیں اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- وہ آغا سلطان محمد چہارم کے عہد میں گزرا تھا - عام لوگ اس فرقہ کو چراغ بجھانیوالا فرقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اندھیرے میں بیٹھکر نہایت قبیح افعال اور سخت ترین گناہوں [illegible] تھے ۔ (مؤلف) +

انہوں نے دیکھا کہ پھنسا پھنسایا شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے - پھر تو یونانیوں کے ہواخواہوں
نے وہ شور و غل مچایا کہ زمین سر پر اٹھالی اور روس، انگلستان، اور، فرانس، کی تینوں
زبردست حکومتیں عملی طور پر اس لڑائی میں مداخلت کرنے اور یونانیوں کی جنبہ داری کرنے
پر آمادہ ہوگئیں چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے ۱۸۲۷ء میں بمقام لندن ایک کانفرنس دول
ثلاثہ کی منعقد ہوئی اور اس کے ممبروں نے یہ تجویز پاس کی کہ تینوں طاقتیں باب عالی کو مجبور
کریں کہ وہ یونان کی خودمختار سلطنت بنا دے اور صرف ایک تاوان جنگ کی رقم یونان
سے دلادی جائے جسکا تعین بعد میں ہوگا اور اسی طرح دونوں سلطنتوں کی سرحدیں بھی بعد میں
مقرر ہوتی رہینگی - اس قرارداد کا ایک معاہدہ لکھکر سب نے اسپر دستخط کر دئے اور پھر
باب عالی کو ایک یادداشت اسی مضمون کی بھیجدی گئی تھی کہ اس اثناء میں وہ اپنی بحری
اور بری فوجوں کو لڑائی سے روک سکے، دولت علیہ نے دول یورپ کی اس قرارداد
پر کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ قانون مابین الاقوام کے روسے کسی سلطنت کو اس کے اندرونی
معاملات میں مداخلت کرنیکا حق نہیں تھا اور اسی طرح وہ بھی کسی دوسری حکومت کے اندرونی
امور میں دخل نہیں دے سکتی تھی - مگر دولت عثمانیہ کو اس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ یورپ کے
مذہب میں قوت کو ہر طرح کے حقوق حاصل ہوتے ہیں اس لئے جبتک کسی زبردست طاقت
سے سابقہ نہ پڑے اسوقت تک یورپ کے نزدیک قانون بین الاقوام کوئی چیز نہیں ہے
اسی لئے مہلت کا زمانہ گزر جانے کے بعد تینوں حکومتوں نے اپنے جنگی بیڑے یونان کے
سمندروں نے بھیجدئے تاکہ وہ ترکوں کو دھمکا کر جنگ سے باز رکھیں - روسی بیڑہ آٹھ جنگی
جہازوں کا ایڈمرل ہائڈین " Heyden " کی ماتحتی میں جسپر (۴۶۴) توپیں تھیں، انگریزی
بیڑہ بارہ جنگی جہازوں کا مع (۴۰۰) توپوں کے ایڈمرل سرایڈورڈ کاڈرنگٹن - Codrington "
" کی ماتحتی میں اور فرانسیسی بیڑہ سات جنگی جہازوں کا مع (۲۴۰) توپوں کے
ایڈمرل ڈوریغی " Rigny " کی ماتحتی میں آیا تھا اور ان کے مقابلہ پر وہ ترکی بیڑہ جو
ابراہیم پاشا عام سپہ سالار موریا کی ماتحتی میں موجود تھا (۵۳) عثمانی جنگی جہازوں اور (۱۲۸۸)
توپوں سے مرکب تھا ماتحتی بطرونہ عثمانی جنگل اوغلی طاہر پاشا کے اور سولہ مصری جنگی جہازوں

سے مرکب زیر کمان محرم بک کے مع چند ایسے جہازات کے جو طولون اور الجزائر سے آئے
تھے بندرگاہ ناوارین کے اندر استادہ تھا - دول ثلاثہ کے جنگی بیڑوں نے یونانی سمندر
میں پہنچکر اپنا سے ناوارین سے باہر قیام کیا اور انکے افسروں نے فوراً ایک یادداشت
ابراہیم پاشا کے پاس روانہ کی جسکا مدعا یہ تھا کہ وہ فوراً جنگی کارروائی خشکی اور تری دونوں میں
روکدے کیونکہ انگلستان، روس، اور فرانس، نے یونان کا خود مختار ملک ہونا تسلیم
کرلیا ہے اور اگر تم اس امر سے مخالفت کروگے تو بزور باز رکھے جاؤگے - ابراہیم پاشا نے
انکو جواب دیا کہ یہ حق کسی حکومت کو بھی نہیں ہے کہ وہ عثمانی بیڑہ کو اس کے مملوکہ سمندر کے
اندر نقل وحرکت کرنے سے باز رکھے، مجھے اپنے آقا سلطان آل عثمان کے اس حکم کی
تعمیل کرنا لازم ہے کہ جزائر یونان میں جہاں ضرورت ہو عثمانی بیڑہ کو ارسال کروں -
مگر دول ثلاثہ کے ایڈمرل اس سے دوبارہ یہی کہتے گئے کہ ہم مجبور ہیں اور ہمیں اپنی سلطنتوں
کا یہی حکم ملا ہے کہ قطعی طور پر ترکوں کو جنگ کرنے سے روکدیں - ابراہیم پاشا اس طرح کا
بے جوڑ جواب سنکر خود فرانسیسی بیڑہ کے امیر البحر سے ملنے چلا گیا اور جب اس سے پوری
طرح ایسی تجویز ہوجانیکا حال معلوم کرلیا تو باب عالی کو جملہ واقعات کی رپورٹ ارسال کرکے
جواب کا منتظر رہا اور دول متحدہ کے بیڑوں سے اسبات کی ذمہ داری کرلی کہ جبتک سلطنت
سنیہ کی طرف سے کوئی حکم قطعی نہ آجائیگا میں ترکی اور مصری بیڑوں کو بندرگاہ ناوارین سے
باہر نکلنے دونگا اور لڑائی کو بھی بند رکھونگا - مگر بدمعاش یونانی اپنی شرارت سے باز نہیں
آتے تھے - ابھی یہی حالت قائم تھی کہ چھ انگریزی جہازوں نے [illegible] کے مقابل عثمانی بادبانی
جہازوں کو حملہ کرکے غرق کردیا، پھر تو ابراہیم پاشا کو سخت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ [illegible]
واہ یہ تو خوب رہی کہ یونانی حمایت پورے طور پر کی جائے [illegible]
ہاتھ پیر باندھ دئے جائیں - اسی واسطے انہوں نے اپنی ذمہ داری باطل کردینے کا مستحق سمجھا اور
چونکہ یورپین بیڑوں کے ایڈمرلوں نے اس سے پہلے کہدیا تھا کہ وہ سواحل موریا پر واقع
ہونے والے سلطانی قلعوں کو رسد اور دیگر سامان پہنچانے میں مزاحم نہوں گے اسلیے
اس نے انہیں [illegible] وغیرہ کی طرف [illegible] رسد کی تیاریاں کیں اور جب وہ جہازوں کو [illegible]
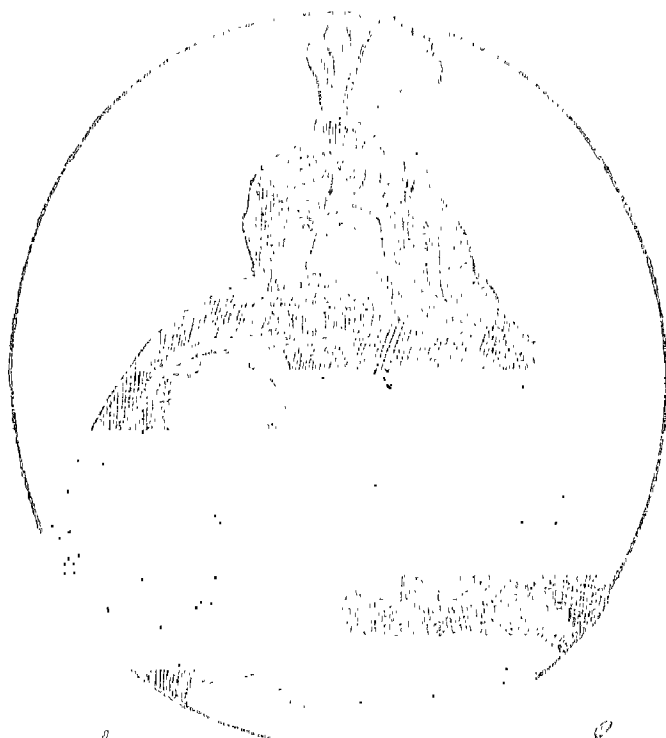
کے واسطے مہیا کر چکا تو یکایک انگریزی امیر البحر نے اپنا ایک فرقا طہ جہاز دہانہ آبنائے ناوارین پر بطور مزاحم کے بھیجکر بار برداری کے جہازوں کو بالکل روکدیا اور اسکا کچھ خیال نہیں کیا کہ ہنوز دولت علیہ کے دوستانہ تعلقات انگلستان، فرانس، اور روس میں سے کسی حکومت کے ساتھ منقطع نہیں ہوئے ہیں۔ اسی عرصہ میں باب عالی کی طرف سے ابراہیم پاشا کو یہ جواب بھی ملگیا کہ تم دول ثلاثہ کے جنگی بیڑوں کی دہمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کرنا اور جہانتک تم سے ممکن ہو ملک و ملت کی حفاظت پر کمربستہ رہکر آبنائے ناوارین کی نگہداشت کرنا اگر دول ثلاثہ کے بیڑے مخالفت کا اظہار کریں تو تم بھی انکو ویسا ہی جواب دو اور تمکو بلا مزید استفسار کے ہر ایک مناسب کارروائی کرنیکا اختیار دیا جاتا ہے۔ ابراہیم پاشا نے یہ حکم پاکر اپنا بیڑہ کھلے سمندر میں نکالنے سے پرہیز کیا اور ماتحت بحری افسروں کو جمع کرکے اُن سے صلاح طلب کی کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے باتفاق رائے یہ بات کہی کہ ترکی اور مصری جہازات جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں کسی طرح مخالف کے بیڑہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اور اسکی بابت ایک محضر لکھکر ابراہیم پاشا نے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا اور اسی کے ساتھ ایک عرضداشت اس مضمون کی بھی ارسال کی کہ وہ ہر ایک مناسب طریقہ سے دولت علیہ کے اعزاز کو بچانے کی سعی کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ پھر ابراہیم پاشا نے فنون بحری سے واقف لوگوں کے ساتھ مشورہ کرکے جنگل اوغلی طاہر پاشا اور محرم بک دونوں افسروں کو ہدایت کردی کہ خبردار آبنائے ناوارین سے باہر نہ نکلنا اور دول متفقہ کے بیڑوں سے دوستانہ برتاؤ قائم رکھنا اور اسکے بعد بیڑوں کو بندرگاہ ناوارین میں چھوڑکر خود موریا کے اندرونی علاقہ میں چلا گیا تاکہ یونانی سپاہ کی حرکتوں کی نگرانی کرے۔ ابراہیم پاشا کے جانے کے چند ہی دنوں بعد مصری بیڑہ پر کام کرنے والے فرانسیسی ملازموں کے پاس فرنچ بیڑہ کے ایڈمرل کی تحریریں آئیں کہ عثمانی بیڑہ سے جنگ کرنیکا فیصلہ ہو چکا ہے لہذا تم اپنی ملازمتوں سے استعفا دیکر فرنچ بیڑہ پر چلے آؤ اور ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کردی محرم بک نے یہ حالت دیکھکر اپنا ترجمان فرنچ ایڈمرل کے پاس ارسال کیا اور اس سے کہلا بھیجا کہ دول عظام کے بیڑوں کی ان حرکتوں نے جانبین کے امن و امان میں فرق

ڈال رکھا ہے اور تمپر لازم ہے کہ ہرگز بندرگاہ میں آنیکا ارادہ نہ کرو۔ یہ پیام آور بہی جلد
لڑائی ہو پڑنے کا باعث ہوا جو طرفین میں دوسرے ہی دن شروع ہو گئی اور نہایت تاسف
انگیز نتیجہ کی باعث ہوئی۔ عثمانی مورخین کا بیان ہے کہ طاہر پاشا نے رائے دی تہی کہ بیڑہ
کو بندرگاہ سے باہر نکالدیا جائے کیونکہ بندرگاہ کے اندر رہنے میں سخت مضرت کا اندیشہ
ہے اگر جنگ چھڑ گئی تو ضرور ہے کہ تمام بیڑہ تباہ ہو کر رہجائیگا اور کھلے سمندر میں نقصان تو
ہوگا مگر کم اور بہاگنے کا موقع باقی رہیگا مگر چونکہ ابراہیم پاشا نے اس رائے صائب
کو پسند نہیں کیا اس لئے طاہر پاشا نے اُس سے کہا کہ بہتر ہے آپ مجہکو ایک باضابطہ
تحریر دیدیں تاکہ میں مواخذہ سے بری ہو جاؤں اور ابراہیم پاشا نے اُسے تحریر لکہدی مگر
بااینہمہ طاہر پاشا قابل ملامت ٹھیرتا ہے کہ اُس نے آبنائے ناوارین کو مسدود کیوں نہ
کر دیا جو بحری جنگوں کے اصول سے بہت ضروری امر تہا اور اُس نے آبنائے کو اس طرح
کھلی ہوئی رہنے دیا کہ جس وقت چاہے دشمن اُس کے اندر گھس آئے، غرضکہ سوم ربیع الاول
۱۲۴۳ھ کو دول ثلاثہ کے بیڑے آمادہ جنگ ہو کر بندرگاہ میں گھس آئے، ۱۲ ½ بجے:
دنکو انگلش ایڈمرل نے اپنے رتبہ کے بڑے ہونے اور اپنی خدمت کی قدامت کے لحاظ سے
متحدہ بیڑوں کی اعلیٰ کمان پر قائم ہو کر آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ آگے آگے انگریزی جہازات
اور اُنکے پیچھے روسی اور فرانسیسی جہازات آ رہے تھے۔ عثمانی بیڑہ اُسوقت بندرگاہ
کے اندر آبنائے کی طرف رُخ کئے ہوئے نیم دائرہ کی شکل میں استادہ تہا۔ دول ثلاثہ
کے بیڑے اسی کے سامنے صف جنگ مرتب کر کے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہو گئے اور
انہوں نے گولہ باری آغاز کر دی۔ ترکوں نے دیکہا کہ دشمن خواہ مخواہ لڑائی ہی چاہتا ہے
تو وہ بہی گولہ باری کا جواب دینے لگے لیکن دول یورپ کا بیڑا اپنی پائداری، اعلیٰ درجہ
کی اسلحہ بندی، جہازوں کی کلانی، اور افسروں اور سپاہیوں کی مہارت وکارروائی کے
باعث ترکی بیڑہ سے کہیں بڑہا ہوا تہا اور اسکے ساتھ ہی مصری اور عثمانی جہاز نہ تو جنگ کے
لئے آمادہ تھے اور نہ اُنکی جسامت اور اسلحہ بندی اس پایہ کی تہی کہ دول ثلاثہ کے پہنچے ہوئے
جنگی بیڑوں کا مقابلہ کر سکتے۔ پانچ گھنٹوں تک جانبین سے سخت گولہ باری ہوتی رہی جسکے

بعد ترکوں کی توپیں بالکل خاموش ہوگئیں اور یہ ہولناک جنگ اس طرح ختم ہوئی کہ ترکی
اور مصری جہازوں میں سے منجملہ (۵۳) جنگی جہازوں کے دشمن غرق ہو گئے تیس میں آگ
لگ گئی اور باقی جہازات ہوا کے تھپیڑوں سے پراگندہ ہوکر ساحل دریا پر جا پڑے۔
طاہر پاشا کسی طرح اپنا جہاز بچا لیگیا۔ جسوقت جلتے ہوئے ترکی جہازوں کے شعلے بلند ہوئے
تھے اُسوقت دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ناوارین کا بندرگاہ کوئی سخت آتش فشاں
پہاڑ بنگیا ہے۔ اس جنگ کے دوسرے دن دول متحدہ کے بیڑے رہے سہے عثمانی اور
مصری جہازوں کو بھی جلا دینے کے بعد بندرگاہ سے نکل گئے اور جسوقت یہ رنجیدہ خبر ابراہیم
پاشا کو ملی ہے وہ ضلع ارقادیا کے ایک گاؤں وزجہ نامی میں تھا اور بہت جلد وہاں سے
روانہ ہوکر ناوارین آیا جہاں اُس نے طاہر پاشا، محرم بک، اور دوسرے اُن افسروں
سے جو اس قیامت خیز معرکہ سے زندہ بچ رہے تھے تمام حالات مشرح دریافت کر کے ایک
مفصّل رپورٹ جملہ واقعات کی تحریر کی اور ۲۰ ربیع الآخر ۱۲۴۳ھ کو بجانب آستانہ علیہ
ارسال کردی۔

مورخین کا بیان ہے کہ انگلش ایڈمرل نے اس دردناک واقعہ میں جو کچھ ہوا تھا۔
اُس کی ذمہ داری سے یہ کہکر اپنی براءت کرلی تھی کہ یہ جنگ اُس نے نہیں چھیڑی بلکہ ترکوں
ہی نے پہل کی تھی اور یہ قول صداقت سے منزلوں دور ہے کیونکہ ترکوں کے جہازات بندرگاہ
کے اندر استادہ تھے اور خود انگلش ایڈمرل اپنے اور روسی اور فرانسیسی بیڑوں کو ساتھ لئے
ہوئے اُن سے جنگ کرنے کیلئے بندرگاہ میں بلا استحقاق چلے آنے پر بھی ترکوں اور
مصریوں نے اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں کی بلکہ جب دول متحدہ کے بیڑوں نے
گولہ باری آغاز کردی تو وہ بھی جان بچانے کیواسطے لڑنے لگے اگرچہ اُنکی کامیابی معلوم تھی
و نیز دول کے بیڑوں کی گولہ باری سے پہلے ایک بھی ترکی جہاز یا بندرگاہ کا قلعہ اُنپر دست درازی
کرنے کا مرتکب نہیں ہوا تھا کیونکہ ترکوں کے دل میں اسبات کا شبہ تک نہیں آیا تھا کہ دول
یورپ اُن کے ساتھ اس طرح کی معاندانہ کارروائی کرینگے چنانچہ تعلقات [illegible] کا بدستور
قیام اُن کے اس خیال کی تائید کر رہا تھا۔ انگریزی امیرالبحر کا اس قدر سفید جھوٹ بولنا بدیں سبب

ضروری ٹھیرا کہ یورپ کے بہت سے منصف مزاج اور محب انسانیت اشخاص اس معاملہ کی
ناپسندیدگی اور اُسکے بین الاقوامی قانون کے مخالف ہونے پر زور دیتے تھے اور اُسکو بددیانتی
اور بیوفائی سے موسوم کرتے تھے اسکے علاوہ انگلش بیڑہ کو جنگ میں جو نقصان اُٹھانا پڑا اُسکے
معاوضہ میں سلطنت انگلشیہ نے کوئی مادی فائدہ بھی نہیں اُٹھایا ہاں یہ اور بات تھی کہ
دلی بغض و عداوت کی بھڑاس نکل گئی اور مسیحی رعایا کو ترکوں کی حکومت سے آزادی دلانے
کی آرزو پوری ہوگئی ۔

کتاب صفوۃ الاعتبار کے مولف شیخ بیرم خامس ٹیونسی نے بھی اس واقعہ کی بابت لکھا ہے
کہ یہ شرمناک جنگ جو ابدالآباد تک دولت انگلشیہ کے دامن پر بدنما داغ بنی رہیگی
جارج چہارم شاہ انگلستان کے عہد میں ہوئی تھی جبکہ دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بغیر اعلان
جنگ کئے ہوئے دولت علیہ پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ یونانیوں کو خودمختار بنا دے اور اس موقعہ
پر دول کے متحدہ بیڑہ نے ترکی، مصری، تیونسی، اور الجزائری مشترکہ جنگی بیڑہ پر یکایک
اُنکی غفلت اور ناتیاری کے حال میں محض بددیانتی اور شرمناک بدنہادی کے ساتھ گولہ باری
کرکے سب کو مٹا ڈالا، اس جنگ کا بار الزام خاصکر انگلستان والوں کے سر سب سے
زیادہ ہے کیونکہ اُنکا امیرالبحر تمام بیڑوں کا اعلےٰ کپتان افسر تھا۔ انگلش پارلیمنٹ اس واقعہ سے
مطلع ہوئی بہت برہم ہوئی اور اُس نے ایڈمرل کا کورٹ مارشل کرنیکی تجویز پاس کی چنانچہ
جنگی مجلس نے اُس کے لئے سزائے قتل کا حکم نافذ کیا آخر انگلستان کے بحری وزیر نے
اس موقعہ پر اپنے ماتحت ایڈمرل کو بچانے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کردی اور خاص طور
پر ایک ترکی جہاز کی گولہ باری میں سبقت کرنیکا بھی اظہار کیا لیکن اُس کی کوئی بات کارگر
نہ ہوئی اور مجلس نے اپنا حکم نافذ کردیا، ایڈمرل نے اپنے قتل کا حکم صادر ہوتے سنا تو اُس نے
خفیہ طور پر وزیر بحر سے کہا کہ آپکا دستخطی فرمان عثمانی بیڑہ کو جلا دینے کی بابت میرے پاس
ہی موجود ہے اور میں اُسے حسب الحکم جلا دینا مجبور تھا - یہ بات سنکر مجلس حربی نے فوراً
ایک مخفی جلسہ منعقد کیا جسمیں ایڈمرل کو سزائے قتل سے آزادی دیگئی ۔

مورخین یورپ نے لکھا ہے کہ ایڈمرل کوڈرنگٹن کو جو ہدایتیں دی گئی تھیں فی الواقع

اُنہیں اُس کو ترکوں کے ساتھ کسی طرح کے معاندانہ برتاؤ کرنے کی ہرگز اجازت نہ تھی لیکن اس حکمنامہ کے حاشیہ پر ڈیوک کلارنس Clarence انگلش وزیر بحر نے اپنے قلم سے اسقدر عبارت بڑھا دی تھی "پیارے ایڈورڈ! یہ حکم تمکو اس بات سے نہیں منع کرتا ہے کہ اگر موقع ملے تو تم اپنی بارود کو نہ جلاؤ"۔

اس کے علاوہ انگلش سفیر مقیم آستانہ اسٹرافورڈ کیننگ - "Strafford Canning" - نے بھی ایڈمرل مذکور کو ایک تحریر بھیجی تھی جسکے ذریعہ سے اُسکو موقع پاتے ہی ترکی بیڑہ کا کام تمام کر دینے کی ہدایت کر دیگئی تھی۔ کپتان شارل لو "Le..." نے اپنی بحری تاریخ میں اس واقعہ کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس جنگ میں دول متحدہ کے بیڑوں میں جو فوج تھی اُسمیں سے (۱۷۷) شخص مقتول اور (۴۸۰) مجروح ہوئے تھے +

جسوقت اس واقع کی اطلاع دارالخلافت استنبول میں پہنچی تو وہاں بڑی بےچینی ظاہر ہوئی، اور باب عالی نے دول ثلاثہ کے سفیروں سے ایک یادداشت کے ذریعہ اس خلاف معاہدات اور مخالف قوانین بین الاقوام سلوک پر جواب طلب کیا کیونکہ بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے ایسی کارروائی کرنا سراسر ناحق کوشی تھی نیز باب عالی نے اُنکو لکھا کہ دول یورپ کو میرے اندرونی معاملات میں دخل دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے، اور دول ثلاثہ کو ناوارین کے نقصانات کا معاوضہ ادا کرنا چاہئے۔ دول ثلاثہ کے سفیروں نے اس یادداشت کا جواب یہ دیا کہ اُنہوں نے فوراً دوستانہ تعلقات منقطع کر دئے۔ اور بحیرہ باسفرس میں اپنے جنگی جہازوں پر سوار ہوکر (۱۲- جمادی الثانی ۱۲۴۳ھ) وہاں سے چلے جانے کیلئے تیار ہوگئے۔ اب دولت علیہ کو دول یورپ کی بدنیتی کا حال پوری طرح معلوم ہو گیا جنمیں روسی حکومت کا نمبر اول تھا کیونکہ اُسی نے عثمانیہ قلمرو کے بیشتر صوبوں میں بغاوت کی آگ اندرونی تحریکوں کے ذریعہ سے بھڑکا رکھی تھی۔ اور باب عالی نے فوراً اپنے تمام صوبہ داروں کو یورپ کے اُن سے خبردار رہنے کی تاکید کر دی۔ اسی اثنا میں محمد علی پاشا حاکم مصر نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو لکھا کہ وہ فوراً دول متحدہ کے ساتھ موریا کو خالی کر دیں

کی شرطیں طے کر کے وہاں سے مصر واپس آجائے اور یہ بات دول مذکورہ کے اُن کانسلوں کی کوشش کا نتیجہ تہا جو مصر میں رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد دول ثلاثہ نے ۱۶ ار نومبر ۱۸۲۸ء کو ایک دوسری کانفرنس منعقد کی تاکہ یونان کی خودمختاری کے مسئلہ پر غور کیا جائے، باب عالی نے اس کانفرنس میں شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ اُسے اپنے پہلے اقوال پر ثابت رہنا بہتر معلوم ہوتا تہا اور وہ ہرگز براہ راست یا بالواسطہ باغیوں کے ساتھ کوئی گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا تہا۔ ازاں بعد اسی سال شہر لندن سے ایک یادداشت نافذ ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ مملکت موریا، اور جزائر سیکلادہ، دول ثلاثہ کی حمایت میں لے لئے جائیں اور اُنپر دول مذکورہ ہی کے انتخاب سے ایک عیسائی حاکم متعین ہو۔ یہ جدید مملکت باب عالی کو پانچ لاکھ قرش سالانہ خراج ادا کرتی رہے اور مسلمانوں کو انکی ضائع شدہ املاک کا معاوضہ دیدے۔ مگر پھر بھی اس قرارداد نے جانبین کو رضامند نہیں بنایا جس کی وجہ سے یونان والوں اور اس ترکی سپاہ کے مابین از سر نو جنگ ہونے لگی جو مصری فوج کی واپسی کے بعد ممالک موریا میں رہگئی تھی اور اس جنگ کا خاتمہ روسی فتحمندیوں نے کیا جو بعد کی لڑائیوں میں اُسے دولت علیہ پر حاصل ہوئیں۔

جنگ روس و معاہدہ ایڈریانوپل

۱۲۴۵ء۔ دولت علیہ اور روسی حکومت کے پولیٹکل تعلقات میں یونتو ایک عرصہ سے کشیدگیاں بڑھتی جاتی تھیں مگر جنگ ناوارین کے بعد سے بوجہ اسکے کہ روس کو یونانیوں کی طرفداری کا جوش آپسے سے باہر کر رہا تہا دونوں حکومتوں کے تعلقات بہت زیادہ گڑبڑ ہوگئے اور آخر گیارہ شوال ۱۲۴۴ھ کو روسی حکومت نے ترکی پر اعلان جنگ کر دیا اور موریا کے عیسائی باشندوں کی امداد پر آمادہ ہوگئی روسی فوجیں کنارہ دریائے ڈنیوب اور علاقہ اناطولیا کی طرف بڑھائی گئیں تو دولت علیہ کو بہی باوجود اسکے کہ وہ اسوقت ایک سرو بزار سودا کی مصداق ہو رہی تہی اپنی سپاہ روسیوں کی مزاحمت کے لئے روانہ کرنی

[illegible] نکا سپہ سالار بنایا گیا اور حسب دستور

لشکر مقابل ہوئے تو نہایت خونریز جنگ کے بعد روسیوں کو فتح حاصل ہوئی اور عثمانی فوجیں پسپا ہوکر پیچھے ہٹ آئیں۔ روسیوں نے یوسف پاشا سردار افواج و محافظ وارنہ کی بددیانتی کی وجہ سے اس مستحکم قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مگر اسی کے ساتھ ترکی جنگی بیڑہ کا امیرالبحر جو وارنہ کے بندگاہ میں موجود تھا باوجود اس کے کہ صرف تین سو بہادر ترک سپاہی اس کے ساتھ تھے قلعہ وارنہ کے ترکی افواج سے خالی ہوجانے کے بعد دوبارہ اس پر قابض ہوگیا اور اس نے ایسی دلیری ظاہر کی کہ روسیوں کی عقل چکر میں آگئی۔ زار روس نے کپتان پاشا کی اس حیرت انگیز ہمت و جرأت کا حال سنا تو اس نے فاتح ترکوں کو قلعہ سے بآزادی تمام صحیح وسلامت نکل جانے کی اجازت دی چنانچہ جسوقت وہ بہادر سپاہی قلعہ خالی کر رہے تھے تو روسی فوجوں نے ان کی بہادری اور شجاعت کے لحاظ سے انہیں سلامی اور عبادر کیا و دی، یوسف پاشا کے لئے باب عالی نے سزائے موت کا حکم صادر کیا تھا لیکن وہ نمک حرام روسیوں کے ساتھ انکے ملک میں چلا گیا اور سلطان محمود دوم نے صدر اعظم کو بھی سستی اور غفلت کے الزام میں معزول کردیا اور اس کی جگہ عزت محمد پاشا صدر اعظم متعین کیا گیا جسکی ماتحتی میں نئی فوجیں کوہستان بلقان کی جانب ارسال کیگئیں۔ روسیوں نے رومیلیا میں سلسترہ پر تسلط کرکے شوملہ کا محاصرہ کر رکھا تھا جہاں سے وہ مجبور ہوکر پسپا ہوئے۔ اناطولیا میں روسی سپاہ بلامزید روک ٹوک کے بڑھتی آتی تھی، قارص، بایزید، طبراق قلعہ، اور ارض روم کے شہر انہوں نے یکے بعد دیگرے لیلئے تھے اور سپہ سالار صالح پاشا کو بھی اسیر کرلیا تھا۔ رومیلیا کی جانب ایک لاکھ ساٹھ ہزار روسی فوج بڑھ رہی تھی جس نے قلعہ ایڈریانوپل کا محاصرہ کرکے اس پر تسلط کرلیا۔ اس قلعہ میں دس ہزار ترکی سپاہ بغرض محافظت موجود تھی جو اتنی بڑی جمعیت سے عہدہ برآ نہوسکی، روسیوں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ خود زار انکی کمان کر رہا تھا اور اس نے اپنا مرکز شہر بازارچق میں قرار دیا تھا +

حکومت آسٹریا نے دیکھا کہ روسیوں کی فتحیابی اس کی حکمت عملی کے لئے سخت مضر ہے۔ تو اس نے فرانس و انگلستان سے جنگ موقوف کرانے کی تحریک کی، انگلستان نے تو اس بات کو مان لیا لیکن شارل دہم شاہ فرانس نے بڑی سختی کے ساتھ جنگ آور فریقوں کے مابین

کسی قسم کی بھی مداخلت کرنے سے انکار کیا کیونکہ بوربون کا حکمران خاندان انگریزوں کو بحر ابیض
متوسط سے نکالکر دریاے رین کے بائیں ساحل پر تمام تر قبضہ کرنیکا خواہاں تھا اور اُس نے
اپنی یہ آرزو پوری کرنے کیلیے روسیوں کے ساتھ دوستی کا اظہار کیا تاکہ روسی حکومت
کی فوجیں بلا مزاحمت قسطنطنیہ پر بڑھتی جائیں ۔

اِن بری لڑائیوں کے اثنا میں جبکہ ترکی فوجیں پے درپے ہزیمت اٹھا رہی تھیں
عثمانی بیڑہ کا باقیماندہ حصہ بالکل بے حس و حرکت کھڑا رہا کیونکہ جنگ ناوارین کے بعد
اُس کی حالت بالکل مستقیم ہوگئی تھی۔ اسوجہ سے روسی بیڑہ جسمیں (۱۹) غلیون جہاز تھے
بڑی آزادی کے ساتھ بحیرہ اسود میں گشت لگاتا اور اپنی فوجوں کو کمک اور سامان جنگ و
رسد وغیرہ پہنچاتا پھرتا تھا، اُس نے وارنہ کا قلعہ فتح کرنے میں روسی بری سپاہ کو بہت
بڑی امداد پہنچائی اور اسی بیڑہ کی محنت کا نتیجہ تھا کہ روسی فوجیں اس قدر جلد پیش قدمی کرنے
اور متعدد فتوحات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ روسیوں کی فتحیابی کا حال دیکھکر سلطان
نے معلوم کیا کہ عزت محمد پاشا صدر اعظم ہی ناکارہ وزیر ہے اس لئے سلطان نے ماہ رجب ۱۲۴۴ھ
میں رشید محمد پاشا کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے موریا میں بڑی لیاقت دکھا کر
باغیوں کا قلع قمع کیا تھا۔ اسی اثنا میں جنرل پاسکوچ "[illegible]" روسی
سپاہ قوقاز کا سپہ سالار ارض روم کی طرف پیش قدمی کرتا آتا تھا اور غالب پاشا عثمانی
سرعسکر اور حاکم صوبہ مذکور اسے روکنے میں ناکام ہورہا تھا کیونکہ اُس کے پاس بہت کم فوج
تھی اس لئے دولت علیہ نے غالب پاشا کو معزول کرکے اُس کی جگہ کینلی صالح پاشا کو مقرر
کیا۔ اُدھر یونانی باغیوں نے اپنے ملک کی ترکی سپاہ کو بوجہ تازہ یورپین کمک آجانے کے
دباکر اُن سے تمام مفتوحہ مقامات از سرنو چھین لئے کیونکہ دولت علیہ متعدد سمتوں کی مصروفیت
کارزار ہونے کے باعث یونانی علاقہ کی سپاہ کو امداد دینے میں ناکام رہی۔ غرضکہ سلطان
محمود نے جب یہ دیکھا کہ سلطنت کی حالت سخت ابتر ہے اور ایسی حالت میں لڑائی جاری رکھنے
کے یہ معنی ہونگے کہ بالکل تباہ ہونیکا سامان کیا جائے تو اُس نے صلح کا ارادہ کرلیا لیکن اپنی
طرف سے درخواست نہیں کی بلکہ امداد غیبی کا منتظر ہو بیٹھا، اُس نے پامرڈی کے ساتھ

دشمنوں اور خطروں کا مقابلہ کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کی یہاں تک کہ دول یورپ نے
متوسط بنکر صلح کی تحریک کی اور دونوں جنگ آور حکومتیں رضامند ہوگئیں جس کے بعد
پندرہویں تاریخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۵ھ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء میں ایڈریانوپل کا عہدنامہ
تحریر کیا گیا جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں:-

یورپ میں دونوں حکومتوں کے علاقہ کی حد فاصل دریائے پروتھ رہیگا؛ روس دہانہ ہائے
دریائے ڈنیوب پر قبضہ پائیگا اور بحیرہ اسود میں نیز بحر ابیض متوسط کے اسکو جہاز رانی
کی آزادی رہیگی۔ ایشیا میں روس کو پوٹی اور دہانہ دریائے کور کے اعلیٰ حصہ پر قبضہ
دیا جائیگا۔ یہ آخری شہر دار الدولت تفلیس کو ان جنگی قوموں سے بالکل الگ تھلگ کردیتی تھی جو
صوبہ قوقاز میں سکونت پذیر تھیں اور اس طرح تفلیس بالکل روسی حکومت کے ماتحت کر دیا گیا
تھا۔ افلاق و بغدان کے دونوں صوبوں کے خاص حقوق اپنی حالت پر قائم اور مستحکم کر دئے
گئے تھے اور ان کے حاکموں کا انتخاب مدت حیات تک کرنا قرار پایا تھا جنکی معزولی خاص
حالتوں کے سوا ممکن نہ تھی اور اسپر بھی روسی سفارت کی رضامندی حاصل کرنیکی پخ لگی
تھی۔ ان صوبوں میں مسلمانوں کی سکونت ناجائز قرار دیگئی اور انکو اٹھارہ ماہ کی مہلت
صرف اس غرض سے دیگئی کہ وہ اپنی املاک فروخت کرکے وہاں سے چلے جائیں۔ صوبہ
سرویا کی حالت معاہدہ آق کرمان کے مطابق رہنے دیگئی۔ باب عالی سے پانچ کروڑ
پچاس لاکھ فرانک کی رقم روس کو بطور تاوان جنگ دلائی گئی جو دس سال کی مدت میں
بااقساط ادا ہوگی اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ فرانک روسی سوداگروں کے ان نقصانات کا
تاوان دلوایا گیا جو زمانہ جنگ میں ہوئے تھے۔ رقم تاوان کی پہلی قسط لیکر روسی فوجیں
ایڈریانوپل سے اور دوسری قسط پاکر کوہستان بلقان سے، پھر تیسری قسط وصول ہونے
کے بعد دریائے ڈنیوب کے اس پار چلی جائینگی اور باقی اقساط کی وصولیابی تک روسی
حکومت دونوں افلاق و بغدان کے صوبے اپنے قبضہ میں رکھیگی اس کے علاوہ سلطان کو
معاہدہ لنڈن اور اس قرارداد کانفرنس پر بھی دستخط کرنے پڑینگے جسکو دول ثلاثہ یعنی انگلستان
فرانس اور روس نے تحریر کیا ہے"، چنانچہ اس معاہدہ پر دستخط ہوجانے کے چند ماہ بعد یعنی

سنہ ۱۸۳۰ء میں باب عالی نے یونان کو آزاد اور خود مختار سلطنت تسلیم کر لیا اور دول یورپ کی مقرر کی ہوئی سرحدوں کو بھی مان لیا۔ جدید یونانی حکومت ابتدا میں جزائر سیکلادہ، بندرگاہ یونٹے، اور جزیرہ نمائے موریا کے علاقوں سے ملکر صورت پذیر ہوئی تھی اور براعظم یورپ میں اسکی حدبندی ایک وہمی لین کے ذریعہ سے کی گئی تھی جو خلیج ارطہ سے خلیج وولو تک ممتد ہوتی چلی جاتی تھی اور سرزمین یونان کو سلطنت عثمانیہ کی اراضی سے جدا کرتی تھی۔ یہ نامعقول حدبندی جو بعد میں کئی سخت جھگڑوں کی باعث ہوئی انگلستان اور آسٹریا نے قصداً اس لئے مقرر کی تھی تاکہ دولت عثمانیہ اور حکومت روس کے مابین دائمی منازعت اور عداوت کا سلسلہ قائم رہے *

غرب کے اوجاق اور فرانسیسیوں کا الجزائر پر تسلط:-

الجزائر اور ٹیونس اور طرابلس کے علاقے جزائر مغرب کہلاتے تھے اور یہاں کی بحری قوت کے مفصل حالات سابقہ فصلوں میں بیان ہو چکے ہیں کہ ان صوبوں (اوجاق) کے باشندے جہازرانی اور بحری ڈاکہ زنی میں حد درجہ کے ماہر تھے، الجزائر اور ٹیونس والوں کے جہاز برابر بحر ابیض متوسط میں ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے اور یورپ کے تاجروں کو ستانے رہنے کے علاوہ انکے حملے اکثر اٹلی، اسپین، جزائر سسلی، اور سرڈینیا، کے سواحل پر بھی ہوتے رہتے تھے دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بارہا ان لٹیروں کے جہازوں پر گولہ باری بھی کی تھی مگر انکی قطعی طور پر بیخکنی نہیں ہو سکی اور ہر مرتبہ چند روز خاموش رہکر ان لوگوں نے پھر سر اٹھایا جسکا انجام یہ ہوا کہ آخر سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق سنہ ۱۸۳۰ء میں حکومت فرانس نے بعہد حکومت والی حسین پاشا الجزائر کے علاقہ پر تسلط کر لیا اور یہ حاکم جاہل ہونے کے ماسوا حد درجہ کا ظالم اور ناخدا ترس بھی تھا، دوسرے یہ کہ یورپ نے اُنہوں ایجاد کی دنیا میں بہت بڑی ترقی کر لی تھی انکے یہاں بحری اور بری جنگ کے متعلق ایسے اعلے درجہ کے اسلحہ اور آلات تیار ہو گئے تھے

جو چشم زدن میں ہزاروں سپاہیوں کی فوجیں برباد کر دیتے مگر الجزائر کے لوگ اُسی اپنی
پرانی چال پر چلے آتے تھے اور انہوں نے شجاعت و مہارت کے گھمنڈ میں کسی بحری اصلاح
کو اپنے یہاں دخل نہیں دیا تھا۔ غرضکہ فرانس والوں نے الجزائر پر حملہ کیا تو دولت علیہ
جنگ موریا اور روس اور مسئلہ مصر کی آفتوں سے اُسی وقت نجات ملی اور ملک
کی اندرونی حالت خراب اور فوجی طاقت معدوم ہونے کے باعث فرانس کی مزاحمت نہ
کر سکی اور اس نے صرف اتنے ہی انتظام پر اکتفا کیا کہ قبودان جنگل اوغلی طاہر پاشا کو
ایک جنگی بیڑہ فریگیٹ ٹیونس کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ الجزائر کے حاکم اور اہل فرانس کے
مابین متوسط بنکر صلح کرا دینے کی خدمت بجا لائے لیکن قبودان پاشا کو اس کام میں
ایسی مشکلوں کا سامنا ہوا کہ وہ بے نیل مرام پلٹ آیا۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ
اسوقت میں شاہ فرانس الجزائر کا علاقہ دولت علیہ کو واپس دینا چاہتا تھا مگر یہ بات ذرا
مشکل سے مانی جا سکتی ہے کہ کوئی یورپین سلطنت کسی ایشیائی مملکت کا علاقہ فتح کر کے
پھر اُسے واپس بھی کر دے اور بالفرض یہ امر صحیح تھا تو اسی کے ساتھ یہ بات بھی ضروری
ماننی پڑیگی کہ وہ دولت علیہ سے کوئی دوسرا موزون اور اعلیٰ درجہ کا علاقہ لیکر اس کو
واپس کرتا تھا چنانچہ ابھی الجزائر کی واپسی کے متعلق گفتگو جاری ہی تھی کہ فرانس میں انقلاب
حکومت ہو گیا اور یہ مسئلہ معلق رہ گیا پھر جب نئی جمہوری حکومت قائم ہوئی تو اُس نے
الجزائر کا علاقہ فرنچ مقبوضات میں شامل کر کے دولت عثمانیہ کے تمام دلائل کو بیکار
بنا دیا۔ دولت علیہ نے ایک زرخیز صوبہ اس طرح ہاتھ سے نکل جاتے دیکھا تو اس کو خوف ہوا
کہ مبادا اور علاقوں پر بھی ایسی ہی آفت آئے اُس نے ان صوبوں کی خودمختاری کی آزادی
ملتی جلتی حالت قائم رکھنی غیر مناسب تصور کی اور طاہر پاشا قبودان عام کو عثمانی بیڑہ کے
ساتھ طرابلس الغرب ارسال کر کے اُسکو جسقدر حقوق دئے گئے تھے وہ سب سلب کر لئے اور
قرہ مانلی کا حکمران خاندان وہاں سے نکلوا دیا۔ پھر ٹیونس کا مسئلہ یوں طے کیا کہ وہاں
کے حکمران خاندان حسینیہ کو چند حقوق عطا فرما کر حکومت [illegible] بدستور [illegible]
رکھا ۔

صوبۂ عراق اور سپاہ کولمن کی حالات

نوشہری ابراہیم پاشا داماد کے عہد صدارت میں جو لڑائی دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین واقع ہوئی اُس میں حاکم بغداد اور سرعسکر شرق حسین پاشا نے بے نظیر دلیری دکھا کر جو فتوحات حاصل کیں اُنکی وجہ سے اُسکی شہرت و عزت بہت بڑھ گئی تہی اور دولت علیہ نے اُسے مدت العمر کے لئے بغداد کا حاکم رہنے دیا تہا، پھر جب وہ فوت ہوگیا تو دولت علیہ نے اُس کے بعد اُسی کے فرزند احمد پاشا کو بیس سال تک حاکم بغداد رہنے دیا، ان دونوں باپ بیٹوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں ایک فوج تیار کی جسکا نام "وجاق کولمن" تہا اور در حقیقت اس فوج میں وہ سپاہی شریک تہے جنکو انہی دونوں حاکموں کے پاس سے تنخواہیں اور روٹی پینے ملتے تہے۔ یہ فوج ایک سو سال تک عراق میں قائم رہی اور اسکا یہ وتیرہ ہوگیا تہا کہ جو حاکم حکومت عثمانیہ سے اطاعت کا اظہار کرتا یہہ اُس کے دشمن بنجاتے چنانچہ اسی طریقہ پر حکومت بغداد کا عہدہ ۱۲۲۶ھ تک احمد پاشا کی اولاد کے قبضہ میں اور اس سنہ میں بہی اُسی خاندان کا ایک شخص سلیمان پاشا نامی حاکم بغداد تہا۔ دولت علیہ نے حالت آفندی نشانجی کو صوبۂ بغداد کا بقیہ خراج لینے کے واسطے وہاں ارسال کیا تو والی مذکور نے خراج ادا کرنے سے انکار کردیا اور حالت آفندی کو موصل واپس آجانا پڑا جہاں سے اُس نے والی موصل کو مع فوجوں کے ساتھ لیکر سلیمان پاشا پر چڑہائی کی اور اُسے قتل کر کے بغداد پر اُسی کے ایک غلام کو جسکا نام داؤد آفندی تہا اقرار اطاعت لیکر حاکم بنا دیا، داؤد پاشا ایک بڑا فاضل اور لائق شخص تہا اُس نے ہمیشہ اطاعت کرنے اور وقت پر خراج کی رقم داخل خزانہ کرتے رہنے کے علاوہ جب ۱۲۳۶ھ میں دولت علیہ اور حکومت ایران کے مابین جنگ چھڑ گئی اور سلطنت عثمانیہ کی سپاہ جو ماتحتی سرعسکر شرق جبار زادہ جلال الدین پاشا کے جنگ پر گئی تہی شکست کہا کر پسپا ہوئی تو اسی داؤد پاشا نے اپنی خداداد لیاقت سے دونوں حکومتوں کے مابین پھر صلح و صفائی کرادی اور روابط محبت بدستور قائم کر دیے۔ مگر جب وقت دولت علیہ

اور روس و یونان کے مابین لڑائی آغاز ہونے پر سلطنت عثمانیہ کو روپے کی ضرورت پیش آئی اور اُس نے صادق آفندی نامی ایک افسر کو بغداد روانہ کیا تاکہ وہ وہاں کے خراج کی رقم وصول کر لائے تو اس افسر نے اپنی نا عاقبت اندیشی سے داؤد پاشا کو رنجیدہ کر دیا یعنی اُس کے معزول کر دئے جانیکا حکم سنایا اسپر داؤد پاشا نے اُسکو قتل کرا دیا اور یہ خبر باب عالی کو ملی تو اُس نے لاز علی پاشا حاکم حلب کو داؤد پاشا کی سزا دہی پر مامور کیا جس نے تین ماہ تک بغداد کا محاصرہ کر کے آخر اُسے فتح کر لیا اور داؤد پاشا کو دستگیر کر کے دربار خلافت میں ارسال کیا اور اس لڑائی میں کولمن فوج جو ینی چری سپاہ کی قایم مقام تھی بالکل برباد کر ڈالی گئی۔ سلطان نے داؤد پاشا کی تقصیر اس کی سابقہ قابل قدر خدمات کے صلہ میں معاف کر دی اور پھر اُس کو کئی ایک دوسرے عہدوں پر مامور کیا یہانتک کہ اُس نے حرم نبوی شریف کے شیخ ہونے کی حالت میں وفات پائی +

جنگ مصر

جن اسباب سے محمد علی پاشا کو مصر کی صوبہ داری نصیب ہوئی اُنکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اب اُس کے باغی ہونے کی حالات بیان کرنا چاہتا ہوں یہ تو ظاہر ہے۔ کہ محمد علی پاشا نے مصری حکومت پر مامور ہوتے ہی ملک کی آبادی اور ترقی آمدنی کی بہترین وسائل استعمال کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں امرائے ممالیک کا رسوخ زائل کر دیا تھا اور پھر ۱۲۲۶ھ میں اُنکو ایک سرے سے قتل کر کے غارت کر ڈالا۔ اس نے دولت علیہ کو وہابیوں کی شرارت محو کرنے، یونان کی بغاوت فرو کرنے اور چند دیگر موقعوں پر قابل ذکر مدد دی تھی اور اسی کے ساتھ مصری قلمرو میں ترقی زراعت کیلئے نہریں بنوا کر بہت بڑا ذریعہ فلاح مہیا کر لیا تھا، خاصکر نہر محمودیہ جو بندرگاہ اسکندریہ سے جا کر ملتی ہے تجارت کے فروغ میں نہایت کارآمد ثابت ہوئی، کارخانوں کا اجرا، اور مدارس کا قائم کرنا بھی اُسی نامور فرمانروا کے اعمال صالحہ میں شمار کرنا ضروری ہے۔ محمد علی پاشا کے زمانہ میں مملکت مصر کی آمدنی (۳۰۰۰) کیسوں (تھوڑے دنوں) سے بڑھکر بہار لاکھ

ٹوٹوں تک پہنچ گئی اور جو خراج سلطنت علیہ کو دیا جاتا تھا اُسکی مقدار بڑھا کر بارہ ہزار کیسے
[illegible] کر دیے گئے اضافۂ آمدنی کے باعث اس کے لائق فرزند ابراہیم پاشا نے ایک
لاکھ کے قریب یورپین طرز جنگ سے ماہر بڑی سپاہ اور ایک زبردست جنگی بیڑہ
بھی تیار کر لیا تھا ۔

محمد علی پاشا نے اپنی قوت و اقتدار اور سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور اس کے
اندرونی حالات کی خرابی کا عالم مشاہدہ کیا تو چند کمینہ طبیعت انقلاب پسند لوگوں نے اسکو
اسبات کا خیال دلایا کہ جس سلطنت کی نمک خواری میں اس نے اتنی عمر بسر کی ہے اور
جسکی عزت و عظمت قائم رکھنے کیلئے اس نے بارہا تلوار اٹھا کر اس کے دشمنوں سے
جنگ کی ہے اب خود بھی اس سے اظہار بغاوت کرے اور شام و حلب کے زرخیز صوبوں
کو دولت علیہ سے چھین کر اپنی املاک میں شامل کرے جس سبب سے محمد علی نے ملک
شام پر قبضہ کرنے کا ارادہ قائم کیا وہ یہ تھا کہ اسکا ایک غلام اور چند مصری باشندے ملک مصر
سے بھاگ کر عبداللہ پاشا حاکم عکّا کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے اور پاشا مذکور نے
ان لوگوں کو محمد علی کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔ عبداللہ پاشا اس واقعہ سے پہلے دولت
علیہ سے مستعفی ہونے کا بھی مرتکب ہوا تھا مگر محمد علی پاشا نے اس کی سفارش کر کے
معافی دلوا دی تھی اس لئے محمد علی پاشا کو اس کے انکار پر مزید غصہ آیا ۔ بہرحال اس نے
۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں بری اور بحری فوجیں ملک شام کے فتح کرنے کیلئے روانہ
کیں جنکی سپہ سالاری اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کو سپرد کی ۔ ابراہیم پاشا راستہ میں
غزہ اور یافا اور حیفا کو فتح کرتا ہوا عکّا پہنچا اور اسکا محاصرہ کر لیا چنانچہ چند روز میں یہ شہر
بھی فتح ہو گیا ۔ دولت علیہ کو محمد علی پاشا کی ملک شام پر فوجکشی کا حال معلوم ہوا تو اسنے محمد علی
سے کہلا بھیجا کہ اس نامناسب حرکت سے باز آئے اور سرکشی نہ دکھائے بلکہ جو شکایت ہے
تو اسے دربار سلطانی میں عرض کرے تو اس سے داد رسی کی جائیگی ۔ مگر محمد علی کب سنتا تھا چنانچہ
سلطان نے ایک مجلس میں مشہور عالموں اور مدرسوں کو جمع کر کے ان سے محمد علی کی سرتابی
کے حالات بیان کئے اور ان سے فتوے طلب کیا عالموں نے اسے باغی قرار دیا اور فوجکشی

کی اجازت دی جسپر سلطان نے حسین پاشا حاکم ایڈریانوپل کو تیس ہزار سپاہ کی جمعیت سے
ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا اور حسین پاشا نے حلب اور حمص کے مابین مصری سپاہ سے
جنگ کرکے اپنی فوج کا بڑا حصہ کٹوا کر محرم ۱۲۴۸ھ میں شکست کھائی۔ دولت علیہ نے یہ خبر
سنی تو اسنے اپنے سب سے زبردست سپہ سالار اور ماہر جنگجو رشید محمد پاشا حاکم البانیا کو طلب
کرکے مع فوج ابراہیم پاشا کو روکنے کیلئے مامور کیا جو اسوقت صحرا سے قونیہ میں پہنچ چکا تھا۔
اس بہادر سپہ سالار نے کئی معرکوں میں مصری سپاہ کو شکست دی لیکن ایک لڑائی میں جو
سخت بارش اور کہر پڑنے کی حالت میں ہوئی تھی مصری سپاہ نے اس افسر کو گرفتار کرلیا اور
اس کی فوج کو ہزیمت دیکر بھگادیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جس اثناء میں رشید محمد پاشا اپنی
فوجوں کو صف بندی کررہا تھا کہر کے اندھیرے میں غلطی سے وہ مصری سواروں کی فوج میں
گھس گیا جسے اپنی سپاہ تصور کرتا تھا اور مصریوں نے اسے گرفتار کرلیا۔ پھر جب اس کے قید ہوجانے
کی خبر ترکی فوج میں پھیلی تو وہ بھی ہراساں ہوکر بھاگ گئی۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۲۴۸ھ کو پیش
آیا تھا۔ قونیہ کی جنگ میں فتح پاکر ابراہیم نے کوتاہیہ کی طرف رخ کیا جہاں کوئی قوت اسکا مقابلہ
کرنے کیلئے موجود نہیں تھی اور اب یہ معاملہ نہایت اہم ہوگیا کیونکہ ابراہیم کی پیشقدمی دارالسلطنت کی
طرف ہورہی تھی۔ سلطان محمود نے عالم مجبوری میں اپنے دشمن زار نکولس اول فرمانروای روس
سے مدد مانگی جس نے ایک جنگی بیڑہ مع پندرہ ہزار سپاہ کے روانہ کردیا اور یہ روسی فوج
ہنکار اسکلہ سی نامی ایک مقام پر آبنائے ڈارڈنلز کے اندر خشکی پر اتری جہاں دونوں حکومتوں
کے مابین آٹھ سال کے لئے ایک معاہدہ جنگ و مدافعت میں باہم شریک رہنے کا تحریر کیا گیا اور ماہ
محرم ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں اس معاہدہ پر جانبین کے دستخط ہوئے جسکا مدعا یہ تھا۔ کہ
روسی حکومت ہروقت اور ہر ایک کام میں دولت علیہ کی مدد و معاون رہنے کا وعدہ کرتی
ہے اور اس کے معاوضہ میں سلطان محمود دوم پر لازم ہوگا کہ وہ بوقت ضرورت روسی جنگی بیڑہ کو
بحیرہ اسود سے بحر ابیض میں جانے کیلئے آبنائے ڈارڈنلز میں ہوکر گزرنے دی اور بحر ابیض
متوسط کی آبنائے کو تمام دیگر حکومتوں کے جنگی جہازوں کے لئے بند کردے۔ اس معاہدہ نے
دول یورپ کے پایہ تختوں میں کچھ اور ہی پولیٹکل شکل اختیار کرلی جسکی وجہ سے انگلش وزیراعظم

لارڈ پالمرسٹن اور آسٹریا کی وزیر اعظم پرنس مٹرنیخ نے حکومت ہائے فرانس و پروشیا
نامہ و پیام جاری کرکے اس معاملہ میں دخل دینے کی رائے قائم کی اور ابراہیم پاشا کو آگے
بڑھنے سے روک کر محمد علی پاشا کو صلح کر لینے اور دولت علیہ کا حکم مانتے رہنے پر مجبور کر دیا
مگر یہ کارروائی کچھ دولت علیہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی نیت سے نہیں کیگئی تھی بلکہ اسکا مدعا
اپنی اپنی حکمت عملی کا نباہنا اور اپنا فائدہ چاہنا تھا۔ لیکن بظاہر صلح ہوجانے کے باوجود طرفین
کے دل میں کشیدگی باقی رہی اور دوسرے موقع پر سمجھ لینے کیواسطے بجائے خود تیار ہوتے
گئے۔ محمد علی خیال کرتا تھا کہ دول کو اس معاملہ میں مداخلت کا کوئی حق نہ تھا جو مجھے اپنی فتوحات
سے فائدہ نہ اٹھانے دیگا۔ اور دولت علیہ کو یہ رنج تھا کہ اسکا ایک باغی صوبہ دار چیرہ دست
ہو تو سلطنت اس سے صلح کرے۔ اس سے تو اور لوگوں کو بھی حوصلہ پیدا ہوگا۔ اور اسکے
ماسوا دول یورپ یونہیں ہر بات میں دخل در معقولات بنتی رہینگی، اور روسی حکومت جو
سلطنت عثمانیہ کی دشمن جان ہے مدد دینے کا احسان جتا کر اور بھی ستائیگی۔ اس لئے ابراہیم
پاشا نے درہ کولک کو جو مابین قونیہ اور اطنہ کے واقع ہے قلعبند کرنا شروع کر دیا اور اس
کے باپ محمد علی پاشا نے مصر میں جنگی جہازات بنوانے اور باقاعدہ فوج بڑھانے پر تمام زور
صرف کیا۔ دولت علیہ کو بھی اس مسئلہ کا بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ خیال ہوگیا تھا۔ اُنہ
رؤف پاشا کو وزیر اعظم بنایا کیونکہ رشید محمد پاشا مصری سپاہ کے ہاتھوں میں گرفتار ہو چکا تھا۔
اور رشید پاشا سنہ ۱۲۵۰ھ میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا تو پھر اُسے سیواس کا حاکم بنایا اور
اُسی کے ساتھ دیاربکر اور خرپوط کا انتظام بھی اُسی کے سپرد کیا۔ پھر سنہ ۱۲۵۲ھ میں ایک
زبردست فوج رشید محمد پاشا کی ماتحتی میں دی جسکی نسبت بظاہر علاقہ کردستان کی اصلاح
پر مامور کئے جانے کا قصد بتایا جاتا تھا مگر جسوقت رشید پاشا بغیر اس کے کہ اس فوج سے کوئی
کام لے فوت ہوگیا تو باب عالی نے اس کی جگہ چرکس حافظ محمد پاشا کو تاہیہ کے فریق کو دی اور
باوجود اپنی کمزوریوں کے جہانتک ممکن ہوا سلطانی سپاہ کے اضافہ اور نظم و ترتیب میں پوری
توجہ سے کام لیا۔ حافظ پاشا کی فوج میں ایک مشہور پروشین افسر مولٹک نامی بھی شامل تھا
جسنے حافظ پاشا کو جنگ کے متعلق ایک صائب تدبیر بتائی مگر اس احمق سپہ سالار نے اپنی

لیاقت کے غرّہ پر وہ صلاح نہ مانی اور فوج کو لئے ہوئے ابراہیم پاشا کی پیش قدمی روکنے کو بڑھا چنانچہ اُس نے دریائے فرات عبور کرکے حلب کے نزدیک مقام نصیبین میں مصری سپاہ سے مقابلہ کیا مگر اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری کے باعث ہزیمت اٹھائی اور اس امر کا باعث ہوا کہ ابراہیم پاشا کئی ایک نئے مقامات پر بھی قبضہ کرلے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس شکست کی خبریں استنبول پہنچیں تو اُس سے پہلے ہی سلطان محمود دوم دنیا سے عالم آخرت کا سفر کر گیا تھا کیونکہ ان واقعات سے پانچ مہینے پہلے ہی اُس کی صحت خراب ہوگئی تھی اور ڈاکٹروں نے اُسے تبدیل آب وہوا کا مشورہ دیا تھا جسکے باعث وہ چاملیجہ کے باغ میں جو استنبول کے اطراف میں واقع ہے رہا کرتا تھا اور وہیں ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ کو وفات پائی۔ اُس کی عمر (۵۴) سال سے زائد نہ تھی اور یہ سلطان بڑا دانشمند، دولت کو فائدہ پہنچانے والی باتوں پر حد سے زائد توجہ کرنیوالا، بیدار مغز، بلند حوصلہ، اور کاروان تھا، جس کام کا ارادہ کرلیتا اُسے کرکے ہی رہتا، اسنے اپنی حکومت کا سراپا فساد و اختلال زمانہ لڑائیوں ہی میں بسر کیا اور باوجود اسکے کہ سلطنت کی حالت بیحد نازک ہو رہی تھی اُسے سنبھالے رہا اور مشکلات پر غالب آتا گیا جو اُس کی معاملہ فہمی اور مستقل مزاجی کی زبردست شہادت ہے ❖

مسئلہ مصریہ کے اثنا میں بحری قوّت کے کارنامے

جس وقت مصر کا جھگڑا برپا ہوا ہے اُس وقت سلطنت عثمانیہ کا جنگی بیڑہ (۴۷) جہازوں سے مرکب تھا جنمیں سے دو دو چ انبار لی سات غلیون، بارہ فرقاطہ، اور چودہ قرویت، جہازات تھے۔ اور اس بیڑہ کی کمان قبودان خلیل رفعت پاشا داماد کو سپرد تھی۔ بحری مورخین نے سلطنت عثمانیہ کے بحری محکمہ اور ارکان سلطنت کی بہت کچھ تعریف کی ہے کہ انہوں نے سابق الذکر جنگ ناوارین میں اپنی بحری قوّت کا بیشتر حصّہ کھو بیٹھنے کے بعد اس قلیل مدت میں پھر ایسی زبردست بحری طاقت بہم پہنچالی۔ اور جب تنازعہ مصر کے دوران میں یہ

جنگی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہوکر ملک شام کے سواحل کی دیکھ بھال کرنے کو گیا تو وہانکو
اُن قلعوں کو جنہیں مصریوں نے فتح کرلیا تھا دھمکی دیتا اور اُن کی قوت کا اندازہ کرتا ہوا موسم
سرما میں پھر آستانہ علیہ کو واپس آگیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ جنگ مصر کے زمانہ میں ترکی بیڑہ
تین حصوں پر منقسم ہوکر آبنائے ڈارڈونلز میں نکلا تھا ایک حصہ چشمہ لی حسن پاشا کی ماتحتی میں،
دوسرا اسکندری پاشا کے زیر کمان، اور تیسرا ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں تھا اور اسکو حکم ملا تھا کہ
قبرص، مرسین، اور انطاکیہ کی سمندروں میں گشت لگائے۔ چنانچہ جسوقت وہ اس حکم کی تعمیل
کر رہا تھا مصریوں نے چند چھوٹی خبر رسانی اور حفاظت کرنے والی کشتیوں کو ان سواحل
سے گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۲۵۱ھ میں قبودان جنگی اوغلی طاہر پاشا بیڑہ کو سواحل مغرب
کی جانب لیگیا اور بخیریت واپس آیا۔ پھر جب سنہ ۱۲۵۳ھ میں یہ نامور کپتان طرابلس المغرب
کا محافظ مقرر ہوگیا تو اُس کی جگہ فراری احمد فوزی پاشا کو ملی اور جب یہ (۲۴) بڑے جنگی جہازونکا
بیڑہ لیکر آستانہ علیہ سے روانہ ہوا جسے دیکھکر حکومت فرانس کے دل میں یہ ہول سما گیا۔ کہ
کہیں دولت علیہ اس بیڑہ کو علاقہ الجزائر میں کوئی کارروائی کرنے کیلئے نہ ارسال کرتی ہو
کیونکہ اس سے دو سال پہلے وہ صوبہ طرابلس الغرب سے قرہمانلی کے حکمران خاندان کو
نکال چکی تھی اور اُنکے تمام حقوق محو کر دیئے تھے چنانچہ اُس نے اپنے سفیر کی معرفت اس
بیڑہ کی روانگی کا مقصد دریافت کرایا اور جبتک دولت علیہ نے تاکید اس امر کو کسی کے
لیے باعث خوف نہونیکا اظہار نہیں کر دیا اُسوقت تک فرانس کو اطمینان نہیں ہوا ۔
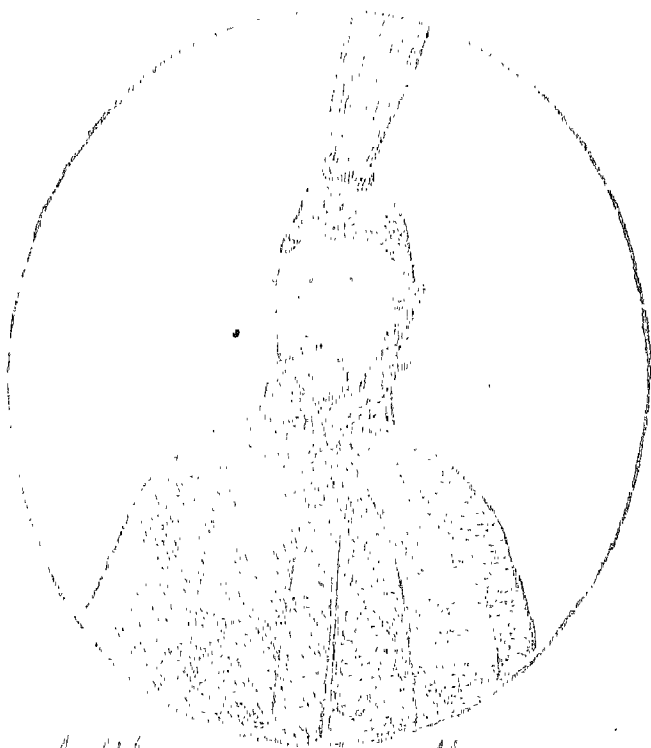
تیرھویں فصل

فرمان گلخانہ کے صدور سے موجودہ زمانہ تک کی حالات

(۳۱) سلطان عبدالمجید خان ابن سلطان محمود خان دوم

۱۲۵۵ ــــــــــ ۱۲۷۷ھ

تنظیمات خیریہ

یہ سلطان جسوقت اپنے آبائے کرام کے تخت پر جلوس فرما ہوا ہے اُسوقت اسکی عمر صرف (۱۸) سال کی تھی اور سلطنت کی اندرونی و بیرونی دونوں حالتیں سخت خطرناک ہو رہی تھیں اسنے تخت نشین ہوتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے جانی دشمن خسرو پاشا کو جو اُنونوں مجلس احکام عدلیہ کا رئیس تھا وزیر اعظم مقرر فرمایا اور داماد خلیل پاشا کو سرعسکر کے عہدہ پر سرفراز کیا جو خسرو پاشا کے ممالیک میں سے تھا۔ سلطان عبدالمجید خان کی تخت نشینی کے دوسرے دن ہزیمت نصیبین کی وحشتناک خبر دارالخلافت میں موصول ہوئی اور اسکے دس دن بعد دوسری رنجیدہ اطلاع یہ ملی کہ قبودان فوزی احمد پاشا نے عثمانی جنگی بیڑہ سمیت بندرگاہ اسکندریہ میں محمد علی پاشا کی اطاعت مان لی اگرچہ

یہ دونوں خبریں نہائت اہم اور پریشان کن تھیں لیکن نوعمر سلطان نے انکو مطلق کچھ بھی تردد نہیں ظاہر کیا کیونکہ وہ سلطان محمود کا فرزند تھا جس کی گھٹی میں یہ بات پڑی تھی - کہ مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے اور یہ سلطان بھی اپنے باپ ہی کی طرح بلکہ اُس سے بھی بڑھکر عالی حوصلہ اور بلند ہمت تھا اور وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ اسقدر نازک حالت میں اگر ایسی خبر سنکر کچھ بھی تو حش ظاہر کیا گیا تو یقیناً اس سے بھی بڑھکر خطرا بیاں پیدا ہونگی اور جسوقت مصطفےٰ پاشا وزیر خارجیہ اپنی خدمت ادا کرکے دار الخلافت میں واپس آگیا یعنی یورپ سے دو سال کے بعد پلٹا جہاں آسے اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ دول یورپ کی رائے معاملہ مصر میں معلوم کرکے آئے - تو سلطان نے اُسکی زبانی جملہ حالات معلوم کرنے کے بعد ایک فرمان جاری کیا جسمیں اُن عمدہ انتظاموں کے رواج دینے کی تاکید تھی جنکو اجرا کا ارادہ اُس کے مرحوم والد نے ۱۲۵۵ھ میں کیا تھا اور ان نئے انتظامات کے رائج ہونے سے ممالک عثمانیہ میں ترقی اور عروج کے آثار عیاں ہونے کی قوی امید تھی - کیونکہ جدید نظم ونسق میں یورپ کے عملدرآمد کی پیروی کی گئی تھی +

مسئلہ مصر کا حل ہونا-

"ہنکار اسکلہ سی"، کا معاہدہ جس نے دولت روس کو حکومت عثمانیہ کا دوست اور رفیق بنا دیا تھا یورپ کے مدبرین کی نگاہوں میں کانٹا بنکر کھٹک رہا تھا اور وہ اس معاہدہ کی اصلی باعث یعنی مسئلہ مصر کو ایک یورپین مسئلہ قرار دیتے تھے جس کے حل کرنیکو واسطے دول یورپ میں باہمی نامہ وپیام جاری تہا - صرف ایک حکومت فرانس کا میلان مصر کی طرف تھا اور وہ اُس کی مدد پر آمادہ تھی چنانچہ اسی وجہ سے اُس نے مسیو کینز ڈٹیرس کی وزارت تبدیل کردی اور اسی سبب سے لوئس فلپ شاہ فرانس کی خارجی حکمت عملی کو سخت ضعف لاحق ہوگیا، غرضکہ دول یورپ میں بہت کچھ خط وکتابت ہونے کے بعد، انگلستان، آسٹریا، پروشیا، اور، روسی حکومتوں نے سلطنت عثمانیہ کیساتھ مصر کے بارہ میں ایک اتفاقی معاہدہ کرلیا جسکا بیان آگے آئیگا - اس عرصہ میں خسرو پاشا

کے وزیر اعظم مقرر ہو جانیکی وجہ سے مسئلہ مصر کا دولت علیہ کے مفید مطلب طے ہونا ذرا مشکل نظر آتا تھا کیونکہ وزیر مذکور محمد علی پاشا کا سخت دشمن تھا چنانچہ جس وقت سلطان عبد المجید خان نے محمد علی پاشا کو معافی عطا کرنیکا فرمان اپنے ایک افسر عاکف آفندی کی معرفت جو باب عالی کا ایک منشی تھا ارسال کیا اور اُسنے راستہ میں فراری احمد پاشا کپتان عام بیڑہ عثمانیہ کے ساتھ دوچار ہوکر اُسسے تبدیلی وزارت اور محمد علی پاشا کو معافی ملنے کا حال سُنایا اور اُس سے یہ بھی کہا کہ اب بیڑہ سے کوئی کام لینا ضروری نہیں ہے واسطے تمکو آستانہ علیہ میں واپس جانا چاہیئے تو قپودان احمد فوزی پاشا اِن واقعات کو سُنکر دل میں خائف ہوا اور اُسنے خیال کیا کہ خسرو پاشا میرا بھی دشمن ہے وہ ضرور اِس موقع پر مجھسے کسر نکالیگا لہٰذا وہ تردد میں پڑگیا اور اُسے اپنی نجات کا طریقہ یہی نظر آیا کہ محمد علی پاشا کے ساتھ ملجائے اور سلطانی جنگی بیڑہ اُسکو سپرد کرکے اپنی جان بچائے۔ پھر اُس نے اپنے ایک ماتحت افسر کو ایک جہاز دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کردیا تاکہ وہ اُس کی طرف سے تخت نشینی کی مبارکباد سلطان کی خدمت میں عرض کرے اور اِس طرح اپنی نسبت بدگمانی پیدا ہونیکا حفظ ما تقدم کرکے اُس نے مصطفےٰ پاشا فریق کو اپنے جہاز میں قید کرلیا اور بیڑہ کو بندرگاہ اسکندریہ کی طرف لیگیا جہاں اُسنے (۲۵) جمادی الاولی ۱۲۵۵ھ مطابق (۲۸) جولائی ۱۸۳۹ء کو پورا عثمانی جنگی بیڑہ محمد علی پاشا کے حوالہ کردیا یہ بیڑہ نو غلیون، گیارہ فرقاطہ، اور پانچ قرویت، جنگی جہازوں سے مرکب تھا جسپر (۱۴۱۲۷) ملّاح اور پانچہزار سپاہی جملہ (۲۱۱۰۷) فوجی آدمی تھے۔ اور فوزی پاشا کی اِس نمک حرامی کے باعث مسئلہ مصر نے دول یورپ کے سامنے ایک نئی صورت اختیار کی جو پہلے سے بھی بڑھکر پیچیدہ اور باعث خلجان تھی۔ اور یہی سبب ہوا کہ خسرو پاشا کو عہدہ وزارت سے معزول کرکے ۱۲۵۷ھ میں بار دیگر رؤف پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔ اُسوقت میں انگلستان، روس، آسٹریا، اور پروشیا کی یورپین حکومتیں مسئلہ مصر کو قطعی طور پر چکا دینے کے لئے تیار ہوگئیں اور انہوں نے (۲۷) جولائی سنہ ۱۸۴۰ء کو آستانہ علیہ میں زیر صدارت ترکی وزیر اعظم کے ایک کانفرنس منعقد کی۔ فرانس کا میلان محمد علی کی امداد کی طرف تھا اس لئے دول یورپ کو وہ آمادہ

سکتا تھا کہ آقا اور ملازم کو باہم نبٹ لینے دو اور تم دخل در معقولات نہ دو۔ مسیو کیز وزیر اعظم فرانس نے اسی امر کی کوشش کی جس سے اسکا مدعا یہ تھا کہ حکومت فرانس کو اپنے مقاصد حاصل کر سکنے کیلئے ایک کافی مدت ملجائے مگر دول نے فرانس کی نیت معلوم کرلی اور وہ اپنے ارادہ کو مکمل کرنے کیلئے کوشاں ہوئیں چنانچہ اُنہوں نے کانفرنس میں یہ تجویز پاس کی کہ سلطان محمد علی پاشا کو مصر کا حاکم رہنے دیں اور یہ عہدہ نسلاً بعد نسلٍ اُس کے خاندان کے لئے خاص کر دیں اسکے علاوہ عکّا اور صیدا کے دو ضلعے ملک شام سے صرف تاحیات محمد علی پاشا کو دیئے جائیں اور محمد علی دس دن کے عرصہ میں ممالک عرب، شام، اور، کریٹ، وغیرہ کو جہاں اُس کی فوجیں موجود ہیں خالی کر دے۔ اگر محمد علی پاشا ان شرائط کو خوشی سے نہ مانیگا تو دول مذکورہ باب عالی کو فوجی مدد دیکر زبردستی محمد علی کو اس سے بھی کم فائدہ پر قانع ہوجانے کے لئے مجبور کرینگی۔ فرانس نے اپنی بات بگڑتی دیکھکر وزارت کو تبدیل کردیا اور دریائے رین اور بحر ابیض متوسط کے سواحل پر جنگی تیاریاں مکمل کرنے میں مصروف ہوگیا اِدہر دولت علیہ نے محمد رفعت بک مشار وزارت عظمیٰ کو مصر روانہ کر دیا تاکہ وہ محمد علی کو دول متحدہ کی قرارداد اور دولت علیہ کے اُسے تسلیم کر لینے کی اطلاع دیکر اُس سے کہدے کہ اگر وہ دس دن کے عرصہ میں اِس قرارداد کو نہ مانیگا تو سلطنت عثمانیہ اُس سے صیدا اور عکّا کے دونوں علاقے بھی مسترد کرلیگی۔ محمد علی نے ایک بھی نہیں سُنی اور وہ اپنی اڑ پر قائم رہا تو دولت علیہ، انگلستان، اور، آسٹریا تینوں نے اپنے جنگی بیڑے سواحل شام کا محاصرہ کرنے کیلئے روانہ کر دئے جنہوں نے بیروت، لاذقیہ، طرسوس، طرابلس، صیدا، اور، صور، پر تسلط کرنے کے بعد عکّا کو بھی بزور شمشیر فتح کرلیا، اِس شہر پر متفقہ بیڑوں نے (۴۳ ½) گھنٹے گولہ باری کی تھی، اور چونکہ ابراہیم پاشا بہ نسبت دوسرے مقامات کے اِس شہر کے استحکام پر زیادہ بھروسہ رکھتا تھا اِس لئے اُس نے اپنا صدر میگزین یہیں قائم کر رکھا تھا اور وہ سب سامان جنگ متفقہ فاتح سپاہ کے ہاتھ لگا، مصری فوجیں کوہستان دروز کی نشیبی وادی میں پسپا ہوکر ہٹ گئیں اور ابراہیم پاشا انہیں واپسی کی [illegible] سے ہٹنے پر مجبور ہوا، شامی رعایا ابراہیم پاشا اور اسکی فوجوں کی

سخت دشمن ہو رہی تھی اور ہر جگہ اُسے ستاتی رہتی تھی میں سے تنگ آکر آخر ۱۲۵۶ھ میں مصر کو واپس چلا گیا اور اسکے بعد ایک متفقہ بیڑہ باتحتی ایڈمرل ناپیر Napier "اسکندریہ" کی طرف گیا جس نے محمد علی پاشا کو دول یورپ کی اس قرارداد کو ماننے پر مجبور کیا کہ وہ صرف مصر کی حکومت پر قناعت کرے چنانچہ (۲۷ نومبر ۱۸۴۰ء کو) محمد علی پاشا نے چار و ناچار اس قرارداد کو تسلیم کیا اور عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ کی طرف بھیجکر یکم ذی الحجہ ۱۲۵۶ھ کو اُسے دولت علیہ کو سپرد کر دیا۔ (۲۴ جنوری ۱۸۴۱ء)

اب فرانس کی بھی آنکھیں کھلیں اور اُس نے دیکھا کہ وہ دول یورپ سے الگ رہنے کے باعث اپنے مشرقی اقتدار کو سخت ضرر پہنچانے کے درپے ہے اسلئے فرانسیسی قوم نے شور و غل مچا کر وزارت کو بدلوا دیا اور اپنی حکمت عملی کا رُخ بدلکر اُس یورپین حکمت عملی کے حلقہ میں شرکت ضروری سمجھی جس نے معاہدہ ہنکار اسکلاسی کو بیکار کرانے پر کمر باندھ رکھی تھی اور مسئلہ مصر کو بہت جلد ختم کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ انجام ان دول نے اتفاق کر کے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک نیا معاہدہ آبنائے ڈارڈینلز اور آبنائے باسفرس کے اندر ہو کر گزرنے کے بارہ میں (جمادی الاولی ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء) منعقد کیا اور اس معاہدہ کا نام "معاہدہ آبنائے ہا" رکھا گیا۔ یہ معاہدہ ایک طرف سلطنت عثمانیہ اور دوسری جانب دول انگلستان، روس، پروشیا، اور فرانس، کے مابین ہوا تھا اور اسکا مدعا یہ تھا کہ دول مذکورہ نے ان دونوں آبناؤں پر دولت علیہ کا بلا شرکت احدے قابض و دخیل رہنے کا حق تسلیم کر کے یہ بات طے کی کہ سلطنت عثمانیہ ان آبناؤں میں سے ہرگز کسی حکومت کا جنگی جہاز نہ گزرنے دے۔ اور یہ معاہدہ مکمل ہو چکا تو سلطان نے دول یورپ کی تصدیق سے محمد علی پاشا کے خاندان کو وراثت کے طریقہ پر مملکت مصر پر حکمران بنا دینے کا فرمان تحریر کیا۔ اور اس فرمان کے اجرائے سے کچھ عرصہ بعد محمد علی پاشا استنبول میں حاضر ہوا تاکہ اپنے آقا اور تاجدار کے حضور میں اظہار اطاعت کرے۔ اور اس برتاؤ نے مصری حکومت اور دار الخلافت کے مابین دوستانہ تعلقات قائم اور مستحکم کر دئے۔ (۱۲۶۳ھ)

دولت علیہ کے قلمرو میں ترقیوں کا آغاز اور فرمان گلخانہ کا صدور

دوَل یورپ کی مداخلت نے مصر کے جھگڑے کو نبٹا دیا اور دولت علیہ کو ادہر سے فراغت ملگئی تو سلطان عبدالمجید خان نے جدید نظامات کو قوت پہنچانے کا عزم مصمم کر کے وہ مشہور فرمان صادر کیا جسکو خطِ گلخانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کے صدور سے ترکی قلمرو میں ترقی و تمدن کے راستے کھل گئے اور ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوگیا ۲۶ر شعبان ۱۲۵۵ھ کو مدارس رشدیہ کی بنیادیں رکھی گئیں اور جسقدر جنگی، ملکی، اور بحری مدارس اگلے وقتوں سے قائم چلے آتے تھے انکے اندر بھی نئی اصلاحیں اور خوبیاں داخل کیگئیں بری اور بحری سپاہ کے بجٹ میں بھی بہت بڑی کفایت شعاری نکالی گئی اور یہ جملہ نظامات نہایت سرگرمی کے ساتھ قائم کر دیئے گئے۔ اصلاحات کا دائرہ وسیع ہوتا ہوا تمام صوبجات تک پہنچگیا اور فوجوں کو جدید ایجاد کے اسلحہ سے مسلح کیا گیا۔ کارتوسی بندوقیں سات فیر والی ہر ایک سپاہی کو دیگئیں، اور تمام فوج ایک ہی وتیرہ پر مسلح بنائی گئی، قواعد اور جنگی ترتیب کی مشق ہر جگہ برابر جاری رہتی تھی، توپ سازی کے کارخانوں میں بھی اصلاح کیگئی اور جسقدر سرکاری کارخانہ جات تھے انکی حالت پر بھی ایسی ہی توجہ مبذول ہوئی غرضکہ بہت قریب زمانہ میں ترکی قوم ترقی و تمدن کے بلند ترین زینوں پر چڑھ گئی اور جملہ محکمہ جات اور نظام حکومت میں بہت کچھ ترتیب و خوبی پیدا ہوگئی۔ رعایا شاد و خوشحال تھی اور سلطنت مالدار +

سلطان کو ان اصلاحات کے نفاذ میں کوئی زحمت اور رکاوٹ پیش نہیں آئی اور اس نے اسی کے ساتھ غیر ملکی اندرونی دراندازیوں کا بھی بخوبی سدباب کر دیا، وزیر اعظم رشید پاشا کی قابلیت اور وسعت معلومات نے عثمانی سیاست کا بھی پلہ بھاری کر دیا تھا جنسنے سب سے پہلے اس بات کی کوشش کی کہ وہ دول یورپ کے دلوں پر سلطنت شاہانہ کی نیک نیتی اور اصلاح طلبی کا سکہ بٹھا دے اور قلمرو عثمانی میں ہر طرح کی اندرونی

اصلاح و ترقی داخل کر کے بہت سی یورپین سلطنتوں پر سبقت لیجائے۔

یورپ میں بیچینی کا پھیلنا اور بالطہ لیمان کا معاہدہ ہونا:۔

جن دنوں سلطنت عثمانیہ اندرونی اصلاحوں اور انتظاموں میں سرگرم تھی انہیں دنوں علاقہ ہنگری میں ایک سخت فساد برپا ہوا (۱۸۴۸ء) جو اس زمانہ کی تاریخ میں اکثر ممالک یورپ کی قوموں کی پارلیمنٹری حکومت طلب کرنے کی غرض سے بغاوت برپا کرنیکا نتیجہ تھا۔ یہ تحریک سب سے پہلے پیرس دارالملکت فرانس میں ظاہر ہوئی اور آخر لوئس فلپ شاہ فرانس کی حکومت کو مٹاکر دوبارہ جمہوری قائم کرانے کی موجب ہوئی تھی۔ غرضکہ ہنگری میں باغیانہ شورش کا اسقدر زور تھا کہ حکومت آسٹریا اسکو فرو کرنے سے عاجز آگئی تھی اور اس نے مجبور ہوکر گورنمنٹ روس سے مدد مانگی جسنے پرنس پاسکیوچ کے زیر کمان ایک زبردست فوج روانہ کی۔ پرنس مذکور روس کا ایک نامور جنرل تھا اور اسی نے اپنی جنگی لیاقت کے ذریعہ سے علاقہ جات ایران، اناطولیا، اور پولینڈ کی بغاوتیں فرو کی تھیں۔ چنانچہ اس نے سرحد ہنگری میں داخل ہوکر باغیوں کے بے ترتیب اور ان کے افسروں کی باہمی نااتفاقی کے باعث ۱۸۴۹ء میں انکو نیچا دکھانے میں کامیابی حاصل کی۔ مملکت ہنگری کو آسٹریا کی ماتحت رکھنے میں روسی حکومت کا بہت بڑا فائدہ تھا کیونکہ وہ خود مختار حکومت بنجاتی تو جسوقت روس ٹرکی علاقہ پر حملہ کرنا چاہتا تو یہ حکومت اس کے راستے میں رکاوٹ ڈالتی۔ روسی اور آسٹروی فوجوں نے ملک ہنگری کا چاروں طرف سے احاطہ کرلیا تھا اور پرنس پاسکیوچ جو اعلےٰ درجہ کا سنگدل شخص تھا باقی سرغناؤں کو قتل و غارت کردینے کے درپے تھا، روسی جنگی عدالت نے بھی ان لوگوں کے قتل کردئے جانے کی اجازت دیدی تھی اور اب باغی سرغناؤں کو کہیں پناہ ملنی مشکل تھی مگر چونکہ ابتدا سے ہنگری والوں کا دلی میلان سلطنت عثمانیہ کی طرف رہتا آیا تھا اس لئے وہ سب پولیٹکل مجرم جنکی تعداد چھ ہزار کے

قریب تھی ترکی علاقہ میں آکر پناہ گزین ہو گئے اور سلطنت عثمانیہ نے اُنکو بڑی خاطرداری کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان پناہ گزینوں میں جنرل ڈیمبنسکی "Dembinski" جنرل کوسوٹ "Kossuth" جنرل بم "Bem" اور جنرل کلاپکا وغیرہ کئی ایک زبردست اور دلیر سپہ سالار اور بیشمار افسران فوج، عام رعایا، کاریگر، ڈاکٹر، وکلاء اور دیگر پیشوں کے لوگ بھی تھے۔ انڈریسی جو بعد میں آسٹریا کا وزیر اعظم ہو گیا تھا وہ بھی اسی پناہ گزین جماعت میں شامل تھا یہ لوگ ۱۲۶۵ھ میں ترکی قلمرو کے زیر سایہ آ گئے۔ اور انہیں سے بہت لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی جنہوں نے دولت علیہ کی قابل قدر خدمتیں بھی انجام دیں۔ دولت علیہ نے ان بے یار و یاور پناہ گزینوں کی پشت پناہی کی تو ممالک یورپ میں ترکوں کی انسانیت و مروت کی دھوم مچ گئی اور عام طور پر محب انسانیت اور مہذب اہل یورپ نے سلطنت عثمانیہ کے سفارتخانوں کے روبرو پیرس و لندن میں مسرت اور دوستانہ احساس کا اظہار کیا بلکہ لندن میں تو یہ واقعہ پیش آیا کہ ترکی سفیر شہر کی کسی سڑک پر اپنی گاڑی میں سوار جا رہا تھا اور انگریزی پبلک نے اُسکو دیکھکر چیرز دیے اور نعرہ ہائے مسرت بلند کئے اور اُس کی گاڑی سے گھوڑوں کو کھولکر لوگوں نے خود اُسے کھینچکر سفارتخانہ تک پہنچا دیا روسی حکومت نے سلطنت عثمانیہ سے پولیٹیکل مجرموں کو طلب کیا تو اِدھر سے یہ جواب ملا کہ ہمارے فیمابین کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے جسکے مطابق ہم پولیٹکل مجرموں کی حوالگی پر مجبور ہوں۔ اور روسی حکومت کی درخواست مسترد کر دی۔ ہنگری والوں کی سرکشی کا اثر دوسرے ممالک یورپ پر بھی پڑا چنانچہ ممالک افلاق اور بغدان کے باشندوں نے بھی بغاوت کر کے خودمختاری اور صوبہ ٹرینسلونیا کے ساتھ شامل ہو جانا طلب کیا تاکہ وہ ایک رومانی حکومت قائم کر سکیں، باشندگان ملک نے دونوں صوبوں کے حاکموں کو ملک سے بھاگ جانے پر مجبور کر کے ایک چندروزہ حکومت بھی بنالی، مگر دولت علیہ نے بہت جلد اُنپر فوجکشی کر دی اور سپہ سالار عمر پاشا نے اُس عارضی حکومت کو توڑکر بغاوت فرو کر لی۔ روسی حکومت نے دیکھا کہ ترکی فتح ان دونوں صوبوں میں اُس کے اقتدار کو گھٹا دیگی تو اُس نے بھی ۱۲۶۸ھ میں ایک جرار فوج ارسال کر کے اُنپر قبضہ کر لیا اور گورنمنٹ عثمانیہ نے روس کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا یہانتک کہ دونوں سلطنتوں

میں جنگ چھڑ جانیکا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا مگر آخر جانبین سے گفتگو ہوکر یہ فیصلہ ٹھیرا کہ اِن صوبوں
کے حکام کا تقرر سلطنت عثمانیہ ہی کا حق رہیگا اور سات سال تک ملک میں امن قائم رکھنے
کیواسطے مشترک روسی و ترکی سپاہ وہاں رکھی جائیگی۔ اور اس معاہدہ پر مقام بالطہ لیمان
میں طرفین کے دستخط ہوئے اور اس معاہدہ کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے ؛

جنگ کریمیا اور اُسکے اسباب۔

روسی حکومت کو اس بات کا یقین تھا کہ عثمانی حکومت نے جن اصلاحات کا استعمال اپنی
فوجی قوت میں کیا ہے یہی باتیں اب تک میری کامیابی اور چیرہ دستی کی موجب ہوئی ہیں اور ترکی
بھی اُن جدید اصول جنگ کو برتنے لگی تو میری اُس کے سامنے ایک بھی نہ چلیگی اس لیے وہ
ہمیشہ اسی فکر میں رہتی تھی کہ سلطنت عثمانیہ کے انتظام مملکت کی راہ میں کانٹے بچھائے اور
اُسے اس بارہ میں ناکام ہی رکھے، وہ ہر ایک پہلو سے جنگ چھیڑنے کے بہانے تلاش
کر رہی تھی اور جب کوئی صورت نہ بن آئی تو آخرکار یہ دعوے کر دیا کہ اُسے تمام رومن
آرتھوڈکس مذہب کی ترکی عیسائی رعایا کا حق سرپرستی حاصل ہے اور اسی طرح اُن عیسائیوں
کو بھڑکا کر آمادۂ بغاوت کرنا چاہا، کمبختی یہ تھی کہ دولت علیہ کے بعض حکام اکثر اوقات اس
طرح کی حرکتیں کر بیٹھتے تھے جنکے ذریعہ سے دول یورپ کو جھگڑنے کا موقع ملجاتا تھا۔ بہرحال
روس کو بھی ایک موقع مل ہی گیا وہ یہ کہ ان دنوں کچھ عرصہ سے بیت المقدس میں آرتھوڈکس اور
رومن کیتھلک کے فرقے بعض مقدس مقامات کے حق حمایت کا دعوے کرتے اور اُن پر قابض
ہونا چاہتے تھے اور کنیسۃ القیامۃ کی بابت یہ جھگڑا پڑ رہا تھا کہ انہیں سے ہر ایک اُسکی دربانی
اور خدمتگذاری حاصل کرنیکا خواہاں تھا یہ نزاع بڑھتے بڑھتے بہت طوالت پکڑ گئی اور
ترکی حکام اس حیرت میں مبتلا تھے کہ وہ کریں تو کیا کریں، ان جھگڑالو فرقوں کے مابین تصفیہ
کرنیکا کوئی طریقہ اُنکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کیونکہ اگر آرتھوڈکس فرقہ کی حمایت کا ٹھیکہ روس نے لے
رکھا تھا تو رومن کیتھولک گروہ کی سرپرستی قدیم معاہدات کے رو سے فرانس کیلئے مسلم تھی خاصکر
سنہ ۱۷۴۰ء کا معاہدہ تو اُس کو ترکی قلمرو کے رومن کیتھلک فرقہ رعایا کا حامی مان چکا تھا۔

انگلستان کے سفیر نے متوسط بنکر ایک قاعدہ دونوں مخالفوں کے باہم ملا دینے کا بنایا
اور اُسے فرانس نے مان لیا لیکن روسی حکومت جو صرف لڑائی کی طلبگار تھی اُس سے
منکر ہوگئی اور بجز اسکے کہ وہ ترکی سلطنت کو دول یورپ کے حلقہ سے الگ رکھکر اُسے
خاکش بدہان ہڑپ کر جانے کی آرزومند ہو اور کوئی بات اُس کے خیال میں نہ تھی
زار نکولس اوّل نے دیکھا کہ یہ موقع بہت عمدہ ہے اور اپنی کارروائی شروع کردینی چاہئے
تو اُس نے پرنس منچیکوف روسی وزیر بحر کو سفیر با اختیار بناکر آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا
تاکہ وہ باب عالی سے اراضی مقدسہ کی بابت جو تنازعہ ہو رہا ہے اُس کے بارہ میں گفتگو
کرے اور اسی کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار فوج بھی حدود سلطنت عثمانیہ پر ارسال
کردی۔ جس وقت پرنس منچیکوف آستانہ میں آیا اور اُس نے فواد آفندی وزیر خارجیہ سے
ملنا چاہا تو وزیر مذکور نے اُس کو ملاقات کا موقع نہیں دیا اور باب عالی نے فواد آفندی کو
برطرف کرکے رفعت پاشا کو وزیر خارجیہ مقرر فرمایا پرنس مذکور کی یادداشت مجلس وزرا
میں پیش ہوئی تو انہوں نے اُسے منظور کرنا پسند نہیں کیا اور دولت علیہ نے بھی پیش بندی
کے طور پر فوجی تیاری شروع کردی۔ کیونکہ روسی حکومت رومی عیسائیوں کو بھڑکانے اور انہیں
آمادہ بغاوت کرنے سے کسی طرح باز نہیں آتی تھی اور اسکے بعد اُس نے یورپین حکمت عملی سے
الگ ہوکر بطور خود ترکی پر یہ الزام قائم کیا کہ وہ اپنی عیسائی آرتھوڈکس رعایا سے بدسلوکی کرتی
ہے اس لئے روسی حکومت بحیثیت اُنکی سرپرست ہونے کے دولت عثمانیہ کو اس فرقہ کی اصلاح
حالت کا خیال دلائیگی۔ مگر روسی سلطنت کا یہ دعوی محض باطل اور شرارت و خودغرضی پر
مبنی تھا کیونکہ تنظیمات خیریہ کے فرمان نے تمام ترکی عیسائی رعایا کے امن و راحت کا
سامان مہیا کردیا تھا اور اُنکو کسی طرح کی واجبی شکایت باقی نہیں تھی مگر روسی حکومت نے
ایک بات بھی نہ مانی وہ برابر سختی کے ساتھ اپنا مطالبہ کرتی گئی جس سے تنگ آکر دولت علیہ
نے فوجی قوت کی فراہمی کا اہتمام شروع کردیا اور اسکے لئے کافی وقت نکالنے کا یہ سامان کیا
کہ سنہ ۱۲۶۹ھ میں وزارت کی شکل میں تغیر کرکے مصطفی نائلی پاشا کو صدر اعظم اور مصطفی رشید
[illegible] مطالبات [illegible] دوبارہ غور کرنے کا حکم دیا۔ جدید وزیر

خارجیہ نہایت ذہین اور معاملہ فہم شخص تہا اُس نے بہت کچھہ غور و تامّل اور ایک عرصہ تک
روسی یادداشت پر بحث کرتے رہکر آخر یہی فیصلہ کیا کہ اُسکی ضد بیجا ہے وہ سلطنت عثمانیہ
کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رکہتا اُس نے دول یورپ سے
بحث و مباحثہ کرکے قوی دلائل سے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ روسی حکومت کا ایک
دعوٰی بہی صحیح اور قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ دولت علیہ نے جدید اصلاحات کے ذریعہ سے اپنی
رعایا کے امن و راحت کے تمام ذرائع فراہم کر دیئے ہیں اور اسکی تائید میں دول یورپ
کے وہ اقرارنامے پیش کئے جنکے اندر اُنہوں نے ترکی علاقہ میں اصلاحات کے جاری
ہوجانے کو تسلیم کیا تہا اور دولت علیہ کی اس خسروانہ رعایا پروری کا شکریہ ادا کیا تہا،
غرضکہ جبتک دول یورپ پر ثابت نہ کر دیا کہ روس کا دعوٰے صریحًا باطل اور بدنیتی
پر مبنی ہے اسوقت تک اُس نے دم نہیں لیا اور آخر میں دولت علیہ نے روسی یادداشت
کو مطلقًا مسترد کر دیا جسکے بعد پرنس منچیکوف نے (۲۱ مارچ سنہ ۱۸۵۳ء) کو الٹی میٹم دیکر
روسی سفارت سمیت استنبول کو چہوڑ دیا اور ادہر بہی جنگ کی ٹہن گئی ✦

روس پر اعلانِ جنگ اور علاقہ جات ڈنیوب اور اناطولیا کی لڑائیاں

ترکی سلطنت کے ارکان اور دول یورپ کے سفیر سب یہی خیال کرتے تہے کہ پرنس
منچیکوف نے اپنی خدمت ادا کرنے میں جس سخت زبانی اور بدعنوانی سے کام لیا ہے
غالبًا یہ اُسکا ذاتی فعل تہا ورنہ روسی حکومت اسکو کبہی پسند نہیں کر سکتی مگر بعد میں (۳۱ -
مارچ سنہ ۱۸۵۳ء) کو روسی وزارت خارجہ کے سکرٹری کونٹ دی نسلرود کی زبانی یہ حال کہلا
کہ پرنس مذکور نے جو کچھہ کیا اپنی گورنمنٹ کے حکم اور ایما سے کیا ہے کیونکہ ابہی عرصہ میں
جنرل گورچاکوف نے اسی (۱۴۴۰۰) سپاہ کے ساتہہ جسکا ذکر پہلے آچکا ہے دریائے
پروتھہ کو عبور کرکے افلاق اور بغدان کے صوبوں میں قدم رکہا ہے کیونکہ روسی حکومت کی یہ حرکت

معاہدات کے بالکل خلاف تھی اس لئے دولت عثمانیہ نے بھی ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ میں اسپر اعلان جنگ کر دیا اور عمر پاشا ساکن ہنگری نے جو صوبہ رومیلیا کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ روسی جنرل کو لکھا کہ وہ پندرہ دن کے عرصہ میں اپنی فوجیں عثمانیہ علاقوں سے نکال لیجائے ورنہ جنگ کی نوبت آئیگی لیکن وہاں کب سنائی ہوتی تھی آخر جب عمر پاشا نے دیکھا کہ روسی سپاہ اودین کی طرف سے دریاے ڈنیوب کو عبور کرنا چاہتی ہے اور سرویا والوں کو آمادہ بغاوت بنانے پر مستعد ہے تو اس نے بہت جلد کافی مقدار کی فوج اس جانب ارسال کر کے اُسے حکم دیا کہ مقام قلفات میں دشمن کو روکدے، اسی طرح دوسری سپاہ نے مقام طوترہ قان سے اولتانچہ میں اور تیسری فوج نے اوسیحق سے یرلوک میں پہنچکر دوسرے روسی کالموں کی پیش قدمی کا معارضہ کیا جو شہر بخارست پر بڑھے آتے تھے اولتانچہ میں خود عمر پاشا روسی سپاہ کے ساتھ معرکہ آرا ہوا اور (۳ صفر ۱۲۷۰ھ) اُسکو نہایت خونریز جنگ کے بعد ہزیمت دی اسی طرح جب روسی فوجی قوت مقام قلفات کے نزدیک قریہ چتانہ میں فراہم ہو رہی تھی تو فریق ناظر احمد پاشا رئیس ارکان حرب رومیلیا نے قلفات میں چرکس اسماعیل پاشا مصطفےٰ توفیق پاشا اور عثمان پاشا تین بہادر افسروں کی ماتحتی میں تین فوجی کالم روسیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کئے اور اس سپاہ نے روس والوں پر تین سمتوں سے حملہ کر کے (۵۔ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ) اُنہیں بُری طرح شکست دی اور اُن کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا، خلاصہ یہ ہے کہ اوسیحق، موطن ادغلی اطہ سی، سلسترہ، قرہ لاش آطہ سی، زشتوی، نیکوپولی، ماچین اور الیساقچی، وغیرہ مقامات اور تمام سواحل دریاے ڈنیوب پر جسقدر لڑائیاں ہوئیں سب میں ترکی سپاہ چیرہ دست رہی اور روسیوں نے زک اُٹھائی۔ اور پھر ان لڑائیوں میں ناکام رہنے کے بعد روسیوں نے ہر طرف سے سمٹکر قلفات پر حملہ کیا تو حلیم پاشا وہاں کے محافظ نے بھی اُنکو ایسی نمایاں ہزیمت دی کہ وہ مجبور ہوکر مملکت افلاق کو چیک کی طرف سے دریاے آلوتا کے اُس پار ہٹ گئے۔ ترکوں کے اس طرح پے درپے فتحیاب رہنے سے تمام یورپ میں اُنکی دھاک بندھ گئی مگر چونکہ اب جاڑوں کا موسم اور برفباری کا زمانہ آگیا تھا اسواسطے عمر پاشا نے فوجوں کو

قلعوں میں ہی رہنے دیا اور بھاگتے ہوئے روسیوں کا تعاقب نہیں کیا ورنہ غالباً اُسنے بہت سا روسی علاقہ لگے ہاتھوں لیلیا ہوتا۔ یورپ کے حصہ میں جو کیفیت پیش آئی اُسے تو بیان کر دیا گیا اب ایشیائی علاقہ میں جو لڑائیاں ہوئیں اُنکا بھی حال سُنئے! ایشیائی علاقہ کی فوجیں سرعسکر عبدالکریم نادر پاشا کی ماتحتی میں تھیں اور مظفر و منصور آخسخہ اور جاپائی کے اطراف میں آگے بڑھتی جاتی تھیں اس علاقہ کے فوجی ارکان حرب کے افسر تاجرلی احمد پاشا کی کوشش سے ترکی سپاہ نے قلعہ کمری پر تسلط بھی کر لیا تھا اور آخسخہ میں روسیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مگر اسی اثناء میں ترکی وزیر جنگ مقیم آستانہ نے عبدالکریم نادر پاشا کو فوجی نقل و حرکت اور جارحانہ کارروائیوں میں سستی سے کام لیتے دیکھکر اُسے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ احمد پاشا نامی دوسرا سپہ سالار متعین کیا لیکن یہ افسر موسم سرما آغاز ہو جانیکے باعث جنگ موقوف کر دینے پر مجبور ہو گیا +

سنیوب کی بحری جنگ

(۲۷ رصفر ۱۲۷۰ھ) ہنری ٹائبرل اسکوائر نے ایک خاص تاریخ جنگ کریمیا کی تحریر کی ہے جسمیں اُنہوں نے اس جنگ سنیوب کا بھی تذکرہ کیا ہے اور ہم یہاں اُنہیں کے بیان کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ماہ محرم ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) میں دولت عثمانیہ نے دو جنگی جہازوں کے بیڑے بحیرہ اسود کی طرف روانہ کئے تھے جن میں سے ایک بیڑہ پانچ جنگی جہازوں کا بماتحتی لیطرونہ مصطفےٰ پاشا آلات و سامان جنگ کی رسد لیکر بندرگاہ باطوم کے قلعہ جات کو پہنچانے جا رہا تھا اور دوسرا جنگی بیڑہ تیرہ جہازوں کا بماتحتی لیطرونہ عثمان پاشا اور ریالہ حسین پاشا دو افسروں کے بندرگاہ سنیوب کو گیا تھا۔

اوّل بیڑہ میں (۸۸) توپیں اور دوسرے بیڑہ میں (۴۰۶) توپیں موجود تھیں۔ جسوقت یہ بیڑہ بندرگاہ سنیوب میں پہنچکر وہاں لنگر انداز ہو گیا تو ایک روسی جنگی بیڑہ تین قپاق، چار فرقاطہ اور ایک ابریق، وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب اسی بندرگاہ کے سامنے آیا اور اُسکا محاصرہ کر کے ٹھہر گیا چنانچہ اُس کے کمان افسر ایڈمرل ناچیموف نے عثمانی بیڑہ کی طاقت و تعداد

اور اس کے جہازوں کے موقع کا پوری طرح اندازہ کرلیا تو اپنی حکومت سے مزید کمکی جہازات منگوا کر عثمانی بیڑہ سے جنگ کا ارادہ کرلیا۔ روسی حکومت نے اپنے ایڈمرل کی درخواست پر بندرگاہ سیواسٹوپول کا جنگی بیڑہ اس کی کمک کے لئے ارسال کردیا اور بیڑہ مذکور کے آجانے پر ایڈمرل ناچیموف " Nachimoff " نے ہوائے موافق پاکر بندرگاہ سنیوب میں عثمانی بیڑہ پر حملہ آور ہونے کے لئے داخلہ کیا اور چار جنگی جہاز بندرگاہ سے باہر چھوڑ آیا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو بھاگنے کا موقع نہ دیں۔ روسی ایڈمرل نے اپنا بیڑہ بندرگاہ کے قلعہ کے توپخانوں کی زد سے دور اور عثمانی بیڑہ سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر کھڑا کرکے صف جنگ مرتب کرلی*

ترکی بیڑہ ایک ہی صف میں بخط مستقیم بندرگاہ میں استادہ تھا اور کپتان عثمان پاشا نے غنیم کو آمادہ جنگ پاکر اپنے بیڑہ کو تیار اور مدافعت کیلئے مستعد ہوجانیکا حکم دیا اور افسران جہازات کے روبرو پرجوش تقریر کرکے اُنہیں اپنے ملک و ملت کی خدمت میں سرفروشی کرنے کی ترغیب دلائی ترکوں کو یقین تھا کہ اس جنگ میں اُنہیں کسی طرح بھی کامیابی نہوگی کیونکہ اول تو اُنکے جنگی جہازات بہت چھوٹے اور کمزور تھے اور روسی جہازات قد و قامت و استحکام کے علاوہ تعداد میں اُن سے دُگنے سے زائد تھے مگر انہوں نے ذلت کے ساتھ دشمن کی اطاعت مان لینے کو عار سمجھا اور جان پر کھیلکر مقابلہ آغاز کردیا جانبین سے توپوں کے منہ کھل گئے اور آگ برسائی جانے لگی ڈھائی گھنٹوں کی گولہ باری کے بعد روسی بیڑہ نے عثمانی فرقاطہ ناوک بحری کو بیکار بنا دیا اور اس کے کپتان نے یہ حالت دیکھکر کہ اب غنیم ہمکو گرفتار کریگا خود ہی بارود کا میگزین اُڑا دیا، العظمۃ للّٰہ میگزین میں آگ لگتے ہی ایک ہولناک صدا ہوئی اور زرہ پوش جہاز کے پرزے ہوکر ہوا میں اُڑگئے باقی ترکی جہازوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو اُنپر بھی موت کا ہراس طاری ہوگیا اور انہوں نے "مرتا کیا نہ کرتا" سمجھکر غنیم کا مقابلہ کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی اگرچہ اُنکی ترتیب میں فرق آگیا تھا اور روسی آتشباری کا اثر بہت سے جہازوں میں آگ لگا چکا تھا جو بعد میں میگزین کے جل اُٹھنے سے پاش پاش ہوگئے اور روسیوں نے یہ

حالت دیکھکر نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ اب صرف دو ترکی فرقاطہ جہازات بندرگاہ میں رہگئے تھے جو بے فائدہ روسی جہازوں پر گولہ باری کرتے جاتے تھے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ اپنے بہادر شہیدان ملک وملت کی حسرتناک موت پر سینہ کوبی اور نعرہ زنی کر رہے تھے، روسیوں نے اس جنگ میں ایسی خلاف انسانیت وحشیانہ کارروائیاں کی تھیں کہ انکو سنکر سنگدل سے سنگدل آدمی کا دل متاثر ہوجاتا ہے کمبختوں نے مجروح ترکی سپاہیوں کو جو دریا میں پیرکر جان بچانے کیلئے ہاتھ پیر مار رہے تھے توپوں اور بندوقوں کے نشانے بناکر ہلاک کیا۔ پھر باقی ماندہ دونوں ترکی فرقاطہ جہاز انہوں نے گرفتار کرلئے جنپر امیرالبحر عثمان پاشا ایک ٹانگ میں کاری زخم کھائے ہوئے موجود تھا۔ ریالہ حسین پاشا لڑائی شروع ہونے کے پہلے ہی گھنٹہ میں ایک گولہ سے ہلاک ہوچکا تھا عثمان پاشا کے ساتھ دو ترک کپتان اور ایک سو پانچ بحری سپاہی اور ملاح روسیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوگئے۔ اور دو ہزار سے زائد ترک سپاہی اور افسر جنگ میں کام آئے روسیوں کا نقصان جان بھی بہت زیادہ ہوا تھا اور یہ فتح انکو بڑی قیمتی پڑی تھی ترکوں کی گولہ باری نے اُنکے چاروں قباق جہازوں کے مستول توڑ ڈالے تھے۔ جس کے باعث وہ گولہ باری کرنے سے رک گئے۔ روسیوں نے شہر سنیوب پر بھی گولہ باری کرکے اسے تباہ کرڈالا اور بڑا حصہ آبادی کا منہدم کردیا۔ فتحیابی کے بعد روسیوں نے چاروں بندرگاہ سنیوب میں رہکر اپنے ضرر رسیدہ جہازوں کو دفع الوقتی کے طور پر درست کرلیا اور پھر دونوں ترکی جہازوں کو جلاکر وہاں سے سیواسٹوپول کیطرف چلے گئے تاکہ فرانسیسی اور انگریزی جنگی جہازوں کے آنے سے قبل بچکر نکل جائیں۔ باتفاق وقت جنگ شروع ہوتے ہی ایک ترکی جنگی دخانی جہاز بندرگاہ سے بھاگ کر آستانہ علیہ کو چلا گیا تاکہ لڑائی کی اطلاع پہنچائے اور بندرگاہ سے باہر والے روسی جہازات اسکو روک نہ سکے۔ چنانچہ اس نے آستانہ پہنچکر لڑائی کی اطلاع دی اور انگلش وفرینچ جنگی بیڑوں نے جو آبنائے ڈارڈنلز میں موجود تھے اپنا ایک ایک جہاز دریافت حال کے لئے بندرگاہ سنیوب کیجانب ارسال کیا، ان جہازوں نے سنیوب میں پہنچکر بعض

ترک زخمیوں کو جو ابتک زندہ تھے بچانے کی کوشش کی اور انہیں آستانہ علیہ میں لے آئے، بوقت جنگ اس بندرگاہ میں ایک انگریزی تجارتی جہاز بھی موجود تھا جسکے دو آدمی روسیوں کے گولوں سے ہلاک ہو گئے تھے اور بعد میں وہ بھی ترکی جنگی جہازوں کے ساتھ جلگیا تھا اب انگلش جنگی جہاز نے اپنے ملکی جہاز کے کپتان کو بھی ساتھ لیلیا جسکی زبانی دلیران ترک کی شجاعت وہمت کا مفصل حال اور روسیوں کی بدفعالی کا سارا واقعہ معلوم ہوا اور اس جنگ کی رپورٹ قلمبند کیگئی۔

مسیو منجیقوف روسی حکومت کے رئیس وکلا نے اپنے تاجدار زار نکولس کو جنگ سنیوب کی رپورٹ ان الفاظ میں تحریر کی تھی:۔

"جہاں پناہ کے حسب الحکم بحیرہ اسود کے روسی بیڑہ کو بماتحتی ایڈمرل ناچیموف نہایت قوی اور مکمل بنا کر ترکی بیڑہ سے لڑنے کیلئے ارسال کیا گیا اور حضور کے اقبال سے ایڈمرل مذکور ترکوں پر فتحیاب اور انکے تمام بیڑہ کو بجز ایک جہاز کے جو بچکر نکل گیا تباہ کرڈالنے میں کامیاب ہوا۔ ہمنے ترکی بیڑہ کے کمان افسر عثمان پاشا کو زخمی ہونے کی حالت میں گرفتار کرلیا جسکو حضور کا فتحمند بیڑہ سواسٹوپول میں لے آیا ہے"

ایڈمرل ناچیموف نے جنگ سنیوب کے بعد شہر مذکور کے آسٹروی کانسل جنرل کو یہ معذرت آمیز تحریر ارسال کی تھی:۔

"میں آپکو شہر سنیوب میں ایک با اختیار سفیر اعتبار کرکے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری یہ عرض اپنی حکومت اور دیگر حکومتوں کے کانسلوں تک پہنچا دیں۔ اس جنگ میں شہر کی جو بربادی ہوئی مجھے اسپر بیحد افسوس ہے مگر ترکوں کی دلیرانہ مدافعت اور سخت بے باکانہ جنگ نے مجھے زائد سختی کرنے پر مجبور بنا دیا تھا۔ کیونکہ میری گورنمنٹ کا حکم تھا کہ عثمانی جنگی بیڑہ کو جو سرزمین قوقاز میں بغاوت کا بیج بونے اور وہاں کے مسلمانوں کو سامان جنگ پہنچانے کیلئے آیا ہے برباد کرکے اس ملک کے عثمانی بندرگاہوں پر تسلط کرلوں اور انکو غارت کرڈالوں اور اسی حکم کی بنا پر شہر سنیوب کو تباہ کیا گیا"

یہ تحریر اور اس کے علاوہ روسی ذمہ داران حکومت کے دوسرے اقوال ثابت

کر رہے ہیں کہ روسیوں نے ترکوں پر علاقہ جات قوقاز، قرغز، کریمیا، اور تاتارین روسیوں کے خلاف فتنہ و فساد برپا کرانیکا الزام قائم کیا تہا اور کہ عثمانی بیڑے آن باغیوں کو سامان جنگ دینے آئے تہے۔ مگر یہ بے بنیاد وہم محض اس لئے قائم کیا گیا کہ روسی حکومت اپنی بے اعتدالی اور بیوفائی کو جائز قرار دے سکے کیونکہ آغاز محاربہ سے قبل اس نے دول یورپ کو اپنے خواہان امن ہونیکا یقین دلا کر بیان کیا تہا کہ وہ صلح کے مقابلہ میں حکومت آسٹریا کا متوسط بنانا پسند کرتی ہے۔ لیکن اس کے جنگی بیڑہ نے خواہ مخواہ عثمانی بیڑہ پر تعدی کی جس سے روسی حکومت کی غلط بیانی کا پردہ فاش ہوگیا اب رہی یہ بات کہ اس نے ترکوں پر علاقہ قوقاز اور کریمیا میں بغاوت برپا کرانیکا الزام رکھا یہ بھی اصلیت سے کوسوں دور ہے کیونکہ آج تک ترکوں نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا اور قرغیزی لوگ ستر سال سے برابر حکومت روس کی مخالفت کرتے رہتے تہے حالانکہ انکو آستانہ علیہ کی جانب سے کبھی کوئی تحریک بغاوت کی نہیں کیگئی بلکہ انکی بغاوت کا حقیقی سبب یہ تہا کہ انہوں نے کئی صدیاں دولت علیہ کے زیر سایہ امن و آزادی میں بسر کرنے کے بعد روسی تشدد پسند حکومت کی ماتحتی میں رہنا گوارا نہیں کیا اور اسی واسطے وہ ہمیشہ آمادہ جنگ و بغاوت رہتے تہے۔ بہرحال آخرکار دول یورپ پر بہی کھل گیا کہ بدنیتی اور شرارت روسی حکومت کی سرشت میں داخل ہے جسنے بلاوجہ ایک ترکی بیڑہ کو برباد کر ڈالا۔

فرانس اور انگلستان کا دولت علیہ کے ساتھ متحد ہونا

لوئس فلپ شاہ فرانس کی وفات کے بعد ۱۸۵۲ء کے پچھلے مہینوں میں اس مملکت کی فرمانروائی نپولین سوم کے ہاتھ آئی جو اپنے پیشرو کی حکمت عملی کا مخالف اور سلطنت عثمانیہ سے دوستی رکھنے کا طالب تہا، اسکی دلی خواہش تہی کہ کسی طرح مشہور

بیت المقدس کا جھگڑا جلد فیصل ہو کیونکہ وہ رومن کیتھولک چرچ کا حامی اور سرپرست
تھا اور اسکو اپنے اثر کا بڑھانا ضروری معلوم ہوتا تھا۔ انہیں دنوں سر ہملٹن سیمور انگلش
سفیر مقیم سینٹ پیٹرسبرگ نے زار نکولس دوم سے تخلیہ میں ملاقاتیں کرکے اس کی وہ
پالیسی دریافت کر لی تھی جو زار مذکور نے مشرقی ممالک کی بابت اپنے دل میں قرار دی
رکھی تھی اور چونکہ یہ انگلش سفیر پروٹسٹنٹ مذہب کا پیرو تھا اسلئے اسے مسئلہ بیت
المقدس کی چنداں پروا نہیں تھی اور وہ اس جھگڑے میں اپنی حکومت کے فائدہ کا پہلو
تلاش کرنے پر تلا ہوا تھا۔ آسٹریا کو بانسلاوسٹ کے فرمانوں سے سخت نفرت پیدا
ہو گئی تھی کیونکہ جبل اسود والوں کا خود مختاری کے لئے زور لگانا اور اپنی جداگانہ پارلیمنٹری
حکومت بنا لینے پر تیار ہونا۔ ڈلماتیا، ہرزیگوینا، وغیرہ دوسرے پاس پڑوس کے
ملکوں پر بھی برا اثر ڈالتا تھا اس لئے حکومت آسٹریا نے پریشان ہو کر بغاوت جبل
اسود اور بیت المقدس میں متوسط بنکر بہت جلد انکا فیصلہ کرا دینے کی درخواست کی
لیکن اسے اپنے مدعا میں کامیابی نہ ہو سکی جبکہ پروشیا نے حکومت روسیا کے ساتھ
اس معاملہ سے بالکل الگ تھلگ رہکر ۔۔۔ بیطرفی کا معاہدہ کرلیا، اور اٹلی
کی اس مسئلہ میں کوئی مداخلت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ بہرحال ایسی حالت میں روسی
حکومت نے پرنس منچیکوف "Prince Menschikoff" کو زائد سفیر بناکر
دربار عثمانی میں ارسال کردیا۔ دول یورپ نے پہلے تو یہ سمجھا کہ اس نئے سفیر کی خدمت
بیت المقدس کا جھگڑا طے کرنے کیلئے قرار دی گئی ہے۔ لیکن جب یہ پتا ملا کہ وہاں دولت
علیہ سے ہنکار اسکلہ کے معاہدہ کی طرح ایک دوسرا عہدنامہ ہونا چاہتا ہے تو تمام
یورپ میں ایک تہلکہ مچ گیا کیونکہ روسی سفیر کی حرکتیں قانون مابین الاقوام کے اصول
سے بالکل مخالف تھیں اور انگلش سفیر پایہ تخت روس سر ہملٹن سیمور نے دربار انگلش
کو یہ خیال معلوم کرا دیا تھا کہ وہ ٹرکی قلمرو کے اپنے اور انگلستان کے مابین تقسیم کرنے
پر تیار ہے، انگلستان کو معلوم ہوا کہ روسی حکومت ممالک مشرق میں اپنا رسوخ بڑھا کر
انکی حکومتوں کا خاتمہ کر دینا چاہتی ہے اور فرانس کی کمزوری کے درپے ہے تو ملکہ

وکٹوریہ فرمانروائے برطانیہ عظمیٰ نے نپولین سوم شاہ فرانس سے خط کتابت کرکے
باب عالی کے ساتھ ملجانیکا خیال دلایا تاکہ روس کی بدنیتی اور غاصبانہ ارادوں کو
ناکام بنایا جائے۔ سلطان نے بھی اسی اثنا میں مصطفیٰ رشید پاشا کو وزارت
کے عہدہ پر واپس بلالیا تھا جسے پہلے محض اُس کی رضامندی کے خیال سے اس عہدہ سے
الگ کیا گیا تھا اور روسی سفیر کے ناواجب مطالبات رد کرنیکا عزم کرلیا۔ روسی سفیر نے
بہت کچھ گفتگو کے بعد آخر پولیٹکل تعلقات قطع کرلئے اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا
جسکے بعد دولت علیہ نے سفیر انگلستان کو روسی گفتگوؤں کے متعلق حالات سے
مطلع کردیا اور انگلستان نے فرانس کے ساتھ متحد ہوکر اپنا جنگی بیڑہ مالٹا کی طرف
روانہ کردیا تاکہ وہ فرانسیسی بیڑہ سے ملکر خلیج لیسیکا میں جو آبنائے ڈارڈنلز کے
قریب ہے جا ٹھیرے اور یہ دونوں بیڑے وسط ماہ جون ۱۸۵۳ء میں خلیج مذکور
میں پہنچ گئے۔ امپراطور فرانسو جوزف شہنشاہ آسٹریا نے پہلے تو اس بات کی بہت کوشش
کی کہ وہ کسی طرح بلا جنگ وجدل اس جھگڑے کا فیصلہ کردے چنانچہ اس نے ویانا
کانفرنس منعقد کرکے ماہ اگست ۱۸۵۳ء میں اس کے متعدد جلسے کئے اور وہ سب
بیکار ثابت ہوئے۔ روس کی ہٹ دھرمی کسی طرح نہ مٹی اور دول یورپ کو اس کی
بدنیتی کا پوری طرح یقین ہوگیا۔ شہنشاہ آسٹریا نے دیکھا کہ یہ کوششیں صلح کرانے
میں ناکام رہی ہیں تو اب اُسے یہ فکر پیش تھی کہ خود کیا طریقہ اختیار کرے آیا روس کا
ساتھ دے یا الگ تھلگ رہنے کی پالیسی پر کاربند رہے۔ انگلستان و فرانس نے دولت علیہ
کو روسی مطالبات کی نامنظوری پر آمادہ بنایا اور کہا کہ تم اپنے حقوق کی حفاظت میں
کوشش کرو اسی لئے وہ [illegible] بالاطلاع [illegible] اور [illegible] جنگ [illegible] اور
[illegible]
اور [illegible] ہوگیا۔ جو
دولت علیہ نے اپنی سپاہ میں [illegible] ادھر دولت علیہ اس بات پر راضی ہوئی
کہ انگریزی اور فرانسیسی جنگی [illegible] باسفورس میں داخل ہوجائیں تاکہ

انکو بحیرہ اسود سے نزدیک رہنے کا فائدہ حاصل ہو اور وہ روسی بحری حملوں کی روک
تھام پر قادر ہو جائیں۔ اور فرانس نے ایک خاص سفیر مارشل ورشیبل، براگوے ڈی
ہلیرس "Baraguay - D'hilliers" نامی آستانہ علیہ کو ارسال کیا جس کا
ظاہری مدعا صلح کی کوشش کرنا عیاں کیا گیا تھا اور بباطن اسے ترکی فوجی حالت کا
صحیح اندازہ کرنے کی ہدایت کیگئی تھی، سلطان نے اس سفیر کو بڑی مدارات سے
ہاتھوں ہاتھ لیا (ستمبر ۱۸۵۳ء) پھر جسوقت روسی حکومت کے فرانس و انگلستان سے
یہ اقرار کرلینے کے باوجود کہ وہ بحیرہ اسود میں کوئی مخالفانہ کارروائی نہ کریگی سنیوپ کی
کی بحری جنگ کا واقعہ پیش آیا تو انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے اپنے جنگی
بیڑوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کا حکم دیدیا اور وہ بیڑے چوتھی ماہ مارچ ۱۸۵۴ء
میں بحیرہ باسفرس سے چلکر بحیرہ اسود میں پہنچگئے۔ انگریزی بیڑہ بین اکیس جنگی جہاز مع
(۱۱۶۲) توپوں کے ماتحتی وائس ایڈمرل ڈنس ڈنڈاس "Deans Dundas"
اور کونٹر ایڈمرل سر ایڈمنڈ لائنس "Sir Edmund Layans" کے تھے
اور فرانسیسی بیڑہ کے کمان افسر ایڈمرل ہیملن "Hamelin" اور کونٹر ایڈمرل
برداٹ "Bruat" تھے اور وہ انتالیس جنگی جہازوں سے مرکب تھا جنپر (۲۷۴۰)
توپیں موجود تھیں۔ ان دونوں بیڑوں کے ساتھ بارہ جنگی جہازوں کا عثمانی بیڑہ بھی
زیرکمان قیصریہ لی احمد پاشا کے روانہ کیا گیا۔ اور اندنوں جہاز محمودیہ کا کپتان آتش
محمد بک تھا جو بعد میں قپودان پاشا (وزیر بحر) کے عہدہ پر مامور ہوا اور جس نے سلطان
عبدالعزیز خان کے عہد حکومت میں ترکی بحری قوت کی اصلاح کا نمایاں کام انجام دیا۔
غرضکہ یہ بیڑے بندرگاہ دارنہ کے سامنے لنگر انداز ہوئے اور شاہنشاہ نپولین سوم نے
زار نکولس کو آخر ماہ جنوری ۱۸۵۴ء میں ایک تحریر بھیجکر تمام معاملات کی پوری تشریح کردی
اور اس میں لکھا کہ جو کچھ بھی زیادتی ہے وہ روسی حکومت کی طرف سے ہے اسلئے
تمکو ایک کانفرنس دول کا انعقاد مان لینا چاہئے جو روسی فوجوں کو افلاق اور بغدان
کے علاقوں سے واپس بلالینے کی شرط پر صلح کے متعلق غور کریگی اور اس کانفرنس کا

انعقاد مان لوگے تو دول یورپ کے بیڑے بحیرہ اسود سے ہٹا لیئے جائینگے - مگر زار نکلس نے ان باتوں کو قبول نہیں کیا اور لکھا کہ میں آپکی شرطیں نہیں مان سکتا - یہ جواب پاکر انگلستان و فرانس نے پائے تخت قسطنطنیہ ہی میں باب عالی کے ساتھ روس سے جنگ کرنے کا ایک معاہدہ کیا جسمیں یہ شرط کیگئی تھی کہ روسی حکومت سے صلح قرار پا جانے کے بعد پانچ ہفتوں کے عرصہ میں دونوں معاون حکومتیں اپنی فوجیں ترکی قلمرو سے واپس بلالینگی اور ۱۳ ربجادی الثانی ۱۲۷۰ھ کو اس معاہدہ پر [illegible] کے دستخط ہوگئے - اس معاہدہ کی تحریر سے پندرہ دن بعد انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے روس کو اعلان جنگ دیدیا زار نکولس کو زیادہ تر اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں آسٹریا اور پروشیا کی حکومتیں بھی اس کے دشمنوں سے نہ ملجائیں لہذا اس نے ان دونوں گورنمنٹوں کے یہاں اپنے خاص سفیر ارسال کرکے ان سے اپنے شریک حال ہونے کی خواہش کی اور اگر وہ اسکو نہ مانیں تو ان سے الگ تھلگ رہنے کی پالیسی پر عملدرآمد رکھنے کو کہا جائے ۔

پھر اسی سال کے ماہ مارچ میں انگلستان نے بماتحتی ایڈمرل سر نابیر Napier چالیس جنگی جہازوں کا ایک نیا بیڑہ بھی ارسال کردیا اور فرانس کا دوسرا بیڑہ سولہ جنگی جہازوں کا کونٹر ایڈمرل پنیوڈ "Penaud" کی ماتحتی میں آگیا - چنانچہ ان بیڑوں کی سابقہ بیڑوں کے ساتھ ملجانے کے بعد جارحانہ کارروائی آغاز ہوگئی اور جزیرہ آلاند پر تسلط کرنے کے بعد روسی جنگی بندرگاہ کرونشاڈ کو دھمکی دی گئی جہاں اسکا جہاز سازی کا کارخانہ بھی موجود تھا - ۱۲ ربجادی الآخری ۱۲۷۰ھ (مارچ ۱۸۵۴ء) کو فرانس وانگلستان کی بڑی فوجیں بھی قلمرو ترکی میں آگئیں اور شہر گیلیپولی میں جمع ہوئیں فرانسیسی سپاہ پچاس ہزار سپاہیوں کی مارشل سینٹ ارنوڈ Saint Arnaud کی ماتحتی میں تھی اور انگلش فوج پچیس ہزار سپاہیوں کی لارڈ اگلان Raglan کے زیر کمان آئی تھی روس سے جنگ ہونے کے اثنا میں چند یونانی مفسدہ پردازوں نے بغاوت برپا کی جسکی وجہ سے دولت علیہ نے حکومت یونان کو سخت ڈانٹ بتائی اور اس نے مفسدوں کی گوشمالی کرکے بہت جلد ترکی قلمرو کی سرحدوں پر امن قائم کردیا - انگلستان و فرانس کا

روس کے مقابل اعلان جنگ دینا آسٹریا کو بھی فوجی تیاری کر لینے کیلئے مجبور کرتا تھا اور اُسنے بھی جنگی سامان تکمیل کر کے وقت صلح تک جنگ آور حکومتوں کے ساتھ متفق رہنا شروع کیا چنانچہ اُس نے افلاق و بغدان کے صوبوں پر اپنا فوجی قبضہ جما لیا اور روسی سپاہ کو وہاں سے ہٹا دیا۔

جنگ سیبسٹوپول

سنہ ۱۲۷۱ھ - جبوقت دول متفقہ کی فوجیں گلیپولی میں جمع ہو رہی تھیں اسی عرصہ میں روسی مارشل پرنس پاسکی وارچ نے دریاے ڈینیوب کو عبور کر کے شہر سلسترہ کا محاصرہ شروع کر دیا، اسلئے دونوں حکومتوں نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۵۴ء کو پانچ انگریزی اور تین فرانسیسی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ بندرگاہ اوڈیسا Odessa کیطرف روانہ کر دیا جس نے وہاں پہنچکر حاکم شہر سے وہاں کے تمام روسی جنگی جہازوں کی حوالگی کا پیام دیا اور جب اُدھر سے کچھ جواب نہیں ملا تو ۲۱ اپریل سنہ ۱۸۵۴ء کو شہر اور بندرگاہ پر گولہ باری کر کے تمام روسی جہازوں اور بندرگاہ کے قلعوں اور مورچوں کو غارت کر ڈالا گویا سینوپ کی لڑائی کا معاوضہ لیلیا، انگلستان و فرانس کی متحدہ فوجیں آستانہ علیہ کے روبرو سے گذرتی ہوئی بندرگاہ وارنہ کی طرف جا رہی تھیں اور پرنس پاسکی وارچ سلسترہ کے محاصرہ سے ناکام ہو کر پسپا ہو گیا تھا، پھر عمر پاشا کی مرسلہ فوجوں نے بھی شہر بخارست کے گرد سے روسی سپاہ کو ہٹا دیا۔ افلاق اور بغدان کے صوبوں سے روسی فوجوں کو آسٹریا نے ہٹا دیا تھا اور اس سمت کی روسی سپاہ بسارابیا کے علاقہ میں منتقل ہو گئی تھی اسوا سطے سواحل دریاے ڈینیوب کی طرف جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکے بعد انگلستان و فرانس کے سپہ سالاروں نے عثمانی سپہ سالار کے ساتھ اتفاق رائے سے ایک جنگی کونسل کر کے جزیرہ نماے کریمیا کو میدان جنگ بنانا تجویز کیا چنانچہ اسی بنا پر وارنہ [illegible] سیبسٹوپول کے قریب جنگی اور بار برداری کے جہازوں اور کشتیوں کا [illegible] [illegible]

[illegible]

سب سے پہلے اس ملک کے جنوبی ساحل کا بڑا بندرگاہ کوزلوہ " [illegible] " اپنے قبضہ میں لیلیا - مورخین کا بیان ہے کہ اتنی زبردست بحری قوت اور ایسا شاندار بیڑہ اسوقت سے پہلے کبھی جمع نہیں ہوا تھا - ملک کریمیا کا سب سے مستحکم اور زبردست شہر بندرگاہ سیواسٹوپول تھا جسے روسیوں نے خشکی اور تری دونوں جانب سے بڑے بڑے مورچوں اور قلعوں کے ذریعہ سے محفوظ بنا لیاتھا - یہ شہر جزیرہ نما ئے کریمیا کے جنوب مغربی سمت میں واقع اور ممالک یورپ میں اوّل درجہ کا جنگی مقام مانا جاتا تھا - اسی وجہ سے افواج متفقہ کے سپہ سالاروں نے اسی کے فتح کرنے کا قصد کیا تاکہ اس طرح روسیوں کے ایک کارآمد جنگی مقام کو برباد کر کے انہیں کمزور بنا دیں - بندرگاہ سیواسٹوپول میں روسی حکومت کا ایک طاقتور جنگی بیڑہ پچیس جہازوں کا موجود تھا لیکن اس کے کمان افسر نے تاب مقاومت نہونے کے باعث اسے کھلے سمندر میں لانا مناسب نہ سمجھا اور اسے مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ ان جہازوں کو بندرگاہ کے دہانہ پر ڈبو کر غنیم کی آمد کا راستہ بند کر دیا جائے اور اس نے اس تجویز پر عمل بھی کیا - متفقہ فوجیں کوزلوہ سے آگے بڑھیں اور راستہ میں دریائے الما " Alma " کے پاس ایک روسی سپاہ کو اپنا سدراہ پایا جسے انہوں نے (۲۰ ستمبر ۱۸۵۴ء کو) شکست دی - روسی ہزیمت پانے والی فوج تعداد میں پچاس ہزار تھی اور پرنس منچیقوف اس کی کمان کر رہا تھا - چونکہ دونوں فوجوں کا فرق کچھ ایسا زیادہ نہیں تھا اس لئے اس فتح سے متفقہ فوجوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے ہر سمت سے سیواسٹوپول کا محاصرہ کر لینے پر مستعدی ظاہر کی - (۲۶ ستمبر ۱۸۵۴ء کو) متفقہ سپاہ نے بندرگاہ بالقلاوہ " Balaklava " پر بھی تسلط کر لیا - اسی اثنا میں فرانسیسی سپہ سالار مارشل سینٹ آرنو سخت بیمار اور کمزور ہو جانے کے باعث اپنی جگہ جنرل کنرو برٹ " Canrobert " اوّل آرمی کور کے کمان افسر کو دیکر خود وطن کی طرف واپس چلا گیا مگر وہ آستانہ علیہ پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں فوت ہو گیا جسکا جنازہ قسطنطنیہ میں فوجی اعزاز کے ساتھ نکالا گیا اور پھر اسکی لاش پیرس کو بھیجدی گئی - متفقہ سپاہ نے سیواسٹوپول کا محاصرہ کر کے (دسویں اکتوبر ۱۸۵۴ء) سے اسپر گولہ باری شروع کر دی - محاصرہ سیواسٹوپول

کے اثناء میں دو نہایت سخت لڑائیاں پیش آئیں جنکا انجام متفقہ افواج کے حق میں مفید رہا اوّل تو یہ کہ مقام بالقلوہ میں جو ترک کی سپاہ بماتحتی رستم پاشا اس جگہ کی حفاظت پہ مامور کیگئی تھی اسنے زبردست روسی سپاہ کو جو بماتحتی پرنس منچیقوف حملہ آور ہوئی تھی بڑی خوبی کے ساتھ روکا اور ایسی دلیری ظاہر کی کہ روسیوں کے ہوش پراگندہ ہوگئے پھر متفقہ سپاہ سے جنرل لیرانڈی کے زیرکمان کمکی دستہ بھی آگیا تو بہادر ترکوں نے روسیوں کو بُری طرح شکست دیکر بھگا دیا۔ یہ جنگ ۲۵ ستمبر کو ہوئی تھی اور دوسری لڑائی پانچویں تاریخ ماہ نومبر ۱۸۵۴ء کو مقام انکرمان میں واقع ہوئی جو بڑی سخت اور مصیبت ناک تھی اس جنگ میں کئی ایک بہادر روسی فوجیں ملک کریمیا کو غنیم سے خالی کرا لینے کی نیت سے محاصرین یعنی متفقہ سپاہ پر حملہ آور ہوئی تھیں اور جس وقت باہر میدان میں لڑائی ہو رہی تھی اسی وقت قلعہ سیواستوپول کی محصور روسی سپاہ نے بھی باہر نکلکر پشت کی طرف سے متفقہ سپاہ پر حملہ کردیا اور اس طرح انکو دوطرفہ سخت آتشباری کی زد میں پھنس جانا پڑا روسی جنرل گورچاکوف نے انگلش توپخانہ کی باڑیوں پہ بڑے زور کا حملہ کیا اور قریب تھا کہ وہ توپوں کو چھین لے۔ یہ باڑیاں انکرمان کے ٹیلوں پہ قائم تھیں مگر انگریزی توپچیوں نے بڑی دلیری سے دشمنوں کو روکا اور اسی عرصہ میں ترکی اور فرانسیسی سپاہ کے دستوں نے انہیں کمک دیکر روسیوں کو مار ہٹایا۔ چنانچہ اس جنگ میں بھی روسیوں کو سخت نقصان اٹھاکر بھاگنا پڑا اور ان دونوں فتحوں کی خبریں سنکر آستانہ علیہ، پیرس اور لندن میں نہایت خوشی منائی گئی +

متفقہ فوجوں کی تعداد اسّی ہزار سے زائد نہ ہونے کے باعث سیواستوپول کے محاصرہ میں تخمینہ سے بہت زیادہ عرصہ لگا کیونکہ وہاں روسی سپاہ حملہ آور فوج سے تین حصہ زائد تھی آخر دول متحدہ نے فوجی قوت بڑھانی شروع کی اور بیکار شدہ جہازات مرمت کیلئے قسطنطنیہ بھیجے گئے اس لئے کہ روسیوں نے اپنا جنگی بیڑہ دہانہ آبنائے سیواستوپول میں غرق کرکے جنگی بیڑوں کی کارروائی کا موقع نہیں رہنے دیا تھا۔ دولت عثمانیہ نے اپنی باقی ماندہ فوج سرعسکر عمر پاشا کی ماتحتی میں کریمیا کی طرف روانہ کردی اسی عرصہ میں آسٹریا

کے پایۂ تخت شہر ویانا میں صلح کی تحریک ہوئی مگر وہ بے اثر رہی جسکی بنیاد پر ممالک پیمونٹ اور سارڈینیا کا حکمران شاہ وکٹر ایمانوئیل بھی ۲۶ دسمبر ۱۸۵۵ء کو اتفاق دول کے سلسلہ میں شامل ہوگیا اور اس نے بھی اپنی دس ہزار فوج سیواسٹوپول کے محاصرہ میں شریک کی جسکی کمان جنرل لا مارمورا La Marmora کرتا تھا اور اس اٹالین فوج نے بھی باقی دول یورپ کی فوجوں کی طرح ناموری اور عزت حاصل کی، دول متفقہ نے محاصرہ میں سختی کا اصرار کیا اور بحیرہ آسود اور بحیرہ ازاق کے تمام بندرگاہ اور ساحلی گھاٹ جنگی محاصرہ میں لیلئے گئے۔ عمر پاشا جو کریمیا کی ترکی سپاہ کا سرعسکر تھا مقام کوزلوہ میں اپنی فوج کو مرتب کرنے کی حالت میں اچانک روسیوں کے حملہ سے گھبرا اٹھا مگر اس نے سنبھلکر پھر روسیوں کو اسقدر دبایا کہ وہ بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں کئی ایک مصری افسر اور امیر مقتول ہوئے تھے اور جنرل کانروبیر فرانسیسی سپہ سالار نے اس لڑائی میں ترکی سپاہیوں کی شجاعت کو بہت کچھ سراہا ہے۔ متفقہ بیڑوں نے سمندر کی طرف سے سیواسٹو پول کے قلعوں کا محاصرہ کرکے اُنپر اسقدر دباؤ ڈالا کہ وہ تنگ آگئے (۲۵ محرم ۱۲۷۱ھ) کو اس شدت کی گولہ باری کیگئی کہ روسی قلعوں کا قافیہ تنگ ہوگیا۔ اس تاریخ میں انگریزی جنگی جہاز برطانیہ، فرنچ جنگی جہاز۔ ہویل دی پیرس، اور عثمانی جنگی جہازات محمودیہ اور پیک مسرت روسی مورچوں سے صرف ایک ہزار گز کے فاصلہ پر پہنچے تھے اور باقی بیڑہ دو حصوں میں صف بندی کرکے داہنے اور بائیں جانب سے گولہ باری میں مصروف تھا +

۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو زار نکولس اوّل کا انتقال ہوگیا اور اُسکا فرزند الگزینڈر دوم تخت نشین ہوا جسکی تاجپوشی سے کچھ ہی دنوں پہلے آنکرمان کی جنگ میں روسیوں کو سخت ہزیمت ملی تھی اور روسی مارشل پرنس منشیکوف اسی ہزیمت کی کوفت میں بیمار پڑکر دنیا سے چل بسا۔ پھر اس کے بعد جنرل گورچاکوف کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ اور اڈمرل ناخیموف محاصرہ سیواسٹوپول میں ایک توپ کے گولہ سے زخمی ہوگیا ۔

موسم بہار آنے پر دونوں طرف سے لڑائی کا پھر زور ہوا۔ اس سے پہلے فرانسیسی

زمانہ میں انگریزوں نے بالاقلوہ سے کیمپ کے مقام تک ریلوے لین تیار کرلی تھی اور محاصرہ کو سخت کرنے کیواسطے بہت سے مورچے بھی قلعہ جات سیواسٹوپول کے بالمقابل تیار کرلئے گئے تھے بیشتر چار سو کے قریب بڑے قطر کی محاصرہ والی توپیں چڑھا دیگئی تھیں۔ جسکے باعث قلعوں پر بری طرح مار پڑ رہی تھی۔ ۱۶ مئی ۱۸۵۵ء کو جنرل کانرو بیر فرانسیسی سپاہ کی کمان سے الگ ہوگیا اور اُس کی جگہ جنرل پلیسر Pelissier سپہ سالار مقرر ہوا۔ دول متفقہ کے بیڑوں نے بحیرہ ازاق میں داخل ہوکر کرچ اور ینی قلعہ پر قبضہ کرلیا جہاں کے روسی باشندے اور سپاہی تمام سامان جنگ و رسد چھوڑ کر نکل بھاگے۔ اور دول کے بیڑوں نے اس دریا میں جسقدر روسی جنگی قلعے تھے سب کو منہدم کر ڈالا۔ ۲۸ جون ۱۸۵۵ء کو لارڈ راگلان انگریزی سپاہ کے کمانڈر انچیف نے مرض وبا میں مبتلا ہوکر قلعہ سیواسٹوپول کے سامنے وفات پائی اور اسکا جنازہ جنگی جلوس کے ساتھ اٹھایا گیا اس کے بعد انگلش فوج کا کمانڈر جنرل جیمس سمسن مقرر ہوا۔ ۱۶ اگست سنہ مذکور ٹراکٹیر [illegible] کی لڑائی واقع ہوئی جسمیں ساٹھ ہزار روسیوں نے دریائے چرنایہ Tchernaya کے ٹیلوں کی سمت سے محاصرہ کرنے والی سپاہ پر حملہ کیا تھا لیکن وہ سخت جنگ کے بعد ہزیمت اٹھاکر بالکل منتشر ہوگئے۔ پھر اسکے کچھ دنوں بعد تمام متفقہ سپاہ نے سیواسٹوپول کے باقیماندہ قلعوں پر حملہ کردیا کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے سبز ٹیلہ کا قلعہ لیلیا تھا۔ انگریزی فوج قلعہ ریڈان پر اور فرانسیسی سپاہ قلعہ ملاکوف پر اس مرتبہ حملہ آور ہوئی تھی مگر انگریز اپنے حملہ میں ناکام رہے اور فرانسیسیوں نے اپنے مقابلہ کا قلعہ دشمن سے چھین لیا۔ اس جنگ میں محاصرہ کرنیوالوں اور مدافعت کرنے والوں دونوں نے سخت نقصانات اٹھائے چنانچہ طرفین کے پچیس ہزار سپاہی کام آئے تھے۔ اسکے بعد قلعہ ریڈان بھی فتح ہوگیا اور چونکہ یہ دونوں قلعے قلعہ جات سیواسٹوپول میں سب سے بڑے اور چوٹی کے مقام تھے اسلئے روسیوں نے ان سے بے دخل کئے جانے کے بعد شہر کے جنوبی حصہ میں آگ لگاکر وہاں سے بذریعہ جہازات شمالی جانب کے قلعوں کا رخ کیا۔ مگر یہ فتح اختتام جنگ کا

پیش خیمہ تھی کیونکہ اسکے بعد ہی صلح کی تحریک آغاز ہو گئی۔ اثنا ئے جنگ میں ماہ ستمبر ۱۸۵۵ء دول متفقہ کے بیڑوں نے قلعہ اوزی کے سامنے اپنا قیام رکھا تھا اور اُنہوں نے قنبرون کے قلعہ پر بھی گولہ باری کی تھی +

مشرقی حدود کی لڑائیاں

عثمانی سپاہ کا وہ کالم جو مقام چورک صو کی طرف گیا تھا ابتدا سے محاربہ میں قلعہ شوکدیل پر قابض ہو گیا اور اناطولیا کا سپہ سالار عبدالکریم نادر پاشا آخشقہ، اور آرپہ چائی، کی طرف پیش قدمی کر کے روسیوں پر حملہ آور ہوا، اور دوسرے تاجرلی احمد پاشا کی کارگزاریوں سے ترکوں نے قلعہ کرتی روسیوں سے چھین لیا جس کے بعد روسی مجبور ہو کر آخشقہ میں پناہ گزین ہو گئے مگر وہاں محاصرہ قائم کرنے کی حالت میں احمد پاشا نے عبدی پاشا دوم افسر کو غفلت کے الزام پر معزول کرا دیا اور خود عام سپہ سالار بن گیا تاہم اُس کی ناتجربہ کاری روسیوں کو چیرہ دست بنانے کی باعث ہوئی اور دریاہ کندرا چاہ درپیش، ابن خود غرض پاشا کو جلاوطنی کی سزا ملی اور اسکی جگہ عسکری کا رتبہ ظریف مصطفٰے پاشا والی ارض روم کو ملا جسنے بڑی خوبی سے روسیوں کو پھر ہزیمت دی، انہیں دنوں علاقہ داغستان کا ایک امیر شیخ شامل نامی جو مدتوں سے روسیوں کے ساتھ لڑتا آتا تھا موقع پا کر عام بغاوت برپا کرانیکا سبب ہوا، چرکس، اور اباز ہ، کے قبیلے دول متفقہ کی اعانت سے عام شورش پر آمادہ ہو گئے اور دول نے اُنکو سامان جنگ دیکر روسیوں کے ساتھ بھڑا دیا۔ مصطفٰے پاشا پوری طرح سرحد کی نگرانی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اُسکی ماتحت سپاہ بہت کم تھی اس لیے روسیوں نے شہر قارص کی طرف پیش قدمی کی اور اسکا محاصرہ کر لیا، قارص کی محافظ ترکی سپاہ خوب لڑی مگر ملتوی اُنہیں ... پانی ... تو اُس نے مجبوراً ... کی اطاعت ... کی (۲۹ نومبر ۱۸۵۵ء) ... پاشا کی کمزوری مشاہدہ کی گئی تو اناطولیا کی سپاہ کا سپہ سالار واصف پاشا مقرر ہوا اور اُس نے روسیوں کو چند معرکوں میں شکست دی۔

سلطان نے خوش ہوکر اُسکی حوصلہ افزائی فرمائی۔ سردار عمر پاشا نے ایک کالم فوج سخوم کی جانب اس غرض سے ارسال کر دی تہی کہ روسیوں کو قارص کی طرف سے ہٹکر اِدہر چلا آنا پڑے لیکن وہاں روسیوں نے قارص پر قبضہ کرلیا تہا لہذا یہہ تدبیر نہیں چلی +

معاہدہ پیرس

الگزینڈر دوم نئے زار روس نے دیکہا کہ اس لڑائی میں اُسکی کامیابی محال ہے تو وہ صلح کی طرف مائل ہو چلا تہا مگر اس کے قدیم دوست آسٹریا کا کہلم کہلا آمادہ عداوت ہونا اور بہی اُس کی پریشانی کا موجب تہا جس طرہ یہ ہوا کہ سویڈن کی حکومت نے بہی دول متفقہ کے ساتھ روس کے خلاف جنگ و امن میں ساتھی رہنے کا معاہدہ کرلیا غرضکہ ایسی حالت میں آسٹریا نے دول متفقہ کو روسی حکومت کے نام ایک آخری یادداشت بھیجنے پر تیار بنالیا اور روس نے بہی اُس یادداشت کو مان گیا۔ چونکہ دول کا بہی خیال ایسا ہی تہا کہ اب صلح ضرور ہوجانی چاہیئے اس لئے پیرس میں کانفرنس صلح کا انعقاد ہوا جسمیں دولت علیہ، فرانس، انگلستان، روس، آسٹریا، سارڈینیا، اور پروشیا، ہر ایک سلطنت کے دو دو با اختیار سفیر شریک ہوئے اور کانفرنس میں پہلے قرار داده اصول پر شرائط صلح کی گفتگو ہونے لگی چنانچہ بہت طول طویل بحث و مباحثہ کے بعد ۱۴ رجب ۱۲۷۲ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو آخری شرطیں طے پاکر معاہدہ لکھدیا گیا جسمیں (۳۴) دفعات تہیں اور انہیں سے اہم واقعات حسب ذیل ہیں :-

دولت علیہ کو بہی وہی حقوق حاصل رہینگے جو باقی دول یورپ کو حاصل ہیں وہ قوانین اور سیاسی انتظامات کے لحاظ سے دول یورپ کی ہمسر رہیگی اور اپنے قلمرو میں اُسکو ہر طرح کے اختیارات حاصل رہینگے۔ بحیرہ اسود میں بجز روسی اور عثمانی جنگی جہازوں کے اور کسی حکومت کے جنگی جہازات نہ جانے پائینگے کیونکہ اس بحیرہ پر صرف انہیں دونوں حکومتوں کا حق ہے اور یہ حکومتیں بہی معدودے چند سے زائد جنگی جہازات اپنے بندرگاہوں کی

حفاظت کے لئے وہاں نہ رکھ سکینگی ترکی اور روسی دونوں حکومتیں اس دریا کے سواحل
پر اپنا کوئی کارخانہ جہازسازی نہیں بنا سکینگی اور نہ بحری جنگی اسٹیشن قائم رہینگے - ایک
مابین الاقوامی کمیشن دریاے ڈنیوب میں تجارتی جہازوں کا تحفظ کرنے کے لئے مقرر
ہوگی - صوبجات افلاق، بغدان، اور، سرویا، اپنے اندرونی معاملات میں حسب سابق
خودمختار رہینگے، اور جو حکومتیں اس معاہدہ میں شریک ہیں انکو ان ممالک کے حکام کو
انتخاب اور مقرر کرنے میں راے دینے کا حق ہوگا - اس معاہدہ پر سب کے دستخط ہوچکے
تو کانفرنس کی مقرر کردہ میعاد کے اندر دول کی فوجیں اپنے اپنے ملکوں کی طرف واپس
چلی گئیں اور اس طرح یہ سخت لڑائی ختم ہوگئی جسکی محرک خودغرضی کی قبیح عادت ہوئی تھی

بوسینیا، ہرزیگونیا، کریٹ، اور، جدہ، کے حادثات:-

جنگ کریمیا کا خاتمہ ہونے پر دول یورپ نے مشرقی ممالک میں روسی حکومت
کی دراز دستیوں کا سدباب کر دیا تو دول یورپ نے بحر ابیض متوسط میں مساوات
حقوق کا فائدہ اٹھانے کی آسانی پاکر اب دوسری چال چلنی شروع کی جسکا مقصد یہ تھا کہ
قلمرو عثمانیہ میں اندرونی بغاوتیں برپا کراکے اس کے ملکی معاملات میں دخل دینے اور
اس کی قوت گھٹانے کا وسیلہ ہاتھ میں لاسکیں چنانچہ جب ۱۲۷۴ھ میں دولت علیہ نے
وہ عظیم الشان ہنگامہ فرو کرلیا جو غلاموں کی تجارت روکنے کا حکم صادر ہونے پر دولت علیہ
کی فوج اور باشندگان مکہ کے مابین برپا ہوگیا تھا اور شریف عبدالمطلب بن غالب کی
گرفتاری اور معزولی پر اسکا خاتمہ ہوا جس کے بعد شریف محمد بن عون امیر مکہ متعین کیا گیا تھا -
تو دول یورپ نے بوسینیا، اور ہرزیگونیا، کے باشندوں کو سرویا، اور، مانٹینگرو، کی
طرح اندرونی خودمختاری طلب کرنے کے لئے بغاوت پر آمادہ کیا، اور دولت علیہ نے یہ بغاوت
فرو کرنے کے واسطے فوجی قوت سے کام لیا - پھر کیا تھا دول یورپ کے سفیر آکر بیٹھے

اور بڑی سخت دھمکیوں کے ساتھ بزور بغاوت فرو کرنے میں مانع آئے، دول نے صرف
اپنے سفیروں کی اس خلاف قانون حرکت ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے جنگی جہازات
کے بیڑے بھیجکر ۱۲۷۸ھ میں دولت علیہ کو اپنی سپاہ ترکی سواحل بحر ایڈریاٹک پر نہیں اتارنے
دی کیونکہ دولت علیہ نے یہ فوج جبل آسود والوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کی تھی جو بوسینیا،
اور ہرزیگونیا کے باغیوں کے ساتھ شریک ہوگئے تھے۔ اسی اثناء میں وزیراعظم مصطفیٰ
رشید پاشا جو ایک لائق اور مشہور مدبر تھا فوت ہوگیا اور اس کی جگہ محمد امین عالی پاشا
وزیراعظم اور فواد پاشا وزیر خارجہ متعین ہوا یہ دونوں وزیر بھی نہایت لائق و فائق لوگ
تھے اور اپنی قابل قدر کوششوں سے انہوں نے تمام اندرونی اور بیرونی پیچیدگیاں سلجھائیں
انہوں نے دول یورپ کے سفیروں کو مداخلت سے روکدیا اور انہیں بیحد معقول و زبردست
دلائل سے بند کرکے خاموش رہنے پر کاربند کرادیا۔ اس طرح بوسینیا اور ہرزیگونیا میں
تو امن ہوگیا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد چند یورپین حکومتوں نے جزیرہ کریٹ میں بغاوت
برپا کرادی اور وہاں کے یونانی باشندے آمادہ شرارت ہوکر اپنے بھائی یونانیوں کے
ساتھ ملحق کردیئے جانے کی بےتکی ہانک لگانے لگے۔ مگر ترکی وزیروں نے اس معاملہ
کو بھی بآسانی رفع دفع کرلیا اور اس جزیرہ پر ایک لائق حاکم سامی پاشا نامی مقرر کردیا
جس نے اپنے حسن تدبیر سے بغاوت کی آگ فرو کرلی اور ملک میں امن وامان کی بحالی
ہوگئی۔ مسئلہ کریٹ کا خاتمہ ہوچکا تو ایک دوسری مرتبہ بلکہ تیسری آفت یہ برپا ہوئی۔ کہ
۱۲۷۴ھ کے ماہ ذی الحجہ میں بمقام جدہ" وہاں کے مسلمان باشندوں اور عیسائی نووارد
تاجروں کے مابین اسباب پر جھگڑا ہو پڑا کہ بعض مالکان جہاز نے اپنے تجارتی جہازوں پر
انگریزی نشان کو اڑایا تھا اور مسلمانوں کو اس سے اختلاف تھا اس لئے جانبین میں بات
بڑھی اور جدال و قتال کی نوبت آگئی فرانس کا قونصل جنرل اور انگریزی وائس کانسل
اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ یہ خبر آستانہ علیہ میں پہنچی تو باب عالی نے فوراً اسماعیل پاشا نامی
ایک افسر کو کسی قدر فوج دیکر تحقیقات اور مجرموں کی سزا دہی کیلئے روانہ کردیا۔ اور
فرنچ و انگلش سفیروں نے باب عالی میں یہ مشہور کردیا اور شکایت کی کہ انہوں نے اپنے جنگی

بیڑہ اور اس سے

بیڑے قاتلوں کی سزادہی کے لئے جدّہ کی طرف روانہ کر دئیے ہیں فواد پاشا وزیر خارجہ
نے سفراے مذکور کو جواب دیا کہ حکومت علیہ نے معاملہ کی تحقیقات کا مناسب انتظام
کر دیا ہے اور وہ نقصانات کا معاوضہ ادا کرنے پر بھی آمادہ ہے اس لئے انکو اپنی قوت
سے کام لینے کا کوئی موقع نہیں چنانچہ اسی عرصہ میں نامق پاشا حاکم مکہ مکرمہ نے مجرموں
کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ قائم بھی کر دیا تھا مگر ابھی وہ تحقیقات ہی کر رہا تھا کہ فرانس و
انگلستان کے جہازوں نے شہر جدّہ پر گولہ باری شروع کر دی اور پورے ایک دن تک
آتش فشانی کرتے رہے چنانچہ جسوقت دوسرے دن ترکی دخانی جہاز اسمٰعیل پاشا کو لئے
ہوئے جدّہ آگیا تو اسوقت انگریزی بیڑہ نے گولہ باری روکی اور ترکی افسر مع اپنی فوج کے
خشکی پر اترا جس کے ساتھ انگریزی بیڑہ کی بھی فوج خشکی میں آئی اور اسمٰعیل پاشا نے تحقیقات
کے بعد قاتلوں کو سزائے موت دی اسوقت اس جھگڑے کا خاتمہ ہوا اور غیر ملکی بیڑے
جدّہ سے واپس گئے ✦

حادثۂ شام

سنہ ۱۲۷۶ھ مطابق سنہ ۱۸۶۰ء میں ملک شام کی وہ آفت خیز بغاوت برپا ہوئی جس نے
وہاں کے مسلمان اور مسیحی باشندوں کو باہم کٹ مرنے کی وجہ سے سخت نقصان پہنچایا
اور دول یورپ کو سلطنت عثمانیہ پر آنکھیں نکالنے کا موقع دیا۔ بات یہ تھی کہ کوہ لبنان کے
مارونی عیسائی باشندوں اور دروز قبیلہ کے عرب مسلمانوں میں کچھ جھگڑا ہو پڑا اور دونوں
آپس میں لڑ پڑے اگرچہ عیسائیوں کی تعداد اپنے دشمن عربوں سے کئی حصہ زائد تھی لیکن
وہ اپنی کم ہمتی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث اور غیر ملکی لوگوں کے بہکانے میں آکر بہت
بری طرح قتل و غارت ہوئے دروز قبیلہ کے عربوں نے عیسائیوں کا خاتمہ کیا اور راشیا
کے دو مرکزوں میں بے شمار قتل کیا اور پھر اس آفت کا اثر دمشق تک پہنچ گیا چنانچہ
اس شہر کے باشندے ہمت سے کام نہ لیتے تو [illegible] دروز قبیلہ کے عرب انکی بھی [illegible]
بنا لیتے، [illegible] دروز کے عربوں نے بہت سے مرکزوں میں عیسائیوں پر غلبہ حاصل کر کے

انکو قتل کیا اور عثمان بک قائم مقام حصبیا اور احمد پاشا حاکم دمشق پران واقعات میں دروز والوں کی مدد کرنیکا الزام لگایا گیا اگرچہ وہ دونوں بالکل بری تھے کیونکہ جسوقت اس فساد برپا ہونے سے چار ماہ پہلے ملک شام کی چار پلٹنوں کو رومیلیا میں طلب کیا گیا تھا تو حاکم نے وہاں کی فوجی قوت گھٹانے کی مخالفت کرکے باب عالی اور محکمہ عسکری میں رپورٹ کی تھی کہ ملک میں بغاوت کا مادہ پک رہا ہے اس لئے فوج کا کم کرنا بہتر نہوگا۔ چنانچہ جب اس کی درخواست پر توجہ نہیں کیگئی تو اس نے استعفا پیش کیا اور وہ بھی نامنظور ہوا۔ مگر یورپ کے مورخین اس پاشا پر بار الزام ڈالتے اور اسی کو تمام خرابیوں کی جڑ بتاتے ہیں غرضکہ جب اس فساد کی شدت ہوئی اور دول یورپ نے اس میں مداخلت کرنی چاہی تو سب سے پہلے فرانس نے قدم بڑھایا لیکن انگلستان نے ابتداءً اسے روکدیا اور پھر خود بھی اس کے ساتھ ہوکر بذریعہ اپنے سفیروں کے باب عالی کو نہایت سخت یادداشت اصلاح مملکت کی نسبت روانہ کی۔ اور وزراے عثمانی نے زیر صدارت فواد پاشا کے باجلاس کونسل یہ فیصلہ کیا کہ بہت جلد ملک شام کو فوجیں روانہ کرنی چاہئیں اور فواد پاشا خود ہی اس سپاہ کی کمان پر گیا جہاں اس نے تحقیقات کے بعد بہت سے مفسد دروز عربوں اور دونوں ترکی افسروں کو سزاے موت دی اور بغاوت کو بہت جلد فرو کردیا اسپر بھی حریص اور بدنیت دول یورپ کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ انہوں نے باتفاق راے یہ فیصلہ کیا کہ فرانس بھی اپنی فوج ترکی سپاہ کی مدد کیلئے ملک شام کو روانہ کرے پہلے تو سلطان نے یہ بات منظور کرنے میں تامل کیا لیکن پھر یہ دیکھکر کہ یورپ کی طاقتوں کا ایکا ہوگیا ہے اس نے بھی اسے مان لیا۔ فرانسیسی فوج تعداد میں دس ہزار بماتحتی جنرل ڈوپول روانہ ہوئی اور اسکا مقصد یہ تھا کہ مارونی عیسائیوں کو دروز عربوں کے مظالم سے محفوظ رکھے۔ اس فوج نے بیروت میں پہنچکر امن وامان قائم پایا تو مداخلت کی ضرورت نہ دیکھی۔ بعض دول یورپ نے بیروت میں اپنے جنگی جہازات بھی ارسال کردئے تھے اور دولت علیہ نے بھی اپنا جنگی بیڑہ باتحتی قیصریہ لی احمد پاشا کے ارسال کیا۔ بعد ازاں یورپ کی زبردست حکومتوں نے اپنے وہ قائم مقام مقرر کئے جو بیروت میں زیر صدارت

فواد پاشا کے جمع ہوئے اور اس لائق وزیر نے اپنی سیاسی قابلیت کے ذریعہ سے
دول کے قائم مقاموں کو باہم مخالف بنا کر اُن سے اپنے حسب منشا کام لینا شروع کیا چنانچہ
بہت کچھ بحث و تنقیح کے بعد کوہ لبنان کے علاقہ کے لئے نئے قوانین حکومت تیار کئے
گئے وہاں ایک نیم خودمختار حکومت قائم کیگئی جسکا حاکم عیسائی مذہب کا شخص ہونا قرار
پایا جو براہ راست باب عالی سے احکام حاصل کرے اس یادداشت پر دول یورپ
نے تصدیق کردی اور داؤد پاشا ارمنی عیسائی وہاں کا حاکم بنایا گیا - اور ۵ جون ۱۸۶۱ء
تک فرانسیسی فوج وہاں مقیم رہکر پھر وہاں سے واپس چلی آئی - اس واقعہ کے مابین
سلطان الغازی عبدالمجید خان ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہوکر راہگرائے عالم بقا ہوگئے
اُنکی وفات ۱۷ ذی قعدہ ۱۲۷۷ھ (۲۵ مئی ۱۸۶۱ء) کو واقع ہوئی تھی اور وہ اُس
مقبرہ میں دفن ہوئے جو انہوں نے اپنی زندگی ہی میں بنوالیا تھا اور یہ مقبرہ مسجد سلطان سلیم
کے نزدیک بنا تھا - خدا مغفرت کرے یہ بڑے جلیل القدر سلطان، علم دوست، صلاح
پسند، اور مشہور تنظیمات خیریہ کے منصفانہ قوانین کو جاری کرنے والے تھے انہوں نے
ممالک عثمانیہ میں عدل و داد کا دور دورہ کردیا اور عثمانی فوج میں اصلاحیں داخل کرکے
اُس کی سابقہ شان و عظمت بحال کردی، انکے زمانہ میں علوم و فنون، تجارت و دستکاری
کی ترقی ہوئی، انہوں نے بہت سی خوشنما عمارتیں بھی بنوائیں ۱۲۶۵ھ میں مسجد نبوی صلعم
کو از سرنو بنوایا اور اُس کی چھتیں گنبددار کرادیں - چار سال میں اُس کی تعمیر ختم ہوئی تھی -
اسکے علاوہ انہوں نے حرمین شریفین میں اور بھی بہت سی عمارتیں بنوائیں اور ۱۲۷۵ھ
میں خانہ کعبہ شریفہ کا پرنالہ از سرنو بنوایا ۔

اور سب سے آخری وضع کے ایجاد شدہ آلات جنگ سے تبدیل کرنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ سرعسکر رشدی پاشا کو اسکی تعمیل کا حکم ملا اور یورپ سے بقدر ضرورت جدید آلات جنگ خرید کئے گئے اور فوجی ترتیب میں بھی مناسب ردو بدل سے کام لیا گیا۔ سلطان عبدالعزیز کا میلان طبع فوجی امور کی طرف اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے تمام عثمانی قلمرو کے رئیس زادوں اور شریف قبائل کے لڑکوں کی ایک خاص فوج ترتیب دی جنکا لباس وہی معمولی رہنے دیا جیسے وہ اپنے گھروں پر پہنتے تھے اور یہ جدید فوج اس قدر ہر دل عزیز ہوئی کہ اسمیں ہزاروں نوجوان شریف زادوں نے بخوشی داخل ہونا پسند کیا۔ سلطان نے فوجی انتظام سے فراغت حاصل کرکے قلعہ جات کی آراستگی اور انکے مسلح کرنے پر کمر ہمت باندھی اور سب قلعوں پر کارتوسی توپیں چڑھا دی گئیں جو تازہ ترین ایجادوں میں اعلیٰ درجہ کی مانی گئی تھیں اور خاص سلطنت کے کارخانہ اسلحہ سازی میں نئی قسم کی توپیں بنانے اور پرانی وضع کے ہتھیاروں کو توڑکر از سر نو انہیں جدید طرز پر تیار کرنے والی کلیں اور آلات بھی فراہم کئے گئے۔

بحری اصلاحیں:-

سلطان عبدالعزیز کے تخت پر بیٹھنے کے وقت محمد علی پاشا وزیر بحر تھا۔ مگر سلطان کی رغبت جنگی اصلاحات پر زائد تھی اور یہ شخص انکی تکمیل سے درجہ تک پہنچا نہیں سکتا تھا اس لئے وہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ مجلس بحری کا رئیس مصطفےٰ پاشا سنہ ۱۲۷۹ھ میں وزیر بحر مقرر ہوا پھر وہ بھی چند روز کے بعد اس جگہ سے ہٹا دیا گیا اور یہ جلیل القدر منصب آتش محمد پاشا کو ملا جس نے مشہور بحری وزیر قلیچ علی طاہر پاشا کے نقش قدم پر چلکر بحری مدرسہ کو وسعت دینے اور کارخانہ جہاز سازی میں اصلاح و ترقی کرنے پر کمر باندھی۔ اس نے اپنے عہد میں بحری مدرسہ سے کامیاب نکلنے والے طالب علموں میں سے چند لائق نوجوانوں کو منتخب کرکے انگلستان روانہ

کیا تاکہ وہ وہاں کے بحری مدرسوں میں اور جنگی جہازوں پر رہکر اپنی تعلیم کا
تکملہ کریں اور اس فن میں خوب مشق و مہارت بہم پہنچائیں۔ یورپ کے کارخانوں
سے کئی ایک زرہ پوش جنگی جہازات خرید کئے اور متعدد جنگی جہازات اپنے کارخانے
میں تیار کرائے، مدرسہ بحری میں اصلاح کو دخل دیا اور اس کی خواندگی درست
کی۔ فن جر ثقیل اور علم الآلات کی پڑھائی کا اسمیں اضافہ کیا اور اسی کے ساتھ زرہ پوش
جہازوں کی ساخت اور دیگر آلات وغیرہ کی تیاری کے لئے نئے کارخانے بنوائے
جنمیں عملی طور پر طلبہ کو کام سکھایا جاتا تھا محکمہ توپخانہ میں ایک خاص سررشتہ قائم کیا
جو بحری محکمہ کے متعلق ہر قسم کے جنگی آلات اور سامانوں کے بہم رکھنے کا ذمہ دار
تھا اور بعد میں اس سررشتہ کو مستشاریۃ البحریہ کے نام سے موسوم کیا گیا سنہ ۱۲۸۱ھ
میں لائق وزیر بحر آتش محمد پاشا دنیا سے چل بسا اور اس کی جگہ حاجی وسیم پاشا کو ملی
جو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلکر محکمہ بحری کی ترقی کیلئے کوشش کرتا رہا۔ اور
جسوقت اسے بغاوت جزیرہ کریٹ فرو کرنے کیلئے جنگی بیڑہ کا کمان افسر بنا کر
روانہ کیا گیا تو خلیل شریف پاشا کو اس کی جگہ وزیر بحر مقرر کیا گیا اور سلطان نے
ایک فرمان صادر کرکے اسے عثمانی بحری قوت کو اعلےٰ مرتبہ پر پہنچانے کی ترغیب
دی اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ "دولت علیہ کی بحری قوت میں دو صیغے ہیں۔
اوّل تیاری اور درستی جہازات کا صیغہ اور دوم جنگی مہارت اور کارگزاری کا صیغہ
آخر الذکر صیغہ دلیر وشجاع بحری سپاہیوں اور افسروں کی کوشش سے تعلق رکھتا
ہے اور دوسرے صیغہ کا کام کسی لائق آدمی کے ہاتھ میں رہنا چاہئے جو ہر وقت
بحری قوت کو اعلےٰ پیمانہ پر لیجانے کا خیال پیش نظر رکھکر صرف جہازوں کی تیاری و
درستی کا دلدادہ رہے اور اس کام کیلئے مابدولت واقبال کی نظر میں خلیل پاشا
کے سوا کوئی اور شخص نہیں جسکی کاردانی اور حسن خدمات کو ہم تسلیم کرتے اور
اسے اس خدمت پر مامور کرتے ہیں۔ خدا اسکو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق
دے اور ہمیں بھی توفیق خیر مرحمت کرے" اس فرمان کے صدور کے بعد محمد علی

نام	طول	عرض	عمق	کہاں بنا ہے ؟	کس سنہ میں بنا
نیا پتھر کا حوض	۲۸۰ فٹ	۹۰ فٹ	۲۷ فٹ	باب الفرنگیہ نزد یایہ	سنہ ۱۲۸۶ھ
متوسط پتھر کا ,,	۲۵۵	۶۰	۳۰	دو حوضوں کے مابین	سنہ ۱۲۷۱ھ
حوض مضاعرش	۳۰۰	۶۵	۳۵	محلہ قاسم پاشا کے نزدیک	سنہ ۱۲۲۶ و ۱۲۹۳ھ
چوبی تیر والا حوض	۲۵۵	۵۳	۳۳	تیرسانہ کے نزدیک	سنہ ۱۲۸۷ھ
نیا حوض	۳۰۰	۶۵	۳۳	انیدلی قواق	سنہ ۱۲۸۰ھ
دستگاہ پتھری	۳۰۰	۶۰	۳۲.۵	,,	سنہ ۱۲۸۳ھ

سلطان کو بحری قوت سے اسقدر دلچسپی تھی کہ اُس نے اپنے فرزند شہزادہ
محمود جلال الدین کو بحری سپاہ کے رتبہ ملازم پر مامور کیا اور اسی وجہ سے بحری سپاہ
کو بہت سر رشتہ ملی آنکے حوصلے بڑھ گئے اور اس سے پہلے سلطان نے اپنے دو بڑے
بیٹے شہزادہ یوسف عز الدین آفندی کو بری فوج میں داخل کر دیا تھا (سنہ ۱۲۸۵ھ) غرضکہ
سلطان عبد العزیز کی کوششوں کا نتیجہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ کے تمام محکموں اور
صیغوں میں نئی روح پھونک گئی - بحری اور بری فوجوں کا انتظام درست ہوا - پہاڑی قلعوں
کی مرمت کیگئی جدید قلعے مشرقی اور مغربی سرحدوں پر اور آبنائے ڈارڈنلز اور
باسفورس کے سواحل پر تعمیر ہوئے - پرانی نسبت قلعوں پر نئی اور تازہ ایجاد شدہ کروپ
اور آرمسٹرونگ توپیں چڑھا دیگئیں، عثمانی کارخانہ اسلحہ سازی میں ایسی اصلاح کر لیگئی
کہ نئے قسم کی بندوقیں وہیں بننے لگیں اور ان بندوقوں سے اعلیٰ نہیں جو غیر ممالک سے
خرید کر منگوائی جاتی تھیں ملکی دستکاری کا رواج گھٹا رہا تھا وہ آیا وہ ہو گئی - قلمرو عثمانیہ
میں بعض شکلیں یا رود بنانے والے کارخانے ستکاری موجود تھے انکو بھی ترقی دیگئی اور
انہیں حسب ضرورت اصلاحیں و تبدیلیاں کی گئیں ۔۔

پاشا دوبارہ وزیر بحریہ بنایا گیا اور خلیل پاشا کو صرف مشیر توپخانہ رہنے دیا گیا کیونکہ یہ عہدہ بہت اہم تھا اور ضرورت تھی کہ ایک لائق شخص بہت دنوں تک اسی طرف متوجہ رہے - دولت عثمانیہ نے بہت سے لائق کاریگر اور استاد بحری مدرسہ اور کارخانہ کے لئے انگلستان سے طلب کر کے اپنے مدرسے کے نوجوان طالب علموں کی تعلیم پر مقرر کئے تھے اور جب ان طالب علموں میں سے کوئی طالب علم کسی فن میں بعد امتحان کامل اُترتا تو اُسے مدرس کی جگہ پر مقرر کر کے انگریز مدرس کو الگ کر دیا جاتا - انگلش سفیر نے اس کارروائی پر اعتراض بھی کیا لیکن سلطان نے اُسے قائل بنا کر خاموش کر دیا ۔

وزیر بحر کے عہدہ پر جلدی جلدی لوگوں کا تبدیل ہوتا رہا اور ہر شخص اپنے وقت میں نہایت لیاقت کے ساتھ کام کرتا گیا یہاں تک کہ عثمانی بحری قوت بہت ترقی کر گئی اور اس میں پچیس زرہ پوش جنگی جہاز علاوہ بہت سے غیر زرہ پوش جنگی جہازوں کے بہم ہو گئے جن کی وجہ سے دولت عثمانیہ کا شمار اول درجہ کی بحری حکومتوں میں ہونے لگا اور یہ سب سلطان عبد العزیز کی کوششوں اور عنایتوں کا نتیجہ تھا کیونکہ زرہ پوش جہازوں کی بنا عثمانی بحری قوت میں اسی سلطان نے ڈالی - محمود علی پاشا کے بعد ناشق پاشا وزیر بحر مقرر ہوا اور اس کے بعد ۱۲۸۸ھ میں [illegible] پاشا ۱۲۸۹ھ میں قیصریلی احمد پاشا ۱۲۹۱ھ میں احمد وفیق پاشا ۱۲۹۲ھ میں [illegible] پاشا اور قیصریلی احمد پاشا بار دیگر وزیر بحر مقرر ہوا اور قسطنطنیہ کا کارخانہ جہاز سازی یورپ کی دول عظام کے بحری کارخانوں کا مقابلہ کرنے لگا اور اس کے علاوہ ازمیر اور بصرہ کے دارالصناعتوں کو بھی بڑی ترقی نصیب ہوئی قسطنطنیہ کے دارالصناعت میں جہازوں کی مرمت اور تیاری کے لئے ایک [illegible] اور [illegible] بنایا گیا تھا ۔

(سلسلہ مضمون آئندہ)

نام	طول	عرض	عمق	کہاں بنا ہے ؟	کس سنہ میں بنا
نیا پتھر کا حوض	۳۸۰ فٹ	۹۰ فٹ	۲۷ فٹ	باب الفتح کے نزدیک ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
متوسط پتھر کا "	۲۵۵	۶۰	۳۰	دو حوضوں کے مابین	سنہ ۱۲۳۱ھ
حوض مضاعف	۴۰۰	۶۵	۳۵	محلہ قاسم پاشا کے نزدیک ہے	سنہ ۱۲۲۸ و ۱۲۹۳ھ
چوبلی تپہ والا حوض	۲۵۵	۵۲	۳۲	ترسانہ کے نزدیک ہے	سنہ ۱۲۸۷ھ
نیا حوض	۴۰۰	۶۵	۳۳	انیدلی قواق	سنہ ۱۲۸۰ھ
دستگاہ پتھری	۴۰۰	۶۰	۳۲۵	"	سنہ ۱۲۸۳ھ

سلطان کو بحری قوت سے اس قدر دلچسپی تھی کہ اس نے اپنے فرزند شہزادہ محمود جلال الدین کو بحری سپاہ کے رئیر اڈمرل کے عہدہ پر مامور کیا اور اسی وجہ سے بحری سپاہ کو بہت مسرت ہوئی ان کے حوصلے بڑھ گئے اور اس سے پہلے سلطان نے اپنے دوسرے بیٹے شہزادہ یوسف عزالدین آفندی کو بری فوج میں داخل کر دیا تھا (۱۲۸۳ھ) غرضکہ سلطان عبدالعزیز کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ کے تمام محکموں اور صیغوں میں نئی روح پھونک گئی۔ بحری اور بری فوجوں کا انتظام درست ہوا۔ پرانے قلعوں کی مرمت کی گئی جدید قلعے مشرقی اور مغربی سرحدوں پر اور آبنائے ڈارڈنلز اور باسفورس کے ساحل پر تعمیر ہوئے۔ پرانی نسب قلعوں پر نئی اور تازہ ایجاد شدہ کروپ اور آرمسٹرانگ توپیں چڑھا دی گئیں۔ عثمانی کارخانہ اسلحہ سازی میں ایسی اصلاح کر دی گئی کہ نئے نمونہ کی بندوقیں وہیں بننے لگیں اور ان بندوقوں سے اعلیٰ نہیں جو غیر ممالک سے خرید کر منگوائی جاتی تھیں۔ ملکی دستکاری کا رواج بڑھا دیا تھا اور آباد ہوئی۔ قلمرو عثمانیہ میں جس قدر کلیں یا بارود بنانے والے کارخانے سرکاری موجود تھے ان کو بھی ترقی دی گئی اور انہیں جدید اصلاحوں سے آراستہ کیا گیا۔

نمائش گاہ قسطنطنیہ :-

سلطان عبدالعزیز کا حقیقی مدعا ملکی دستکاری کی ترقی اور تجارت کی گرم بازاری کو بڑھانا تھا اسواسطے انہوں نے تخت نشین ہوتے ہی آستانہ علیہ میں ایک بڑی نمائش گاہ کھولنے کا فرمان صادر کیا اور رجب ۱۲۷۹ھ میں اس کی عمارت بنکر تیار ہوگئی تو بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ بذات خاص اسکا افتتاح فرمایا - اس موقع پر خدیو اسمٰعیل پاشا حاکم مصر بھی سلطان کے ساتھ موجود تھے - نمائش گاہ میں دس وسیع کمرے تھے اور ہر کمرہ میں ایک ایک خاص قسم کی دستکاری اور ملکی پیداوار کے نمونے رکھے تھے جو تمام عثمانی قلمرو سے بڑے اہتمام کے ساتھ منگوائے گئے تھے اس نمائش گاہ کا بہترین حصہ وہ مقام تھا جہاں اعلےٰ درجہ کی مرصع بجواہر چیزیں قیمتی جواہرات اور نفیس اسلحہ سلاطین آل عثمان کی یادگار کے جمع کئے گئے تھے اور زبان و قلم انکے بیان و تشریح کی طاقت نہیں پاتے نمائشگاہ کے وسط میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا حوض بنایا گیا تھا جس کے وسط میں فوارہ کا چھوٹنا بڑا لطف دیتا تھا اور اسی طرح بہت سی عجیب و غریب چیزیں مہیا کی گئی تھیں +

سلطان کا ملک مصر کی سیر کو جانا :-

چونکہ سلطان کو اپنے قلمرو کے حالات معلوم کرنے کا بیحد شوق تھا اسواسطے وہ ملک مصر کی سیر کو تشریف لیگئے ۱۲۷۹ھ میں عثمانی جنگی بیڑہ جلو میں ساتھ لیکر شہزادوں میں سے مراد آفندی سلطان سابق اور ہمارے موجودہ سلطان عبدالحمید خان اور رشاد آفندی اور یوسف عزالدین آفندی تھے اور وزیروں میں سے فواد پاشا اور امیر البحر آتش محمد پاشا تھے نیز بہت سے امراء، افسران فوج اور سپاہیوں کے ہمراہ رکاب تھے - جب وہ قسطنطنیہ سلطان بندرگاہ اسکندریہ میں پہنچے تو خدیو اسمٰعیل پاشا نے بڑے دھوم کے ساتھ استقبال کیا سلطان نے اسکندریہ کی سیر فرما کر اور سیدی ابراہیم کی مسجد میں نماز پڑھکر قاہرہ کی طرف

سفر فرمایا اور وہاں بھی بڑی دھوم سے آپکے مقام عالی کے حسب حال مراسم استقبال ادا کیے گئے، سلطان نے سادات مصر کی زیارت سے شرف حاصل کیا اور تمام مسجدوں تکیوں، اور خاصکر جامع ازہر شریف کو بہت بڑے بڑے شاہی عطیات مرحمت فرمائے اور پھر کچھ دنوں قیام فرماکر آستانہ علیہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مصری رعایا سلطان کی زیارت سے اسقدر شاد تھی کہ حد بیان سے باہر ہے ؎

سلطان عبدالعزیز کے عہد میں اندرونی اشتعال اور لڑائیوں کے حالات

جبل اسود کے واقعات

دولت عثمانیہ کے سایۂ اقتدار کو شاخ سے کم کرنے میں دول یورپ نے جو کچھ کوششیں کی ہیں انکا حال اس تاریخ کے مشاہدہ کرنے والوں پر مخفی نہ ہوگا اور آجتک یہ کیفیت بدستور موجود ہے کہ ہر روز ایک نئی چال سے ترکی علاقوں کو اس سے الگ کیا جاتا ہے اور اس کے خدانخواستہ ٹکڑے کر ڈالنے کا سامان کیا جا رہا ہے چنانچہ جب انہوں نے سلطنت عثمانیہ کو رعایا پروری اور اصلاح ملک کی جد و جہد میں مصروف اور اس طریقہ میں کامیاب ہوتے دیکھا تو انکی شرارت کی رگ پھڑکی اور انہوں نے تمام اطراف ممالک میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت تخم فساد بونا شروع کیا تاکہ خواہ مخواہ ہمکو دخل دینے کا موقع ملے چنانچہ بوسنیا، اور ہرزیگوینا، کی بغاوتوں کے بعد دوسرا سلسلہ بغاوتوں کا جبل اسود کے علاقہ سے شروع ہوا اور پہلے تو یہ شورش ۱۲۶۸ھ میں پرنس [illegible] کی معزولی اور اسکی جگہ [illegible] پرنس [illegible] کے تقرر سے رفع ہوگئی لیکن چونکہ منشا اسی علاقہ میں بد امنی کا قائم رکھنا تھا اسلئے [illegible]

زبردست فوجی کالم زیر سپہ سالاری سردار عمر پاشا کے اس ملک کی جانب ارسال کئے
ایک کالم پر عبدالکریم نادر پاشا دوسرے پر درویش پاشا، اور تیسرے کالم پر حسین عونی
پاشا کو سردار بنایا گیا تھا اور پھر انکی عام افسری سردار عمر پاشا کو دیگئی تھی جنہوں ان فوجوں کے
ساتھ تین سمتوں سے جبل اسود کے علاقہ پر حملہ کرکے باغیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے مقام
چتینہ پایہ تخت جبل مذکور تک پہنچکر دم لیا اسوقت پرنس ڈنیلو امیر جبل مذکور نے
امان طلب کرکے دولت علیہ کی یہ شرط مان لی کہ وہ اپنے باپ میرکو کو علاقہ جبل
اسود سے نکال دیگا اور سلطنت عثمانیہ کو سرحد جبل اسود پر فوجی قوت رکھنے کے لئے
چند قلعے اور مورچے بھی بنا لینے دیگا تاکہ اس قلعہ کے مفسد سر نہ اٹھا سکیں اور ذرا بھی
شرارت کریں تو عثمانی سپاہ انکا سرکچل ڈالے۔ مگر جب عثمانی سپاہ وہاں سے واپس
چلی گئی تو اس نے اپنے اقرار سے بعض یورپین سلطنتوں کی شہ پاکر پھرجانا مناسب
سمجھا اور اس کے بعد فرانس و روس نے دخل در معقولات بنکر باب عالی کو اس کی
سرکوبی سے روکدیا اور سلطنت علیہ نے جسقدر مصارف پہلی مرتبہ اس جنگ میں
برداشت کئے تھے سب کو یوں رائگاں کرادیا کہ ۱۲۸۰ھ میں باب عالی کو وہ قلعے
اور مورچے منہدم کرنے پڑے جو اس نے سرحد جبل اسود پر بنوا لئے تھے اور جبل اسود
[illegible] تسلیم کرنا پڑا۔ اور یہ سب یورپ کے ایما اور ان کی کوشش کا
نتیجہ تھا۔

جنگ سرویا۔

پیرس کے معاہدہ نے اس ملک کو ترکی کے زیر حمایت خود مختار ملک تو بنا
ہی دیا تھا مگر دولت علیہ کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اس ملک کے چھ قلعوں میں اپنی محافظ
سپاہ رکھ سکیگی۔ ۱۲۷۶ھ میں بوسنیا اور ہرزیگوینا کی بغاوتوں کے بعد سے پھر اس
ملک میں شورش کا دور شروع ہوا اور اہل سرویا نے بہت سی باتوں میں ترکوں سے مقابلہ
اور عداوت کا اظہار کیا، پھر کیا تھا دول یورپ دوڑ کر بیچ میں آگئیں اور ان کے

سفیروں نے باب عالی کی رضامندی سے آستانہ علیہ میں ایک کانفرنس قرار دی جسمیں سلطنت عثمانیہ کی طرف سے عالی پاشا وزیر اعظم قائم مقام تھا اور بہت کچھ رد و بدل کے بعد کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ ترکی سپاہ دو قلعوں کو چھوڑ کر صرف چار قلعوں یعنی بلگریڈ، سمندرہ، فتح الاسلام، اور شیانس پر قابو رکھے۔ یہ قرار داد سنہ ۱۲۷۹ھ میں ہوئی تھی لیکن روسی گورنمنٹ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور وہ برابر یہی اصرار کرتی رہی کہ دولت علیہ سرویا کو تمام و کمال آزاد کر دے چنانچہ جنرل اغناتیف روسی سفیر نے آستانہ علیہ میں ایسی چالیں چلیں کہ آخر باب عالی کو سرویا سے قطع تعلق کرنا ہی پڑا اور ترکی سپاہ باقی چاروں قلعوں کو بھی خالی کر کے ہٹ آئی۔ دول یورپ کی طرف سے سرویا کو آزاد بنانے کی یہ دلیل پیش کی جاتی تھی کہ جبتک ترکوں کے قدم ملک میں رہینگے امن و امان کا قائم ہونا محال ہے اور اس دلیل کی معقولیت ظاہر ہے۔ لیکن دولت علیہ کو مخالفین کے اتحاد اور کریٹ کی بغاوت نے مجبور بنا دیا کہ وہ خون کے گھونٹ پیکر اس سراسر غیر منصفانہ فیصلہ کو مان لے۔ ترکی فوجوں کے سرویا سے نکلتے ہی لازم آیا کہ وہاں جسقدر مسلمان خاندان آباد تھے وہ بھی ملک چھوڑ دیں ورنہ اُنکی زندگی محال تھی اور دولت علیہ کو اُنکے املاک کا معاوضہ بھی بھرنا پڑا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح پر ترکوں کا اثر سرویا سے محو کر دیا گیا اور برائے نام بلگریڈ کے قلعہ پر سربی نشان کے ساتھ ترکی علم کا اُڑانا ماتحتی کی علامت شمار ہوا۔ قسطنطنیہ کے ترک باشندوں میں اس امر سے سخت جوش پیدا ہو گیا تھا اور اگر سلطان پہلے سے روک تھام کا انتظام نہ کر چکا ہوتا تو غالباً بڑی زبردست اندرونی بغاوت برپا ہو جاتی ✦

مالڈیویا اور والیشیا کے حالات

یہ دونوں ملک جنکا مجموعی نام رومانیا ہے اپنا حاکم جان الگزینڈر چنا تھا جسکو باوجود باغیانہ خیالات رکھنے کے باب عالی نے یہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا سنہ ۱۲۷۵ھ

میں اپنی تقرری کے بعد ہی سے اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ رومانیا کے کنیسہ کو
قسطنطنیہ کے بطریک کی ماتحتی سے الگ کر لے اور بہت کچھ جھگڑوں بکھیڑوں کے بعد
آخر ۱۲۷۱ھ میں باب عالی کی تائید سے وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا کیونکہ باب
عالی کا مدعا یہ تھا کہ کسی طرح معاملہ ختم ہو جائے ورنہ دول یورپ کی مداخلت اور اپنی کمزوری
سے مزید نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کامیابی کے بعد امیر مذکور نے کچھ
ایسی بے اعتدالیاں اور سختیاں کیں کہ دونوں ماتحت ملکوں کے سربرآوردہ لوگ
اس کے جانی دشمن بن گئے اور ۱۲۸۲ھ میں اس سے زبردستی استعفا لے لیا۔ پھر
کیا تھا دول یورپ کو اس کا جانشین انتخاب کرنے میں دخل دینے کا موقع مل گیا کیونکہ
معاہدہ پیرس اس بات کو قرار دے چکا تھا مگر روسی حکومت نے قصداً دخل دینے سے
پرہیز کیا تھا کہ وہ اپنا حق مداخلت کسی اور موقع کیلئے محفوظ رکھے۔ دول یورپ نے
باتفاق باہمی پرنس شارل ہوہنزولرن کو جو شاہی خاندان پروشیا کا ایک ممبر تھا
رومانیا کا حاکم بنانا تجویز کیا اور باب عالی سے اس کی منظوری چاہی لیکن باب عالی
نے اس تجویز کو نہیں اور اس نے اس انتخاب کو بقوت روکنے کیلئے سرحدوں پر
فوجیں بھی روانہ کر دیں کہ اتنے ہی میں کریٹ کی دوسری بغاوت کا غلغلہ برپا ہوا
اور ترکی کو مجبوراً دیگر دول کا فیصلہ مان لینا پڑا تا کہ دو طرفہ چوٹ سنبھالنے کی قوت
میں نہ پڑ جائے ۔

بغاوت جزیرہ کریٹ :-

۱۲۸۳ھ۔ فاضل ترک عالم اور مورخ احمد مدحت آفندی نے اپنی کتاب
"اُس الانقلاب" میں جو رسالہ اس بغاوت کے متعلق تحریر کی ہے اُس کا خلاصہ
یہ ہے کہ :-
"جس وقت سلطنت عثمانیہ ملکی اصلاح کی سعی کرنے پر مستعد ہوتی ہے اُسی وقت
روسی حکومت قسم قسم کی ریشہ دوانیوں کا بیج بونے اور اسے اندرون ملک کی حالت

شندہارسے میں ناکام بنانے کی درپے ہوجاتی ہے یہ اُسکا ایک معمولی کام ہے جسکو وہ
ہرحالت میں ضرور کریگی چنانچہ اس مرتبہ بھی اُس کی آنکھوں میں دولت علیہ کا بڑی اور
بحری فوج میں اصلاح سے کام لینا خار بنکر کھٹکا اور اُس نے عیسائی باشندگان کریٹ
کو جو ابتدائے عالم سے بغاوت اور قتل و غارت کے عادی چلے آتے ہیں یہ دلفریب
وعدے دیکر کہ تم عثمانیوں کے مقابلہ میں شورش برپا کردگے تو تمکو اعانت دیکر آخر
میں اُنکی ماتحتی سے آزاد اور یونان کی حکومت سے ملحق کرادیا جائیگا اور روسی اور
یونانی حکومتیں تمکو ہرقسم کی مدد دینگی۔ کریٹ کے عیسائی باشندے ان باتوں کے
دام میں پھنس گئے اور بغاوت برپا کردی جب اُنکا معاملہ بہت بڑھگیا تو سلطنت عثمانیہ
نے فوجی قوت بھیجکر اُنکی سرکوبی کردینے کا ارادہ کیا آخر میں باغیوں پر یہ بات بھی
کھل گئی کہ بحری قوت رکھنے والی یورپین حکومتیں اُنکی طرفدار نہیں بن سکتی ہیں
کیونکہ وہ جزیرہ کریٹ کو سلطنت عثمانیہ سے الگ کرنے پر راضی نہیں اور اسکے
بعد دولت علیہ نے بماتحتی مصطفیٰ پاشا کریٹی کے سنہ ۱۲۸۳ھ میں باغیوں پر فوجکشی کردی
اور سپہ سالار مذکور کو حکم دیا کہ پہلے باغیوں کو اتمام حجت کے طور پر مائل بہ امن
رہنے کی ترغیب دے اور اُنہیں فہمائش کرے اور جب وہ نہ مانیں تو بمجبوری تلوار
اُٹھائے۔ پاشائے مذکور نے بہت کچھ سر مارا کہ کسی طرح باغی راہ راست پر آجائیں اور
فتنہ و فساد برپا کرنا چھوڑ دیں مگر باوجود اسکے کہ باغی عیسائیوں کو اس پاشا کے ساتھ
موانست بھی تھی اُنہوں نے شرارت سے باز آنا منظور نہیں کیا غرضکہ جب وقت تلوار
کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تو مصطفیٰ پاشا نے لڑائی چھیڑدی
اسی سال ماہ ربیع الاول میں مصر کے فرمانروا خدیو اسمٰعیل پاشا نے بھی چھ پیادہ پلٹنیں
اور کچھ ایک توپخانہ کی باٹری کمک کے طور پر کریٹ کو ارسال کیں جنکا کمان افسر
شاہین پاشا تھا اور اُس کے بعد اس سپاہ کی افسری اسمٰعیل سلیم پاشا فریق ناظر
جہادیہ کو ملی جو بڑا مشہور بہادر تھا اور جب وہ بھی شہادت پاگیا تو اُس کی جگہ عبداللہ [illegible]
پاشا توپچی کو دی گئی۔ اس کے بعد محمد رشدی پاشا کے وزیر اعظم کے عہدہ سے مستعفی

ہوجانے اور محمد امین عالی پاشا کے وزیر اعظم مقرر ہونے پر سلطان نے ۲ شوال ۱۲۸۳ھ کو مصطفیٰ پاشا کے نام یہ حکم بھیجا کہ وہ کریٹ سے آستانہ علیہ کو چلا آئے اور اس کی جگہ عمر پاشا افواج کریٹ کا سپہ سالار مقرر کیا گیا جو ابتدا میں بڑی سرگرمی کے ساتھ باغیوں کی سرکوبی کرتا رہا۔ باغیوں کو سامان جنگ بیرونی ملکوں سے ملا کرتا تھا اور خاصکر یونان سے انکی رسد کی ڈاک لگی رہتی تھی جو ترکی حکام کی غفلت کا نتیجہ تھا کیونکہ باوجود اسکے کہ ترکی جنگی بیڑہ جزیرہ کو ہر طرف سے محاصرہ کئے تھا باغیوں کے پاس غیر ممالک سے رسد اور سامان جنگ کا آنا کیونکر ممکن ہوتا جبتک کہ ترک بحری افسر غفلت و بے پروائی نہ کرتے۔ اسی واسطے دولت علیہ نے جزیرہ کے بحری محاصرہ کیلئے سخت احکام نافذ فرمائے اور ان تمام دول یورپ کو بھی اس بات کی اطلاع دیدی جنکے جنگی جہازات اس جزیرہ سے ہجرت کرنے والے عیسائی خاندانوں کو دولت عثمانیہ کی اجازت سے دوسرے مقامات کی طرف لیجاتے تھے۔

بغاوت کریٹ کے زمانہ میں بحری قوت کی حرکتیں

بغاوت کریٹ کا آغاز ہوتے ہی دولت علیہ نے ایک زبردست جنگی بیڑہ جسمیں کئی ایک زرہ پوش، اور فرقاطہ، جہازات اور تارپیڈو کشتیاں تھیں۔ فریق ابراہیم پاشا مورہ لی کی ماتحتی میں اس جزیرہ کی طرف روانہ کیا (۱۲۸۳ھ) اور پھر ۱۲۸۴ھ میں سابق قبودان مشیر حاجی رستم پاشا اس بیڑہ کا عام کمان افسر متعین ہوا۔ اور فریق ابراہیم پاشا اسکا نائب رکھا گیا۔ ترکی بیڑہ کے علاوہ خدیو اسماعیل پاشا نے بھی چند مصری جنگی جہازات ارسال کئے جنکی کمان قاسم پاشا کے ہاتھ میں تھی۔ یونان کی باغیانہ کمیٹیاں جزیرہ کریٹ کے شورہ پشت عیسائی لوگوں کے لئے بڑا تیز نما۔ دخانی جنگی جہازوں پر سپاہ و سپاہی سامان جنگ ارسال کرتے رہنے کی ڈاک لگا

رکھی تھی مگر جب دولت علیہ کے جنگی جہازوں نے سختی کے ساتھ سواحل جزیرہ کی
نگرانی شروع کی تو ایک ترکی جہاز عزالدین نامی کی ایک یونانی تیز رفتار جہاز سے
مڈبھیڑ ہوگئی اور اس نے یونانی جہاز کا تعاقب کیا چنانچہ جب یونانی جہاز کو بھاگنے
کا راستہ نہ ملا تو وہ سواحل کریٹ کی ایک کھاڑی میں جسکا نام قپو کریو تھا گھس گیا
اور وہاں اس کے ملاحوں نے خشکی میں اتر کر جہاز کو آگ لگا دی تاکہ ترکوں کو
اسپر لدا ہوا سامان جنگ نہ مل سکے اور وہ خود پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ ترکی
ملاحوں نے اس نیم سوختہ جہاز کو گرفتار کرکے بندرگاہ سودہ تک پہنچا دیا جہاں اسکی
معمولی مرمت کرکے اسے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کر دیا گیا تاکہ وہاں اسے از سرنو
درست کیا جاسکے اس جہاز کا نام ارکادی تھا اور اب دوسرے جہاز کی جستجو ہونے
لگی جو انوسیس نامی تھا اور وہ مملکت یونان کے بندرگاہ پیرہ میں دستیاب ہوا اور
جب ترکی جہازوں نے اس کو وہاں کی حکومت سے طلب کیا تو باغیانہ خیالات
کی انجمن نے وہاں کی حکومت کو جہاز کی حوالگی سے روک دیا اور اسوجہ سے
دولت علیہ نے حکومت یونان کو بھی شریک بغاوت ہونیکا ملزم ٹھیرا کر اس سے
پولیٹکل تعلقات قطع کر لئے اور اپنا زرہ پوش جہازوں کا طاقتور جنگی بیڑہ بندرگاہ پیرہ
کی جانب بماتحتی ایڈمرل ہوبرٹ پاشا انگریز امیرالبحر (ملازم سلطنت عثمانیہ) کے
بغرض محاصرہ روانہ کر دیا۔ اور جب ٹرکی اور یونان کے مابین جنگ ہونی اٹل ہوگئی
تو دول یورپ نے بیچ بچاؤ کیلئے دخل در معقولات بنکر فرانس کو پیشوا بنا کے قدم
بڑھایا اور مطالبہ کیا کہ ایک مابین الاقوام کمیشن جزیرہ کریٹ میں بھیجا جاوے تاکہ وہ
اسباب بغاوت کی تحقیقات اور اس کے فرو کرنے کی مناسب تدابیر عمل میں لائے
پہلے تو تمام دول کے اسپر متفق نہونے کے باعث باب عالی اس تجویز سے منکر ہوگیا
اور اس نے صدر اعظم عالی پاشا کو اعلےٰ پولیٹکل کمشنر بنا کر جزیرہ مذکور کی طرف روانہ
کر دیا۔ اور اس نے اپنی خداداد لیاقتوں سے کام لیکر باغیوں کو تسکین اور دلجمعی
دینے میں کامیابی حاصل کی پھر وزیر مذکور نے ایک مفصل رپورٹ دربار سلطانی

میں ارسال کی شکایت کی بنیاد پر عمر پاشا کو سپہ سالاری کریٹ سے الگ کر دیا گیا
کیونکہ اُس نے جیسی چاہیئے ویسی مستعدی سے کام نہیں لیا تھا۔ کیونکہ پھر بھی وہ
غیر ملک اور غیر نسل کا آدمی تھا اُسے دولت علیہ کی فتح یا شکست کی کیا فکر پڑی تھی
اور یہی حالت اُن غیر ملکی لوگوں میں سے بیشتر افراد کی تھی جنکو سلطنت عثمانیہ نے اپنے
جلیل القدر منصب دے رکھے تھے اور اُن نمک حراموں نے اُس ولی نعمت کا
گلا کاٹا۔ غرضکہ عمر پاشا کی جگہ حسین عونی پاشا حاکم کریٹ متعین ہوا اور اُس نے
اپنے فرائض بخوبی تمام انجام دیکر رعایا و برایا سبکو خوش و خرم رکھا۔ پھر اس کے
بعد دول یورپ نے شہر پیرس میں ایک کانفرنس مقرر کی جسمیں دولت عثمانیہ کیطرف
سے فواد پاشا نائب مقرر ہوا اور اُس نے اپنی سیاسی قابلیت سے کام لیکر
اسقدر سخت لہجہ میں کانفرنس کے سامنے تقریر کی کہ دول یورپ کے دماغ ٹھنڈے
ہوگئے اور اُنہوں نے اُن حقوق اور رعایتوں میں کمی کر دی جو پہلے سلطنت عثمانیہ سے
اہل کریٹ کو دلوانا چاہتی تھی۔ چنانچہ سلطان نے ۱۲۸۶ھ میں کریٹ والوں کو ایسے
حقوق عطا فرمائے جس سے بغاوت کا خاتمہ ہوگیا اور زائد ترکی اور مصری فوجیں
واپس آگئیں۔ خدیو اسمٰعیل نے مصری فوج کے واپس آنے پر بوجہ اُس کی دلیری
اور کارگزاری کے بڑے جلوس کے ساتھ اُسکا استقبال کرایا اور فی الحقیقت مصری سپاہ
نے جنگ ارکاڈی میں بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ کریٹ کا جھگڑا فیصل ہو چکا۔ تو
جنرل اگناٹیف روسی سفیر نے باب عالی میں اس بات کی کوشش شروع کی کہ
مدحت پاشا کو صوبہ داری ڈنیوب سے الگ کرا دے کیونکہ یہ لائق افسر بڑی
خوبی کے ساتھ اُس علاقہ میں انتظام اور اصلاح کر رہا تھا اور یہ روسی حکومت کے لئے
بے حد ناگوار بات تھی اور اُسکو اپنی آرزوئیں حاصل کرنے سے مانع آ سکتی تھی جنہیں اُسنے
بلغاری نوجوانوں کے دلوں میں تخم فساد بو کر اُنکو آمادۂ بغاوت کر کے آئندہ فوائد کی
بابت قائم کیا تھا۔ مگر سلطان نے مدحت پاشا کا قبول کرنا قبول نہیں کیا۔ چنانچہ
روسی حکومت نے اسی بات سے ناراض ہو کر صوبہ ڈنیوب کی عیسائی رعایا میں

بغاوت انگیز خیالات کی اشاعت شروع کر دی لیکن مدحت پاشا کی بیدار مغزی نے روسی ایجنٹوں کی بُری طرح خبر لیکر تمام منصوبے شکست کر دئیے ۱۲۸۵ھ میں عراق کے چند عرب قبائل نے بھی اپنے خود غرض سرداروں کی باتوں میں آکر بغاوت برپا کی اور اُنپر بھی دولت علیہ نے دغاوہ، دیوانیہ، حلّہ، اور کربلا کی لڑائیوں میں فتح پاکر شورش مٹا دی ٭

عسیر (یمن) کی بغاوت اور صوبۂ نجد (عرب) کے حالات

سابق الذکر وہابیوں کی لڑائیوں کے بعد دولت علیہ نے ایک سخت سیاسی غلطی یہ کی کہ اُس نے ملک عرب کے صوبوں سے اپنا اثر حکومت بہت جلد گھٹا دیا اور وہاں کی نگرانی صرف اُن شیوخ کے ہاتھوں میں دیدی جو باہم کٹنے مرنے کے عادی تھے اس لئے اب وہاں ترکی حکومت کا اقتدار صرف برائے گفتن رہگیا تھا چنانچہ اسی وجہ سے ملک یمن میں جو عرب شیوخ موجود تھے اُنکی آپس میں مخالفت کا زور رہا - علاقہ عسیر کا امیر محمد بن عائض جو دولت عثمانیہ کا نعمت پروردہ تھا (۳۱ رمضان ۱۲۸۷ھ کو) دوسرے قبائل پر ظلم و ستم کر کے اُنھیں اپنی ماتحتی میں لانے پر آمادہ ہوگیا اُس کی بے اعتدالیوں کی شکایتیں دربار سلطانی میں پہنچیں تو دولت علیہ کو بغاوت مٹانے کیلئے فوج کا بھیجنا لازمی معلوم ہوا اور اُس نے دو فوجی کالم ملک عرب کی طرف ارسال کئے ایک کالم براہ راست آستانہ علیہ سے یمن کی طرف روانہ کیا گیا اور دوسرا بغداد سے نجد کی جانب ارسال ہوا قسطنطنیہ کا فوجی کالم فریق محمد ردیف پاشا کی سپہ سالاری میں تھا اور اُنکے ساتھ میرلوا احمد مختار پاشا رئیس ارکان حربیہ کو بھی ارسال کیا گیا تھا اس فوج سپاہ نے عسیر اور صنعا کے علاقوں میں باغیوں سے کئی معرکے کئے اور بہت کچھ جنگ و جدل کے بعد اُن مقامات کو اپنے

فتح کیا اور وہاں ترکی اقتدار قائم کر دیا۔ یہ سپاہ بہت آراستہ اور مشاق تھی جن
یورپین لوگوں نے اسے دیکھا وہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یمن کی ترکی فوج
اس فوجی فرقے سے کہیں بڑھ کر مستعد اور آراستہ تھی جسے ۱۸۶۷ء میں انگریزوں نے
جنگ حبش میں ارسال کیا تھا۔ عسیر اور صنعا، پر تسلط ہو جانے کے بعد محمد ردیف پاشا
آستانہ علیہ کو واپس بلا لیا گیا جسے دولت علیہ نے رتبۂ وزارت سے ممتاز کیا اور اسکے
[illegible] یمن کی حکومت، وہاں کی ترکی سپاہ کی افسری مع رتبۂ مشیریت (مارشل) کے
غازی احمد مختار پاشا کو دیگئی جنہوں نے یمن کی انتظامی حالت درست کرنے اور وہاں
سڑکیں وغیرہ نکالکر تجارت کو ترقی دینے میں اپنی لیاقت کا اظہار کیا اور اہل یمن اُن کے
دلدادہ ہوگئے۔

بغداد کا فوجی گروہ جو احمد مدحت پاشا کی سپہ سالاری میں نجد کی جانب بڑھا وہ
یمن کی سپاہ سے بھی بڑھکر خوش قسمت ثابت ہوا کیونکہ اُسے بے لڑے بھڑے ملک
کا بیشتر حصہ فتح کر لینے کا موقع ملگیا مدحت پاشا کوئی دلیر جنگجو افسر نہ تھا لیکن اُسکی
خوبی تدبیر اور اس کے ماتحت جنگی افسروں کی باہمی اعانت نے اُسے موقع دیا کہ
علاقہ نجد میں ایک باقاعدہ فوجی محکمہ قائم کر دے اور اس سے فارغ ہو کر وہ آستانہ علیہ
کی طرف چلا آیا ۱۲۹۲ھ میں اس علاقہ کے قبائل دوبارہ شورش پر آمادہ ہو کر چلے اور
یوتن(?) نامی ایک جگہ میں ترکی فوج کے چالیس شخصوں کو انہوں نے قتل بھی کر دیا لیکن
اس مرتبہ وہاں فوج کی موجودگی سے یہ فائدہ ملا کہ بہت جلد شورش فرو ہوگئی اور ملک
میں امن وامان بحال رہا۔

سلطان کا نمائش گاہ پیرس کو دیکھنے کیلئے جانا:-

نپولین سوم شہنشاہ فرانس نے ۱۸۶۷ء میں ایک زبردست نمائش گاہ شہر
پیرس میں کھولی تھی یا رکھی تو اُس نے تمام دنیا کے بادشاہوں اور تاجداروں سے آنیکی(?)

شرکت کی درخواست کی اور سلطان عبدالعزیز کو بھی دعوت کا پیام بھیجا جنہوں نے بڑی خوشی سے اُسے منظور فرما لیا اور اپنے شاہی جہاز سلطانیہ پر سوار ہو کر بہت سے شہزادوں اور درباری ارکان دولت کے ساتھ ۱۹ صفر ۱۲۸۴ھ کو پیرس کی جانب روانہ ہوئے جسوقت سلطان شہر پیرس میں پہنچے ہیں اُسوقت نپولین سوم نے اس شان و شکوہ سے اُنکا استقبال کیا کہ ابتک کسی بادشاہ کا ایسا استقبال نہیں کیا گیا اور یہ سفر ایک عثمانی سلطان کا یورپ کی سرزمین پر قدم رکھنے کا پہلا موقع تہا سلطان نے چند روز فرانس میں رہکر وہاں سے لنڈن کا قصد کیا اور اس شہر کو دیکھکر ویانا کی بھی سیر کرتے ہوئے پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بمسرت تمام واپس آگئے (۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ) سلطان کو سیاحت یورپ سے بہت کچھ مفید باتیں معلوم ہوئی تہیں جنکی بنیاد پر انہوں نے آستانہ علیہ پہنچتے ہی ایک طویل فرمان صدر اعظم عالی پاشا کے نام صادر کیا جسمیں وہ تمام اصلاحیں درج تہیں جو یورپ میں ملاحظہ فرما آنے کے بعد اپنے قلمرو میں بھی نافذ کرنا چاہتے تہے اور سب سے زیادہ اشاعت تعلیم، درستی راہ اور وسائل نقل و حرکت کی آسانی کا خیال آنکے دامنگیر حال تہا - اور اسکے علاوہ بحری و بری قوتوں کی اصلاح اور مالی حالت کی درستی وغیرہ کی بھی تاکید کیگئی تہی +

مصر کے حقوق اور اُس کے طریق وراثت کا تغیر

سلطان عبدالعزیز خان کی تخت نشینی کے وقت مصر کی حکومت خدیو محمد سعید پاشا کے ہاتھوں میں تہی جنہوں نے جنگ کریمیا سے واپس آنے کے بعد مصری فوج میں چند نئی اصلاحیں اور فوجی ترتیبیں داخل کرنی چاہیں تو اُنکو روپیہ کی ضرورت پیش آئی کیونکہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو تو لازمی طور پر یہ دقت پڑتی ہے اور زائد روپیہ بغیر اسکے کہ قرض لیا جائے اور کسی طرح بہم نہیں پہنچتا تہا چنانچہ اُنہوں نے کچھ تو نئے مصارف کیلئے اور کسی قدر اگلا قرض ادا کرنے کے لئے جدید قرض لینے کی ضرورت محسوس کی کیونکہ اگلے قرض کو سال رواں کی آمدنی سے ادا کرنیکی بہت کچھ کوشش کرنے کے

علاوہ خدیو موصوف نے خدیوی محل کے بہت سے قیمتی تحائف فروخت کرکے اُسے
ادا کرنا چاہا جب بھی وہ وقت پر قسط ادا کرنے سے عاجز رہے اور بالآخر اُنہوں نے
مجبور ہو کر باب عالی سے مصری حکومت کے لئے قرض لینے کی اجازت طلب کی جو اُس
وقت کے حقوق و رعایتوں کے مطابق حاصل کرنی ضروری تھی - دولت علیہ نے
اُنکی درخواست پر صدر اعظم کو مناسب جواب دینے کا ایما کیا اور محمد امین عالی پاشا نے
خدیو محمد سعید پاشا کو ایک مفصل خط لکھا (۱۸۶۱ء) جسمیں خدیو موصوف کو قرض لینے کی
خرابی اور اُس کے نقصانات سے ڈراکر نہایت قوی دلائل کے ساتھ اُنہیں قرض لینے سے
منع کیا تھا اور واقعی یہ ہے کہ وزیر ممدوح کی تحریر کا ایک ایک فقرہ قابل تعریف و لائق عمل
بھی تھا، اُس تحریر کے دیکھنے سے یہ بات بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ اُس زمانہ میں دولت
علیہ کیطرف سے مصری حکومت کو کس حد تک حقوق اور اختیارات دیئے گئے تھے - پھر جبوقت
۱۲۷۹ھ میں اسمٰعیل پاشا خدیو مصر ہوئے اور سلطان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ نوجوان
خدیو کو مملکت مصر میں بھی ویسی ہی اصلاحیں رائج کرنیکا خیال ہے جیسی سلطان نے قلمرو عثمانیہ
میں جاری فرمائی ہیں تو سلطان عبدالعزیز مرحوم نے متعدد فرمانوں کے ذریعہ سے وقتاً
فوقتاً مملکت مصر کے حقوق میں مزید توسیع فرمادی اور اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دربار
سلطانی کے بہت سے امرا خدیو اسمٰعیل کے دوست تھے جنکو اسمٰعیل پاشا
ہمیشہ تحفے تحائف ارسال کرتا رہتا تھا چنانچہ اُنہیں لوگوں کی کوشش سے اسمٰعیل پاشا
کو سلطان نے خدیو کا ممتاز لقب بھی مرحمت فرمادیا - پھر ۱۲۸۳ھ میں خدیو اسمٰعیل پاشا
نے سلطان کی اجازت سے حکومت مصر کا قانون وراثت تبدیل کر دیا جو پہلے اس طرح پر
تھا کہ محمد علی پاشا مرحوم کی سب سے بڑی اولاد یا اُس اولاد کی بڑی اولاد کو منصب خدیو
پر مامور کیا جاتا تھا اور اسمٰعیل پاشا نے اُسے تازہ فرمان کی بنا پر محض اپنی ذریت میں منحصر
کر دیا اور یہ قاعدہ قرار پاگیا کہ جو خدیو مسند امارت پر متمکن ہے اُسکا بڑا بیٹا ولیعہد و جانشین
ہوا کریگا ٭

نہر سویز کا مسئلہ

یہ نہر جسنے بحر احمر کا سلسلہ بحر ابیض متوسط (بحر روم) کے ساتھ ملا دیا ہے۔
اس کے فوائد کا علم بہت سے مسلمان اور غیر مذاہب کے قدیم حکمرانوں کو بھی ہو چکا تھا
مگر باوجود اسکے انمیں سے کسی کو یہ عظیم الشان کام کر گزرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور
کسی نے شروع بھی کیا تو ناتمام چھوڑ کر ہٹ گیا یا نہر بنگئی اور زیادہ دنوں تک کام نہ
دیسکی یہانتک مرحوم محمد سعید پاشا والی مصر نے اپنے عہد حکومت میں ۳۰ نومبر ۱۸۵۴ء
کو بڑی کوششوں کے بعد مسیو فرڈی نینڈ ڈولیسس فرانسیسی انجینیر کو اس نہر کے
تیار کرنے اور اسکی تیاری کے لئے ایک کمپنی بنانے کا حکم دیا جسکے ممبر او حصہ دار ایک حد
سے زائد نہوں اور مسیو مذکور نے یہ حکم حاصل کر کے اس لاثانی اور اہم کام کو انصرام
دینے پر کمر ہمت باندھی۔ مسیو ولیسس نے محمد سعید پاشا سے قبل اسکے کہ تیاری نہر
کا اخیر حکم حاصل کرے متعدد تحریریں ایسی بھی لے لی تہیں جنمیں محمد سعید پاشا نے مصری
حکومت کے ذمہ اس کام میں امداد دینے کے لئے مزدوروں کی بہم رسانی، زمین کا
عطا کرنا، بلکہ مالی اعانت بھی دینا ضروری قرار دیدیا تھا اور یہ سب باتیں اس سے پہلے
تسلیم کر لی تہیں جبکہ حکومت مصر نے مسیو مذکور سے اس نہر کی تعمیر کی بابت کوئی ایسی شرط
نہیں کی تہی جس سے اس نہر کا مصری حکومت کے حق میں بھی کچھ مفید ہونا پایا جائے۔ اور
نہ اس نے باب عالی سے ایسا ٹھیکہ دینے کی اجازت طلب کی جو فرمانات کے لحاظ سے
ضروری بات تہی، چنانچہ بابعالی نے یہ دیکھکر کہ ایک یورپین کمپنی اس کے زیر اثر اور اہم
ترین جزو سلطنت میں ایسے فائدہ کا ٹھیکہ بالکل مفت حاصل کر لے اس نے معاملہ میں دخل
دیکر کام روکدیا اور جانبین سے مدتوں خط و کتابت ہوتی رہی یہانتک کہ محمد سعید پاشا کے
بعد خدیو محمد اسمٰعیل پاشا مسند امارت مصر پر متمکن ہوئے اور انہوں نے نہر سویز کا مسئلہ
ایک خاص حد کے اندر رکھکر باب عالی کو اس کی منظوری کیلئے لکھا اور وزیر اعظم محمد امین
عالی پاشا نے دول یورپ کے درباروں میں رہنے والے ترکی سفیروں کو اس مسئلہ کی

باعث ایک مفصل یادداشت ارسال کی جسمیں کمپنی کی غلطی کا اظہار کرکے قوی دلائل
کے ساتھہ یہ بات دکھائی گئی تھی کہ مصری حکومت کسی نامعلوم حصہ داروں کی کمپنی کو کبھی ایسے
کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی جسکے مفید ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش ہو - اور اسکی
کیا وجہ ہے کہ ایک غیر ملکی کمپنی مصر کی کسی اراضی پر قابض و دخیل بنا دی جائے جبکہ خود
مصری حکومت کو ایسا قبضہ عطا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ وہ خود ایک ٹکڑا سلطنت
عثمانیہ کا ہے پھر اسی کے ساتھہ مصری رعایا کو نہر کے کام میں مصروف ہونے کے باعث
سخت نقصانات اٹھانے پڑینگے انکے معمولی کاروبار اور پیشوں میں خلل آجائیگا اور وہ
کسی طرف کے نہ رہجائینگے - غرضکہ اسی طرح کی بہت سی وزندار باتیں اس یادداشت میں
درج کیگئی تہیں اور اسکے بعد کمپنی کی مدد کرنے کے لئے حکومت فرانس بیچ میں کود پڑی جسکے
باعث حکومت مصر کو نپولین سوم کا حکم ماننا پڑا جسکو سرپنچ بنایا گیا تھا اور جس نے اپنے فیصلہ
میں مصر کی مالی حالت کو بے انتہا زیر بار بنا دیا اور آخر میں سلطان نے بہی ۲ ذی قعدہ سنہ ۱۲۸۲ھ
مطابق سنہ ۱۸۶۶ء کو نہر کی کہدائی کا فرمان صادر کر دیا - جسوقت یہ نہر مصر ہی کے آدمیوں کی
محنت اور انہی کے روپیہ سے بنکر تیار ہوگئی تو خدیو اسمٰعیل پاشا نے مارچ سنہ ۱۸۶۹ء میں اپنے
تخت ہائے یورپ کی سیر فرمائی اور وہاں کے اکثر بادشاہوں کو افتتاح نہر کے جلوس
میں شریک ہونے کی دعوت دی اور بہت سے حکمرانان یورپ مع اپنے جنگی بیڑوں کے
اس میں شریک ہونے کیلئے سویز میں مصر کی طرف قدم رنجہ بہی کیا - مرحوم اسمٰعیل پاشا
نے اس جلسہ میں بیشمار روپیہ صرف کیا کیونکہ اس نے زیب و زینت کے ایسے
شاہانہ سامان کئے تھے جنکی مثال تاریخ عالم میں مشکل سے ملسکیگی ◆

نہر سویز کا افتتاح ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا - بعض مورخین کا بیان ہے کہ یورپ کی
چند سلطنتیں جلسہ افتتاح نہر کے دن اسمٰعیل پاشا کو پھر ایک ارادہ کو اپنی امداد سے
مکمل بنانے پر آمادہ ہوگئی تہیں چنانچہ وکٹر ایمانویل شاہ اٹلی نے اپنا جنگی بیڑہ بحالتی اپنے
ولیعہد کے ایک منظر شدہ سے بندرگاہ اسکندریہ بہیجدیا تہا اور شہنشاہ نپولین سوم نے
ملکہ اوجینی (یوجینی) کو مصر جاتے ہوئے اسی امر کی ہدایت کردی تہی کہ وہ خدیو کی مدد

معاون رہے۔ مگر یہ خبر کسی طرح دولت عثمانیہ اور انگلستان کو بھی ملگئی جنہوں نے مخفی
تحریروں کے ذریعہ سخت اعتراضات کئے اور انگلستان نے تو استبداد و تشدد سے کام لیا
کہ اٹلی کو اپنے جنگی جہازات اسکندریہ سے واپس بلا لینے پڑے اور وہ افتتاح نہر کے جلسہ
میں شریک ہی نہ ہوا اور اس طرح مصر ایک ناخوشگوار آئندہ مصیبت سے بچ گیا جو اُس کی خود
مختاری کا خاتمہ کر ڈالتی ۔

اندرونی مشکلات اور ابتریاں

سلطان عبدالعزیز نے اپنے عہد حکومت کے ابتدائی برسوں میں ملک کے اندرونی
اور بیرونی انتظام کے متعلق بہت توجہ اور مستعدی کا اظہار کیا تھا اور جیسی سرعت کے ساتھ
اُنہوں نے ملک میں ہر قسم کی اصلاحیں رائج کیں کہ عثمانی قوم کو شاندار مستقبل کا امیدوار
بنا دیا تھا۔ ویسے ہی پچھلے برسوں میں سیاحت یورپ کی بربادی کن تلقین اور چند کور مغز
خود غرض لوگوں کو منہ چڑھا بنا لینے سے اُس نے ایسی حرکتیں کرنی شروع کر دیں جو
مآل اندیشی کے بالکل خلاف اور قوم کے حسن ظن کو تباہ کرنیوالی تھیں بحر اسود کے
حدود پر جو قلعے بہادر قوم کا خون بہا کر اور ملک کا عزیز روپیہ ضائع کر کے فتح ہوئے
تھے اُنکو منہدم کرا ڈالنا حکومت کے عزم و دلیری میں ضعف پیدا ہونے کی دلیل تھی اور
پھر سلطان کا قانون وراثت تخت نشینی کو تغیر دینے پر آمادگی ظاہر کرنا اور بھی مشکل
کا باعث ہوا جسکے ضمن میں خدیو اسمٰعیل پاشا کو قانون وراثت حکومت مصر کے تغیر کا موقع
دیدینا یہ سمند ناز پہ اِک اور تازیانہ ہوا۔ کیونکہ مرحوم مصطفیٰ فاضل پاشا اپنی حق تلفی کے
رنج و غصہ میں اُن نوجوان ترکوں کا شریک حال ہو گیا جو سلطان عبدالعزیز کے طرز عمل
سے ناخوش ہو رہے تھے اور یہ مختصر جماعت یورپ کے ممالک میں جا کر اخبارات اور

ے۔ خدیو نے یورپ کی سیر میں تمام ان یورپ کی بادشاہتوں کے جلوسے دیکھکر اپنے تئیں خودمختار
حکمران بنانا چاہا تھا جسکو ٹرکی سے کوئی تعلق [illegible]
[illegible]

ہجوآمیز رسائل کے ذریعہ سے سلطنت عثمانیہ کی خرابیوں اور کمزوریوں پر نکتہ چینی کرنے
لگی اور اس کی سیاست میں جسقدر عیوب پیدا ہو گئے تھے اُنپر آزادی سے رائے زنی
کرتی تھی گو اس پرجوش پارٹی نے بعض ایسے ارکان مملکت پر بھی بیجا حملے کئے جنکی مخلصانہ
کارگذاری مسلّم تھی مثلاً فواد پاشا اور عالی پاشا وغیرہ صادق الخدمت وزیروں کو مطعون بنایا
تاہم اُنکے قلم سے بعض سچی باتیں بھی نکلیں اور بہت ایسی قابل تھیں کہ اُنپر ضرور عمل کیا جائے۔
ایسی اثنا میں با تدبیر اور خیرخواہ ملک و ملت وزیر عالی پاشا دنیا سے چل بسا جسنے اپنی
تدابیر حسنہ سے ابتک سلطنت کو بہت کچھ سنبھال رکھا تھا تو اُس کے فوت ہوتے ہی
ہر طرف ایسے خرابیوں کی بم پھوٹ پڑی اور خاصکر اُس کی جگہ پر محمود ندیم پاشا کا وزیر اعظم
ہونا (سنہ ۱۲۸۸ھ) اور غضب ہوا کہ جسکی ہر ایک چال اُلٹی ہوتی تھی اُس نے یورپ سے
بیشمار روپیہ قرض لیکر سلطنت کو فضول زیر بار کر دیا۔ صوبہ کے حاکموں نے کسی قسم کی بالا
دست نگرانی نہ پائی تو وہ سخت بداعتدالیاں اور جبر و ظلم کرنے پر آمادہ ہو گئے جس کی
وجہ سے سلطان کو تیس (۳۰) اعلیٰ عہدہ داروں (مشیروں) سے مواخذہ کرنیکا حکم صادر کرنا
پڑا اور انمیں حسین عونی پاشا، شیروانی زادہ رشدی پاشا اور مشیر الضبطیہ حسنی پاشا وغیرہ
اشخاص بھی شامل تھے اور یہ سب لوگ بلا کامل تحقیقات اور ثبوت جرم کے جلا وطن
کر دئے گئے۔ باقی عہدہ داران سلطنت پر بھی یہ کیفیت مشاہدہ کر کے سخت خوف و بے
اطمینانی طاری ہوئی اور اسکے بعد وزیروں کا عزل و نصب اسقدر جلد ہونے لگا کہ پندرہ
دن سے بھی کم میں بعض وزیر بدل دئے گئے۔ اس افراتفری کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک میں بدنظمی
کا زور ہوا اور پہلے سے بھی بڑھکر معاملات میں پیچیدگیاں پڑ گئیں۔ آخر سلطان نے دق ہوکر
محمود ندیم پاشا کو گیارہویں مہینے ہی وزیر اعظم کے منصب سے معزول کر دیا جسپر ترکی
اخبارات نے بڑے لعن طعن کئے تھے۔ اور اُس کے مضرت رسان اعمال پر بہت
کچھ نکتہ چینی کی تھی۔ محمود ندیم کے بعد وزیروں کا تقرر اور اُنکی موقوفی ایک کھیل ہو گیا۔

صرف سنہ ۱۲۹۲ھ سے سنہ ۱۲۹۳ھ تک مدحت پاشا، رشدی پاشا، حسین عونی پاشا اور
بار دیگر اسعد پاشا اتنے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور اُنکے بعد بار دوم پھر سلطان نے محمود ندیم

پاشا کو وزیر اعظم بنایا تو حکومت کے طرز عمل کی مخالف جماعت کو یہ خیال ہوگیا کہ سلطان اس وزیر کی کارروائی سے خوشنود ہے خاصکر جنرل اغناتیف روسی سفیر سلطان کی طبیعت میں ایسا دخیل بنگیا تھا کہ سلطان ہر امر میں اُسی کے مشوروں پر عمل کرتے اور روسی حکومت سے جو ترکوں کی جانی دشمن تھی دوستی رکھنے کا خواہاں بنگیا تھا روسی سفیر نے اپنی لاثانی چالاکیوں سے فرانس و پروشیا کی باہمی لڑائی کے زمانہ میں سلطان سے معاہدہ پیرس کی چند شرطوں میں ترمیم بھی کرالی تھی جو اُس کی حکومت کیلئے مفید تھی اور وہ ترمیمیں یہ تھیں کہ روسی حکومت بحیرہ اسود میں اپنا جنگی بیڑہ رکھ سکیگی اور وہاں جہازوں کی مرمت کیلئے جنگی گھاٹ بنا سکیگی سنہ ۱۸۷۱ء - چنانچہ روسی حکومت نے بحیرہ اسود میں ایک زبردست بیڑہ تیار کرلیا اور جب اس کارروائی میں اُسے کامیابی ہوگئی تو مسئلہ مشرق کی مذہبی اور بغاوت انگیز کمیٹیاں سینٹ پیٹرسبرگ اور ویانا میں قائم ہوگئیں جن کے سرگرم ممبر بوسنیا، ہرزیگوینا، جبل اسود، مانٹی نیگرو، اور بلغاریا میں تخم فساد بونے کیلئے پھیل گئے، چنانچہ ان سب مقامات میں (سنہ ۱۸۷۵ء میں) بغاوت پیدا ہونی کا زور ہو چلا جسے ترکی حکام نے اپنی مستعدی سے فرو کرلیا پھر سنہ ۱۸۷۶ء میں بلغاریا والے دوبارہ آمادہ فساد ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرنا شروع کردیا بعض گاؤں میں تو یہ حالت ہوئی کہ باغی بلغاریوں نے ایک مسلمان بھی زندہ نہیں چھوڑا گھروں کو آگ لگادی اور جب ترکی سپاہ مسلمانوں کی حمایت کرنے اور شریروں کو سزا دینے کیلئے جارحانہ کارروائی کرنے لگی تو عام طور پر یورپ اور خاصکر انگلستان میں ترکوں کے خلاف بڑا زور و شور پھیلا - دریدہ دہن اور متعصب وزیر انگلستان مسٹر گلیڈ اسٹون نے جی کھولکر سلطنت عثمانیہ اور عثمانی سلطان اور قوم کو گالیاں دیں اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اس ظالم و سفاک گروہ کو دنیا سے محو کردینا چاہئے - غرضکہ بوسینیا، ہرزیگوینا، بلغاریا اور دیگر یورپین صوبوں کی حالت نہایت نازک ہوگئی ہر طرف بغاوت کا زور تھا اور باغی خودمختارانہ حکومت کے سوا کچھ نہیں مانتے تھے سلطان نے چند رعایتیں بذریعہ فرمان

جیسا اٹلی اور فرانس نے بھی دستخط کر دیئے تھے اور اُسکا ماحصل یہ تھا کہ باب عالی سے ۱۲ دسمبر ۱۸۷۵ء کے فرمان کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا اور چاہا کہ سلطان ایک دول یورپ کی کمیشن اپنے مملکت میں نفاذ اصلاحات کی نگرانی کیلئے مقرر کریں - باب عالی نے اس مطالبہ کو اپنے حقوق ملکداری کے حق میں مضر پاکر مسترد کر دیا اور اب پہلے سے بھی زیادہ اُلجھن بڑھ گئی - عثمانی قوم کا خیال تھا کہ محمود ندیم پاشا وزیر اعظم روسی سفیر کے قابو میں ہے - اور وہ جو کچھ چاہتا ہے اس سے کرا لیتا ہے اسواسطے تمام لوگ وزیر مذکور سے سخت ناراض ہو رہے تھے - سلطان کی بھی یہ حالت تھی کہ اُس نے روسی سفیر کو ناک کا بال بنا رکھا تھا اور اسی وجہ سے یہ افواہ اُڑی تھی کہ سلطان نے روسی سفیر کے کہنے پر اپنی مخلص سپاہ کی جانب سے بدگمان ہو کر تیس ہزار روسی فوج کو محل سلطانی کی حفاظت کیلئے بلوانا چاہا ہے تو اس افواہ کے مختلف معنی لگائے گئے جنمیں سے زیادہ اہم معنے یہ تھے کہ وزیر اعظم سلطان کو روسی سفیر کے اغواسے فریب دیکر روسی سپاہ منگوانا چاہتا ہے تاکہ ملک و سلطنت مال مفت کی طرح روس کے حوالہ کر دے - اس کے ساتھ شیخ الاسلام کو بھی روسی سفیر کا طرفدار بنا دیا گیا تھا اور اُسے بھی بددیانتی میں شریک مانا گیا تھا آخر دینی مدارس کے طلبہ آمادہ شورش ہو گئے اور بہت سے ملکی مسلمان باشندے بھی اُنکے ساتھ ہو گئے - یہ شورش ربیع الاول ۱۲۹۳ھ میں برپا ہوئی اور سلطان نے جھگڑا بڑھنے کے خوف سے وزیر اعظم مذکور اور شیخ الاسلام حسن فہمی آفندی کو معزول کر کے اُنکی جگہ پر محمد رشدی پاشا کو صدر اعظم اور خیر اللہ آفندی کو شیخ الاسلام مقرر فرمادیا اور سرعسکری کا عہدہ حسین عونی پاشا کو دیا گیا ۰

سلطان عبدالعزیز کی معزولی اور وفات

سلطان عبدالعزیز کے معزول ہونے کے سبب میں اسقدر اختلاف بیانی واقع ہوئی ہے کہ صحیح وجہ کا قلمبند کرسکنا قریب بمحال ہے کوئی تو اسکی وجہ روسی سفیر کا سلطان پر حاوی ہونا بتاتا ہے بعض سے قوم کی ناراضی بتائی گئی ہے اور کوئی یہ لکھتا ہے کہ انگلش

پالیسی سلطان کو مذہبی دوستی کا دلدادہ دیکھکر اس امر کی محرک ہوئی، اور کسی کا بیان ہے
کہ خود وزیروں نے اس خوف سے کہ مبادا امن و امان ہو جانے کے بعد سلطان اُن پر
اپنا غصہ اُتارے اسواسطے وزیر اعظم رشدی پاشا اور دیگر وزراء مثلاً مدحت پاشا
حسین عونی پاشا، اور قیصریہ لی احمد پاشا وغیرہ نے شیخ الاسلام حسن خیر اللہ آفندی
اور دیگر ارکان مملکت کو اپنے ساتھ ملا کر سلطان کے معزول کر دینے کا پختہ ارادہ
کر لیا اور یہ بات موقع حاصل کرنے تک بالکل مخفی رکھا۔ اُنہوں نے شیخ الاسلام سے
ایک فتوے بھی لکھوا لیا جسکی صورت یہ تھی:-

"اگر زید جو امیر المومنین ہے مخبوط الحواس اور امور حکمرانی سے ناواقف ہو اور
وہ سلطنت کی آمدنی اپنی نفسانی خواہشیں پوری کرنے پر اس حد تک خرچ کرتا ہو
جسے ملک و قوم برداشت نہ کر سکے، پھر اُس نے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے
کاموں کو خراب و ابتر کر دیا ہو اس طرح کہ اب اُسکا امیر المومنین رہنا ملک و ملت کے
حق میں مضرت رسان ہے تو اُسے عہدۂ حکومت سے معزول کر دینا صحیح ہوگا؟

جواب صحیح ہے۔ کتبہٗ حسن خیر اللہ عفی عنہ

یہی فتوے لیکر اُن لوگوں نے سلطانی محل کا دریا اور خشکی دونوں جانب سے
محاصرہ کر لیا اور یہ کارروائی یوم دوشنبہ (۷) جمادی الاولی ۱۲۹۳ھ کو دن نکلنے
سے پہلے ہی مکمل کر لی گئی۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ فوج کو اپنے اس طرح جمع کئے جانے
کی وجہ بالکل معلوم نہیں تھی صرف افسروں کے حسب الحکم اُس نے محل سرا کا محاصرہ
کر لیا تھا۔ محاصرہ مکمل ہو جانے کے بعد سرعسکر حسین عونی پاشا سلطان مرادخاں کے
محل کی حکومت کو گیا اور اُس سے ملنا چاہا۔ سلطان مرادخاں ایسے وقت نیند سے جگا کر
بلائے جانے کے باعث کچھ سہما ہوا محل سے نکلا تو سرعسکر نے اُسے تسکین و تشفی دے کر
کشتی میں سوار کر لیا اور ایک چھوٹی کا تمنچہ اُسکو دیدیا کہ اسے اپنے پاس رکھے پھر اُسے
سرعسکر کے دروازہ پر لا کر خاص اُس کمرہ میں بٹھا دیا جو بیعت سلطنت لینے کے واسطے
درست کر لیا گیا تھا اور وہیں شریف عبدالمطلب اور دوسرے ارکان دولت نے آکر

سلطان مراد خاں خامس سے بیعت کی - اس وقت رات کے تین بج چکے تھے - اسکے
بعد شیخ الاسلام کا فتویٰ ردیف پاشا کے پاس بھیجا گیا جو محاصرہ کا مہتمم تھا اور اس
نے سرائے سلطانی کے داروغہ جوہر آغا کو بلوا کر اسے اطلاع دی کہ قوم نے سلطان
عبدالعزیز کو معزول کر دیا ہے اور میں یہ پیغام دینے کیلئے آیا ہوں نیز مجھے حکم ملا ہے کہ
معزول شدہ سلطان کو طوپ قپو کے محل میں پہنچا دوں - جوہر آغا نے ہانپتے کانپتے ہوئے
جاکر سلطان کو یہ نامبارک خبر سنائی - جسپر سلطان نے جھلا کر جواب دیا "جاؤ اور اس سے
کہدو کہ کیا میرا معزول کرنا کوئی کھیل ہے ؟" ردیف پاشا نے اس کا جواب کہلا بھیجا
کہ فوجیں خشکی و تری دونوں جانب سے محل کا محاصرہ کئے ہیں اور شیخ الاسلام
فتویٰ دے چکا ہے اگر آپ رضامندی کے ساتھ نہیں مانتے تو بجبر ماننا پڑیگا اور بہتر ہوگا
اور ساتھ ہی فتویٰ بھی بھیجدیا - سلطان نے دیکھا کہ واقعی فوجوں کا محاصرہ قائم ہے اور
فتوے بھی صادر ہو چکا ہے تو اس نے بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ اس نے
مع اپنے بیٹے یوسف عزالدین اور بیگمات کے فوجی محاصرہ کے جھرمٹ میں محل طوپ قپو
کا رخ کیا جہاں اسے نظر بند کر دیا گیا اور زبردست فوجی گارد اس کی حراست کے
لئے متعین ہوا - صبح ہونے تک یہ سب کارروائی مکمل ہو چکی تھی چنانچہ قبل طلوع آفتاب
تمام قلعوں اور جہازوں سے توپوں کے فیر ہونے لگے اور منادی ندا کرنے لگا کہ سلطان
مراد خاں پنجم تخت آل عثمان پر جلوس فرما ہو گئے ہیں مخلوق اپنے اپنے بستروں سے
اٹھکر محل بشکطاش کی طرف بیعت کے لئے چلی مگر انکو بتایا گیا کہ سلطان محل سرعسکری
میں ہے سب لوگ اس تبدیلی سے شاداں و فرحاں تھے اور سلطان سے بیعت کرتے
جاتے تھے تین گھنٹہ دن چڑھنے کے بعد سلطان اپنی شاہی گاڑی میں سوار ہو کر محل بشکطاش
کو گیا جہاں تین دن تک برابر بیعت کا سلسلہ جاری رہا +

سلطان عبدالعزیز اپنی معزولی کے بعد صرف چار دن زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا
اس کی موت کے اسباب بھی مختلف فیہ ہیں جنمیں سب سے معتبر قول یہ ہے کہ اسکو
اس معزولی کے صدمہ نے پاگل بنادیا تھا اور قینچی سے اپنی شہ رگیں کاٹکر خودکشی

کا مرتکب ہوا جو طبی اور دوسری شہادتوں سے بھی صحیح ثابت ہوتا ہے مگر اسی کے ساتھ چند راز دان لوگوں نے اس وفات کا سبب اُن وزیروں کو قرار دیا ہے جو اس کی معزولی کے باعث ہوئے تھے اور انہیں نے آئندہ انتقام کے خوف سے دو شخصوں کو مقرر کر کے سلطان معزول کی جان لے لی۔ اور یہی امر حسن چرکسی کے حادثہ کا باعث ہوا جس نے ان وزیروں کو قتل کیا تھا اور جس کا تذکرہ آگے چلکر آئیگا ۔

سلطان عبدالعزیز کو شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ اُس کے باپ سلطان محمود کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ یہ سلطان نہایت تنومند شخص تھا، استحکام سلطنت کا خیال کسی وقت اس کے دل سے نہیں اُترتا تھا اور اگر دول یورپ کی دراندازیاں اُسے مہلت لینے دیتیں تو ضرور تھا کہ وہ دولت علیہ کو ترقی دینے میں کامیاب ہوتا، پھر بھی اُسنے راستوں کی درستی، بعض ریلوے لینوں کی تیاری اور فوجی قوت کی آراستگی میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ آخر میں اسکا رجحان روسی حکومت کے ساتھ دوستی رکھنے پر ایسا ہو گیا تھا کہ قوم اُس سے ناراض ہو گئی حالانکہ وہ اس حکمت عملی کو اپنے ملک کے حق میں مفید تصور کرتا تھا ۔

---

(۳۳) سلطان مراد خان پنجم ابن سلطان عبدالمجید خان

۱۲۹۳ھ

سلطان مراد خان پنجم شرعی وارث کی تخت نشینی عام طور پر خوشی کی موجب تھی مگر ملک کی حالت اسوقت بدستور ابتر تھی، اور اخبارات میں نیابتی حکومت طلب کرنے پر پُرزور مضامین نکل رہے تھے جنکے انجام سے ڈر کر پریس کمشنر نے اخبارات کی آزادی محدود کر دی اور یہ امر قوم کی دلشکنی کا موجب ہوا۔ پھر اخبارات کی آزادی میں کمی

کرنے کے پانچ ہی دن بعد سلطان نے یہ فرمان صادر کیا کہ وزیر اعظم محمد رشدی پاشا اور تمام دیگر وزراء اپنے عہدوں پر بحال رہیں اور کچھ ابتدائی اصول قومی مجلس شوریٰ قائم کرنے کے اس میں وضع فرمائے جن سے تمام محکمجات سلطنت میں اصلاح اور انتظام جاری کرنا مقصود تھا +

حسن چرکسی کا واقعہ

یہ ایک چرکس امیر کا بیٹا اور عثمانی جنگی مدرسہ کا تعلیم یافتہ تھا اس نے فوجی کپتان کے عہدہ پر ترقی کرنیکے بعد شہزادہ یوسف عزالدین آفندی کے ایڈیکانگ مقرر ہونے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد سرعسکر حسین عونی پاشا نے اسکو آستانہ علیہ سے باہر اور دور بھیجنا چاہا اس لئے اُسے بغداد کی فوج میں داخل کر دیا لیکن اسنے وہاں جانے سے انکار کیا تو فوجی قواعد کے مطابق اسکو سزائے قید دیگئی۔ مگر اسنے قید میں چند روز بعد تعمیل حکم کا خیال ظاہر کیا اور اسی کے ساتھ دو دن آستانہ میں رہنے کی اجازت طلب کی۔ اسی اثناء میں (۲۳) جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ کو وزرائے دولت نے ایک خاص جلسہ کرنے کی نیت سے تمام عائد اور ارکان سلطنت کو جمع کیا اور حسب فرمان سلطانی قانون اساسی دپارلیمنٹری کی ترتیب اور وضع کرنے کے لئے مشورہ کرنا چاہا۔ یہ جلسہ مدحت پاشا کے گھر پر ہو رہا تھا کہ حسن چرکسی بھی وہاں پہنچا اور اندر جانے کا خواہاں ہوا۔ جس کی وجہ یہ بتائی کہ اس نے چند ممبروں سے ضروری کام کے لئے ملنا ہے۔ دربان نے ایک بھی نہ مانی اور اُسے روک دیا۔ پھر وہ کسی حیلہ سے مکان میں چلا گیا اور موقع پاکر اپنے تمنچہ سے حسین عونی پاشا سرعسکر اور محمد راشد پاشا وزیر خارجیہ پر کئی ایک گولیاں سرکیں یہانتک کہ وہ قتل ہوگئے اور کپتان قیصریہ لی احمد پاشا کو خنجر سے زخمی کیا۔ اور بھی دو ایک آدمی اس نے مار ڈالے بہت لڑکے تو بھاگ گئے تھے اور کچھ لوگوں نے جیوٹ سے کام لیکر اُسے گرفتار کر لیا جسے سزائے پھانسی دیگئی اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ یہ مقتول وزیر

ضرور سلطان عبدالعزیز کے قتل میں شریک اور سازش رکھنے والے تھے*

سروِیا اور جبل اسود کی بغاوتیں

سلطان مراد خاں پنجم کی تخت نشینی کے وقت بوسینیا اور ہرزیگوینا کے علاقوں میں شورشں کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایسی ہی حالت بلغاریا کے علاقہ میں بھی پائی جاتی تھی۔ باغیوں کی وہ جماعتیں جو فلبۃ اور طرنوہ میں مجتمع ہوئی تھیں کوہستان بلقان کی چوٹیوں پر جا کر وہاں کے پہاڑی باشندوں کو بھڑکانے اور ترکی سپاہ سے لڑنے میں مصروف تھیں ان شریروں نے مسلمان باشندوں کو سخت بیدردی سے قتل کر دینا اپنا شعار بنا رکھا تھا اور ہزاروں بے گناہ مسلمان اُن کے پنجۂ ظلم کے شکار بن گئے تھے دولت علیہ نے اس بغاوت کی آگ بجھانے میں نہایت اہتمام فرمایا، اور سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی ایک فرمان کے ذریعہ سے عام معافی عطا کر کے بلغاریا والوں کو سمجھایا کہ وہ خونریزی اور شرارت سے باز آ جائیں اور اپنی جائز خواہشوں کا مطالبہ کریں اُنکو مناسب رعایتیں دی جائینگی مگر اسی کے ساتھ سیاست کا مطالع نکدر دیکھکر فوجوں کی فراہمی کا بھی بسرعت تمام انتظام کیا گیا تھا اور صوبہ اناطولیا کی ردیف فوجیں سرحد بلغاریا وغیرہ پر جمع کر دیگئی تھیں روسی ایجنٹوں کی کوششیں خوب رنگ لا رہی تھیں یہانتک کہ اُنکی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہو کر سروِیا اور جبل اسود کی ریاستوں نے کھلم کھلا بغاوت کر دی، بلغاریا کے تیور پہلے ہی سے بگڑے ہوئے تھے وہ کیوں پیچھے رہتا اُس نے بھی تمرد کا اظہار کیا اور اس طرح ایکدم سے تمام یورپین ٹرکی میں بغاوت کی آگ شعلہ زن ہو گئی دولت علیہ جسے سالہا سال سے دم لینے کی مہلت نہیں ملتی تھی اسوقت بھی بدستور سابق اپنی عالی ہمتی سے بغاوت فرو کرنے میں سرگرم ہوئی اور جب محض ترکی سپاہ ناکافی نظر آئی تو مصر سے بھی کمک طلب کی گئی۔ اسمٰعیل پاشا خدیو مصر نے بہت جلد تین پیادہ پلٹنیں اور دو توپخانہ کی باٹریاں فریق راشد حسنی پاشا اور اسمٰعیل کامل پاشا کی ماتحتی میں مع پانچ جنگی

جہازوں کے ارسال کیں اور اس فوج نے ماہ رجب ۱۲۹۳ھ میں بمقام سلانیک پہنچکر اسکوب ریلوے پر سفر کرنے کے ذریعہ سے یکی بازار میں داخلہ کیا اور وہاں سے یلغار کرتی ہوئی حدود سرویا کی عثمانی سپاہ سے جا ملی۔ خدیو اسماعیل پاشا نے فوجی کمک کے علاوہ بہت کچھ سامان جنگ اور اسلحہ بھی ارسال کئے تھے اور تین دخانی جہازات فوجی نقل و حرکت کے لئے بھیجدئے تھے۔ بغاوت کی آگ صوبہ رومیلیا تک پہیل گئی تھی اور ترکی سپاہ باغیوں سے مصروف جنگ تھی۔ عثمان پاشا ترک سپہ سالار نے زائیچار کے نزدیک سروین سپاہ پر فتح حاصل کرکے اسے فاش ہزیمت دی۔ سلیمان پاشا اور حافظ پاشا نے شہر کوشی اور بلانقہ کی سمتوں سے آگے بڑھکر باہم ملنے کے بعد سرویا والوں پر حملہ کرکے انکو اس طرح پسپا کیا کہ وہ اپنے سرحدی قلعوں سے نکلکر اندرون ملک کے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے۔ سرعسکر عبدالکریم نادر پاشا نے ماتحتی احمد ایوب پاشا مقام نیش سے ایک فوجی فرقہ ارسال کیا تھا اس نے سرویا والوں کو درہ گراماڈہ میں سخت شکست دی اور انکی تمام توپیں چھین لیں اور پھر اس نے سلیمان پاشا کے ساتھ ملکر درہ پانڈیرو میں بھی سروین فوجوں کو ہزیمت دی۔ علی صائب پاشا نے شہر الکسناج کی طرف بڑھکر سرویا والوں کو اسکے قریب ہی ایک میدان میں نیچا دکھایا اور اس کے بعد احمد ایوب پاشا کی سپاہ کے آجانے پر اس نے شہر مذکور کا محاصرہ بھی کرلیا مگر اسپر جلد قبضہ نہو سکا۔ اسی اثنا میں محمد علی پاشا مصری افواج کے ساتھ یکی بازار کی سمت میں برابر فتوحات حاصل کر رہا تھا اور اس نے یا دور کے قلعوں پر تسلط کرلیا تھا۔ غرضکہ ترکوں کی اس طرح متواتر فتحیابیوں نے سرویا کے باغیوں کی امیدیں توڑدیں اور وہ مایوس ہوکر صرف مدافعت کرنے لگے۔ دوسری جانب جبل اسود کے باغیوں پر احمد مختار پاشا کی سپاہ نے فتح، اور ساپچق اینہ لاتیہ کے اطراف میں فتح پائی تھی، سلیم پاشا کی فوج انہیں مقامات نوسینی اور غاتقصہ کے مابین غالب آئی تھی، اور احمد مختار پاشا نے زبردست فوجی جماعت کے ساتھ نو اشین کی سمت سے جبل اسود کے باغیوں پر حملہ کرنے کے بعد جب انہیں بالکل تتر بتر کردیا تو وہاں کے تمام مستحکم مقامات

پر قبضہ کر لیا جو طبعی طور سے بھی بہت مضبوط و محفوظ مورچے تھے پھر مختار پاشا کی فوجیں آگے بڑھکر مقام بیلاک میں پہنچگئیں مگر عثمان پاشا اور سلیم پاشا نے جس وقت جبل اسود کے علاقہ میں پیش قدمی آغاز کی تو پہاڑی لوگوں نے ناگہانی طور پر ایک گھاٹی کے اندر انکو گھیر لیا اور سخت نقصان کے ساتھ ترکوں نے شکست اٹھائی۔ سلیم پاشا مقتول ہوگیا اور عثمان پاشا دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا جسکے ساتھ باغیوں نے ایام اسیری میں اچھا سلوک کیا۔ اس فتح سے پہاڑی لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور وہ اسی زعم میں احمد مختار پاشا پر بھی حملہ آور ہوئے لیکن اس مرتبہ انکو پے در پے کئی میدانوں میں شکست اٹھانی پڑی۔ مختار پاشا نے باغیوں کا جتھا بڑھتے دیکھا تو بوسنیا سے مزید کمک تیرہ کمپنیوں کی منگا کر فرجیج، نخوزر اور ٹربین، کے اطراف میں باغیوں کی قوت کو پراگندہ اور نابود کرنا شروع کر دیا۔ اسی عرصہ میں سلطنت نے ایک تازہ فوج قسطنطنیہ اور ملک شام سے دریائی راستہ سے روانہ کی جسنے بندرگاہ بار میں اترنے کا ارادہ کیا مگر چونکہ یہ مقام بڑا دشوار گزار تھا اور پہاڑی لوگ بیقاعدگی سے جنگ کرتے تھے اسواسطے یہ فوج جو ہاتحتی محمود پاشا آئی تھی شکست اٹھا کر اشقودرہ کی جانب پسپا ہوگئی۔ روسی حکومت سرویا اور جبل اسود کے باغیوں کو بکثرت سامان جنگ اور والنٹیروں کے ارسال سے مدد دیتی جاتی تھی اور یورپ کی صحافی کمیٹیاں باغیوں کی حمایت کے لیئے نہایت پر زور کوششیں کر رہی تھیں مگر ان سب دقتوں کے باوجود ترکوں نے باغیوں کی سرکوبی میں جیسی ہمت اور دلیری سے کام لیا اسے دیکھکر روس کے وضو ٹھنڈے ہو گئے اور وہ سخت کھسیانا ہوگیا ۔

سلطان مراد کی علالت و معزولی

سلطان عبدالعزیز کو معزول کرنے کیوقت جب حسن عونی پاشا سرعسکر آدھی رات کو سلطان مراد کے لینے کیلیئے گیا تو سلطان مذکور اپنی نیند سے یکایک جگا کر بلائے جانے سے بہت خائف ہوا تھا اور گو اسوقت اسکی تسکین خاطر کر دی گئی لیکن دل کی کمزوری کے باعث اس کی طبیعت ٹھکانے نہیں ہوئی تھی پھر بعد میں متعدد حوادث کے پیش آنے اور

ملک کی بدامنی کے ترددات نے اُسے اور بھی دل شکستہ اور مضطرب بنا دیا یہانتک
کہ جسوقت حسن چرکس کے حادثہ کی اطلاع سلطان کو ہوئی تو وہ کھانا کھا رہا تھا اور یکایک
متلی ہونے سے قے کرکے بیہوش ہوگیا۔ علاج معالجہ سب کچھ ہوا لیکن طبیعت روبراہ
ہونے کی جگہ خراب ہوتی گئی وسواس کا زور بڑھا اور مالیخولیا کے آثار پیدا ہوچلے صدر
اعظم رشدی پاشا سلطان کی علالت کو بہت کچھ چھپاتا رہا اور بڑی مستعدی سے
ملکی و مالی انتظامات میں ہمہ تن مصروف رہا لیکن دو مہینہ تک سلطان کا
نہ آنا اور دول یورپ کے سفیروں سے ملکر انکے سرکاری کاغذات کا ملاحظہ نہ کرنا
آخر لوگوں میں بدگمانی پھیلنے کا موجب ہوا اور ادہر سلطان کی حالت
دماغ کے خراب ہی ہوتی گئی تو وزیروں نے پریشان ہوکر آخر
شہزادہ عبدالحمید آفندی سے تخت نشینی منظور کرنے اور کاروبار سلطنت سنبھالنے کی
درخواست کی مگر اُنہوں نے تامل کا اظہار فرمایا اور جلد بازی سے روکا تاہم دوستانہ
تعلقات رکھنے والی حکومتوں کے سفیر اور اعیان مملکت نئے سلطان کے تخت نشین کئے
جانے پر زور دے رہے تھے اسواسطے ایک کمیٹی نامی نامی ڈاکٹروں کی سلطان مراد
کی تشخیص مرض کے لئے قائم کیگئی اور اُس نے اپنے تجربات و تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ
کردیا کہ سلطان مراد خان خامس لاعلاج مرض میں مبتلا ہے جسکی شفا پانی ممکن نہیں چونکہ
سلطنت کی ضرورتیں لائق فرمانروا کی محتاج تہیں اور بہت جلد اسکا انتظام کرنا لازم تھا
اسواسطے یوم چہارشنبہ دہم شعبان سنہ ۱۲۹۳ھ کو تمام وزیروں اور ارکان سلطنت نے
جلسہ کرکے سلطان مراد خان کے بھائی اور ہمارے موجودہ سلطان عبدالحمید خان
ملک سے بیعت سلطنت کرنیکا فیصلہ کرلیا اور سلطان مراد کی والدہ کو اطلاع دی کہ ہم
لوگ بافسوس آپ کے فرزند ارجمند کو عہدہ سلطنت سے الگ کرنے پر مجبور ہیں الغرض
سلطان نے صدراعظم کو اس تغیر کی تحریری منظوری دیدی تو انہوں نے شیخ الاسلام
حسن خیراللہ آفندی سے فتویٰ لیکر جدید سلطان سے بیعت کا سامان کرلیا ؛

(۳۴) سلطان ابن السلطان سلطان الغازی عبدالحمید خان دوم اَدامَ اللہ مُلکہٗ موجودہ خلیفۃ المسلمین

۱۱ شعبان ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت آل عثمان پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام وزیر و امیر، علماء اور مشائخ، سرداران افواج برّی و بحری، اعیان مملکت وغیرہ نے محل طوپ قپو میں حاضر ہو کر اُن سے بیعت خلافت کی پھر انہوں نے محل بشکطاش میں تشریف لا کر دربار عام کیا اور مختلف فرقہ ہائے رعایا اور دول یورپ کی مبارکباد قبول کی۔ تمام برّی اور بحری قلعوں اور جنگی جہازوں نے سلامی کی توپیں پنجہ وقتہ سر کیں، تین دن تک شہر قسطنطنیہ کو مسرت جلوس کے جشن میں آئینہ بند کیا گیا۔ اور عام و خاص سب نے اظہار سرور کیا۔ دول عظام اور محکوم صوبوں کو تار روانہ کیے گئے۔ اٹھارھویں شعبان یوم پنجشنبہ کو سلطان عبدالحمید خان دوم دام ملکہٗ نے دھوم دھام کے ساتھ مسجد سیدنا ابوایوب انصاری رضؓ میں شمشیر عثمانی زیب کمر فرمائی اور وہاں سے جلوس کے ساتھ قصر سلطانی کو مراجعت فرمانے کے بعد عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اس جوان ہمت اور بلند اقبال سلطان کی قابلیتوں کا جوہر پہلے ہی دن سے آشکارا ہو چلا اور انہوں نے رشدی پاشا وزیراعظم کو مع دیگر وزراء کے انکے عہدوں پر بحال رکھ کر ۲۱ شعبان ۱۲۹۳ھ کو ایک فرمان صادر کیا جس میں اپنی اُس مبارک رغبت کا اظہار کیا جو جلالت مآب کو امور مملکت کی درستی کی جانب طبعی طور پر تھی۔

رومیلیا کی لڑائیاں

مولانا سلطان المعظم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت عثمانیہ سخت الجھنوں میں مبتلا تھی

رومیلیا کی تمام سمتوں میں بغاوتوں کا زور بڑھتا جاتا تھا اور ضرورت تھی کہ جلد ان خرابیوں کا انسداد کیا جائے چنانچہ جلالتمآب سلطان المعظم نے جلد تر سرویا، بوسینیا، ہرزیگونیا، اور جبل اسود، کی سرحدوں پر فوجیں فراہم کرنیکا حکم صادر فرمایا - اور محکمہ وزارت جنگ نے تمام صوبجات سے ردیف فوجیں طلب کر کے اُنکو بخوبی مسلح بنا کر فوراً موریچوں پر ارسال کرنا شروع کیا، سپہ سالاران فوج کو ہمت وہوشیاری سے کام لینے کی تاکیدی ہدایتیں کی گئیں، اور عثمانی فوجوں نے پے درپے فتوحات حاصل کر کے باغیوں کے ہوش پراگندہ کر دئے - سردار عبدالکریم نادر پاشا نے کستاج پر شدت سے محاصرہ قائم کر کے چند روز بعد سرویا والوں کی جمعیت کو توڑ دیا اور اُنکے سپہ سالار جنرل چرنائیف روسی کو جو اپنی حکومت کے اشارہ سے سرویا والوں کی سپہ سالاری کر رہا تھا ایسی شکست فاش دی کہ وہ تمام سامان چھوڑ کر بدحواس بھاگ نکلا - دوسری طرف احمد ایوب پاشا اور سلیمان خیری پاشا کی سپاہ نے لاشانیش کی ماتحت سروین فوج کو ہزیمت دے کر نیشواز کو فتح کرلیا - اور ان معرکوں کے بعد عبدی پاشا سرعسکر نے تمام سپاہ کو اکجا کر کے بلگریڈ پر حملہ کر دیا جہاں باقیماندہ سروین فوجوں نے ہزیمت پائی اور پرنس میلان حاکم سرویا انجام بد کے خوف سے دول یورپ کے کانسلوں سے صلح کی تحریک کرا دینے کا خواہاں ہوا چنانچہ اس بنا پر دول یورپ نے دخل درمعقولات بنکر تباہی کے قریب پہنچے ہوئے باغیوں کو مہلت جنگ دلانے کی کوشش آغاز کر دی جو ایک مہینے تک وسیع ہوسکتی تھی سرہنری آلیوئیٹ انگلش سفیر آستانہ نے یادداشت باب عالی میں پیش کی اور دیگر سفراے دول نے اُس کی تائید کی مگر باب عالی نے اُنکی بیاکانہ تحریروں پر اعتراض کر کے اُسے ماننے میں تامل کیا جسکے بعد سفراے دول نے شرائط صلح بھی پیش کر دئیے اور (۴۸) گھنٹوں کے عرصہ میں اُن کے مان لینے کی دہمکی دی باب عالی کا خیال تھا کہ دول یورپ سرویا اور جبل اسود کے امیروں کو بھی جنگ موقوف کر دینے کی تاکید کرینگی لیکن ایماندار عیسائی حکومتوں کو اسکی کب پروا تھی چنانچہ بہت کچھہ نامہ وپیام ہونے کے بعد باغی امیروں نے سکون اختیار کیا، اس مداخلت میں روسی حکومت

ہ رتی بہت زوروں پر تھی وہ باغیوں کی سرپرستی کا ٹھیکہ لے چکی تھی، نامہ و پیام کا
سلسلہ بڑھتا گیا اور دول یورپ نے باب عالی کو اس کے جائز حقوق سے ہر طرح
محروم رکھنے پر کمر باندھ لی۔ اسی اثنا میں رشدی پاشا نے ضعف پیری کے باعث
وزارت کے عہدہ سے سبکدوش ہونا چاہا اور اس کی جگہ ۲۴۔ ذیحجہ ۱۲۹۳ھ کو
مدحت پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جس نے مہلت جنگ کی میعاد کا تقرر کیا۔ سرویا کی طرف
سے مسیو "کرسٹیک" اور "مسیو میکس" دو سفیر صلح ارسال کئے گئے جنہوں نے
صفوت پاشا تمکین وزیر خارجیہ سے گفتگو کرنی شروع کر دی۔ بہت کچھ رد و قدح کے بعد
آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک چیز اپنی اگلی حالت پر باقی رکھی جائے۔ مگر جبل اسود کا
معاملہ ہنوز کچھ بھی طے نہیں ہوا تھا اس لئے دولت علیہ نے جنگی کارروائیوں کا ختم کر دینا
مناسب نہ سمجھا بلکہ جبل مذکور کی حدود پر جسقدر مورچے قائم تھے وہاں کی فوجوں کے نام ہر وقت
تیار رہنے کے تاکیدی احکام ارسال کئے گئے تاکہ باغیوں کے سر اٹھاتے ہی انکو فوراً کچلنے
کے لئے آمادہ رہیں ؛

قانون اساسی اور مجلس شوریٰ:-

جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ کا دلی منشا تخت نشینی کے اول
وہلہ سے یہی تھا کہ وہ ترکی قلمرو میں ایسی آئینی حکومت قائم فرمائیں جو اس ملک کے
مناسب حال ہو اور عثمانی قوم کے جائز حقوق کی نگرانی کے ساتھ ہی ہر ایک ماتحت قوم
و ملت کے رفاہ و فلاح اور ملک کی خوشحالی و ترقی کا ذریعہ ہو اور یہ آپس کی تو تو میں میں
بند ہو کر اس کی جگہ ملکی اتفاق و اتحاد کے ساتھ تمام رعایا سلطنت کے استحکام و انتظام
کی سعی میں سرگرم رہے۔ اسی واسطے انہوں نے وزیروں کی اس تجویز کی بنا پر جو ۵۔
شوال ۱۲۹۳ھ کو قرار پائی تھی ایک فرمان صادر فرمایا جسمیں ایک عام مجلس شوریٰ کی
ترتیب کا حکم دیا گیا تھا اور اس کی دو قسمیں تھیں اول مجلس مبعوثان جسمیں عام طبقہ رعایا
کے وکلاء ہر ایک صوبہ اور شہر کی طرف سے شریک ہو سکتے تھے اور دوسری مجلس اعیان

جس کے ممبروں کا تقرر خود سلطنت کی طرف سے ہونا قرار پایا تھا۔ مدحت پاشا کے صدر اعظم مقرر ہونے کے چوتھے ہی دن سلطان نے اُس کے نام ایک فرمان صادر کیا جس کے ساتھ ہی (۱۱۹) دفعات کا قانون اساسی بھی شامل تھا اور اُس کے مطابق تمام قلمرو عثمانیہ میں عملدرآمد کئے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ قانون (۱۴) ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۳ھ کو قسطنطنیہ میں ایک عام جلسہ کے اندر پڑھکر سُنایا گیا اور اس خوشی میں تمام قلعوں سے توپیں سر ہوئیں پھر اُسی تاریخ سے اس قانون پر عملدرآمد بھی آغاز کر دیا گیا۔ مگر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس قانون کا نفاذ ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی دونوں حالتیں روس اور دیگر دول یورپ کی مخالفت بیجا کے باعث سخت ابتر ہو رہی تھیں اور اُسپر اس قانون نے یہ طرّہ لگا دیا کہ روسی حکومت اس عظیم الشان ملکی اصلاح کو مٹا دینے میں نہایت زور کے ساتھ کوششیں کرنے لگی یہانتک کہ اُس نے احمد مدحت پاشا کو وزارت سے معزول اور جلا وطن کرا دیا جو اس قانون کی روح و رواں تھا کیونکہ اُسپر بادیگر سلطان مراد کے تخت نشین کرنیکا خیال رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور دوسرا زبردست الزام یہ لگایا گیا کہ وہ دینی اور دنیوی دونوں حکومتوں کو الگ الگ کرنا چاہتا ہے جس کے یہ معنے تھے کہ جلالتمآب سلطان صرف فرمانروائے ترکی رہجائیں نہ یہ کہ عام دنیائے اسلام کے مقتدی اور روحانی حاکم۔ اور اس طرح اُس نے اسلامی شوکت کو کمزور اور دول یورپ کی پالیسی کو طاقتور بنا دینے کی فکر کی تھی۔ مدحت پاشا کے بعد ادہم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ بعض اُن لوگوں نے جو سیاسی امور کے ماہر ہیں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سلطان المعظم کے لئے ایسی نازک حالت میں مدحت پاشا کا معزول کر دینا مناسب نہ تھا کیونکہ اگر وہ اپنے منصب پر برقرار رہتا تو ممکن تھا کہ دولت علیہ کے اُس پروگرام کا نفرنس کو نامنظور کر دینے کے بعد جو اُن دنوں سفرائے دول نے آستانہ میں قائم کرنے کی نیّت سے پیش کیا تھا اور جسکا بیان آگے چلکر آئیگا۔ مدحت پاشا کو اُن مشکلوں کے حل کرنیکا کوئی طریقہ ملجاتا جو زیادہ تر اُسی کے سبب سے پیدا ہوگئی تھیں۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد چوتھی (۲۰) ربیع الاوّل کو قصر ایشاطاآغا میں

مجلس مبعوثان کا اجلاس ہوا جسے سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے اپنے ہاتھوں افتتاح فرمایا اور اس جلسہ میں سلطان کی شاہی تقریر پڑھکر سنائی گئی - ازاں بعد اس کے متعدد اور پے در پے جلسے ہوتے رہے جنمیں ہر ایک مسئلہ پر گفتگو کی جاتی تھی، بہت سے ملکی اور غیر ملکی اخبارات نے مجلس مبعوثان کے چلن اور اس کے اعمال کی تعریف و توصیف اور لکھا کہ اگر یہی روش رہی تو عثمانی قوم کی ترقی اور اس کے شاندار مستقبل کا انتظار بہت جلد ختم ہو جائیگا اور عنقریب ملکت عثمانیہ ہر حیثیت سے جنت ارضی ہونیکا شرف حاصل کر لیگی لیکن افسوس ہے کہ بعض ممبروں نے ایسے امور پر بحث چھیڑ دی جو موقع اور وقت کے لحاظ سے بالکل نظر انداز کر دینے کے قابل تھے اور نیز چونکہ دول یورپ کو عثمانی قلمرو کی مختلف المشرب رعایا کا اتحاد و اخلاص ایک آنکھ نہیں بہاتا تھا اس لیئے وہ ترکی پارلیمنٹ کو ہرگز پسند نہ کر سکیں اور اس پارلیمنٹ کے قائم ہوتے ہی اپنی مفسدت رساں ریشہ دوانیوں سے کام لینے لگیں - اور جب دولت علیہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ کے بعض ممبروں پر غیر ملکی ریشہ دوانیوں کا اثر ہو جائیگا تو پھر انتظام مملکت میں سخت رخنہ پڑنے کا اندیشہ یقینی ہے اور اسوقت یہ مجلس بجائے مفید ہونے کے الٹی گلے کا ہار اور وبال جان ہوگی لہذا ۱۰ صفر ۱۲۹۵ھ کو سلطان نے باتفاق وزرائے مملکت اس مجلس کو غیر محدود میعاد تک ملتوی فرما دیا - اور اسمیں شک نہیں کہ بہت سے وہ لائق اور تجربہ کار دانشمندان قوم جنہیں عثمانی حکومت کی حالتوں کا تجربہ اور اسکے زیر سایہ رہنے والے فرقوں کے حالات کا علم ہے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فی الواقع اس زمانہ میں سلطنت عثمانیہ اپنی قوم کو ایسی مجلس شوری نہیں عطا کر سکتی تھی جسکے متعدد اسباب ہیں اور ان اسباب میں سب سے بڑھکر اہم سبب یہ ہے کہ اس مملکت کی رعایا ہم جنس اور ہم مشرب نہیں اور تمام غیر مسلم فرقے کسی نہ کسی یورپین حکومت کی سرپرستی اور حمایت میں رہنے کیلیئے اس کی مفسدت رساں غرضوں کو پوری کرنے کے درپے رہتے ہیں اور یہ ایسی سخت مصیبت ہے جسکا کوئی علاج نہیں ہو سکتا - دوسرے یہ کہ ترکوں کی قوم میں ابھی اسقدر علم کی اشاعت نہیں ہوئی جس سے وہ اپنی ملکی مصلحت کو خوبی سمجھکر اسے
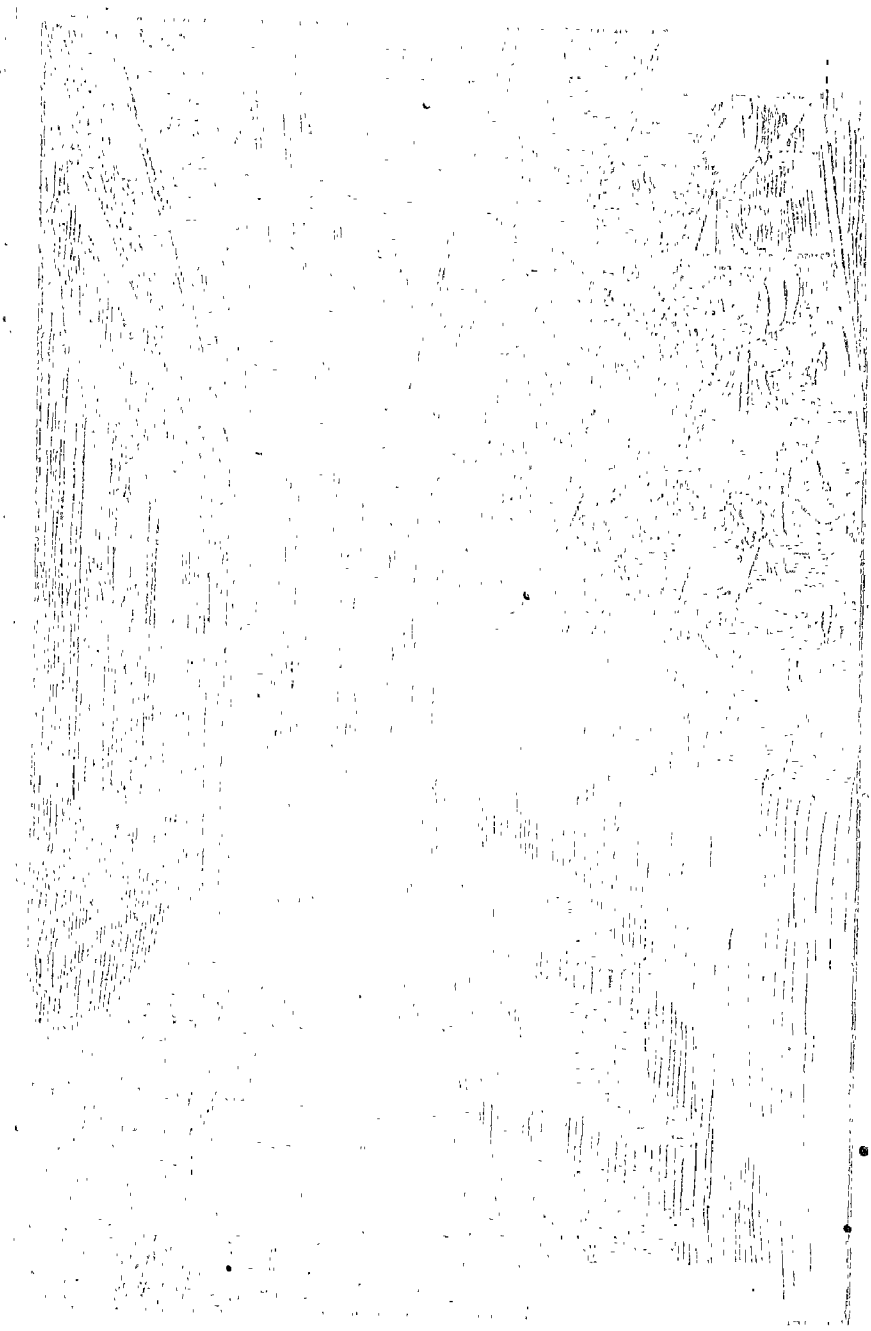
اغیار کے ہاتھوں سے بچانے کی سعی کرے۔ تیسری بات دول یورپ کی وہ اندرونی دراندازیاں تھیں اور ہیں جنکے ذریعہ سے وہ عثمانی اجتماعی قوت کو توڑکر اپنی مرادیں حاصل کرنا چاہتی ہیں اور ان یورپین حکومتوں میں سب سے سخت مانع ترقی دولت عثمانیہ روسی حکومت ہے جو طاقتور پڑوسی ہونے کے ساتھہ ہی اُس کی قدیمی دشمن اور خود مختار مطلق العنان حکومت بھی ہے۔ اور یہ خیالات اسقدر صحیح تھے کہ بہت سے منصف مزاج اور بے لاگ فضلائے یورپ نے بھی انپر صاد کیا ہے اور ہر ایک بے غرض اور روشن خیال شخص آج بھی انکی تصدیق کرتا ہے چنانچہ دولت علیہ نے اس مجلس کے زبان دراز ممبروں کو جنھوں نے ہوا کا رُخ دیکھکر کام کرنے کی پالیسی پیش نظر رکھی تھی اور اسباب کا خیال نہ کرکے قوی اور توانا دشمن روس آلات جنگ سنبھالے ہوئے اُنکے دروازہ پر استادہ ہے اناپ شناپ لغو باتوں پر زور دینا شروع کیا تھا گرفتار کرکے اُنہیں جلاوطن کرادیا۔

پروگرام کانفرنس اور پروتوقول کی نامنظوری اور روس سے لڑائی ہونے کی حالات

یہ بات پہلے بیان ہوچکی ہے کہ دول یورپ نے باتفاق باہمی پولیٹکل طور پر دولت علیہ کو دباکے اُس سے سردیا، اور مانٹی نیگرو کے باغی امیروں کو جنگ کی مہلت دلادی تھی) اور یہ مہلت اس طرح دلائی گئی تھی کہ کبھی تو سلطنت عثمانیہ کو دل آزار نصیحتوں کے ذریعہ سے ادہر مائل کیا جاتا اور گاہے اُس کو جنگ کی دہمکی دی جاتی۔ بہر حال جب دولت علیہ نے التوائے جنگ کو مان لیا اور بلغاریہ کا مسئلہ دیا اور مانٹی نیگرو کے امیروں سے اُس طریقہ کی بابت دریافت کیا جو بلحاظ صلح کی قرارداد ہوگی تو پرنس میلان امیر سردیا نے بذریعہ تار آستانہ کے [illegible] [illegible] کے طریقہ پر صلح کرنا قبول کیا یعنی اپنے امتیازات کی سابقہ حالت ! جو حالت کہ جنگ کی خواہش کی ابتدا میں

طرف سے دو سفیر صلح بھی روانہ کر دیئے گئے پرنس نکلس امیر مانٹی نیگرو کا جواب پانچ دن کے بعد آیا جو غالباً اس عرصہ میں اپنی حامی دول یورپ سے مشورہ کر رہا تھا۔ پھر اس نے جواب بھی دیا تو یہ کہ جن دول یورپ کے قائم مقاموں نے مہلت جنگ میں مداخلت کی ہے انہیں سے صلح کا قاعدہ بھی مقرر کرانا چاہیئے اور ابھی بات پر فیصلہ ہو گیا مگر ہنوز اسکو چند روز بھی نہیں گذرے تھے کہ روسی حکومت نے میدان اختلاف میں اتر کر بلغاریا اور بوسینیا کے مسئلوں پر غور کرنے کے واسطے ایک کانفرنس قائم کئے جانیکا مطالبہ کیا اور اب الجھن پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ دولت علیہ نے صلح کی جانب رجحان ظاہر کیا تو دول یورپ نے روسی مطالبات کی منظوری پر زور دینا شروع کیا اور آخر سلطنت عثمانیہ نے ایک کانفرنس کیلئے تسلیم کیا جس میں تمام سلطنت یورپ کے سفیر شریک تھے اور سلطنت عثمانیہ کی جانب سے ادہم پاشا اپنے سفیر فرانس اور صفوت پاشا وزیر خارجہ کو اس کے ممبر مقرر کیا اس کانفرنس نے بہت سے بیکار جلسے کرنے کے بعد صوبجات بوسینیا، ہرزیگونیا، اور بلغاریا میں جن اصلاحوں کا داخل کرنا منظور تھا انکے نفاذ کا یہ طریقہ قرار دیا کہ دول یورپ کی زیر نگرانی اصلاحوں کا رواج دیا جائے۔ اور یہ قرارداد باب عالی میں پیش کیا حالانکہ انہوں نے اس قرارداد کو روسی سفارتخانہ میں باتفاق باہمی گھڑ لیا تھا اور دولت عثمانیہ کے دونوں قائم مقاموں کو اس جلسہ میں شرکت کا موقع ہی نہیں دیا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکی روسی حکومت کے ساتھ ملی بھگت تھی اور وہ دولت عثمانیہ کو ضرر پہنچانے کیلئے متفق ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ ادھر تو مصالحانہ طریقہ سے معاملات کا تصفیہ کرانا مطلوب ہونا ظاہر کیا گیا اور دوسری جانب روسی فوجیں ڈھائی لاکھ کی تعداد میں والیشیا، اور مالڈیویا کی سرحدوں پر جمع ہو گئیں اور ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ اناطولیا کی سرحد پر آ گئی۔ روسی قلمرو میں تمام لشکر اور عام دار السلطنت جیسے یورپ میں مخالفانہ خیالات کا جوش ٹرکی کے مقابلہ میں ظاہر کیا جانے لگا۔ آسٹریا نے کہا کہ اگر روسی سپاہ دریائے ڈینیوب کو عبور کریگی تو میں اپنی فوجیں بوسینیا کی محافظت پر متعین کر دونگا اور یونان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ

روسی حکومت سلطنت عثمانیہ سے لڑی تو بیں ترکی قلمرو کے رومی باشندوں کی طرفداری کرونگا۔ غرضکہ دولت علیہ ان چپقلشوں میں پھنس گئی کہ وہ لڑائی کرنے پر تیار ہو تو اکیلی تین یورپین قوموں سے لڑنا پڑتا ہے اور صلح کرے تو عزت، اور بات جانے کے علاوہ سارا مفتوحہ ملک ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔ آخر سلطان نے وزیر جنگ کو حکم دیا کہ بہت جلد رومیلیا اور اناطولیا کی سرحدوں پر فوجیں جمع کردی جائیں۔ اناطولیا کی فوجوں پر مشیر غازی احمد مختار پاشا کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور رومیلیا کی فوجوں کی عام سپہ سالاری مشیر عبدالکریم نادر پاشا کو تفویض کی گئی۔ اور مشیر درویش پاشا باطوم کی فوج کا کمان افسر رکھا گیا۔ عثمان پاشا ان دنوں بودین کی فوج کے کمان افسر تھے، سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ اساسی قانون کے لحاظ سے قوم کو بھی اس سقیم حالت پر غور کرنے اور اس کے متعلق راے صائب دینے میں شریک بنائیں چنانچہ دو سو کے قریب معزول وبحال وزیروں، سپہ سالاروں، اور عہدہ داروں اور علماء ومشائخ اور عمائد مملکت کی ایک مجلس منعقد کرکے انکو کانفرنس [illegible] کی قرارداد سنادی گئی جسے انہوں نے باتفاق راے نامنظور کر [illegible] کانفرنس نے جسقدر اصلاحی مطالبات کیئے گئے تھے وہ سب [illegible] کسی قدر زیادتی کے [illegible] نے اساسی قانون کے رو سے اپنی عیسائی رعایا کو عطا کردیئے تھے اور ان [illegible] قرارداد کا مان لینا گویا اپنے داخلی معاملات میں غیروں کی بیجا مداخلت کو تسلیم [illegible] کانفرنس کے قرارداد میں جو باتیں طلب کی گئی تھیں انکا معلوم [illegible] وہ یہ ہیں:-

(۱) بالی [illegible] کا علاقہ [illegible] بحال کیا جائے۔

(۲) [illegible] کی [illegible] املاک میں اضافہ کیئے جائیں۔

(۳) بوسنیا اور ہرزیگووینا کو خود اپنی [illegible]

ایک عیسائی حاکم مقرر کرے جسکا تعین پانچ سال کے لئے ہوا کریگا۔

(۴) بلغاریا کو بھی نیم خود مختار حکومت بنا دیا جائے۔

(۵) ان تمام ملکوں کے لئے ایک ملکی پولیس بنائی جائے جو نگرانی قیام امن کی خدمت ادا کرے۔ اور یہاں کی سرکاری زبان سلافی زبان ہو جو بیشتر باشندوں کی مادری زبان ہے۔ اور ان ملکوں کی نصف آمدنی انکی اندرونی اصلاح کے لئے خاص کر دی جائے۔

(۶) قلبہ اور بالائی مقدونیا کے علاقوں میں جو مذکورہ بالا ممالک سے قریب ہیں گاؤں کی نگہیا، قاضیوں (ججوں) اور پولیس کے عہدہ داروں کے انتخاب کرنے کا حق رعایا کو دیا جائے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے سرغناؤں کو چن سکے۔

(۷) اس ملک میں کچھ زمانہ تک بلجیم کی ایک فوجی قوت رکھی جائے جس کے مصارف دولت علیہ ادا کرے۔

ان عجیب و غریب مطالبات نے ترکوں میں عام جوش اور رغبت پیدا کر دی جسکی وجہ سے انہوں نے باتفاق رائے ان باتوں کی نامنظوری پر زور دیا جو نہ صرف انکو اپنی فتوحات کے نفع اٹھانے سے روکتی تھیں بلکہ انکو علاوہ ازیں الٹے مغلوب اور زیردست لوگوں کی طرح دبا کر ایسی باتیں منواتی تھیں جن سے انکا تمام موروثی ملک ہاتھوں سے نکلا جاتا تھا۔ پھر یونانی حکومت نے دیکھا کہ دول یورپ کی ان مطالبات سے سلافی قوم کو بہت کچھ اقتدار حاصل ہونے والا ہے وہ بھی دولت عثمانیہ کے ساتھ شریک ہو گئی اور گو بعد میں ان مطالبات کی ترمیم بھی کی گئی لیکن دولت عثمانیہ نے ان کو کسی طرح ماننے سے بھی انکار ہی کیا۔

عثمانی قوم اور حکومت نے دول یورپ کی تجاویز کو رد کر دیا تو تمام یورپین حکومتوں کو سفیروں نے آستانہ علیہ سے اپنا بوریا بستر باندھ لیا اور حکومت عثمانیہ کے ساتھ رشتہ اتحاد و دوستی قطع کر کے چلتے بنے۔ اس [illegible] پرنس گارچیکوف نے ۱۳ جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار کے یورپ کے [illegible] سفیروں [illegible] ایک گشتی یادداشت روانہ کی جسمیں باب عالی کے

قرار داد کانفرنس کو نامنظور کردینے کا حال تحریر کرکے انکو ہدایت کی تہی کہ تم اپنے طور پر ان یورپین درباروں کی راے سے جو وہ اس بارہ میں رکہتے ہوں مجہکو مطلع کرو۔ اِدہر صفوت پاشا ترکی وزیر خارجیہ نے بہی اپنے سفراے دربارہاے یورپ کو لکہا کہ وہ ہر ایک یورپین حکومت سے کانفرنس کی بیضابطگی کی شکایت کریں جسنے ابتدائی جلسوں میں ترکی قائم مقاموں کو داخل نہیں ہونے دیا اور بعد میں جو عام اور باقاعدہ جلسہ کیا بہی تو وہ صرف اس غرض سے کہ بطور خود قرار دی ہوئی باتیں انہیں منظور کرالیں اور دولت علیہ اُن مطالبات کو ہرگز نہیں مان سکتی جو اُس کی عظمت و سیادت میں فرق لانے والے ہیں۔ دول یورپ نے ان باتوں کا کسی کو بہی کچھ جواب نہیں دیا۔ نہ روس کو اور نہ ترکی کو۔ اسی اثناء میں سرویا نے دولت عثمانیہ سے مصالحت کرلی جسکی شرطوں میں اہم شرطیں یہ تہیں کہ عثمانی سپاہ حدود سرویا سے بالکل نکال لیجائے اور سرویا آئندہ کوئی نیا قلعہ نہ بنائے اور یہ کہ عثمانی نشان سروین نشان کے برابر اڑایا جائے۔ مگر جبل اسود سے اس لئے صلح نہیں ہوئی کہ وہ ترکی اراضی کا بہی کچھ حصہ لینا چاہتا تہا۔ روسی حکومت نے دیکہا کہ جن امور کیلئے اُس نے اتنا بکہیڑا کیا تہا وہ تو عثمانی حکومت اور باغی ریاستوں کے مابین صلح و صفائی ہوجانے سے بالکل ضائع ہوچکے ہیں اور ترکی عیسائی رعایا بہت کچھ مالی اور جانی نقصانات اُٹہاکر اب ہمت ہار گئی ہے اس لئے وہ سلطنت عثمانیہ کی فرمانبرداری منظور کریگی اور میرا وہ رسوخ اور حق حمایت جو میں سلطنت مذکور کی عیسائی رعایا پر قائم کرنا چاہتا ہوں برباد جائیگا جس سے پہر مجہے ترکی قلمرو میں فتنہ انگیزی کر سکنے کا موقع ہی نہ ملیگا کیونکہ اب اساسی قانون اور مساوات حقوق کے باعث عیسائی باشندوں کو سلطنت سے پرخاش نہ رہجائیگی تو اُسے بڑا تردد پیدا ہوا اور اب وہ تنہا مرد میدان بنکر ترکی سے جنگ کرنے کیلئے اُٹہ کہڑا ہوا۔ پرنس گارچیکوف نے ۳۱ مارچ ۱۸۷۷ء کو ایک آخری مراسلت لکہکر دول یورپ کے سفیروں کی تصدیق کے بعد باب عالی میں ارسال کردی جسکا مدعا یہ تہا کہ سلطنت عثمانیہ باغی علاقوں سے اپنی فوجیں ہٹا کر ہتہیار کا استعمال کرنا روک دے اور اُن صوبوں کی انتظامی و مالی نگرانی سفراے دول

یورپ کے حوالہ کردے جس سے عیسائی رعایا کی بہبودی اور ترقی کا راستہ کھل جائے۔
اس آخری یادداشت پر انگلستان، آسٹریا، فرانس، جرمنی، اور اٹلی، کے قائم
مقاموں نے بھی دستخط کر دیئے تھے مگر حکومت انگلشیہ نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو
یہ ہدایت کردی کہ وہ باب عالی کو اس امر سے مطلع کردے کہ انگلستان نے اس یادداشت
پر محض یورپ میں امن قائم رکھنے کے خیال سے دستخط کر دیئے ہیں یعنی وہ دل سے
اس یادداشت کو صحیح نہیں مانتا۔ یہ گویا ایک قسم کی ہمت بندھائی گئی تھی جس سے
دولت علیہ کو وہ یادداشت نامنظور کرنے کی جرأت ہو۔ بہرحال روسی یادداشت
باب عالی کو موصول ہوئی تو ادھر سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اگر ایک ہی وقت میں روسی
حکومت بھی ہتھیار چھوڑ دینے پر آمادہ ہوتی ہے تو ہمیں یہ بات بخوشی منظور ہے کیونکہ
انصاف کے معنے یہی ہیں مگر روس منحوس اسکو کب ماننے والا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ
سلطنت عثمانیہ نے بھی اس کا پروٹوکول مسترد کر دیا اور ترکی وزیر خارجیہ نے سفرائے
دول یورپ کے نام ایک گشتی یادداشت بھیجکر پُر زور دلائل کے ساتھ ثابت کردیا
کہ دول یورپ کی بداعتدالیاں دولت علیہ کو آمادہ جنگ رہنے پہ مجبور کرتی ہیں ورنہ ترکی
صلح و امن کا پہلو چھوڑنا ہرگز پسند نہیں۔ اگرچہ اس یادداشت کی تمام باتیں بالکل صحیح
اور حق تھیں لیکن کمزور کا برسر حق ہونا بددیانت زور آور کے سامنے کب مفید ہوسکتا ہے۔
چنانچہ اسی بنیاد پر روس اور دولت علیہ کے پولیٹکل تعلقات منقطع ہوگئے اور ۲۵ اپریل
۱۸۷۷ء کو روسی حکومت نے ترکی پر اعلان جنگ کرکے اپنی فوجیں عثمانی قلمرو میں ڈالنی
شروع کردیں۔ اور مملکت رومانیا سے جو ترکی حکومت کا ماتحت صوبہ تھا روس نے
در پردہ یہ معاہدہ کرلیا کہ وہ اپنے تمام [illegible] اور فوجوں کو روسی حکومت
کے دست تصرف میں رکھیگا۔ دولت علیہ نے اپنے سپہ سالاروں کو دشمن کے مقابلہ میں
دلیری اور جوانمردی سے کام لینے کی ہدایتیں ارسال فرما کر دول یورپ کو بذریعہ یادداشت
رومانیا کی خلاف قانون حرکت سے اطلاع دی کہ اس نے ترکی کا ماتحت علاقہ ہوکر غیر
اور مخالف سلطنت سے کیوں معاہدہ کرلیا۔ مگر دول یورپ کب ایسی ایماندار تھیں کہ انکو

اس بات پر کوئی توجہ کرنی ضروری ہوتی۔ افسوس!!! اور جسوقت خود حکومت عثمانیہ نے رومانیا کو اُس کے اس فعل پر ملامت کی اور اپنے چند زرہ پوش جنگی جہاز اس غرض سے بھیجے کہ وہ سواحل دریائے ڈنیوب پر جس قدر رومانیا کے شہر ہیں سب پر گولہ باری کریں تو اس نمک حرام صوبہ نے مشغل پھیلانے کی نیت سے اپنی ساٹھ ہزار فوج روسی سپاہ کے ساتھ شریک کردی اور (۲۱ مئی ۱۸۷۷ء) کو اپنی خودمختاری کا اعلان کردیا۔

جنگ کے زمانہ میں ترکی جنگی بیڑوں کی کارروائیاں:-

مدحت پاشا کی صدارت کا تغیر ہوتے ہی وزارت بحری کا عہدہ بھی بجائے احمد پاشا قیصریہ لی کے مشیر رؤف پاشا کو ملا (۱۲۹۴ھ) اور اسکے بعد دریائے ڈینوب کے جنگی بیڑہ پر حسین پاشا کریدی کی جگہ فریق محمد عارف پاشا اقسرائیلی کمان افسر متعین کیا گیا اور حسین پاشا کو بحر ابیض متوسط کے بیڑہ پر امیر البحر مقرر کیا گیا اس لئے کہ اس طرف لائق افسر کی بہت ضرورت تھی۔ دریائے ڈینوب کا عثمانی جنگی بیڑہ اُس وقت حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا۔ پانچ زرہ پوش جنگی جہاز جنکو دوبات کہا جاتا تھا۔ چار دخانی جہاز جنکو اسقونہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ چار تارپیڈو کشتیاں، اور انکے علاوہ اسی دریا میں آٹھ دخانی جہاز انتظامی امور کی خدمت ادا کرتے رہتے تھے مثلاً سواحل کی دیکھ بھال اور بندرگاہوں کی جانچ پڑتال۔ اس بیڑہ کے علاوہ دولت علیہ نے دو دو بیڑے بھی اس دریا کی طرف روانہ کئے تھے۔ انمیں سے پہلا بیڑہ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ کو روانہ ہوا تھا جسمیں دس جنگی جہاز بماتحتی مصطفٰی پاشا مدبا طوم کو ارسال کئے گئے تھے اور دوسرا اس کے ایک دن بعد چار قرویت اور دو زرہ پوش جہازوں کا بیڑہ بماتحتی علی بک اس بیڑہ کے ساتھ شریک ہونے کیواسطے ارسال

کیا گیا تھا جو زیر کمان محمد عارف پاشا پہلے ہی سے دریائے ڈینوب میں موجود تھا۔ جس دن اعلان جنگ ہوا ہے اُسی دن رؤف پاشا وزیر بحر نے اُس زرہ پوش جہازوں کے جنگی بیڑہ کا جائزہ لیا جو باتحتی فریق بوزجہ اطہ لی حسن پاشا کے مقام آنیہ لی قواق میں موجود تھا اور وزیر مذکور نے اس بیڑہ کے تمام سپاہیوں اور افسروں کے سامنے ایک پُرجوش تقریر کرکے اُنہیں حمایت ملک و ملت کا خیال دلایا جس کے جواب میں فریق حسن پاشا نے بھی مناسب مقام پر جوابی تقریر کی اور اس کے بعد جلالت مآب سلطان المعظم نے بذریعہ ٹیلیگراف تمام بحری افسروں اور سپہ سالاروں کو اپنا خاص حکم ہمت و جرأت سے کام لینے اور بہت تندہی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے کی نسبت ارسال فرمایا۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ کو ایڈمرل حسن پاشا نے پیش قدمی کرکے شوکدل نامی ایک روسی بحری قلعہ پر جو ساحل قوقاز پر واقع تھا تسلط کرلیا مگر وہاں اپنی فوج اس خیال سے نہیں اُتاری کہ اُس کی قوت کم ہو جائے یہ قلعہ باطوم کے شمالی سمت میں تھا پھر اور بھی شمال کی طرف بڑھکر راستہ میں ایک روسی کشتی گرفتار کی جو روسی سپاہ کے واسطے نمک لیجا رہی تھی اور اُسے باطوم بھیجکر اور آگے بڑھا یہانتک کہ قلعہ پوتی پر گولہ باری کرکے اُسے اپنے قبضہ میں لے آیا اور وہاں محافظ سپاہ اُتار کر اُسپر عثمانی نشان اُڑا دیا اس کے علاوہ بہت سے ترکی جہازات صوبہ اناطولیا کے مختلف مقاموں میں فوجیں اور سامان رسد اُتارنے اور پہنچانے میں مصروف تھے۔

اسی اثنا میں ترکی مجلس نظارت بحری نے یہ فیصلہ کیا کہ بحیرۂ اسود کو بحری محاصرہ میں لے لیا جائے اور وہاں جس قدر غیر ملکوں کے دخانی جہازات روسی بندرگاہوں میں موجود ہیں اُنکو ایک ہفتہ کے اندر چلے جانیکا حکم دیا جائے جس کے بعد باقی ماندہ جہازوں کو بلا کشمکش ضبط کر لیا جائیگا اور اُن سے معاوضہ کرنیکا حق نہ حاصل ہوگا۔ یہ حکم بالکل اُس بین الملل قانون کے موافق تھا جو اُن دنوں دول یورپ نے نافذ کر رکھا تھا۔ اور اس فرمان کی اطلاع سفرا سے دول کو بھی دیدی گئی۔ پھر ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ کو ترکی جنگی بیڑہ زرہ پوش جہازوں کا جو فریق حسن پاشا کے ماتحت تھا سخوم قلعہ کی جانب گیا جو مقام قلعہ پوتی کے شمال

میں سواحل قوقاز پر واقع ہے۔ ترکی بیڑہ نے وہاں کسی قدر اپنی فوج خشکی میں اُتار دی
جس نے سواحل قوقاز کے باشندوں سے مل کر قلعہ سخوم پر حملہ کی تیاری کر دی۔ قوقاز
کے قبیلہ اباذہ کے تین ہزار آدمی ترکی سپاہ سے مل کر قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور عثمانی
امیر البحر نے جہازوں کو قلعہ سے قریب لاکر صف جنگ مرتب کر لی۔ یہ سب کارروائی
رات کے وقت مکمل ہو چکی تھی اور طلوع صبح کے ساتھ ہی ایک طرف سے ترکی بیڑہ کی
گولہ باری اور دوسری جانب سے خشکی کی فوج کا حملہ قلعہ کی روسی سپاہ کو بدحواس بنانے
لگا۔ تاہم روسیوں نے مدافعت میں بڑی دلیری ظاہر کی اور جنگ کا زور بڑھتا ہی
گیا، حملہ آور ترکی سپاہ اور باشندگان قوقاز کی جمعیت آج کل شب سے بھی بڑھ
گئی تھی اور دس ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی خشکی اور دریا دونوں سمتوں کی سخت آتشباری
نے روسیوں کو تباہ کر دیا یہاں تک کہ پانچ بجے دن کے ترکوں نے اس قلعہ پر تسلط کر لیا
اور روسی نشان کی جگہ عثمانی ہلال و ستارہ اپنا جلوہ دکھانے لگا۔

چونکہ باشندگان قوقاز کے مجاہدین زیادہ تر قدیم وضع ہی کے اسلحہ سے مسلح تھے
اور بعض لوگوں کے پاس تو صرف تلواریں اور خنجر ہی موجود تھے اس لئے حسن پاشا
امیر البحر نے انکو دو ہزار کے قریب جدید وضع کی کارتوسی بندوقیں مع جملہ لوازم کے
تقسیم کر دیں اور اسی وجہ سے ان لوگوں نے سخوم کے اطراف کی روسی قوت کو
ہزیمت دینے میں کامیابی حاصل کی اور اس جنگ میں روسی کا ایک فوج کے سپاہی
بکثرت قتل ہوئے تھے۔ حسن پاشا نے دیکھا کہ مجاہدین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تو اس نے
باطوم سے پانچ ہزار اور بندوقیں بھی منگوا کر انکو تقسیم کر دیں چنانچہ اس کارروائی سے
سخوم پر آئندہ روسیوں کے حملہ کا خوف کم ہو گیا۔ روسی حکومت نے اس جنگ میں
تارپیڈو کا استعمال شروع کر دیا تھا اور دریائے ڈینیوب میں ترکی زرہ پوش جنگی
جہازوں کو اس حملہ کا نشانہ بنایا جاتا تھا لیکن عثمانی جہازوں کی ہوشیاری نے
انہیں اس آفت سے محفوظ رکھا کیونکہ عثمانی [illegible] ایک ساحلی مقام کی
بڑی سخت [illegible]

ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی تھی کہ دریا کی روانی اور اس کے دھارے کی تیزی بھی تارپیڈو آلات کو برباد اور منتشر کر دیتی تھی۔ ترکوں نے سخوم پر تسلط کر لیا تو روسی حکومت نے اسی کے قریب ذیل کو جو دوسرا ساحلی قلعہ تھا مزید کمک بھیجکر مستحکم بنانا چاہا مگر باطوم کے ترک سپہ سالار نے حسن پاشا امیر البحر سے ملکر اس قلعہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے انیس توپیں بھی ترکوں کو ملیں جنمیں سے چودہ توپوں پر سلطان عبد المجید خان کا عثمانی طغرا بنا ہوا تھا اور غالباً یہ توپیں جنگ کریمیا کے دوران میں روسیوں نے قلعہ قارص سے حاصل کی تھیں چنانچہ یہ سب توپیں آستانہ علیہ کو واپس کی گئیں۔ اسی مہینے کی آخری تاریخوں میں ایک روسی تارپیڈو بوٹ کسی ترکی زرہ پوش جنگی جہاز پر تارپیڈو سر کرنے کی نیت سے آیا جو بندرگاہ باطوم میں استادہ تھا۔ مگر ترک بحری سپاہیوں کی خبرداری نے اُسے ناکام جانے پر مجبور کیا اور اُسے کچھ نقصان بھی پہنچایا۔ کچھ عرصہ بعد سخوم میں دس ترکی پلٹنیں بغرض حفاظت اور آگئیں جنکی کمان فضلی پاشا نامی ایک بہادر ترک افسر کر رہا تھا۔ چونکہ دولت علیہ نے دیکھ لیا تھا کہ روسی سپاہ بڑی سرعت کے ساتھ پائے تخت قسطنطنیہ کیطرف بڑھتی آتی ہے اس لئے اُس نے (۱۱ جمادی الاولی ۱۲۹۴ھ کو) ڈارڈنلز کے قلعوں پر بکثرت تیز دم "کروپ" کی توپیں پیش ہوا دیں۔ حسن پاشا امیر البحر نے سُنا کہ سخوم کے نزدیک مقام اردیل میں روسی قوت بہت زیادہ فراہم ہوگئی ہے تو اُس نے کچھ بحری سپاہ اور بہت سے مجاہدین کو ایک آبازہ امیر کی سرداری میں دیکر اُدھر روانہ کیا اور اس فوج نے روسیوں کو زک دیکر اُنہیں قلعہ اردیل سے نکال دیا۔ اگر روسی جنگلوں اور جھاڑیوں میں گھسکر جان نہ بچاتے تو غالباً ترک اُنکو ایک ایک کر کے قتل یا گرفتار کر لیتے ؎

دریائے ڈینیوب کے علاقہ میں ابتداءً ترکی بیڑہ نے اکثر روسی اور بلغاری قلعوں پر گولہ باری کی اور چند روسی جنگی جہازوں کے حملے بھی رد کئے مگر روسیوں نے بعد میں "سیفی" نامی ایک ترکی زرہ پوش جہاز کو تارپیڈو مار کر شکست کر دیا۔ اس کے چند روز بعد فریق ہوبرٹ پاشا انگریز افسر جو دولت عثمانیہ کے جنگی بیڑوں کا ایک افسر تھا

چند جنگی جہاز لیکر دریاے ڈینوب، بندرگاہ آڈیسا اور سواحل کریمیا کا گشت لگایا۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہ افسر بحری افسروں میں بہت بڑا ماہر مانا جاتا تھا کوئی ایسی نمایاں کار گذاری نہ کر سکا جسے ہم یہاں بیان کرتے خلاصہ یہ ہے کہ ترکوں نے پہلے پہلے دریاے ڈینوب میں چند فتحیں حاصل کیں لیکن اس اعتبار سے کہ آنکے جنگی جہاز بکثرت اور انکا بیڑہ بہت قوی تھا اور روسیوں کے پاس اس دریا یا بحیرہ اسود میں کوئی بحری جنگی قوت ایسی نہ تھی جو انکا مقابلہ کر سکتی اس لئے یہ کہنا کچھ زیب نہیں دیتا کہ انہوں نے نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ رہا بحر ابیض متوسط کا عثمانی جنگی بیڑہ تو وہ آن مصری فوجوں کی نگرانی پر مامور رہا جو خدیو اسماعیل پاشا نے ملک کے طرف سے [illegible] بھیجی تھیں اور آن مصری فوجوں کی کمان پر خدیو مذکور کا بیٹا امیر حسن پاشا مامور تھا۔

روسیوں نے یہ ارادہ بھی کیا تھا کہ وہ دریاے ڈینوب کے نزدیک مقام سلینہ میں جو ترکی بیڑہ استادہ ہے اُسے جلا ڈالیں اس ترکی بیڑہ کی کمان افسری جنرل مصطفیٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی چنانچہ اسپر پانچ روسی تارپیڈو کشتیاں حملہ آور ہوئیں جنمیں سے تین کشتیاں تو ترکی جہازوں کی گولہ باری سے غرق ہو گئیں اور دو بھاگ کر نکل جا سکیں مگر اُنہوں نے بھاگتے بھاگتے ایک ترکی جہاز پر تارپیڈو سر کر دیا تھا جو فضل الٰہی سے بیکار گیا۔ صبحکو ترکوں نے غنیم کی کشتیوں کے پانچ شخص دریا میں تختوں پر تیرتے ہوئے پائے جنکو غرق ہونے سے بچا لیا اُنہیں ایک انگریز بھی تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ روسی حکومت تارپیڈو کشتیوں میں جو لوگ [illegible] انکو بہت بڑی رقم انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ پلٹ کر آئیں تو اس انعام کو حاصل کریں گے ورنہ آنکے پسماندوں کو دیدیا جائیگا۔ نیز اسی اثنا میں ایک ترکی زرہ پوش جہاز نے پلاتنہ کے قریب دو روسی جہازوں کو جلا ڈالا اور کئی ایک ساحلی مقاموں پر گولہ باری بھی کی لیکن چونکہ اُس نے اطراف میں روسی جہازوں کی کثرت پائی اس لئے وہ [illegible] واپس چلا آیا۔ چونکہ دریاے ڈینوب میں ترکی جنگی بیڑہ نے روسیوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے اس لئے روسیوں نے کوشش کی کہ [illegible]

دریائے میں اکثر مقامات پہ تہ آب سرنگیں بچھا دیں تاکہ ترکی جنگی بیڑہ کوئی حرکت نہ کر سکے
خصوصاً جس وقت روسی دریائے مذکور عبور کر کے شہر پلیونا پر محاصرہ قائم کر چکے اُس وقت
اُنھوں نے دریا کا راستہ صاف رکھنے کی بہت کوشش کی ۔

بحر ابیض متوسط کا ترکی بیڑہ مصری فوجوں کے جہازوں کی ہمراہی اور نگرانی
کے فرائض انجام دیچکا تو اُسے بحر آزاک کی بندرگاہیں گرد آوری کے لئے ارسال کیا گیا کیونکہ یہ
خبر مشہور ہو گئی تھی کہ روسی حکومت ان اطراف میں اپنا ایک جنگی بیڑہ بحیرہ بالٹک
سے بھیجکر جزیرہ والوں کو آمادہ بغاوت بنانے کی فکر میں ہے اور اپنے معمولی ہتھکنڈوں
سے کام لینا چاہتی ہے تاکہ دولت علیہ کو اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کی الجھنوں میں
گرفتار کر دے ۔ امیر حسن پاشا آستانہ علیہ پہنچنے کے بعد اپنی ہمراہی مصری
سپاہ کے شہر وارنہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اُس شکی اور دوسری قوت کی مساعدت
کر سکے جو سرحدیا او جبل اسود کے باشندوں کا مقابلہ کر رہی ہے اور خاکسار مؤلف بھی
امیر مذکور کے ساتھ ایڈمرل [illegible] جنگ میں اوّل سے آخر تک شریک
رہا تھا۔ اس بڑی سپاہ کے علاوہ خدیو اسمٰعیل پاشا نے چند مصری جنگی جہاز [illegible]
بھی بماتحتی قاسم پاشا نائب وزیر بحر مصر کے ترکی افواج کی نقل و حرکت میں اعانت
دینے کیلئے مامور فرمائے تھے اور وہ جہاز اسلحہ اور گولی بارود سے بھرے ہوئے جنود
عثمانیہ کے لئے ارسال کئے تھے اور [illegible] ڈاکٹر اور شفا خانوں میں کام کرنیوالے
لوگ مجروحان جنگ کی خدمت گزاری کیلئے [illegible] ہلال احمر کی شرکت میں
مامور فرمائے تھے ۔

۲۵ جمادی الآخری ۱۲۹۳ھ کو دولت علیہ کے چار زرہ پوش جنگی جہازوں کا ایک
بیڑا [illegible] سوتچول کی طرف روانہ کیا گیا جس کو ان کے قلعوں کو منہدم کرنے کے بعد
مقام [illegible] کی طرف [illegible] کی گئی۔ روسی [illegible] نے ترکوں کی بحری تاخت و
تاراج کا عالم دیکھا تو بوجہ اس کے کہ بحیرہ اسود میں اُنکا کوئی جنگی بیڑہ نہ تھا اُسنے
تجارتی جہازوں ہی کی حیثیت بدلکر انہیں [illegible] جہازوں کی شکل میں لے آنا اور پھر ترکی

جنگی بیڑہ کا مقابلہ کرنا مناسب تصور کیا اور اس طرح پر انہوں نے ترکی تجارتی جہازوں کو
گرفتار کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ ایک شرکت مخصوصہ کا دخانی جہاز جو طرابزون کو ڈاک
پہنچانے جارہا تھا ان روسی جہازوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوگیا۔ اور اسی طرح روسیوں
نے کوشش کرکے پچیس جہازوں کا ایک بیڑہ دریاے ڈنیوب میں بھی پہنچا دیا۔ ترکی
جنگی بیڑہ متعینہ ڈنیوب کو اس بیڑہ کی خبر ملی تو وہ اس کے مقابلہ پر آیا اور روسیوں
کو سخت نقصان پہنچا کر دریاے مذکور سے باہر نکالدیا۔ اور جسوقت روسیوں نے
آستانہ علیہ کی جانب پیش قدمی آغاز کی تو دولت علیہ نے مشیر حاجی وسیم پاشا کو آبناے
بحیرہ اسود کی محافظت پر عام سپہ سالار مقرر فرمایا جس نے اپنا جنگی بیڑہ بیوک درہ
کے بندرگاہ میں استادہ کیا۔

رومیلیا میں ترکی فوجیں

روسی سپاہ کا حدود ترکی میں داخل ہوکر حملہ آور ہونا پہلے بیان کیا جاچکا ہے
چنانچہ والیشیا، اور مالڈیویا۔ (افلاق و بغدان) کے صوبوں پر تسلط کرلینے کے بعد
روسی اور بلغاری فوجیں گرینڈ ڈیوک نکلس کی ماتحتی میں ماہ جون (۲۷) ۱۸۷۷ء
سمنتزہ Simnitza کے گھاٹ سے دریاے ڈنیوب کو عبور کرکے
اس پار آگئیں۔ پہلے تھوڑی سی فوج نے چھوٹی کشتیوں پر پار اتر کر پل بنانے کا اہتمام
کیا اور پھر بڑی سرعت کے ساتھ تمام روسی سپاہ دریا کو عبور کر آئی اور اس کے
بعد یہ سپاہ شہر طرنووہ کی طرف پیشقدمی کرنے لگی۔ جسوقت روسی فوج دریاے
ڈنیوب کو عبور کر رہی تھی اور اراضی عثمانیہ میں ہر طرف پھیلی جاتی تھی اسوقت سرعسکر
عبدالکریم نادر پاشا مقام شملہ میں اپنا کیمپ قائم کئے ہوئے بے حس و حرکت پڑا تھا اور جنگ کی
طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ فضول کاموں میں وقت گذارنے یا اپنے خیمہ میں پڑے
رہنے کے سوا گویا کوئی کام اس کے ذمہ رکھا ہی نہیں گیا تھا۔ اور احمد ایوب پاشا اپنی
ماتحت سپاہ کے ساتھ بلغاریا کے نزدیک ایک بستی ڈرالنکا نامی میں پڑا ہوا تھا

اور اُس نے چند ہراول دستے روسیوں کے روکنے کو روانہ بھی کئے مگر روسی فوجکے صوبہ ڈنیوب میں اُتر آنے کی خبر دارالسلطنت میں پہنچی تو وہاں سخت تردد اور بےچینی پیدا ہوئی کیونکہ روس ن کا بدیں آسانی دریا کو عبور کر آنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ فوراً دولت علیہ نے سرعسکر ردیف پاشا اور نامق پاشا کو دریائی راستہ سے بمقام وارنہ روانہ کیا تاکہ وہ اوتبوخ جاکر روسی سپاہ کے دریا عبور کرنے کی کیفیت سے آگاہی حاصل کریں کہ وہ کیوں بلا کسی روک ٹوک کے یوں دریا کے اس پار آگئی اور ترکی بڑی فوجوں اور بحری بیڑہ نے اُس کی روک تھام کیوں نہیں کی ۔ حالانکہ اب سے پہلے جب کبھی بھی روسی فوجیں اس دریا سے پار آئی ہیں تو نہایت شدید نقصانات اُٹھا کر کیونکہ یہ دریا ایک قدرتی مانع ہے جو فوجوں کی پیش قدمی روکنے میں بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ سپہ سالار عام عبدالکریم نادر پاشا کا ارادہ یہ تھا کہ وہ روسی سپہ سالار سے بلغاریا کے علاقہ میں جنگ کرے کیونکہ ترکی سپاہ دریائے ڈنیوب سے پار اُتر کر مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جسکی علت ایک جانب سامان جنگ کی کمی اور دوسری جانب سرویا، اور جبل اسود کی حدود پر عثمانی سپاہ کا متفرق ہونا بتایا گیا اور یہ وجوہ بھی عذر میں شریک کئے گئے کہ ڈنیوب کے جنگی بیڑہ کا کمان افسر جو پچیس سال سے اس دریا میں کام کرتا اور دشمن کے اُتار کے مقاموں سے بخوبی واقف تھا یہاں سے بدلکر دوسری جگہ متعین کر دیا گیا اسواسطے نیا امیر البحر کوئی مفید مشورہ بڑی فوج کے سپہ سالاروں کو نہیں دے سکا۔ دیوان حرب نے سرعسکر ردیف پاشا کی یہ رپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد نتیجہ نکالا کہ روسی فوجکا دریا سے عبور کر آنا سپہ سالار عام کی سستی اور بددیانتی کا کرشمہ ہے اس لئے عبدی پاشا سپہ سالاری سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اُس کے محمد علی پاشا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اس کے بعد عبدالکریم پاشا کا کورٹ مارشل کیا گیا اور ردیف پاشا بھی مواخذہ میں آیا چنانچہ یہ دونوں کمبخت جلاوطن کر کے بحر ابیض متوسط کے ایک جزیرہ کی طرف ارسال کر دیئے گئے اور سرعسکری کا عہدہ محمود پاشا داماد کے حوالہ کیا گیا ؛

روسی فوجوں نے عبور دریا کے بعد بلقان کے کوہستانی سلسلہ کی طرف بڑھکر
اُنپر قبضہ کرنا چاہا اور جنرل گورکو نے بلقان کی گھاٹیوں اور درۂ شپکا پر تسلط کرلیا۔ اور
بیرن کروڈنر Krudener نے بزور شمشیر شہر نیکوپولی پر قبضہ کرکے وہاں کی سات
ہزار ترکی فوج، (۱۳۱) توپیں اور پانچ ہزار بندوقیں گرفتار کرلیں (۱۵ جولائی ۱۸۷۷ء)
یہ خبریں سُنکر غازی عثمان پاشا مقام ودین سے اپنی ماتحت فوجکو جس میں چالیس پلٹنیں
تھیں ہمراہ لیکر نیکوپولی کو کمک دینے کے لئے کوچ کردیا اور جب قریب پہنچکر اُنکو اس شہر
کے فتح ہوجانیکا حال معلوم ہوا تو مقام پلیونا کا ارادہ کیا جو بہت مستحکم جگہ تھی اور اُس
جنگی راستہ کے خط اتصال پر واقع تھی جو سواحل دریاے ڈینوب وغیرہ سے آتا ہوا
کوہستان بلقان کی طرف جاتا تھا۔ عثمان پاشا نے اسی مقام میں اپنا کیمپ قائم کرکے
مورچہ بندی آغاز کردی اور روسیوں کا حملہ روکرنا شروع کردیا جنہوں نے بار اوّل
(۲۰) جولائی کو زیر کمان جنرل شیلڈر کے اور بار دوم (۳۰) جولائی کو بماتحتی جنرل
کروڈنر کے اس شہر پر حملہ کیا تھا اور دونوں مرتبہ عثمان پاشا نے اُنکو ہزیمت دیکر پسپا
کیا۔ دوسرے حملہ میں روسیوں کی قوت تیس پیادہ پلٹنوں اور اسی قدر سواروں کے
رسالوں سے زائد تھی اور دو سو توپیں بھی اُن کے ساتھ تھیں۔ روسیوں کے پلونہ
کے سامنے سے ہزیمت اُٹھا کر پسپا ہونے کے بعد ترکی افواج کو تازہ کمک ملگئی جسکے
بعد اُنہوں نے جارحانہ کارروائی بھی شروع کردی۔ اب جدید ترکی سپاہ تین حصوں میں
تقسیم ہوگئی تھی ایک حصہ غازی عثمان پاشا کے فرقہ سے ملگیا تھا اور دوسرا حصہ بماتحتی
سردار محمد علی پاشا اُس روسی فوج کے مقابلہ پر بڑھا جو پرنس الگزینڈر ولیعہد روس کے
ماتحت تھی۔ اور تیسرا حصہ سلیمان پاشا کی فوج میں شریک ہوگیا جو جبل اسود کے حدود سے
طلب کرکے درۂ شپکا سے روسی افواج کو نکالنے پر مامور ہوا تھا۔ سلیمان پاشا نے
مقام اسکی زغرہ میں جنرل گورکو سے جنگ کرکے اُسے بہت بری طرح شکست دی۔
اور جب گورکو کوہستان بلقان کی طرف ہٹ گیا تو سلیمان پاشا نے اُسکا تعاقب
کرکے درۂ شپکہ کو اُس سے چھین لینے کی کوشش کی *

محمد علی پاشا کی سپاہ پہلے تو جنگ صاری لقوحلہ میں چیرہ دست رہی تھی۔ لیکن جب اس کے بعد گرینڈ ڈیوک نکلس نے اپنی فوجوں کو دو حصوں میں بانٹ کر ایک حصہ محمد علی پاشا کے مقابلہ پر بھیج دیا اور دوسرا حصہ بوقت ضرورت اس کی کمک یا عثمان پاشا کے مقابلہ کے لئے مخصوص کیا جو روسی مورچوں کو برابر نقصان پہنچاتا اور اُنکی فوجی لین کو توڑ دیا کرتا تھا۔ ان دنوں عثمان پاشا، محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کی متواتر کامیابیوں نے روسی فوج کو بہت ہی نقصان پہنچایا اور اُسکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا لیکن بہت جلد روسیوں کو بانچویں رومانیا کی ایک لاکھ فوج سے تازہ کمک ملگئی اور خود زار روس بھی میدان جنگ میں آپہنچا روسیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اُنہوں نے چند لڑائیوں میں ترکوں کو نیچا دکھایا۔ اسی عرصہ میں جنرل زمرمان روسی اپنی فوج کو دریائے ڈینیوب سے الیسافچی کی جانب پار اُتار کر دوبردیجہ کی سرزمین میں آگیا اور بازارجق کی طرف بڑھا جہاں مصری سپاہ موجود تھی اور جنگ میں مصری سپاہ کا افسر راشد حسنی پاشا پسپا ہونے پر مجبور ہوا نیز جنرل زکریا پاشا مصری افسر مارا گیا تو یہ فوج حسب الحکم امیر حسن پاشا کے وارنہ کو پلٹ آئی جو خود بھی محمد علی پاشا کی جنگ صاری لقوحلہ میں کامیابی کے بعد مع اپنی ہمراہی مصری سپاہ کے یہیں چلا آیا تھا؛

اِن لڑائیوں کے بعد روسیوں نے مارشل مولٹک جرمنی سپہ سالار کی ہدایتوں پر عمل کیا جس نے یہ صلاح دی تھی کہ زبردست قلعوں کا محاصرہ کئے رکھنا بہ نسبت اسکے زیادہ مفید ہوگا کہ تم انپر حملہ کر کے قابض ہونے کا ارادہ کرو اور چونکہ اس لڑائی میں روسی فوجوں کی لین بیشتر اوقات محض جرمنی افسروں ہی کے مشورہ سے قائم کیگئی تھی اسلئے وہ روسیوں کو ترکوں سے لڑنے پر خوب اُبھارتے تھے اور اُنہیں کی صلاح سے روسی سپاہ اس قدر جلد دریائے ڈینیوب سے پار اُتر آئی تھی اس کے علاوہ بہت سی امداد اس لڑائی میں جرمنی کی طرف سے روسیوں کو ملی تھی۔ غرضکہ روسی سپاہ نے پلونہ کے محاصرہ کا مصمم ارادہ کر کے اس کے گرد دائرہ بنانا شروع کیا اور اس

محاصرہ کی نگرانی جنرل ٹوٹلبن ٠ [illegible] کے سپرد کیگئی جسنے کافی مقدار کی فوجوں سے یکے بعد دیگرے تین لینیں پلونہ کی تین سمتوں میں مرتب کردیں تاکہ محاصرہ کے لئے مناسب سامان بہم ہوسکے اور جب ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۷۷ء کو یہ کام ختم ہولیا تو اب عثمان پاشا کو کمک ملنا محال چہارم ہوگیا مگر اس شیر مرد نے مدافعت میں ذرا بھی کمی نہیں کی یہانتک کہ جب اُس کے پاس کا تمام سامان جنگ اور رسد ختم ہوچکا تو اس دلیر غازی نے یہ ارادہ کیا کہ میدان میں نکلکر دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا محاصرہ سے باہر ہوجائے اور دل میں ٹھان لیا کہ اگر اس معرکہ میں کامیاب ہوگئے تو کیا کہنا ہے ورنہ حق نمک سے عہدہ برآ ہوکر اور اپنی سلطنت کی عزت قائم کرکے جان دینا ہی دنیا میں بہت بڑی عزت اور آخرت میں بلندی درجات کا موجب ہے اور دینی فرض جہاد کے حق ادا کرنے کی اس سے عمدہ صورت کوئی اور نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ بارہویں ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۷۷ء کو بہادر ترک سپاہیوں نے جان پر کھیلکر بسم اللہ کہکے ایکبارگی مورچوں سے قدم نکال دیا اور دشمن کی شدید گولہ باری کی زد اُٹھاتے اور لڑتے مرتے بڑہے چلے گئے۔ اس حملہ سے قبل چار دن سے بہادر ترکوں نے صرف تھوڑے آٹے کے حصہ پر جو اُنکے پاس رہگیا تھا اور کوئی غذا نہیں پائی تھی اور اب وہ بھی نہ تھا اس لیئے فاقوں نے اُن کی قوت مضمحل کرڈالی تھی مگر باوجود اس کے اُنہوں نے روسی مورچوں کی پہلی اور دوسری لینیں توڑکر تیسری پر بھی حملہ کردیا تھا اور قریب تھا کہ وہ اُسے بھی فتح کرلیں کہ قضا و قدر کے احکام نے اُنکا پاؤں [illegible] تقدیر [illegible] اور انکا دلیر افسر غازی عثمان پاشا ران میں گولی کھاکر گھوڑے سے زمین پر گر پڑا۔ ترک سپاہیوں کو گمان ہوا کہ اُنکا بہادر سپہ سالار شہید ہوگیا ہے [illegible] اُنکے حوصلے ایکدم پست ہوگئے اور وہ پیچھے ہٹکر شہر کی طرف واپسی کے لئے مڑے جسپر روسیوں نے اُنکے نکلتے ہی تسلط کرلیا تھا اب ترکی افسروں نے دیکھا کہ وہ دونوں طرف سے دشمن کی آتشباری کے نشانہ بن رہے ہیں تو انہوں نے غنیم کی اطاعت مان لینا مناسب سمجھا اور سفید نشان اُڑاکر روسی گولہ باری کو رکوا دیا جسکے بعد لوامر توفیق پاشا رئیس ارکان حرب افواج عثمانیہ

جس نے اپنی جنگی مہارت سے پلونہ کے قلعے اور مورچے بنوائے تھے روسی سپاہ کی طرف گیا اور روسی اعلےٰ سپہ سالار جنرل جانسکی سے ملنا چاہا اور اس سے ملکر روسی جنرل اسٹراکوف کو اپنے ساتھ لئے ہوئے وہاں پہنچا جہاں عثمان پاشا کو بحالت زخم اٹھا کر رکھا گیا تھا اور جنرل مذکور نے عثمان پاشا سے کہا کہ پہلے تم اپنی فوج کو ہتھیار ڈالدینے کا حکم دیدو اس کے بعد گفتگوے اطاعت ہوگی کیونکہ اُسے اعلےٰ سپہ سالار افواج روسیہ یعنی گرینڈ ڈیوک نکلس برادر قیصر کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی - عثمان پاشا نے دیکھا کہ موقع چون وچرا کا نہیں ہے اس لئے انہوں نے غنیم کی درخواست منظور کرلی اور جنرل اسٹراکوف نے واپس جاکر یہ خبر جنرل جان ٹسکی کو پہنچائی جو خود عثمان پاشا سے ملنے آیا اور انکو اور انکی فوج کو ایسی بے نظیر دلیری اور جنگی کاروائی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب آپ ترکی سپاہ کو ہتھیار ڈالدینے کا حکم دیدیں چنانچہ عثمان پاشا نے سپاہیوں کو اطاعت مان لینے کا حکم دیدیا اور آخر میں اپنی تلوار بھی روسی جنرل کے حوالہ کردی - پھر روسی افسر نے عثمان پاشا کو اپنی [illegible] سوار کرایا اور انکو پلونہ کی طرف لیگیا راستہ میں پاشاے ممدوح کو گرینڈ ڈیوک نکلس اور امیر رومانیا ملے جنہوں نے انہیں عزت کے ساتھ فوجی سلام کیا - اور دوسرے دن علی الصباح عثمان پاشا مع اپنے خاص ڈاکٹر کے زار روس سے ملنے گئے جس نے انکو دیکھکر سروقد تعظیم دی اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ انہیں مرحبا کہکر انکے اپنے ملک وملت کی طرف سے اس قدر دلیری کے ساتھ [illegible] مبارکباد دیتے ہوئے انکی تلوار واپس کردی اور حکم دیا کہ تم اسے عزت و احترام کی نشانی سمجھکر اپنی کمر سے باندھو - اس کے بعد غازی عثمان پاشا کو بمقام کرکوف بھیجدیا گیا جہاں وہ اختتام جنگ تک نظربند رہے *

غازی عثمان پاشا کے ساتھ مقام پلیونا میں صرف پچاس ہزار فوج تھی اور روسی محاصر فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے بھی زائد تھی اسکے علاوہ ترکوں کے پاس [illegible] توپیں تھیں اور روسیوں کے ساتھ [illegible] توپیں موجود تھیں [illegible] نہیں

شمار و اعداد سے وہ فرق ظاہر ہو سکتا ہے جو دونوں جنگ آور فریقوں کی بہادری میں
تھا۔ ترکی فوج کی یہ کارروائی قابل یادگار ہے کہ انہوں نے اپنے فوجی نشان غنیم
کو سپرد نہیں کئے۔ کیونکہ زیادہ قیمتی نشانات تو انہوں نے آہنی صندوقوں میں بند کرکے
پلیونا چھوڑنے سے پہلے ہی زمین کے اندر دفن کر دئے تھے اور باقی ہی [illegible]
سے پہلے جلا کر راکھ کر ڈالے۔ دولت علیہ نے معاملات کی پیچیدگیاں اور روسی تحریکوں
سے ترکی عیسائی رعایا کی شورہ سری میں اضافہ ہوتے دیکھکر پلیونا [illegible] ہاتھ سے
نکلتے ہی صلح کا قصد کیا تھا لیکن سر لایارڈ Layard انگلش سفیر نے
اُس سے وعدہ کیا کہ انگلش حکومت فوجی کمک دیکر معاملہ میں دخل دیگی اس لئے وہ
رک گئی اور اگر یہ غیر قوی وعدے نہ ہوتے تو سلطنت عثمانیہ کو بعد کی سخت مضرت
رساں شرائط پر صلح ماننے سے بدرجہا کم نقصان پہنچتا جس کا حال [illegible] چلکر
واضح ہو گا۔

اناطولیا میں جنگی کارروائیوں کا بیان اور مہلت جنگ
اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کا ذکر۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ تو یورپین ترکی کے واقعات کا خلاصہ تھا اب ایشیائی
ترکی کے حالات سنئے کہ وہاں پہلے پہل تو عثمانی فوجوں کو فتح و ظفر حاصل ہوتی رہی
جنرل ملیکوف شہر قارص کی طرف بڑھا تھا اور جنرل ڈرہوجاسوف [illegible]
دیتا تھا۔ اور انکے علاوہ دو اور روسی سپہ سالار مقامات اردگان اور بایزید
کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جنرل ملیکوف نے شہر اردہان پر [illegible]
کر لیا (۱۷ مئی ۱۸۷۷ء) اور اس کے بعد اس نے قارص پر محاصرہ قائم کر کے ارض
روم پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ ۲۰ اپریل ۱۸۷۷ء کو جنرل [illegible]
شہر بایزید پر تسلط کرنے کے بعد دسویں جون ۱۸۷۷ء کو ترکی افواج [illegible]

فتح حاصل کرلی - ان واقعات کے بعد غازی مختار پاشا کی فوج آگے بڑھی اور
اُس نے زوین کے بلند مقاموں پر قبضہ کرلیا - اس فوج میں (۵۰) بلٹنیں پیدلوں کی،
چار ہزار سوار، اور ساٹھ توپیں تھیں۔ اور اسی اثنا میں سپہ سالار اسمٰعیل
حقی پاشا کردوں کی ایک زبردست سپاہ کے ساتھ جنرل ہوجاسوف پر دباؤ ڈال
رہا تھا چنانچہ اس ترتیب سے ترکوں نے ملیکوف اور ہوجاسوف کو زیر کرلیا اور
بتاریخ ۲۵ جون ۱۸۷۷ء غازی مختار پاشا کی سپاہ نے روسیوں پر ایسی نمایاں
فتح حاصل کی کہ زوین کی سمت میں جس قدر روسی فوج تھی سب کو بالکل پیچھے ہٹا دیا اور
ملیکوف کو قارص کا محاصرہ چھوڑکر الکزینڈروفل کی طرف پسپا ہوجانا پڑا اگر عثمانی
فوجوں نے اُسکا تعاقب نہیں چھوڑا اس لئے وہ پسپا ہوتے وقت اپنی ترتیب قائم
نہ رکھ سکا لیکن جنرل ہوجاسوف باقاعدہ پسپا ہونے میں کامیاب ہوا اور اُس نے اپنی
فوجکو ترکوں کے نرغہ میں پھنس جانے سے صاف بچاکر اجدیر کیطرف ہٹا لیا - جس کے
بعد اسمٰعیل پاشا نے چالیس بلٹنوں اور (۵۵) توپوں کے ساتھ ہوجاسوف کے
مقابلہ پر جانے کی تیاریاں کر دیں اور غازی مختار پاشا نے جنرل ملیکوف سے معرکہ
آرائی کی ٹھان لی - پھر ترکی فوجوں نے روسیوں کو اس طرح نوک دم بھگایا کہ چند
دنوں کے اندر انہیں عثمانی علاقہ سے بالکل نکال دیا - ان لڑائیوں میں مشہور لڑائیاں
سرکلہ، انی، ایانیہ، آیا [illegible]، اولیار، اور قزل تپہ کی جنگیں تھیں انمیں بھی
سب سے اہم اور معرکہ کی جنگ کدیکلر کی لڑائی تھی جس کے بعد جلالت مآب سلطان اعظم
نے مختار پاشا کے نام شکرگذاری کا فرمان اور غازی کا لقب ارسال کیا - روسیوں
نے پے درپے شکستوں میں اپنی فوج کے برباد ہوجانے اور ذخیرۂ جنگ کم پڑجانے
کے باعث پھر کوئی بڑی لڑائی نہیں چھیڑی بلکہ وہ معمولی زد وخورد کرتے رہے، مگر
اسی کے ساتھ گرینڈ ڈیوک میخائیل حاکم عام صوبہ قوقاز نے تازہ کمک اور سامان جنگ
طلب کرکے جسوقت پھر قوت حاصل کرلی تو آخر ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں جنرل ملیکوف نے
دوبارہ جارحانہ کارروائی آغاز کردی اور قزل تپہ میں مختار پاشا کی سپاہ پر حملہ آور

ہوا دونوں جانب کی فوجیں مقام آلاجہ طاغ میں معرکہ آرا ہوئیں اور کئی دن کی سخت جنگ کے بعد ترکوں نے بیشمار نقصانات اٹھا کر ہزیمت پائی، مختار پاشا کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اب ارض روم کی طرف ہٹ جائے۔ اور روسیوں کو قارص کا دوبارہ محاصرہ کرلینا ممکن ہوا تو انہوں نے نہایت شدت کے ساتھ اُسے چاروں طرف سے گھیر کر آخر اٹھارہویں نومبر ۱۸۷۷ء کو اُسپر بالکل قبضہ کرلیا۔ قارص سے روسیوں نے (۱۰۰۰۰) ترکی فوج اور تین سو توپیں گرفتار کیں اور اسکے بعد بھی مختار پاشا نے غنیم کی پیشقدمی روکنے کیلئے تا مقدور تابڑ توڑ لگایا لیکن وہ ناکام ہوکر ارض روم کی جانب چلے جانے پر مجبور ہوگیا جہاں از سر نو پراگندہ فوجوں کی فراہمی اور قلعوں اور مورچوں کی درستی میں مصروف ہوا۔ مختار پاشا نے جس تیزی کے ساتھ شہر ارض روم کو قلعبند کیا ہے اس سے وہ نہایت قابل تعریف مانا جاتا ہے اور فوجی اخبارات نے اُس کی بہت کچھ مدح سرائی کی ہے چنانچہ اُس نے اپنی کارگزاری کے باعث خاتمۂ جنگ تک روسیوں کو اس شہر پر قابو نہیں پانے دیا اور برابر اُنکے سخت حملوں کو روکتا گیا۔ روسی جنگ نے جو آفت برپا کر رکھی تھی اُسپہ طرہ یہ ہوا کہ قارص اور پلیونا کے ہاتھ سے نکلتے ہی پرنس میلان امیر سرویا نے بھی ۱۴ دسمبر ۱۸۷۷ء کو ٹرکی پر اعلان جنگ کردیا اور علانیہ روس کے ساتھ سازش کرلی جس نے اُسے ایسی بیجا اور مکارانہ حرکت پر آمادہ بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ بے یار و مددگار دولت عثمانیہ کو ماتحت رئیس کی اس کارروائی سے کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ خود اس امر کی منتظر تھی اور اُس نے فوراً سرویا والوں کے نام ایک فرمان جاری کرکے اُنکو پرنس میلان کی معزولی کی اطلاع دی اور صبر و سکون سے کام لینے کی ہدایت کی مگر وہ احسان فراموش اِن باتوں کو کب سنتے تھے، دوسری جانب جبل اسود کی فوجیں بھی پیٹ سے پیر نکال رہی تھیں اور انہوں نے حدود عثمانیہ پر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا کیونکہ دولت علیہ نے طاقتور غنیم روس کے مقابلہ کرنے کیواسطے ہر طرف سے فوجوں کا بیشتر حصہ طلب کرلیا تھا اور تھوڑی سی

سرحدی فوج کبخت مفسدوں کی پوری روک تھام سے عاجز تھی - خلاصہ یہ ہے کہ ان
امور کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت عثمانیہ کو اس نامبارک جنگ میں صرف ایک
روسی غنیم ہی سے نہیں نبٹنا پڑا تھا بلکہ اس کے ماتحت تمام عیسائی علاقے والیشیا،
مالڈیویا، سرویا، جبل اسود، اور تقریباً تمام ترکی عیسائی رعایا، بھی اس کے لئے وبال
جان ہو رہی تھی اور اُسے ہر طرف چوٹ بچانا پڑتی تھی - اسی اثناء میں موسم سرما اور برف
باری کا موسم ہو چلا جس سے ترکی وزارت جنگ کو خیال پیدا ہوا کہ اب لڑائی چند روز
کے لئے بند ہو جائیگی اور ہمیں نئی فوجیں جمع کر لینے کا کافی وقت ملیگا تاکہ پھر دشمن سے
مقابلہ کرنے کی طاقت آجائے مگر یہ گمان یقین کے درجہ تک نہیں پہنچا کیونکہ روسیوں
نے اپنی جلد جلد فتوحات کے بعد ہی بلقان کی طرف فوجوں کا بڑھانا شروع کر دیا اور
جنرل طوطلبن نے یہی مناسب سمجھا کہ جہانتک جلد ممکن ہو ودین، ادرنہ، اور شملہ
پر بلقان کی طرف جانے سے پہلے ہی تسلط کر لیا جائے - اور اس بارہ میں نقصان جان
و مال کا اندیشہ ہرگز نہ کیا جائے - چنانچہ اس جنرل نے عین چلہ کے جاڑوں اور برفباری
کے زمانہ میں آگے بڑھکر شاکر پاشا کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور اُسے ہزیمت دے کر
(۴ جنوری ۱۸۷۸ء کو) صوفیا پر قبضہ کر لیا، اور اسی مہینے کی نویں تاریخ کو درہ شپکا
کی محافظ ترکی سپاہ نے بھی غنیم کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے جسکے بعد جنرل گورکو نے
سلیمان پاشا کی سپاہ پر حملہ کر دیا اور تین دن کامل طرفین میں سخت جنگ ہوتی رہی
جسمیں ترکوں نے اپنی بہادری کے ایسے جوہر دکھائے جنکا ذکر قیامت تک تاریخ کے
صفحوں پر نقش رہیگا اور شہر فلبہ کے نزدیک یہ لڑائی ہوئی تھی مگر آخر کار ترکوں کو
ہزیمت اُٹھا کر کوہستان رودپ کی طرف ہٹ آنا پڑا (۱۹ جنوری) پھر بیسویں
تاریخ ماہ مذکور کو جنرل اسکوبلیف کے ہراول دستہ نے شہر ایڈریانوپل میں داخلہ
کیا، اسوقت بلقان کی ترکی سپاہ کا کمانڈر انچیف رؤف پاشا وزیر جنگ تھا - ایڈریانوپل
پر متسلط ہونے کے بعد روسیوں نے آستانہ علیہ پر پیشقدمی آغاز کر دی یہانتک کہ وہ
شہر سے صرف پچاس کیلومیٹر کے فاصلہ پر رہگئے حکومت عثمانیہ نے اپنی تباہ حالی پر نظر

کرکے مہلت جنگ طلب کرنا چاہا تاکہ صلح کی شرطیں قرار دی جائیں اور نامق پاشا اور
سرور پاشا کو اپنی جانب سے ایلچی بناکر گرینڈ ڈیوک نکلس کے پاس اسبارہ میں گفتگو کرنے
کے لئے ارسال کیا جنکے ساتھہ دو فوجی عہدہ دار بہی تھے - ان ایلچیوں نے شہر قزانلق
میں گرینڈ ڈیوک سے ملکر اُسے اپنی حکومت کا پیام سنایا اور وہ اُنکو اپنے ساتھہ لیکر
ایڈریانوپل چلا گیا تاکہ زار کا جواب آنے کے بعد اُنہیں اثبات یا نفی میں جواب دیگا -
پہر زار کی طرف سے جواب منظوری کا آگیا تو دو معاہدوں پر دستخط کئے گئے - ایک معاہدہ
گرینڈ ڈیوک اور سرور پاشا اور نامق پاشا کے مابین ہوا جسکا ماحصل یہ تہا کہ بلغاریا کو
انتظامی خودمختاری دی جائے اور رومانیا، اور جبل آسود کو اُنکی سرحدوں میں تغیر
وتبدل کرنے کے ساتھہ آزاد حکومتیں مانا جائے - اور روسی حکومت کو ایک مقررہ
تاوان جنگ نقد ادا کیا یا بالعوض نقد تاوان جنگ کے کچھ حصہ مفتوحہ ملک کا دیا جائے
اور دوسرا معاہدہ عثمانی فوجی قائم مقاموں اور روسی فوجی افسروں کے مابین
شرائط التواے جنگ کی بابت تحریر ہوا تہا - چنانچہ اسی کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو
مخالفانہ حرکتیں دونوں طرف سے موقوف ہوگئیں اور باب عالی نے بہی حکم دیدیا
کہ بحیرہ اسود کے روسی سواحل پر سے جنگی محاصرہ برطرف کرلیا جائے - اور گرینڈ
ڈیوک نکلس مظفر ومنصور ہوکر سینٹ پیٹرسبرگ کو واپس چلا گیا - انگلستان کو
مہلت جنگ اور صلح کی ابتدائی شرطوں کی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے دعوے کے
مطابق یہ خوف کرکے کہ کہیں حکومت روس قسطنطنیہ پر قابض نہو جائے اپنے اُس
جنگی بیڑہ کو جو خلیج بیشکہ میں موجود تہا حکم دیا کہ وہ بخلاف عہدنامہ پیرس جس کے
رو سے ہر ایک یورپین طاقت کے جنگی جہازوں کا آبناے ڈارڈنلز میں ہوکر
نکلنا ممنوع تہا بحیرہ مارمورا میں داخل ہوجائے - اور یہ بیڑہ چودہویں فروری ۱۸۷۸ء
کو آبناے میں گہس آیا - چونکہ اسوقت سلطنت عثمانیہ میں اتنی قوت نہ تہی کہ وہ بزور
انگریزی بیڑہ کو روک سکتی اسلئے وہ صرف اعتراض کرکے رہگئی - اس کے علاوہ
بعض یورپ کی حکومتیں اس فکر میں بہی تہیں کہ شرائط صلح آنکی معرفت طے ہوں

تاکہ کہیں خود معاہدین کے مابین صلح کی قرار داد ہوجانے سے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کی دفعات میں کوئی خلل نہ واقع ہوسکے ۔ مگر روسی حکومت نے اس بات کو نہیں مانا اور اس نے اسی بات پر زور دیا کہ وہ فاتح ہونے کی حیثیت سے خود ہی ٹرکی کے ساتھ شرائط صلح طے کریگا اس کو کسی متوسط کی حاجت نہیں ۔ چنانچہ اسی جھگڑے کے باعث مذکورہ بالا معاہدوں کی اشاعت ۱۵ فروری ۱۸۷۸ء تک ملتوی رہی ۔ اور اس تاریخ کو اُنکا سرکاری طور پر اعلان کیا گیا جسکے بعد دونوں حکومتوں کے سفیر صلح شہر سینٹ اسٹیفن میں فراہم ہوئے جسے روسی فوج نے مہلت جنگ کے بعد اپنا جائے قرار بنا لیا تھا ۔ صفوت پاشا وزیر خارجیہ اور سعد اللہ پاشا سفیر برلن دو شخص منجانب دولت عثمانیہ سفیر صلح بنائے گئے اور روسی حکومت کیجانب سے سیو نیلڈوف اور کونٹ اغناٹیف قائم مقام مقرر ہوئے کئی جلسوں کے بعد ٹرکی قائم مقاموں کو (۲۹) دفعات کے ایک معاہدہ پر مجبوراً دستخط کرنے پڑے جسکی اہم دفعات حسب ذیل تھیں :-

جبل اسود کی اراضی اُس کی سابقہ حالت سے دُگنی کردی جائے اور اُسے دو بندرگاہ اسپیزا اور انٹیواری بھی دئیے جائیں ۔ سرویا کا ملک جو آپ آزاد حکومت ہوگیا ہے نیش کا ضلع پائے ۔ اور روما نیا بھی جو مستقل سلطنت بنا دی گئی ہے بعوض صوبہ بسارابیا کے جسے روس نے لیلیا ہے وہ بروبجہ کے علاقہ پر قابض بنایا جائے ، بلغاریا کو نیم خود مختار ریاست بنا کر اُس کی سرحدیں دریائے ڈنیوب سے لیکر بحر آرکی پیلیگو تک ممتد کی جائیں یعنی سلطنت عثمانیہ کے پاس یورپ کے خطہ میں بجز شہر قسطنطنیہ گلیپولی ، سلانیک اور اُس کے اطراف ، اور صوبہ جات ایپیر ، تھسلی ، البانیا ، بوسینیا ، اور ، ہرزیگوینا ، کے کچھ بھی باقی نہ چھوڑا جائے ۔ اور ایشیا کے خطہ میں مقامات قارص ، اردھان ، باطوم ، اور ، بایزید ، روس کو دیئے جائیں اور ان سب کے علاوہ سلطنت عثمانیہ (۱۴۱۰،۰۰۰،۰۰۰) روبل - یعنی (۱۳۹۱۱۷۵۴۳) ترکی پونڈ نقد تاوان جنگ ادا کرے ۔ یہ معاہدہ ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو مکمل ہوا تھا

بیالیس ۴۲ دن کے بعد روسی سرکاری اخبارات میں شائع ہوا تو انگلستان کو اسپر شدید
جوش آیا اور اس نے اپنی احتیاطی فوج جمع کرنیکا حکم دیا، انگلش بیڑے آلٹا میں جمع
کیے جانے لگے اور ہندوستان سے بھی فوجیں طلب ہوکر یہیں فراہم کیجاتی تھیں
مگر باوجود اس قدر جوش وخروش کے انگلستان کو روس کا قوت کے ساتھ روک
سکنا ممکن نہیں ہوا کیونکہ دول یورپ میں سے کسی حکومت نے اس کی مدد کا وعدہ
نہیں کیا اور نہ انگلش سفیر مسیو آیارڈ کی وہ کوششیں کچھ کارگر ہوسکیں جو اسنے
ترکوں اور روسیوں میں پھر جنگ چھڑوا دینے کی بابت اسوقت کیں جبکہ دونوں
طرف کی فوجیں چتالجہ کے نزدیک کیمپ ڈالے تھیں۔ نیز اس نے کوہستان روڈوپ
کی مظلوم مسلمان رعایا کو بھی روسیوں سے لڑا دینے کی سعی کی جنپر اثنائے جنگ
میں روسیوں اور بلغاریا والوں نے سخت وحشیانہ ظلم کئے تھے لیکن یہ بات بھی
نہ چل سکی۔ دولت عثمانیہ نے تو اسلئے دوبارہ جنگ پر اقدام نہیں کیا کہ اسے کریٹ اور
تھسلی وغیرہ کے عیسائی باشندوں میں بغاوت پھوٹ پڑنے کا قوی اندیشہ تھا۔ مگر
لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک عرصہ تک خط وکتابت جاری رہنے کے بعد جرمن
کے مشہور وزیر پرنس بسمارک نے اس معاملہ میں دخل دیکر روس، انگلستان
اور آسٹریا کے مابین (۳۰ مئی ۱۸۷۸ء کو) ایک خفیہ معاہدہ قرار دے لیا اور
روسی حکومت نے اس بات کو مان لیا کہ وہ معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو ایک
یورپین کانفرنس کے سامنے پیش کریگی اور یہ بھی اس مجبوری کیوجہ سے مانا کہ انگلستان
اس سے بالکل آمادہ جنگ ہو رہا تھا پھر عین اسی حالت میں لارڈ بیکنسفیلڈ انگلش وزیر
خارجہ نے دولت عثمانیہ سے ایک خاص معاہدہ کر لینے میں کامیابی حاصل کی جسکا مفاد
یہ تھا کہ اگر روسی حکومت صوبۂ اناطولیا کی طرف پیش قدمی کرے تو انگلستان ٹرکی کے
ساتھ شریک جنگ ہوگا اور بابعالی نے اسکے مقابلہ میں وعدہ کیا کہ وہ اپنی علاقہ کے
عیسائی باشندوں کی خوش حالی کا سامان کریگا اور حکومت انگلستان کو جزیرہ
قبرص پر قبضہ کرکے وہاں کا انتظام کرنیکا مختار بنا دیگا تاکہ یہ سلطنت روسی قلمرو سے

نزدیک رہکر بوقت ضرورت روسی حملوں کی مدافعت میں ٹرکی کے ساتھہ شریک ہوسکے کیونکہ اوّل تو باب عالی کو یہ اندیشہ تھا کہ اناطولیا کی عیسائی رعایا روسی ہتھکنڈوں کا نشانہ ہوجائیگی اور دوسرے یہ خوف بھی تھا کہ روسیوں کی طبیعت قسطنطنیہ پر تسلط کرنے کے لئے بیچین ہورہی تھی۔ غرضکہ باب عالی نے موجودہ پیچیدگیوں پر نظر کرتے ہوئے اپنی باقی املاک کو محفوظ رکھنے کی نیت سے اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو اس طرح معتدل کرانے کے قصد سے کہ وہ اس کے حسب منشا اور مفید ہوجائے یہ نیا معاہدہ قبول کرلیا۔ اور ۴م جون ۱۸۷۸ء کو اسپر دستخط کردئے۔ اور جسوقت برلن کانفرنس ہورہی تھی اسی زمانہ میں دونوں معاہدہ کرنے والی حکومتوں نے اس معاہدہ پر اتنا حاشیہ بھی چڑھادیا کہ انگلستان جزیرہ قبرص کا انتظام کیونکر کریگا اور کس قدر روپیہ سالانہ اس کی آمدنی میں سے باب عالی کو ادا کیا جاتا رہیگا۔ نیز اس جزیرہ کا انگریزی قبضہ سے چھوٹنا اس بات پر موقوف رکھا گیا کہ جسوقت روسی حکومت باطوم اور قارص کے شہروں کو چھوڑیگی (جو آخر میں یکم جولائی ۱۸۷۸ء کو بالکل اور قطعی طور پر روسی قلمرو سے ملادیے گئے) اسی وقت انگلستان بھی جزیرہ قبرص خالی کردیگا۔

معاہدہ برلن:-

روسی حکومت نے معاہدہ سان اسٹیفن کو دول عظام کی کانفرنس میں پیش کرنا منظور کرلیا تو پرنس بسمارک نے جملہ دول یورپ کے نام بذریعۂ تار اس کانفرنس میں اپنے قائم مقام بھیجنے کی دعوت دی اور ۱۳ جون ۱۸۷۸ء اس کانفرنس کے افتتاح کی تاریخ مقرر کیگئی۔ صدارت کا عہدہ خود پرنس بسمارک کے لئے مخصوص ہوا اور بہت سی ان قوموں نے بھی اپنے ڈیلیگیٹ (نائب) اس کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ کئے جنکو اپنی کچھ فوائد اور اغراض کانفرنس سے مانگنے ضروری تھے مگر ایسے قائم مقام بغیر خاص اجازت کے کانفرنس کے جلسوں میں شریک نہیں ہوسکتے تھے اور

کئی دنوں تک سفرائے دول میں بحث و مباحثہ ہونے کے بعد آخر میں سب نے
معاہدہ برلن پر دستخط کئے۔ اس کانفرنس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے محمد علی پاشا،
قرہ تیودوری پاشا، اور سعد اللہ بک، تین نائب ارسال کئے گئے تھے مگر بعض مورخین
نے محمد علی پاشا کا تقرر اس لحاظ سے ناپسند کیا ہے کہ وہ دراصل جرمنی کا باشندہ تھا اور
اسلام قبول کرکے ترکوں میں شریک ہوگیا تھا اسی واسطے پرنس بسمارک خصوصًا اور دیگر
قائم مقامان دول یورپ عمومًا اسے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور کئی مرتبہ پرنس بسمارک
نے اسے بھری مجلس میں بلا وجہ ڈانٹ بھی بتلائی جو بالکل خلاف انسانیت حرکت تھی۔
معاہدہ برلن کی اہم دفعات کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

جنرل اغناتیف نے ریاست بلغاریا کا دو حصوں میں بانٹنا چاہا جسکا شمالی حصہ
نیم خود مختار بلغاری حکومت رہے اور جنوبی حصہ صوبہ رومیلیا بھی کسی قدر خود مختار
بنایا جائے، رومانیا کو مستقل سلطنت بنایا جائے اور صوبہ دوبروجہ اس کی املاک
میں شامل کیا جائے جو صوبہ بسارابیا کے معاوضہ میں دلوایا جاتا ہے جسپر روس نے
تسلط کر لیا ہے۔ سرویا کی حکومت میں جو اب بالکل خود مختار حکومت ہوگئی ہے ترکی صوبہ
نیش کا اضافہ کیا جائے جبل اسود کو جسکی خود مختاری سلطنت عثمانیہ نے مان لی ہے۔
بندرگاہ انٹیواری دبار اور اس ارضی کا ایک تہائی حصہ دیا جائے جو معاہدہ سان
اسٹیفان کے رو سے دیجانی پہلے تجویز ہو چکی ہے۔ روسی حکومت صوبہ بسارابیا
پر تسلط کر لے جو از روئے معاہدہ ۱۸۵۶ء اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا تھا۔ ایشیائی
میں روسی املاک کے ساتھ قارص، باطوم، اور اردہان، کے شہر ملا دئیے جائیں
اور باطوم کو جنگی استحکامات منہدم کرنے کے بعد آزاد بندرگاہ بنایا جائے روسی
مگر سرحد شہر بایزید اور وادی الشگرد سلطنت عثمانیہ کو واپس دیدے۔ رومانیا نے
جنگ میں کسی طرح کی کمی نہیں کی تھی تاہم اتنی شرط ضرور لگا دی کہ اس کے حقوق
حیثیت تاوان جنگ ہونے کے بجائے قرضخواہوں کی فوائد کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا جائے
اس کے علاوہ برلن کانفرنس نے یہ بھی طے کیا کہ ایران صوبہ قطور کو، اور آسٹریا

بندرگاہ اسپیزا کو لیلے اور آسٹریا کی فوجیں غیر محدود میعاد تک بوسینیا، اور ہرزیگوینیا، کے صوبوں پر قابض ہو جائیں تاکہ وہاں حسب مصلحت اور مفید اصلاحوں کو جاری کیا جا سکے، باب عالی سے اسبات کا اقرار لیا گیا کہ وہ عدالتوں میں بلا تمیز مذہب ہر جنس کی رعایا کے لوگوں کی شہادتیں قبول کرے، جزیرہ کریٹ میں وہ اساسی نظام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جاری کیا جائے جسکی توضیح ۱۸۶۸ء میں ہو چکی تھی، نیز اسی معاہدہ کے نظاموں سے ملتے ہوئے نظامات مقامی ضرورتوں کا لحاظ کرنے کے ساتھ اُن تمام یورپین ٹرکی صوبوں میں بہت جلد جاری کیئے جائیں، جن کے واسطے اس کانفرنس نے کوئی خاص دستور نہیں بنایا ہے - اور یہ کہ سلطنت عثمانیہ عملی طور پر بلا تاخیر اُن صوبوں کے انتظام کی درستی میں کوشش کرے جہاں ارمنی لوگ بکثرت رہتے ہیں اور اسبارہ میں اُنکی حالتوں اور ضرورتوں کا لحاظ رکھے، اُنکو چرکس اور کرد لوگوں کے دست درازی سے محفوظ رکھے - اور وقتاً فوقتاً دول یورپ کو اُن انتظامات کے عملدرآمد اور نتائج سے مطلع کرتی رہے جو اس کانفرنس نے مقرر کئے ہیں - ناظرین! یہ وہ شرطیں ہیں جو دول یورپ نے مغلوب ٹرکی کے لئے قرار دی تھیں - مگر شائد کیا بلکہ یقیناً دو یورپ کی جنگ آور حکومتوں میں جنمیں سے ایک نے دوسری کو مغلوب بنا لیا ہو ہمنے کبھی ایسی سخت شرطوں کا منوایا جانا ابتک نہیں سنا ہے لیکن کیا کیا جائے سلطنت عثمانیہ اکیلی اور اُس کے سامنے یورپین حکومتوں کا اتنا زبردست جمگھٹا وہ اِن شرطوں کو نہ مانتی تو کیا کر سکتی تھی - اور جو شخص اس معاہدہ کی دفعات پر غور کریگا اُسے صاف طور سے معلوم ہو جائیگا کہ اس ذریعہ سے باب عالی کو اُس کی تمام ماتحت ریاستوں کی افسری سے کنارہ کش ہونے پر مجبور بنایا گیا اور اُسکی نصف کے قریب یورپین املاک کو اُسکے ہاتھوں سے چھین لیا گیا - اس منحوس معاہدہ کو چند مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ جزیرہ کریٹ کے عیسائی باشندوں نے اُن حقوق کا مطالبہ آغاز کر دیا جو برلن کانفرنس نے اُن کے لئے خاص کر دیئے تھے اور دولت علیہ نے غازی احمد مختار پاشا کو وہاں روانہ کیا جنہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو

معاہدہ ہلیتہ منعقد کیا اور جلالت مآب سلطان المعظم نے اس معاہدہ کی شرطیں نافذ فرمانے کا حکم صادر کر دیا۔ پھر یونان اور مانٹی نیگرو والوں نے اپنے حقوق مانگنے کا شور مچایا اور دولت علیہ نے اُنکی درخواست منظور کرنے کا ارادہ کیا تو البانیا والے بگڑ بیٹھے کہ ہمارے صوبہ کا کوئی ٹکڑا اغیروں کیلئے کس لئے دیا جائیگا اسمیں ہماری حق تلفی ہوتی ہے اگرچہ البانیا والوں کا یہ معارضہ بالکل حق تھا لیکن اہل ایمان یورپ کو ایسی باتیں سُننے کی فرصت کہاں تھی اُنہوں نے ٹرکی کی گردن ناپ کر یونان والوں کو اُتنی ارضی دلوا ہی دی ؛

جنگ کے جھگڑوں سے نپٹ کر دولت عثمانیہ نے ایک جنگی مجلس منعقد کی جسمیں اُن تمام سرداران فوج کا محاکمہ کیا گیا جنہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کمی کی تھی اور بہت سے فوجی سرداروں کو جلا وطن کیا گیا جنمیں ایک مشیر سلیمان پاشا بھی تھا۔ رہے وہ باقی افسر جنسے کم درجہ کی غلطیاں سرزد ہوئی تھیں اُنکو مختلف سزائیں دیگئیں اس منحوس جنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ کو جو کمزوری لاحق ہوئی تھی اُس کے باعث فرانس والوں نے ٹیونس پر اور انگلستان نے مصر پر بھی قابو کر کے یہ دونوں زرخیز صوبے اُس سے لے لئے اور سلطنت سنیہ مجبوری کے باعث صرف اعتراض کر کے رہگئی۔ مگر جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان دوم خلداللہ ملکہٗ کی ہمت پر آفرین اور ہزار آفرین ہے کہ ایسے سخت نقصانات اُٹھانے کے بعد بھی اُنہوں نے استقلال و پامردی سے کام لیکر ملک کے اندرونی انتظام پر کمر باندھی، فوجی اور مالی حالت درست کرنی شروع کر دی، سلطان عبدالعزیز کے قاتلوں کا محاکمہ کر کے اُنکو سزائے قتل کا مستوجب ٹھیرایا مگر پھر اپنی رحم دلی کے باعث قتل کی سزا دوامی جلا وطنی سے بدلدی اور مدحت پاشا سابق وزیر اعظم بھی اُنہیں لوگوں میں سے تھا جنکو جلا وطن کیا گیا ؛

ہم نے دوسرے واقعات بیان کرنے میں اس لئے اختصار سے کام لیا ہے کہ ہماری تاریخ اصل مضمون بحری قوت کے اور بحری جنگوں کے حالات سے بحث کرنا تھا جیسا کہ اسکے نام ہی سے ظاہر ہے اس لئے ہمیں مناسب بلکہ ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص فصل میں عثمانی بحری قوت کے انتظامات اور اس محکمہ کی ہر شاخ کا تفصیلی ذکر کر دیا جائے اور جسقدر جنگی اور باربرداری کے جہازات سلطنت علیہ کے پاس موجود ہیں انکی قسموں، اور جسامت و قوت وغیرہ کا ذکر کر دیا جائے۔ پھر اس کے بعد ہی ایک اور فصل میں ہم اُس کی بری قوت کا بیان کرینگے کہ وہ جنگ و صلح کی حالتوں میں کس کس قدر سپاہ تیار رکھہ سکتی ہے اور اس بارہ میں ہم خاص ترکی اور نیز غیر ممالک کے سب سے زیادہ صحیح و معتبر اخباروں، کتابوں، اور، تقویموں کے بیانات پر اعتماد کرینگے۔ واللہ المستعان +

چودھویں فصل

محکمہ بحری کی موجودہ حالت اور قوت کا بیان:-

دولت عثمانیہ کا بحری محکمہ تازہ خوبیوں کے داخل کرنے اور جدید ترتیبوں کے عمل میں لائے جانے کے بعد حسب ذیل طریقہ پر چل رہا ہے:-

مجلس شورے بحریہ کی قسم:-

دو فریق، چھ میر آلائی، دو قائم مقام، اور باشکاتب، اور کاتب ثانی سے مرکب ہے، یہ مجلس تمام جنگی بیڑوں کی ضرورتوں، جنگی جہازوں کی جانچ اور کارخانہ جہاز سازی کے لوازم کی نگرانی کرکے غور و خوض کے بعد جو کچھہ مناسب سمجھتی ہے وہ اُن کے لئے قرار دیتی ہے +

نظام بحری کی قسم :-

اسکا اعلیٰ افسر وزیر بحر ہے جسکا ایک نائب بھی لواء کے رتبہ پر فائز ہے، اور تین میرآلاے، ایک قائم مقام، ایک بکباشی، اور ایک کاتب۔ یہ اسکے ممبر ہیں۔ اس شعبہ کا یہ کام ہے کہ عثمانی بحری محکمہ میں جسقدر انتظامی امور ہیں انکی نگرانی اور تنفیذ کرے۔

ارکان حرب بحریہ کی قسم :-

اسکا اعلیٰ افسر فریق یعنی نائب امیرالبحر ہے، اس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی کا رتبہ رکھنے والے، تین قول آغاسی دوم کا رتبہ رکھنے والے، چار یوزباشی، ایک ملازم، اور تین کاتب ہیں، اس شعبہ کی خدمت تمام جنگی امور کی دیکھ بھال اور جنگ بحری کے لئے جسقدر توپوں اور سامان حرب وضرب کی ضرورت ہو اس کی فراہمی کا اہتمام کرنا ہے۔

(علمی) فنی کمیشن :-

اس کی صدارت براہ راست وزیر بحر سے متعلق ہے جس کے ماتحت ایک نائب لواء کے رتبہ پر، ایک میرآلائے، دو صاغقول آغاسی، دو یوزباشی، ایک ملازم، اور دو کاتب (کلرک) ہیں۔ اس کمیشن کی خدمت یہ ہے کہ فنی جنگ بحری کے متعلق جسقدر ضروری سامان ہیں سب کو فراہم کرتی ہے، جدید اور تازہ بتازہ تصانیف علم بحر کے متعلق یورپ سے منگائے اور انکے ضروری حصوں کا خلاصہ عثمانی جنگی بیڑوں کی ترقی اور خوبی کے لئے کردے نیز مفید علمی رسائل شائع کرے جو بحری سپاہیوں کے لئے کارآمد ہوں اور مدرسہ بحری کے کورس میں داخل کئے جائیں، ایک ہفتہ وار بحری اخبار بھی کمیشن کے اہتمام سے نکلتا ہے جسمیں تمام

دول یورپ کے جنگی بیڑوں کی سرگزشت، انکی جنگی مشقوں، نئی نئی ترتیبوں، اور دریافتوں کا مفصل بیان چھپتا ہے۔ اور ایک ماہوار رسالہ بحری جنگ اور علم کے حالات و بیان میں بھی نکالا جاتا ہے جو تمام بحری افسروں کو بھیجا جاتا ہے ۔

کمیشن اصلاحات و تدقیق و محاسبہ

یہ بھی وزیر بحر کی صدارت میں منعقد ہوتی ہے اس کے ممبروں میں ایک بحری میر آلائے دو قائم مقام کے رتبہ والے افسر، ایک صاغقول آغاسی، اور اور چھ کاتب ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن اصلاحات محکمہ بحری اور اس کے معاملات کی چھان بین اور عام محاسبہ کا کام کرتی ہے ۔

لیمان کی کمیدانی

یہ بھی وزیر بحر کے زیر صدارت ہے اسکا دوسرا کمیدان لواء کا رتبہ رکھتا ہے یعنی کوسٹر امیرال ہے جسکے ساتھ ایک میر آلائے، ایک صاغقول آغاسی، اور چھ کاتب کام کرتے ہیں۔ اس حصہ میں دار الصناعۃ کی امیر البحری کا تعین ہے اور تمام ان جہازوں اور جنگی بیڑوں کی نگرانی اس کے متعلق ہے جو دار الصناعۃ میں تعمیر و مرمت کے لئے آتے ہیں اور یہی شعبہ اس کی تمام ضرورتوں کا کفیل رہتا ہے ۔

مامور ترسانہ کی قسم :-

اسکا افسر فریق یعنی نائب امیر البحر کا رتبہ رکھتا ہے جس کے ساتھ بیاد کلرک ہوتے ہیں اور اسکا تعلق آستا[illegible] کے دار الصناعۃ کے ساتھ متعلقہ صیغہ جات رکھنے والی باتوں کی نگرانی سے ہے ۔

بحری شفاخانہ کا محکمہ

اس شعبہ کی ترتیب یوں ہے کہ ایک فریق کا رتبہ رکھنے والا ڈاکٹر اسکا صدر مجلس ہوتا ہے اور تین طبیب لوا کا رتبہ رکھنے والے، چار ڈاکٹر میرآلای کا رتبہ رکھنے والے، اور ایک قائم مقام، بطور ممبروں کے اُن تمام امور کی نگرانی کرتے ہیں جو بحری فوج کے حفظان صحت، جہازات کے شفاخانہ جات، اور جہازوں کی صحی نگرانیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بحری ہلتہ آفیسری کا محکمہ اسی کمیٹی کے زیر انتظام رہا کرتا ہے۔

بحری مہمات جنگ کا صیغہ

اسکا افسر ایک بحری میرآلائے ہوتا ہے جسکے ساتھ ایک قائم مقام، دو صاغقول آغاسی کے رتبہ والے، اور دو کاتب ممبروں کے عہدوں پر ہوتے ہیں اور اس صیغہ کا کام تمام زرہ پوش جنگی جہازوں اور دیگر قسم کے جنگی جہازوں کے لئے سامان حرب وضرب پہنچانے کی فکر رکھنا ہے۔

بحری مجلس جنگ:-

ایک میرآلائے کے زیر صدارت جلسہ کرتی ہے اور اس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، دو بکباشی، تین صاغقول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتا ہے۔ یہ مجلس مجرمان صیغہ بحری کے مقدمات کی سماعت کرتی، اور اُن کے لئے مناسب احکام نافذ کرتی رہتی ہے۔

کمیشن تارپیڈو

اسکا صدر مجلس کوئی قائم مقام رتبہ کا افسر ہوتا ہے اور دو میر رتبہ بکباشی، تین میر رتبہ

صاغقول آغاسی، چادیوز باشی، اور دو کاتب، بطور ممبروں کے ہوتے ہیں دریائی
سرنگوں اور ہر قسم کے اُن کے ساتھ تعلق رکھنے والے برقی آلات وغیرہ کی دیکھ بھال
اور فراہمی اسکا کام ہے۔ تارپیڈو چلانے والے عملہ کی تعلیم و تربیت بھی اسی کے
ذمہ ہے اور بوقت ضرورت اِن کی توسیع کی جاتی ہے، اسی کے ماتحت ایک دوسرا
کمیشن فنِ تارپیڈو کا بھی ہے جو بحری سرنگوں کے بچھانے، تارپیڈو سر کرنے،
اور دیگر جنگی ضروریات کے نقشے تیار کرتا ہے اسکا اعلیٰ افسر ایک صاغقول آغاسی
ہے اور اُس کے ساتھ دو میکانیکل انجینیر، ایک یوزباشی، اور دو ملازم بھی کام
کرتے ہیں۔

کمیشنِ اعمال

محکمہ بحریہ میں سب سے اعلیٰ نمبر والے فریق کو اسکی میر مجلسی اور افسری دیجاتی
ہے، اِس کے ممبروں میں ایک دوسرے نمبر کا فریق، دو میر آلائی، ایک بحریہ
اور انجینیرنگ کا قائمقام، اور ایک بکباشی ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن عام طور پر دار الصناعة
کے کاموں کی نگرانی کرتا ہے جہاز سازی اور ہر قسم کے آلات کی تیاری عمل میں آتی
رہتی ہے۔ اسمیں ایک اور کمیشن بھی شریک ہے جسکا نام "کمیشن انشا" ہے جسکا رئیس
ایک قائمقام، اور ممبر ایک بکباشی، دو قول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتے ہیں۔
اسکی خدمت جہازوں، چھوٹی کشتیوں، ڈونگیوں اور دیگر چیزوں کی بناوٹ کی دیکھ
بھال اور جانچ پڑتال کرتے رہنا ہے اور دوسرا حصہ مذکورہ فوق کمیشن کا "قلم رسم
الانشاء البحریہ" نامی ایک میر آلائی کی ماتحتی میں رہتا ہے جو اوّل درجہ کا مصور اور
نقاش ہوتا ہے اُس کے ساتھ ایک ایک بکباشی، اور صاغقول آغاسی بطور معاون
ہوتے ہیں اور ایک یوزباشی اور تین نقشہ نویس ملازم کا رتبہ رکھنے والے اُس کی ماتحتی
میں کام کرتے ہیں یہ شعبہ قابل تیاری چیزوں کے نقشے بنا کر پیش
کیا کرتا ہے۔

کمیشن فابریقات :-

اس کی افسری پر ایک قائم مقام مقرر ہے جسکی ماتحتی میں ایک دوسرا قائم مقام، تین بکباشی، دو صاغقول آغاسی، اور ایک کاتب کام کرتے ہیں - یہ کمیشن اُن تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے جو مشینوں کے ذریعہ سے بنتے ہیں - اسی کے ماتحت ایک اور کمیشن نقشہ کشی کا بھی ہے - جسکا رئیس ایک میر آلائے بحری انجنیر ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ تین قول آغاسی، پانچ یوز باشی، دس ملازم اول اور چار ملازم ثانی ہوتے ہیں یہ کمیشن اُن تمام آلات اور اشیاء کے نقشے تیار کیا کرتا ہے جو انجن مشین کے کارخانوں میں ڈھلنے اور بننے والے ہوتے ہیں ؛

دار الصناعۃ کے دخانی کارخانے کے انجن

انکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

دو جہاز سازی کے دخانی آلات سے چلنے والے کارخانے ازمید، اور سودہ (واقع کریٹ) کے بندرگاہوں میں موجود ہیں جو جہازات کے تمام ضروری آلات تیار کرتے اور اُنکی مرمت و تعمیر کا کام انجام دیتے ہیں - ازمید کے دخانی کارخانہ کے انجن کی قوت پندرہ گھوڑوں کی طاقت رکھتی ہے اور سودہ کے کارخانے کا انجن پچیس گھوڑوں کی طاقت کا ہے اور آستانہ علیہ کے دار الصناعۃ میں جو انجن لگے ہیں اُنکے انجنوں کی قوت ذیل کی جدول سے واضح ہوگی :-

(جدول صفحہ آئندہ پر ملاحظہ کیجئے)

مشینوں کے نام	اسٹیم کے گھوڑوں کی طاقت	اسطوانہ اور الاسٹرک	قطر اسطوانہ	تعداد اسطوانات
کارخانہ تعمیرات	۲۵	انچ ۲۴	انچ ۱۸	۱
" اعمال جدیدہ	۴۰	۴۸	۹۰	۱
" قزانات	۲۵	۲۴	۱۸	۱
" عدہ خانہ	۱۲۵	۶۰	۳۵	۱
" دستگاہ و مطرقہ	۲۵	۳۰	۱۸½	۱
" نحاس	۲۵	۴۰	۲۷½	۱
" دکمہ خانہ یعنی ڈھلائی	۲۵	۲۴	۱۸	۱
" قزاق قدیم	۶۰	۳۶	۳۱	۱
" آلہ دستگاہ	۵۰	۲۴	۱۸	۲
" فابریقۃ الانشاء	۲۵	۲۶	۲۱½	۱
" حدید قدیم	۱۰	۱۲	۷	۲
" مخزطہ	۹	۲۰	۱۰	۱
" احبال	۵۰	۴۲	۲۳	۲
عدۃ المالچولہ یعنی عیار	۲۰	۱۴	۱۱	۲
عدہ فابریقۂ حوض	۲۵	۴۸	۱۸	۱
فابریقۂ بکرات	۲۵	۴۸	۱۸	۱
عدۃ الحوض الکبیر	۱۰۰	۶۰	۳۰	۲
فابریقۂ برقی جدید	۰	۰	۰	۰
" بڑی جنگی توپوں کا	۰	۰	۰	۰
" مطرقہ مستجدہ	۰	۰	۰	۰

صیغہ انتظام بحری کے ماتحت، ایک کمیشن معائینہ کی بھی ہے جسکا اہتمام ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی اور ایک کاتب کے ذمہ رہتا ہے، اس کے علاوہ ایک دوسری کمیشن تقسیم تنخواہ کی زیر نگرانی ایک بکباشی کے پائی جاتی ہے جسکے ماتحت بارہ کلرک ہیں، اور ایک کمیشن بھیجے ہوئے سپاہیوں یا نئے رنگروٹوں کو مختلف بحری مقامات پر روانہ کرنے کی مہتمم ہے اور ان جہازوں کے لئے ضروری سامان کی روانگی بھی اسی کمیشن کو سپرد ہے جو مختلف بندرگاہوں میں خاص خدمات پر مامور ہیں اس کمیشن کا افسر ایک صاغقول آغاسی ہے جسکے ساتھ دو یوز باشی اور ایک کاتب بطور ماتحت ممبروں کے کام کرتے ہیں۔ آستانہ علیہ کے دارالصناعۃ میں حسب ذیل کام کے صیغے ہیں:۔

فوجی وردی کا گدام اور صیغہ	کوئلہ کا گدام اور صیغہ
فلائیک کا " "	تفنگ خانہ " "
عام ضروریات " "	لہاروں کا " "
تعینات کا " "	نقاشوں کا " "
جنگی ضرورتوں " "	لکڑیوں کا " "
بکرات کا " "	تارپیڈو کا " "

اور ان کے علاوہ چودہ صیغے بحری سپاہ اور بحری قوت کے متعلق ہیں۔ جنکی تفصیل چنداں ضروری نہیں۔ غرضکہ جملہ (۲۶) صیغے اس دارالصناعۃ میں ہیں۔

کارتوسوں اور گولوں کے بنانے کا کارخانہ ایک بحری میرآلاے کی نگرانی میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ایک بکباشی، چار قول آغاسی، اور دو یوز باشی کام کرتے ہیں یہ کارخانہ جنگی جہازات کی توپوں کے لئے ہر پیمانہ و مقدار کے گولے گولیاں بناتا، اور روشنی کے جنگی بان اور معمولی ماہتاب وغیرہ بھی تیار کیا کرتا ہے۔

بحری مطبع

اسکا ناظر ایک شاہی عہدہ دار برتبہ متمائز ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اٹھارہ ملازمین
جنمیں کاریگر اور مصحح وغیرہ سب شامل ہیں کام کیا کرتے ہیں اس مطبع میں بحری محکمہ کے
متعلق ہر طرح کا کام از قسم دفاتر، بحری اخبار، بحری ماہوار رسائل اور سالانہ رپورٹیں
وغیرہ وغیرہ شائع ہوا کرتی ہیں۔ وزارت بحریہ کے دفتروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:
دفتر شورای بحریہ:- اسمیں گیارہ مختلف رتبوں کے شاہی عہدہ دار ہیں اور اس کا
مہتمم متمائز کا رتبہ رکھتا ہے۔

" دائرۃ النظام - ۱۹ - مختلف رتبوں کے ملازم - مہتمم کا رتبہ دوم ہے۔
" حسابات جاریہ - ۳۲ - " " " رتبہ اولی قسم دوم ہے۔
" حسابات مرکزی - ۱۷ - " " " مہتمم برتبہ ثانیہ۔
" مراجعۃ البحریہ - ۳۴ - " " " مہتمم " "
" تحریرات بحری - ۱۵ - " " " " " "
" عام کاغذات کا - ۱۹ - کلرک مختلف درجوں کے " برتبہ ثانی متمائز۔
" اوزان بحریہ - اسمیں چھ رتبہ والے کلرک کام کرتے ہیں اور مہتمم کا رتبہ متمائز
دوم ہے۔
" جرنال - ۹ - شاہی عہدہ دار مختلف رتبہ والے - مہتمم درجہ دوم کا رتبہ [illegible]
" مصالح متداخلہ - ۱۰ - ملازم ہیں - " " " "

ان دفتروں کے علاوہ اور بھی کئی ایک چھوٹی شاخیں دفتر کی ہیں۔ مثلاً
مسلخانہ، محافظخانہ، دفتر دار الصناعۃ، ترجمہ کا دفتر، ڈاکخانہ [illegible]
عام شعبوں کا [illegible]

وزیر بحر کا ایک پرائیویٹ سکرٹری [illegible] رتبہ اولی رکھتا ہے اور اس کا
ایک مددگار [illegible] رتبہ اولی صنف دوم کا [illegible]

کوئلہ کی کانوں کی نظارت

یہ محکمہ بحری کے ماتحت کام کرتی ہے اور اس شعبہ کا افسر ایک میکانیکل انجنیر ہے جسکو لوا کا رتبہ حاصل ہے، اسکا تحریری دفتر جداگانہ ہے جسمیں تین کلرک کام کیا کرتے ہیں اور ایک کمیشن کانوں کی دیکھہ بھال کے لئے اس کے زیر اثر ہے جسکا رئیس ایک قائم مقام اور ممبر لوگ ایک بکباشی، تین صاغقول آغاسی، اور پانچ یوزباشی ہوتے ہیں +

بحری مدرسے

انکی کئی قسمیں ہیں، ایک قسم بحری انجنیروں کی ہے۔ یہ لوگ بحری جنگ کے ارکان ہوتے ہیں اور دوسری قسم میں میکانیکل انجنیری سکہائی جاتی ہے۔ اور ایک قسم مدرسہ بحریہ کی تجارت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ان سب کی نگرانی بحری سپاہ کے ایک عہدہ دار بہ رتبہ لوا کو تفویض ہے اُس کے ساتھ ایک قائم مقام ناظر پڑھائیوں کا، ایک قائم مقام معلم نقشہ کشی کا، ایک قائم مقام طبیب، تین بکباشی، تین صاغقول آغاسی، پانچ صولقول آغاسی، سولہ یوزباشی، اور تین ملازم یہ سب مدرس اور افسر ہیں، اس صیغہ میں ایک امام، اور ایک محاسب کلرک، ایک خطوط وغیرہ لکھنے والا کلرک اور چار اکونٹنٹ، ایک پرنٹر نصاب تعلیم کی کتابیں شائع کرنے والا رہتا ہے اور بھی سررشتہ کے ضروری ملازم مثل دفتری، چپراسی، اور کمپونڈر وغیرہ کے موجود ہیں۔ طالب علموں کی تعداد کسی وقت (۱۰۳۰) سے کم نہیں ہونے پاتی اور حسب ذیل علوم کی اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی ہے +

سوئے ایک غیر ملکی زبان، ریاضی علوم، علم مثلثات کرویہ حساب مثلثات مستقیمہ جبر و مقابلہ، مساحت نقشہ کشی، تاریخ بحری، فن جہازرانی، فن دریائی نقشہ کشی کا، علم ہیئت یعنی فلکیات، فن بحری۔ فن جنگ بحری، فن اشارہ اور فوٹو گرافی، علم الآلات

یعنی میکانکس فن جہاز سازی، اور اس کے بعد ترکی زبان اور اس کے علم ادب کی مکمل تعلیم دیجاتی ہے +

اس بحری مدرسہ کی ایک اور شاخ "مدرسہ تجاریۂ نہاریہ" کے نام سے موجود ہے جسمیں تجارتی جہازوں کے ملاحوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور اس سے صرف یہ مقصد ہے کہ علم کی اشاعت ہو اور تجارت کو فروغ حاصل ہو۔ نیز مدرسہ بحری کے تحت ایک اعدادی مدرسہ بھی ہے یعنی ابتدائی تعلیم کا مدرسہ۔ وہاں سے جو طالب علم نکلتے ہیں وہی بحری مدرسہ میں لیے جاتے ہیں۔ اعلےٰ بحری کالج میں تین جہاز طالب علموں کو عملی مشق کرانے کے لئے بھی موجود ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ فرقاطہ محمد سلیم یہ بحری جنگ کی مشق کا مدرسہ ہے۔ فرقاطہ مجبر سرور فن تارپیڈو سکھانے کا مدرسہ ہے، اور فرقاطہ سلیمیہ بحری گولہ اندازی کا فن تعلیم دینے کیلئے ہے +

عثمانی بحری صیغہ کی تازہ ترین سالانہ رپورٹ میں اس صیغہ کے اعلےٰ اور ادنیٰ افسروں کی حسب ذیل تفصیل درج ہے :-

عہدہ دار	تعداد	عہدہ دار	تعداد
وزیر بحر۔ اوّل امیر البحر اور مارشل کا رتبہ رکھتا ہے +	۱	برتبۂ لوا یعنی کونٹر ایڈمرل +	۶
		برتبۂ لوا ڈاکٹر +	۴
رتبۂ مشیر رکھنے والے جو سلطان المعظم کے ایڈیکانگ بھی ہیں +	۲	برتبۂ لوا میکانیکل انجنیر +	۴
		تیر آلا ے وائس کپتان جنمیں سے	۲۴
برتبۂ فریق یعنی نائب امیر البحر جنمیں سے چند سلطانی ایڈیکانگ بھی ہیں +	۹	(۹) زرہ پوش جنگی جہازوں پر مامور ہیں اور باقی محکمہ میں رہتے ہیں +	
		تیر آلائی ڈاکٹر لوگ +	۵
برتبۂ فریق میکانیکل انجنیر +	۳	برتبۂ امیر لوا میکانیکل انجنیر +	۱۰
برتبۂ فریق بحری ڈاکٹر +	۴	تیر آلائے جہاز سازی کے انجنیر +	۴

٠	اچھوا	١٨٩٠ء	ف	٣٨	٦	٢٩٢٠	٩٤٠	٢٥٠٠	١٨٠٠	٢	-	(٥) ٤٧ ملیمٹر
	نعمت	١٨٩١	ف	٥٧	٦	٣٧٤٠	٢٣٠	٣٦٨٠	٢١٩٠	٢	-	(٢) ١٧ سنٹ (٩) ١٢ سنٹ تیز دم
	شاہین دریا	١٨٩٢	ف	٤١	٧	٢٣٤٠	٤٥٠	٣٥٠٠	٢٢٩٠	٢	-	(١) ١٠.٥ سنٹ تیز دم کی (٦) م
	بے نام	[illegible]	ف	٦٠	٧	٣٨٠٠	٥٢٠	٢٨٠٠	٢٣٩٠	٢	-	(٦) ٥٧ ملیمٹر تیز دم
	قراویت سفائن حالی											
٠	پروسہ	١٨٥٩	خ	٥٥	١٠	٣٤٧٠	٨٠٠	٦٠٠	١٠٩٠	١	١٢٠	(١) ١٥ سنٹ کی (٢) ١٢ سینٹ کی (٢) ع ص (٢) م
٠	ادرنہ	١٨٥٩	خ	٥٥	١٠	٣٤٩٠	٦٨٢	٦٠٠	١٠٩٠	١	١٢٠	" " " "
٠	مسعودہ	١٨٦٣	خ	٥٥	٩	٢٩٥٠	٨٠٠	٦٠٠	٩٩٠	١	١٢٠	" " " "
٠	مظفر	١٨٦٣	خ	٥٥	١٠	٣٤٣٠	٨٠٠	٦٠٠	١٠٩٠	١	١٥٠	" " " "
٠	سینوپ	١٨٥٩ و ١٨٥٩	خ	٥٣	٩	٢٦٠٠	٨٠٠	٦٠٠	١٠٩٠	١	١٢٠	(٢) ١٥ سنٹ کی (١) ٥ سنٹ کی تیز دم -
	مدفعیات طبقۂ اولیٰ											
٠	بیروت	١٨٥٩ و ١٨٥٩	خ	٥٥	٨	٢٩١٠	٦٠٩	٦٠٠	١١٩٥	-	-	" (١) ٥ سنٹ کی تیز دم -
٠	اسکندریہ		خ	٥٥	٨	٢٩١٠	٦٠٩	٦٠٠	١٢٩٠	-	-	(٣) ١٢ سینٹ کی (١) ٩٠ ملیمٹر کی (٢) م

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

قسم اور نام	[illegible]	ڈھانچ: ذات	ڈھانچ: طول	ڈھانچ: عرض	ڈھانچ: [illegible]	ڈھانچ: [illegible]	آلات: [illegible]	آلات: [illegible]	آلات: [illegible]	آلات: [illegible]	توپیں
	سنہ	ذات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
مدفعیات طبقۂ اولےٰ											
مرتخ	۱۸۶۳	خ	۵۵	۸	۴و۱۰	۹۰۹	۶۰۰	۰و۱۱	–	–	(۳) ۱۲ سنٹک (۱) ۹۰ میلیمٹرک (۲) م
سدّ البحر	۱۸۹۵	ص	۵۵	۸	۴و۱۰	۶۰۹	۶۰۰	–	–	–	″ ″ ″ ″
عطارد	۱۸۹۲	خ	۵۵	۸	۴و۱۰	۹۰۹	۶۰۰	۰و۱۱	–	–	″ ″ ″ ″
زحاف	۱۸۹۵	ص	۵۵	۸	۴و۱۰	۶۰۹	۶۰۰	–	–	–	″ ″ ″ ″
مدفعیات طبقۂ ثانیہ											
عکا	۱۸۵۹	خ	۳۵	۶	۹۰و۲	۳۰۰	۲۴۰	۰و۷	–	–	(۳) ۹۰ میلیمٹرک (۲) م
فرات	۱۸۸۳	م	۳۶	۷	۰۰و۲	۲۵۰	۲۸۰	۰و۱۱	–	–	

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

قسم اور نام	سنہ ساخت	ڈھانچ: قسم دھات	ڈھانچ: طول	ڈھانچ: عرض	ڈھانچ: بلندی	ڈھانچ: وزن	آلات: قوت اسپ	آلات: تیزی	آلات: تعداد	آلات: ذخیرہ	توپیں
طراوات رفاس والی	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	ح م	میل	عدد	ٹن	
مژدہ رسان	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶۰۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۴۰	۱۱و۹۰	—	—	(۳) رع ص - (۱)
رودس	۱۸۶۰	خ	۳۸	۵و۹۰	۲و۳۰	۲۰۸	۴۰۰	۱۰و۹۰	—	—	(۳) 〃 (۱)
ساهر	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶و۰۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۴۰	۱۱و۹۰	—	—	〃 〃 〃
صیاد دریا	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶و۹۰	۳و۳۰	۲۵۸	۳۴۰	۱۲و۰۰	—	—	〃 〃 〃
ستار	۱۸۶۶	خ	۴۰	۴	۲و۰۰	۲۲۰	۳۴۰	۸و۱۰	•	•	(۳) ع ص
باقی کوشکی	۱۸۶۶	خ	۳۷	۵	۲و۴۰	۱۱۵	۳۰۰	۸و۱۰	•	•	〃 〃
زیور دریا	۱۸۶۶	خ	۴۲	۶	۳و۳۰	۲۵۸	۳۴۰	۱۱و۸	•	•	〃 〃

طرادات رفاسی والا

		٠									
شیخ علی شواق	۱۸۶۶	خ	۳۸	۵	۲۶۴۰	۱۹۵	۳۰۰	۹۰۰	-	-	(۳) ع ص (۱) م
اریکلی	۱۸۶۱	خ	۲۸	۴	۱۹۹۰	۱۴۴	۲۴۰	۱۱۵۰	-	چ	(۲) ع ص -
احسان	۱۸۴۹	ح	۴۲	۹	۳۹۳۰	۲۵۹	۳۲۰	۱۲۹۰	-	-	//
یمنی	۱۸۶۱	ح	۲۲	۵	۱۵۰۰	۱۵۰	۲۰۰	۵۱۰	-	-	//
سربصره	۱۸۶۱	خ	۲۸	۴	۱۹۹۰	۱۴۴	۲۴۰	۱۲۵۰	-	-	//
نیش	۱۸۶۰	ح	۳۰	۵	۱۹۲۰	۱۵۰	۲۴۰	۷۰۰	-	-	//
بهجت	۱۸۶۱	ح	۲۸	۵	۱۹۲۰	۱۵۰	۲۴۰	۹۰۰	-	-	//
نوبت	۱۸۶۵	ح	۳۳	۶	۲۲۲۰	۱۸۰	۲۸۰	۶۰۰	-	-	//
پیک تجارت	۱۸۵۹	خ	۴۰	۶	۴۰۰۰	۳۵۰	۴۰۰	۷۰۰	-	-	//
سودا	۱۸۶۱	خ	۲۸	۴	۱۹۹۰	۱۴۴	۲۴۰	۱۱۳۰	-	-	//
مطیعه	۱۸۵۵	خ	۴۰	۵	۳۰۰۰	۳۸۰	۱۲۰	۶۹۰	-	-	//
طائر بحری	۱۸۳۵	ح	۶۵	۱۲	۵۷۲۰۵	۱۲۳۰	۱۸۰۰	۲۲۰۰	-	-	(۵) ع ص (۲) م

عسیر	۱۸۶۱	خ	۶۴	۱۲	۵و۴۰	۱۵۱۳و۱	۴۵۰	۱۰و۰	-	-	د(۴) ع ص
اثر جدید	۱۸۴۱	خ	۶۱	۱۱	۴و۶۰	۱۰۶۶و۱	۳۰۰	۶۹۰	-	-	"
فیض باری	۱۸۴۸	خ	۶۹	۱۲	۵و۴۰	۱۴۴۴و۱	۴۵۰	۶۹۰	-	-	"
مجیدیہ	۱۸۴۵	خ	۶۹	۱۲	۵و۴۰	۱۴۴۸و۱	۴۵۰	۸۹۰	-	-	"
مورد نصرت	۱۸۶۹	ح	۱۲۰	۱۳	۵و۷۰	۲۲۲۹و۳	۸۰۰	۸۹۰	-	-	"
شعار نصرت	۱۸۶۹	ح	۱۲۰	۱۳	۵و۷۰	۲۲۲۹و۳	۸۰۰	۸۳۰	-	-	"
طائف	۱۸۷۱	خ	۸۴	۱۲	۵و۴۰	۱۵۱۲و۱	۴۵۰	۱۰۵۰	-	-	"
رکائب بداوالیب											
ارکادی	۱۸۶۹	ح	۶۸	۸	۲و۱۰	۶۹۶	۳۵۰	۱۵۹۰	-	-	د(۴) ۱ د(۲) م
آثار نصرت	۱۸۶۲	ح	۶۲	۱۰	۴و۷۰	۴۴۴و۱	۳۴۴	۱۳۹۰	-	-	د(۴) ۲ د(۲) "
کیٹڈیا	۱۸۶۳	ح	۶۳	۸	۲و۳۰	۸۲۰	۱۸۰	۱۴۹۰	-	-	د(۴) ۱ د(۲) "
فوائد	۱۸۶۵	ح	۶۹	۹	۴و۰۰	۱۰۶۵و۱	۳۵۰	۱۲۹۰	-	-	د(۴) " "
اسماعیل	۱۸۶۵	ح	۶۹	۹	۴و۰۰	۱۰۶۵و۱	۳۵۰	۱۲۹۰	-	-	د(۴) " "

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

نام و قسم	تاریخ دریا میں اترنے کی	ڈھانچ: دھات	طول	عرض	گہرائی	پانی برداری	آلات: قوت اسپ	سرعت	توپیں	کوئلہ کا ذخیرہ	توضیح
	سنہ	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	گھوڑے	میل	عدد	ٹن	
جہازات نقل رفاس والے											
بابل	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۰	۱۰و۵	۱۲۰۰و۱	۳۵۰	۱۲و۰	–	–	(۵) ع ص -
شادیہ	قر	–	–	–	–	–	–	–	–	–	
مقدمہ شرف	۱۸۸۵	خ	۶۶	۱۱	۴و۰۰	۱۳۲و۲	۱۵۰	۶۱۰	–	–	(۵) ع ص
پیک مسرت	۱۸۸۶	ح	۶۶	۱۱	۴و۰۰	۱۳۲و۲	۱۵۰	۶و۰	–	–	(۳) ,,
رہبر توفیق	۱۸۸۴	خ	۶۶	۱۱	۴و۰۰	۱۳۲و۲	۱۵۰	۷و۰	–	–	(۳) ,,
دولاب والی نقل کے جہازات											

عسیر	۱۸۶۱	خ	۷۴	۱۲	۵۸۴۰	۱۰۵۱۳	۴۵۰	۱۰۰۰	–	–	د(۴) ع ص
اثر جدید	۱۸۴۱	خ	۶۱	۱۱	۴۶۶۰	۱۰۶۶	۳۰۰	۶۰۰	–	–	″
فیض باری	۱۸۴۸	خ	۶۹	۱۲	۵۸۴۰	۱۴۴۴	۴۵۰	۶۰۰	–	–	″
مجیدیہ	۱۸۴۵	خ	۶۹	۱۲	۵۸۴۰	۱۴۴۸	۴۵۰	۸۰۰	–	–	″
مورد نصرت	۱۸۶۹	ح	۱۲۰	۱۳	۵۶۷۰	۲۷۲۹	۸۰۰	۸۰۰	–	–	″
شعار نصرت	۱۸۶۹	ح	۱۲۰	۱۳	۵۶۷۰	۲۷۲۹	۸۰۰	۸۰۰	–	–	″
طائف	۱۸۶۱	خ	۸۴	۱۲	۵۸۴۰	۱۰۱۵۲	۴۵۰	۱۰۵۰	–	–	″
رکائب بداوالیب											
ارکادی	۱۸۶۹	ح	۶۸	۸	۲۱۰۰	۶۹۷	۳۵۰	۱۵۰۰	–	–	د(۳) ۱ د(۲) م
آثار نصرت	۱۸۶۲	ح	۶۲	۱۰	۴۷۰۰	۳۳۴	۳۴۴	۱۳۰۰	–	–	د(۳) ۲ د(۲) ″
کینڈیا	۱۸۶۳	ح	۶۳	۸	۲۲۳۰	۸۲۰	۱۸۰	۱۴۰۰	–	–	د(۳) ۱ د(۲) ″
فوائد	۱۸۶۵	ح	۶۹	۹	۴۰۰۰	۱۰۶۵	۳۶۰	۱۲۰۰	–	–	د(۴) ″ ″
اسماعیل	۱۸۶۵	ح	۶۹	۹	۴۰۰۰	۱۰۶۵	۳۵۰	۱۲۰۰	–	–	د(۴) ″ ″

غیر زرہ پوش جنگی جہازات

نام اور قسم	دریا میں ڈالنے کی تاریخ	ڈھانچ					آلات				توپیں
		مسالۂ ساخت	طول	عرض	بلندی	پانی کی برداری	طاقت مشین	رفتار	جہازی	ذخیرۂ کوئلہ	
رکائب و الیب	سنہ ع	دھات	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	گھوڑے	میل	عدد	ٹن	
زینت دریا	–	–	–	–	–	۲۲۵	–	–	–	–	
عزالدین	۱۸۶۴	ح	۷۹	۹	۴و۲۰	۱و۷۵	۳۵۰	۱۵و۰	–	–	(۴) ۱ (۲) م
خانیہ	۱۸۶۳	ح	۷۳	۸	۳و۲۰	۸۲۹	۱۸۰	۱۳و۰	–	–	(۳) ۱ (۲) م
دار ظفر	۱۸۶۲	ح	۸۴	۱۰	۵و۴۰	۱و۴۴۴	۳۴۴	۱۳و۰	–	–	(۵) ۹۰ سلیمٹرک (۲) م
اسمو	۱۸۶۳	ح	۷۸	۸	۲و۲۰	۸۲۹	۲۶۰	۱۳و۰	۲۵۰	–	(۴) ۱
استنبول	۱۸۶۵	ح	۶۵	۹	۳و۲۰	۹۰۹	۳۵۰	۱۶و۰	۱و۲۰۰	–	
سلطانیہ	۱۸۶۱	ح	۱۵	۱۳	۶و۴۰	۲و۹۰۲	۸۰۰	۱۳و۰	–	–	(۳) ۱ (۲) م

ثریا	۱۸۶۵	ح	۶۰	۷	۲و۲۴۰	۵۰۰	۱۶۰	۱۱و۱۰	–	–	(۳) + (۴) م
طلیعہ	۱۸۶۵	ح	۶۹	۹	۴و۰۰۰	۱و۰۶۵	۳۰۰	۱۳و۰	–	–	
جہازات برائے خدمت دارالصناعۃ											
جبالی	–	خ	۰	۰	۰	۱۰۷	۹۰				
سریث	–	۰	۰	۰	۰	۰	۰				
حرکت	–	–	۰	۰	۰	۰	۰				
قاسم پاشا	۱۸۹۳	خ	۰	۰	۰	۱۰۷	۹۰				
مسرت	–	۰	۰	۰	۰	۰	۰				
اولطہ پنجہ	–	۰	۰	۰	۰	۸۰	۲۵				
رہبر	–	خ	۰	۰	۰	۱۰۷	۹۰				
چتانہ	۱۸۹۳	۰	۰	۰	۰	۷۸	۴۵				
دوکت	–	۰	۰	۰	۰	۰	۰				

غیر زرہ پوش جہازات جنگی

نام اور قسم	[illegible]	[illegible]	ڈھانچ: طول	عرض	بلندی	[illegible]	آلات: [illegible]	سرعت	[illegible]	[illegible]	توپیں
جہازات برائے خدمت دار الصناعۃ	سنہ	[illegible]	میٹر	میٹر	میٹر	ٹن	[illegible]	میل	عدد	ٹن	
تشریفیہ	۱۸۶۷	خ	۰	۰	۰	۸۰	۲۵	۱۲٫۵۰			
قمر	”	۰	۰	۰	۰	۰	۰				
توپخانہ	”	خ	۰	۰	۰	۱۰۶	۹۰				
یکی قپو	”	ح	۰	۰	۰	۱۰۷	۶۰				
یلدز (۱)	”	۰	۰	۰	۰						
سفائن بحر فاس			فٹ	فٹ	فٹ						
شادیہ	۱۸۵۴	خ	۲۱۵٫۸	۵۶٫۹	۲۸٫۵	۳۳۸۰	۶۰۰	۰	۱	۰	
فتحیہ (زنگرو ٹو کا مدرسہ)	۱۸۵۵	خ	۲۱۹٫۸	۵۶٫۹	۲۸٫۵	۳۳۸۰	۶۰۰	۰	۱	۰	
باریق باشراع											
نوائمہ	۱۸۴۲	۰	۰		۰	۱۵۹	۰	۰	۰	۰	
نوید فتوح	۱۸۴۴	۰	۰	۰	۵۰	۳۴۷۶	۰	۰	۰	۰	

(۱) اسکے علاوہ دار الصناعۃ کی خدمتہای خاص پر حسب ذیل کشتیاں آدبوتی تعین ہیں۔ اشرت۔ بولائر۔ لوازم۔ حیدریہ۔ بیٹ۔ طابزون۔ پرتو۔ کوکصو۔ سہولت۔ غیرت۔ زینت۔ ثمینت۔ سیف۔ سماک۔ صیاد۔ فیروز۔ جیلان۔ کلید بحر۔ شرف۔ توفیقیہ۔ ناہید۔ ثروت۔ سرعت۔ قوت۔ [illegible]۔ ہدایت۔ ۱۰۱۳۔ از سالنامہ بحریۃ ✦

غیر زرہ پوش جہازات

نام اور قسم	کس سنہ میں بنایا گیا	ڈھانچ: دھات کی قسم	طول	عرض	عمق	پانی کا وزن	انجن: گھوڑوں کی طاقت	توپیں
بصرہ کا جنگی بیڑہ	سنہ ء	دھات	فٹ	فٹ	فٹ	ٹن	گھوڑے	
جران نہر	۰	۰					-	(۳)
نصرت غزیز	۰	۰						(۳)
طیر نہری	۰	۰						(۳)
طوبار	۰	خ						(۳)
تمساح نہر (نہنگ دریا)	۰	خ						۰
اور دس نئے جہاز بن رہے ہیں	۱۸۹۳							(۳)
مختلف دخانی جہاز								
آلوس بدولاب	۰	ح	۰	۰	۱۰۵			
آنور "	۰	ح	۷۰	۷٫۰	۲٫۲۰	۵۰۰	۱۱٫۰۰	(۳)
بغداد "	۰	ح	۰	۰	۰	۰	۰	
بصرہ "	۰	ح	۰	۰	۰	۰	۰	
مسقط "	۰	ح	۶۰	۷٫۰	۱٫۰۰	۰	۰	
تاوس "	۰	ح	۰	۰	۰	۰	۰	
نجد برفاس	۰	ح	۶۵	۶٫۰	۱٫۲۰	۱۴۳۰	۹٫۰۰	(۲)
فرات بدولاب	۰	ح	۶۰	۷٫۰	۹٫۱۸	۰	۰	
رصافہ "	۰	ح	۶۰	۷٫۰	۱٫۲۰	۰	۰	
تلافیر برفاس	۰	ح	۰	۰	۰	۰	۰	
قلیچ علی بدولاب	سنہ ۱۸۵۹ء	خ	۰	۰	۰	۱۰۰	۰	
خیر الدین "	۱۸۵۹ء	خ	۰	۰	۰	۱۰۰	۱۰	

غیر زرہ پوش جہازات

حکومت کے بادبانی جہازات جو ادارۂ مخصوصہ کی جہازات کہلاتے ہیں

نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن
ارسلان	۱۴۹۱	نجد	۴۰۰	ازمید	۱۳۸
سکودلی	۱۳۰۳	کریت	۳۸۲	موصل	۱۳۰
حسن پاشا	۱۲۰۵	بنغازی	۳۵۷	اناطولی	۱۲۲
علی صبا پاشا	۱۱۸۵	لطفیہ	۳۳۳	سکفور طاغی	۹۲
کامل پاشا	۱۱۸۴	استنفیہ	۲۷۴	احسان	۹۰
ترک	۱۱۱۹	تجارت بحری	۲۵۹	نزہتیہ	۷۵
شوفرسان	۱۱۱۶	پلونہ	۲۲۱	مالتیہ	۷۵
مدار توفیق	۱۱۱۶	کدکلرک	۲۱۷	قاضی کوی	۷۵
قیصری	۹۹۴	ادرمید	۱۸۰	آیدین	۱۰۰
قپلان	۹۹۳	سلوری	۱۰۲	شاہین	۵۵
بحر جدید	۸۹۵	فنالی	۱۵۰	بندک	۵۰
سقاریہ	۸۸۰	مرمرہ	۱۵۰	قرتال	۵۰
جانیک	۸۶۶	مدار فوائد	۱۵۰	مسعود	۴۱
طولمہ بغچہ	۵۲۲	ہکبہ لی	۱۵۰	شمس	۳۰
پارس	۵۱۵	ہرکہ	۱۵۰	یکی قہوہ	
سلانیک	۵۰۶	قادریہ	۱۴۹		

علاوہ اس کے اس صیغہ میں دو دخانی جہازات بھی ہیں

دریائے عمان کی انتظامی جہازات بصرہ میں

نام	جسامت بحساب ٹن	طول فٹ	عرض فٹ
موصل	۵۳۸	۱۹۰و۰	۲۴و۰
قرات	۳۸۹	۱۷۸و۰	۲۱و۰
رصافه	۳۴۶	۱۷۵و۰	۱۵و۰
مسکت	۳۱۳	۱۵۰و۰	۲۱و۰
بغداد	۱۶۱	۱۴۴و۰	۱۵و۰
عزیزیه	۱۴۹	۱۲۰و۰	۳۰و۰
بصره	۱۰۰	۱۲۰و۰	۱۳و۰
شهبا	۷۰	۵۶و۰	۱۲و۰
ثریا	۶۵	۶۴و۰	۰۹و۰
حدیه	۶۲	۵۴و۰	۱۰و۰

پندرہویں فصل

دولت علیہ عثمانیہ کی بری جنگی قوت

یورپین ٹرکی میں مدافعت کے طریقے اور وہاں کے قلعے اور مورچے

ٹرکی کا مسئلہ اب لے دیکر صرف شہر قسطنطنیہ ہی میں منحصر رہگیا ہے اور تمام یورپ کے پولیٹکل مدبرین نے باتفاق رائے یہ بات مان لی ہے کہ اس شہر کو روسی حکومت کے قابو سے محفوظ رکھنے کے لئے سلطنت عثمانیہ کا قائم رکھنا اور اس شہر کو اسکا دارالسلطنت رہنے دینا بیحد ضروری ہے چنانچہ اسی امر کے لئے دول عظام نے کئی ایک خاص معاہدات کئے ہیں جنمیں سب سے زیادہ مشہور معاہدہ پیرس ہے اور اسکا ثبوت یوں بھی ملتا ہے کہ دول نے ترکی یورپین علاقوں کو اس سے جدا کرنے اور آزاد بنا دینے میں جیسی بدمعاملگی سے کام لیا ہے باوجود اسکے انہوں نے شہر قسطنطنیہ یا اس کے مضافات پر ہاتھ ڈالنے کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین ٹرکی کی تمام قوت مدافعت محض اس ایک شہر پر منحصر رہگئی ہے۔ اگرچہ معاہدہ برلن میں ۱۲ جولائی ۱۸۷۸ء کو یہ بات طے پا گئی تھی کہ بلغاریا کی خودمختار ریاست کوہستان بلقان کے سلسلہ پر قابض رہیگی لیکن بوقت ضرورت عثمانی سپاہ اس قدرتی مستحکم مقام کو اپنے تصرف میں لے سکیگی تاہم بعد میں اس معاہدہ کے اندر ایسا کچھ ردوبدل ہوا کہ یہ حق ٹرکی سے چھن گیا اور اب وہ

اس نفیس اور طبعی دفاعی لین سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی لہذا اسوقت یورپ کے خطہ میں سلطنت عثمانیہ کے پاس کوئی ایسی عمدہ سرحدی لین نہیں ہے جو قدرتاً مستحکم اور مدافعت کے لئے موزوں ہو اور اس کے قلب یعنی پایہ تخت کو خشکی کی طرف سے حملہ آور غنیم کے روکنے کا فائدہ دے سکے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ روسی حکومت نے معاہدہ پیرس کا مطلقاً لحاظ نہیں کیا ہے اور بحیرہ اسود میں ایک زبردست جنگی بیڑہ رکھ چھوڑنے کے علاوہ وہاں جہاز سازی کا کارخانہ اور مرمت جہازات کے متعدد جنگی گھاٹ بنوا لئے ہیں جسکے ذریعہ سے وہ بآسانی بحری راستہ سے دولت علیہ کی سرزمین پر تاخت و تاراج کرسکتا ہے۔ غرضکہ مذکورہ بالا وجوہ اور اسباب سے دولت عثمانیہ کو اس بات کی بیحد ضرورت تھی کہ وہ اپنے قلب اور پایہ تخت شہر قسطنطنیہ کی ایسی اعلیٰ درجہ کی قلعہ بندی کرے کہ خشکی اور تری دونوں جانب سے اسکی مدافعت کا پہلو زبردست ہو جائے اور غنیم خواہ کتنی ہی طاقت صرف کرے مگر وہ اس شہر پر کامیاب نہو سکے۔ اور ڈاردنلز اور باسفرس کی دونوں آبنایوں کو بند کرکے بحری راستہ سے غنیم کا اس شہر کے نزدیک آسکنا محال بنا دے ۔

چونکہ یہ امر ناممکن تھا کہ بری جانب سے مدافعت کے اسباب محض شہر قسطنطنیہ ہی پر منحصر رہیں اس لئے ضرورت ہوئی کہ آستانہ علیہ کے آگے بھی چند مستحکم مقامات کی قلعہ بندی کرلیجائے کہ وہاں سے بقیہ یورپین علاقوں پر بھی دباؤ پڑ سکے اور اسکے علاوہ یورپ کے ملکوں سے ڈانڈا مینڈی رہنے کے باعث سلطنت کا شرف قائم رہ سکے اس لئے شہر ایڈریانوپل کو جو بہت اہم موقع پر واقع اور اُن راستوں کا خط اتصال ہے جو کوہستان رودوپ سے نکلکر قسطنطنیہ کی جانب آتے ہیں اور یہ شہر اس کوہستان کو ہموار زمین سے جدا بناتا ہوا حد فاصل کا بھی کام دیتا ہے علاوہ بریں یہ شہر دو بڑی وادیوں مرتج اور طونجہ کے بھی خط اتصال پر واقع ہے۔ چنانچہ دولت علیہ نے یہاں چودہ زبردست مٹی کے قلعے زمانہ حال کی جدید وضع پر بنوائے ہیں اور یہ سب قلعے اس طرح دونوں دریاؤں کے کناروں پر آمنے سامنے واقع ہیں کہ بوقت جنگ ایک

ہر طرف مدافعت کا کام لینا آسان ہے اور فوجیں بڑی سرعت کے ساتھ اپنا رُخ بدل سکتی ہیں +

شہر قسطنطنیہ کو خلیج ایوبی یا خلیج گولڈن ہارن (شاخ زرّین) دو حصّوں میں تقسیم کر رہی ہے جنوبی حصّہ استنبول اور شمالی حصّہ گلاٹا، اور پیرا (بک اوغلی) کہلاتا ہے۔ استنبول خشکی کی طرف سے بذریعہ ایک قدیم اور مستحکم شہر پناہ کے محفوظ ہے۔ یہ شہر پناہ قلعہ یدی قلہ (ہفت برج) سے شروع ہو کر خلیج شاخ زرّین تک بسمت جنوب پھیلتی چلی گئی ہے اور محلہ ابی ایوب انصاری کو باہر چھوڑ دیا ہے۔ قسطنطنیہ کو بخط مستقیم ایک بڑی اور زبردست دفاعی لین محفوظ بناتی ہے جسے "خط کا غذخانہ" کہتے ہیں یہ خط تین متوازی لینوں سے جو بعید مستحکم ہیں مرکب ہوتا ہے اور ان لینوں میں سب سے دور والی لین بحیرہ مارمورہ سے آغاز ہو کر مکری کوئی نامی بستی سے ہوتی ہوئی بیوک درہ کے نزدیک ساحل دریائے باسفرس پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری لین شمال رویہ پہلی لین کو قوت پہنچاتی ہے۔ یہ دونوں خط فوجی بارکوں سے ملکر بنتے ہیں۔ تیسری لین ان دونوں لینوں کے قلب میں اُن بڑی بڑی فوجی بارکوں سے مرکّب ہے جو براہ راست شہر کو اپنے زیر حفاظت لیئے ہیں اور اُن بارکوں کے نام بارک داؤد پاشا اور رامز چفتلک مغربی سمت میں، اور قلعہ طابیہ، بارک توپچیہ اور بارک جدیدیہ شمالی سمت میں ہیں +

دوسری دفاعی لین جو خط چتالجہ کے نام سے مشہور ہے وہ قسطنطنیہ کے مغربی جانب ایک دن کے پیدل راستہ پر واقع ہے اور بحیرہ آسود کے نزدیک سے آغاز ہو کر بحیرہ مارمورا تک چلا آتا ہے۔ اسکا عرض تقریباً ۴۰ کیلومیٹر (۲۵ میل) کے برابر ہوگا، یہ خط ہر ایک فوج کو چاہے وہ کتنی ہی بھاری ہو شہر قسطنطنیہ کے نزدیک آنے سے روکتا ہے اس لین میں بکثرت مستحکم مقامات، مورچے، خندقیں اور توپخانہ کی ہاڑیاں موجود ہیں جنمیں (۲۵۰) توپیں مختلف پیمانوں اور قطروں کی ہیں اور (۱۲۰) پہاڑی توپیں موجود رہتی ہیں اسکے ماسوا ہر طرح کا سامانِ جنگ کافی مقداروں میں یہاں جمع رکھا جاتا ہے اسی کے ساتھ جو شخص ترکوں کی جنگجوئی اور اُنکے لڑنے مرنے پر ثابت

قدم رہنے کے اوصاف کا عالم ہوگا وہ بخوبی تصور کر سکتا ہے کہ ایسی سخت رکاوٹوں کو دور کر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرنا کس قدر دشوار امر ہے ہاں جب اربوں روپیہ اور لاکھوں جانیں تلف کر دی جائیں تو شائد یہ کڑی جھیل کر شہر پر حملہ ہو سکے جہاں پھر ویسا ہی قیامت خیز معرکہ پڑیگا +

اب رہی یہ بات کہ شہر مذکور کو بحری جانب سے بچا لینا کیسا ہے ؟ تو یہ بہت ہی آسان امر ہے اور اسمیں قدرتی رکاوٹیں اسقدر واقع ہیں کہ زبردست سے زبردست جنگی بیڑہ بھی شہر کے قریب مُسلّم نہیں آ سکتا کیونکہ بحری راستہ قسطنطنیہ کا دو تنگ آبنایوں ڈارڈنلز اور باسفرس میں ہو کر آتا ہے۔ آبنائے باسفرس ایک بڑی سخت پُر پیچ نہر ہے اسکا طول تیس کیلومیٹر اور عرض کہیں چھ سو اور کسی جگہ تین ہزار میٹر تک ہے اسکے دونوں کناروں پر بڑے زبردست جنگی قلعے بنے ہیں جنپر کرُپ کی جہاز شکن توپیں بکثرت چڑھی ہیں اور بوقت ضرورت تمام آبنائے بحری سُرنگوں سے بھر دی جاسکتی ہے جو ہزاروں جہازات کو دم بھر میں غرق کر سکیں۔ آبنائے مذکور کے سواحل پر زیادہ مشہور قلعے حسب ذیل ہیں :-

روم ایلی قواق تپلی طابیہ۔ یورپین ساحل پر۔ اناطولی قواق اور یوشع یا مجار قلعہ سی۔ ایشیائی ساحل پر۔ اس آبنائے کا دہانہ بحیرہ اسود کی طرف سے رومیلی فناری اور اناطولی فناری نامی دو قلعوں کی حفاظت میں ہے اور ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی چند زبردست مورچے کرتے ہیں جو جہازوں اور کشتیوں کو ساحل سے ٹھیک آنے نہیں دیتے جنوبی سمت میں خاص شہر قسطنطنیہ کے سامنے دو نئے قلعے ہر دو کناروں پر اور بھی بنے ہیں جو اگرچہ چنداں اہم نہیں تاہم کام دے سکتے ہیں اور بیچ سطح آب میں بھی چند باڑیاں موجود ہیں جنکے گولے باہم تقاطع کر جاتے ہیں۔ اور یہ تمام مضبوطیاں اگر آبنائے مذکور میں جنگی جہازوں کا گذرنا غیر ممکن نہیں بتاتی ہیں، تو کم از کم اُسے سخت دشوار اور خطرناک ضرور قرار دیتی ہیں +

آبنائے ڈارڈنلز کا طول (۷۵) کیلومیٹر اور عرض (۱۲۰۰) سے لیکر (۷۵۰۰)

میٹر تک کے مابین مختلف ہے اسی طرح اُس کی گہرائی (۵۰) اور (۶۰) میٹر کے مابین مختلف ہے اسکے محافظ قلعے بحیرہ ابیض متوسط کی جانب سے آبنائے کی انتہائی سروں پر واقع ہیں جنکے علاوہ شمالی کنارہ پر بہت سے دوسرے قلعے آبنائے کے تنگ ترین مقام پر پہیلتے چلے گئے ہیں جہاں پانی کی روانی بہت سخت اور تیز ہو جاتی ہے کیونکہ ایک طرف سے بحر ابیض کی زبردست لہریں اور دوسری جانب سے بحیرہ مارمورہ کی موجیں وہاں آپس میں آکر ٹکراتی ہیں اور آبنائے کے پانی کو حد درجہ کا متلاطم بنا دیتی ہیں۔ اس آبنائے کا دہانہ یورپین ساحل کے قلعہ اور مورچہ جات سدالبحر کی حفاظت میں اور ایشیائی ساحل کے حصار سلطانی کی حراست میں دونوں طرف سے محفوظ بنا دیا گیا ہے اور یہ قلعے اگرچہ ایک دوسرے سے تقریباً چار کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں تاہم انکی گولہ باری باہم بخوبی کراس کر لیتی ہے اور ایک دوسرے کو کاٹ جاتی ہے۔ اسکے سوا راستہ میں دونوں کناروں پر بیسیوں نئے اور پرانے قلعے تعمیر و درست کر لئے گئے ہیں جنسے یہ آبنائے اسقدر دشوار گزار ہو گئی ہے کہ تقریباً اسمیں سے کسی کا گزرسکنا محال ہے۔ ایشیائی ساحل پر چناق قلعہ۔ اور یورپین ساحل پر قلعہ سدالبحر یا کلید بحر۔ آبنائے کے ایسے تنگ حصہ پر واقع ہیں جسکا عرض (۱۲۰۰) میٹر سے زائد نہیں اور جسکو بوقت ضرورت فوراً آہنی زنجیروں اور تارپیڈو وغیرہ آلات سے بھی بھر دیا جا سکتا ہے پھر یہ سب قلعے اور مورچے وغیرہ ایسی زبردست اور تیز دم دور تک مار کرنے والی قلعہ شکن توپوں سے آراستہ ہیں جو بالکل تازہ ترین وضع اور ساخت کی ہیں نیز ہر وقت اُن قلعوں کی نگرانی ہوتی رہتی ہے اور شب و روز یہاں کی خبریں باب عالی میں پہنچا کرتی ہیں۔ برابر اُلسپکٹروں اور انجینیروں کا دورہ ہوتا رہتا ہے جو حسب ضرورت ہر ایک کی پوری کرتے رہنے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں +

[illegible] حفاظتی قلعے باقی مقبوضات یورپین [illegible]

[illegible]

البانیا کے بعض شہروں میں بھی جدید وضع کے قلعے بنے ہیں۔ باقی تمام مقاموں پر
وہی قدیم قلعے جو وقتاً فوقتاً مرمت کر لئے جاتے ہیں پائے جائینگے اور انہیں ترکی سپاہ
بطور چھاؤنیوں کے رہا کرتی ہے۔ اب جبل اسود اور سرویا والوں کی شرارتوں سے
تنگ آکر ان مقامات کی سرحدی لین پر بھی حال ہی میں کچھ اچھے قلعہ جات بنائے گئے
ہیں اور خاصکر شہر اور چھاونی نکی باز ار میں عمدہ قلعہ جات تیار ہو گئے ہیں۔ چھاونی مذکور
کے علاوہ شہر کے باہر بعض زبردست [illegible] بنائے
گئے ہیں اور مملکت یونان کی جانب خلیج آرٹا کے [illegible]
اسی طرح کے نئے استحکامات بنائے گئے ہیں ۔

ایشیائی ترکی میں مدافعت کا طریقہ اور وہاں کے قلعے اور مورچے

پچھلی روسی لڑائی جو ترکوں اور روسیوں کے مابین ہوئی اسکا انحصار
کچھ صرف یورپ ہی کے خطہ میں نہ تھا بلکہ ایشیا [illegible]
سے لے کر [illegible] پھیلا رکھے تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم وہاں [illegible]
مدافعت کا بھی مفصل ذکر کر دیں اور بالاختصار استقدر بتا دیں کہ اناطولیا کے حصے
میں دولت علیہ کی جنگی قوت کس وجہ کی ہے۔ اس ملک کا سب سے مشہور اور
ضروری قابل استحکام مقام شہر ارضروم ہے۔ یہ شہر [illegible]
کے مابین واقع اور ان راستوں کے عین [illegible] پر [illegible]
آتے اور فلسطین و خلیج فارس کی طرف جاتے ہیں۔ اس شہر کی [illegible]
ترکوں نے اسے بہت اعلے درجہ کا مستحکم مقام بنا لیا ہے جسکو فتح کرنا غیر ممکن ہو گیا ہے۔
یہ شہر ایک مستحکم شہر پناہ کی حمایت میں ہے جسکی مدافعت [illegible]

بری فوج

تمام سپاہ

۲۷ صفر ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۸۸۶ء کو [illegible] فرمان صادر ہوا تھا اس میں تمام ٹرکی کی مسلمان رعایا پر فوجی خدمت جبری طور سے لازم بنا دی گئی اور گو بعض مسلمان فرقوں کے لوگ اس مد سے بری ہیں تاہم اکثر بلکہ تقریباً سب مسلمانوں کو بیس سال تک ضرور ہی فوج میں کام کرنا پڑتا ہے اور اسقدر خدمت کی مدت یوں تقسیم ہو جاتی ہے - چھ سال کارکن یا نظام یا احتیاطی قوج میں [illegible] سال ردیف فوج میں پھر چھ سال مستحفظ سپاہ میں - جو نئے رنگروٹ ہر سال بھرتی ہوتے ہیں انکو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے پہلا طبقہ اُن نوجوانوں کا ہے [illegible] جنکو کسی حالت میں فوجی خدمت سے معافی نہیں ملسکتی اور دوسرے طبقہ میں وہ لوگ رکھے جاتے ہیں جو کسی خاندانی ضرورت یا جسمانی خرابی وغیرہ وغیرہ وجوہ کے باعث فوج میں رکھے جانے سے معاف کر دئے جاتے ہیں - پہلے طبقہ کے لوگ عامل فوج میں [illegible] چھہ ماہ یا نو ماہ تک کام کرتے ہیں یہ فرق بھرتی کے زمانہ میں [illegible] کے باعث ہو جاتا ہے - اور دوسرے معاف شدہ نوجوانوں [illegible] کو ایک دن فی ہفتہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے - چنانچہ اسطرح وہ بھی [illegible] کام کر کے احتیاطی عامل فوج کے دفتر میں درج کر لئے جاتے ہیں [illegible] فوج کے افسر قواعد وغیرہ سکھانے [illegible] لوگ [illegible] رہنے والی فوج کی [illegible]

[illegible]

تمام بری اور بحری فوجوں کی [illegible]

المعظم دام ملکہٗ فرماتے ہیں مگر وزیر جنگ بواسطہ جلالتمآب کی ماتحتی میں فوجی دفتر کا نگران افسر اور عام ارکان جنگ کا رئیس ہوتا ہے ✤

تمام قلمرو عثمانیہ سات فوجی چھاؤنیوں پر منقسم ہے اور ہر ایک چھاؤنی میں رہنے والی فوج اُردو یا فیلق کہلاتی ہے - ایک اُردو یا فیلق کو چار فرقوں اور آٹھ لواؤں پر تقسیم کیا جاتا ہے جنکے (۱۶) آلائے اور (۴۶) اورطہ اور (۲۵۶) بلوک ہوتی ہیں - یہ سب اُردو ئیں (بجز ساتویں اُردو کے جسمیں صرف عامل فوج پائی جاتی ہے) زمانہ جنگ میں برابر کام دیتی ہیں - اور ہر ایک اُردو میں ایک نظام - دو ردیف - اور ایک مستحفظ فوجیں ہوتی ہیں مگر زمانہ امن میں ہر ایک چھاؤنی میں صرف ایک پوری نظام فوج اور چار فرقے ردیف پلٹنوں کے برسرکار رہتی ہیں - وزارت جنگ نے یہ قاعدہ اس لئے بنایا ہے کہ ہر ایک فوجی چھاؤنی میں چار لاکھ اڑتالیس ہزار سپاہی تقریباً موجود رہسکیں جنکا سن (۲۰) اور (۴۰) سال کے مابین ہو اور وہ فوجی خدمت ادا کرتے رہیں - اِن ساتوں اُردوؤں کے علاوہ جزیرہ کریٹ ، طرابلس الغرب ، اور سرزمین حجاز کی فوجیں شمار مذکور سے خارج ہیں - ہر ایک اُردو میں دو فرقے پیدلوں کے اور ایک فرقہ سواروں کا ہوتا ہے - پھر اس کی تقسیم چھ آلائے پر ہوتی ہے اور چھ آلائے کے تین لواء بنجاتے ہیں ایک فرقہ توپچیوں کا کئی سوار توپخانہ کے رسالوں سے مرکب ہوتا ہے اُس کے بھی چھ آلائے اور تین لواء بنتے ہیں ایک اورطہ جنگی انجینروں کا ہوتا ہے ، ایک بلوک (کمپنی) ٹیلیگراف سگنلروں کی اور ایک اورطہ باربرداری والوں کا ✤

اور جو فوجیں جزیرہ کریٹ ، صوبہ طرابلس الغرب ، اور بلاد حجاز میں رہتی ہیں وہ مختلف قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں ✤

فوج بوقت امن

عثمانی سپاہ امن کے وقت پیدل ، سوار ، اور توپچیوں تینوں قسم کے سپاہیوں

سے مرتب ہوتی ہے۔ پیدل سپاہیوں کی (۶۶) آلاتے ہوتی ہیں ہر آلاتے میں چار اورطہ (پلٹنیں) اور دوسرے آلاے زعاف کی جنمیں سے ہرایک میں چار اورطہ اور (۱۵) اورطہ اوچی سپاہیوں کی۔ دو مستقل پیادہ اورطے جنمیں سے ایک اورطہ سوار پیدل ہوتا ہے غرضکہ اُن سب کا مجموعہ (۲۸۲) [illegible] (پلٹنیں) ہوا ◆

سواروں کی تعداد (۳۹) آلاے۔ ہر آلاے میں پانچ اورطہ (رسالے) اور نصف آلا سے جنمیں دو اورطہ ہوں ہوتے ہیں۔ انپر ایک سواروں کی آلائے گھوڑوں کی نگرانی یا جمع کرنے لئے اور اضافہ کی جاتی ہے جنمیں پانچ اورطہ ہوتے ہیں۔ اور سوار فوج کی ہر ایک آلاے کا پانچواں اورطہ اُسکی احتیاطی فوج کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے ◆

موجودہ توپچیوں کا نظام جو سنہ ۱۸۹۰ء میں مرتب ہوا ہے وہ صرف (۳۲) آلاے پر شامل ہے جنکا مجموعہ (۲۳۱) باٹریاں ہوتا ہے۔ انمیں سے اٹھارہ باٹریاں سواروں کی (۱۳۹) باٹریاں گاڑی والوں کی۔ اور (۲۴) باٹریاں کوہی توپخانہ کی ہیں (ہر باٹری میں چھ توپیں)۔ دولت علیہ نے سنہ ۱۸۹۲ء میں (۷۲) ۱۲ دن (بارہ سنٹیمیٹر قطر کی) توپیں جرمنی کے کارخانہ کرپ سے خرید فرمائی تھیں جنسے بارہ باٹریاں نئی تیار کی گئی ہیں اور اس اعتبار پر ایک اُردو میں توپچیوں کی ترتیب حسب ذیل ہوگی:۔ برنجی لواء۔ یہ سوار توپچیوں کی ایک مستقل قسم پر شامل ہے (تین باٹریاں والے) اور دو آلاے جنمیں سے ہر ایک کی دو قسمیں (ہر قسم میں تین باٹریاں سوار توپچیوں کی) ہیں (۱) ایکنجی لواء اسمیں دو آلاے شامل ہیں (ہر آلاے میں دو قسمیں اور ہر قسم میں تین سوار باٹریاں) (۲) اور اوچنجی لواء۔ یہ بھی دو آلاے پر تقسیم ہے اور ہر آلاے میں بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم میں تین سوار باٹریاں اور دوسری قسم میں تین کوہی باٹریاں ◆

قلعوں کے توپچی

یہ تین آلائے سے مرکب ہیں ہر آلاے میں چار اورطہ اور ایک آلاے پانچ

اورطہ کی اور ایک اورطہ سب سے جداگانہ - جملہ (۱۸) اورطہ +

جنگی انجنیر

جنگی انجنیروں کی تقسیم جنود میدان اور جنود قلاع کی دو قسموں میں کیجاتی ہے
پہلی قسم فوجی اُردوؤں کے ساتھ وابستہ اور اُس سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوگی-
اور دوسری قسم فوج توپچیاں کے تابع رہتی ہے - جنود میدان کی ترتیب سنہ ۱۸۹۴ء
تک مکمل نہیں ہوئی تھی (مگر اب مکمل ہوچکی ہے) اسمیں صرف چار اورطہ انجنیروں کے
ہیں - ہر ایک اورطہ میں چار بلوک - اور تین بلوک مستقل بالطہ جی والوں کی اور چار
بلوک ٹیلیگراف سگنلروں کی - جملہ (۳۲) بلوک ہیں - یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ ہر
اورطہ میں ایک بلوک تطلیجیہ کی، ایک بلوک لغمجیہ کی اور ایک بلوک پل بنانے والوں
کی رہتی ہے - رہا وہ فوجی عملہ جو باربرداری کا کام کرتا ہے اُس کے چھ اورطے ہیں-
اور ہر ایک اورطہ میں تین بلوک +

ادارۂ عسکریہ کی فوجیں

فوجی انتظام کی سپاہ ایک شغالہ (کارکن) آلاے اور دیگر سات شغالہ
اورطات سے مرکب ہوتی ہے ہر آلائے میں تین اورطہ اور ہر ایک اورطہ میں آٹھ
بلوک ہیں + تیمارجی (بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیری کرنے والا عملہ) شفاخانہ فوجی
کے ضمن میں داخل ہے اُنکی کوئی خاص تقسیم نہیں کیگئی ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ
نے عام طور پر اپنی فوج زمانہ صلح میں تقریباً دو لاکھ سپاہی رکھی ہے +

مذکورہ بالا چھ عامل فوج کے اُردوؤں میں سے ہر ایک اُردو کی ترکیب چار
ردیف فوج کے فرقوں سے ہوتی ہے جو آٹھ لواؤں میں تقسیم ہوجاتے ہیں اور ہر لواء
کی تقسیم دو آلاے میں کیجاتی ہے جس کے سب بلاک (۴۶) اورطہ - اور (۲۵۶)
بلوک ہوئیں اور ان سب قسموں کے افسر اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ تک ہر وقت موجود رہتے

ہیں جو ضرورت پڑتے ہی اپنی ماتحت سپاہیوں کو جنگ کیلئے تیار کرسکیں +

فوج بوقتِ امن

دولت عثمانیہ بوقت جنگ حسب ذیل [illegible] اور قواعد دان فوج تیار کرسکتی اور میدان جنگ میں لاسکتی ہے :-

(۱) چھ اُردو سلہ (عامل اور احتیاطی سپاہی) ۲۴۰,۰۰۰

(۲) بارہ اُردو سلہ فوج ردیف کے ۔ ۴۶۰,۰۰۰

(۳) سات اُردو فوج نظام کی اور تین فرقے عارضی قبضہ کے لئے ۔ ۸۹,۰۰۰

(۴) قلعہ کے توپچی سپاہیوں کی فوج ۔ ۳۵,۰۰۰

(۵) مستحفظ فوج جس میں (۳۸۴) اورطہ ہیں ۔ ۳۶۰,۰۰۰

میزان سپاہ (۱,۱۷۳,۰۰۰)

جنگِ میدان کے ساتھ اُن سوار رسالوں کو بھی اضافہ کرنا چاہئے جو باقاعدہ فوجی تعلیم نہیں پاتے ہیں اور حمیدیہ رسالے کہلاتے ہیں ۔ یہ لوگ کردی قبائل کے ہیں اور پہلے سے جبری فوجی خدمت کا قانون انپر نافذ نہیں ہوا تھا ۔ ان سپاہیوں کی مجموعی تعداد پچاس رسالوں سے زیادہ ہے اور ہر رسالہ کی تعداد مختلف ہے کسی میں کم آدمی ہیں اور کسی میں زائد ۔ بہرحال (۵۱۰) اور (۱۱۵۰) سواروں کے مابین ہر ایک رسالہ کی تعداد ہوتی ہے ۔ مگر شہسواری، دلیری، ثابت قدمی، اور سرفروشی میں ::

سلہ ہر اُردو میں (۴۳) اورطہ پیدل ۔ (۱۰) اورطہ سوار (۱۲) باٹریاں ۔ اور ان کے علاوہ ہر طرح کے دوسرے سپاہی بھی ہوتے ہیں +

سلہ ہر ایک اُردو میں (۴۴) اورطہ پیادہ (۱۰) اورطہ سوار (۱۲) باٹریاں توپخانہ کی اور باقی حسب ضرورت عملہ کے سپاہی ہوتے ہیں +

سپاہی ایسے بے مثل ہیں کہ ان قدرتی اوصاف نے انکی عدم قواعددانی کی کمی پوری کردی ہے چنانچہ دولت عثمانیہ بڑی آسانی کے ساتھہ حسب ذیل فوج میدان جنگ میں لاسکتی ہے :-

(۱) پوری قاعدہ دان فوج عامل اور احتیاطی ملاکر	۲۵۰،۰۰۰
فوج ردیف	۲۸۰،۰۰۰
فوج مستحفظ	۱۸۰،۰۰۰
میزان	۷۱۰،۰۰۰
(۲) وہ عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی جنکی مشق قواعد مکمل نہیں ہوئی ہے	۱۳۰،۰۰۰
(۳) کم قواعددان یا بالکل غیر قواعددان عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی یا نئے بھرتی شدہ رنگروٹ	۱۵۰،۰۰۰
ردیف فوج	۳۲۰،۰۰۰
مستحفظ فوج	۱۸۰،۰۰۰
میزان	۶۵۰،۰۰۰
میزان کل	۱،۳۶۰،۰۰۰

اس شمار و اعداد سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ بوقت حاجت اٹھارہ اُردو (آرمی کور) بے تکلف میدان جنگ میں لاسکتی ہے اور اسکا تمام سامان اس کے پاس موجود ہے ٭

فوج کے ہتھیار

ترکی فوج پیادہ کا ایک حصّہ سنہ ۱۸۸۷ء کی ایجاد شدہ ماؤزر بندوقوں سے مسلح ہے جنکا قطر (۹،۵) ملیمیٹر ہے اور اُن کے خزانوں میں سات کارتوس اکبارگی بھرے جاتے ہیں۔ توپخانہ میں کارخانہ کرپ کی بنی ہوئی تیزدم توپیں استعمال ہوتی ہیں سوائے باڑیوں کے پاس ۹ سنٹیمیٹر قطر کی توپیں ہیں۔ گھوڑ چڑھے توپخانہ میں ۸ سنٹیمیٹر قطر کی۔ اور کوہی باڑیوں میں ۷ سنٹیمیٹر قطر کی توپیں ہیں۔

اسی کے ساتھ جو خصوصیت دولت عثمانیہ کی فوجی قوت کے مکمّل رکھنے میں روز اوّل سے حاصل ہے وہ ہر وقت اُس کی توجہ اس صیغہ کی درستی اور تکمیل پر مائل رکھتی ہے چنانچہ ہمیشہ نو ایجاد یورپ کے اسلحہ سب سے پہلے عثمانی سپاہ کے تجربہ میں آتے ہیں اور مزید برین ترک سپاہی کی جنگی فطری قابلیت، اسکی دلیری، اُس کی ثابت قدمی، اور اُس کی افسروں کے احکام کی پابندی، یہ اعلیٰ درجہ کے اوصاف ہیں جو تمام دنیا سے ترکوں کی بہادری و جنگی لیاقت کا لوہا منوا چکے ہیں کسی یورپین سلطنت کی فوج ترکوں سے معرکہ آرائی کا حوصلہ نہیں کرتی اور نامی نامی یورپین جنرلوں سپہ سالاروں اور مبصران فن جنگ اس بات کو صاف طور پر تسلیم کرچکے ہیں خاصکر قیصر جرمنی ولیم ثانی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ترکوں سے بہتر جنگجو قوم روئے زمین پر نہیں ہے۔ فقط

تمام شد

انتظام قائم کرنیکو طلب کیگئی چنانچہ فوج زیر کردگی مارشل محمود شوکت پاشا قسطنطنیہ میں آئی اور اس نے شورش کو نہایت آسانی کے ساتھہ فرو کردیا۔ مگر چونکہ انجمن اتحاد و ترقی کو۔ شبہ بلکہ یقین پیدا ہوگیا تھا کہ اس تمام فساد میں سلطان عبدالحمید خان کا ہاتھہ ہے اس لئے سلطان عبدالحمید خان کو معزول کر کے انکے بھائی رشاد آفندی کو جو ولی عہد تھے۔ تخت نشین کردیا +

سلطان عبدالحمید خان مع اہل و عیال آجکل سالونیکا میں نظربند ہیں اور سلطنت سے انکو وظیفہ ملتا ہے +

رشاد آفندی جو سلطان محمد خامس کے لقب سے تخت پر بیٹھے ہیں سلطان عبدالمجید خان مرحوم کے چھوٹے بیٹے اور سلطان عبدالحمید خان کے حقیقی بھائی ہیں انکی عمر اسوقت تقریباً ۷۰ برس کی ہے +

اعلان دستور اور علی الخصوص سلطان عبدالحمید خان کی معزولی کے بعد سے کئی صوبے جو برائے نام شامل تھے سلطنت ٹرکی سے بالکل جدا ہوچکے ہیں۔ بوسنیا اور ہرزیگوینا کو جنپر پہلے آسٹریا کی حفاظت تھی اب آسنے اپنے ساتھہ ملحق کرلیا۔ اسپر ترکوں نے شور و غل مچایا اور آسٹرین سامان کو بائکاٹ کردیا۔ مگر سوائے اس کے کچھہ فائدہ نہ ہوا کہ آسٹریا نے ٹرکی کو ان دونوں صوبوں کے الحاق کا کچھہ نقد معاوضہ دیدیا +

بلغاریا نے آزادی حاصل کرلی۔ اسکی عوض میں بھی ٹرکی کو کچھہ نقد دیکر خاموش کردیا +

ان سطور کے لکھنے کے وقت کریٹ کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے۔ یونان اس جزیرہ کو اپنے ساتھ ملحق کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور چار دول یوروپ کہ جنکی افواج چند سال سے یہاں متعین تھیں انہوں نے جزیرہ کو خالی کردیا ہے۔ اب تمام دنیا منتظر ہے کہ اسکا فیصلہ آشتی سے ہو یا جنگ سے۔ خدا دنیا میں امن قائم رکھے اور ترکوں کو کامیابی اور طاقت بخشے +